رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنۡ لَّدُنۡكَ رَحۡمَةً وَّهَيِّئۡ لَنَا مِنۡ اَمۡرِنَا رَشَدًا

# حق کی تلاش

متلاشیان حق (صراط مستقیم) کے طلبگاروں کیلئے بہترین زادراہ

ارشاد اللہ مان




حق کی تلاش






توحید وسنت کی اشاعت کا مثالی ادارہ



# حق کی تلاش

متلاشیان حق (صراطِ مستقیم) کے طلبگاروں کیلئے بہترین زادِ راہ

تالیف ........ ارشاد اللہ مان

اشاعت ........ اکتوبر 2011ء

دارالتوحید کراچی پاکستان







کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

رَبَّنَآ اٰتِنَا مِنْ لَّدُنْكَ رَحْمَةً

وَّهَيِّئْ لَنَا مِنْ اَمْرِنَا رَشَدًا

(الکھف :۱۸/ ۱۰)



# آئینہ
# حق کی تلاش



باب اول

## توحید و شرک

فصل ۱ : ...... توحید کا بیان

فَصْلٌ: ۸ ...... توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف

........ باب سوم ........

## تقلید ائمہ اربعہ

فصل : ۱ ...... اصل امام کون؟

........ باب چہارم ........

# چند اہم امور کی وضاحت

باب پنجم

# شیعیت اور مرزائیت

## فصل: ۱ ...... شیعہ عقائد کا اصلی روپ



## فصل: ۲ ...... مرزائیت

باب ششم

## مفید متفرقات

### فصل : ۱ ...... مختلف موضوعات پر قرآنی آیات



### فصل : ۲ ...... تاویل



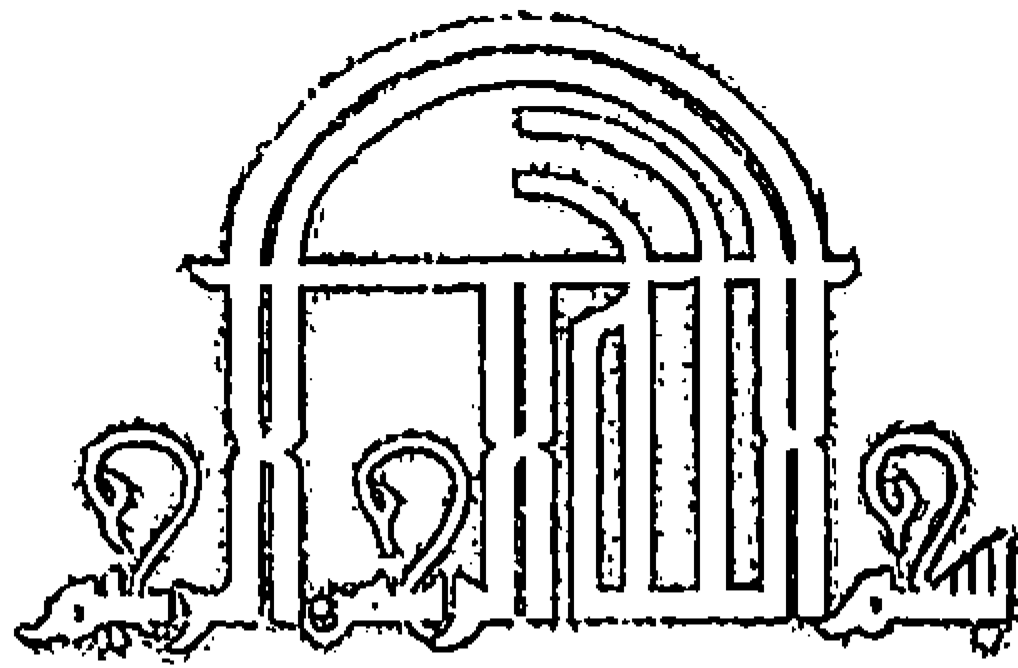
### فصل : ۳ ...... اسلام اور جمہوریت کا تضاد

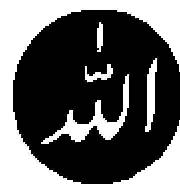
## ثبوت حاضر ہیں

# رشحاتِ فکر

## امام الہند مولانا ابوالکلام آزاد

اگر قرآن مجید اللہ کی رحمت کا تصور ہم میں پیدا کرنا چاہتا ہے تو یہ اس لیے کہ وہ چاہتا ہے ہم بھی سراپا رحمت و محبت ہو جائیں اور اگر وہ اس کی ربوبیت کا موقع بار بار ہماری نگاہوں کے سامنے لاتا ہے تو یہ اس لیے ہے کہ وہ چاہتا ہے ہم بھی اپنے چہرۂ اخلاق میں ربوبیت کے سارے خد وخال پیدا کریں اگر وہ اس کی رأفت وشفقت کا ذکر کرتا ہے اس کے لطف وکرم کا جلوہ دکھاتا ہے اس کے جُود و احسان کا نقشہ کھینچتا ہے تو اس لیے کہ وہ چاہتا ہے ہم میں بھی ان الٰہی صفتوں کا جلوہ نمودار ہو جائے۔ وہ بار بار ہمیں سناتا ہے کہ اللہ کی بخشش و درگزر کی کوئی انتہا نہیں اور وہ اس طرح ہمیں یاد دلاتا ہے کہ ہم میں بھی اس کے بندوں کے لیے بخشش و درگزر کا غیر محدود جوش پیدا ہو جانا چاہیے۔ اگر ہم اس کے بندوں کی خطائیں بخش نہیں سکتے تو ہمیں کیا حق ہے کہ اپنی خطاؤں کے لیے اس کی بخشائشوں کا انتظار کریں۔





کے نام سے شروع کرتا ہوں

جو بڑا ہی مہربان، نہایت رحم کرنے والا ہے

- اللہ تعالیٰ کی صفاتِ حسنہ کے فیوض و برکات کے ساتھ
- جو ازل سے بے پایاں محبت و شفقت کرنے
- حسین ولذیذ نعمتوں
- دنیوی و اُخروی حسنہ اور انعام و اکرام سے نوازتے رہنے والا
- بے انتہا ترس کھانے، درگزر کرنے، دکھ درد دور کرنے، بار بار رحم کرنے اور رحمت ارزانی کرنے
- سیئات کو محو کرنے اور ان کو حسنات میں بدلنے والا ہے۔ (ڈاکٹر نصیر احمد ناصرؒ)

# فرقہ بندی اور اسلام

ابو الاسرار

مصطفیٰؐ کے عہدِ زرّیں میں کوئی فرقہ نہ تھا — ایک بھی اُمّت میں سُنّی، ایک بھی شیعہ نہ تھا
بعد میں فرقے بنے ہیں بر سرِ پیکار ہیں — ان سے نفرت پھیلتی ہے باعثِ آزار ہیں
اتحاد و امن جب اسلام کا مقصود ہے — فرقہ بندی کا تخیّل مطلقاً بے سود ہے
مصطفیٰؐ نے کب کہا فرقے بنانے کے لیے — حق نے بھیجا ہے انھیں فرقے مٹانے کے لیے
ایک دیں نازل ہوا ہے "نوعِ انساں" کے لیے — فرقہ بندی ایک لعنت ہے مسلماں کے لیے
فرقہ بندی جرم ہے آیاتِ قرآں کے خلاف — جنگ پہ آمادہ کر دیتا ہے اس کا اختلاف
فرقہ بندی توڑتی ہے اتّحادِ باہمی — اس سے آتی ہے مسلمانوں کی طاقت میں کمی
فرقہ بندی اوڑھ لیتی ہے عداوت کا غلاف — فرقہ بندی ہے "حصارِ نظمِ ملّت" میں شگاف
فرقہ بندی جو سکھائے، دشمنِ اسلام ہے — غیر کا جاسوس ہے وہ مردِ نافرجام ہے
حشر میں فرقے نہیں اعمال دیکھے جائیں گے — جتنے "بد اعمال ہیں" "بد حال" دیکھے جائیں گے
کوئی فرقہ کوئی مذہب کام آسکتا نہیں — نیکیاں جب تک نہ ہوں جنّت میں جا سکتا نہیں
مُتّحد ہو کر مسلمانوں کو رہنا چاہیے — "چشمۂ توحید" کے دھارے میں بہنا چاہیے
نعرۂ خلق و محبّت تیز کرنا چاہیے — فرقہ بندی سے ہمیں پرہیز کرنا چاہیے
کوئی فرقہ ہو کسی فرقے کا میں حامی نہیں — مُعتقد اسلام کا ہُوں جس میں کچھ خامی نہیں

پہلی آیت میں ہے رمزی درس ربّ العالمیں
فیض ہر انسان کو پہنچے اسے ہی منشائے دیں



## مسنون خطبہ

اِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَ نَسْتَعِيْنُهٗ وَ نَسْتَغْفِرُهٗ وَ نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ اَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهٗ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، وَأَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

اَمَّا بَعْدُ: فَاِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَ خَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ ﷺ وَشَرَّ الْاُمُوْرِ مُحْدَثَاتُهَا وَ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ وَ كُلَّ ضَلَالَةٍ فِي النَّارِ

''بلاشبہ سب تعریف اللہ ہی کے لیے، ہم اسی کی تعریف کرتے، اسی سے مدد مانگتے اور اسی سے بخشش طلب کرتے ہیں۔ اپنے نفس کی شرارتوں اور اپنے برے اعمال سے اللہ کی پناہ میں آتے ہیں۔ جسے اللہ راہ دکھائے اسے کوئی گمراہ نہیں کرسکتا اور جسے وہ دھتکار دے اسے کوئی راہِ راست پر نہیں لا سکتا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے، وہ اکیلا ہے، کوئی اس کا شریک نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ سیدنا محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔''

''حمد و صلوٰۃ کے بعد! یقیناً تمام باتوں سے بہتر بات اللہ کی کتاب اور تمام طریقوں سے بہتر طریقہ محمد ﷺ کا ہے اور تمام امور میں سے برے کام (دین میں) خود ساختہ (بدعت والے) کام ہیں، ہر بدعت گمراہی اور ہر گمراہی کا انجام جہنم ہے۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿١٠٢﴾ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ

وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّنِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِيْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا ۝ يٰۤاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَقُوْلُوْا قَوْلًا سَدِيْدًا ۝ يُّصْلِحْ لَكُمْ اَعْمَالَكُمْ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِيْمًا ۝

''اے اہل ایمان!...... اللہ سے ڈرو جیسا اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تمھیں اس حال میں موت آئے کہ تم مسلمان ہو۔ لوگو!...... اپنے رب سے ڈرو جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا، (پھر) اس سے اس کی بیوی کو بنایا اور (پھر) ان دونوں سے بہت سے مرد اور عورتیں پیدا کیں اور انھیں (زمین پر) پھیلا دیا۔ اللہ سے ڈرتے رہو جس کے نام پر تم ایک دوسرے سے سوال کرتے ہو اور قطع رحمی سے (بچو)۔ یقیناً اللہ تم پر نگران ہے۔ اے اہل ایمان!...... اللہ سے ڈرو اور سیدھی (سچی اور کھری) بات کہو۔ اللہ تمھارے اعمال سنوار دے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف فرما دے گا۔ جس نے اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کی، یقیناً اس نے عظیم کامیابی حاصل کر لی۔''

مسلم، الجمعة، باب تخفيف الصلوٰة والخطبة، ح: ۸۶۸ و ۸۶۷۔ والنسائی، ۳۲۷۸۔

رواه الاربعة و احمد والدارمی، وروی البغوی فی شرح السنة مشکوٰة، مع تعليقات الابانی النكاح، باب اعلان النكاح...... وقال الالبانی حديث صحيح

تنبیہات:

صحیح مسلم، سنن نسائی اور مسند احمد میں ابن عباس اور ابن مسعود W کی حدیث میں خطبہ کا آغاز (ان الحمد لله) سے ہے لہٰذا (الحمد لله) کی بجائے (ان الحمد لله) کہنا چاہیے۔

یہاں (نومن به ونتوكل عليه) کے الفاظ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔

یہ خطبہ نکاح اور عام وعظ و ارشاد یا درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسے خطبہ حاجت کہتے ہیں اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت و ضرورت سے بیان کرے۔

# مؤلف کی آپ بیتی

میرے پیارے قارئین کرام!

السلام علیکم و رحمۃ اللہ و برکاتہ!

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا ۠ وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ كُنْتُمْ اَعْدَآءً فَاَلَّفَ بَيْنَ قُلُوْبِكُمْ فَاَصْبَحْتُمْ بِنِعْمَتِهٖٓ اِخْوَانًا ۚ وَكُنْتُمْ عَلٰى شَفَا حُفْرَةٍ مِّنَ النَّارِ فَاَنْقَذَكُمْ مِّنْهَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ لَكُمْ اٰيٰتِهٖ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ۝

''اے ایمان والو!...... اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم نہ مرنا مگر اس حال میں کہ تم مسلمان ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھامے رکھو اور تفرقہ میں نہ پڑو اور اللہ کا احسان اپنے اوپر یاد کرو جب کہ تم آپس میں دشمن تھے پھر تمھارے دلوں میں الفت ڈال دی پھر تم اس کے فضل سے بھائی بھائی بن گئے اور تم آگ کے گڑھے کے کنارے پر تھے پھر تم کو اس نے نجات دی۔ اس طرح اللہ تمھیں اپنی نشانیاں یاد دلاتا ہے، تا کہ تم ہدایت پاؤ۔'' (آل عمران : ۳/ ۱۰۲، ۱۰۳)

کچھ شک نہیں کہ کبھی میں بھی اپنی گمراہی کے ہاتھوں آگ کے گڑھے کے کنارے کھڑا تھا کہ اس حال میں میرے رب نے مجھ پر احسان کیا، اور مجھے جہنم کا ایندھن بننے سے بچا لیا اور میرا رخ ہدایت کی جانب موڑ دیا۔ فللہ الحمد

میری داستان حیات کچھ اس طرح ہے کہ میں ضلع شیخوپورہ کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں ۱۹۳۸ء میں پیدا ہوا۔ میٹرک ۱۹۵۴ء میں ہائی سکول واربرٹن سے اور ایف ایس سی ۱۹۵۶ء میں گورنمنٹ کالج لاہور سے کی۔ ۱۹۶۱ء میں ضلع کونسل شیخوپورہ میں ملازم ہوگیا۔ یہ ۱۹۶۲ء کی بات ہے، جب شرقپور شہر میں میاں شیر محمد صاحب کا عرس تھا، اس موقع پر شرقپور کے کچھ احباب نے شرقپور آنے کی دعوت دی، میں نے دعوت قبول کر لی کہ چلو اس بہانے میاں شیر محمد صاحب کا عرس بھی دیکھیں گے۔ جب میں اور میرے احباب عرس میں پہنچے تو بڑا عجیب منظر دیکھا۔ سٹیج لگ

چکا تھا، بیس کے قریب علماء سٹیج پر براجمان تھے، سٹیج سیکرٹری سپیکر پر یکے بعد دیگرے علماء کے نام پکار رہا تھا، ہزاروں کی تعداد میں لوگ جمع تھے۔ باری باری علماء مائیک پر آتے، تقریر فرماتے اور واپس اپنی نشست پر بیٹھ جاتے۔ ایک مولوی صاحب کہ نام جن کا مولوی نوری قصوری تھا، مائیک پر تشریف لائے، انھوں نے تقریر شروع کی اور تقریر کے دوران ایک واقعہ سنایا، جو کچھ یوں تھا:

''جنید بغدادی بغداد کے رہنے والے تھے۔ اس شہر کے ساتھ دریائے دجلہ بہتا ہے۔ جنید بغدادی جائے نماز لے کر دریا کے کنارے تشریف لائے اور دریا کے کنارے پر جائے نماز بچھا کر دو رکعت نفل نماز پڑھی۔ اس کے بعد جائے نماز کو اٹھا کر دریا میں بہتے پانی پر رکھ دیا اور ساکن جائے نماز پر دو نفل نماز ادا کی، پھر جائے نماز کو دریا کے دوسرے کنارے چلنے کا حکم دیا، دوسرے کنارے پہنچ کر پھر جائے نماز بچھا دی، دو نفل نماز ادا کی پھر جائے نماز اٹھا کر انھوں نے دریا کے اندر بہتے پانی پر رکھ دی اور خود اس کے اوپر بیٹھ گئے اور جائے نماز کو واپس شہر کی طرف مسلسل چلتی رہی۔ ابھی تھوڑی ہی دور دریا کے اندر جائے نماز گئی تھی کہ قریبی جنگل سے ایک آدمی نکلا، اس نے کہا: مجھے بھی بغداد شہر جانا ہے۔ جنید بغدادی نے جائے نماز کو حکم دیا کہ واپس کنارے پر لگ جاؤ، چنانچہ اس آدمی کو بھی جائے نماز پر بٹھالیا۔ جنید بغدادی نے اسے حکم دیا کہ تم یا جنید! یا جنید! کہتے رہو اور میں یا اللہ! یا اللہ! کہوں گا، وہ سامنے بغداد شہر ہے، ہم ابھی پہنچ جائیں گے۔ اس آدمی نے یا جنید! یا جنید! کہنا شروع کیا اور جنید بغدادی یا اللہ! یا اللہ! کہتے رہے اور جائے نماز دریا کے اندر بہتے پانی پر بغداد شہر کی طرف چلنے لگی۔ جب آدھا سفر طے ہوگیا تو شیطان نے اس آدمی کے کان میں پھونکا کہ تم شرک کر رہے ہو کہ تم غیر اللہ کو پکار رہے ہو، جیسا کہ شیطان ان کے کان میں پھونکا کرتا ہے۔ اس آدمی نے سوچا بات تو ٹھیک ہے، چنانچہ اس نے یا جنید! کی بجائے یا اللہ! یا اللہ! کہنا شروع کر دیا۔ یہ کہنا تھا کہ وہ پانی میں ڈوبنے لگا، جب جنید نے یہ صورت حال دیکھی تو اس کو بالوں سے پکڑ کر جائے نماز پر بٹھایا اور فرمایا: تمھارے ساتھ یہی ہونا چاہیے تھا کہ تم جنید تک تو ابھی پہنچے نہیں اور اللہ کو لگے ہو پکارنے!''

مولوی نوری قصوری کی اس بات نے میرے تن بدن میں آگ لگا دی۔ حالانکہ مجھے نہیں پتا تھا کہ بریلوی کیسے ہوتے ہیں؟ دیو بندی کیا ہیں؟ اہل حدیث کون ہیں؟ اور یہ کہ شیعہ کیا چیز ہیں؟ کیونکہ میں نے میٹرک اور ایف ایس سی میں صرف اسلامیات پڑھی تھی، اس کے علاوہ میرا مذہبی مطالعہ نہ تھا۔

میرے نزدیک مولوی نوری قصوری کی بات اللہ کے حضور بہت بڑی گستاخی تھی، چنانچہ میرے دل میں یہ بات بیٹھ گئی کہ یہ لوگ گمراہ ہیں اور مجھے تحقیق کرنی چاہیے کہ اصل دین کیا ہے؟ پھر۱۹۶۲ء سے لے کر ۲۰۰۵ء تک میں نے مسلسل یہ تحقیق کی کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں جو دین دیا ہے، وہ کیا ہے؟ یہی وجہ ہے کہ میں نے احمد رضا خاں صاحب کا مکمل ترجمۂ قرآن اور تفسیر مراد آبادی پڑھی، دیوبند مکتبہ فکر کا ترجمہ وتفسیر پڑھی، اہل حدیث کا ترجمہ وتفسیر پڑھی، سعودیہ سے چھپنے والے قرآن کا اردو ترجمہ وتفسیر پڑھی، بخاری، مسلم اور مشکوٰۃ شریف کا ترجمہ پڑھا، حنفی فقہ کی کتابیں یعنی هدايه، در مختار، کنز، قدوری، شرح وقايه، فتاویٰ عالمگیری، مالابد منه اور بہشتی زیور وغیرہ پڑھیں۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی کتاب غنية الطالبين کا مطالعہ کیا، حقيقة الفقه اور دیگر بے شمار کتابیں پڑھیں، تا کہ حقیقی دین کا پتا چل سکے۔ علاوہ ازیں آج کے تمام متنازعہ مسائل پر بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث علماء سے قرآن مجید وصحیح حدیث کی روشنی میں بار بار تبادلۂ خیال کیا، کیونکہ اگر انسان حقیقی دین کا علم حاصل کیے بغیر کوئی عقیدہ رکھے گا اور عمل کرے گا تو جب قیامت کے دن ایسا انسان اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش ہو گا تو اللہ تعالیٰ فرمائے گا تیرا عقیدہ ہی ٹھیک نہ تھا، لہٰذا تیرے سارے اعمال رائگاں ہیں اور تو جہنم کا مستحق:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَكَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَآ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ﴿۳۹﴾

''اور جن لوگوں نے ہماری آیات کا انکار کیا اور جھٹلایا وہی دوزخی ہیں، وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے۔'' (البقرة: ۲/ ۳۹)

چنانچہ اب تینتالیس (۴۳) سالہ تحقیق کا نچوڑ میں نے اس کتاب میں لکھ دیا ہے، میری طویل تحقیق کا خلاصہ یہ ہے:

۱. اصل آفاقی اور عالمگیر دین اسلام کا قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں علم حاصل کیجیے، کیونکہ یہ دونوں وحی جلی اور وحی خفی ہیں اور انھی میں دین مکمل ہو چکا ہے۔
۲. مکمل توحید کا خالص عقیدہ وعمل اختیار کریں، ہر عمل اسوۂ رسول (ﷺ) کے مطابق کریں، بدعت سے قطعی اجتناب کریں۔
۳. دین اسلام، کسی بھی مسلک، فقہ الرائے اور فرقہ کی نفی کرتا ہے، امت کو محض کسی مسلک، فرقے اور فقہ الرائے کی طرف دعوت دینے کی بجائے اسلام کے آفاقی اور عالمگیر پیغام کی طرف

دعوت دیں، کیونکہ اگر آپ نے اسلام آباد سے مکہ و مدینہ جانا ہے اور آپ جدہ کی پرواز میں سوار ہونے کی بجائے اسلام آباد سے جکارتہ کی پرواز میں سوار ہو جائیں تو آپ کا یہ امید رکھنا کہ میں جدہ یا مکہ و مدینہ پہنچ جاؤں گا محض خام خیالی اور ناممکن بات ہے۔

۴ رسول عربی ﷺ کا عقیدہ، اطاعت، سنت اور طریقہ اختیار کریں، تاکہ آپ کو قیامت کے دن رسول عربی ﷺ کے تابع فرمان کے طور پر پکارا جائے، ورنہ تباہی ہے، کیونکہ اللہ کے نزدیک جو مقام امام الانبیاء جناب محمد رسول اللہ ﷺ کو حاصل ہے وہ اور کسی ہستی کو حاصل نہیں اور قیامت کے دن ہر انسان کو اس ہستی کے نام پر پکارا جائے گا جس کی اس نے اس دنیا میں فرماں برداری کی ہو گی۔ اگر اس دن آپ کو رسول اللہ ﷺ کے تابع فرمان کے طور پر پکارا گیا تو آپ کامیاب ہیں، ورنہ ناکام۔ (دیکھیے تفسیر مراد آبادی۔ بنی اسرائیل : ۷۱، ف ۱۵۹)

۵ اس کتاب میں جو کتابیں حوالہ کے لیے درج کی گئی ہیں مثلاً قرآن مجید، کتب احادیث اور دیگر کتب، ان کی لائبریری بنائیں تاکہ آپ دین کا مکمل علم حاصل کر سکیں۔ اگر ایک آدمی یہ لائبریری نہیں بنا سکتا تو مل کر بنائیں، روزانہ صبح و شام تھوڑا تھوڑا وقت دین کے مطالعہ کے لیے وقف کریں، اس طریقہ سے دو تین سال میں آپ کی لائبریری بھی بن جائے گی اور صحیح دین کا علم بھی حاصل ہو جائے گا۔ مبشر احمد ربانی صاحب کی تین جلدی کتاب ''آپ کے مسائل اور ان کا حل'' بھی ضرور پڑھیں۔

کتاب میں کوشش کی گئی ہے کہ صرف وہ دلائل دیے جائیں جو قرآن اور صحیح احادیث سے ثابت ہوں۔ موضوع اور ضعیف احادیث سے مکمل اجتناب کیا گیا ہے۔ دوست و احباب اور علمائے کرام سے گزارش ہے کہ وہ ''حق کی تلاش'' مطالعہ کے بعد عوام کے فائدہ کی خاطر بے تکلف ہو کر مجھے اس میں پائی جانے والی ہر نقص و کمی سے آگاہ فرمائیں، راقم خلوص دل سے اپنی غلطیوں کو قبول کر کے مشکور ہو گا اور اگلی طبع میں ان شاء اللہ تعالیٰ ضرور ان کی اصلاح کر دے گا۔ والسلام علیکم و رحمة الله و بركاته!

خادم کتاب وسنت

انجینئر ارشاد اللہ مان

محلہ مسلم گنج، نزد سٹیڈیم پارک، شیخوپورہ

ایک دردمند دل کی پکار

اے میرے پاک وطن کے فرزندو!

# آؤ پاکستان بچائیں

پاک سرزمین میں بسنے والے میرے بیٹو! بیٹیو! جوانو اور بوڑھو!

السلام علیکم ورحمة الله و برکاته:

یہ پاک وطن، یہ پاک سرزمین...... یہ عالم اسلام کی امیدوں کا محور و مرکز وطن...... یہ اسلام کا قلعہ...... جسے دنیا Fort of Islam کی حیثیت سے جانتی اور پہچانتی ہے...... ہم نے اسے قائد محمد علی جناح کی ولولہ انگیز قیادت میں لاکھوں جانوں کی قربانیاں دے کر حاصل کیا ہے۔ دشمنان اسلام خاص طور پر یہودی، صلیبی اور مکار ہندو کی شروع دن سے یہ سازش ہے کہ...... وہ خفیہ طور پر ہم میں فرقہ بندی اور مذہبی گروہی نفرتوں کو پروان چڑھا کر ہماری وحدت و اخوت کو پارہ پارہ کر دے...... ہماری یکجہتی و یگانگت پر ضرب کاری لگا کر ہم میں انتشار و افتراق، بُعد و دوری اور محبت کی جگہ نفرتیں و باہمی دشمنیاں بپا کر دیں...... ہمارے قومی اتحاد کو ختم کر کے کافروں کے لیے سوہان روح بنے ہوئے پاکستان کے ایٹمی پروگرام کو تباہ کر دیں...... یوں ہمارا نام و نشان تک دنیا کے نقشے سے حرف غلط کی طرح مٹا دیں۔

اس مذموم مقصد کے لیے خفیہ فنڈز مختص ہو چکے ہیں، منصوبے بن چکے ہیں...... کٹھ پتلی مہرے کلیدی عہدوں پر مقرر ہو کر اپنا کردار ادا کر رہے ہیں...... ہماری ہلاکت و تباہی کے لیے ان کا تیار کردہ مہلک ترین ہتھیار ''فرقہ واریت کا بم'' ہے۔ یعنی مسلمانوں کے مختلف طبقوں اور مکتبہ ہائے فکر کے حامل لوگوں کو آپس میں ہی دست و گریباں کرا کر

لڑا دیا جائے۔ کافروں کو عملاً کچھ نہ کرنا پڑے اور ایک مسلمان خود دوسرے کو مارے، دوسرا تیسرے کو، یوں یہ سلسلہ چل نکلے، اور کافروں کے خلاف ہر محاذ اور میدان میں سیسہ پلائی دیوار بن کر لڑنے والے مسلمان آپس میں ایک دوسرے کو قتل کریں۔ کافروں کی جان چھوٹ جائے اوران کا دشمن بھی خود بخود ختم ہو جائے۔ یہ ہے پاکستان واسلام کے خلاف دشمنوں کی منصوبہ بندیاں اور سازشیں......

آیئے!......ہم عہد کریں کہ ہم نے دشمن کے اس ہتھیار کا شکار نہیں ہونا اور نہ ہی اپنی یگانگت واخوت کو پارہ پارہ کر کے اپنی قوت و طاقت کو برباد کرنا ہے، بلکہ ہم نے پہلے سے بھی زیادہ مضبوط ہوکر قائد محمد علی جناح کی بے مثال قیادت میں حاصل کیے گئے مسلمانوں کے ملک اس ایٹمی پاکستان کو نہ صرف بچانا ہے بلکہ اسے مزید مضبوط وتوانا بنانا ہے۔ان شاء اللہ

امت مسلمہ کے جوانو اور میرے پیارے بیٹو!

میں آپ کا ہمدرد دعا گو بزرگ ارشاد اللہ مان آپ سے مخاطب ہوں......!

میں اب عمر کے اس حصہ میں پہنچ چکا ہوں کہ جس میں انسان بہت کمزور و ناتواں ہو جاتا ہے اور اپنی آخرت کی فکر کرتا ہے۔ میں اب ہر وقت آپ کے لیے دعائے خیر ہی کر سکتا ہوں۔ میرے لیے کوئی بریلوی ہو، شیعہ ہو، دیوبندی ہو، یا اہل حدیث ہو، سب بیٹوں کی طرح ہیں۔ جیسے ایک باپ کو اپنے مختلف طبیعتوں اور ذہنیتوں کے مالک بیٹوں سے پیار ہوتا ہے کیونکہ وہ اس کا خون جو ہوتے ہیں، بالکل اسی طرح آپؐ سب مجھے بہت پیارے ہیں، میری آنکھ کے تارے ہیں۔ میں کبھی یہ نہیں چاہتا کہ میرا کوئی بیٹا یا بیٹی مرنے کے بعد جہنم کا ایندھن بنے اور مرنے سے پہلے باہمی انتشار وافتراق اور نفرت وکدورت کا باعث بنے۔ میں تو یہ چاہتا ہوں کہ وہ دنیا میں بھی کامیاب وکامران ہو اور آخرت میں بھی جنتوں کا باسی بنے، ان شاء اللہ۔ اس مقصد کے حصول کے لیے میں نے اپنے پاک وطن کے تمام مختلف سوچ رکھنے والے بیٹوں کو اتحاد کی مضبوط رسی میں پرونے کے لیے یہ کتاب لکھی ہے۔ میرا مقصد ان کو ایک ایسے ہمہ گیر نکتے پر جمع

کرنا ہے کہ جس پر جمع ہو کر وہ کسی دشمن کی لگائی آگ کا شکار نہ ہو سکیں۔ وہ وحدت و یگانگت کا پلیٹ فارم تمام مسلمانوں کے لیے قرآن کریم کا پلیٹ فارم ہے اور پھر حدیث رسول کا۔ میں نے ایک غیر جانبدار جج اور منصف کی حیثیت سے تمام اختلافات کو ختم کرنے کے لیے قرآن کریم اور پھر حدیث مبارکہ سے رہنمائی فراہم کر دی ہے، تا کہ فرقہ بندی ختم کر کے ہم اللہ کے قرآن اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان پر جمع ہو جائیں۔ یوں فرقہ بندی کے سلسلے ختم ہوں اور ہم طاقتور و مضبوط قوم بن کر پاکستان پر حملہ آور صلیبیوں، یہودیوں اور ہندوؤں کی سازشوں کا مقابلہ کر سکیں۔

میں نے ایک غیر جانبدار اور دیانتدار جج کا کردار ادا کیا ہے۔ آپ کو علم ہے جج کی حیثیت معاشرے میں ریڑھ کی ہڈی کی سی ہوتی ہے۔ کسی بھی ملک میں امن و چین سکون و راحت آرام اور تحفظ کا دار و مدار عدل و انصاف پر ہوتا ہے۔ اگر جج عدل و انصاف کا دامن چھوڑ دے تو معاشرے تباہی و بدامنی اور عدم تحفظ کا شکار ہو کر تباہ و برباد ہو جاتے ہیں۔ یوں ایک جج معاشرے میں باہمی محبتوں اور تحفظ و سکون کا ضامن و علمبردار ہوتا ہے۔ میں نے بھی لوگوں کو انصاف مہیا کرنے اور وحدت میں پرونے کے لیے اپنی بساعت اور طاقت کے مطابق کردار ادا کیا ہے۔ لوگوں کے باہمی اختلاف کا جائزہ قرآن کی روشنی میں لیا ہے کہ جس پر کسی کو اعتراض نہیں، اسی طرح حدیث رسول مقبولؐ پر۔ یوں میں نے ان کے لیے ایک شافی و کافی حل تجویز کر دیا ہے۔ فللہ الحمد

پیارے ہونہار بیٹو......! میری زندگی کی تحقیق و جستجو کا نچوڑ اس کتاب میں آ گیا ہے۔ جواب آپ کے ہاتھوں میں ہے، اسے غیر جانبدار ہو کر خالی ذہن سے اور کسی قسم کے گروہی تعصب سے بالاتر ہو کر پڑھیں۔ قرآن اور صاحب قرآن کی فراہم کردہ کسوٹی پر پرکھیں...... اور ہر طرح کی فرقہ بندیاں چھوڑ کر قرآن کا دامن تھام لیں۔ یوں ہم دنیا میں بھی سرخرو اور آخرت میں بھی کامیاب و کامران ٹھہریں گے۔

اے میری پاکیزہ مومنات بیٹیو اور بہنو!......

میں آپ سے گزارش کروں گا کہ اپنے بچوں کی تربیت قرآن حکیم کی روشنی میں

کریں..... ان کو مختصر حدیث کے ساتھ تفسیر بھی پڑھائیں بھی، تا کہ ان کی تربیت کی بنیاد قرآن ہو اور وہ کل کلاں کسی دین یا وطن دشمن سازش و پراپیگنڈے کا شکار ہو کر باہم دست و گریباں نہ ہوں، وہ عدم استحکام و اتحاد کا شکار ہو کر پاکستان کی کمزوری کا باعث نہ بنیں۔ یوں دشمنانِ اسلام کی سازشیں ناکام ہوں اور پاکستان دنیا کے نقشے پر رہتی دنیا تک قائم و دائم رہے ان شاء اللہ اور آپ کے تربیت یافتہ ہ بچے کل جوان ہو کر مستقبل کے معمار بن کر نفرتوں کے نہیں بلکہ محبتوں کے پیامبر بنیں۔

آیئے!..... فرقہ بندی کی زنجیروں میں جکڑی اس امت کو نکالنے کے لیے میرے ہم رکاب بن جائیں، تا کہ پاک وطن کے قیام کا مقصد پورا ہو سکے۔۔ وہ مقصد جو ہمارے قائد محمد علیؒ جناح کی قیادت میں ساری قوم نے یک زباں ہو کر علی الاعلان ساری دنیا کے سامنے یوں واضح کیا کہ:

پاکستان کا مطلب کیا........... لا الٰہ الا اللہ

پھر خون کی ندیوں میں تیرتے ہوئے..... لاکھوں جانوں کی صورت میں قربانیاں دیتے ہوئے..... شہادتوں کے تمغے اپنے سینوں پر سجاتے ہوئے..... اپنے عزیز و اقارب اور پیارے قربان کراتے ہوئے..... یہ وطن، پیارا وطن..... امت مسلمہ کی امیدوں کا محور یہ چمن..... پاکستان قائم کرنے میں کامیاب ہوئے۔ آج ایک بار پھر ہم نے قربانیاں دے کر اسے فرقہ پرستی کے چنگل سے نکال کر، مضبوط و توانا اور نا قابل تسخیر بنانا ہے، اور اس کی نشاۃِ ثانیہ کرنی ہے۔ ان شاء اللہ اس مقصد کے حصول کے لیے ''قرآن'' ہمارا راہبر و راہنما ہے۔ اس بابرکت آخری الہامی کتاب ''قرآن'' کو ہی میں نے اپنی اس کتاب میں راہبر بنایا ہے۔ آپ بھی اسے اپنا راہبر مان کر باہم ایک نکتہ پر اکٹھے ہو جائیں اور وطن عزیز پاکستان بچائیں اور دنیا کی راہبری و قیادت و سیادت کے قابل بن جائیں۔ کیونکہ امام کائنات، محبوب کائنات، محسن انسانیت ہمارے پیارے نبی جناب سیدنا محمد مصطفیٰ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جو قومیں قرآن کو اپنا راہبر و راہنما بنا لیتی ہیں، اسے اپنا اوڑھنا، بچھونا بنا لیتی ہیں، اللہ تعالیٰ ان کو دنیا میں سر بلند (دنیا والوں کا

راہبر و قائد) بنا دیتا ہے۔ اور جو قومیں قرآن کو پس پشت ڈال دیتی ہیں اور اس کو عملی طور پر اپنی زندگی سے نکال دیتی ہیں، اس پر عمل نہیں کرتیں، اللہ کریم ان کو اس جرم کی پاداش میں دنیا میں ہی ذلیل و رسوا اور خائب و خاسر کر کے رکھ دیتا ہے، آقائے دو جہان نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰہَ یَرْفَعُ بِھٰذَا الْکِتَابِ اَقْوَامًا وَیَضَعُ بِہٖ اٰخَرِیْنَ

''بیشک اللہ تعالیٰ اس کتاب (قرآن) کے ذریعہ ہی قوموں کو دنیا میں سر بلند اور رفعت و عظمت بخشتا ہے اور اس کتاب کے ذریعہ (اس کو چھوڑ دینے کی بنا پر) ہی قوموں کو ذلت و پستی کے اندھیروں میں گرا دیتا ہے۔''

آیئے پیارے دوستو! امت محمد کے غم خوارو......!

آگے بڑھیں اور اسلام پاکستان کے دشمنوں کے دانت کھٹے کرنے کے لیے اس قرآن کو اپنا راہنما بنا کر اپنے خود ساختہ مختلف مسلک، فرقے، گروہ، فرقہ بندیاں، اختلافات، جنگ و جدال، رسہ کشیاں، باہمی نفرتیں، کدورتیں ختم کر دیں اور پرچم توحید تھام کر پوری دنیا پر چھا جائیں اسلام کو دنیا پر غالب کر دیں تا کہ اللہ مالک الملک کا کلمہ دنیا پر بلند ہو۔

میرے بیٹو، بیٹیو اور بھائیو و بزرگو، دوستو......! میرے لیے دعا کریں کہ اللہ میری اس کاوش کو قبول فرمائے اور دنیا میں اس کے قرآنی پیغام کو عام کرنے کے لیے گزاری گئی میری تمام زندگی کی بے لوث کاوشوں اور کوششوں کو قبول فرمائے اور جنتیں میرا اور آپ کا مقدر کر دے۔ آمین یا رب العالمین!

نیک دعاؤں کا طالب
دین حنیف، اسلام کا ایک ادنیٰ طالب علم
انجینئر ارشاد اللہ مان
۷ جنوری ۲۰۱۲ء
شیخوپورہ

مقدمہ

# یہ کتاب آپ کے لیے مینارۂ نور ہے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی اَشْرَفِ الْأَنْبِيَاءِ وَالْمُرْسَلِيْنَ

اللہ تبارک وتعالیٰ کا احسان عظیم اور امتنان جزیل ہے کہ اس نے ہمیں رسول اللہ ﷺ کی امت میں سے بنایا اور خالص دین عطا کیا، جو وحیِ الٰہی پر مبنی ہے اور کتاب وسنت میں مکمل طور پر محفوظ وموجود ہے۔ ہمارے عقائد واعمال کا اثبات اللہ کے قرآن اور نبی محمد ﷺ کی حدیث وسنت سے ہوتا ہے۔ یہ دو چیزیں اصل الاصول ہیں اور ہماری نجات کا ذریعہ، کامیابی وکامرانی کا وسیلہ اور فوز وفلاح کا زینہ ہیں۔ سیدنا ابراہیم خلیل اللہ ﷺ نے بیت اللہ کی دیواریں بلند کرتے ہوئے دعا مانگی:

رَبَّنَا وَاجْعَلْنَا مُسْلِمَيْنِ لَكَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِنَآ اُمَّةً مُّسْلِمَةً لَّكَ ۪ وَاَرِنَا مَنَاسِكَنَا وَتُبْ عَلَيْنَا ۚ اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ ﴿١٢٨﴾

"اے ہمارے رب! اور ہمیں اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہماری اولاد میں سے بھی ایک امت اپنے لیے فرماں بردار بنا اور ہمیں ہماری عبادت کے طریقے دکھا اور ہماری توبہ قبول فرما، بے شک تو ہی نہایت توبہ قبول کرنے والا، نہایت رحم والا ہے۔" (البقرۃ: ۲/ ۱۲۸)

سیدنا ابراہیم علیہ السلام نے جس رسول کے لیے دعا مانگی وہ ہمارے رسول سیدنا محمد ﷺ ہیں، ان کی بعثت کے مقاصد میں کتاب وحکمت کی تعلیم ہے۔ (اس کے متعلق مزید ملاحظہ ہو: البقرہ: ۱۵۱۔ آل عمران: ۱۶۴۔ الجمعۃ: ۲) اللہ تعالیٰ نے کتاب وحکمت ہی کا نزول فرمایا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ۚ (البقرۃ: ۲/ ۲۳۱)

"اور یاد کرو تم اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو اور جو اس نے تم پر کتاب وحکمت میں سے نازل فرمایا، وہ اس کے ذریعے تمھیں نصیحت کرتا ہے۔"

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَاَنْزَلَ اللّٰهُ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ (النساء: ۴/ ۱۱۳)

"اور اللہ تعالیٰ نے آپ پر کتاب اور حکمت نازل کی۔"

اور یہی دو چیزیں نبی ﷺ کی بیویوں کے گھروں میں پڑھی جاتی تھیں، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ اذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِيْ بُيُوْتِكُنَّ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ وَالْحِكْمَةِ

''اور تم یاد کرو! جو تمھارے گھروں میں اللہ کی آیات اور حکمت میں سے پڑھا جاتا ہے۔''

(الأحزاب : ۳۳/ ۳۴)

ان آیات میں کتاب کے ساتھ حکمت کا جو تذکرہ آیا ہے اس سے مراد سنت ہے اور تقریباً یہ بات تمام مفسرین نے نقل کی ہے، امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

((فَفَرَضَ اللّٰهُ عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعَ وَحْيِهٖ وَسُنَنَ رَسُوْلِهٖ)) ❶

''اللہ تعالیٰ نے لوگوں پر اپنی وحی اور اپنے رسول کی سنن کی اتباع فرض کی ہے۔''

پھر مذکورہ بالا آیات ذکر کر کے لکھتے ہیں:

((فَذَكَرَ اللّٰهُ الْكِتَابَ وَهُوَ الْقُرْآنُ وَ ذَكَرَ الْحِكْمَةَ فَسَمِعْتُ مَنْ اَرْضٰى مِنْ اَهْلِ الْعِلْمِ بِالْقُرْآنِ يَقُوْلُ : الْحِكْمَةُ : سُنَّةُ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَهٰذَا يَشْبَهُ مَا قَالَ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ لِاَنَّ الْقُرْآنَ ذُكِرَ وَ اُتْبِعَتْهُ الْحِكْمَةُ وَ ذَكَرَ اللّٰهُ مَنَّهٗ عَلٰى خَلْقِهٖ بِتَعْلِيْمِهِمُ الْكِتَابَ وَالْحِكْمَةَ فَلَمْ يَجُزْ، وَاللّٰهُ اَعْلَمُ ! اَنْ يُّقَالَ الْحِكْمَةَ هَاهُنَا اِلَّا سُنَّةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَ ذٰلِكَ اَنَّهَا مَقْرُوْنَةٌ مَعَ كِتَابِ اللّٰهِ وَ اَنَّ اللّٰهَ افْتَرَضَ طَاعَةَ رَسُوْلِهٖ وَ حَتَّمَ عَلَى النَّاسِ اتِّبَاعَ اَمْرِهٖ فَلَا يَجُوْزُ اَنْ يُّقَالَ لِقَوْلٍ : فَرْضٌ اِلَّا لِكِتَابِ اللّٰهِ ثُمَّ سُنَّةِ رَسُوْلِهٖ)) ❷

''چنانچہ ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ایک تو کتاب کا ذکر کیا ہے جو قرآن مجید ہے اور حکمت کا ذکر کیا ہے اور قرآن کا علم رکھنے والوں میں سے سب سے زیادہ پسندیدہ شخص کو میں نے یہ کہتے ہوئے سنا ہے کہ حکمت رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے اور یہ تفسیر فرمودۂ الٰہی سے زیادہ مشابہ ہے۔ واللہ اعلم! کیونکہ قرآن مجید کے ذکر کے بعد حکمت کا ذکر کیا گیا ہے اور اللہ تعالیٰ کتاب وحکمت کی تعلیم کے ذریعے اپنی مخلوق پر اپنا احسان بیان فرما رہا ہے، لہٰذا یہاں سنت رسول اللہ کے سوا کسی چیز کو حکمت کہنا جائز نہیں، واللہ اعلم! اور یہ اس لیے کہ (حکمت) کتاب اللہ کے ساتھ متصلاً مذکور ہے اور اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی اطاعت فرض کی ہے اور آپ کے حکم کی پیروی کو لازم کیا ہے، پس کسی قول کو کتاب اللہ پھر سنت رسول اللہ کے علاوہ فرض نہیں کیا جا سکتا۔''

لہٰذا ہمارے اوپر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی غیر مشروط طور پر اطاعت وفرماں برداری فرض

❶ الرسالة : ص۷٦، رقم ۲۴۴ ❷ الرسالة : ص۷۸، رقم ۲۵۲ تا ۲۵۵

ہے اور اللہ کی فرماں برداری کا مطلب ومعنی اس کے قرآن کو ماننا اور رسول اللہ ﷺ کی فرماں برداری کا معنی آپ کی سنت وحدیث کو ماننا ہے۔اللہ اور اس کے رسول کے علاوہ کسی کی غیر مشروط اطاعت ہمارے اوپر لازم نہیں ہے۔جب کوئی شخص قرآن وحدیث سے علیحدہ ہو جاتا ہے اور اللہ ورسول کے علاوہ کسی کی اطاعت کو اپنے اوپر فرض قرار دے لیتا ہے تو پھر گمراہی کا دروازہ کھل جاتا ہے اور امت مسلمہ کی تباہی و بربادی کا باعث بن جاتا ہے، جن لوگوں نے اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا مقتدا و مطاع بنا لیا انھوں نے پھر اس کی بات کو رسول اللہ ﷺ کی بات کا درجہ دے دیا جیسا کہ مولوی محمود حسن کی ترمذی وغیرہ پر تقاریر میں مذکور ہے کہ ''قول مجتہد بھی قول رسول اللہ ﷺ ہی شمار ہوتا ہے۔'' ❶

پھر حدیث رسول کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے اور اپنے مزعومہ امام کے اقوال کو زیادہ اہمیت و حیثیت دی جاتی ہے اور آج گمراہ فرقوں کا یہی حال ہے۔ان کے ہاں قرآن وحدیث کی وہ وقعت اور اہمیت نہیں ہے جو ان کے مولویوں اور پیروں کی بات کی ہے۔مفتی احمد یار خان گجراتی نے لکھا ہے:

> ''چار مذہبوں کے سوا کسی کی تقلید جائز نہیں، اگر چہ وہ صحابہ کے قول، صحیح حدیث اور آیت کے موافق ہی ہو، جو ان چار مذہبوں سے خارج ہے وہ گمراہ اور گمراہ کرنے والا ہے کیونکہ حدیث وقرآن کے محض ظاہری معنی لینا کفر کی جڑ ہے۔'' ❷

لیجیے مفتی احمد یار خان نے تو بات بالکل واضح کردی ہے کہ تقلید سے ہٹ کر بات کرنا گمراہ ہونا ہے، خواہ وہ بات قرآن وحدیث اور صحابہ کے قول کے موافق ہی کیوں نہ ہو۔اسی لیے تو ہم عرض کرتے ہیں کہ کتاب وسنت کی عظیم شاہراہ سے ہٹ جانا گمراہی اور ضلالت کا باعث ہے۔زیر نظر کتاب ''حق کی تلاش'' از ارشاد اللہ مان صاحب اسی منہج عظیم پر لانے کی دعوت کے پیش نظر مرتب کی گئی ہے اور مؤلف نے جذبۂ صادقہ کے ساتھ گمراہ انسانیت کو راہ راست کی طرف سچی دعوت پیش کی ہے اور عقائد و اعمال کی اصلاح کے لیے قرآن وسنت کے بکھرے ہوئے پھولوں کو ایک گلستان میں جمع کر دیا ہے اور معاشرے میں پھیلی ہوئی گمراہیوں کے کئی پہلوؤں کا احاطہ کیا ہے اور کتاب وسنت کی نصوص کے ذریعے ان کی اصلاح کی ہے، لہٰذا یہ جویانِ حق وصداقت اور گم گشتگانِ راہ کے لیے مینارۂ نور ہے۔اللہ تعالیٰ اس کتاب کو مؤلف، ناشر، قارئین اور تمام ان افراد کے لیے مشعل راہ اور نجات کا وسیلہ و ذریعہ بنائے جنھوں نے کسی بھی پہلو سے اس کتاب کی تیاری میں حصہ ڈالا ہے۔آمین!

ابوالحسن مبشر احمد ربانی عفا اللہ عنہ

۱۳۶۔این بلاک، سبزہ زار لاہور

---

❶ الوردالشذی: ۲/ ۳۰، تقاریر حضرت شیخ الهند، ص: ۲۴

❷ جاء الحق: ۲۴، مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی کیشنز لاہور

چند باتیں

# روشنی چاہتے ہیں تو تحقیق کے لیے کمر کس لیں

«إِنَّ الْحَمْدَ لِلّٰهِ نَحْمَدُهُ وَنَسْتَعِينُهُ، وَنَسْتَغْفِرُهُ، وَنَعُوذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُورِ أَنْفُسِنَا وَمِنْ سَيِّئَاتِ أَعْمَالِنَا، مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ فَلَا مُضِلَّ لَهُ، وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، أَمَّا بَعْدُ! فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيثِ كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُورِ مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ مُحْدَثَةٍ بِدْعَةٌ وَكُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ، الضَّلَالَةُ فِي النَّارِ»

عام طور پر خطبہ میں« نُؤْمِنُ بِهِ وَ نَتَوَكَّلُ عَلَيْهِ » کے الفاظ پڑھے جاتے ہیں، یہ صحیح احادیث میں موجود نہیں ہیں۔ احادیث صحیحہ میں« نَشْهَدُ »جمع کا صیغہ نہیں بلکہ« اَشْهَدُ » واحد کا صیغہ ہے۔ یہ خطبہ نکاح و جمعہ، عام وعظ و ارشاد اور درس و تدریس کے موقع پر پڑھا جاتا ہے۔ اسے خطبۂ حاجت کہتے ہیں، اسے پڑھ کر آدمی اپنی حاجت وضرورت بیان کرے۔

میرے بھائیو! یہ خطبہ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ آج کل کچھ کلمہ گو اس مسنون خطبہ کو چھوڑ کر خود ساختہ خطبے پڑھتے ہیں، جیسا کہ محمد الیاس قادری بریلوی صاحب کی کتاب ''فیضان سنت'' میں ہے۔ یاد رہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات روئے زمین کے تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ و ارفع ہے، اسی طرح آپ کی تعلیم وسنت روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ و ارفع ہے۔لوگ جھوم جھوم کر نبی ﷺ کے حسن و اخلاق، عفت و کردار اور امانت و صداقت کو تو خوب بیان کرتے ہیں لیکن اتباع رسول ﷺ میں وہ آپ کی بات کے مقابلے میں

فقہ، قیاس اور بدعات کو ترجیح دیتے ہیں۔انھیں سوچنا چاہیے کہ یہ کس کا کردار ہے جسے انھوں نے اپنایا ہوا ہے، حالانکہ دین مکمل ہو چکا ہے اور اس میں ایک لفظ کی بھی تبدیلی کرنا جائز نہیں ہے۔

یہ دنیا چند روزہ ہے پھر موت آنی ہے۔قیامت کے بعد شروع ہونے والی زندگی کبھی ختم نہ ہوگی، کیونکہ قیامت کے دن موت کو ذبح کر دیا جائے گا۔اس لیے ہر انسان کو چاہیے کہ دین کے معاملہ میں مکمل تحقیق کرے اور اندھا دھند چال نہ چلے۔دین کی اچھی طرح تحقیق کر کے اپنے عقیدہ کو درست کرے۔عقیدے کی درستی کے بعد نیک اعمال کرے، کیونکہ جس کا عقیدہ درست نہیں اس کا کوئی عمل قابل قبول نہیں:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ﴿۵﴾ (المائدة: ۵/ ۵)

''اور جو کوئی ایمان کو نہ مانے اس کے عمل رائگاں ہیں اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

اور قرآن مجید میں جگہ جگہ پہلے ایمان اور پھر عمل کا ذکر ہے، مثلاً:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ﴿۸﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۹﴾ (لقمان: ۳۱/ ۸-۹)

حوالہ نمبر 3

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے، اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

اور مقدمہ ہدایہ صفحہ۲ پر ہے کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو بدنی اعمال رائگاں ہیں اور یہی چیز قرآن مجید میں کئی جگہ ہے کہ پہلے ایمان اور پھر عمل:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ اُولٰۗىِٕكَ هُمْ خَيْرُ الْبَرِيَّةِ ﴿۷﴾ (البينة: ۹۸/ ۷)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے، یہی لوگ بہترین مخلوق ہیں۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: البقرہ: ۲۵۔ التین: ٦۔ آل عمران: ۵٦، ۵۷۔ النساء: ۱۲۲ تا ۱۲۴)

زیر مطالعہ کتاب کی تالیف سے کسی کی دل آزاری مقصود نہیں بلکہ یہ عقیدے کی درستی کے متعلق لکھی گئی ہے۔اصلاح احوال اور کلمہ گو بھائیوں کی ہمدردی اور بھلائی مقصود ہے۔اسے

**ثبوت حاضر ہے**




الحمد للہ حمدا یوافی نعمہ ویکافی مزیدہ والصلوۃ والسلام علی سید رسلہ وانبیاءہ وعلی آلہ واصحابہ واتباعہ الی یوم الدین وعلی جمیع الانبیاء والمرسلین اجمعین اما بعد !

یہ ترجمہ کتاب مستطاب ہدایہ فی شرح البدایہ اپنی نہایہ تنقیح مع توضیح سے معراج الدرایہ ہے اور کامل تحقیق مع تہذیب سے معجز کفایہ ہے مع ہذا ذخیرۂ مسائل اصول سے کنز دقائق اور خلاصہ زیادات فتاوی سے تبیین الحقائق ہے بدائع معانی نوازل وواقعات صحیحہ کا جامع مجمع البحار بدر منافع ہے لفظ میں مختصر کافی ومعانی میں مبسوط وافی ہے تحقیق فقہ حنفیہ میں مختصر نافع کثیر گویا جامع کبیر بحجم صغیر ہے۔ فللہ الحمد والمنۃ ومنہ الہدایہ فی البدایہ والنہایہ وصلی اللہ تعالیٰ جل شانہ نے اجتہادات افضل المجتہدین امام الائمہ ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ کو ایسا قبول عنایت فرمایا کہ ملت اسلامیہ جہاں تک روئے زمین پر پھیلی ہے۔ نصف سے زائد مومنوں کو اسی فقہ پر اپنا عبادت کرنے والا رکھا اور ان میں بہت سے اکابر اولیاء صاحب آیات وکرامات ظاہر فرمائے۔ یہ دلیل بدیہی حقیقت اجتہاد اور برہان روشن صدق اعتقاد امام اجل ہے اور قوی دلائل فروغ فقہی کے عنقریب ان شاء اللہ تعالیٰ کتاب میں مذکور ہوں گے۔ وصل فقہ کے تین جزو ہیں اول فقہ اکبر یعنی اعتقادات حقہ کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو جملہ اعمال رائیگاں ہیں دوم فقہ اوسط یعنی قلبی خلوص نیت وغیرہ کہ جیسی نیت ہو وہی عمل کا ثمرہ ہے۔ سوم فقہ اصغر یعنی ظاہری اعضاء کے اعمال مانند رکوع سجود وغیرہ جب تک علم نہ ہو یہ اعمال صحیح نہ ہوں گے۔ اور تنقیح توضیح میں تصریح کی کہ فقہ دوم یعنی باطنی اعمال وتہذیب اخلاق جن کو تصوف کہنے لگے ہیں یہ امام کے عہد میں داخل فقہ تھے لہٰذا مترجم نے جملہ اجزاء فقہ کو جمع کر لیا اس طرح کہ اول مقدمہ میں ترجمہ فقہ اکبر مع افادات عقائد نسفیہ وشرح ملا علی قاری کو شامل کیا اور فقہ دوم کی ضروریات کتاب کے ترجمہ میں علیحدہ نشان سے شامل کیے۔

پھر مسائل کتاب یعنی متن تو اصولی مذہب وظاہر الروایات کے صحیح مسائل ہیں جو امام سے مروی ہیں اور امام محمد کے جامع صغیر وغیرہ چھ کتابوں کے بعضے زائد مسائل بھی مع حوالہ کے فائدہ میں بڑھائے ہیں وہ بھی اصول ہیں۔ پھر بعد زمانہ امام وصاحبین کے جو واقعات جدید پیش آئے جن میں مشائخ نے فتوے دیئے یا اصول سے استنباط کیے ان کی ضرورت بہت ظاہر ہے۔ پس ذیل فائدہ میں ان مسائل کو بڑھا دیا تاکہ اس کتاب سے باہر تلاش کی حاجت نہ ہو بلکہ مختلف اقوال چھوڑ کر جس قول پر فتوے تھا وہی لکھا تاکہ ہر مسئلہ میں مفتی بہ قول معلوم ہو وصل اور علم نعمت

---

ہدایہ کا فیصلہ جب تک اعتقاد صحیح نہ ہو، اعمال رائیگاں و بے کار ہیں اور کچھ فائدہ نہ دیں گے۔ دیکھئے اس حقیقت کا کھل کر اعتراف کیا جا رہا ہے۔

آپ حوالہ جات کی کتاب بھی کہہ سکتے ہیں۔اس کتاب میں قرآن مجید، صحیح احادیث اور فقہ حنفی کی کتابوں کے حوالے دیے گئے ہیں۔ اس کتاب میں اہل سنت و الجماعت کے تمام فریقوں یعنی حنفی بریلوی، حنفی دیوبندی، اہل حدیث اور اس کے علاوہ شیعہ اور قادیانی حضرات کے عقائد کے متعلق بحث کی گئی ہے اور فرقہ ناجی کی نشاندہی کی گئی ہے یعنی وہ فرقہ جو اللہ کے دین کی رو سے نجات پانے والا ہے۔

دین کو سمجھنے کے لیے بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث علماء سے پوچھ کر تحقیق کریں، جو مسئلہ آپ کے ذہن میں صاف نہ ہو وہ ان علماء سے قرآن و حدیث کی روشنی میں بار بار پوچھیں، یہاں تک کہ آپ کے ذہن میں وہ معاملہ بالکل صاف ہو جائے، ہر اختلافی مسئلہ میں اسی طرح کریں۔علمائے سوء کی اس بات پر بالکل توجہ نہ دیں کہ فلاں کے پاس جاؤ اور فلاں کے پاس نہ جاؤ، کیونکہ جو یہ بات کہتا ہے کہ فلاں کے پاس نہ جاؤ وہ جھوٹا ہے، اس لیے کہ یہ کافروں کا طرز عمل ہے، وہ بھی کہتے تھے کہ محمد (ﷺ) اور ان کے ساتھیوں کے پاس نہ جاؤ، ان کی بات نہ سنو۔ہمیں مسلمانوں والا طریقہ اختیار کرنا چاہیے۔آپ تحقیق ضرور کریں پھر اپنی مرضی کریں، کیونکہ کسی کو اس معاملہ میں مجبور نہیں کیا جا سکتا اور قیامت کے دن بھی ہر کوئی اپنے اعمال کا خود ذمہ دار ہو گا۔

## فہرست کتب:

کتابوں کی تفصیل جن کے زیادہ تر حوالے اس کتاب میں دیے گئے ہیں:

① قرآن مجید مع ترجمہ و جملہ تفاسیر (ا) احمد رضا خان صاحب اور نعیم الدین مراد آبادی صاحب۔(ب) احمد علی صاحب لاہوری۔ (ج) شبیر احمد عثمانی صاحب۔ (د) مودودی صاحب۔ (ر) اشرف علی تھانوی صاحب۔ (س) حافظ نذر احمد صاحب (یہ بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کا متفقہ ترجمہ ہے) (ص) جناب نواب وحید الزماں صاحب حیدر آبادی۔ (ع) احسن البیان مکتبہ دارالسلام۔

② اللؤلؤ والمرجان: اسلام کی بنیاد قرآن و حدیث پر ہے۔ احادیث طیبہ کا ذخیرہ علمائے اسلام نے مختلف کتابوں کی صورت میں مرتب و مدون کیا۔ ان کتب احادیث میں جو مقام صحیح بخاری اور صحیح مسلم کو حاصل ہوا ہے وہ کسی دوسری کتاب کو حاصل نہیں ہوا۔امت

مسلمہ ان دونوں میں موجود احادیث کی صحت پر متفق ہے۔ اس لیے ان کو صحیحین کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کتب میں موجود ہر حدیث ہمارے لیے حجت اور دلیل ہے۔ کتاب اللؤلؤ والمرجان ان ہر دو کتب مقدسہ میں موجود متفق علیہ احادیث کا مجموعہ ہے، یعنی یہ کتاب ان احادیث کا مجموعہ ہے جن کی صحت پر امام بخاری اور امام مسلم متفق ہیں۔

③ صحیح بخاری، صحیح مسلم: اجماع ہے کہ بعد قرآن کے بخاری ہے اور پھر مسلم۔ (مقدمہ هدایه: ۱/ ۱۱۳۔ شرح و قایه: ص ۵۔ مقدمه فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۲ تا ۲۹)

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ کیا امام بخاری اور امام مسلم شافعی مسلک کے تھے؟ لیکن حقیقت یہ ہے کہ امام بخاری رحمہ اللہ اور امام مسلم رحمہ اللہ مجتہد تھے، اللہ نے ان کو بڑے علم سے نوازا تھا، اپنے وقت کے بڑے محدث تھے۔ صحیح اور ضعیف روایات میں سے صحیح ترین روایات کو انھوں نے چھانٹ کر علیحدہ کیا اور صحیح بخاری اور صحیح مسلم مرتب کیں اور اس کام میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ۱۶ برس صرف کیے۔ کسی بھی امام کی کوئی بات ان دونوں کو غلط معلوم ہوئی تو اس کو انھوں نے رد کیا ہے۔ کہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی بات کو غلط پایا ہے تو اس کا انکار کیا ہے۔ کہیں امام شافعی رحمہ اللہ کی بات غلط سمجھی تو اسے رد کر دیا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ حنفی فقہ کی مشہور کتابوں میں صحیح بخاری و صحیح مسلم کو صحیحین کہا گیا ہے۔

④ مشکوٰۃ المصابیح: یہ مشکوٰۃ اردو ترجمہ مع فوائد از محمد صادق خلیل رحمہ اللہ فیصل آبادی پانچ جلدوں پر مشتمل ہے، اس مشکوٰۃ میں جہاں جہاں ضرورت تھی وہاں حدیث کے نیچے اس کا فائدہ بھی لکھا گیا ہے یعنی حدیث کی صحت پر تبصرہ کیا گیا ہے۔ یہ کتاب ساٹھ کتابوں کا مطالعہ کر کے لکھی گئی ہے جیسا کہ جلد ۵ کے آخر میں درج ہے۔

⑤ ابوداؤد، ترمذی، نسائی، ابن ماجہ۔ یعنی کتب ستہ کی باقی چار کتب احادیث۔

⑥ حنفی فقہ کی مندرجہ ذیل کتابوں سے بھی حوالے دیے گئے ہیں جو مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہیں، ان سب کتابوں کے اردو ترجمے شائع ہو چکے ہیں، یہ سب کتابیں بریلویوں اور دیوبندیوں دونوں کی ہیں، کیونکہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ کو اپنا امام اعظم تسلیم کرتے ہیں:

ا قدوری: یہ کتاب مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے طبع کروائی ہے اور اس کی دو جلدیں ہیں۔

ب ہدایہ: فقہ حنفی کی یہ مشہور کتاب اردو ترجمہ میں چار جلدوں پر مشتمل ہے اور اسے مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور نے طبع کرایا ہے۔ (ہدایہ کے اردو ترجمہ کو عین الہدایہ کہتے ہیں)

ج کنزالدقائق: اردو ترجمہ والی حنفی فقہ کی یہ کتاب مکتبہ رحمانیہ اردو بازار لاہور سے دستیاب ہے۔

د شرح وقایہ: اردو ترجمہ والی حنفی فقہ کی یہ کتاب ایچ ایم سعید کمپنی ادب منزل پاکستان چوک کراچی نے طبع کرائی ہے، یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے۔

ر درمختار: اردو ترجمہ والی حنفی فقہ کی یہ کتاب چار جلدوں پر مشتمل ہے اور ایچ ایم سعید کمپنی کراچی ہی نے طبع کی ہے۔

س فتاویٰ عالمگیری: حنفی فقہ کی یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ دس جلدوں پر مشتمل ہے اور اسے مکتبہ رحمانیہ لاہور نے طبع کیا ہے۔ یہ کتاب مغل بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر نے پانچ سو حنفی علماء سے تالیف کروائی۔ (مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۲۰۸)

ص مالا بدمنہ: اصل کتاب فارسی میں ہے، مکتبہ شرکت علمیہ بیرون بوہڑ گیٹ ملتان نے اس کا اردو ترجمہ طبع کیا ہے۔

ع بہشتی زیور: حنفی فقہ کی یہ کتاب جناب اشرف علی تھانوی کی تصنیف ہے اور یہ اردو زبان میں بارہ حصوں پر مشتمل ہے۔

یہ سب کتابیں بریلویوں اور دیوبندیوں کی فقہ کی ہیں، کیونکہ یہ دونوں امام ابوحنیفہ کو اپنا امام اعظم تسلیم کرتے ہیں۔

## دینی علم کی اہمیت:

ہر کلمہ گو کے لیے دین کا علم حاصل کرنا از بس ضروری ہے۔ جو اللہ کی آیات سنے اور ان کا خیال نہ کرے وہ ظالم اور مجرم ہے، اللہ تعالیٰ اس سے انتقام لے گا:

وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنْ ذُكِّرَ بِاٰيٰتِ رَبِّهٖ ثُمَّ اَعْرَضَ عَنْهَا ؕ اِنَّا مِنَ الْمُجْرِمِيْنَ مُنْتَقِمُوْنَ ﴿۲۲﴾ (السجدة: ۳۲/ ۲۲)

"اور اس سے بڑھ کر کون ظالم ہوگا جس کو اس کے مالک کی آیتیں سنائی جائیں پھر

وہ ان کا خیال نہ کرے، بے شک ہم مجرموں سے (اپنی نافرمانی کا) بدلا لیں گے۔"
جس نے اللہ کی ہدایت کا خیال نہ کیا وہ قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا:

قَالَ اهْبِطَا مِنْهَا جَمِيعًا بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ عَدُوٌّ فَإِمَّا يَأْتِيَنَّكُمْ مِّنِّي هُدًى فَمَنِ اتَّبَعَ هُدَايَ فَلَا يَضِلُّ وَلَا يَشْقَىٰ ﴿١٢٣﴾ وَمَنْ أَعْرَضَ عَن ذِكْرِي فَإِنَّ لَهُ مَعِيشَةً ضَنكًا وَنَحْشُرُهُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ أَعْمَىٰ ﴿١٢٤﴾ قَالَ رَبِّ لِمَ حَشَرْتَنِي أَعْمَىٰ وَقَدْ كُنتُ بَصِيرًا ﴿١٢٥﴾ قَالَ كَذَٰلِكَ أَتَتْكَ آيَاتُنَا فَنَسِيتَهَا وَكَذَٰلِكَ الْيَوْمَ تُنسَىٰ ﴿١٢٦﴾ (طٰهٰ : ۲۰/ ۱۲۳ تا ۱۲۶)

"فرمایا تم دونوں بہشت سے (زمین پر) اترو۔ تم میں ہر کوئی ایک دوسرے کا دشمن رہے گا۔ پھر اگر میری طرف سے تم پر ہدایت آئے تو جو کوئی میری ہدایت پر چلے، نہ وہ بھٹکے گا اور نہ وہ بدنصیب ہوگا اور جس نے میری کتاب کا خیال نہ کیا اس کی زندگی تنگ اور قیامت کے دن ہم اس کو اندھا اٹھائیں گے۔ وہ کہے گا مالک تو نے مجھ کو اندھا کیوں اٹھایا، میں دیکھتا بھالتا تھا۔ اللہ تعالیٰ فرمائے گا تو نے ایسا ہی کیا، ہماری آیتیں تیرے پاس آئیں، تو نے ان کا خیال نہ کیا اور اسی طرح تو بھی آج کے دن چھوڑ دیا جائے گا۔"

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: الکھف:۵۷۔البقرۃ:۳۸، ۳۹، ۱۲۰، ۱۴۵، ۱۸۷، ۱۹۸، ۲۴۲، ۲۸۵۔ الاعراف: ۳۔الأنعام: ۵۵، ۵۷۔ الرعد: ۳۷۔النجم: ۲، ۵)

اسی طرح بخاری شریف، مسلم شریف اور مشکوٰۃ المصابیح کے علم کے باب میں یہی کچھ ہے کہ ہر مسلمان دین کا علم حاصل کرے اور دوسروں تک پہنچائے اور یہ کہ دین کے عالم کی عام لوگوں پر بہت فضیلت ہے اور جو شخص دین کا علم حاصل کرنے کے لیے نکلتا ہے، ساری مخلوق اس کی مغفرت کے لیے دعا مانگتی ہے۔

## خلاصہ:

اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کے لیے ضروری ہے کہ دین کا علم حاصل کرے، ہر کلمہ گو کو اسلام کے عقائد، فرامین، اوامر ونواہی اور اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پسندیدہ اور ناپسندیدہ باتوں کا علم ہونا چاہیے، تاکہ صحیح عمل کرکے قیامت کے دن سرخ رو ہو سکے اور غلط

عقیدہ اور غلط عمل سے بچ کر قیامت کے دن دوزخ کی سزا سے بچ سکے اور یہ تبھی ممکن ہے جب دین کا علم ہو۔دین کا علم حاصل کرنے کے لیے گھر سے ایک فرد وقف کریں، کیونکہ دین کا معاملہ نہایت اہم ہے، اس پر ابدی زندگی کا انحصار ہے، اس معاملہ میں کوتاہی بہت نقصان دہ ہے۔کچھ لوگ کہتے ہیں کہ دین کا سمجھنا ہر شخص کے بس کی بات نہیں ہے، یہ بات بالکل غلط ہے، کیونکہ اگر دین سمجھنا ہی مشکل ہے تو دین کے اتارنے کا مقصد ہی فوت ہوجاتا ہے، دین بالکل آسان ہے۔اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے:

وَلَقَدْ يَسَّرْنَا الْقُرْاٰنَ لِلذِّكْرِ فَهَلْ مِنْ مُّدَّكِرٍ﴿۱۷﴾ (القمر: ۵۴/ ۱۷)

''اور بے شک ہم نے قرآن کو سمجھنے کے لیے آسان کر دیا۔ پس کیا کوئی نصیحت حاصل کرنے والا ہے۔''

یعنی اس کے مطالب و معانی کو سمجھنا، اس سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا اور اسے زبانی یاد کرنا ہم نے آسان کر دیا ہے۔ چنانچہ یہ واقعہ ہے کہ قرآن اعجاز و بلاغت کے اعتبار سے نہایت اونچے درجے کی کتاب ہونے کے باوجود اگر کوئی شخص تھوڑی سی توجہ دے تو وہ عربی گرائمر اور معانی و بلاغت کی کتابیں پڑھے بغیر بھی اسے آسانی سے سمجھ سکتا ہے۔اس طرح یہ دنیا کی واحد کتاب ہے جو لفظ بہ لفظ یاد کر لی جاتی ہے۔ورنہ چھوٹی سے چھوٹی کتاب کو بھی اس طرح یاد کر لینا اور اسے یاد رکھنا نہایت مشکل ہے اور انسان اگر اپنے قلب و ذہن کے دریچے وا رکھ کر اسے عبرت کی آنکھوں سے پڑھے، نصیحت کے کانوں سے سنے اور سمجھنے والے دل سے اس پر غور کرے تو دنیا و آخرت کی سعادت کے دروازے اس کے لیے کھل جاتے ہیں اور یہ اس کے قلب و دماغ کی گہرائیوں میں اتر کر کفر و معصیت کی تمام آلودگیوں کو صاف کر دیتی ہے۔یاد رہے:

❶ قرآن کریم نے یہ بتایا کہ رسول اللہ ﷺ اس لیے آئے کہ جاہلوں اور گمراہوں کو ہدایت پر لائیں۔

❷ قرآن کریم کو اللہ نے آسان و عام فہم بنایا تا کہ اس سے ہر شخص فائدہ اٹھائے۔

❸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''میں آسان دین لے کر آیا ہوں۔''

ثابت ہوا کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔اگر کوئی شخص یہ کہتا

# از شاہ ولی اللہ محدث دہلوی



غور کیا کہ اس کے بعد کوئی مرتبہ غور کا باقی نہیں رہا۔ اگر تجھ کو صاف حق کرنا منظور ہے تو کتاب مؤطا کا امام محمد کی کتاب الآثار اور امام ابو یوسف کی کتاب آمالی سے موازنہ کر لو۔ مؤطا میں اور ان دونوں کتابوں میں بعد المشرقین نظر آئے گا تم نے کسی محدث یا فقہی کو سنا ہے کہ ان دونوں کی طرف توجہ کی ہو۔

صحیحین پر تمام محدثین نے اتفاق کیا ہے کہ صحیحین میں جتنی حدیثیں متصل مرفوع ہیں وہ سب یقیناً صحیح ہیں ان دونوں کتابوں کا ثبوت مصنفین تک بالتواتر ہے اور جو ان کی حالت کو نگاہِ عظمت سے نہ دیکھے وہ مبتدع ہے اور مسلمانوں کے راستہ سے خلاف پیروی کرنے والا ہے اگر تم صحیحین کا ابن ابی شیبہ اور طحاوی کی کتابوں اور خوارزمی وغیرہ کے مسندوں سے مقابلہ کرو گے تو ان میں بعد المشرقین پاؤ گے اور حاکم نے صحیحین کی احادیث پر ان دونوں کی شرط کے موافق دیگر حدیثوں کا اضافہ کیا ہے۔ جن کو شیخین نے ذکر نہیں کیا تھا۔ میں نے ان کو تتبع کیا ہے۔ ایک وجہ سے وہ درست ہیں حاکم نے ایسی حدیثیں دریافت کیں جو شیخین کے اساتذہ سے مروی تھیں اور صحیحین کی شروط یعنی حدیث کا صحیح اور متصل ہونا ان میں پایا جاتا تھا۔ اس لیے حاکم کا اس قسم کا اضافہ مقبول ہے لیکن شیخین صرف وہی حدیث بیان کرتے ہیں جن میں ان کے اساتذہ نے خوب غور کر لیا تھا اور ان کے بیان کرنے اور صحت پر ان کا اتفاق ہو گیا تھا جیسے مسلم نے اشارہ کیا ہے کہ میں یہاں صرف وہی حدیثیں بیان کروں گا۔ جن پر سب اساتذہ کا اتفاق ہے اور مستدرک حاکم میں جو احادیث صحیحین سے جیسا بیان کی گئیں ہیں وہ سب مستور الحال ہیں۔ صحیحین کے اساتذہ کے زمانہ میں وہ مخفی حالت میں تھیں اگرچہ ان کے زمانہ کے بعد ان حدیثوں کی شہرت ہو گئی تھی۔ اور جو حدیثیں ایسی ہیں کہ محدثین نے ان کے راویوں میں اختلاف کیا ہے ان میں شیخین اپنے اساتذہ کے طریقہ پر حدیثوں کے موصول اور منقطع ہونے میں اتنا غور کیا کرتے تھے کہ اصلی حالت کا بالکل انکشاف ہو جایا کرتا تھا اور حاکم نے اکثر موقعوں میں انہیں قواعد پر اعتماد کیا ہے جو شیخین کے اصول سے مستنبط کیے گئے ہیں۔ جیسے کہ حاکم کا قول ہے۔ ثقہ راویوں کا زیادہ ہونا باعث قبولیت ہے اور جب حدیث کے موصول و مرسل ہونے یا موقوف اور مرفوع ہونے وغیرہ میں علماء کا اختلاف ہو تو جو شخص زیادہ حافظ ہو گا اس کے مقابلہ میں جو حافظ نہیں ہے اس کا زیادہ غلبہ ہو گا حالانکہ حق یہ ہے کہ حفاظ سے موقوف اور منقطع کے موصول کرنے میں خرابی ہو جایا کرتی ہے۔ خاص کر جب حفاظ کو متصل مرفوع کی طرف زیادہ میلان و اہتمام ہوا کرتا ہے اسی لیے شیخین اکثر ان احادیث کے قائل نہیں ہیں جن کے حاکم قائل ہیں ان تینوں کتابوں کی طرف قاضی عیاض نے کتاب مشارق میں زیادہ توجہ کی ہے ان کی مشکلات کا زیادہ انضباط کیا ہے ان کے رد و بدل کو دور کر دیا ہے۔

دوسرے طبقہ کی کتابیں مؤطا اور صحیحین کے درجہ تک نہیں پہنچی ہیں لیکن ان کے قریب قریب ہیں ان کے مصنف ثقاہت اور عدالت و حفظ میں مشہور و معروف تھے۔ فنون حدیث میں تبحر تھے انہوں نے اپنی اس درجہ کی کتابوں میں ان کو بہ نظر قبول دیکھا محدثین فقہا نے ان کی طرف درجہ بدرجہ توجہ کی لوگوں میں کتابیں مشہور ہو گئیں لوگوں نے ان کے غریب اُمور کی شرح کی ان کے راویوں کی تفتیش کی۔ فقہی مسائل کو مستنبط کیا عام علوم کی بنا انہی احادیث پر ہے۔ اس طبقہ میں سنن ابوداؤد اور جامع ترمذی اور نسائی ہیں اور رزین نے تجرید صحاح اور ابن اثیر نے جامع الاصول میں ان احادیث کا خاص اہتمام کیا ہے۔ غالباً مسند احمد بھی اس درجہ کی ہے۔ امام احمد نے اس کو گویا ایک معیار قرار دیا ہے اس سے صحیح و سقیم کی شناخت بھی ہو سکتی ہے اور فرمایا ہے جو حدیث اس میں نہیں

---

بخاری و مسلم قرآن کے بعد صحیح ترین کتابیں ہیں جن پر امت کا اتفاق ہے کہ دونوں میں جتنی احادیث موجود ہیں سب مرفوع و صحیح ہیں۔ حجۃ اللہ میں اس حقیقت کو بیان کیا جا رہا ہے۔

ہے کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے تو گویا وہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو چیلنج کر رہا ہے جس کا وہ بروز قیامت جواب دہ ہوگا۔

تفسیر مراد آبادی میں التوبہ (۱۲۲، ف۲۹۳) میں ہے کہ علم دین حاصل کرنا فرض ہے، جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لیے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرض عین ہے۔ علم حاصل کرنا ہر مسلمان پر فرض ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں دین کا علم تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دین دینے والا ہے۔'' (بخاری و مسلم)

یہ حدیث دین کا علم تقسیم کرنے کے بارے میں ہے لیکن کچھ کلمہ گو بھائیوں نے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ یہ حدیث بتاتی ہے کہ اللہ کے رسول ﷺ کے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور وہ ان خزانوں کو تقسیم کر رہے ہیں حالانکہ قرآن میں ہے کہ ''(اے نبی!) فرما دیجیے کہ میرے پاس اللہ کے خزانے نہیں ہیں۔'' (الأنعام : ۵۰)

حوالہ نمبر 3

## دین کے معاملہ میں ہمارا رویہ:

دین کے معاملہ میں ہمارا رویہ سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی'' والا ہونا چاہیے نہ کہ مخالفانہ اور جدلی یعنی جھگڑے والا انداز کہ سَمِعْنَا وَعَصَيْنَا ''ہم نے سنا اور ہم نہیں مانتے'' والا نہیں ہونا چاہیے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ۭ وَاُولٰۗىِٕكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ (النور : ۲۴/ ۵۱)

''مومنوں کی بات تو یہی ہوتی ہے کہ جب انھیں اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی طرف بلایا جاتا ہے تاکہ وہ ان کے درمیان فیصلہ کرے تو وہ کہتے ہیں کہ ہم نے سنا اور مان لیا اور وہی لوگ نجات پانے والے ہیں۔''

ہر کلمہ گو کو نازل شدہ دین پر ایمان لانا ضروری ہے، جیسا کہ سورۃ البقرہ (۲۸۵) میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نازل شدہ دین پر ایمان لائے اور مومن بھی ایمان لائے اور انھوں نے سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا کہا۔ میری ایک کلمہ گو شخص سے ملاقات ہوئی، وہ میرے گھر میری کتاب لینے آیا، میں نے اسے کہا کہ نعیم مراد آبادی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ انبیاء کو بشر کہنا کافروں کا شیوہ ہے۔ وہ آدمی کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک لکھی ہے۔ میں نے کہا کہ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کئی جگہ فرمایا کہ انبیاء بشر تھے اور قرآن میں اللہ تعالیٰ نے ہمارے رسول ﷺ سے

لَا یَمَسُّهٗۤ اِلَّا الْمُطَهَّرُوْنَ

ثبوت حاضر ہے

# کنز الایمان فی ترجمۃ القرآن

مع

## خزائن العرفان فی تفسیر القرآن

ترجمہ: اعلیحضرت امام احمد رضا خان بریلوی رحمۃ اللہ علیہ

تفسیر: حضرت صدر الافضل سید محمد نعیم الدین مراد آبادی رحمۃ اللہ علیہ

پبلیشرز: فائن قرآن پرنٹرز

اسٹاکسٹ: محمود بک سنٹر

الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

جناب احمد رضا خاں کے ترجمہ قرآن و تفسیر نعیم الدین مراد آبادی کنز الایمان فی ترجمہ القرآن مع خزائن العرفان کے سب ٹائٹل سرورق کا عکس کہ جس کے حوالے کتاب میں دیے جا رہے ہیں۔

زَادَتْهُ هٰذِهٖۤ اِیْمَانًا ۚ فَاَمَّا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا فَزَادَتْهُمْ اِیْمَانًا وَّهُمْ

کہ تم میں کس کے ایمان کو ترقی دی؟ ۲۹۷ تو وہ جو ایمان والے ہیں ان کے ایمان کو اس نے ترقی دی اور وہ

یَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۱۲۴﴾ وَاَمَّا الَّذِیْنَ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَتْهُمْ

خوشیاں منا رہے ہیں۔ اور جن کے دلوں میں آزار ہے ۲۹۸ انہیں اور پلیدی

رِجْسًا اِلٰی رِجْسِهِمْ وَمَاتُوْا وَهُمْ كٰفِرُوْنَ ﴿۱۲۵﴾ اَوَلَا یَرَوْنَ اَنَّهُمْ

پر پلیدی بڑھائی ۲۹۹ اور وہ کفر ہی پر مر گئے۔ کیا انہیں ۳۰۰ نہیں سوجھتا

یُفْتَنُوْنَ فِیْ كُلِّ عَامٍ مَّرَّةً اَوْ مَرَّتَیْنِ ثُمَّ لَا یَتُوْبُوْنَ وَلَا هُمْ

کہ ہر سال ایک یا دو بار آزمائے جاتے ہیں ۳۰۱ پھر نہ تو توبہ کرتے ہیں نہ

یَذَّكَّرُوْنَ ﴿۱۲۶﴾ وَاِذَا مَاۤ اُنْزِلَتْ سُوْرَةٌ نَّظَرَ بَعْضُهُمْ اِلٰی بَعْضٍ

نصیحت مانتے ہیں۔ اور جب کوئی سورت اترتی ہے ان میں ایک دوسرے کو دیکھنے لگتا ہے! ۳۰۲

هَلْ یَرٰىكُمْ مِّنْ اَحَدٍ ثُمَّ انْصَرَفُوْا ؕ صَرَفَ اللّٰهُ قُلُوْبَهُمْ بِاَنَّهُمْ

کہ کوئی تمہیں دیکھتا تو نہیں ۳۰۳ پھر پلٹ جاتے ہیں ! ۳۰۴ اللہ نے ان کے دل پلٹ دیے ۳۰۵ کہ وہ

قَوْمٌ لَّا یَفْقَهُوْنَ ﴿۱۲۷﴾ لَقَدْ جَآءَكُمْ رَسُوْلٌ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ عَزِیْزٌ

نا سمجھ لوگ ہیں۔ ۳۰۶ بے شک تمہارے پاس تشریف لائے تم میں سے وہ رسول ۳۰۷ جن پر

عَلَیْهِ مَا عَنِتُّمْ حَرِیْصٌ عَلَیْكُمْ بِالْمُؤْمِنِیْنَ رَءُوْفٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۲۸﴾

تمہارا مشقت میں پڑنا گراں ہے تمہاری بھلائی کے نہایت چاہنے والے مسلمانوں پر کمال مہربان مہربان۔ ۳۰۸

بقیہ صفحہ ۳۷۱ ۲۹۲ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا معجزہ عظیمہ ہے کہ بالکل بے پڑھے لوگوں کو بہت تھوڑی دیر میں دین کے احکام کا عالم اور قوم کا ہادی بنا دیتے تھے اس آیت سے چند مسائل معلوم ہوئے مسئلہ علم دین حاصل کرنا فرض ہے جو چیزیں بندے پر فرض و واجب ہیں اور جو اس کے لئے ممنوع و حرام ہیں اس کا سیکھنا فرض عین ہے اور اس سے زائد علم حاصل کرنا فرض کفایہ حدیث شریف میں ہے علم سیکھنا ہر مسلمان پر فرض ہے امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ علم سیکھنا نفل نماز سے افضل ہے مسئلہ طلب علم کے لئے سفر کا حکم حدیث شریف میں ہے جو شخص طلب علم کے لئے راہ چلے اللہ اس کے لئے جنت کی راہ آسان کرتا ہے (ترمذی) مسئلہ فقہ افضل ترین علوم ہے حدیث شریف میں ہے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اللہ تعالیٰ جس کے لئے بہتری چاہتا ہے اس کو دین میں فقیہ بناتا ہے۔ میں تقسیم کرنے والا ہوں اور اللہ تعالیٰ دینے والا (بخاری و مسلم) حدیث میں ہے ایک فقیہ شیطان پر ہزار عابدوں سے زیادہ سخت ہے (ترمذی) فقہ احکام دین کے علم کو کہتے ہیں فقہ مصطلح اس کا صحیح مصداق ہے ۲۹۳ عذاب الٰہی سے احکام دین کا اتباع کر کے۔ ۲۹۵ قتال تمام کافروں سے واجب ہے قریب کے ہوں یا دور کے لیکن قریب والے مقدم ہیں پھر جو ان سے متصل ہوں ایسے ہی درجہ بدرجہ ۲۹۶ انہیں غلبہ دیتا ہے اور ان کی نصرت فرماتا ہے ۲۹۷ یعنی منافقین آپس میں بطریق استہزاء ایسی باتیں کہتے ہیں ان کے جواب میں ارشاد ہوتا ہے۔ ۲۹۸ شک و نفاق کا ۲۹۹ کہ پہلے جتنا نازل ہوا تھا اسی کے انکار کے وبال میں گرفتار تھے اب جو اور نازل ہوا اس کے انکار کی خباثت میں بھی مبتلا ہوئے۔ ۳۰۰ یعنی منافقین کو ۳۰۱ امراض و شدائد اور قحط وغیرہ کے ساتھ ۳۰۲ اور آنکھوں سے نکل بھاگنے کے اشارے کرتا ہے اور کہتا ہے۔ ۳۰۳ اگر دیکھتا ہوا تو بیٹھ گئے ورنہ نکل گئے۔ ۳۰۴ کفر کی طرف ۳۰۵ اس سبب سے ۳۰۶ اپنے نفع و ضرر کو نہیں سوچتے۔ ۳۰۷ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم عربی قرشی جن کے حسب و نسب کو تم خوب پہچانتے ہو کہ تم میں سب سے عالی نسب ہیں اور تم ان کے صدق و امانت زہد و تقویٰ طہارت و تقدس اور اخلاق حمیدہ کو بھی خوب جانتے ہو اور ایک قراءۃ میں اَنْفَسِكُمْ بفتح فا آیا ہے اس کے معنی ہیں کہ تم میں سب سے نفیس تر اور اشرف و افضل اس آیت کریمہ میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی تشریف آوری یعنی آپ کے میلاد مبارک کا بیان ہے ترمذی کی حدیث سے بھی ثابت ہے کہ سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی پیدائش کا بیان قیام کر کے فرمایا۔ مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ محفل میلاد مبارک کی اصل قرآن و حدیث سے ثابت ہے۔



## ثبوت حاضر ہے

حدیث مبارکہ میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا قَاسِمٌ وَاللّٰهُ یُعْطِی (صحیح البخاری، کتاب الغلم، باب من یرد الله به غیر خیر ایفقهه فی الدین، ح: ۷۱)

''اللہ تعالیٰ دیتا ہے اور میں تقسیم کرتا ہوں۔''

بعض لوگ اس سے دنیا کا نفع و نقصان مال و دولت، مدد و نصرت اور بیماری و شفا اور رزق مراد لیتے ہیں۔ اور عقیدہ رکھتے ہیں یہ سب کچھ دینا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اختیار میں ہے، جو سراسر غلط ہے۔ اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مطلب یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ دین کا علم مجھے عطا فرماتا ہے اور میں آگے امت میں تقسیم کر دیتا ہوں یعنی ان کو دین سکھا دیتا ہوں۔ اس بات کا کنز الایمان میں بھی بیان کیا جا رہا ہے کہ رسول کچھ اور نہیں تقسیم کرتے بلکہ دین کا علم تقسیم کرتے ہیں۔

ثبوت حاضر ہے

آسان اردو ترجمہ

# قرآن مجید

حافظ نذر احمد

مُسلِم اکادمی

۱۸/۲۹، محمد نگر، لاہور

حافظ نذر احمد کے ترجمۃ القرآن کے ٹائٹل کا عکس۔ یہ وہ ترجمہ قرآن ہے جس پر تمام مسالک بریلوی، دیوبندی، اہل حدیث وغیرہ متفق ہیں اور ان کے نزدیک یہ ترجمہ صحیح ہے اسی کے حوالے کتاب میں دیے جا رہے ہیں۔

کئی جگہ اعلان کروایا کہ فرما دیجیے کہ میں بشر ہوں، وہ کہنے لگا کہ یہ بات ٹھیک ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قرآن میں بشر کہا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اپنے بشر ہونے کا اعلان فرمایا لیکن آپ مجھے یہ دکھائیں کہ قرآن میں یہ کہاں لکھا ہے کہ تم بھی رسول اللہ ﷺ کو بشر کہو اور اٹھ کر چلا گیا اور مزید بات نہ سنی۔

یہ بات سن کر مجھے بہت افسوس ہوا، جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا ہر کلمہ گو کے لیے ضروری ہے کہ اس پر ایمان لائے۔ (البقرہ: ۲۸۵) اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا کا رویہ اختیار کرے اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس سے انکار نہ کرے، کیونکہ انکار کرنے والا مسلمان نہیں رہتا اور اس کی بخشش ناممکن ہے۔ (الأعراف: ۳۷تا۴۱) اور جو کچھ اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا اس کو ناپسند نہ کرے، کیونکہ ایسا کرنے والے کے سارے عمل برباد ہو جاتے ہیں۔ (محمد: ۱تا۹) ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کی دل سے تصدیق کرے اور زبان سے اقرار کرے، اقرار باللسان و تصدیق بالقلب، کیونکہ جب اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا حکم آجائے تو کسی مسلمان مرد یا کسی مسلمان عورت کو کچھ اختیار نہیں رہتا اور جو حکم نہ مانے وہ صریح گمراہ ہو چکا۔ (الأحزاب: ۳۶)

## قرآن حکیم مع ترجمہ پڑھیں:

"اور ہم نے اس قرآن کو آسان کر دیا ہے تو ہے کوئی اس سے نصیحت حاصل کرنے والا۔" (القمر: ۱۷) قرآن حکیم کھول کر ترجمہ کے ساتھ پڑھیے۔

- کیا آپ نے قرآن کا مطالعہ کیا ہے؟
- اگر نہیں تو اس سے زیادہ محرومی کی بات اور کیا ہو سکتی ہے!

لوگوں کا حال تو یہ ہے کہ صبح اُٹھتے ہی اخبار پڑھنے کے لیے بے چین ہو جاتے ہیں، رسائل کا شوق سے مطالعہ کرتے ہیں، اپنے اپنے مسالک کے جرائد لے کر بیٹھ جاتے ہیں، دنیا بھر کی کتابیں پڑھنے کے لیے وقت نکال لیتے ہیں، لیکن اللہ کی کتاب پڑھنے کے لیے ان کے پاس کوئی وقت نہیں ہے؟ حالانکہ نزول قرآن کا آغاز ہی اس کتاب کو پڑھنے کے حکم "اِقْرَاْ" سے ہوا ہے۔

- یہ صرف تلاوت کے لیے نہیں بلکہ سمجھ کر پڑھنے اور ہدایت حاصل کرنے کے لیے نازل ہوئی ہے۔

❀ یہ مردوں کو بخشوانے کے لیے نہیں بلکہ زندوں پر نجات کی راہ کھولنے کے لیے آئی ہے۔
❀ یہ انسان کو غور وفکر کی دعوت دیتی ہے، تاکہ اس کے خیالات میں نکھار پیدا ہو اور زندگی سنور جائے۔
❀ یہ مطالبہ کرتی ہے کہ زندگی کا سفر اس کی روشنی میں طے کیا جائے۔

کیا یہ مقاصد دیواروں پر ''یہ جو کتاب ہے...... درس انقلاب ہے'' لکھنے سے پورے ہوں گے؟ یا اس کتاب کو صرف ''مکمل ضابطۂ حیات'' کہنے سے مسئلے حل ہوں گے؟ یا یہ مقاصد قرآن کے مطالعہ کے بغیر پورے ہو سکتے ہیں؟ ایسے کتنے لوگ ہیں جنھوں نے زندگی میں کم از کم ایک مرتبہ ہی قرآن سمجھ کر پڑھا ہو؟ آیئے! غفلت کے اس پردے کو چاک کریں اور قرآن فہمی کو عام کریں:

اَفَلَا يَتَدَبَّرُوْنَ الْقُرْاٰنَ اَمْ عَلٰى قُلُوْبٍ اَقْفَالُهَا۝۲۴ (محمد: ۴۷/ ۲۴)

''تمھیں کیا ہو گیا ہے کہ تم قرآن پر غور وفکر نہیں کرتے، کیا تمھارے دلوں پر تالے پڑ گئے ہیں؟''

## قرآن مجید:

قرآن مجید کی جو خصوصیات اللہ تعالیٰ نے بیان فرمائی ہیں وہ یہ ہیں:

① قرآن میں کوئی شک نہیں، یہ مومنوں کے لیے راہ ہدایت ہے۔ (البقرۃ: ۲/ ۲)
② قرآن مجید جیسا کلام کوئی نہیں سنا سکتا۔ (البقرۃ: ۲/ ۲۳، ۲۴)
③ قرآن مجید کی آیات صاف اور کھلی ہیں، ان کا انکار نافرمان ہی کرتے ہیں۔ (البقرۃ: ۲/ ۹۹)
④ آسمانی ہدایت ہی ہدایت ہے، اس سے روگردانی خطرناک ہے۔ (البقرۃ: ۲/ ۱۲۰، ۱۳۷، ۱۴۵)
⑤ آسمانی ہدایت اتارنے کا مقصد یہ ہے کہ اللہ کی نعمت مکمل ہو جائے، لوگ ہدایت پر آجائیں اور ان کو شریعت کی وہ باتیں بتا دی جائیں جن کا ان کو علم نہیں۔ (البقرۃ: ۲/ ۱۵۰، ۱۵۱)
⑥ قرآن لوگوں کے لیے ہدایت اور حق و باطل کے درمیان پہچان ہے۔ (البقرۃ: ۲/ ۱۸۵)

⑦ وحی پر پیغمبر اور مومنوں کا ایمان لانا ضروری ہے اور سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا یعنی ''ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت اختیار کی'' والا رویہ ضروری ہے۔ (البقرۃ : ۲/ ۲۸۵)

⑧ قرآن سمجھنے میں آسان ہے۔ (القمر: ۲/ ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰)

⑨ اللہ تعالیٰ کی بات سچی ہے۔ (النساء:۴/ ۸۷، ۱۲۲)

⑩ اس میں اختلاف نہیں۔ (النساء : ۴/ ۸۲)

⑪ قرآن باطل پر حق کی چوٹ ہے۔ (الانبیاء : ۲۱/ ۱۸۔الفرقان : ۲۵/ ۳۳)

⑫ قرآن کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لیا۔ (الحجر : ۱۵/ ۹)

⑬ وحی کے مطابق فیصلہ نہ کرنے والے کافر ہیں، ظالم ہیں، نافرمان ہیں۔ (المائدۃ : ۵/ ۴۴، ۴۵، ۴۷)

⑭ قرآن سے ہدایت یافتہ اور مجرموں کا پتا چلتا ہے۔ (البقرۃ : ۲/ ۲تا۵، ۳۸، ۳۹)

⑮ اللہ تعالیٰ کے کلام سے اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔(الزمر : ۳۹/ ۲۳)

## حدیث مبارک:

حدیث کا جواز قرآن سے ثابت ہے، اس کے لیے صفحہ............ سے سوالات و جوابات دیکھیے ۔قرآن مجید کے ساتھ ساتھ حدیث مبارک پر عمل کرنا بھی ضروری ہے، کیونکہ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کا حکم دیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ان پر پوری طرح عمل کر کے تفصیل کے ساتھ بتایا کہ ان احکام پر عمل درآمد اس طرح کرنا ہے۔ حدیث مبارک کے بغیر قرآن پر عمل ناممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اکتیس دفعہ اپنی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم بھی دیا ہے، جس کی تفصیل اس کتاب کے توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم کی بحث اور سنت و بدعت کی بحث میں ہے۔صحیح احادیث آپ کو صحیح بخاری، صحیح مسلم، اللؤلؤ والمرجان، مشکوٰۃ شریف وغیرہم اور علامہ البانی کی کتاب السلسلة الصحیحة میں مل سکتی ہیں۔

احادیث مبارکہ کی اہمیت کے سلسلہ میں ہم صرف ایک حدیث بیان کرنے پر اکتفا کریں گے جو مومنوں کے لیے کافی ہے:

سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے: ''لعنت کی اللہ تعالیٰ نے گودنے والیوں اور گودوانے والیوں پر اور منہ کے بال اکھاڑنے والیوں اور اکھڑوانے والیوں اور دانتوں کو کشادہ کرنے والیوں پر خوب صورتی کے لیے اور اللہ کی تخلیق بدلنے والیوں پر۔'' پھر یہ خبر بنی اسد کی ایک عورت کو پہنچی جس کا نام ام یعقوب تھا، وہ قرآن پڑھا کرتی تھی تو وہ سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور بولی: ''مجھے کیا خبر پہنچی ہے کہ تم نے لعنت کی گودنے اور گودوانے اور منہ کے بال اکھاڑنے اور اکھڑوانے اور دانتوں کو کشادہ کرنے اور اللہ تعالیٰ کی خلقت کو بدلنے والیوں پر۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''میں کیوں لعنت نہ کروں اس پر جس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لعنت کی اور یہ تو اللہ کی کتاب میں موجود ہے۔'' وہ عورت بولی: ''میں نے تو دو گتوں میں جس قدر قرآن تھا پڑھ ڈالا، مجھے یہ نہیں ملا۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر تو پڑھتی تو تجھ کو ملتا، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: ''جو رسول تم کو دے اس کو تھامے رکھو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو۔'' (الحشر: ۷) وہ عورت بولی: ''ان میں سے تو بعض کام تمھاری بیوی بھی کرتی ہے۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''جا دیکھ تو سہی۔'' وہ ان کی بیوی کے پاس گئی تو کچھ نہ پایا، پھر لوٹ آئی اور کہنے لگی: ''ان میں سے کوئی بات میں نے ان میں نہیں دیکھی۔'' سیدنا عبداللہ رضی اللہ عنہ نے کہا: ''اگر وہ ایسا کرتی تو ہم اس سے صحبت نہ کرتے۔'' ❶

اب ہم ملا علی قاری حنفی کی کتاب موضوعات کبیر کے کچھ حوالہ جات درج کریں گے۔ یاد رہے کہ یہ کتاب موضوع احادیث کے بارے میں ہے، یہ کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ محمد سعید اینڈ سنز کراچی نے شائع کی ہے:

① ابوحنیفہ میری امت کے چراغ ہیں۔ (یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے۔ص۹۱)

② خضر علیہ السلام اور الیاس علیہ السلام ہر سال حج کے موسم میں جمع ہوتے ہیں۔ (حافظ عسقلانی فرماتے ہیں اس بارے میں کوئی شے ثابت نہیں۔ص۹۶)

③ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے والدین کا زندہ ہونا۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ص۹۸)

④ میری امت کا اختلاف بھی رحمت ہے۔ (اس حدیث کی کوئی اصل نہیں۔ص۹۸)

---

❶ صحیح مسلم، کتاب اللباس و الزینۃ، باب تحریم فعل الواصلۃ والمستوصلۃ والواشمۃ والمستوشمۃ......الخ: ۲۱۲۵۔ نیز دیکھیے صفحہ ۶۲۴ تا ۶۳۷ سے سوالات وجوابات۔

⑤ جب محبت پکی ہو جائے تو شرائط ادب ختم ہو جاتی ہیں۔ (یہ حدیث نہیں ہے۔ص ۱۰۷)
⑥ چار چیزوں کا چار چیزوں سے پیٹ نہیں بھرتا: زمین کا بارش سے، عورت کا مرد سے، آنکھ کا دیکھنے سے اور عالم کا علم سے۔ (یہ حدیث موضوع ہے۔ص ۱۰۹)
⑦ تم میں سب سے اچھا فیصلہ کرنے والا علی رضی اللہ عنہ ہے۔ (یہ حدیث مرفوعاً ثابت نہیں۔ص ۱۲۲)
⑧ اے اللہ! اسلام کی دو عمروں میں سے ایک عمر کے ساتھ تائید فرما۔ (ان الفاظ کے ساتھ اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۱۲۸)
⑨ شہد کی مکھیوں کے امیر جناب علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۱۳۲)
⑩ میں علم کا شہر ہوں اور علی اس کا دروازہ ہیں۔ (یہ حدیث منکر ہے۔ص ۱۳۴)
⑪ میں اللہ سے ہوں اور مومن مجھ سے ہیں۔ (یہ حدیث نہیں۔ص ۱۳۶)
⑫ بلال اذان میں ''ش'' کو ''س'' سے بدل دیا کرتے تھے۔ (کتب حدیث میں اس کا کہیں وجود نہیں۔ص ۱۳۷)
⑬ مردہ اپنے گھر میں لوگوں کو سات دن تک دیکھتا ہے۔ (یہ باطل ہے۔ص ۱۴۹)
⑭ دنیا کی محبت ہر گناہ کی جڑ ہے۔ (بعض محدثین کا خیال ہے کہ یہ موضوع ہے۔ص ۱۹۱)
⑮ عالم کی مجلس میں حاضر ہونا ایک ہزار رکعت نماز سے افضل ہے۔ (یہ موضوع ہے۔ص ۲۰۲)
⑯ علی رضی اللہ عنہ نے خیبر کے دروازے کو اٹھا لیا۔ (یہ غلط ہے۔ص ۲۰۳)
⑰ عرب کے سردار سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔ (یہ ضعیف ہے۔ص ۲۳۸)
⑱ (( صَدَقَ رَسُوْلُ اللّٰهِ )) (اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۲۵۱)
⑲ عالم کے پیچھے نماز پڑھنے سے چالیس ہزار چار سو چالیس نمازوں کا اجر ملتا ہے۔ (یہ باطل ہے۔ص ۲۵۳)
⑳ مسواک کر کے نماز پڑھنا بغیر مسواک کے ستر نمازوں سے بہتر ہے۔ (یہ حدیث باطل ہے۔ص ۲۵۵)
㉑ میری امت کے علماء بنی اسرائیل کے انبیاء کی طرح ہیں۔ (اس کی کوئی اصل نہیں۔ص ۲۶۸)
㉒ غرباء انبیاء کے وارث ہیں۔ (یہ حدیث باطل ہے۔ص ۲۷۳)

۴۳ دل اللہ کا گھر ہے۔(اس کی مرفوعاً کوئی اصل نہیں۔ص۲۸۴)
۴۴ میں اس وقت بھی نبی تھا جب آدم مٹی اور پانی کے درمیان تھے۔(ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث نہیں۔ص۲۹۷)
۴۵ جب رسول اللہ ﷺ کو غسل دیا گیا تو پانی آپ ﷺ کی آنکھوں کے گڑھوں پر بلند ہو گیا، سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اسے پی لیا تو انھیں اولین اور آخرین کا علم دے دیا گیا۔(یہ روافض کا قول ہے۔ص۳۱۵)
۴۶ چاول کے متعلق تمام احادیث موضوع ہیں۔(ص۳۲۴)
۴۷ جھنڈے کو قیامت کے دن سیدنا علی رضی اللہ عنہ اٹھائیں گے۔(یہ موضوع ہے۔ص۳۲۷)
۴۸ کوئی پستہ قد حکمت سے اور کوئی لمبا قد حماقت سے خالی نہیں ہوتا۔(سخاوی کہتے ہیں میں اس سے واقف نہیں۔ص۳۳۶)
۴۹ جو بھی نبی بنایا گیا وہ چالیس سال کی عمر میں بنایا گیا۔(یہ حدیث موضوع ہے۔ص۳۴۱)
۵۰ گردن کا مسح کرنا طوق سے امان ہے۔(یہ حدیث موضوع ہے۔ص۳۴۷)
۵۱ اذان کے وقت رسول اللہ ﷺ کے نام پر دونوں شہادت کی انگلیوں کے پوروں سے انھیں چومنے کے بعد آنکھوں پر مسح کرنا۔(یہ صحیح نہیں۔ص۳۴۸)
۵۲ جو بازار میں داخل ہوتے وقت لا الہ الا اللہ کہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے ایک لاکھ نیکیاں لکھ دیتا ہے، ایک لاکھ گناہ مٹاتا ہے۔(یہ منکر ہے۔ص۳۵۰)
۵۳ میرا وصی، میرے بھید کی جگہ، میرے گھر والوں میں میرا خلیفہ اور میرے بعد کے لوگوں میں سب سے بہتر سیدنا علی رضی اللہ عنہ ہیں۔(یہ حدیث موضوع ہے۔ص۴۲۵)
۵۴ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے علاوہ کوئی جوان نہیں اور ذوالفقار کے علاوہ کوئی تلوار نہیں۔(اس کی کوئی اصل نہیں۔ص۴۳۴)
۵۵ ائمہ کی ایک دوسرے سے ملاقات کے بارے میں اور ایسی ہی وہ تصانیف جو بڑے بڑے لوگوں کی قبروں کے بارے میں لکھی گئیں، یہ سب کی سب باطل ہیں۔(ص۴۵۴)
۵۶ ایسی ہی وہ سب روایات جن میں تھوڑا سا نیک عمل کرنے کا بہت زیادہ ثواب لکھا ہے، ان کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

۳۷ جو شخص بعد مغرب کے چھ رکعات نماز پڑھے اسے بارہ سال کی عبادت کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (یہ حدیث منکر ہے۔ص ۴۸۶)

۳۸ عقل کے بارے میں جتنی بھی روایات ہیں، وہ صحیح نہیں۔ (ص ۵۱۵)

۳۹ سیدنا خضر علیہ السلام کے بارے میں جن احادیث میں ان کی زندگی کا تذکرہ ہو وہ سب جھوٹ ہے۔ (ص ۵۱۵)

۴۰ ایک اہم اصول یہ بھی ہے کہ جو حدیث صریحاً قرآن کے مخالف ہے، وہ صحیح نہیں۔ (ص ۵۲۵)

۴۱ جو حدیث عقیدہ نصاریٰ کے مشابہ ہو، وہ صحیح نہیں۔ (ص ۵۲۵)

۴۲ دن رات کی جتنی نمازیں ہیں مثلاً اتوار، پیر، منگل وغیرہ اور ان راتوں کی نمازیں حتیٰ کہ پورے ہفتہ کی نمازیں، یہ سب موضوع ہیں۔ (ص ۵۴۱)

۴۳ شعبان کی پندرھویں شب کی نمازیں ثابت نہیں۔ (ص ۵۶۰)

۴۴ کبوتر کی روایات میں سے کوئی بھی صحیح نہیں۔ (ص ۵۵۲)

۴۵ عاشورہ کے متعلق جملہ روایات صحیح نہیں۔ (ص ۵۶۰)

۴۶ اسی طرح کی وہ روایات جو سورتوں کے فضائل اور ثواب کو بیان کرتی ہیں وہ صحیح نہیں، سوائے بخاری، مسلم، ترمذی وغیرہ کے۔ (ص ۵۶۲)

## احادیث موضوعہ وضعیفہ کا مجموعہ اور امت کا خسارۂ عظیم:

ذیل میں ہم ان احادیث کا تذکرہ کر رہے ہیں جن کو احادیث موضوعہ وضعیفہ کہا جاتا ہے، ان احادیث کی وجہ سے امت کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا۔

۱۔ علامہ ناصر الدین البانی کی ایک کتاب اردو ترجمہ کے ساتھ بازار سے دستیاب ہے اس کتاب میں ۱۰۰ موضوع احادیث دی گئی ہیں۔ کتاب کا نام ''احادیث موضوعہ وضعیفہ کا مجموعہ جن سے امت مسلمہ کو ناقابل تلافی نقصان پہنچا ہے۔ یہ ۱۰۰ موضوع احادیث مندرجہ ذیل ہیں:

حدیث ۱: دین اسلام عقل کے مطابق ہے اور جو شخص دین اسلام میں داخل نہیں اس میں عقل نہیں۔ (یہ حدیث باطل ہے)

حدیث ۲: جس شخص کو اس کی نماز بے حیائی اور برے کاموں سے نہیں روکتی وہ اللہ تعالیٰ

سے مزید دور ہو جاتا ہے۔ (یہ حدیث باطل ہے)

حدیث۳: لوگوں کی ہمت پہاڑوں کو اپنی جگہ سے ہلا دیتی ہے۔ (یہ حدیث رسول نہیں ہے)

حدیث۴: مسجد میں باتیں کرنا نیک اعمال کو ضائع کر دیتا ہے جیسا کہ چارپائے گھاس کو کھا جاتے ہیں۔ (ان الفاظ کے ساتھ حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث۵: جو شخص صرف اللہ کی رضا کے لیے کسی کام کو چھوڑ دیتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے بدلے اس کو دنیا و آخرت میں بہتر چیز سے نوازے گا۔ (ان الفاظ کے ساتھ یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۶: غبار سے کنارہ کش رہو اس لیے کہ غبار سے سانس کی بیماری لاحق ہوتی ہے۔ (اس حدیث کے اصل کا علم نہیں)

حدیث۷: دو کاموں کے قریب نہ جاؤ، اللہ کے ساتھ کسی کو شریک ٹھہرانا اور لوگوں کو اذیت پہنچانا۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۸: اس دنیا کے حصول کے لیے اس طرح عمل کیجیے جیسا کہ آپ نے ہمیشہ زندہ رہنا ہے اور اپنی آخرت کے حصول کے لیے ایسے عمل کیجیے جیسا کہ آپ نے کل ہی فوت ہو جانا ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۹: میں تمام پرہیز گاروں کی خوش بختی کا محور ہوں۔ (ایضاً)

حدیث۱۰: بے شک اللہ تعالیٰ محبوب جانتا ہے کہ وہ اپنے بندے کو طلب حلال میں تھکا ہوا دیکھے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۱۱: مجھے معلم بنا کر بھیجا گیا ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۱۲: اللہ نے دنیا کو وحی کی کہ تو اس کی خادم بن جو میرا خادم ہو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۱۳: شام کے باشندے اللہ کی زمین پر اس کا درہ ہیں۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۱۴: تم خود کو بظاہر سبزہ زاروں سے بچاؤ۔ (یہ نہایت ضعیف روایت ہے)

حدیث۱۵: شام کا ملک میرا ترکش ہے۔ (اس حدیث کا اصل مرفوعاً ثابت نہیں)

حدیث۱۶: میری امت میں دو قسم کے لوگ ایسے ہیں کہ جب وہ درست ہوں گے تو لوگ بھی درست ہوں گے اور وہ امراء اور فقہاء ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۱۷: جو شخص گناہ کرتا ہوا ہنستا رہا وہ روتا ہوا دوزخ میں داخل ہو گا۔ (یہ حدیث من گھڑت

ہے)

حدیث۱۸: پر کٹے ہوئے کبوتروں کو پال رکھو اس لیے کہ وہ تمھارے بچوں سے جنوں کو غفلت میں رکھیں گے۔ (ایضا)

حدیث۱۹: تم اپنی عورتوں کی محفلوں کو چرخے سے آراستہ کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۲۰: دستر خوان کو سبزیوں سے سجایا کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۲۱: مجھے سوال کرنے سے یہ بات کفایت کرتی ہے کہ وہ میرے حال کو جانتا ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۲۲: تم میرے مقام کا وسیلہ اختیار کرو یقیناً میرا مقام اللہ کے نزدیک عظیم ہے۔ (یہ حدیث بے اصل ہے)

حدیث۲۳: اللہ تعالیٰ وہ ہے جو زندہ کرتا ہے اور مارتا ہے نیز وہ ہمیشہ زندہ رہے گا۔ (اے اللہ) میری والدہ فاطمہ بن اسد کو معاف فرما۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۲۴: جو شخص گھر سے نماز ادا کرنے نکلا اور اس نے کہا اے اللہ! میں تجھ سے ان سائلین کے طفیل سوال کرتا ہوں جو تجھ سے مانگتے ہیں۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۲۵: جب آدم غلطی کے مرتکب ہوئے تو انھوں نے یہ دعا کی: ''اے رب میرے پروردگار! میں تجھ سے محمد ﷺ کے طفیل سوال کرتا ہوں۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث۲۶: تیزی طبع میری امت کے بہترین لوگوں کا وصف ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۲۷: تیزی طبع قرآن پاک کے حاملین میں اس لیے ہوتی ہے کہ ان کے دلوں میں قرآن کی عظمت جاگزیں ہوتی ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۲۸: تیزی طبع صرف میری امت کے صالحین اور نیک لوگوں میں ہو گی اور پھر تیزی ختم ہو جاتی ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث۲۹: میری امت کے بہترین لوگ تیز طبیعت والے ہیں۔ (یہ حدیث بالکل باطل ہے)

حدیث۳۰: مجھ میں اور میری امت میں قیامت کے دن کے لیے برکت ہے۔ (اس حدیث کی کچھ اصل نہیں)

حدیث۳۱: دنیا مسلمانوں کا راستہ ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۳۲: دنیا آخرت والوں پر حرام ہے اور آخرت دنیا والوں پر حرام ہے نیز دنیا اور

آخرت دونوں اللہ والوں پر حرام ہیں۔ (یہ حدیث ثابت نہیں)

حدیث ۳۳: دنیا آخرت کی سوکن ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۳۴: دنیا سے کنارہ کش رہو اس لیے کہ دنیا ہاروت و ماروت سے بھی زیادہ جادوگر ہے۔ (یہ حدیث منکر ہے اس کا کوئی اصل نہیں ہے)

حدیث ۳۵: جو اذان کہے اسے چاہیے کہ وہ تکبیر کہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۳۶: وطن کی محبت ایمان سے ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۳۷: لوگوں پر ایک ایسا وقت آئے گا جب کہ وہ اس وقت بھیڑیے ہوں گے اور جو شخص بھیڑیا نہیں ہوگا اس کو بھیڑیے کھا جائیں گے۔ (یہ حدیث بہت ضعیف ہے)

حدیث ۳۸: جس شخص نے اللہ کی رضا کے لیے چالیس روز اخلاص اختیار کیا اسکی زبان پر حکمت کے چشمے جاری ہو جاتے ہیں۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۳۹: جس شخص نے عصر کے بعد نیند کی اور اس کی عقل جاتی رہی تو وہ صرف اپنے آپ کو ملامت کرے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۴۰: کدو استعمال کرو اس کے کھانے سے دماغ کو تقویت ملتی ہے۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۴۱: جس شخص نے حرام مال اکٹھا کیا اللہ تعالیٰ اس کا مال حرام راستے لے جاتا ہے۔ (یہ حدیث صحیح نہیں ہے)

حدیث ۴۲: انبیاء علیہم السلام قائد ہیں اور فقہاء سردار ہیں۔ (یہ حدیث من گھڑت ہے)

حدیث ۴۳: رمضان کا مہینہ آسمان و زمین کے درمیان معلق رہتا ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۴۴: جو شخص بے وضو ہو اور اس نے وضو نہ بنایا اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۴۵: جس شخص نے بیت اللہ کا حج کیا اور میری قبر کی زیارت نہ کی اس نے مجھ پر ظلم کیا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۴۶: جس شخص نے میری اور میرے باپ ابراہیم کی ایک ہی سال میں زیارت کی وہ جنت میں داخل ہوگا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۴۷: جس شخص نے حج کیا اور میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کی وہ اس شخص

جیسا ہے جس نے میری زندگی میں میری زیارت کی۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۴۸: لڑکا اپنے باپ کے نقشِ قدم پر چلتا ہے۔ (یہ حدیث بے اصل ہے)

حدیث ۴۹: جس شخص نے ہر جمعہ کے روز اپنے ماں باپ (دونوں) یا ان میں سے کسی ایک کی قبر کی زیارت کی اس کے گناہ معاف ہو جاتے ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۵۰: جس شخص نے اپنے والدین کی قبروں کی ہر جمعہ کے روز زیارت کی اور ان کی قبروں کے قریب سورۃ یٰسین کی تلاوت کی۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۵۱: بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس مومن بندے کو محبوب جانتا ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۵۲: جب تم میں سے کسی کا چار پایہ حرام نہ ہو۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۵۳: بوڑھی عورتوں کے طور طریقوں اور دین کو اختیار کرو۔ (اس کا کچھ اصل نہیں)

حدیث ۵۴: جب قیامت قریب ہو گی اور خواہشات میں اختلاف رونما ہو گا تو ہمیں جنگل میں آباد لوگوں اور عورتوں کے طور طریقوں کو اپنانا ہو گا۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۵۵: تیز رفتاری مومن کے وقار کو ختم کر دیتی ہے۔ (یہ حدیث غایت درجہ منکر ہے)

حدیث ۵۶: اگر عورتیں نہ ہوتیں تو اللہ کی صحیح صحیح عبادت ہوتی۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۵۷: میری امت کا اختلاف رحمت کا باعث ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث ۵۸: میرے صحابہ کرام ستاروں کی مانند ہیں۔ (یہ حدیث من گھڑت اور بے بنیاد ہے)

حدیث ۵۹: تمھیں جو اللہ کی کتاب عطاء کی گئی اس پر عمل پیرا رہو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۰: میں نے اپنے پروردگار سے ان باتوں کے بارے میں استفسار کیا...... اور میرے صحابہ کا اختلاف تمھارے لیے باعث رحمت ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۱: بلاشبہ میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۲: میرے اہل بیت ستاروں کی مانند ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث ۶۳: بلاشبہ اولے نہ تو خوراک ہیں اور نہ ہی مشروب ہیں۔ (یہ حدیث منکر ہے)

حدیث ۶۴: بھیڑ کے ایک دانت والا جانور اچھی قربانی ہے۔

حدیث ۶۵: بھیڑ کا ایک سالہ بچہ قربانی کے لیے جائز ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث ۶۶: جس نے اپنی ذات کو پہچان لیا اس نے اپنے پروردگار کو پہچان لیا۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں)

حدیث۶۷: جس شخص نے فجر کی نماز میں الم نشرح'' اور ''الم ترکیف'' سورتیں تلاوت کیں تو اس کی آنکھوں میں درد نہیں ہوگا۔ (ایضاً)

حدیث۶۸: وضو بنانے کے بعد انا انزلنا...... سورت کی قرأت کی جائے۔ (ایضاً)

حدیث۶۹: (وضو میں) گردن کا مسح کرنا (قیامت کے دن) طوق سے حفاظت کا ذریعہ ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۰: جو شخص اپنے بھائی کو پیٹ بھر کر روٹی کھلاتا ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۱: اللہ اکبر کو لمبا کر کے نہ پڑھا جائے۔ (اس کا کوئی اصل نہیں)

حدیث۷۲: میرے رب نے مجھے ادب سے نوازا اور مجھے اچھا نوازا۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۷۳: مؤذن جب اشہد ان محمد الرسول اللہ کہے تو دونوں ہاتھوں کی انگشت شہادت کے پوروں کے ساتھ آنکھوں کا مسح کیا جائے۔ (صحیح نہیں ہے)

حدیث۷۴: قربانیوں کی تعظیم کرو اس لیے کہ تمھاری قربانیاں پل صراط پر تمھاری سواریاں ہوں گی۔ (کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۷۵: نماز فوت ہونے سے پہلے ادائیگی میں جلدی کرو اور وفات سے پہلے توبہ میں جلدی کرو۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۶: اہل علم کے سوا تمام لوگ مردہ ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۷۷: عیسیٰ ◆ ہی مہدی ہیں۔ (یہ حدیث منکر ہے)

حدیث۷۸: مومن کا بچا ہوا پانی شفاء ہے۔ (اس حدیث کا کچھ اصل نہیں ہے)

حدیث۷۹: انسان کی تواضع کی علامت ہے کہ وہ اپنے مومن بھائی کا جھوٹا پانی پی لے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۸۰: مہدی میرے چچا عباس کی اولاد سے ہے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۸۱: اے عباس بے شک اللہ نے دین کا آغاز میرے ساتھ کیا اور اس کا اختتام ایسے جواں سال انسان سے فرمائے گا جو تیری اولاد سے ہوگا۔ (ایضاً)

حدیث۸۲: خبردار! اے ابوالفضل میں تجھ کو خوشخبری دیتا ہوں۔ (ایضاً)

حدیث۸۳: تسبیح کے دانوں پر اللہ کا ذکر کرنا بہترین طریقہ ہے۔ (ایضاً)

حدیث۸۴: تم سب سے افضل ہو۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۸۵: تمھارے خزانے کے باعث تین انسان قتل ہوں گے وہ تینوں خلیفہ کے بیٹے ہوں گے۔ (یہ حدیث منکر ہے)

حدیث۸۶: طاعون کی وباء تمھارے ''جن'' بھائیوں کی طرف سے ایک گرفت ہے۔ (ان الفاظ کے ساتھ کچھ اصل نہیں)

حدیث۸۷: جب خطیب ممبر پر چلا جائے تو پھر نہ نماز ہے نہ گفتگو ہے۔ (باطل ہے)

حدیث۸۸: کھیتی کاشکار کی ہے اگرچہ اس نے زمین پر غاصبانہ قبضہ کیا ہو۔ (باطل ہے)

حدیث۸۹: کسی چیز کا مالک ہی اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ وہ اس چیز کو اٹھائے۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۹۰: ادنیٰ لباس زیب تن کرو تم (اس کی وجہ سے) اپنے دلوں میں ایمان کی حلاوت پاؤ گے۔ (ایضاً)

حدیث۹۱: میں اللہ کی جھوٹی قسم اٹھاؤں مجھے زیادہ محبوب ہے کہ میں غیر اللہ کا نام لے کر سچی قسم اٹھاؤں۔ (ایضاً)

حدیث۹۲: جس شخص میں تین خصلتیں ہیں اللہ اس پر اپنے پہلو کو جھکاتا ہے۔ (ایضاً)

حدیث۹۳: قیامت کے دن لوگ صفیں باندھے ہوں گے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۹۴: اسلام اور دین اسلام کی بنیادی باتیں تین ہیں۔ (ایضاً)

حدیث۹۵: توبہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کا محبوب ہے۔ (ان الفاظ کے ساتھ اصل نہیں ہے)

حدیث۹۶: بے شک اللہ تعالیٰ ایسے بندوں کو محبوب جانتا ہے جو فتنے میں مبتلا ہو کر تائب ہو جاتے ہیں۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۹۷: بلاشبہ اللہ اس نوجوان کو محبوب جانتا ہے جو توبہ کرے والا ہے۔ (یہ حدیث ضعیف ہے)

حدیث۹۸: یقیناً اللہ عزوجل اس نوجوان کو محبوب جانتا ہے جس کی جوانی اللہ عزوجل کی اطاعت میں صرف ہوئی۔ (یہ حدیث موضوع ہے)

حدیث۹۹: بلاشبہ اللہ عزوجل اس آدمی کو محبوب جانتا ہے جو عبادت گزار اور نظافت سے رہتا ہے۔ (ایضاً)

حدیث۱۰۰: صالحین کی نیکیاں مقربین کی (نسبت کے لحاظ) برائیں ہیں۔ (یہ حدیث باطل ہے)

## چند مزید موضوع اور ضعیف احادیث پر تبصرہ و تحقیق (ابوطاہر حافظ زبیر علی زئی حضرو اٹک):

الحمد للّٰہ رب العٰلمین و الصلوٰۃ و السلام علی رسوله الأمین أما بعد !

بعض لوگ اپنے باطل نظریات کے لیے قرآن و سنت میں لفظی و معنوی تحریفات کے ساتھ ساتھ بعض موضوع اور ضعیف روایات بھی پیش کرتے ہیں۔ لہٰذا اس مختصر مضمون میں چند ایسی ہی روایات پر تبصرہ و تحقیق پیش خدمت ہے جن سے عامۃ الناس کے شبہ میں پڑنے کا خطرہ ہے۔ وماتوفیقی الاباللہ!

[١] (( مَنْ صَلَّى عَلَيَّ عِنْدَ قَبْرِيْ سَمِعْتُهُ......الخ ))

''جو شخص مجھ پر میری قبر کے پاس دورد پڑھے میں اسے سنتا ہوں۔''

(شعب الایمان، بیہقی: ٢١٨/٢، ح: ١٥٨٣، فضائل حج: ص١٠٩ حنفی بہشتی زیور، از عالم فقری بریلوی ص٤٩٠ وغیرھم)

اس روایت کا مرکزی راوی محمد بن مروان السدی ہے۔ (بیہقی۔ میزان الاعتدال وغیرہ) عبداللہ ابن نمیر رحمہ اللہ اور جریر بن عبدالحمید رحمہ اللہ نے کہا: ''کذاب (یعنی یہ جھوٹا ہے)۔'' امام صالح جزرۃ نے کہا: " كَانَ ضَعِيفًا وَ كَانَ يَضَعُ" ''یہ (محمد بن مروان) ضعیف تھا (بلکہ یہ جھوٹی حدیثیں گھڑتا تھا۔'' (تہذیب التہذیب: ٣٨٧/٩) حافظ برہان الدین الحلبی نے اس کا تذکرہ "الکشف الحثیث عمن رمی بوضع الحدیث" میں کیا ہے۔ (ص٤٠٤)

بعض لوگوں نے اس روایت کی ایک اور سند ابوالشیخ الاصبہانی کی کسی کتاب سے تلاش کی ہے۔ (دیکھیے آئینہ تسکین الصدور: ٣٢٦، ٣٢٧) حالانکہ یہ روایت بھی باطل ہے۔ اس میں ابوالشیخ کے استاد عبدالرحمٰن بن احمد الاعرج کی عدالت نامعلوم ہے۔ (دیکھیے آئینہ تسکین الصدور: ١١٣)

ان دونوں سندوں میں الاعمش ہیں جو بالاتفاق مدلس ہیں۔ (آئینہ تسکین الصدور: ١٢١)

مدلس کی عن والی روایت ضعیف ہوتی ہے۔ (کتاب الرسالۃ للشافعی۔ عام کتب اصول حدیث۔ خزائن السنن: ١۔ فتاویٰ رضویہ: ٢٤٥/٥، ٢٦٦ وغیرھم)

[٢] (( اِخْتِلَافُ أُمَّتِيْ رَحْمَةٌ ))

''میری امت کا اختلاف رحمت ہے۔'' (الجامع الصغیر وغیرہ)

ہمارے علم کے مطابق کسی کتاب میں بھی اس کی کوئی سند موجود نہیں۔ علامہ سبکی رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''مجھے اس کی نہ صحیح سند ملی اور نہ ضعیف اور نہ موضوع۔'' (فیض القدیر للمناوی) علامہ ابن حزم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''باطل مکذوب'' یعنی ''یہ روایت باطل اور جھوٹی ہے۔'' (الأحکام)

۳_ ((لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ))

''اگر آپ نہ ہوتے تو میں کائنات پیدا نہ کرتا۔'' (موضوعات صنعانی)

اس کی کوئی سند بھی ہمارے علم میں نہیں ہے۔ امام صنعانی رحمہ اللہ نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ امام دیلمی رحمہ اللہ کی گنجینۂ موضوعات ''کتاب الفردوس'' میں بھی یہ روایت (لفظاً ومعناً) نہیں ملی۔ ابن عساکر رحمہ اللہ والی روایت کو ابن جوزی رحمہ اللہ اور سیوطی رحمہ اللہ دونوں نے موضوع قرار دیا ہے۔

۴ ((یَا سَارِیَةَ! الْجَبَلَ))

''اے ساریہ! پہاڑ کے پیچھے ہو جاؤ۔'' (الاصابہ وغیرہ)

سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ایک لشکر بھیجا اور اس پر ایک شخص کو امیر بنایا جس کا نام ساریہ تھا۔ آپ خطبہ دے رہے تھے کہ آپ نے پکار کر کہا: ''ساریہ! پہاڑ کو لازم پکڑ۔'' لشکر سے ایک قاصد آیا، کہنے لگا: ''اے امیر المومنین! جب ہم دشمن سے ملے تو ہماری شکست ہوئی تو ایک پکارنے والے نے پکارا: ''اے ساریہ! پہاڑ کو لازم پکڑ۔'' ہم نے اپنی پیٹھیں پہاڑ کی طرف کر لیں تو اللہ نے ان کو شکست دی۔'' اس کو بیہقی نے دلائل النبوۃ میں روایت کیا۔

اس روایت کی مرکزی سند کا راوی محمد بن عجلان مدلس ہے (طبقات المدلسین لابن حجر رحمہ اللہ وغیرہ) اور عن سے روایت کر رہا ہے۔ اس کے دیگر جتنے شواہد ہیں سب ضعیف ہیں۔ تفصیلی بحث کے لیے دیکھیے (قبر پرستی ایک حقیقت پسندانہ جائزہ، طبع دوم ص ۱۵۵ از راقم الحروف)

۵ ((اَلْأَبْدَالُ یَکُوْنُوْنَ بِالشَّامِ))

''ابدال شام میں ہوں گے۔'' (مسند احمد: ۱/۱۱۲)

شریح بن عبید سے روایت ہے کہ اہل شام کا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس ذکر کیا گیا اور کہا گیا:

''اے امیر المومنین! ان پر لعنت کریں۔'' آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''نہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا ہے، آپ فرماتے تھے ابدال اہل شام میں سے ہوں گے، وہ چالیس آدمی ہیں، جب بھی ان میں سے کوئی آدمی فوت ہو جاتا ہے، اس کی جگہ اور آدمی اللہ تعالیٰ بدل دیتا ہے، ان کی برکت سے بارش برستی ہے، ان کی دعاؤں سے دشمنوں پر فتح ہوتی ہے اور اہل شام سے ان کی وجہ سے عذاب پلٹا دیا جاتا ہے۔''

اس کی سند انقطاع کی وجہ سے ضعیف ہے۔ (مسند احمد بتحقیق احمد محمد شاکر: ۲/ ۱۷۱، ح ۸۹۶) اور شریح بن عبید کی جناب علی رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

٦ ایک روایت ہے کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کا پاؤں سن ہو گیا تو آپ نے کہا (یا) محمد!......الخ۔ (الأدب المفرد للبخاری: ح ۹۶۴: ۲۵۰، فی نسخۃ: ح ۹۶۷: ۳۲۴)

اس روایت میں دو راوی سفیان (الثوری رحمہ اللہ) اور ابو اسحاق (السبیعی) عن سے روایت کر رہے ہیں اور دونوں مدلس ہیں۔ (کتب المدلسین)

٧ «يَا جَابِرُ! اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَ نَبِيِّكَ»

''اے جابر! اللہ نے سب سے پہلے تیرے نبی کا نور پیدا کیا۔'' (زرقانی۔ نشر الطیب وغیرہ)

یہ روایت نہ تو مصنف عبد الرزاق میں موجود ہے اور نہ تفسیر عبد الرزاق میں، بلکہ تلاش بسیار کے باوجود اس کی کوئی بھی سند نہیں ملی۔ یہ صحیح روایت کے بھی خلاف ہے۔ دیکھئے محترم ڈاکٹر ابو جابر عبد اللہ دامانوی کی کتاب ''عقیدہ نور من نور اللہ کی شرعی حیثیت'' (قرآن و حدیث کی روشنی میں) ص ۴۰ تا ۴۸۔ اس مفہوم کی ایک مختصر روایت رافضیوں کی اصول کافی (۱/ ۴۴۲) نمبر ۱۰ میں ابو جعفر (محمد بن علی بن الحسین الباقر) سے منقول ہے لیکن یہ سند اہل السنہ اور الروافض دونوں کے نزدیک موضوع ہے۔ محمد بن سنان اور جابر الجعفی کے علاوہ اس کی سند میں المفضل بن صالح ابو جمیلہ الاسدی ہے، جسے ابن الغضائری (رافضی) وغیرہ نے ''كَذَّابٌ يَضَعُ الْحَدِيْثَ'' قرار دیا ہے۔ (تنقیح المقال للمامقانی الرافضی: ۳/ ۲۳۷، ۲۳۸) بلکہ ہاشم معروف (رافضی) نے لکھا ہے: ''اِتَّفَقَ الْمُؤَلِّفُوْنَ فِيْ اَحْوَالِ الرِّجَالِ اَنَّهٗ كَانَ كَذَّابًا يَضَعُ الْحَدِيْثَ'' (الموضوعات: ۲۳۰ بحوالہ رجال الشیعہ فی المیزان: ص ۱۱۹۔ الکویت) یعنی ''اسماء

الرجال میں سے (رافضی) مصنفین کا اتفاق ہے کہ یہ شخص جھوٹا تھا اور احادیث گھڑتا تھا۔“

۸ سعید بن عبدالعزیز سے روایت ہے کہ جب حرہ کا واقعہ پیش آیا تو نبیِ رحمت ﷺ کی مسجد میں تین دن اذان اور اقامت نہ کہی گئی اور سعید بن میسب کو نماز کا وقت معلوم نہیں ہوتا تھا مگر خفی آواز سے کہ اس کو حجرہ کے اندر سے سنتے تھے کہ نبیِ اکرم ﷺ کی قبر مبارک وہاں تھی۔ (سنن الدارمی: ۱/ ۴۴، ح ۹۴)

اس روایت کے ایک راوی سعید بن عبدالعزیز ثقہ ہیں مگر آخر عمر میں اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (تقریب التهذیب و عام کتب الرجال، کتب المختلطین۔تلخیص الحبیر: ۳/ ۱۸۰) اس کا کوئی ثبوت نہیں ملا کہ مروان بن محمد نے ان کے اختلاط سے پہلے روایت کی ہے۔ دوسرا یہ کہ سعید نے اس کی صراحت بھی بیان نہیں فرمائی کہ سعید بن المسیب کا یہ واقعہ انھیں کس سند سے معلوم ہوا تھا؟

۹ ابو الجوزاء سے روایت ہے کہ مدینہ میں سخت قحط پڑ گیا تو انھوں نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس شکایت کی۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ”تم قبر نبوی اور آسمان کے درمیان روشن دان بناؤ، یہاں تک کہ قبر اور آسمان کے درمیان رکاوٹ نہ ہو۔“ لوگوں نے ایسا ہی کیا جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا تھا۔ سو بہت زیادہ بارش برسائی گئی یہاں تک کہ گھاس اگ گئی، اونٹ موٹے ہو گئے اور چربی سے پھٹ گئے تو اس سال کا نام فتق رکھا گیا۔“

عمرو بن مالک کی بعض محققین نے توثیق کی ہے مگر امام بخاری رحمہ اللہ نے اسے ضعیف قرار دیا ہے۔ (تهذیب: ۱ / ۳۳۶) ابو الجوزاء اوس بن عبد اللہ کی ام المومنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ملاقات میں اختلاف ہے۔ اس روایت میں بشرط صحت اس نے نہیں بتایا کہ اسے یہ روایت کس ذریعہ سے معلوم ہوئی ہے؟ ایسی مشکوک اور منقطع روایت پر قبر پرستی کی بنیاد رکھنا انتہائی مذموم حرکت ہے۔ اعاذنا الله منه !

۱۰ ایک روایت کا خلاصہ یہ ہے کہ آدم علیہ السلام نے نبی کریم ﷺ کے وسیلے سے دعا کی تھی۔

(المستدرك الحاكم : ۲/ ۶۱۸۰)

اسے حافظ ذہبی نے موضوع اور باطل قرار دیا۔ (المیزان وغیرہ) اس کے ایک راوی عبدالرحمٰن ابن زید بن اسلم کے بارے میں صاحب مستدرک امام حاکم فرماتے ہیں: ” رَوَی

عَنْ أَبِيْهِ اَحَادِيْثَ مَوْضُوْعَةً......الخ"(المدخل الی الصحیح : ۱۵۴) یعنی اس نے اپنے باپ سے موضوع روایات بیان کی ہیں (جن میں ملامت اسی پر ہے)۔ اس کا شاگرد عبداللہ مجہول یا معجم الصغیر میں مجہول راویوں کے ساتھ اس کی دوسری سند موجود ہے، جس کا موضوع ہونا ظاہر ہے۔ (دیکھیے مجمع الزوائد : ۲۵۳/۸ وغیرہ)

اللہ تبارک وتعالیٰ ہمیں کتاب وسنت پر ثابت قدم رکھے اور ہمارا خاتمہ ((مَنْ اَحَبَّ لِلّٰهِ وَ اَبْغَضَ لِلّٰهِ وَ اَعْطَى لِلّٰهِ وَ مَنَعَ لِلّٰهِ فَقَدِ اسْتَكْمَلَ الْإِيْمَانَ)) کے مطابق ہو۔ آمین!

## سب سے ضروری گزارش:

جو انسان کلمہ طیبہ پڑھ لیتا ہے اس پر واجب ہے:

1. توحید کا عقیدہ رکھے اور شرک نہ کرے۔
2. ایمان کا عقیدہ رکھے اور کفر سے بچے۔
3. خلوص والا عقیدہ رکھے اور نفاق سے بچے۔
4. سنت کا عقیدہ رکھے اور بدعت سے بچے۔

کیونکہ توحید، ایمان، خلوص اور سنّت وہ چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا کلمہ گو انسان اللہ تعالیٰ کے وعدہ کے مطابق جنت میں جائے گا اور شرک، کفر، نفاق اور بدعت ایسی خطرناک چیزیں ہیں کہ ان پر عقیدہ رکھنے والا اور عمل کرنے والا انسان قیامت کے دن شدید خطرے میں ہوگا اور اس کے ساتھ مجرموں والا سلوک ہوگا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے کیونکہ پہلے ایمان یعنی عقیدہ ہے اور پھر عمل:

وَمَنْ يَّكْفُرْ بِالْاِيْمَانِ فَقَدْ حَبِطَ عَمَلُهٗ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝

(المائدۃ : ۵/ ۵)

"اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کے اعمال ضائع ہوئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔"

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْغَاشِيَةِ ۝ وُجُوْهٌ يَّوْمَئِذٍ خَاشِعَةٌ ۝ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝ (الغاشیۃ : ۸۸/ ۱تا۴)

''کیا آپ کے پاس چھا جانے والی (قیامت) کی خبر پہنچی ہے؟اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے، محنت کرنے والے، تھکنے والے، دہکتی ہوئی آگ میں داخل کردیے جائیں گے۔''

مزید حوالہ جات التوبہ: ۱۷، ۱۸۔ مقدمہ ھدایہ (۱/۲) میں ہے کہ جب تک صحیح اعتقاد نہ ہو بدنی اعمال رائگاں ہیں۔

مراد آبادی کی تفسیر میں بھی یہی بات لکھی ہے کہ نیک اعمال کی قبولیت کے لیے عقائد کا درست ہونا ضروری ہے۔ دیکھیے احمد رضا صاحب کا ترجمہ مع تفسیر

(البقرة: ۱۷۷، ف ۳۱۱۔ النحل: ۹۷، ف ۲۳۰۔ بنی إسرائیل: ۱۹، ف ۵۲۔ طه: ۱۱۲، ف ۱۷۰)



## اسے ضرور پڑھیں

اس کتاب میں کنز الایمان اور حافظ نذر احمد کے قرآنی ترجمہ کے بہت سے عکس دیے گئے ہیں۔

① کنزالایمان جو کہ احمد رضا خاں صاحب کا قرآنی ترجمہ ہے اور نعیم الدین مراد آبادی کی قرآنی تفسیر ہے اس کی پہچان یہ ہے کہ عربی کے نیچے ترجمہ کیا گیا ہے اور نیچے علیحدہ تفسیر لکھی گئی ہے یعنی عربی قرآن، نیچے اردو ترجمہ اور نیچے علیحدہ اردو تفسیر لکھی گئی ہے۔ دیکھئے یہ کتاب ص ۱۴۳-۱۴۴، ۱۸۸ تا ۱۹۱، ۱۰۷ تا ۱۰۹، ۱۹۸ تا ۲۱۱، ۲۲۹ تا ۲۳۱، ۲۵۱ تا ۲۵۹، ۵۷۷، ۵۷۸ وغیرہ

② حافظ نذر احمد کا صرف قرآنی ترجمہ ہے اس میں تفسیر نہیں ہے۔ یہ دو بریلوی علماء مفتی محمد حسین نعیمی اور محمد سرفراز صاحب نعیمی، دو دیوبندی علماء عبدالرؤف ملک صاحب اور سعید الرحمٰن علوی اور دو اہلحدیث علماء عزیز زبیدی صاحب اور پروفیسر مزمل احسن صاحب کا متفق علیہ ترجمہ ہے۔ اور یہ 1300 صفحات پر مشتمل ہے۔ دیکھئے یہ کتاب ص ۲۴۲ تا ۲۵۰، ۵۹۰ تا ۵۹۲، ۵۹۸-۵۹۹

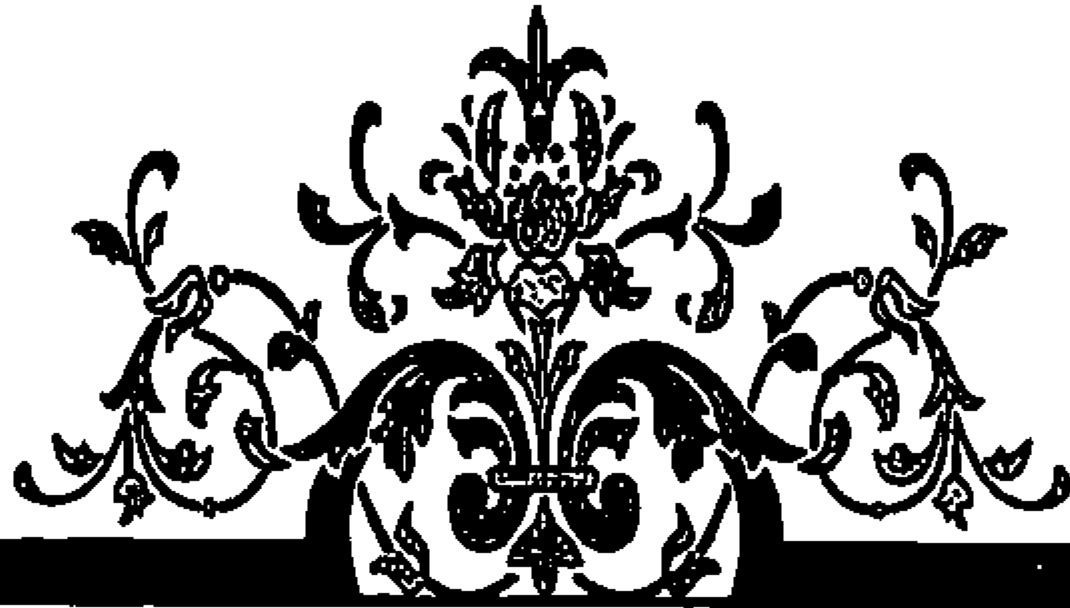
# توحید و شرک

## باب اول





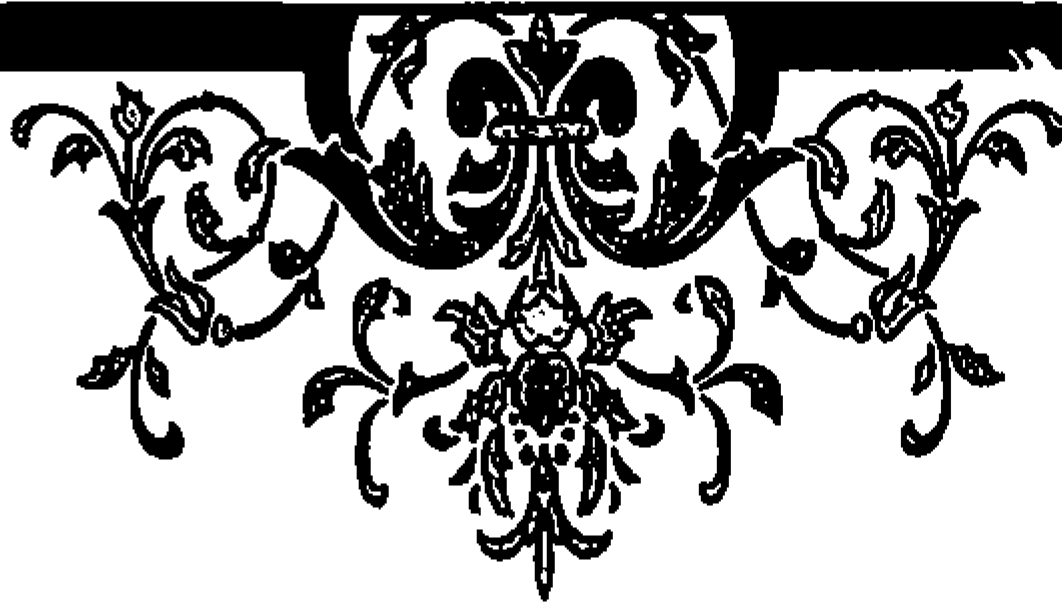




ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِذَا ذُكِرَ اللَّهُ وَحْدَهُ اشْمَأَزَّتْ قُلُوبُ الَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ بِالْآخِرَةِ ۖ وَإِذَا ذُكِرَ الَّذِينَ مِن دُونِهِ إِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُونَ ﴿٤٥﴾ (الزمر : ۳۹/ ۴۵)

''اور جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو ان لوگوں کے دل تنگ پڑ جاتے ہیں جو آخرت پر یقین نہیں رکھتے اور جب ان کا ذکر ہوتا ہے جو اس کے علاوہ ہیں تو اچانک وہ بہت خوش ہو جاتے ہیں۔''



فصل : ۱

# توحید کا بیان

## توحید کی تعریف:

اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں اللہ تعالیٰ کو ایک جاننا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ ان چاروں چیزوں میں اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک یعنی ساجھی یا حصے دار نہیں ہے، یہ توحید ہے۔

## خالص توحید کا بیان:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۝ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝ (الأخلاص)

”(اے پیغمبر! ان لوگوں سے جو اللہ کا حال پوچھتے ہیں) کہہ دے! اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس نے کسی کو جنا (یعنی نہ کوئی اس کی اولاد ہے) نہ اس کو کسی نے جنا ہے (یعنی نہ وہ کسی کی اولاد ہے) اور اس کے برابر والا (جوڑ کا) کوئی نہیں۔“

## اللہ تعالیٰ کی توحید کے آٹھ ثبوت:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ فِیْ خَلْقِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ اخْتِلَافِ الَّیْلِ وَ النَّهَارِ وَالْفُلْكِ الَّتِیْ تَجْرِیْ فِی الْبَحْرِ بِمَا یَنْفَعُ النَّاسَ وَمَاۤ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْیَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَ بَثَّ فِیْهَا مِنْ

كُلِّ دَآبَّةٍ ۠ وَّ تَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَ السَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ
وَ الْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿١٦٤﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۶۴)

’’تحقیق عقلمندوں کے لیے آسمان اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے اول بدل میں اور کشتیوں میں جو لوگوں کے فائدے کا سامان لے کر سمندر میں چلتی ہیں اور بارش میں جس کو اللہ نے آسمان سے برسایا پھر مردہ زمین کو تر و تازہ کیا اور سب قسم کے جانوروں کو زمین میں پھیلایا اور ہواؤں کے پھیرنے میں اور بادل میں جو آسمان اور زمین کے درمیان حکم کا تابع ہے، اللہ کی قدرت کی نشانیاں ہیں۔‘‘

## توحید پر مزید دلائل:

ارشادِ ربانی ہے:

اَفَلَا يَنْظُرُوْنَ اِلَى الْاِبِلِ كَيْفَ خُلِقَتْ ﴿١٧﴾ وَ اِلَى السَّمَآءِ كَيْفَ
رُفِعَتْ ﴿١٨﴾ وَ اِلَى الْجِبَالِ كَيْفَ نُصِبَتْ ﴿١٩﴾ وَ اِلَى الْاَرْضِ كَيْفَ سُطِحَتْ ﴿٢٠﴾

(الغاشیۃ: ۸۸/ ۱۷تا۲۰)

’’کیا یہ لوگ اونٹوں کو نہیں دیکھتے کہ وہ کیسے بنائے گئے ہیں اور آسمان کو، وہ کیسا اونچا رکھا گیا ہے اور پہاڑوں کو، وہ کیوں کر نصب کیے گئے ہیں اور زمین کو، وہ کیسے ہموار بنائی گئی۔‘‘

## اللہ کے برابر کوئی نہیں کیونکہ وہ خالق ہے، باقی سب مخلوق:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ
لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ﴿٢١﴾ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً ۪
وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا
لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ﴿٢٢﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۱-۲۲)

’’اے لوگو! اپنے مالک کی بندگی کرو جس نے تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو پیدا کیا، تاکہ تم بچ جاؤ۔ جس نے زمین کو تمھارے لیے بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسا کر میوے نکالے تمھارے کھانے کو، تو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو مت

بناؤ۔"

## دوسروں کو اللہ کے برابر سمجھنے والا کافر:

سورۂ انعام میں ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَجَعَلَ الظُّلُمٰتِ وَالنُّوْرَ۬ ثُمَّ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِرَبِّهِمْ یَعْدِلُوْنَ ﴿۱﴾ (الأنعام: ۶/ ۱)

"سب تعریف اللہ تعالیٰ ہی کو لائق ہے جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا اور اندھیرے اور اجالا بنایا، پھر بھی کافر اپنے مالک کے ساتھ دوسروں کو برابر مانتے ہیں۔"

## اصل ایمان عقیدۂ توحید ہی ہے:

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَیْسَ الْبِرَّ اَنْ تُوَلُّوْا وُجُوْهَكُمْ قِبَلَ الْمَشْرِقِ وَ الْمَغْرِبِ وَلٰكِنَّ الْبِرَّ مَنْ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَالْیَوْمِ الْاٰخِرِ وَالْمَلٰٓىِٕكَةِ وَالْكِتٰبِ وَالنَّبِیّٖنَ

(البقرۃ: ۲/ ۱۷۷)

"یہی نیکی نہیں کہ تم اپنے منہ مشرق اور مغرب کی طرف پھیرو بلکہ اصل نیکی تو اس کی ہے جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور فرشتوں اور کتابوں اور نبیوں پر ایمان لائے۔"

## عقیدۂ توحید پر ایمان:

اللہ کے رسول ﷺ اور تمام مومنوں کے لیے عقیدۂ توحید پر ایمان لانا ضروری ہے:

اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَاۤ اُنْزِلَ اِلَیْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ ؕ كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ (البقرۃ: ۲/ ۲۸۵)

"رسول ایمان لایا جو کچھ اس پر اس کے رب کی طرف سے اترا ہے اور مومن بھی ایمان لائے، سب اللہ پر اور اس کے فرشتوں پر اور اس کی کتابوں پر اور اس کے رسولوں پر ایمان لائے۔"

## عقیدۂ توحید کا انکار:

تمام مومنوں کے لیے عقیدۂ توحید پر ایمان لانا ضروری ہے اور توحید کا انکاری کافر اور گمراہ ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اٰمِنُوْا بِاللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْ نَزَّلَ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَالْكِتٰبِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنْ قَبْلُ ۭ وَمَنْ يَّكْفُرْ بِاللّٰهِ وَمَلٰۗىِٕكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًۢا بَعِيْدًا ۝

(النساء : ۴/ ۱۳۶)

''اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ پر ایمان لاؤ اور اس کے رسول (ﷺ) پر اور اس کتاب پر جو اس نے اپنے رسول (ﷺ) پر اتاری اور ان کتابوں پر جو پہلے اس نے اتاریں اور جو کوئی اللہ اور اس کے فرشتوں اور اس کی کتابوں اور اس کے پیغمبروں اور قیامت کے دن کا انکار کرے وہ پرلے درجے کا گمراہ ہو گیا۔''

اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا مطلب ہے کہ اللہ کو اس کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں ایک مانا جائے، ورنہ اللہ تعالیٰ کو تو مشرک بھی مانتے تھے۔

عقیدۂ توحید پر ایمان لانے والے ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے، یہ اللہ کا سچا وعدہ ہے:

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتُ النَّعِيْمِ ۝ۙ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا ۭ وَعْدَ اللّٰهِ حَقًّا ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (لقمان : ۳۱/ ۸-۹)

''بے شک جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کیے ان کے لیے نعمت کے باغ ہیں، جہاں ہمیشہ رہیں گے۔ اللہ کا سچا وعدہ ہو چکا اور وہ زبردست حکمت والا ہے۔''

## دلائل توحید:

قرآن میں اللہ تعالیٰ نے جو دلائل توحید بیان فرمائے ہیں ان میں سے کچھ کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔ سورۃ النحل کو سورۃ النعم بھی کہتے ہیں، کیونکہ اس سورت میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ نے اپنی نعمتوں کا تفصیلی ذکر فرمایا ہے۔ سورۃ النحل کی دلائل توحید والی آیات کا ترجمہ درج ذیل ہے:

''اللہ کا حکم آ پہنچا، تم اس میں جلدی مت کرو، وہ لوگوں کے شرک سے پاک اور برتر ہے۔ وہ اپنے بندوں میں سے جس کے پاس چاہتا ہے فرشتوں کو وحی دے کر بھیج دیتا

ہے یہ کہ خبردار کردو کہ میرے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، پس مجھ سے ڈرتے رہو۔ اسی نے آسمانوں اور زمین کو ٹھیک طور پر بنایا ہے، وہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ اسی نے آدمی کو ایک بوند سے پیدا کیا پھر وہ یکا یک کھلم کھلا جھگڑنے لگا اور تمھارے واسطے چارپایوں کو بھی اسی نے بنایا۔ ان میں تمھارے جاڑے کا بھی سامان ہے، اور بھی بہت سے فائدے ہیں اور تم ان میں سے کھاتے بھی ہو اور تمھارے لیے ان میں زینت بھی ہے، جب شام کو چرا کر لاتے ہو اور جب چرانے لے جاتے ہو اور وہ تمھارے بوجھ اٹھا کر ان شہروں تک لے جاتے ہیں کہ جہاں تک تم جان کو تکلیف میں ڈالنے کے سوا نہیں پہنچ سکتے تھے۔ بے شک تمھارا رب بڑا شفقت کرنے والا، مہربان ہے اور گھوڑے اور خچر اور گدھے پیدا کیے کہ ان پر سواری کرو اور زینت کے لیے اور وہ چیزیں پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے۔ اور اللہ تک سیدھی راہ پہنچتی ہے اور بعض ان میں ٹیڑھی بھی ہیں اور اگر اللہ چاہتا تو تم سب کو سیدھی راہ بھی دکھا دیتا۔ وہی ہے جس نے آسمان سے تمھارے لیے پانی نازل کیا، اسی میں سے پیتے ہو اور اسی سے درخت ہوتے ہیں جن میں چراتے ہو۔ وہ تمھارے واسطے اسی سے کھیتی اور زیتون اور کھجوریں اور انگور اور ہر قسم کے میوے اگاتا ہے، بے شک اس میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو غور کرتے ہیں۔ اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمھارے کام میں لگا دیا ہے اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں، بے شک اس میں لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں اور تمھارے واسطے جو چیزیں زمین میں رنگ برنگ کی پھیلائی ہیں ان میں ان لوگوں کے لیے نشانی ہے جو سوچتے ہیں۔ اور وہ وہی ہے جس نے دریا کو کام میں لگا دیا کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور نکالو جسے تم پہنتے ہو اور تو اس میں جہازوں کو دیکھتا ہے کہ پانی کو چیرتے ہوئے چلے جاتے ہیں اور تاکہ تم اس کے فضل کو تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔ اور زمین پر پہاڑوں کے بوجھ ڈال دیے تاکہ تمھیں لے کر نہ ڈگمگائے اور تمھارے لیے نہریں اور راستے بنا دیے تاکہ تم راہ پاؤ۔ اور نشانیاں بنائیں اور ستاروں سے لوگ راہ پاتے ہیں، پھر کیا وہ جو پیدا کرے اس کے برابر ہے جو کچھ بھی

پیدا نہ کرے؟ کیا تم سوچتے نہیں۔ اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے، بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور جنھیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ تمھارا معبود اکیلا معبود ہے، پھر جو آخرت پر ایمان نہیں رکھتے ان کے دل نہیں مانتے اور وہ تکبر کرنے والے ہیں۔ ضرور اللہ جانتا ہے جو کچھ چھپاتے ہیں اور جو کچھ ظاہر کرتے ہیں۔ بے شک وہ غرور کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔'' (النحل: ۱ تا ۲۳)

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے سورۃ النحل: ۶۵ تا ۹۳ اور سورہ الرحمٰن مکمل اور سورۃ الملک مکمل اور سورۃ الحدید مکمل)

## اللہ کے برابر کوئی نہیں:

اللہ تعالیٰ کے برابر، ہمسر یا شریک کسی بھی غیر اللہ کو ٹھہرانا سخت منع ہے، کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوْا رَبَّكُمُ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ وَالَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ ۝ الَّذِيْ جَعَلَ لَكُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّالسَّمَآءَ بِنَآءً ۠ وَّاَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ۚ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰهِ اَنْدَادًا وَّاَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲/ ۲۱-۲۲)

''اے لوگو! اپنے مالک کی بندگی کرو جس نے بنایا تم کو اور تم سے پہلے لوگوں کو، تم بچ جاؤ۔ جس نے زمین کو تمھارے لیے بچھونا بنایا اور آسمان کو چھت اور آسمان سے پانی برسا کر میوے نکالے تمھارے کھانے کو، تو جان بوجھ کر اللہ تعالیٰ کے برابر کسی کو مت بناؤ۔''

''انداد'' کا واحد ''ند'' ہے۔ جس کے معنی ہمسر اور شریک کے ہیں یعنی جب تم جانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ ہر چیز کا خالق ہے اور نفع ونقصان بھی اسی کے قبضہ وقدرت میں ہے تو پھر دوسروں کو اس کا ہمسر کیوں سمجھتے ہو؟ شرک کے بہت سے شعبے ہیں اور رسول اللہ ﷺ نے اس کا

سدباب کرنے کے لیے ہر ایسے قول وفعل سے منع فرمایا ہے جس میں شرک کا شائبہ تک بھی پایا جاتا ہے۔ حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا: ((مَا شَاءَ اللّٰهُ وَمَا شِئْتَ)) ''جو اللہ چاہے اور جو آپ چاہیں'' تو اس پر آپ نے فرمایا: ((اَجَعَلْتَنِیْ لِلّٰهِ نِدًّا)) ''کیا تو نے مجھے اللہ کا شریک ٹھہرا دیا؟'' ❶

ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ شرک بہت خفی ہے۔ [ثابت نہیں،م] ایک شخص کسی کی جان کی قسم کھاتا ہے یا یہ کہتا ہے کہ فلاں بطخ نہ ہوتی تو گھر میں چور آ جاتے وغیرہ کلمات بھی ایک طرح سے ''ند'' کے تحت آ جاتے ہیں۔ ❷

یاد رہے کہ اگر کوئی انسان کوئی بھی شرک کرتا ہے تو وہ انسان گویا غیر اللہ کو اللہ کے برابر ٹھہراتا ہے۔

مزید حوالہ جات کے لیے: البقرۃ: ۱۶۵ تا ۱۶۷۔ الأنعام: ۱، ۱۵۰۔ ابراھیم: ۳۰۔ الشعرآء: ۹۷، ۹۸۔ سبا: ۳۳۔ الزمر: ۸۔ حم السجدۃ: ۹۔ مریم: ۶۵۔ الاخلاص مکمل۔

## اللہ تعالیٰ کا کوئی شریک نہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَلَمْ یَكُنْ لَّهٗ وَلِیٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِیْرًا۝

''اور کہہ دو سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس کی نہ کوئی اولاد ہے اور نہ سلطنت میں اس کا کوئی شریک ہے اور نہ کمزوری کی وجہ سے اس کا کوئی مددگار ہے اور اس کی بڑائی بیان کرتے رہو۔'' (بنی إسرائیل: ۱۷/ ۱۱۱)

ایک مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

الَّذِیْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَلَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَكُنْ لَّهٗ شَرِیْكٌ فِی الْمُلْكِ وَخَلَقَ كُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَهٗ تَقْدِیْرًا۝۲

(الفرقان: ۲۵/ ۲)

❶ عمل الیوم واللیلۃ للنسائی: ۹۸۸۔ تاریخ بغداد: ۸/ ۱۰۵، ت ۴۲۱۸۔ ابن ماجه، أبواب الکفارات، باب النهی أن یقال ما شاء الله و شئت: ۲۱۱۷

❷ ابن کثیر، تحت الآیة: ۲۲ من السورۃ البقرۃ: ۱/ ۵۵

"وہ جس کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے اور اس نے نہ کسی کو بیٹا بنایا ہے اور نہ سلطنت ہی میں اس کا کوئی شریک ہے اور اس نے ہر چیز کو پیدا کر کے اندازے پر قائم کر دیا۔"

## اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں:

اللہ تعالیٰ نے اپنی ذات کے متعلق فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۱)

"اس جیسا کوئی نہیں (نہ ذات، نہ صفات، نہ اختیارات اور نہ حقوق میں)۔"

## مخلوق خالق کی شریک نہیں ہو سکتی:

ارشادِ ربانی ہے:

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ (الأعراف: ۷/ ۱۹۱)

"کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔"

(مزید حوالہ جات کے لیے: الرعد: ۱۶۔ النحل: ۱۷۔ الفرقان: ۲۔ لقمان: ۸ تا ۱۱)

مراد آبادی کی تفسیر میں بھی یہی باتیں لکھی ہیں، دیکھیے احمد رضا خان کا ترجمہ مع تفسیر:

① توحید۔ (بنی اسرائیل: ۳۹، ف۸۷) ان آیات کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر، اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں۔ (مزید حوالے: فاطر: ۱۰، ف ۲۶۔ الأحقاف: ۱۳، ف ۳۴)

② اللہ پر ایمان کا مطلب۔ (البقرۃ: ۱۶۳، ف ۲۹۱) معبود صرف ایک ہے، نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم، نہ اس کے لیے مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے اپنے افعال میں، مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا، وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے، کوئی اس کا قسیم نہیں، اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ (مزید حوالہ جات: البقرۃ: ۱۷۷، ف ۳۱۲۔ التوبہ: ۲۹، ف ۶۱۔ ھود: ۱۱۲۔ ف ۲۲۹) الوہیت معنی معبود ہونا، ربوبیت معنی داتا ہونا۔

③ اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ (بنی اسرئیل: ۱۱۱، ف ۲۴۳۔ الروم: ۲۸ تا ۳۰، ف ۵۳ تا ۶۶۔ المؤمنون ۹۰، ف۱۴۲۔ الکھف: ۱۱۰ف ۲۲۳۔ طٰہٰ: ۶۱، ف۷۹) ہماری شریعت میں کسی بھی

قسم کا سجدہ غیر اللہ کے لیے جائز نہیں۔ (مراد آبادی۔ البقرۃ: ۳۴، ف ۶۱)

④ کوئی چیز اللہ کی شریک نہیں۔ (النساء: ۳۶، ف ۱۰۹) نہ جاندار کو نہ بے جان کو، نہ اس کی ربوبیت میں نہ اس کی عبادت میں (شریک بناؤ)۔ (الممتحنۃ: ۱۲، ف ۴۵)

**نوٹ:** ص ۲۷ پر اس کتاب میں دیا گیا نوٹ ضرور پڑھیں۔ جس کا عنوان ہے ''اسے ضرور پڑھیں''

اُولٰٓئِكَ كَانَ عَنْهُ مَسْـُٔوْلًا ﴿۳۶﴾ وَلَا تَمْشِ فِی الْاَرْضِ مَرَحًاۚ اِنَّكَ

سب سے سوال ہونا ہے ف۸۴ اور زمین میں اتراتا نہ چل ف۸۵ بے شک

لَنْ تَخْرِقَ الْاَرْضَ وَلَنْ تَبْلُغَ الْجِبَالَ طُوْلًا ﴿۳۷﴾ كُلُّ ذٰلِكَ كَانَ

ہرگز زمین نہ چیر ڈالے گا اور ہرگز بلندی میں پہاڑوں کو نہ پہنچے گا ف۸۶ یہ جو کچھ گزرا ان میں کی

سَیِّئُهٗ عِنْدَ رَبِّكَ مَكْرُوْهًا ﴿۳۸﴾ ذٰلِكَ مِمَّاۤ اَوْحٰۤى اِلَیْكَ رَبُّكَ

بری بات تیرے رب کو ناپسند ہے یہ ان وحیوں میں سے ہے جو تمہارے رب نے تمہاری طرف بھیجی

مِنَ الْحِكْمَةِؕ وَلَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتُلْقٰى فِیْ جَهَنَّمَ

حکمت کی باتیں ف۸۷ اور اے سننے والے اللہ کے ساتھ دوسرا خدا نہ ٹھہرا کہ تو جہنم میں پھینکا جائے گا

مَلُوْمًا مَّدْحُوْرًا ﴿۳۹﴾ اَفَاَصْفٰىكُمْ رَبُّكُمْ بِالْبَنِیْنَ وَاتَّخَذَ مِنَ الْمَلٰٓئِكَةِ

طعنہ پاتا دھکے کھاتا کیا تمہارے رب نے تم کو بیٹے چن دیئے اور اپنے لئے فرشتوں سے بیٹیاں

اِنَاثًاؕ اِنَّكُمْ لَتَقُوْلُوْنَ قَوْلًا عَظِیْمًا ﴿۴۰﴾ وَلَقَدْ صَرَّفْنَا فِیْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ

بنائیں ف۸۸ بے شک تم بڑا بول بولتے ہو ف۸۹ اور بے شک ہم نے اس قرآن میں طرح طرح سے

لِیَذَّكَّرُوْاؕ وَمَا یَزِیْدُهُمْ اِلَّا نُفُوْرًا ﴿۴۱﴾ قُلْ لَّوْ كَانَ مَعَهٗۤ اٰلِهَةٌ كَمَا

بیان فرمایا ف۹۰ کہ وہ سمجھیں ف۹۱ اور اس سے انہیں نہیں بڑھتی مگر نفرت ف۹۲ تم فرماؤ اگر اس کے ساتھ اور خدا ہوتے جیسا یہ

یَقُوْلُوْنَ اِذًا لَّابْتَغَوْا اِلٰى ذِی الْعَرْشِ سَبِیْلًا ﴿۴۲﴾ سُبْحٰنَهٗ وَ

کہتے ہیں جب تو وہ عرش کے مالک کی طرف کوئی راہ ڈھونڈ نکالتے ف۹۳ اسے پاکی اور

(۸۴) کہ تم نے ان سے کیا کام لیا (۸۵) تکبر وخودنمائی سے (۸۶) معنی یہ ہیں کہ تکبر وخودنمائی سے کچھ فائدہ نہیں (۸۷) جن کی صحت پر عقل گواہی دے اور ان سے نفس کی اصلاح ہو ان کی رعایت لازم ہے بعض مفسرین نے فرمایا کہ ان آیات کا حاصل توحید اور نیکیوں اور طاعتوں کا حکم دینا اور دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف رغبت دلانا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا یہ اٹھارہ آیتیں لَا تَجْعَلْ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ سے مَدْحُوْرًا تک حضرت موسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام کے الواح میں تھیں ان کی ابتدا توحید کے حکم سے ہوئی اور انتہا شرک کی ممانعت پر اس سے معلوم ہوا کہ ہر حکمت کی اصل توحید و ایمان ہے اور کوئی قول و عمل بغیر اس کے قابل پذیرائی نہیں (۸۸) یہ خلاف حکمت بات کس طرح کہتے ہو (۸۹) کہ اللہ تعالیٰ کے لئے اولاد ثابت کرتے ہو جو خواص اجسام سے ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے پاک پھر اس میں بھی اپنی بڑائی رکھتے ہو کہ اپنے لئے تو بیٹے پسند کرتے ہو اور اس کے لئے بیٹیاں تجویز کرتے ہو کتنی بے ادبی اور گستاخی ہے (۹۰) دلیلوں سے بھی مثالوں سے بھی حکمتوں سے بھی عبرتوں سے بھی اور جا بجا اس مضمون کو قسم قسم کے پیرایوں میں بیان فرمایا (۹۱) اور پند پذیر ہوں (۹۲) اور حق سے دوری (۹۳) اور اس سے برسر مقابلہ ہوتے جیسا بادشاہوں کا طریقہ ہے

احمد رضا خاں صاحب اس بات کو واضح کر رہے ہیں کہ ہر حکمت کی اصل توحید ہے اور اس کے بغیر کوئی قول و فعل اور عمل قابل قبول نہیں بلکہ مردود ہے۔

(کنز الایمان، احمد رضا خاں حاشیہ نعیم الدین مراد آبادی)

الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۰﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَمَاتُوْا وَهُمْ كُفَّارٌ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ
والا مہربان — بے شک وہ جنہوں نے کفر کیا — اور کافر ہی مرے — ان پر لعنت ہے

لَعْنَةُ اللّٰهِ وَالْمَلٰٓئِكَةِ وَالنَّاسِ اَجْمَعِيْنَ ﴿۱۶۱﴾ خٰلِدِيْنَ فِيْهَا
اللہ اور فرشتوں اور آدمیوں سب کی ۲۹۰ — ہمیشہ رہیں گے اس میں

لَا يُخَفَّفُ عَنْهُمُ الْعَذَابُ وَلَا هُمْ يُنْظَرُوْنَ ﴿۱۶۲﴾ وَاِلٰهُكُمْ
نہ ان پر سے عذاب ہلکا ہو — اور نہ انہیں مہلت دی جائے — اور تمہارا معبود

اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۶۳﴾ اِنَّ فِيْ خَلْقِ ع ۱۹ ۱۱ ۳
ایک معبود ہے ۲۹۱ — اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان — بے شک آسمانوں و ۲۹۲

السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَاخْتِلَافِ الَّيْلِ وَالنَّهَارِ وَالْفُلْكِ
اور زمین کی پیدائش — اور رات و دن کا بدلتے آنا — اور کشتی

الَّتِيْ تَجْرِيْ فِي الْبَحْرِ بِمَا يَنْفَعُ النَّاسَ وَمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ مِنَ
کہ دریا میں لوگوں کے فائدے لے کر چلتی ہے — اور وہ جو اللہ نے آسمان سے پانی

السَّمَآءِ مِنْ مَّآءٍ فَاَحْيَا بِهِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِهَا وَبَثَّ فِيْهَا
اتار کر مردہ زمین کو اس سے جلا دیا — اور زمین میں

مِنْ كُلِّ دَآبَّةٍ وَّتَصْرِيْفِ الرِّيٰحِ وَالسَّحَابِ الْمُسَخَّرِ بَيْنَ السَّمَآءِ
ہر قسم کے جانور پھیلائے — اور ہواؤں کی گردش — اور وہ بادل — کہ آسمان اور زمین

(۲۹۰) مومن تو کافروں پر لعنت کریں گے ہی کافر بھی روز قیامت باہم ایک دوسرے پر لعنت کریں گے مسئلہ: اس آیت میں ان پر لعنت فرمائی گئی جو کفر پر مرے اس سے معلوم ہوا کہ جس کی موت کفر پر معلوم ہو اس پر لعنت کرنی جائز ہے مسئلہ: گنہگار مسلمان پر بالتعیین لعنت کرنا جائز نہیں لیکن علی الاطلاق جائز ہے جیسا کہ حدیث شریف میں چور اور سود خوار وغیرہ پر لعنت آئی ہے (۲۹۱) شان نزول: کفار نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے کہا آپ اپنے رب کی شان وصفت بیان فرمائیے اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں بتا دیا گیا کہ معبود صرف ایک ہے نہ وہ متجزی ہوتا ہے نہ منقسم نہ اس کے لئے مثل نہ نظیر الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں وہ یکتا ہے اپنے افعال میں مصنوعات کو تنہا اسی نے بنایا وہ اپنی ذات میں اکیلا ہے کوئی اس کا قسیم نہیں اپنی صفات میں یگانہ ہے کوئی اس کا شبیہ نہیں ابوداؤد و ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم ان دو آیتوں میں ہے ایک یہی آیت وَاِلٰهُكُمْ دوسری الٓمّٓ اللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الآیہ (۲۹۲) کعبہ معظمہ کے گرد مشرکین کے تین سو ساٹھ بت تھے جنہیں وہ معبود اعتقاد کرتے تھے انہیں یہ سن کر بڑی حیرت ہوئی کہ معبود صرف ایک ہی ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں اس لئے انہوں نے حضور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی آیت طلب کی جس سے وحدانیت پر استدلال صحیح ہو اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور انہیں یہ بتایا گیا کہ آسمان اور اس کی بلندی اور اس کا بغیر کسی ستون اور علاقہ کے قائم رہنا اور جو کچھ اس میں نظر آتا ہے آفتاب مہتاب ستارے وغیرہ یہ تمام اور زمین اور اس کی درازی اور پانی پر مفروش ہونا اور پہاڑ دریا چشمے معادن جواہر درخت سبزہ پھل اور شب و روز کا آنا جانا گھٹنا بڑھنا کشتیاں اور ان کا مسخر ہونا باوجود بہت سے وزن اور بوجھ کے روئے آب پر بہتے رہنا اور آدمیوں کا ان میں سوار ہو کر دریا کے عجائب دیکھنا اور تجارتوں میں ان سے بار برداری کا کام لینا اور بارش اور اس سے خشک و مردہ ہو جانے کے بعد زمین کا سرسبز و شاداب کرنا اور تازہ زندگی عطا فرمانا اور زمین کو انواع و اقسام کے جانوروں سے بھر دینا جن میں بیشمار عجائب حکمت ودیعت ہیں اسی طرح ہواؤں کی گردش اور ان کے خواص اور ہوا کے

ثابت ہوا معبود (عبادت وسجدہ کے لائق) صرف ایک ذات ہے اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات گرامی ہے۔ الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں۔

وَالْاَرْضِ لَاٰيٰتٍ لِّقَوْمٍ يَّعْقِلُوْنَ ﴿۱۶۴﴾ وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يَّتَّخِذُ

کے بیچ میں حکم کا باندھا ہے ان سب میں عقلمندوں کے لیے ضرور نشانیاں ہیں اور کچھ لوگ اللہ کے سوا اور

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَنْدَادًا يُّحِبُّوْنَهُمْ كَحُبِّ اللّٰهِ ؕ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا

معبود بنا لیتے ہیں کہ انہیں اللہ کی طرح محبوب رکھتے ہیں اور ایمان والوں کو اللہ کے

اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰهِ ؕ وَلَوْ يَرَى الَّذِيْنَ ظَلَمُوْٓا اِذْ يَرَوْنَ الْعَذَابَ ۙ اَنَّ

برابر کسی کی محبت نہیں اور کیسے ہو اگر دیکھیں ظالم وہ وقت جب کہ عذاب ان کی آنکھوں کے سامنے آئے گا اس لیے کہ

الْقُوَّةَ لِلّٰهِ جَمِيْعًا ۙ وَّاَنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعَذَابِ ﴿۱۶۵﴾ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ

سارا زور خدا کو ہے اور اس لیے کہ اللہ کا عذاب بہت سخت ہے جب بیزار ہوں گے پیشوا

اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَتَقَطَّعَتْ بِهِمُ

اپنے پیروؤں سے ۲۹۳ اور دیکھیں گے عذاب اور کٹ جائیں گی ان سب

الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ وَقَالَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا كَرَّةً فَنَتَبَرَّاَ

کی ڈوریں ۲۹۴ اور کہیں گے پیرو کاش ہمیں لوٹ کر جانا ہوتا (دنیا میں) تو ہم ان سے

مِنْهُمْ كَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ؕ كَذٰلِكَ يُرِيْهِمُ اللّٰهُ اَعْمَالَهُمْ حَسَرٰتٍ

توڑ دیتے جیسے انہوں نے ہم سے توڑ دی یونہی اللہ انہیں دکھائے گا ان کے کام ان پر حسرتیں

عَلَيْهِمْ ؕ وَمَا هُمْ بِخٰرِجِيْنَ مِنَ النَّارِ ﴿۱۶۷﴾ ع يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ كُلُوْا ع ۲۰ ۴

ہو کر ۲۹۵ اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں اے لوگو کھاؤ

ہو تو معلول صرف اسی کی طرف محتاج ہوتا ہے دوسرے کی طرف محتاج نہیں ہوتا اور دونوں کو علت مستقلہ فرض کیا گیا ہے تو لازم آئے گا کہ معلول دونوں میں سے ہر ایک کی طرف محتاج ہو اور ہر ایک سے غنی ہو تو نقیضین مجتمع ہو گئیں اور یہ محال ہے اور اگر یہ فرض کرو کہ تاثیر ان میں سے ایک کی ہے تو ترجیح بلا مرجح لازم آئے گی اور دوسرے کا عجز لازم آئے گا جو الٰہ ہونے کے منافی ہے اور اگر یہ فرض کرو کہ دونوں کے ارادے مختلف ہوتے ہیں تو تمانع و تطارد لازم آئے گا کہ ایک کسی شے کے وجود کا ارادہ کرے اور دوسرا اسی حال میں اس کے عدم کا تو وہ شے ایک ہی حال میں موجود و معدوم دونوں ہوگی یا دونوں نہ ہوگی یہ دونوں تقدیریں باطل ہیں تو ضرور ہے کہ یا موجود ہی ہوگی یا معدوم ایک ہی بات ہوگی اگر موجود ہوئی تو عدم کا چاہنے والا عاجز ہوا الٰہ نہ رہا اور اگر معدوم ہوئی تو وجود کا ارادہ کرنے والا مجبور رہا الٰہ نہ رہا لہٰذا ثابت ہو گیا کہ الٰہ ایک ہی ہو سکتا ہے اور یہ تمام انواع بے نہایت وجوہ سے اس کی توحید پر دلالت کرتے ہیں۔ (۲۹۳) یہ روز قیامت کا بیان ہے جب مشرکین اور ان کے پیشوا جنہوں نے انہیں کفر کی ترغیب دی تھی ایک جگہ جمع ہوں گے اور عذاب نازل ہوتا ہوا دیکھ کر ایک دوسرے سے بیزار ہو جائیں گے (۲۹۴) یعنی وہ تمام تعلقات جو دنیا میں ان کے مابین تھے خواہ وہ دوستیاں ہوں یا رشتہ داریاں یا باہمی موافقت کے عہد (۲۹۵) یعنی اللہ تعالیٰ ان کے برے اعمال ان کے سامنے کرے گا تو انہیں نہایت حسرت ہوگی کہ انہوں نے یہ کام کیوں کیے تھے ایک قول یہ ہے کہ جنت کے مقامات دکھا کر ان سے کہا جائے گا کہ اگر تم اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری کرتے تو یہ تمہارے لئے تھے پھر وہ مساکن و منازل مؤمنین کو دیے جائیں گے اس پر انہیں حسرت و ندامت ہوگی۔

آج کل لوگ جن کو اپنا بزرگ و پیشوا و پیر بنائے ہوئے ہیں کل قیامت کے دن یہ پیر و بزرگوار لوگ اپنے ماننے والوں کا ساتھ چھوڑ دیں گے بلکہ ان سے دامن چھڑاتے ہوئے انھیں پہچاننے سے ہی انکار کر دیں گے۔ ماننے والوں اور پیروکاروں سے اجنبی بن جائیں گے اور ان سے اپنی یکسر لاتعلقی کا اعلان کر دیں کہ اے اللہ! یہ کہتے ہیں کہ یہ لوگ دنیا میں ہمارے پیشوا و پیر تھے جبکہ ہم تو انھیں جانتے ہی نہیں نہ ہم نے انھی پہلے کبھی دیکھا ہی ہے...... دیکھیے اس حقیقت کو کنز الایمان میں بھی بیان جا رہا گیا ہے۔

بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ﴿۱۱۰﴾ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَدًا

کے بیچ میں راستہ چاہو ۲۳۱ اور یوں کہو سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے لئے بچہ اختیار نہ فرمایا ۲۳۲ اور

وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ

بادشاہی میں کوئی اس کا شریک نہیں ۲۳۳ اور کمزوری سے کوئی اس کا حمایتی نہیں ۲۳۴

وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْرًا ﴿۱۱۱﴾ ع ۱۲

اور اس کی بڑائی بولنے کو تکبیر کہو ۲۳۵

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

سورۂ کہف مکی ہے اس میں ۱ اللہ کے نام سے شروع جو بہت مہربان رحم والا ایک سو دس آیات اور بارہ رکوع ہیں

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ عَلٰى عَبْدِهِ الْكِتٰبَ وَلَمْ يَجْعَلْ لَّهٗ

سب خوبیاں اللہ کو جس نے اپنے بندے ۲ پر کتاب اتاری ۳ اور اس میں اصلاً (بالکل) ذرا بھی کجی

عِوَجًا ﴿۱﴾ قَيِّمًا لِّيُنْذِرَ بَاْسًا شَدِيْدًا مِّنْ لَّدُنْهُ وَيُبَشِّرَ الْمُؤْمِنِيْنَ

نہ رکھی ۴ عدل والی کتاب کہ ۵ اللہ کے سخت عذاب سے ڈرائے اور ایمان والوں کو جو نیک

الَّذِيْنَ يَعْمَلُوْنَ الصّٰلِحٰتِ اَنَّ لَهُمْ اَجْرًا حَسَنًا ﴿۲﴾ مَّاكِثِيْنَ فِيْهِ

کام کریں بشارت دے کہ ان کے لئے اچھا ثواب ہے جس میں ہمیشہ

اَبَدًا ﴿۳﴾ وَّيُنْذِرَ الَّذِيْنَ قَالُوا اتَّخَذَ اللّٰهُ وَلَدًا ﴿۴﴾ مَا لَهُمْ بِهٖ مِنْ

رہیں گے اور ان ۶ کو ڈرائے جو کہتے ہیں کہ اللہ نے اپنا کوئی بچہ بنایا اس بارے میں نہ وہ کچھ علم

(۲۳۱) یعنی متوسط آواز سے پڑھو جس سے مقتدی بہ آسانی سن لیں شان نزول: رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مکہ مکرمہ میں جب اپنے اصحاب کی امامت فرماتے تو قراءت بلند آواز سے فرماتے مشرکین سنتے تو قرآن پاک کو اور اس کے نازل فرمانے والے کو اور جن پر نازل ہوا ان سب کو گالیاں دیتے اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی (۲۳۲) جیسا کہ یہود ونصاریٰ کا گمان ہے (۲۳۳) جیسا کہ مشرکین کہتے ہیں (۲۳۴) یعنی وہ کمزور نہیں کہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی حاجت ہو (۲۳۵) حدیث شریف میں ہے روز قیامت جنت کی طرف سب سے پہلے وہی لوگ بلائے جائیں گے جو ہر حال میں اللہ کی حمد کرتے ہیں ایک اور حدیث میں ہے کہ بہترین دعا "الحمد للہ" ہے اور بہترین ذکر لا الہ الا اللہ (ترمذی) مسلم شریف کی حدیث میں ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک چار کلمے بہت پیارے ہیں "لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ اللّٰهُ اَكْبَرُ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ" فائدہ: اس آیت کا نام آیت العز ہے بنی عبدالمطلب کے بچے جب بولنا شروع کرتے تھے تو ان کو سب سے پہلے یہی آیت "قُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ" سکھائی جاتی تھی (۱) اس سورت کا نام سورۂ کہف ہے یہ سورت مکیہ ہے اس میں ایک سو گیارہ آیتیں اور ایک ہزار پانچ سو ستتر ۱۵۷۷ کلمے اور چھ ہزار تین سو ساٹھ حرف ہیں (۲) محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم (۳) یعنی قرآن پاک جو اس کی بہترین نعمت اور بندوں کے لئے نجات وفلاح کا سبب ہے (۴) نہ لفظی نہ معنوی نہ اس میں اختلاف نہ تناقض (۵) کفار کو (۶) کفار

---

اللہ کا کوئی شریک و مددگار نہیں اور نہ اس کو کسی حمایتی اور مددگار کی ضرورت ہے۔

## ثبوت حاضر ہے

باب صحبت موجب حد و غیر موجب کے بیان میں ۹۵ ترجمہ کنز الدقائق

اور حاملہ عورت زنا سے رجم کی جاوے گی بعد وضع حمل کے اور کوڑے لگائی جاویگی بعد نفاس کے

### ص باب صحبت موجب حد اور غیر موجب کے بیان میں

حدود شبہ سے ساقط ہو جاتے ہیں ف اس واسطے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دفع کرو تم حدود کو ساتھ شبہوں کے روایت کیا اس کو امام ابو حنیفہؒ نے مسند میں اور روایت کی ابن ابی شیبہؒ نے حضرت عمر بن الخطابؓ سے کہ فرمایا آپ نے البتہ اگر میں موقوف کروں حدود کو ساتھ شبہات کے تو بہتر ہے اس سے کہ قائم کروں میں اُن کو شبہوں سے اور ایسا ہی نقل کیا معاذؓ اور عبد اللہ بن مسعودؓ اور عقبہ بن عامرؓ سے اور اخراج کیا بیہقیؒ نے قول سے حضرت علیؓ کے کہ دفع کرو حدود کو شبہوں کے سبب سے ص اگر نفس صحبت میں شبہ حلال ہونے کا ہو اور وہ مرد بھی اپنے گمان غالب میں اُس کو حلال سمجھے جیسے وطی کرے اپنے باپ کی یا ماں کی یا جورو کی یا مولی کی لونڈی سے یا مرتہن اُس لونڈی سے جو اُس کے پاس رہن ہے صحیح مذہب میں یا مرد اُس عورت سے جو تین طلاقوں کی عدت میں ہے یا جس کو طلاق بدلے میں مال کے دیا ہے یا اُم ولد سے جو عدت میں عتق کے ہے کہ ان سب صورتوں میں اگر اُس صحبت کو اپنے گمان غالب میں حلال جانتا ہوگا تو حد لازم نہ آوے گی ف اور اگر حرام جانتا ہوگا تو حد لازم آوے گی ہدایہ ص اور اگر جس عورت سے صحبت کی ہے اُس میں شبہ حلال ہونے کا ہو اور نفس دلیل شرعی سے اُس کی حلت بھی جانی ہو جیسے وطی کرے اپنے بیٹے کی ف یا پوتے کی ص لونڈی سے یا اُس عورت سے کہ کنایے کی طلاق کی عدت میں ہو یا بائع وطی کرے اپنی لونڈی سے بعد بیع کے قبل تسلیم کے یا اُس لونڈی سے جس کو مہر میں عورت کے دیا ہو لیکن ابھی تسلیم نہ کیا ہو یا اُس لونڈی سے جو مشترک ہو تو بھی حد لازم نہ آوے گی ف اس لئے کہ اُنمیں شبہ حلال ہونے کا ہے بحسب گمان غالب اُن کی حرمت کا رکھتا ہو اور کہے میں اُن کی وطی حرام سمجھتا تھا اور دلیلیں ان سب مسائل کی اصل میں اور ہدایہ میں مذکور ہیں اور نسب کا اگر دعوی کرے گا تو نسب صرف اسی صورت میں ثابت ہوگا نہ اول صورت میں اور اگر اپنے بھائی اور چچا کی لونڈی سے زنا کیا تو حد ماری جاوے گی ف گو اُس صحبت کو حلال خیال کرے ص اور یہی حال ہے اگر کوئی اجنبی عورت کو اپنے بستر پر پاوے اور اُس سے صحبت کرے اگرچہ وہ صحبت کرنے والا اندھا ہووے یا ذمی عورت زنا کرائے کسی حربی سے یا ذمی زنا کرے حربیہ سے تو عورت اول صورت میں اور دوسری صورت میں ذمی مرد حد مارا جائے گا اور حربی حربیہ پر حد نہ ہوگی اسواسطے کہ اُن پر دار الحرب میں بھی حد نہیں تو دار الاسلام میں بھی نہ ہوگی اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک سب پر حد پڑے گی اور امام محمدؒ کے نزدیک جس صورت میں کہ حربی زنا کرے ذمی عورت سے تو کسی پر حد نہیں آوے گی اور جو کوئی عورت بیگانی دولہا پاس بھیجدی جاوے اور عورتیں کہیں کہ یہ تمہاری دلہن ہے اور وہ اُس سے ہم بستر ہو تو حد واجب نہیں ہوگی بلکہ اس کا مہر یعنی اجر صحبت کا دینا پڑے گا ف ہدایہ میں ہے کہ اسی کا حکم کیا حضرت علیؓ نے اور عدت کا ص اور ان صورتوں میں بھی حد واجب نہیں ہوتی اول یہ کہ جو عورت مرد پر حرام ہے اور اُس سے نکاح کر لیا اور وطی کی اُس سے تو نکاح کے شبہے سے حد جاتی رہی ف اور یہ مذہب امام ابو حنیفہؒ کا ہے اور صاحبینؒ کے نزدیک حد لازم آوے گی اور دوسرا قول امام صاحبؒ کے مذکور ہیں ہدایہ اور فتح القدیر میں ص یا یہ کہ چارپایے سے صحبت کی ف اور یہ بھی گناہ کبیرہ ہے حضرت ابن عباسؓ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جو شخص کہ چارپایے پر تو قتل کرو اس کو اور اُس چارپایے کو کہا میں نے یعنی عکرمہؒ نے ابن عباسؓ سے کہ کیا سبب ہے قتل چارپایے کا فرمایا اُنہوں نے اس واسطے کہ مکروہ رکھا آپ نے کہ کھایا جاوے گوشت اُس کا یا نفع لیا جاوے اُس سے بعد اس کے کہ اُس سے ایسا کام کیا جائے روایت کیا اس کو اصحاب سنن اربعہ نے اور روایت کی ترمذیؒ نے اور نسائیؒ نے کہ فرمایا رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم نے

---

فقہ کی مشہور کتاب "شرح وقایہ" میں صاف طور پر لکھا نظر آ رہا ہے کہ جن عورتوں سے نکاح کرنا ہمیشہ کے لیے حرام قرار دے دیا گیا ہے (یعنی ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) اگر کوئی ان سے نکاح کر لے اور صحبت بھی کر لے تو اس پر کوئی حد نہیں لگائی جائے گی (یعنی اس کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی)۔

فصل : ۲

# شرک کا بیان

اللہ تعالیٰ کی ذات یا صفات یا اختیارات یا حقوق میں غیر اللہ کو شریک یعنی ساجھی یا حصے دار سمجھنے والا انسان مشرک ہے۔ قرآن میں شرک یعنی ساجھی اور حصے دار کا لفظ کئی مقامات پر آیا ہے۔
(النساء: ۱۲۔ الروم: ۲۸۔ الصافات: ۳۳۔ الزخرف: ۳۹۔ طہ: ۳۲)

اللہ تعالیٰ مشرک کو کبھی نہیں بخشے گا:

إِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدِ افْتَرَىٰ إِثْمًا عَظِيمًا ﴿٤٨﴾ (النساء: ۴/ ۴۸)

”بے شک اللہ شرک کو تو بخشنے والا نہیں اور شرک کے سوا جس کو چاہے بخش دے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا پس اس نے (اللہ تعالیٰ پر) بڑا گناہ باندھا۔“

هَلْ لَكُمْ مِنْ مَا مَلَكَتْ أَيْمَانُكُمْ مِنْ شُرَكَاءَ فِي مَا رَزَقْنَاكُمْ فَأَنْتُمْ فِيهِ سَوَاءٌ تَخَافُونَهُمْ كَخِيفَتِكُمْ أَنْفُسَكُمْ ۚ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾ (الروم: ۳۰/ ۲۸)

”کیا جن کے تم مالک ہو وہ اس میں سے جو ہم نے تمھیں دیا ہے تمھارے شریک ہیں؟ پھر اس میں تم برابر ہو؟ تم ان سے اس طرح ڈرتے ہو جس طرح اپنوں سے ڈرتے ہو، اسی طرح ہم عقل والوں کے لیے آیتیں کھول کر بیان کرتے ہیں۔“

جیسا کہ مندرجہ بالا آیت سے صاف ظاہر ہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ حصے دار مقرر کرنا شرک ہے اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ میرا کوئی حصے دار اور کوئی شریک نہیں ہے۔

اٹھارہ نبیوں کا نام لے کر اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا اگر یہ بھی شرک کرتے تو ان کے اعمال بھی برباد ہو جاتے:

## ثبوت حاضر ہے



كَخِيفَتِكُمْ أَنفُسَكُمْ ۚ كَذَٰلِكَ نُفَصِّلُ الْآيَاتِ لِقَوْمٍ يَعْقِلُونَ ﴿٢٨﴾

جیسے آپس میں ایک دوسرے سے ڈرتے ہو؟ ۵۸ ہم ایسی مفصل نشانیاں بیان فرماتے ہیں عقل والوں کے لیے

بَلِ اتَّبَعَ الَّذِينَ ظَلَمُوا أَهْوَاءَهُم بِغَيْرِ عِلْمٍ ۖ فَمَن يَهْدِي

بلکہ ظالم ۵۹ اپنی خواہشوں کے پیچھے ہو لیے بے جانے، ۶۰ تو اُسے کون ہدایت کرے

مَنْ أَضَلَّ اللَّهُ ۖ وَمَا لَهُم مِّن نَّاصِرِينَ ﴿٢٩﴾ فَأَقِمْ وَجْهَكَ

جسے خدا نے گمراہ کیا؛ ۶۱ اور اُن کا کوئی مددگار نہیں۔ تو اپنا منہ ۶۲ سیدھا کرو اللہ کی

لِلدِّينِ حَنِيفًا ۚ فِطْرَتَ اللَّهِ الَّتِي فَطَرَ النَّاسَ عَلَيْهَا ۚ لَا

اطاعت کے لیے ایک اکیلے اسی کے ہو کر؛ ۶۳ اللہ کی ڈالی ہوئی بنا جس پر لوگوں کو پیدا کیا؛ ۶۴

تَبْدِيلَ لِخَلْقِ اللَّهِ ۚ ذَٰلِكَ الدِّينُ الْقَيِّمُ وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ

اللہ کی بنائی چیز نہ بدلنا؛ ۶۵ یہی سیدھا دین ہے مگر بہت

النَّاسِ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٣٠﴾ مُنِيبِينَ إِلَيْهِ وَاتَّقُوهُ وَأَقِيمُوا الصَّلَاةَ

لوگ نہیں جانتے، ۶۶ اس کی طرف رجوع لاتے ہوئے ۶۷ اور اس سے ڈرو اور نماز قائم رکھو

وَلَا تَكُونُوا مِنَ الْمُشْرِكِينَ ﴿٣١﴾ مِنَ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ

اور مشرکوں سے نہ ہو، ان میں سے جنہوں نے اپنے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا ۶۸

وَكَانُوا شِيَعًا ۖ كُلُّ حِزْبٍ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُونَ ﴿٣٢﴾ وَإِذَا مَسَّ

اور ہو گئے گروہ گروہ؛ ہر گروہ جو اس کے پاس ہے اسی پر خوش ہے۔ ۶۹ اور جب لوگوں

۵۸ مدعا یہ ہے کہ تم کسی طرح اپنے مملوکوں کو اپنا شریک بنانا گوارا نہیں کر سکتے تو کتنا ظلم ہے کہ اللہ تعالیٰ کے مملوکوں کو اس کا شریک قرار دو۔ اے مشرکین تم اللہ تعالیٰ کے سوا جنہیں اپنا معبود قرار دیتے ہو وہ اس کے بندے اور مملوک ہیں۔ ۵۹ جنہوں نے شرک کر کے اپنی جانوں پر ظلم عظیم کیا ہے۔ ۶۰ جہالت سے۔ ۶۱ یعنی کوئی اس کا ہدایت کرنے والا نہیں۔ ۶۲ جو انہیں عذاب الٰہی سے بچا سکے۔ ۶۳ یعنی خلوص کے ساتھ دین الٰہی پر باستقامت و استقلال قائم رہو۔ ۶۴ فطرت سے مراد دین اسلام ہے معنی یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے خلق کو ایمان پر پیدا کیا جیسا کہ بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ ہر بچہ فطرت پر پیدا کیا جاتا ہے یعنی اسی عہد پر جو اَلَسْتُ بِرَبِّکُمْ فرما کر لیا گیا ہے بخاری شریف کی حدیث میں ہے، پھر اس کے ماں باپ اس کو یہودی یا نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں اس آیت میں حکم دیا گیا کہ دین الٰہی پر قائم رہو جس پر اللہ تعالیٰ نے خلق کو پیدا کیا ہے۔ ۶۵ یعنی دین الٰہی پر قائم رہنا۔ ۶۶ اس کی حقیقت کو تو اس دین پر قائم رہو۔ ۶۷ یعنی اللہ تعالیٰ کی طرف توبہ اور طاعت کے ساتھ۔ ۶۸ معبود کے باب میں اختلاف کر کے۔ ۶۹ اور اپنے باطل کو حق گمان کرتا ہے۔



ہم اپنے غلاموں کو اپنی ملکیت (وراثت و جائیداد) میں شریک کرنا گوارا نہیں کرتے، تو یہ کتنا بڑا ستم اور ظلم ہے کہ بعض نادان لوگ اللہ تعالیٰ کے غلاموں (انسانوں) کو (بزرگ، ولی، پیر فقیر اور مشائخ قرار دے کر) اللہ کریم کی ملکیت و خدائی میں شریک کر دیتے ہیں اور اللہ رحیم و کریم کا در چھوڑ کر ان کو اپنی حاجت روائی اور مشکل کشائی کے لیے پکارنے لگے ہیں۔ یہ جن (بزرگوں) کو تم نے اپنا معبود بنا رکھا ہے یہ بھی تو اللہ کے غلام ہیں، یہ بھی تمہاری طرح بندے و انسان ہیں۔ اس صفحہ پر اوپر تفسیری حاشیہ میں اسی بات کا اظہار کیا جا رہا ہے۔

ثبوت حاضر ہے



ذُوقُوا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُونَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَأَتٰىهُمُ

ہو جائے گا و۶۲ اور ظالموں سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو و۶۳ ان سے اگلوں نے جھٹلایا و۶۴ تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُونَ ﴿٢٥﴾ فَأَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی۔ و۶۵ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں رسوائی

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ أَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوا يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ

کا مزہ چکھایا، و۶۶ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا، کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے۔ و۶۷ اور بے شک

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِي هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُونَ ﴿٢٧﴾

ہم نے لوگوں کے لیے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو۔ و۶۸

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِي عِوَجٍ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُونَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَجُلًا

عربی زبان کا قرآن و۶۹ جس میں اصلاً کجی نہیں و۷۰ کہ کہیں وہ ڈریں۔ و۷۱ اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے و۷۲ ایک

فِيهِ شُرَكَاءُ مُتَشَاكِسُونَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِرَجُلٍ ۖ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا ۚ

غلام میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا؛ کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے؛ و۷۳

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُونَ ﴿٢٩﴾ إِنَّكَ مَيِّتٌ وَإِنَّهُمْ مَيِّتُونَ ﴿٣٠﴾

سب خوبیاں اللہ کو، و۷۴ بلکہ اُن کے اکثر نہیں جانتے۔ و۷۵ بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور اُن کو بھی مرنا ہے۔ و۷۶

ثُمَّ إِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُونَ ﴿٣١﴾

پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے۔ و۷۷

و۶۲ یعنی اس مومن کی طرح جو عذاب سے مامون و محفوظ ہو۔ و۶۳ یعنی دنیا میں جو کفر و سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا وبال و عذاب برداشت کرو۔ و۶۴ یعنی کفارِ مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا۔ و۶۵ عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے۔ و۶۶ کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں کسی کو زمین میں دھنسایا۔ و۶۷ اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے۔ و۶۸ اور وہ نصیحت قبول کریں۔ و۶۹ ایسا فصیح جس نے فصحاء و بلغاء کو عاجز کر دیا۔ و۷۰ یعنی تناقض و اختلاف سے پاک۔ و۷۱ اور کفر و تکذیب سے باز آئیں۔ و۷۲ مشرک اور موحد کی۔ و۷۳ یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجا لائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے رکھے ہیں۔ و۷۴ جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ و۷۵ کہ اس کے سوا کوئی مستحقِ عبادت نہیں۔ و۷۶ اس میں کفار کا رد ہے جو سید عالم ﷺ کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لیے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے اس پر بہت سی شرعی براہین قائم ہیں و۷۷ انبیاء امت پر حجت قائم کریں گے کہ انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دین کی دعوت دینے میں جہد بلیغ صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصام عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مخاصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق طلب کرے گا۔

منزل ۶

صرف اللہ کریم کو اپنی عبادت کے لائق معبود مانو کہ عقل کا تقاضا بھی یہی ہے۔ ہمیشہ ایک غلام کا ایک ہی مالک ہوتا ہے۔ زیادہ آقاؤں کا غلام تباہ و برباد ہو کر رہ جاتا ہے اور وہ اس دنیا اور دوسرے جہاں میں کہیں کا نہیں رہتا۔ وہ ہر جگہ اجر و صلہ سے محروم رہتا ہے۔ اللہ کریم کی ذات کو چھوڑ کر اوروں کی غلامی کرنے والے کا کیا بنے گا؟ سوچ لیں!

وَتِلْكَ حُجَّتُنَآ اٰتَيْنٰهَآ اِبْرٰهِيْمَ عَلٰى قَوْمِهٖ ؕ نَرْفَعُ دَرَجٰتٍ مَّنْ نَّشَآءُ ؕ اِنَّ رَبَّكَ حَكِيْمٌ عَلِيْمٌ ۝ وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ ؕ كُلًّا هَدَيْنَا ۚ وَنُوْحًا هَدَيْنَا مِنْ قَبْلُ وَمِنْ ذُرِّيَّتِهٖ دَاوٗدَ وَسُلَيْمٰنَ وَاَيُّوْبَ وَيُوْسُفَ وَمُوْسٰى وَهٰرُوْنَ ؕ وَكَذٰلِكَ نَجْزِى الْمُحْسِنِيْنَ ۝ وَزَكَرِيَّا وَيَحْيٰى وَعِيْسٰى وَاِلْيَاسَ ؕ كُلٌّ مِّنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝ وَاِسْمٰعِيْلَ وَالْيَسَعَ وَيُوْنُسَ وَلُوْطًا ؕ وَكُلًّا فَضَّلْنَا عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ۝ وَمِنْ اٰبَآئِهِمْ وَذُرِّيّٰتِهِمْ وَاِخْوَانِهِمْ ۚ وَاجْتَبَيْنٰهُمْ وَهَدَيْنٰهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝ ذٰلِكَ هُدَى اللّٰهِ يَهْدِيْ بِهٖ مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝

(الأنعام: ۶/ ۸۳ تا ۸۸)

''اور یہ ہماری دلیل تھی جو ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اس کی قوم کے مقابلے میں بتائی، ہم جس کو چاہیں اس کے درجے بلند کر دیتے ہیں، بے شک تیرا مالک حکمت والا، جاننے والا ہے۔ اور ہم نے ابراہیم (علیہ السلام) کو اسحاق (علیہ السلام) اور یعقوب (علیہ السلام) دیے اور ہر ایک کو ہدایت دی اور نوح (علیہ السلام) کو تو ہم ہدایت دے چکے تھے اور ان کی اولاد میں سے داؤد (علیہ السلام) اور سلیمان (علیہ السلام) اور ایوب (علیہ السلام) اور یوسف (علیہ السلام) اور موسیٰ (علیہ السلام) اور ہارون (علیہ السلام) کو ہدایت دی اور نیکوں کو ہم ایسا ہی بدلا دیتے ہیں اور زکریا (علیہ السلام) اور یحییٰ (علیہ السلام) اور عیسیٰ (علیہ السلام) اور الیاس (علیہ السلام) یہ سب نیک بختوں میں سے تھے اور اسماعیل (علیہ السلام) اور یسع (علیہ السلام) اور یونس (علیہ السلام) اور لوط (علیہ السلام) ان سب کو ہم نے بزرگی دی سارے جہان پر، ان کے بعض باپ دادوں کو اور اولاد کو اور بھائیوں کو بھی ہم نے چن لیا اور ان کو سیدھی راہ کی طرف ہدایت دی۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ہدایت ہے، وہ اپنے بندوں میں سے جس کو چاہے ہدایت دے اور اگر وہ لوگ شرک کرتے تو ان کا کیا کرایا برباد ہو جاتا۔''

اٹھارہ انبیاء علیہم السلام کے اسمائے گرامی کا ذکر کر کے اللہ تعالیٰ فرما رہا ہے اگر یہ بھی شرک کا ارتکاب کر لیتے تو ان کے سارے اعمال برباد ہو جاتے۔ جس طرح دوسرے مقام پر نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے خطاب کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ (الزمر : ۳۹/ ۶۵)

"(اے پیغمبر!) اگر تو نے بھی شرک کیا تو تیرے سارے عمل برباد ہو جائیں گے۔"

حالانکہ پیغمبروں سے شرک کا صدور ممکن نہیں، مقصد امتوں کو شرک کی خطرناکی اور ہلاکت خیزی سے آگاہ کرنا ہے۔ اکثر لوگ اللہ تعالیٰ کو مانتے بھی ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔ اس بات کی دلیل قرآن کی یہ آیت ہے:

وَ مَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ ﴿۱۰۶﴾ (یوسف : ۱۲/ ۱۰۶)

"اکثر لوگ ایسے ہیں جو اللہ کو مانتے ہیں اور شرک بھی کرتے ہیں۔"

اللہ تعالیٰ نے شرک کو حرام قرار دیا۔ (الاعراف: ۳۳) اللہ کا کوئی شریک نہیں۔ (بنی اسرائیل: ۱۱۱)

## مشرک کی پہچان:

مشرک کی پہچان یہ ہے کہ وہ ایک اللہ کے تذکرے سے ناراض ہو جاتا ہے:

وَاِذَا ذُكِرَ اللّٰهُ وَحْدَهُ اشْمَاَزَّتْ قُلُوْبُ الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ ۚ وَاِذَا ذُكِرَ الَّذِيْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِذَا هُمْ يَسْتَبْشِرُوْنَ ﴿۴۵﴾ (الزمر : ۳۹/ ۴۵)

"اور جب ایک اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو جو لوگ آخرت پر یقین نہیں رکھتے ان کے دل نفرت کرتے ہیں اور جب اس کے سوا اوروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو وہ فوراً خوش ہو جاتے ہیں۔"

منحرفین کا آج بھی یہی حال ہے، جب ان سے کہا جاتا ہے کہ صرف "یا اللہ مدد" کہو، کیونکہ اس کے سوا کوئی مدد کرنے پر قادر نہیں ہے تو سیخ پا ہو جاتے ہیں۔ یہ جملہ ان کے لیے سخت ناگوار ہوتا ہے۔

لیکن جب "یارسول اللہ مدد" "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ ! اُنْظُرْ حَالَنَا" "يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ! اِسْمَعْ قَالَنَا" "یا علی مدد" کہا جائے، اسی طرح دیگر مردوں سے استمداد و استغاثہ کیا جائے مثلاً: " يَا شَيْخ عَبْدَ الْقَادِرِ! شَيْئًا لِلّٰهِ" وغیرہ تو پھر ان کے دل کی کلیاں کھل اٹھتی ہیں۔ تَشَابَهَتْ قُلُوْبُهُمْ ط (البقرة: ۱۱۸)

دوسری پہچان:

مشرک اللہ کی بجائے غیر اللہ سے زیادہ محبت کرتا ہے۔ (البقرۃ: ۱۶۵ تا ۱۶۷)

کسی نبی نے اللہ تعالیٰ کے سوا اپنی یا کسی دوسرے کی بندگی کی دعوت نہیں دی یعنی شرک کی دعوت نہیں دی:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلٰكِنْ كُوْنُوْا رَبّٰنِيّٖنَ بِمَا كُنْتُمْ تُعَلِّمُوْنَ الْكِتٰبَ وَبِمَا كُنْتُمْ تَدْرُسُوْنَ ﴿۷۹﴾ وَلَا يَاْمُرَكُمْ اَنْ تَتَّخِذُوا الْمَلٰٓئِكَةَ وَالنَّبِيّٖنَ اَرْبَابًا ؕ اَيَاْمُرُكُمْ بِالْكُفْرِ بَعْدَ اِذْ اَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ﴿۸۰﴾

(آل عمران: ۳/ ۷۹، ۸۰)

"کسی آدمی کے لیے ایسا کرنا مناسب نہیں کہ اللہ اس کو کتاب اور حکمت اور پیغمبری سے سرفراز کرے پھر وہ لوگوں سے کہنے لگے اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ، بلکہ (اس کو یہ کہنا سزاوار ہے کہ اے اہل کتاب) تم ربانی ہو جاؤ" کیونکہ تم کتاب (اللہ) پڑھتے پڑھاتے رہتے ہو اور نہ یہ مناسب ہے کہ تمھیں حکم دے کہ فرشتوں یا پیغمبروں کو اپنا رب (داتا) بنا لو۔ بھلا یہ کوئی بات ہے کہ مسلمان ہو جانے کے بعد وہ کہے کہ کافر ہو جاؤ۔"

شرک تمام نیک اعمال ضائع کر دیتا ہے خواہ نبی ہی کیوں نہ ہو جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا۔ یہ بات بھی یاد رہے کہ مشرک کے لیے جنت حرام ہے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے جہنم میں رہے گا:

اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ؕ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ (المائدۃ: ۵/ ۷۲)

"جو کوئی اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرے تو اللہ تعالیٰ جنت کو اس پر حرام کر چکا اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہ ہوگا۔"

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے کہ کسی چیز کو اللہ تعالیٰ کا شریک نہ ٹھہراؤ (صرف بتوں کی بات نہیں جیسا کہ بعض لوگ کہتے ہیں):

اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْـًٔا (الأنعام: ۶/ ۱۵۱)

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسرا شریک نہ بناؤ۔''

اللہ تعالیٰ چونکہ خالق ہے باقی سب مخلوق، اس لیے کوئی اس کا شریک نہیں:

قُلْ هَلْ مِنْ شُرَكَآئِكُمْ مَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ ۭ قُلِ اللّٰهُ يَبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ (یونس: ۱۰/ ۳۴)

''کہہ دو! آیا تمھارے شریکوں میں کوئی ایسا ہے جو مخلوقات کو پیدا کرے، پھر اسے دوبارہ زندہ کرے؟ کہہ دو! اللہ پیدا کرتا ہے، پھر اسے لوٹائے گا، سوتم کہاں پھرے جاتے ہو۔''

لوگوں نے خود ہی نام رکھ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان نامون کی کوئی سند نہیں اتاری، اس لیے یہ نام بے اصل ہیں:

اِنْ هِيَ اِلَّآ اَسْمَآءٌ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَ اٰبَآؤُكُمْ مَّآ اَنْزَلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ (النجم: ۵۳/ ۲۳)

''یہ تو نرے نام ہی ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے رکھ لیے، اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔''

یہ لوگ بس اٹکل پر چلتے ہیں اور جو ان کے دل میں آتا ہے کرتے ہیں، حالانکہ ان کے مالک کی طرف سے ان کا راستہ بھی بتایا جا چکا تھا۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیں: یوسف: ۴۰۔ الاعراف: ۷۱)

## تیسری پہچان

دیکھئے کنز الایمان سورۂ الزمر ۳۹/ ۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵ جس میں صاف لکھا ہے کہ موحد کون ہے مشرک کون ہے؟ دیکھئے یہ کتاب صفحہ ۹۱ تا ۵۸۶

## حاصل بحث:

توحید اور شرک کی بحث میں جو گفتگو ہوئی اس کا حاصل یہ ہے کہ ایک کلمہ گو کا سب سے بڑا سرمایہ عقیدۂ توحید ہے اور قیامت کے روز انسان کی نجات کا انحصار عقیدۂ توحید پر ہوگا اور جو مشرک ہوگا اس کے سارے عمل برباد ہو جائیں گے اور وہ ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں ڈال دیا جائے گا اور مشرک کی پہچان بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دی ہے (جیسا کہ مذکور ہو چکا) اور لوگوں

نے کچھ نام اپنی طرف سے بنا رکھے ہیں، مثلاً داتا، مشکل کشا، دستگیر، غریب نواز، غوث، گنج بخش، طوفانوں سے نجات دینے والا، کھوٹی قسمت کھری کرنے والا، اولاد دینے والا، ڈوبتی کو کنارے لگانے والا، وغیرہ وغیرہ۔ یہ نام لوگوں نے اپنی طرف سے گھڑ لیے ہیں، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری اور اس طرح یہ لوگ پہلے مشرکوں کی پیروی کر رہے ہیں اور یہ قیامت کے دن ان خود ساختہ ناموں اور اس شرک کا کوئی جواز اللہ تعالیٰ کے سامنے پیش نہ کر سکیں گے۔ ان کے پاس اس چیز کا کوئی جواب نہ ہوگا کہ تمھیں کس نے کہا بغداد والے تمھارے غوث الاعظم ہیں؟ کس نے کہا لاہور والے تمھارے داتا ہیں؟ بغداد والے پیر جیلانی رحمہ اللہ ۵۶۱ ہجری میں فوت ہوئے۔ لاہور والے علی ہجویری رحمہ اللہ ۴۶۵ ہجری میں فوت ہوئے۔ قرآن و حدیث میں ان کا ذکر تک نہیں ہے اور قرآن میں ہے مشرک کا کوئی عذر قیامت کے دن قبول نہ ہوگا۔

دیکھیے صفحہ ۵۹۷ تا ۶۰۰ اور ۶۱۹ تا ۶۲۲ سے سوالات و جوابات۔ اور مراد آبادی صاحب نے بھی اپنی تفسیر میں یہی لکھا ہے۔ (البقرة: ۵۲، ف ۸۸) شرک سے مسلمان مرتد ہوجاتا ہے۔
(البقرة: ۲۸۳، ف ۶۱۵۔ النساء: ۱۱۶، ف ۳۰۵)

## کیا امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوسکتی ہے؟:

یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا امت مسلمہ شرک میں مبتلا ہوسکتی ہے؟ اس کا جواب ہاں میں ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی بہت سی احادیث اس بات کی طرف اشارہ کرتی ہیں:

۱ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ قبیلہ دوس کی عورتوں کے سرین ذوالخلصہ کے گرد ہلیں گے (یعنی وہ اس کا طواف کریں گی)۔'' [1] ذوالخلصہ قبیلہ دوس کا بت تھا جس کو وہ زمانہ جاہلیت میں پوجا کرتے تھے

۲ ((لَا تَقُوْمُ السَّاعَةُ حَتّٰى تَلْحَقَ قَبَائِلُ مِّنْ اُمَّتِیْ بِالْمُشْرِكِيْنَ وَ حَتّٰى يَعْبُدُوا الْاَوْثَانَ)) [2]

---

[1] بخاری، کتاب الفتن، باب تغير الزمان حتى تعبد الأوثان: ۷۱۱۶۔ مسلم، کتاب الفتن، باب لا تقوم الساعة حتى تعبد دوس ذا الخلصة: ۲۹۰۶

[2] ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتى يخرج كذابون: ۲۲۱۹

(نوائے وقت سنڈے میگزین مورخہ ۲۳ جنوری ۲۰۱۱ء، لاہور)

**ثبوت حاضر ہے**

علی ہجویری اپنی کتاب "کشف الاسرار" میں اپنے آپ کو مخاطب کرتے ہوئے لکھتے ہیں: اے علی! لوگ تجھے گنج بخش (خزانے، مال و دولت دینے والا) کہتے ہیں حالانکہ تیرے پاس تو ایک دانہ بھی نہیں ہے تو تو خود محتاج ہے، نہ کسی کو نفع دے سکتا ہے اور نہ نقصان، گنج (خزانے) اور رنج (تکلیفیں) دینا یہ تو اللہ تعالیٰ کا کام ہے۔ گنج بخش تو وہی ذات ہے، میں نہیں۔ یعنی جو لوگ مجھے گنج بخش کہتے ہیں غلط کہتے ہیں انھیں اللہ تعالیٰ کو گنج بخش کہنا چاہیے۔ (کشف الاسرار ص۹۷، ۹۶)

نوائے وقت میں بھی یہی بات بتائی گئی ہے۔

''قیامت قائم نہیں ہوگی یہاں تک کہ میری امت کے کچھ قبیلے مشرکوں سے جا ملیں گے اور بتوں کی عبادت کریں گے۔''

❸ ''تم اگلے لوگوں کے طور طریقوں پر چلو گے بالشت برابر بالشت اور ہاتھ برابر ہاتھ یہاں تک کہ اگر وہ گورپھوڑ (سانڈے) کے سوراخ میں گھسیں گے تو تم بھی گھس جاؤ گے۔''
صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''اے اللہ کے پیارے رسول! کیا اگلے لوگوں سے یہود و نصاریٰ مراد ہیں؟'' تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اور کون؟'' ❶

اور قرآن میں جگہ جگہ ہے کہ یہود اور نصاریٰ مشرک ہیں۔ قرآن کی مندرجہ ذیل آیات سے صاف ظاہر ہے کہ اہل کتاب یہود و نصاریٰ شرک کے مرتکب ہوئے ہیں۔

وہ شرک فی الحکم کر رہے ہیں:

قَاتِلُوا الَّذِيْنَ لَا يُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَلَا بِالْيَوْمِ الْاٰخِرِ وَلَا يُحَرِّمُوْنَ مَا حَرَّمَ اللّٰهُ وَرَسُوْلُهٗ وَلَا يَدِيْنُوْنَ دِيْنَ الْحَقِّ مِنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ حَتّٰى يُعْطُوا الْجِزْيَةَ عَنْ يَّدٍ وَّهُمْ صٰغِرُوْنَ ﴿۲۹﴾ وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ عُزَيْرُ ابْنُ اللّٰهِ وَقَالَتِ النَّصٰرَى الْمَسِيْحُ ابْنُ اللّٰهِ ؕ ذٰلِكَ قَوْلُهُمْ بِاَفْوَاهِهِمْ ۚ يُضَاهِـُٔوْنَ قَوْلَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ ؕ قٰتَلَهُمُ اللّٰهُ ۚ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۳۰﴾ اِتَّخَذُوْۤا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَاۤ اُمِرُوْۤا اِلَّا لِيَعْبُدُوْۤا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ (التوبة: ۹/ ۲۹۔۳۱)

''ان لوگوں سے لڑو جو اللہ پر اور آخرت کے دن پر ایمان نہیں لاتے اور نہ اسے حرام جانتے ہیں جسے اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) نے حرام کیا ہے اور سچا دین قبول نہیں کرتے، ان لوگوں میں سے جو اہل کتاب ہیں، یہاں تک کہ ذلیل ہو کر اپنے ہاتھ سے جزیہ دیں اور یہود کہتے ہیں عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور عیسائی کہتے

❶ بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ: لتتبعن سنن من کان قبلکم: ۷۳۲۰، ۳۴۵۶۔ مسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود و النصاریٰ: ۲۶۶۹

ہیں کہ مسیح (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، وہ کافروں کی سی باتیں بنانے لگے ہیں، جو ان سے پہلے گزرے ہیں، اللہ انھیں ہلاک کرے یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں۔ انھوں نے اپنے عالموں اور درویشوں کو اللہ کے سوا داتا بنا لیا ہے اور مسیح (علیہ السلام) مریم کے بیٹے کو بھی حالانکہ انھیں حکم یہی ہوا تھا کہ ایک اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کریں، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اس سے پاک ہے جو وہ شریک بناتے ہیں۔''

مندرجہ بالا آیات سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں:

١ اہل کتاب کا اللہ اور قیامت پر ایمان نہیں کیونکہ وہ مشرک ہیں۔

٢ اہل کتاب نے شرک فی الذات کیا۔

٣ ایسا کرنا کفر و شرک ہے۔

٤ انھوں نے اللہ کے احکامات ماننے کے بجائے اپنے مولویوں اور درویشوں (پیروں) کے احکامات مانے۔

٥ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنا رب یعنی داتا بنا لیا۔

١ انھوں نے شرک فی العبادۃ کیا۔

٢ وہ شرک فی الذات کر رہے ہیں۔ جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

(مزید حوالہ جات: المائدۃ : ۱۷، ۷۲ تا ۷۷۔ البقرۃ : ۱۱۶، ۱۱۷۔ النساء :۱۷۱ تا ۱۷۳۔ یونس: ۶۸ تا ۷۰۔ الکہف : ۴، ۵۔ مریم : ۳۵، ۳۶ اور ۸۸ تا ۹۵)

٣ وہ شرک فی العبادت کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: المائدۃ : ۱۱۶، ۱۱۷۔ البقرۃ: ۸۳، ۱۳۳ تا ۱۳۸۔ آل عمران : ۶۲ تا ۶۴، ۷۹، ۸۰۔ النساء : ۱۷۱، ۱۷۲۔ المائدۃ : ۷۲ تا ۷۷)

٤ وہ شرک فی التصرف کر رہے ہیں:

لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ هُوَ الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ ۭ وَقَالَ الْمَسِيْحُ يٰبَنِيْٓ اِسْرَاۗءِيْلَ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ مَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ حَرَّمَ اللّٰهُ عَلَيْهِ الْجَنَّةَ وَمَاْوٰىهُ النَّارُ ۭ وَمَا

لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿۷۲﴾ لَقَدْ كَفَرَ الَّذِيْنَ قَالُوْٓا اِنَّ اللّٰهَ ثَالِثُ
ثَلٰثَةٍ ۘ وَمَا مِنْ اِلٰهٍ اِلَّآ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۭ وَاِنْ لَّمْ يَنْتَهُوْا عَمَّا
يَقُوْلُوْنَ لَيَمَسَّنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿۷۳﴾ اَفَلَا
يَتُوْبُوْنَ اِلَى اللّٰهِ وَيَسْتَغْفِرُوْنَهٗ ۭ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۷۴﴾ مَا
الْمَسِيْحُ ابْنُ مَرْيَمَ اِلَّا رَسُوْلٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۭ
وَاُمُّهٗ صِدِّيْقَةٌ ۭ كَانَا يَاْكُلٰنِ الطَّعَامَ ۭ اُنْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ
الْاٰيٰتِ ثُمَّ انْظُرْ اَنّٰى يُؤْفَكُوْنَ ﴿۷۵﴾ قُلْ اَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ
مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا نَفْعًا ۭ وَاللّٰهُ هُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ ﴿۷۶﴾
قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا
تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَاۗءَ قَوْمٍ قَدْ ضَلُّوْا مِنْ قَبْلُ وَاَضَلُّوْا كَثِيْرًا
وَّضَلُّوْا عَنْ سَوَاۗءِ السَّبِيْلِ ﴿۷۷﴾ (المائدۃ: ۵/ ۷۲ تا ۷۷)

''یقیناً وہ لوگ کافر ہوئے جنھوں نے کہا بے شک اللہ وہ مسیح مریم کا بیٹا ہی ہے۔ حالانکہ مسیح نے کہا اے بنی اسرائیل! اس اللہ کی بندگی کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے۔ بے شک جس نے اللہ کا شریک ٹھہرایا سو اللہ تعالیٰ نے اس پر جنت حرام کی اور اس کا ٹھکانا دوزخ ہے اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں ہوگا۔ جنھوں نے کہا کہ اللہ تین میں سے ایک ہے، بے شک وہ (بھی) کافر ہوئے، حالانکہ سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں ہے اور اگر وہ اس بات سے باز نہ آئیں گے جو وہ کہتے ہیں تو ان میں سے کفر پر قائم رہنے والوں کو دردناک عذاب پہنچے گا۔ اللہ کے آگے کیوں توبہ نہیں کرتے اور گناہ نہیں بخشواتے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے، مسیح مریم کا بیٹا تو صرف ایک پیغمبر ہی ہے، جس سے پہلے اور بھی پیغمبر گزر چکے ہیں اور اس کی ماں صدیقہ (سچی) ہے۔ دونوں کھانا کھاتے تھے، دیکھ ہم انھیں کیسی دلیلیں بتلاتے ہیں، پھر دیکھ وہ کہاں الٹے (پھرے) جاتے ہیں۔ کہہ دو! تم اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیز کی بندگی کرتے ہو جو تمھارے نقصان اور نفع کے مالک نہیں ہیں اور اللہ سننے والا، جاننے والا ہے۔ کہہ دو! اے اہل کتاب! تم اپنے دین میں ناحق زیادتی مت کرو اور ان

لوگوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو جو ان سے پہلے گمراہ ہو چکے ہیں اور انھوں نے بہت سے (لوگوں کو) گمراہ کیا اور سیدھی راہ سے دور ہو گئے۔''

ان آیات سے درج ذیل باتیں سامنے آتی ہیں: ۱۔ نبی کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ انسانی شکل میں اللہ ہی ہے، کفر ہے۔ ۲۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت جائز نہیں۔ ۳۔ اللہ نبیوں کا بھی رب یعنی داتا ہے اور باقی لوگوں کا بھی۔ ۴۔ عیسائی مشرک ہیں اور جو کوئی بھی شرک کرے اس پر جنت حرام ہے۔ ۵۔ شرک یہ ہے کہ غیر اللہ کی عبادت کی جائے، غیر اللہ کو داتا مانا جائے۔ ۶۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ اکیلا معبود ہے۔ ۷۔ مشرک اگر توبہ کرے اور اللہ تعالیٰ سے معافی مانگے تو اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ ۸۔ اللہ تعالیٰ نے کئی رسول بھیجے ہیں، وہ کھانا کھاتے تھے، اس لیے وہ اللہ کی ذات میں سے نہ تھے۔ ۹۔ نبیوں کی عبادت منع ہے کہ وہ نفع ونقصان کے مالک نہیں۔ ۱۰۔ نبیوں کی عبادت اس لیے بھی منع ہے کیونکہ لوگوں کی پکار اور احوال کو صرف اللہ تعالیٰ ہی سنتا اور جانتا ہے۔ ۱۱۔ من دون اللہ یعنی اللہ کے سوا سے یہاں مراد سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام ہیں۔ ۱۲۔ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدہ مریم علیہا السلام کے معاملہ میں غلو سے کام لیا یعنی جو اللہ کے حقوق تھے وہ ان کو دے دیے۔ ۱۳۔ عیسائیوں نے اللہ کے احکام ماننے کی بجائے دوسروں کی خواہش کی پیروی کی۔ ۱۴۔ ایسا کرنے والے لوگ خود بھی گمراہ ہو گئے اور دوسروں کو بھی گمراہ کر گئے۔

۵ چونکہ اہل کتاب مشرک ہیں لہٰذا ان کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ ہر مشرک کا یہی حکم ہے، جیسے مشرکین مکہ، حالانکہ یہ سب ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں۔ (دیکھیے تفسیر مراد آبادی: ۱۳۵/۲، ف ۲۴۶)

۶ وہ شرک فی العلم کر رہے ہیں جیسا کہ سورۂ مائدہ (۱۱۶، ۱۱۷) میں ہے کہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام سے پوچھے گا کہ اے عیسیٰ (علیہ السلام)! کیا تو نے اپنی امت کو حکم دیا تھا کہ میری اور میری ماں مریم (علیہا السلام) کی پوجا کرو؟ تو سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) اللہ کے دربار میں قیامت والے دن عرض کریں گے کہ میں نے تو ان کو یہی حکم دیا تھا کہ اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے لیکن جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو اس کے بعد جو کچھ انھوں نے کیا وہ تو ہی بہتر جانتا ہے، مجھے علم نہیں۔

۷ اہل کتاب غلو کر رہے ہیں جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا۔ غلو کا مطلب ہے اعتدال کا راستہ چھوڑ دینا، یہ افراط وتفریط دونوں صورتوں میں ہے۔

غلو کے لیے دیکھیے (النساء : ۱۷۱تا ۱۷۵۔ المائدۃ : ۷۲تا ۷۷)

۸ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں۔ (بنی اسرائیل : ۵۶، ۵۷۔ دیکھیے تفسیر مراد آبادی وترجمہ احمد رضا خان صاحب)

یادرہے یہاں لفظ "یدعون" ہے، جس کے معنی پکارنا ہیں جیسا کہ مراد آبادی صاحب نے ان آیات کے تحت فائدہ ۱۱۸ میں لکھا۔ یہاں مراد آبادی صاحب کی تفسیر میں لکھا ہے کہ اہل کتاب عیسیٰ علیہ السلام اورعزیر علیہ السلام کو پکارتے ہیں۔ اور:

يَسْلُكْهُ عَذَابًا صَعَدًا ﴿١٧﴾ وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿١٨﴾ وَّاَنَّهٗ لَمَّا قَامَ عَبْدُ اللّٰهِ يَدْعُوْهُ كَادُوْا يَكُوْنُوْنَ عَلَيْهِ لِبَدًا ﴿١٩﴾ قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ (الجن : ۷۲/ ۱۸ تا ۲۱)

"اور بے شک مسجدیں اللہ کے لیے ہیں، پس تم اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو اور جب اللہ کا بندہ (نبی) اس کو پکارنے کھڑا ہوتا ہے تو لوگ اس پر جم گھٹا کرنے لگتے ہیں۔ کہہ دو! میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔ کہہ دو کہ میں نہ تمھارے کسی نقصان کا اختیار رکھتا ہوں اور نہ کسی بھلائی کا۔"

قرآن مجید کی ان آیات کے تحت احمد رضا خان صاحب کی تفسیر میں لکھا ہے: "جیسا کہ یہود ونصاریٰ کا طریقہ تھا کہ وہ اپنے گرجاؤں اور عبادت خانوں میں شرک کرتے تھے۔ مطلب یہ ہوا کہ وہ اپنے عبادت خانوں میں غیر اللہ کو پکارتے تھے، جیسا کہ آج کل امت مسلمہ کے کچھ لوگ مسجدوں میں غیر اللہ کو پکار رہے ہیں۔"

امت مسلمہ کے بھی کچھ لوگ شرک کر رہے ہیں، ہم قرآن وصحیح حدیث اور فقہ کی کتابوں سے ثابت کریں گے کہ امت مسلمہ کے کچھ لوگ بھی اہل کتاب کی طرح یہی کچھ کر رہے ہیں اور رسول عربی ﷺ کی مندرجہ بالا حدیث کہ تم بھی پہلی امت کی چال چلو گے، سو فیصد درست

ثابت ہو رہی ہے۔ یاد رہے کہ عیسائی عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں جیسا کہ ہم تفصیل سے بیان کر چکے ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اس وجہ سے ان کو قرآن میں مشرک اور کافر کہا ہے، اب جو کلمہ گو اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا رسول اللہ مدد، یا علی مدد، یا غوث الاعظم کہتے ہیں، یہ بھی یقیناً قرآن کی رو سے مشرک ہوئے۔

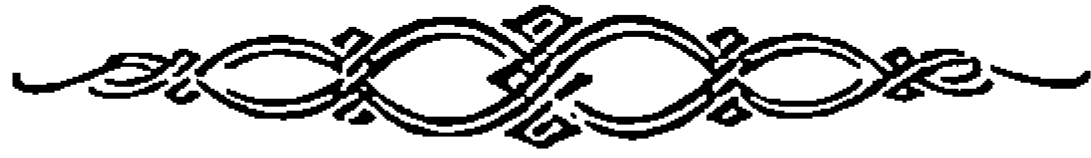
اب ہم کچھ کلمہ گو بھائیوں کے اشکال کا یہاں جواب دیں گے:

① بعض افراد نے ناسمجھی میں یہ لکھ دیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ میری امت کے رگ و ریشہ میں توحید اس درجہ سرایت کر چکی ہے کہ مجھے ان کے دوبارہ شرک کی طرف لوٹ جانے کا مطلق اندیشہ نہیں۔ نیز کچھ اور ایسے ہی لوگ بخاری (کتاب الجنائز: ۱۳۴۴) میں مروی عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ کی بیان کردہ حدیث کا یہ حصہ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں تمھارے متعلق اس بات سے نہیں ڈرتا کہ تم میرے بعد شرک کرو گے، لیکن مجھے ڈر ہے کہ تم ایک دوسرے کے مقابلے میں دنیا میں رغبت کرو گے'' پیش کر کے کہتے ہیں کہ امت مسلمہ کبھی شرک نہیں کر سکتی اور اس طرح کی اور بھی احادیث بیان کرتے ہیں۔

ازالہ: جب یہ احادیث اور ان احادیث کو جن میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت شرک کرے گی، سامنے رکھ کر اور قرآن مجید کی ان آیات کو سامنے رکھ کر جن میں اہل کتاب کو مشرک اور کافر کہا گیا ہے، مجموعی جائزہ لیا جاتا ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر مشرک نہیں ہوگی بلکہ بعض افراد امت مسلمہ میں سے ایسے ہوں گے جو شرک کے مرتکب ہوں گے اور بعض قبائل بت پوجنا شروع کر دیں گے۔ شارح بخاری حافظ ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ رقمطراز ہیں: ''نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے اس فرمان ''مجھے تمھارے متعلق شرک کا ڈر نہیں'' کا مطلب یہ ہے کہ تم مجموعی طور پر شرک نہیں کرو گے، اس لیے کہ امت مسلمہ میں سے بعض افراد کی جانب سے شرک کا وقوع ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی پناہ میں رکھے۔'' (فتح الباری: ۳/ ۲۱۱) اور علامہ بدر الدین عینی حنفی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (عمدة القاری شرح صحیح بخاری: ۸/ ۱۵۷) اور علامہ ابوالعباس احمد بن محمد القسطلانی نے بھی یہی لکھا ہے۔ (ارشاد الساری لشرح صحیح البخاری: ۲/ ۴۴۰)

ائمہ و محدثین کی تشریح سے معلوم ہوا کہ امت مسلمہ مجموعی طور پر مشرک نہیں ہو گی، البتہ

بعض افراد و قبائل شرک کریں گے جیسا کہ آج کل بہت سے لوگ اہل قبور سے استغاثہ، فریاد رسی، نذر و نیاز وغیرہ کے شرک میں مبتلا ہیں اور بالکل وہی کام کر رہے ہیں جن کی وجہ سے مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ کو قرآن میں اللہ تعالیٰ نے مشرک کہا، حالانکہ وہ سب ملت ابراہیم پر ہونے کا دعویٰ کرتے تھے۔ (دیکھیے ترجمہ مع تفسیر احمد رضا خان صاحب: انعام: ۱۶۱۔ البقرۃ: ۱۳۵۔ آل عمران: ۶۷)۔ ان احادیث کا مفہوم یہ بھی ہوسکتا ہے کہ آپ کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم شرک نہیں کریں گے کیونکہ اس بات کے اولین مخاطب وہی تھے۔



فصل : ۳

# توحید وشرک کی اقسام

شرک کی سات قسمیں ہیں ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم شرک کی ان سات قسموں کو سمجھیں اور ان سات قسموں کے شرک کی بجائے سات قسموں کی توحید کا عقیدہ رکھیں۔توحید اور شرک کی یہ سات قسمیں مندرجہ ذیل ہیں:

| | توحید کی اقسام | شرک کی اقسام |
|---|---|---|
| ① | توحید فی الحکم | شرک فی الحکم |
| ② | توحید فی الذات | شرک فی الذات |
| ③ | توحید فی الصفات | شرک فی الصفات |
| ④ | توحید فی العلم | شرک فی العلم |
| ⑤ | توحید فی العبادت | شرک فی العبادت |
| ⑥ | توحید فی التصرف | شرک فی التصرف |
| ⑦ | توحید فی العادت | شرک فی العادت |

یادرہے کہ شرک دوعنوان کے تحت آتا ہے:

**① شرک اکبر:**

اس میں اوپر بیان کی گئی شرک کی ساتوں اقسام شامل ہیں۔

**② شرک اصغر:**

اس میں ریاکاری اور غیر اللہ کی قسم اٹھانا وغیرہ شامل ہیں۔

## توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم:

توحید فی الحکم یہ ہے کہ دین کے معاملے میں اللہ کے سوا کسی کا حکم نہ مانا جائے اور چونکہ رسول ﷺ کا حکم بھی اللہ ہی کا حکم ہے (النساء: ۸۰) اس لیے دین میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت ہی کا حکم ہے اور یہ بھی حکم دیا گیا ہے کہ رسول ﷺ کا راستہ اختیار کرو اور مومنوں کا راستہ اختیار کرو یعنی اہل سنت والجماعت بنو۔ (النساء: ۱۱۵) اور اسی آیت میں ہے کہ اس راستے سے ہٹنے کا انجام دوزخ ہے:

وَمَنْ يُشَاقِقِ الرَّسُولَ مِنْ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيلِ الْمُؤْمِنِينَ نُوَلِّهِ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهِ جَهَنَّمَ ۖ وَسَاءَتْ مَصِيرًا ﴿۱۱۵﴾

(النساء: ۴/ ۱۱۵)

''اور جو کوئی رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے، بعد اس کے کہ اس پر سیدھی راہ کھل چکی ہو اور سب مسلمانوں کے راستے کے خلاف چلے تو ہم اسے اسی طرف چلائیں گے جدھر وہ خود پھر گیا ہے اور اسے دوزخ میں ڈالیں گے اور وہ بہت برا ٹھکانا ہے۔''

إِنِ الْحُكْمُ إِلَّا لِلّٰهِ ۖ (الأنعام: ۶/ ۵۷ ۔ یوسف: ۱۲/ ۴۰)

''اللہ کے سوا کسی کا حکم نہیں۔''

أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ (الأعراف: ۷/ ۵۴)

''یاد رکھو! وہی خالق ہے اور اسی کا حکم ہے۔''

أَلَا لَهُ الْحُكْمُ (الأنعام: ۶/ ۶۲)

''حکم اسی کا ہے۔''

اِتَّبِعْ مَا أُوحِيَ إِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ۚ (الأنعام: ۶/ ۱۰۶)

''جو تیرے مالک نے تجھ کو حکم بھیجا اس پر چل۔''

فَاسْتَمْسِكْ بِالَّذِي أُوحِيَ إِلَيْكَ ۖ إِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيمٍ ﴿۴۳﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۴۳)

''پھر آپ مضبوطی سے پکڑیں اسے جو آپ کی طرف وحی کیا گیا ہے، بے شک آپ سیدھے راستے پر ہیں۔''

**ثبوت حاضر ہے**



رَبِّكَ لَا يَنْفَعُ نَفْسًا اِيْمَانُهَا لَمْ تَكُنْ اٰمَنَتْ مِنْ قَبْلُ اَوْ كَسَبَتْ

آئے گی کسی جان کو ایمان لانا کام نہ دے گا جو پہلے ایمان نہ لائی تھی یا اپنے ایمان

فِيْۤ اِيْمَانِهَا خَيْرًا ؕ قُلِ انْتَظِرُوْۤا اِنَّا مُنْتَظِرُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ

میں کوئی بھلائی نہ کمائی تھی؛ و۳۳۳ تم فرماؤ: رستہ دیکھو و۳۳۴ ہم بھی دیکھتے ہیں۔ وہ جنھوں نے

فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ؕ اِنَّمَاۤ اَمْرُهُمْ

اپنے دین میں جدا جدا راہیں نکالیں اور کئی گروہ ہو گئے و۳۳۵ اے محبوب! تمہیں ان سے کچھ علاقہ نہیں؛ ان کا معاملہ اللہ ہی

اِلَى اللّٰهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ﴿۱۵۹﴾ مَنْ جَآءَ بِالْحَسَنَةِ

کے حوالے ہے پھر وہ انہیں بتا دے گا جو کچھ وہ کرتے تھے۔ و۳۳۶ جو ایک نیکی لائے

فَلَهٗ عَشْرُ اَمْثَالِهَا ۚ وَمَنْ جَآءَ بِالسَّيِّئَةِ فَلَا يُجْزٰۤى اِلَّا مِثْلَهَا

تو اس کے لیے اس جیسی دس ہیں، و۳۳۷ اور جو برائی لائے تو اسے بدلہ نہ ملے گا مگر اس کے برابر

وَهُمْ لَا يُظْلَمُوْنَ ﴿۱۶۰﴾ قُلْ اِنَّنِيْ هَدٰىنِيْ رَبِّيْۤ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۚ

اور ان پر ظلم نہ ہو گا۔ تم فرماؤ: بے شک مجھے میرے رب نے سیدھی راہ دکھائی، و۳۳۸

دِيْنًا قِيَمًا مِّلَّةَ اِبْرٰهِيْمَ حَنِيْفًا ۚ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۶۱﴾

ٹھیک دین، ابراہیم کی ملت، جو ہر باطل سے جدا تھے، اور مشرک نہ تھے۔ و۳۳۹

قُلْ اِنَّ صَلَاتِيْ وَنُسُكِيْ وَمَحْيَايَ وَمَمَاتِيْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۱۶۲﴾

تم فرماؤ: بے شک میری نماز اور میری قربانیاں اور میرا جینا اور میرا مرنا سب اللہ کے لیے ہے جو رب سارے جہان کا،

و۳۳۳ یعنی علامت نہ کی تھی معنی یہ ہیں کہ نشانی آنے سے پہلے جو ایمان نہ لائے نشانی کے بعد اس کا ایمان قبول نہیں اسی طرح جو نشانی سے پہلے توبہ نہ کرے بعد نشانی کے اس کی توبہ قبول نہیں جو ایماندار پہلے سے نیک عمل کرتے ہوں گے نشانی کے بعد بھی ان کے عمل مقبول ہوں گے۔ و۳۳۴ ان میں سے کسی ایک کا یعنی موت کے فرشتوں کی آمد یا عذاب یا نشانی آنے کا۔ و۳۳۵ مثل یہود و نصاریٰ کے حدیث شریف میں ہے یہود اکہتر فرقے ہو گئے ان سے صرف ایک ناجی ہے باقی سب ناری اور نصاریٰ بہتر فرقے ہو گئے ایک ناجی باقی سب ناری اور میری امت تہتر فرقے ہو جائے گی۔ وہ سب کے سب ناری ہوں گے سوائے ایک کے جو سواد اعظم یعنی بڑی جماعت ہے اور ایک روایت میں ہے کہ جو میری اور میرے اصحاب کی راہ پر ہے۔ و۳۳۶ اور آخرت میں انہیں اپنے کردار کا انجام معلوم ہو جائے گا۔ و۳۳۷ یعنی ایک نیکی کرنے والے کو دس نیکیوں کی جزا اور یہ بھی حد و نہایت کے طریقہ پر نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ جس کے لیے جتنا چاہے اس کی نیکیوں کو بڑھائے ایک کے سات سو کرے یا بے حساب عطا فرمائے اصل یہ ہے کہ نیکیوں کا ثواب محض فضل ہے یہی مذہب ہے اہل سنت کا اور بدی کی اتنی ہی جزا یہ عدل ہے۔ و۳۳۸ یعنی دین اسلام جو اللہ کو مقبول ہے۔ و۳۳۹ اس میں کفار قریش کا رد ہے جو گمان کرتے تھے کہ وہ دین ابراہیمی پر ہیں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام مشرک و بت پرست نہ تھے تو بت پرستی کرنے والے مشرکین کا یہ دعویٰ کہ وہ ابراہیمی ملت پر ہیں باطل ہے۔

فرقہ بازوں سے رسول اللہ ﷺ کا کوئی تعلق نہیں، آپ نے فرمایا: میری امت ۷۳ فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ سب کے سب فرقے ناری (جہنمی) ہوں گے سوائے ایک گروہ کے، وہ جو گروہ میرے اور میرے صحابہ کے راستے (طریقے) پر چلے گا۔ یعنی رسول اللہ کو چھوڑ کر کسی امام فقیہ، ولی، بزرگ، پیر و فقیر و مشائخ اور گدی نشین کے راستے (مسلک) پر چل کر ہرگز ہرگز کامیاب نہ ہو سکے گا۔ یہاں کنز الایمان میں بھی اس حقیقت کی نشاندہی کی گئی ہے۔

سوچنے کا مقام ہے کہ کیا رسول اللہ ﷺ اور آپ کے صحابہ حنفی دیوبندی تھے یا حنفی بریلوی......؟ امام ابو حنیفہ تو رسول اللہ ﷺ کی وفات کے ایک عرصہ بعد ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے۔ اس سے پہلے تو کوئی مسلمان حنفی (امام ابو حنیفہ کا مقلد) نہ تھا کیونکہ اس وقت امام ابو حنیفہ کا وجود بھی دنیا میں نہیں تھا لہٰذا تقلید کس کی کی جاتی!!؟

ثبوت حاضر ہے



اللّٰهِ عَلَيْكَ وَرَحْمَتُهٗ لَهَمَّتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْهُمْ اَنْ يُّضِلُّوْكَ ؕ وَمَا

اللہ کا فضل و رحمت تم پر نہ ہوتا ۲۹۷ تو ان میں کے کچھ لوگ یہ چاہتے کہ تمہیں دھوکا دے دیں! اور وہ

يُضِلُّوْنَ اِلَّآ اَنْفُسَهُمْ وَمَا يَضُرُّوْنَكَ مِنْ شَيْءٍ ؕ وَاَنْزَلَ اللّٰهُ

اپنے ہی آپ کو بہکا رہے ہیں ۲۹۸ اور تمہارا کچھ نہ بگاڑیں گے! ۲۹۹ اور اللہ نے تم پر

عَلَيْكَ الْكِتٰبَ وَالْحِكْمَةَ وَعَلَّمَكَ مَا لَمْ تَكُنْ تَعْلَمُ ؕ وَكَانَ

کتاب ۳۰۰ اور حکمت اُتاری اور تمہیں سکھا دیا جو کچھ تم نہ جانتے تھے! ۳۰۱ اور

فَضْلُ اللّٰهِ عَلَيْكَ عَظِيْمًا ﴿۱۱۳﴾ لَا خَيْرَ فِيْ كَثِيْرٍ مِّنْ نَّجْوٰىهُمْ اِلَّا

اللہ کا تم پر بڑا فضل ہے۔ ۳۰۲ ان کے اکثر مشوروں میں کچھ بھلائی نہیں ۳۰۳ مگر

مَنْ اَمَرَ بِصَدَقَةٍ اَوْ مَعْرُوْفٍ اَوْ اِصْلَاحٍۭ بَيْنَ النَّاسِ ؕ وَمَنْ

جو حکم دے خیرات یا اچھی بات یا لوگوں میں صلح کرنے کا! اور جو

يَّفْعَلْ ذٰلِكَ ابْتِغَآءَ مَرْضَاتِ اللّٰهِ فَسَوْفَ نُؤْتِيْهِ اَجْرًا عَظِيْمًا ﴿۱۱۴﴾

اللہ کی رضا چاہنے کو ایسا کرے تو اُسے عنقریب ہم بڑا ثواب دیں گے۔

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ

اور جو رسول کا خلاف کرے بعد اس کے کہ حق راستہ اس پر کھل چکا اور

غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ؕ وَسَآءَتْ

مسلمانوں کی راہ سے جدا راہ چلے ہم اسے اس کے حال پر چھوڑ دیں گے اور اُسے دوزخ میں داخل کریں گے! اور کیا

بقیہ صفحہ ۱۷۳= ۲۸۸ شان نزول انصار کے قبیلہ بنی ظفر کے ایک شخص طعمہ بن ابیرق نے اپنے ہمسایہ قتادہ بن نعمان کی زرہ چرا کر آٹے کی بوری میں زید بن سمین یہودی کے یہاں چھپائی جب زرہ کی تلاش ہوئی اور طعمہ پر شبہ کیا گیا تو وہ انکار کر گیا اور قسم کھا گیا اور بوری پھٹی ہوئی تھی اور آٹا اس میں سے گرتا جاتا تھا اس کے نشان سے لوگ یہودی کے مکان تک پہنچے اور بوری وہاں پائی گئی یہودی نے کہا طعمہ اس کے پاس رکھ گیا ہے اور یہود کی ایک جماعت نے اس کی گواہی دی اور طعمہ کی قوم بنی ظفر نے یہ عزم کرلیا کہ یہودی کو چور بتائیں گے اور اس پر قسم کھالیں گے تاکہ قوم رسوا نہ ہو اور ان کی خواہش تھی کہ رسول کریم ﷺ طعمہ کو بری کردیں اور یہودی کو سزا دیں اسی لیے انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے طعمہ کے موافق اور یہودی کے خلاف جھوٹی گواہی دی اور اس گواہی پر کوئی جرح و قدح نہ ہوئی اس واقعہ کے متعلق یہ آیت نازل ہوئی (اس واقعہ کے متعلق متعدد روایات آئی ہیں اور ان میں باہم اختلافات بھی ہیں)؟ ۲۸۹ اور علم عطا فرمائے علم یقینی کو قوت ظہور کی وجہ سے رویت سے تعبیر فرمایا حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ہرگز کوئی نہ کہے کہ جو اللہ نے مجھے دکھایا اس پر میں نے فیصلہ کیا کیونکہ اللہ تعالیٰ نے یہ منصب خاص اپنے نبی ﷺ کو عطا فرمایا آپ کی رائے ہمیشہ صواب ہوتی ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے حقائق و حوادث آپ کے پیش نظر کردیے ہیں اور دوسرے لوگوں کی رائے ظن کا مرتبہ رکھتی ہے ۲۹۰ معصیت کا ارتکاب کرکے ۲۹۱ حیا نہیں کرتے ۲۹۲ ان کا حال جانتا ہے اس پر ان کا کوئی راز چھپ نہیں سکتا ۲۹۳ جیسے طعمہ کی طرفداری میں جھوٹی قسم اور جھوٹی شہادت ۲۹۴ اے قوم طعمہ۔ ۲۹۵ کسی کو دوسرے کے گناہ پر عذاب نہیں فرماتا ۲۹۶ صغیرہ یا کبیرہ۔ ۲۹۷ تمہیں نبی و معصوم کرکے اور رازوں پر مطلع فرما کے ۲۹۸ کیونکہ اس کا وبال انہیں پر ہے۔ ۲۹۹ کیونکہ اللہ نے آپ کو ہمیشہ کے لیے معصوم کیا۔ ۳۰۰ یعنی قرآن کریم۔ ۳۰۱ امور دین و احکام شرع و علوم غیب مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کو تمام کائنات کے علوم عطا فرمائے اور کتاب و حکمت کے اسرار و حقائق پر مطلع کیا یہ مسئلہ قرآن کریم کی بہت سی آیات اور احادیث کثیرہ سے ثابت ہے ۳۰۲ کہ تمہیں ان نعمتوں کے ساتھ ممتاز کیا۔ ۳۰۳ یہ سب لوگوں کے حق میں عام ہے۔

منزل ۱

صرف اللہ کریم ہی عالم الغیب ہے اور مخلوق کے دلوں تک کے بھید تک سے واقف ہے۔ اس کے علاوہ کوئی غیب نہیں جان سکتا۔ یقیناً اللہ تعالیٰ سے کسی بڑے سے بڑے کا راز چھپ نہیں سکتا...... کیوں؟ اس لیے کہ وہ ہی تو عالم الغیب ہے۔

ثبوت حاضر ہے



مَصِيرًا ﴿١١٥﴾ إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَنْ يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ

بُری جگہ پلٹنے کی ۳۰۴ اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے

لِمَنْ يَشَاءُ ۚ وَمَنْ يُشْرِكْ بِاللَّهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿١١٦﴾ إِنْ

معاف فرمادیتا ہے؛ ۳۰۵ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا۔ یہ

يَدْعُونَ مِنْ دُونِهِ إِلَّا إِنَاثًا وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطَانًا مَرِيدًا ﴿١١٧﴾

شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو، ۳۰۶ اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو۔ ۳۰۷

لَعَنَهُ اللَّهُ ۘ وَقَالَ لَأَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيبًا مَفْرُوضًا ﴿١١٨﴾

جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور بولا: ۳۰۸ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا ۔ ۳۰۹

وَلَأُضِلَّنَّهُمْ وَلَأُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ آذَانَ الْأَنْعَامِ

قسم ہے میں ضرور بہکادوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ۳۱۰ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے ۳۱۱

وَلَآمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللَّهِ ۚ وَمَنْ يَتَّخِذِ الشَّيْطَانَ وَلِيًّا

اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے؛ ۳۱۲ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست

مِنْ دُونِ اللَّهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُبِينًا ﴿١١٩﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيهِمْ ۖ

بنائے وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا ۔ شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے؛ ۳۱۳

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطَانُ إِلَّا غُرُورًا ﴿١٢٠﴾ أُولَٰئِكَ مَأْوَاهُمْ جَهَنَّمُ وَلَا

اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ ۳۱۴ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اس

۳۰۴ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ ۳۰۵ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ میں بوڑھا ہوں گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت چاہتا ہوں۔ اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا اگر مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اس کی توبہ و ایمان قبول ہے۔ ۳۰۶ یعنی مؤنث بتوں کو جیسے لات۔ عزیٰ۔ منات وغیرہ یہ سب مؤنث ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کو اس قبیلہ کی اُنثٰی (عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت میں اِلَّا اَوْثَانًا اور حضرت ابن عباس کی قرات میں اِلَّا اُثُنًا آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اناث سے مراد بت ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے ۳۰۷ کیونکہ اسی کے اغواء سے بت پرستی کرتے ہیں ۳۰۸ شیطان ۳۰۹ انہیں اپنا مطیع بناؤں گا ۳۱۰ طرح طرح کی کبھی عمر طویل کی کبھی لذات دنیا کی کبھی خواہشات باطلہ کی کبھی اور کبھی اور ۳۱۱ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اونٹنی جب پانچ مرتبہ بیاہ چکی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لیے کر لیتے اور اس کو بحیرہ کہتے تھے شیطان نے ان کے دل میں یہ ڈال دیا تھا کہ ایسا کرنا عبادت ہے۔ ۳۱۲ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ ۳۱۳ اور دل میں طرح



یہاں ثابت کیا گیا ہے: مشرک اگر شرک پر مرے گا تو بخشا نہ جائے گا اگرچہ وہ کتنے ہی بڑے مرتبے پر فائز ہی کیوں نہ ہو۔

## اللہ ورسول کی اطاعت کا حکم:

قُلْ إِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّونَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۚ وَاللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿٣١﴾ قُلْ أَطِيْعُوا اللّٰهَ وَالرَّسُوْلَ ۚ فَإِنْ تَوَلَّوْا فَإِنَّ اللّٰهَ لَا يُحِبُّ الْكٰفِرِيْنَ ﴿٣٢﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۱، ۳۲)

''کہہ دے! اگر تم اللہ سے محبت رکھتے ہو تو میری راہ پر چلو اللہ بھی تم سے محبت رکھے گا اور تمھارے گناہ بخش دے گا، اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ کہہ دیجیے اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرو۔ پھر اگر وہ نہ مانیں تو اللہ منکروں سے محبت نہیں کرتا۔''

اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرنے والوں پر اللہ رحم کرتا ہے، جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرتا ہے وہ جنت میں جائے گا اور جو نافرمانی کرے گا وہ دوزخ میں جائے گا۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرنے والے وہ ہیں جو اللہ پر اور قیامت کے دن پر ایمان رکھتے ہیں، جو اطاعت نہیں کرتے وہ منافق ہیں۔ وہ مومن نہیں جو رسول (ﷺ) کا فیصلہ دل و جان سے قبول نہیں کرتا۔ اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کی اطاعت کرنے والے نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ (النساء: ۶۶تا۶۹) جس نے رسول ﷺ کی اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ (النساء: ۴/ ۸۰)

جس نے رسول ﷺ اور صحابہ کرام کا راستہ چھوڑ دیا وہ دوزخی ہے۔ (النساء: ۴/ ۱۱۵)
قرآن اور سنت کی پیروی کرو اور اگر ایسا نہ کرو گے تو رسول ﷺ پر تو صرف پہنچا دینا ہے۔ (المائدۃ: ۵/ ۹۲)

رسول ﷺ کی پیروی کرنے والے مراد پانے والے ہیں۔ (الأعراف: ۷/ ۱۵۷، ۱۵۸)

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے بعد مومن کو اس معاملہ میں کوئی اختیار نہیں رہتا اور جس نے نافرمانی کی وہ کھلا گمراہ ہو چکا۔ (الأحزاب: ۳۳/ ۳۶)
مومنوں کو چاہیے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کریں اور اپنے اعمال باطل نہ کریں۔ (محمد: ۳۳)

قرآن میں کم از کم ۳۱ جگہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا۔

(آل عمران: ۳۱، ۳۲، ۱۳۲۔ النساء: ۱۳، ۱۴، ۵۹، ۶۴، ۶۵، ۶۶، ۶۷، ۶۸، ۶۹، ۷۰، ۸۰، ۱۱۵۔ المائدۃ: ۹۲۔ الاعراف: ۱۵۷، ۱۵۸۔ الأنفال: ۱، ۱۳، ۲۰، ۲۱، ۲۴، ۴۶۔ التوبۃ: ۶۳۔ النور: ۵۲، ۵۴، ۵۶، ۶۳۔ الأحزاب: ۲۱، ۳۶، ۷۱۔ محمد: ۳۳۔ الفتح: ۱۷۔ الحجرات: ۱۴۔ المجادلۃ: ۱۳۔ الحشر: ۷۔ التغابن: ۱۲۔ الجن: ۲۳)

صحیح بخاری کی حدیث اس سلسلہ میں بہت اہم ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت کے تمام لوگ جنت میں داخل ہوں گے سوائے اس کے جو خود جنت میں داخل ہونے سے انکار کر دے۔'' عرض کیا گیا: ''کس نے انکار کیا؟'' فرمایا: ''جس نے میری اطاعت کی وہ جنت میں داخل ہوا اور جس نے میری نافرمانی کی اس نے انکار کیا۔'' ❶

اماموں کی امامت بے شک بجا ہے
مگر اطاعت کے لائق صرف مصطفیٰ ہے

جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو زمین پر اتارا تو فرمایا کہ میری طرف سے تم تک میری ہدایت آئے گی تو اس پر چلنا، جو میری ہدایت پر چلیں گے نہ ان کو ڈر ہوگا نہ غم۔ (البقرۃ: ۲/۳۸) یعنی وہ ولی ہوں گے۔ (یونس: ۶۲ تا ۶۴) کیونکہ ان دونوں مقامات پر ہے لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ کہ نہ ان پر خوف ہوگا نہ غم یعنی جو اللہ کی ہدایت پر چلتا ہے نہ اس پر خوف ہے نہ غم اور اللہ کے ولی پر بھی نہ خوف ہے نہ غم یعنی اللہ کی ہدایت پر چلنے والا ہی اللہ کا ولی ہے۔ لیکن جس نے اللہ کی ہدایت سے منہ پھیرا اس کو قیامت کے دن اندھا اٹھایا جائے گا۔ (طٰہ: ۱۲۳ تا ۱۲۶) ہر نبی نے اپنی امت کو یہی حکم دیا کہ اللہ کی عبادت کرو، اللہ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (الأعراف: ۵۹، ۶۵، ۷۰، ۷۳، ۸۵)

اور محمد ﷺ کی امت کو حکم ہوا: ''لوگو! جو تمھارے مالک کی طرف سے تم پر اترا (قرآن و حدیث) اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا دوسرے دوستوں کی پیروی مت کرو، تم بہت کم نصیحت لیتے ہو۔'' (الأعراف: ۷/ ۳)

---

❶ بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنۃ، باب الاقتداء لسنن رسول اللہ ﷺ: ۷۲۸۰

اور فرمایا: ''اور نہ خواہش سے وہ (رسول ﷺ) بات کرتا ہے، اس (رسول ﷺ) کی جو بات ہے وہی ہے جو اس پر وحی کی جاتی ہے، اس کو بہت زور والے فرشتے (جبرائیل) نے سکھائی ہے۔'' (النجم: ۳تا۵) اور فرمایا: ''آج میں نے تمھارا دین مکمل کر دیا اور تم پر اپنی نعمت پوری کر دی۔'' (المائدۃ: ۳) دین مکمل ہونے کا مطلب یہ ہے کہ اس کے تمام ارکان، فرائض، سنن، حدود، احکام، کفر، شرک بیان کر دیے گئے ہیں۔ مندرجہ بالا تینوں آیات سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دین کی جو بھی بات بتائی خواہ وہ قرآن ہے یا حدیث، وہ بات وحی کے مطابق ہے۔

## دین قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا:

ہمیں نازل کردہ دین (قرآن وحدیث) پر چلنے کا حکم دیا گیا ہے اور اس کے علاوہ کسی اور کی بات نہ ماننے کا حکم دیا گیا ہے۔ (الأعراف: ۳) اگر کوئی آسمانی ہدایت (قرآن وحدیث) کے علاوہ دوسروں کی پیروی کرتا ہے تو اسے اللہ سے بچانے والا کوئی نہیں۔ (البقرۃ: ۱۲۰، الرعد: ۳۷) اگر کوئی آسمانی ہدایت کے علاوہ دوسروں کی پیروی کرتا ہے تو وہ ظالم ہے۔ (البقرۃ: ۱۴۵) جو لوگ اللہ تعالیٰ کے نازل کردہ دین کے مطابق حکم نہ دیں، وہ کافر ہیں، ظالم ہیں، نافرمان ہیں۔ (المائدۃ: ۴۴، ۴۵، ۴۷تا۵۰) اپنے رب کی طرف سے آئی ہوئی وحی کی پیروی کرو۔ (الأعراف: ۳) اللہ کی طرف سے اتری ہوئی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے، باقی سب گمراہی ہے۔ (البقرۃ: ۳۸، ۳۹، ۱۳۷، ۲۸۵) آسمانی ہدایت کی پیروی کرنے والوں کو نہ خوف ہوگا نہ غم۔ (البقرۃ: ۳۸، ۳۹) آسمانی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے۔ (آل عمران: ۷۳۔ الأنعام: ۷۱)

آسمانی ہدایت کے ذریعے اللہ تمھیں اگلے نیک لوگوں کی راہ پر چلانا چاہتا ہے۔ (النساء: ۲۶) لیکن افسوس در افسوس کہ امت مسلمہ کی اکثریت نے قرآن وحدیث پر عمل کرنے کے واضح احکامات کے باوجود شرک فی الحکم کیا اور اس سلسلہ میں پہلی امتوں کی پیروی کی اور ان باتوں پر عقیدہ رکھا جن کا قرآن وحدیث میں کوئی وجود تک نہیں، یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ کئی فرقوں میں تقسیم ہو چکی ہے اور ان میں سے جو بھی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت سے منہ پھیر چکا ہے وہ شرک فی الحکم کا مرتکب ہو چکا ہے، کیونکہ اس نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی بجائے دوسروں کے احکامات مانے۔

اللہ کے سوا اور کسی کا فیصلہ نہ تلاش کرو، زمین کے اکثر لوگ تمھیں گمراہ کر دیں گے۔

(الأنعام: ۶/ ۱۱۴تا ۱۱۶)

اہل کتاب (یہود ونصاریٰ) نے مولویوں اور درویشوں کو اپنے رب بنا لیا یعنی انھوں نے شرک فی الحکم کیا، فرمایا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ

(التوبۃ: ۹/ ۳۱)

''ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (علماء اور مشائخ) کو اللہ کے سوا اپنے رب بنا لیا۔''

اَمْ لَهُمْ شُرَكٰٓؤُا شَرَعُوْا لَهُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا لَمْ يَاْذَنْۢ بِهِ اللّٰهُ

(شوریٰ: ۴۲/ ۲۱)

''کیا ان لوگوں نے ایسے اللہ کے شریک مقرر کر رکھے ہیں جنھوں نے ایسے احکامِ دین مقرر کر دیے ہیں جو اللہ کے فرمائے ہوئے نہیں ہیں۔''

وَ اِنْ اَطَعْتُمُوْهُمْ اِنَّكُمْ لَمُشْرِكُوْنَ ﴿۱۲۱﴾ (الأنعام: ۱۲۱)

(اللہ تعالیٰ کے حکم کے خلاف) اگر تم نے کسی کا کہا مانا تو تم یقیناً مشرک ہو گئے۔''

مَا لَكُمْ كَيْفَ تَحْكُمُوْنَ ﴿۳۶﴾ اَمْ لَكُمْ كِتٰبٌ فِيْهِ تَدْرُسُوْنَ ﴿۳۷﴾

(القلم: ۶۸/ ۳۶-۳۷)

''تم کو کیا ہو گیا ہے، کیسا حکم لگاتے ہو؟ کیا تمھارے پاس کوئی (آسمانی) کتاب ہے جس میں تم پڑھتے ہو؟''

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان کو بے شمار نعمتیں دی ہیں، اگر انسان اللہ تعالیٰ کی نعمتیں گننا شروع کر دے تو وہ ان کو گن نہیں سکتا۔ (مثلاً النحل: ۱۶/ ۱۸، ۵۳تا ۵۵۔ابراھیم: ۱۴/ ۳۴۔ لقمان: ۳۱/ ۲۰) لیکن سب سے بڑی اللہ کی نعمت آسمانی ہدایت ہے جو قرآن و حدیث میں مکمل ہو چکی ہے۔ (الأعراف: ۷/ ۳۔ النجم: ۵۳/ ۳، ۵۔ المائدۃ: ۶/ ۳، ۷)

لیکن امت مسلمہ کی اکثریت نے پہلی امتوں کی طرح قرآن و حدیث جو حق ہے، میں

باطل کو ملا دیا اور اس طرح کئی فرقوں میں تقسیم ہو گئی اور آسمانی ہدایت یعنی نعمت کو خلط ملط کر کے بدل دیا، جیسا کہ پہلی امتوں نے کیا۔(البقرۃ : ۲/ ۴۲، ۲۱۱) حالانکہ ان کو پہلی امتوں کے اس طریقہ کو اختیار کرنے سے منع کیا گیا ہے۔(الحدید : ۵۷/ ۱۶۔ البقرۃ : ۲/ ۱۲۰، ۱۴۵)

آسمانی ہدایت ایک نعمت ہے، آسمانی ہدایت کو بدلنا جرم ہے، ایسا کرنے والوں کے لیے سخت عذاب ہے۔(البقرۃ : ۲/ ۲۱۱)

حق کے ساتھ باطل کو مت ملاؤ، حالانکہ حق کا تمھیں پتا ہے۔(البقرۃ : ۲/ ۴۲) یعنی قرآن اور حدیث میں اور چیزیں نہیں ملانی چاہییں۔

اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو اہل کتاب کا رویہ اختیار کرنے سے منع فرمایا۔(الحدید : ۵۷/۱۶)

## تاریخ انسانی کا بھیانک ترین المیہ:

انسانی تاریخ سے پتا چلتا ہے، جیسا کہ قرآن مجید بھی ہمیں بتاتا ہے کہ آدم علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے جب دنیا میں بھیجا تو ان کو حکم دیا کہ آسمانی ہدایت پر چلنا اور جو لوگ آسمانی ہدایت پر نہ چلیں وہ دوزخ میں جائیں گے۔(طٰہٰ : ۱۲۳ تا ۱۲۶) جناب آدم علیہ السلام کے دنیا سے تشریف لے جانے کے بعد جب کافی عرصہ گزر گیا تو جناب نوح علیہ السلام کے وقت انسانوں کی غالب اکثریت مشرک تھی کیونکہ انھوں نے آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔(نوح : ۱ تا ۲۸) پھر اللہ تعالیٰ نے ساری دنیا غرق کر دی، وہی بچے جو مومن تھے، پھر دنیا ان مومنوں کی اولاد سے آباد ہوئی۔ پھر جناب ابراہیم علیہ السلام کے وقت انسانوں کی غالب اکثریت مشرک تھی، انھوں نے پھر آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔ پھر جناب ابراہیم علیہ السلام نے اپنی مومنہ بیوی اور بیٹے جناب اسماعیل علیہ السلام کو مکہ میں آباد کیا اور ان کی نسل سے مکہ آباد ہوا اور قرآن ہمیں بتاتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت مکہ والوں کی غالب اکثریت مشرک تھی، کیونکہ انھوں نے آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا تھا۔ یہی کچھ جناب موسیٰ علیہ السلام اور جناب عیسیٰ علیہ السلام کی امتوں نے کیا۔ انھوں نے بھی آسمانی ہدایت (نعمت) سے منہ پھیر لیا، اس میں باطل کی آمیزش کی اور یہی کچھ امت مسلمہ کی غالب اکثریت اس وقت کر رہی ہے اور آسمانی ہدایت (نعمت) میں باطل یعنی غیر آسمانی ہدایت کی آمیزش کر چکی ہے اور کر رہی ہے، کیونکہ یہ بھی قرآن اور صحیح حدیث کے احکام سے آزاد ہو چکے ہیں اور اپنی من مانیاں کر رہے ہیں اور پھر بھی ہر فرقہ کہتا ہے کہ ہم

ٹھیک ہیں، حالانکہ سارے فرقے کیسے ٹھیک ہو سکتے ہیں؟ جماعت تو ایک ہی ٹھیک ہو گی اور ایک ہی جماعت کامیاب ہو گی، یہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا فیصلہ ہے۔

## ناجی (کامیاب) گروہ کون؟:

اس وقت دنیا میں مسلمانوں کے جتنے فرقے ہیں ان میں سے صرف اہل سنت والجماعت ہی کامیاب ہوں گے۔ اہل سنت والجماعت کی تعریف یہ ہے کہ جو لوگ عقیدہ اور عمل میں اس طریقہ پر چلتے ہیں جو طریقہ ہمارے پیارے رسول ﷺ نے اختیار کیا اور جو طریقہ صحابہ کرام نے اختیار کیا اور یہ دین ہمارے پیارے نبی ﷺ کی زندگی ہی میں مکمل ہو گیا۔ جو کچھ بعد میں شامل کیا گیا وہ شرک فی الحکم میں آئے گا، اس کی چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں۔ (نیز دیکھیے: صفحہ ۶۲۲، ۶۲۳)

❶ اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو پکارنے سے قرآن مجید میں سختی سے منع فرمایا، رسول اللہ ﷺ نے بھی منع فرمایا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اس بات پر سختی سے عمل کیا لیکن کچھ کلمہ گو بلکہ بہت سے کلمہ گو اب غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔ ان کا یہ عقیدہ یقیناً شرک فی الحکم میں آتا ہے کیونکہ انھوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا اس سلسلہ میں حکم نہ مانا بلکہ اپنے علماء اور مشائخ کا حکم مانا۔ اللہ تعالیٰ نے ایسی صورت حال کے تحت اہل کتاب کے متعلق قرآن مجید میں فرمایا:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَ رُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ (التوبة : ۹/ ۳۱)

”ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (علماء و پیروں) کو اللہ کے سوا رب بنالیا ہے۔“

❷ اللہ تعالیٰ نے سب انسانوں کو آدم علیہ السلام کی اولاد بنایا اور فرمایا آدم علیہ السلام بشر تھے اور مٹی سے بنائے گئے اور سب انبیاء علیہم السلام، جن میں ہمارے پیارے نبی ﷺ بھی شامل ہیں، بشر ہیں، یہ باتیں قرآن مجید میں بہت جگہ بیان ہوئی ہیں اور رسول ﷺ نے بھی فرمایا: میں تو صرف بشر ہوں اور فرمایا میں قیامت کے دن سب انسانوں کا سردار ہوں۔ ❶

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ذرية من حملنا مع نوح إنه كان عبدًا شكورا﴾: ۴۷۱۲۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب وجوب امتثال ما قاله شرعًا ...... الخ : ۲۳۶۲، وكتاب الإيمان، باب أدنى أهل الجنة منزلة فيها : ۱۹۴

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: ''رسول (ﷺ) بشر ہیں۔'' (ابن حبان: ۵٦٧۵) اور یہ قرآن وصحیح حدیث کا متفقہ مسئلہ ہے لیکن آج کچھ کلمہ گو اس بات سے انکاری ہیں، ان کا یہ عقیدہ شرک فی الحکم میں آتا ہے کیونکہ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نہ مانی بلکہ اپنے علماء اور درویشوں کی مانی اور یہی کچھ اہل کتاب نے کیا (التوبہ : ۹/ ۳۱) اور اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا۔ یاد رہے علماء کی غیر مشروط اطاعت حرام ہے۔ اگر قرآن وصحیح حدیث کے مطابق ہو تو حلال ورنہ حرام ہے۔

۳ اسی طرح کچھ لوگوں نے کسی بزرگ کا نام داتا، مشکل کشا، دستگیر، غریب نواز، غوث الاعظم، کسی کا گنج بخش، طوفانوں سے نجات بخشنے والا، کھوٹی قسمت کھری کرنے والا وغیرہ اپنی طرف سے نام رکھ لیے، اللہ تعالیٰ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری اور یہ عقیدے بعد کی پیداوار ہیں اور یہ عقیدے شرک فی الحکم میں آتے ہیں (النجم: ۲۳) جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے۔ یاد رہے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ بغداد والے کی پیدائش ۵۰۰ ہجری ہے اور علی ہجویری رحمہ اللہ کا سن وفات ۴٦۵ ہجری ہے اور ان کا مکمل شدہ دین اسلام میں کہیں ذکر نہیں ہے۔ ان کے متعلق سب عقائد خود ساختہ ہیں۔ اس کے علاوہ اور بھی بے شمار باتیں ہیں جو بعد میں عقائد میں شامل کی گئیں، جن کا ذکر اپنی اپنی جگہ آئے گا۔

قرآن اور صحیح حدیث اور فقہ حنفی کی معتبر کتابوں میں صاف صاف لکھا ہے کہ دین اسلام قرآن اور حدیث میں مکمل ہو چکا ہے، اگر آج بھی سارے مسلمان اس بات پر متفق ہو جائیں کہ دین اسلام قرآن وحدیث میں مکمل ہو چکا ہے اور باقی سب عقیدے باطل ہیں تو سب فرقے ختم ہو کر ایک امت مسلمہ بن سکتی ہے اور سب کلمہ گو توحید فی الحکم پر عمل کر سکتے ہیں اور شرک فی الحکم سے بچ سکتے ہیں۔ قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرقوں کی بار بار مذمت فرمائی اور فرقوں کی وجہ ضد بازی اور آسمانی ہدایت سے روگردانی بیان فرمائی اور رسول ﷺ سے فرمایا۔ فرقہ بندوں سے تیرا کوئی تعلق نہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَلَا تَكُونُوا كَالَّذِينَ تَفَرَّقُوا وَاخْتَلَفُوا مِنْ بَعْدِ مَا جَاءَهُمُ الْبَيِّنَاتُ ۚ وَأُولَٰئِكَ لَهُمْ عَذَابٌ عَظِيمٌ ﴿١٠٥﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۰۵)

حوالہ نمبر 8

''اور تم ان جیسے نہ بنو جو فرقے فرقے ہو گئے اور واضح دلائل آنے کے بعد آپس میں پھوٹ ڈالی، یہی ہیں جن کے لیے بہت بڑا عذاب ہے۔''

نیز فرمایا:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ ۚ إِنَّمَا أَمْرُهُمْ إِلَى اللَّهِ ثُمَّ يُنَبِّئُهُم بِمَا كَانُوا يَفْعَلُونَ ﴿١٥٩﴾ (الأنعام: ۶/ ۱۵۹)

''یقیناً جنھوں نے دین کو ٹکڑے ٹکڑے کر دیا اور آپس میں مختلف گروہ بن گئے، آپ کا ان سے کوئی تعلق نہیں، ان کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے، پھر وہ ان کو ان کے کاموں کا نتیجہ بتا دے گا (یعنی سزا دے گا)۔'' اور فرمایا:

أَنْ أَقِيمُوا الدِّينَ وَلَا تَتَفَرَّقُوا فِيهِ ۚ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۳)

''تم لوگ دین کو سیدھا رکھو اور اس میں فرقے پیدا نہ کرو۔''

ان آیات میں ہر وہ فرقہ سازی اور گروہ بندی ممنوع اور مذموم ہے جس سے اصول جدا ہوں، اخوت و محبت غیب ہو اور ایک دوسرے کے ساتھ عداوت و نفرت قائم ہو۔ ان آیتوں کو اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) کے ساتھ خاص کرنا ان کی تحریف ہے کیونکہ جو صفت یہود و نصاریٰ وغیرہ کے لیے بری تھی وہی صفت اسلام کے دعوے داروں میں اگر پائی جائے تو بھی بری ہوگی۔ اہل کتاب اور دوسری قوموں کے حالات سے آگاہ کرنے کا مقصد دراصل ان کی بری صفات و عادات سے بچنے کا حکم ہوتا ہے، کیونکہ قرآن کے نزول کا مقصد صرف امتوں اور اشخاص کی تاریخ بیان کرنا نہیں بلکہ تاریخ کے واقعات سے عبرت و نصیحت پکڑنا مقصود ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا کہ وہ اختلافات کا فیصلہ قیامت کے دن فرمائے گا۔ ظاہر ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن جب امت مسلمہ کے موجودہ اختلافات کا فیصلہ فرمائے گا تو فیصلہ ان کے حق میں ہوگا جنھوں نے آسمانی ہدایت کی پیروی کی ہوگی اور ان کے خلاف فیصلہ ہوگا جنھوں نے فرقے بنائے، ہٹ دھرمی سے کام لیا، آسمانی ہدایت کی بجائے اپنے علماء اور مشائخ کی پیروی کی، آسمانی ہدایت کی بجائے اپنے آباؤ اجداد کے طریقے پر چلے، جس کی قرآن میں بار بار ممانعت آئی ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا ؕ اَوَ لَوۡ كَانَ اٰبَآؤُهُمۡ لَا يَعۡقِلُوۡنَ شَيۡئًا وَّ لَا يَهۡتَدُوۡنَ ﴿۱۷۰﴾

(البقرة : ۲/ ۱۷۰)

''اور جب ان سے کہا جاتا ہے کہ اس کی پیروی کرو جو اللہ نے نازل کیا ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا۔ اگرچہ ان کے باپ دادا کچھ بھی عقل نہ رکھتے ہوں اور نہ سیدھی راہ پر ہوں۔''

یہ اٹکل پچو پر چلے، اسی لیے اٹکل پچو پر چلنے سے منع فرمایا گیا ہے، ایسے تمام لوگ شرک فی الحکم کے مرتکب ہوئے کیونکہ ان کے پاس کوئی دلیل نہیں اور یہ سب کے سب خطرے میں ہیں:

قُلۡ اِنَّ هُدَى اللّٰهِ هُوَ الۡهُدٰى ؕ وَلَئِنِ اتَّبَعۡتَ اَهۡوَآءَهُمۡ بَعۡدَ الَّذِىۡ جَآءَكَ مِنَ الۡعِلۡمِ ۙ مَا لَكَ مِنَ اللّٰهِ مِنۡ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيۡرٍ ﴿۱۲۰﴾

(البقرة : ۲/ ۱۲۰)

''بے شک ہدایت اللہ ہی کی ہدایت ہے اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی، اس کے بعد کہ تمھارے پاس علم آچکا تو تمھارے لیے اللہ کے ہاں کوئی دوست اور کوئی مددگار نہیں ہوگا۔''

کیونکہ انھوں نے اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھا اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے والے قیامت کے دن مجرم ہوں گے کیونکہ انھوں نے ان چیزوں کو دین کا حصہ قرار دیا جن کو اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے دین کا حصہ قرار نہیں دیا اور یہی اللہ پر جھوٹ باندھنا ہے۔ (النساء :۵۰۔ الصف : ۷) انھوں نے اللہ تعالیٰ کی نعمت کو بدلا یعنی آسمانی ہدایت کو بدل دیا۔ انھوں نے خالق کا درجہ مخلوق کو دیا کیونکہ دین سازی کا حق خالق کو ہے مخلوق کو نہیں اور یہی شرک فی الحکم ہے۔ (الأعراف: ۵۴۔ الشوریٰ : ۲۱) کیونکہ اللہ کی باتوں (قرآن وحدیث) سے کسی کی بات زیادہ سچ نہیں۔ (النساء:۸۷) اللہ کی باتیں حق ہیں جو باطل کو مٹا دیتی ہیں۔ (الأنبیاء : ۱۸) اللہ کی باتیں مومنوں اور مجرموں کے راستوں کو واضح کرتی ہیں۔ (الأنعام : ۵۵) اور اللہ کی باتوں میں تضاد نہیں۔ (النساء :۸۲) رسول ﷺ نے دین کے بارے میں جو کچھ بتایا (یعنی قرآن وحدیث) تو وہ وحی کے بغیر نہیں بتایا اور دین مکمل ہو چکا اور یہ اللہ کی طرف سے نعمت ہے۔ قیامت کے دن اسلام کے علاوہ کوئی دین قابل قبول نہ ہوگا۔ (آل عمران : ۸۵) جو عمل

سنت کے مطابق نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (نا قابل قبول) ہے اور بدعتی کا امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس نے دین میں کوئی ایسا کام کیا جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ کام مردود ہے۔'' ❶

ایک دوسری روایت میں ہے:

((مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ))

''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' ❷

یعنی لغو اور مردود ہے، اس سے بچنا چاہیے اور اس پر عمل نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تینوں احادیث (تیسری حدیث کا حوالہ آگے آرہا ہے) تمام بدعات اور نئی چیزوں کو جو لوگوں نے دین میں داخل کی ہیں، جامع ہیں اور دوسری حدیث پہلی حدیث سے بھی زیادہ صاف ہے۔ ان تینوں احادیث نے بدعتیوں کا سارا ڈھانچہ توڑ دیا اور ان کا گھر اجڑ گیا کیونکہ انھوں نے دین میں جو نئے کام نکالے یہ احادیث ان سب کو رد کرتی ہیں۔

تیسری حدیث جس کا ذکر ہوا وہ یہ ہے:

سیدنا علی، سیدنا عبد اللہ بن عمر اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہم کے متعلق ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں کے گھر آئے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادت کا حال پوچھا، جب ان کو بتلایا گیا تو انھوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا، کہنے لگے ہم کہاں! رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) کہاں! ہم لوگ تو گناہ گار ہیں۔ ایک کہنے لگا میں تو ساری عمر رات بھر نماز پڑھتا رہوں گا، دوسرا کہنے لگا میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا اور تیسرا کہنے لگا میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا۔ اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے، فرمایا: ''میں روزہ بھی رکھتا ہوں، افطار بھی کرتا ہوں، رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں، سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں، جو کوئی میرے

---

❶ بخاری، کتاب الشهادات، باب إذا اصطلحوا على صلح جور فالصلح مردود: ۲۶۹۸۔ مسلم، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۱۷۱۸

❷ بخاری، تعليقا، کتاب البيوع، باب النجش، فوق الحدیث : ۲۱۴۲۔ مسلم، کتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة ورد محدثات الأمور: ۱۸/ ۱۷۱۸

طریقے کو ناپسند کرے وہ میرا نہیں۔" ❶

یاد رہے کہ جس طرح نبی اکرم ﷺ کی ذات سب بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ و ارفع ہے اسی طرح آپ ﷺ کی تعلیم "سنت" طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ و ارفع ہے اور پیغمبر کی بات سب باتوں سے اعلیٰ ہے۔

## خلاصہ بحث توحید فی الحکم:

اس باب یعنی توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم کے باب میں جو بحث ہوئی اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ہر کلمہ گو کو دین میں ثابت شدہ عقائد کے مطابق اپنا عقیدہ رکھنا چاہیے اور جو عقیدہ دین سے ثابت نہیں وہ اس کلمہ گو کے لیے قیامت کے دن مصیبت بن جائے گا اور اس سے خود ساختہ عقائد کے متعلق سوال ہو گا۔ مثلاً تمھیں کس نے کہا علی رضی اللہ عنہ تمھارے مشکل کشا ہیں، بغداد والے کے متعلق یہ عقیدے رکھو، لاہور والا تمھارا داتا ہے اور فلاں امام کی تقلید کرنا محمد ﷺ کے طریقے کو چھوڑ کر اور قبروں پر غیر شرعی کام کرنا۔

تفسیر مراد آبادی میں بھی یہی لکھا ہے (الأنعام: ۵۶۔ فائدہ ۱۲۴) یعنی تمھارا طریقہ اتباع نفس و خواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل، اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔ (الأنعام: ۱۲۱، ف ۲۴۲) کیونکہ دین میں حکم الٰہی کو چھوڑ نا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔ (الأعراف: ۱۲، ف ۱۷) نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کرنا جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو وہ ضرور مردود ہے۔

اور لکھا ہے کہ اللہ ہی کی ہدایت، ہدایت ہے (۱۲۰/۲) ف ۲۱۹ کے تحت لکھتے ہیں اور وہی قابل اتباع ہے اور اس کے سوا ہر راہ باطل و ضلالت ہے۔ مزید دیکھیے یہی تفسیر ۴۳/۳ ف ۱۳۷-۶/۱۷۱ ف ۱۵۵ تا ۱۵۸



❶ بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳

فصل : ۴

# توحید فی الذات اور شرک فی الذات

توحید فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو اس کی ذات میں اکیلا، بے مثل اور لاشریک لہ مانا جائے، اس کی نہ بیوی ہے نہ اولاد، نہ ماں ہے نہ باپ، نہ وہ کسی کی ذات کا جزو، نہ کوئی اس کی ذات کا جزو ہے۔ شرک فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات میں کسی اور کو شریک سمجھنا یعنی فلاں اس کی اولاد ہے یا فلاں اس کی ذات کا جزو ہے۔

اہل کتاب کے شرک فی الذات کی قرآن میں تردید آئی ہے اور ان کو اس عقیدہ کی وجہ سے کافر اور مشرک قرار دیا گیا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُودُ عُزَيْرٌ ابْنُ اللَّهِ وَقَالَتِ النَّصَارَى الْمَسِيحُ ابْنُ اللَّهِ ذَٰلِكَ قَوْلُهُم بِأَفْوَاهِهِمْ يُضَاهِئُونَ قَوْلَ الَّذِينَ كَفَرُوا مِن قَبْلُ قَاتَلَهُمُ اللَّهُ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ﴿٣٠﴾ اتَّخَذُوا أَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ أَرْبَابًا مِّن دُونِ اللَّهِ وَالْمَسِيحَ ابْنَ مَرْيَمَ وَمَا أُمِرُوا إِلَّا لِيَعْبُدُوا إِلَٰهًا وَاحِدًا لَّا إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ سُبْحَانَهُ عَمَّا يُشْرِكُونَ ﴿٣١﴾

(التوبۃ: ۹/ ۳۰، ۳۱)

''یہودی کہتے ہیں عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، لگے اگلے کافروں کی سی باتیں بنانے، اللہ ان کو غارت کرے کہاں بہک گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا اپنے رب بنا لیا۔ ہے حالانکہ ان کو یہی حکم ملا تھا کہ اکیلے اللہ کی پرستش کریں اور اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔''

## اللہ کی اولاد اور جزو بنانا:

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں قرار دیتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کے باطل عقیدہ کی تردید فرمائی۔ (الأنعام:۱۰۱) بعض مشرک مخلوق میں مثلاً فرشتوں، جنوں اور انسانوں میں اللہ تعالیٰ کی ذات کو مدغم سمجھتے تھے (اسے عقیدہ حلول کہا جاتا ہے) بعض مشرک کائنات کی ہر چیز میں اللہ تعالیٰ کو مدغم کہتے تھے (اسے عقیدہ وحدۃ الوجود کہا جاتا ہے) اللہ تعالیٰ نے ان تمام باطل عقائد کی تردید فرمائی:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝۱۵

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

''اور اس کے لیے اس کے بندوں میں ٹکڑا ٹھہرایا (ف۱۶) بے شک آدمی (ف۱۷) کھلا ناشکرا ہے۔ (ف۱۸)''

(ف۱۶) اولاد صاحب اولاد کا جزو ہوتی ہے، ظالموں نے اللہ تبارک وتعالیٰ کے لیے جزو قرار دیا، کیسا عظیم جرم ہے۔ (ف۱۷) جو ایسی باتوں کا قائل ہے۔ (ف۱۸) اس کا کفر ظاہر ہے۔ (تفسیر مرادآبادی وترجمہ احمد رضا خاں صاحب)

ان ساری آیات سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کوئی خاندان نہیں، اس کی بیوی ہے نہ اولاد، ماں ہے نہ باپ، نہ اللہ تعالیٰ کی ذات کائنات کی کسی جاندار یا غیر جاندار چیز میں مدغم ہے، نہ کسی چیز کا جزو ہے، نہ کائنات کی کوئی دوسری جاندار یا غیر جاندار چیز اللہ تعالیٰ کی ذات میں مدغم ہے، نہ ہی کوئی چیز اللہ تعالیٰ کی ذات کا جزو ہے، نہ ہی اللہ تعالیٰ کے نور سے کوئی مخلوق پیدا ہوئی ہے، نہ ہی کوئی مخلوق اس کے نور کا جزو ہے۔ اللہ تعالیٰ شرک فی الذات سے پاک ہے۔

(البقرۃ:۱۱۶۔۱۱۷)

پیغمبروں کو انسانی جامہ میں اللہ سمجھنا کفر وشرک ہے، آج کل کے کچھ کلمہ گو بالکل عیسائیوں کی طرح عقیدہ رکھتے ہیں اور کہتے ہیں ؎

وہی جو مستوی عرش تھا خدا ہو کر
اتر پڑا مدینہ میں مصطفیٰ ہو کر

بلکہ اپنے اوپر مزید ظلم کرتے ہیں کیونکہ عیسائیوں نے تو عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کہا (المائدۃ: ۷۲ تا ۷۷) لیکن انھوں نے چند قدم آگے بڑھ کر رسول ﷺ کے علاوہ عام بزرگوں کو بھی اللہ کہا ؎

چاچڑ وانگ مدینہ جاتم تے کوٹ مٹھن بیت اللہ
رنگ بنا بے رنگی آیا کیتم روپ تجلی
ظاہر دے وچ مرشد ہادی باطن دے وچ اللہ
نازک مکھڑا پیر فریدا سانوں ڈسدا ہے وجہ اللہ

(حج فقیر بر آستانہ پیر: ص۴۵)

اور یہ جو کچھ کلمہ گو کہتے ہیں کہ رسول ﷺ اللہ کے نور میں سے نور ہیں یہ قرآن مجید کی ان آیات کا انکار کر رہے ہیں جن میں رسول ﷺ کو اللہ کا بندہ اور بشر اور ان کے خاندان اور ان کی اولاد کا تذکرہ ہے (جس کا تفصیلی ذکر نور و بشر کی بحث میں آئے گا) اور اس کے علاوہ قرآن کی مندرجہ ذیل آیات کا بھی کھلم کھلا انکار کر رہے ہیں، جن میں ہے کہ اللہ جیسا کوئی نہیں ہے (نہ ذات میں، نہ صفات میں، نہ اختیارات میں اور نہ حقوق میں):

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۱)

''اللہ جیسی کوئی چیز بھی نہیں ہے۔''

انھوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا جزو بنا دیا، بے شک ایسے انسان کافر ہو گئے:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ۝

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

''ان لوگوں نے اللہ کے بندوں کو اللہ کا جزو (ٹکڑا) بنا دیا، بے شک انسان کھلم کھلا کافر ہو گیا ہے۔''

رسول اللہ ﷺ کا وفد نجران کے ۶۰ عیسائیوں سے مناظرہ ہوا۔ انھوں نے کہا: ''اگر عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے نہ ہوں تو بتایئے ان کا باپ کون ہے۔'' اور سب کے سب بولنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ بیٹا باپ سے ضرور مشابہ ہوتا ہے؟'' انھوں نے اقرار کیا پھر فرمایا: ''تم نہیں جانتے کہ ہمارا رب حی لا یموت ہے، اس کے لیے موت محال ہے اور عیسیٰ علیہ السلام پر موت آنے والی ہے۔'' انھوں نے اس کا بھی اقرار کیا پھر فرمایا: ''کیا تم

نہیں جانتے کہ ہمارا رب بندوں کا کارساز اور ان کا حافظ حقیقی اور روزی دینے والا ہے؟'' انھوں نے کہا: ''ہاں!'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عیسیٰ (علیہ السلام) بھی ایسے ہی ہیں؟'' کہنے لگے: ''نہیں۔'' فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ اللہ تعالیٰ پر آسمان و زمین کی کوئی چیز پوشیدہ نہیں؟'' انھوں نے اقرار کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تو کیا عیسیٰ (علیہ السلام) بغیر تعلیم الٰہی اس میں سے کچھ جانتے ہیں؟'' انھوں نے کہا: ''نہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم نہیں جانتے کہ عیسیٰ (علیہ السلام) حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے؟'' انھوں نے اس کا اقرار کیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر وہ کیسے اللہ ہو سکتے ہیں، جیسا کہ تمھارا گمان ہے؟'' اس پر وہ سب ساکت رہ گئے اور ان سے کوئی جواب بن نہ آیا۔ اس پر سورۂ آل عمران کی اول سے کچھ اوپر ۸۰ آیات نازل ہوئیں۔ (تفسیر نعیم الدین مراد آبادی، آل عمران: ۳/ ۲، فائدہ ۲)

صفات الٰہیہ میں حي بمعنی دائم باقی ہے، یعنی ایسی ہمیشگی رکھنے والا جس کی موت ممکن نہ ہو۔ قیوم وہ ہے جو قائم بالذات ہو اور خلق اپنی دنیوی اور اخروی زندگی میں جو حاجتیں رکھتی ہے اس کی تدبیر فرمائے:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ؕ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ؕ

(الزخرف: ۴۳/ ۱۵)

اس آیت کا احمد رضا صاحب ترجمہ کرتے ہیں:

''اور اس کے لیے اس کے بندوں میں سے ٹکڑا ٹھہرایا۔ (ف۱۶) بے شک (ف۱۷) آدمی کھلا ناشکرا ہے۔ (ف۱۸)''

تفسیر میں لکھا ہے (ف۱۶) ظالموں نے اللہ تبارک و تعالیٰ کے لیے جزو قرار دیا، کیسا عظیم جرم ہے۔ (ف۱۷) جو ایسی باتوں کا قائل ہے۔ (ف۱۸) اس کا کفر ظاہر ہے۔

اوپر احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ اور نعیم مراد آبادی کی تفسیر میں آپ نے ملاحظہ فرمایا، جن باتوں کی احمد رضا خاں صاحب کے مطابق قرآن تردید کر رہا ہے کیا کچھ کلمہ گو حضرات رسول اللہ ﷺ کے متعلق یہی عقائد نہیں رکھتے؟

قرآن مجید میں بہت سی جگہ شرک فی الذات کی تردید آئی ہے۔ (البقرۃ: ۱۱۶، ۱۱۷۔ التوبہ

:۳۰، ۳۱۔ بنی اسرائیل : ۱۱۱) اوران مقامات پر شرک فی الذات کو شرک اور کفر قرار دیا گیا ہے اور فرمایا کہ جن کو یہ اللہ کی ذات کا حصہ قرار دیتے ہیں وہ کھانا کھاتے تھے اور دوسرے بشری تقاضے ان میں موجود تھے۔ (المائدۃ : ۷۲ تا ۷۷۔ مریم : ۱۶ تا ۳۶)

## مسئلہ نور و بشر:

قرآن پاک میں جہاں بھی ظلمات اور نور کے الفاظ آئے ہیں ان سے مراد کفر و ایمان ہی ہے۔ (مثلاً البقرۃ : ۱۷، ۱۸، ۲۰، ۲۵۷، المائدۃ : ۱۵، ۱۶، ۴۴، ۴۶۔ فاطر : ۱۹ تا ۲۳۔ الزمر : ۲۲، ۶۹)

اور سورۂ انعام میں ظلمات اور نور رات اور دن کے معانی میں آئے ہیں۔ کوئی بھی مسلمان آفتاب نبوت کی نورانیت کا منکر نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ کی بشریت کا۔ قرآن و حدیث اور دوسری آسمانی کتابوں اور اسلام کو بھی نور کہا گیا ہے۔ قرآن کو المائدۃ (۱۵) میں اور تورات کو الأنعام (۹۱) میں اور اسلام کو النور (۳۵) میں اور رسول اللہ ﷺ کو الأحزاب (۴۶) میں سراج منیر کہا گیا ہے۔ قرآن اور حدیث دونوں وحی الٰہی ہیں، ایک وحی جلی، ایک وحی خفی اور دونوں نور ہیں کیونکہ وحی بھی نور ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: (( أُوْتِيتُ الْقُرْآنَ وَ مِثْلَهُ مَعَهُ )) ''مجھے قرآن اور اسی جیسی چیز اس کے ساتھ دی گئی۔'' ❶

آپ ﷺ کے اخلاق عظیمہ قرآن کریم کی تعبیر ہی تھے۔ جیسا کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا: (( كَانَ خُلُقُهُ الْقُرْآنَ )) ''آپ ﷺ کا اخلاق قرآن ہے۔'' ❷

لہٰذا آپ ﷺ کا اخلاق بھی نور۔ حدیث آپ ﷺ کے قول اور فعل کا نام ہے وہ بھی نور ہے، لہٰذا آپ ﷺ اس نور نبوت و نور ہدایت کے لحاظ سے سراجاً منیراً اور نور ہیں۔ یہ ہے مسلمانوں کے نزدیک سید البشر ﷺ کی نورانیت کا تصور اور عقیدہ اور اسی عقیدہ کا اظہار قرآن و حدیث اور تمام صحابہ سے ثابت ہے اور یہ لوگ جو قرآنی آیت پیش کرتے ہیں اس آیت سے بھی زیادہ سے زیادہ اسی چیز کا مفہوم واضح ہوتا ہے اور وہاں نور من نور اللہ کے الفاظ نہیں ہیں:

❶ مسند أحمد : ۴/ ۱۳۱۔ أبو داوٗد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة : ۴۶۰۴

❷ مسلم، کتاب صلاة المسافرین باب جامع صلاة اللیل...... الخ: ۷۴۶۔ مسند أحمد : ۶/ ۱۶۳، ۲۱۶۔ نسائی، کتاب قیام اللیل، باب قیام اللیل: ۱۶۰۲

قَدۡ جَآءَكُمۡ مِّنَ اللّٰهِ نُوۡرٌ وَّكِتٰبٌ مُّبِيۡنٌ ۝ يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ مَنِ اتَّبَعَ رِضۡوَانَهٗ سُبُلَ السَّلٰمِ وَيُخۡرِجُهُمۡ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَى النُّوۡرِ بِاِذۡنِهٖ وَيَهۡدِيۡهِمۡ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسۡتَقِيۡمٍ ۝ (المائدۃ: ۵/ ۱۵-۱۶)

''بے شک تمھارے پاس اللہ کی طرف سے ایک نور آیا(ف۵۸)اور روشن کتاب (ف۵۹) اللہ اس سے ہدایت دیتا ہے اسے جو اللہ کی مرضی پر چلا، سلامتی کے راستے پر اور اندھیروں سے روشنی کی طرف لے جاتا ہے اپنے حکم سے اور انھیں سیدھی راہ دکھاتا ہے۔'' (ترجمہ از احمد رضا)

(ف۵۸) رسول اللہ ﷺ کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ سے تاریکی کفر دور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی۔(ف۵۹) یعنی قرآن شریف۔ (تفسیر از نعیم مراد آبادی)

احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ اور تفسیر مراد آبادی آپ نے ملاحظہ فرمائی لیکن درحقیقت نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد قرآن کریم ہے، ان کے درمیان ''واؤ'' عطف تفسیری ہے جس کی واضح دلیل قرآن کی اگلی آیت ہے۔ جس میں کہا جارہا ہے يَّهۡدِىۡ بِهِ اللّٰهُ کہ اس کے ذریعے سے اللہ تعالیٰ ہدایت فرماتا ہے۔ اگر نور اور کتاب دو الگ الگ چیزیں ہوتیں تو الفاظ "يَهۡدِيۡ بِهِمَا اللّٰهُ" ہوتے یعنی اللہ تعالیٰ ان دونوں کے ذریعے سے ہدایت فرماتا ہے۔ قرآن کریم کی اس نص سے واضح ہو گیا کہ نور اور کتاب مبین دونوں سے مراد ایک ہی چیز یعنی قرآن کریم ہے، یہ نہیں ہے کہ نور سے رسول اللہ ﷺ اور کتاب سے قرآن مجید مراد ہے، جیسا کہ اہل بدعت باور کرواتے ہیں جنھوں نے نبی کریم ﷺ کی بابت نور من نور اللہ کا عقیدہ گھڑ رکھا ہے اور آپ ﷺ کی بشریت کا انکار کرتے ہیں۔ اسی طرح اس خانہ ساز عقیدے کے اثبات کے لیے ایک حدیث بھی بیان کرتے ہیں کہ ''اللہ نے سب سے پہلے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا اور پھر اس نور سے ساری کائنات پیدا کی'' حالانکہ یہ حدیث کے کسی بھی مستند مجموعے میں موجود نہیں ہے۔ علاوہ ازیں یہ اس صحیح حدیث کے بھی خلاف ہے جس میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

(( اِنَّ اَوَّلَ مَا خَلَقَ اللّٰهُ الْقَلَمَ )) ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم پیدا فرمایا۔'' [1]

[1] ترمذی، کتاب القدر، باب إعظام أمر الإيمان بالقدر: ۲۱۵۵۔ أبو داؤد، کتاب السنة، باب فی القدر: ۴۷۰۰

اور اس حدیث کے بارے میں علامہ البانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"فَالْحَدِيْثُ صَحِيْحٌ بِلاَ رَيْبٍ، وَ هُوَ مِنَ الْاَدِلَّةِ الظَّاهِرَةِ عَلٰى بُطْلاَنِ الْحَدِيْثِ الْمَشْهُوْرِ «اَوَّلُ مَا خَلَقَ اللّٰهُ نُوْرَ نَبِيِّكَ يَا جَابِرُ!» "(تعليقات للالبانى على المشكوٰة: ۱/ ۳۴)

''یہ حدیث صحیح ہے اور یہ اس مشہور حدیث جابر کو کہ ''اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے تیرے نبی ﷺ کا نور پیدا کیا'' باطل قرار دیتی ہے۔''

مسئلہ دراصل نبی اکرم ﷺ کی بشریت و نورانیت کا نہیں، مسئلہ دراصل یہ ہے کہ آپ ﷺ کی تخلیق مٹی سے ہوئی یا نور سے؟ دلائل سے ثابت ہے کہ آپ کی تخلیق عام انسانوں کی طرح مٹی سے ہوئی، قرآن و حدیث سے ثابت ہے کہ آدم علیہ السلام بشر تھے (سورۂ ص: ۷۱) اور آدم علیہ السلام مٹی سے بنائے گئے۔ (الحجر: ۲۶۔الرحمن: ۱۴) اور پھر پانی یعنی نطفہ سے انسان کی نسل چلی اور سب انسان آدم علیہ السلام کی اولاد یعنی بشر ہیں:

وَمِنْ اٰيٰتِهٖٓ اَنْ خَلَقَكُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَآ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ ۝

(الروم: ۳۰/ ۲۰)

''اور اس کی نشانیوں میں سے یہ بھی ہے کہ اس نے تمھیں مٹی سے پیدا کیا پھر تم انسان ہو گئے جو زمین میں پھیل رہے ہو۔''

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ۔(الأعراف: ۷/ ۱۸۹)

''وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا، تا کہ اس سے سکون حاصل کرے۔''

اور اس معاملے میں انبیاء علیہم السلام بھی شامل ہیں، لہٰذا ثابت ہوا سب انبیائے کرام علیہم السلام بھی بشر ہیں:

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اِمَّا يَاْتِيَنَّكُمْ رُسُلٌ مِّنْكُمْ يَقُصُّوْنَ عَلَيْكُمْ اٰيٰتِيْ ۙ فَمَنِ اتَّقٰى وَاَصْلَحَ فَلَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝

(الأعراف: ۷/ ۳۵)

''اے آدم کی اولاد! اگر تم ہی میں سے تمھارے پاس رسول آئیں جو تمھیں میری آیتیں سنائیں پھر جو شخص ڈرے گا اور اصلاح کرے گا ان پر کوئی خوف نہ ہو گا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔''

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے (آل عمران : ۷۹۔ الزمر : ۷۱) کیونکہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام ایک دوسرے کی اولاد، بھائی اور باپ دادا تھے اور انسانوں ہی میں سے تھے، مزید براں مرد تھے۔

ارشاد ربانی ہے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا وَّ اِبْرٰهِيْمَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِمَا النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ فَمِنْهُمْ مُّهْتَدٍ ۚ وَكَثِيْرٌ مِّنْهُمْ فٰسِقُوْنَ ۝ (الحدید : ۵۷/ ۲۶)

''اور ہم نے نوح (علیہ السلام) اور ابراہیم (علیہ السلام) کو رسول بنایا اور ان کی اولاد میں نبوت اور کتاب اتاری، سو ان میں سے بعض ہدایت یافتہ تھے اور زیادہ فاسق تھے۔''

اور ابراہیم علیہ السلام کے بعد سب نبی اولاد ابراہیم ہیں:

وَوَهَبْنَا لَهٗٓ اِسْحٰقَ وَيَعْقُوْبَ وَجَعَلْنَا فِيْ ذُرِّيَّتِهِ النُّبُوَّةَ وَالْكِتٰبَ وَاٰتَيْنٰهُ اَجْرَهٗ فِي الدُّنْيَا ۚ وَاِنَّهٗ فِي الْاٰخِرَةِ لَمِنَ الصّٰلِحِيْنَ ۝

(العنکبوت : ۲۹/ ۲۷)

''اور ہم نے اسے اسحاق اور یعقوب عطا کیے اور اس کی نسل میں نبوت اور کتاب مقرر کر دی اور ہم نے اسے اس کا بدلا دنیا میں دیا اور وہ آخرت میں بھی نیکوں میں سے ہو گا۔''

یہ عجیب اتفاق ہے کہ پہلی قوموں نے (جو منکر ہوئے) انبیائے کرام علیہم السلام کو کہا کہ تم بشر ہو، ہم تمھیں نبی نہیں مانتے اور اس زمانہ کے منکرین نے کہا کہ ہم نبی کو بشر نہیں مانتے جبکہ قرآن کہتا ہے کہ سب انبیائے کرام (علیہم السلام) بشر تھے اور نبی تھے۔ جو لوگ یہ کہتے تھے کہ بشر نبی نہیں ہو سکتے وہ بھی وحی کے منکر ہوئے اور اب جو کہتے ہیں کہ ہمارا نبی بشر نہیں ہے وہ بھی قرآن کی بے شمار آیات کے منکر ہوئے، جو نہایت خطرناک بات ہے اور بڑی دیدہ دلیری اور جرأت کا کام ہے، ان لوگوں کو قیامت کا دن یاد نہیں۔

پہلے منکروں نے کہا تم بشر ہو نبی نہیں حالانکہ وہ نبی بھی تھے اور بشر بھی تھے۔ (الشعراء : ۱۵۴ تا ۱۸۶) اور نبیوں نے کہا کہ ہم بشر ہیں :

قَالُوْٓا اِنْ اَنْتُمْ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُنَا ؕ تُرِيْدُوْنَ اَنْ تَصُدُّوْنَا عَمَّا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا فَاْتُوْنَا بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ قَالَتْ لَهُمْ رُسُلُهُمْ اِنْ نَّحْنُ اِلَّا بَشَرٌ مِّثْلُكُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَمُنُّ عَلٰى مَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ ؕ وَمَا كَانَ لَنَآ اَنْ نَّاْتِيَكُمْ بِسُلْطٰنٍ اِلَّا بِاِذْنِ اللّٰهِ ؕ وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝

(إبراهيم : ۱۴/ ۱۰، ۱۱)

''انھوں نے کہا تم بھی تو ہمارے جیسے انسان ہو، تم چاہتے ہو کہ ہمیں ان چیزوں سے روک دو جنھیں ہمارے باپ دادا پوجتے رہے، سو کوئی کھلا ہوا معجزہ لاؤ۔ ان سے ان کے رسولوں نے کہا ضرور ہم بھی تمھارے جیسے ہی آدمی ہیں، لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم اللہ کی اجازت کے سوا تمھیں کوئی معجزہ لا کر دکھائیں اور ایمان والوں کا بھروسا اللہ ہی پر ہونا چاہیے۔''

سُبْحَانَ رَبِّيْ هَلْ كُنْتُ اِلَّا بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ وَمَا مَنَعَ النَّاسَ اَنْ يُّؤْمِنُوْٓا اِذْ جَآءَهُمُ الْهُدٰٓى اِلَّآ اَنْ قَالُوْٓا اَبَعَثَ اللّٰهُ بَشَرًا رَّسُوْلًا ۝ قُلْ لَّوْ كَانَ فِي الْاَرْضِ مَلٰٓئِكَةٌ يَّمْشُوْنَ مُطْمَئِنِّيْنَ لَنَزَّلْنَا عَلَيْهِمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَلَكًا رَّسُوْلًا ۝ (بنی إسرائیل : ۱۷/ ۹۳ تا ۹۵)

''تم فرماؤ! پاکی ہے میرے رب کو، میں کون ہوں مگر آدمی اللہ کا بھیجا ہوا (ف۱۹۶) اور کس بات نے لوگوں کو ایمان لانے سے روکا جب ان کے پاس ہدایت آئی مگر اسی نے کہ بولے کیا اللہ نے آدمی کو رسول بنا کر بھیجا (ف۱۹۷)۔ تم فرماؤ! اگر زمین میں فرشتے ہوتے۔ (ف۱۹۸) چین سے چلتے تو ان پر ہم رسول بھی فرشتہ اتارتے۔'' (ف۱۹۹)

(ف ۱۹۹) کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔ (ترجمہ از احمد رضا خان صاحب، تفسیر از مراد آبادی)

نبیوں کے لیے قرآن میں جگہ جگہ ہے کہ وہ اپنی اپنی قوم میں سے تھے اور ان کے بھائی تھے۔ (الشعراء: ۱۰۶، ۱۲۴، ۱۴۲، ۱۶۱، الاحقاف: ۲۱) یہاں سب جگہ بھائی کا لفظ ہے۔ (ھود: ۲۵، ۲۷، ۲۸، ۳۰، ۳۶، ۳۸، ۵۰، ۶۱، ۶۳) یہ سب حوالے قوم کے ہیں یعنی انبیائے کرام علیہم السلام اپنی قوم میں سے تھے:

وَلَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖٓ ۡ اِنِّىْ لَكُمْ نَذِيْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۲۵﴾ (ھود: ۱۱/ ۲۵)

''اور ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا، بے شک میں تمھیں صاف ڈرانے والا ہوں۔''

آپ صلی اللہ علیہ وسلم بشر ہیں:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۭ اَفَا۟ىِٕنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخٰلِدُوْنَ ﴿۳۴﴾

(الأنبياء: ۲۱/ ۳۴)

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رہنے دیا، پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ رہ جائیں گے۔''

مزید حوالہ (بنی اسرائیل: ۹۳ تا ۹۵) جس کا ترجمہ اوپر دیا جا چکا ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم عبد ہیں، اولادِ آدم ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے خاندان کا قرآن میں ذکر ہے:

اَلنَّبِيُّ اَوْلٰى بِالْمُؤْمِنِيْنَ مِنْ اَنْفُسِهِمْ وَاَزْوَاجُهٗٓ اُمَّهٰتُهُمْ ۭ

''نبی (صلی اللہ علیہ وسلم) مسلمانوں کے معاملہ میں ان سے بھی زیادہ دخل دینے کے حق دار ہیں اور اس کی بیویاں ان کی مائیں ہیں۔'' (الأحزاب: ۳۳/ ۶)

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے (الاحزاب: ۲۸ تا ۳۳۔۵۹)

## نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے بشر ہونے کے مزید ثبوت:

ا: آپ صلی اللہ علیہ وسلم اہل مکہ میں سے تھے:

لَقَدْ مَنَّ اللّٰهُ عَلَى الْمُؤْمِنِيْنَ اِذْ بَعَثَ فِيْهِمْ رَسُوْلًا مِّنْ اَنْفُسِهِمْ يَتْلُوْا عَلَيْهِمْ اٰيٰتِهٖ (آل عمران: ۳/ ۱۶۴)

''اللہ تعالیٰ نے ایمان والوں پر احسان کیا ہے جو ان میں انھی میں سے رسول بھیجا، وہ ان پر اس کی آیتیں پڑھتا ہے۔''

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے (التوبہ: ۱۲۸)

ب: آپ ﷺ مرد تھے اور سب نبی مرد تھے اور ان کی بیویاں اور اولاد تھی، وہ کھانا کھاتے تھے اور سب کو موت آئی۔ (یونس: ۲۔ الاعراف: ۶۳۔۶۹۔ یوسف: ۱۰۹۔ الانبیاء: ۳۴) اور (الفرقان: ۷، ۲۰۔ الانبیاء: ۷، ۸) صحیح بخاری و صحیح مسلم اور مشکوٰۃ المصابیح میں آپ ﷺ کے والدین، آپ ﷺ کی پیدائش، آپ ﷺ کے کھانے پینے، آپ ﷺ کے سونے، آپ ﷺ کی رفع حاجات، آپ ﷺ کے بیوی بچوں، آپ ﷺ کے بیمار ہونے اور فوت ہونے اور آپ ﷺ کے تھک کر آرام فرمانے اور دیگر بشری تقاضوں کا تفصیلی ذکر موجود ہے اور بخاری ❶ میں رسول اللہ ﷺ کے خاندان کی بائیس نسلوں تک کے نام ہیں اور یہاں ہم بخاری کی ایک حدیث کا حوالہ دینا چاہتے ہیں۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑ کر سیدنا عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! مجھے تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس بیماری میں وفات پا جائیں گے، کیونکہ میں بنو عبدالمطلب کے مرنے والوں کے چہرے پہچانتا ہوں۔'' ❷ اور اللہ کا قانون ہے کہ بشر سے بشر ہی پیدا فرماتا ہے۔ (آل عمران: ۴۷) اور بشر سے نوری (تخلیق کے لحاظ سے) نہیں پیدا فرماتا۔ الفرقان (۵۴) میں ہے: ''اور وہی ذات ہے جس نے بشر کو پانی (نطفہ) سے بنایا اور پھر اس کے رشتے اور سسرال مقرر کیے اور تمھارا رب قدرت والا ہے۔'' بشر کی یہ قرآنی تفسیر افضل البشر ﷺ پر صادق آتی ہے۔ جو لوگ آپ ﷺ کو اللہ کے نور میں سے نور کہتے ہیں وہ قرآن کی ایک آیت اور مصنف عبد الرزاق والی روایت کا حوالہ دیتے ہیں، اس ضمن میں عرض ہے کہ قرآن کی مذکورہ آیت میں ''نور من نور اللہ'' کے الفاظ نہیں ہیں، زیادہ سے زیادہ آپ یہ ثابت کر سکتے ہیں کہ آپ ﷺ صفت کے لحاظ سے نور ہیں، جس کا کوئی بھی مسلمان منکر نہیں ہے۔ مصنف عبد الرزاق والی روایت کی سند مطلوب ہے تاکہ اس کے متعلق معلوم کیا جائے کہ صحیح بھی ہے یا نہیں کیونکہ سند کے بغیر کوئی حدیث قبول نہیں کی جا سکتی جیسا کہ مقدمۃ صحیح مسلم ❸ میں ہے۔ اس روایت اور قرآن و حدیث کے دوسرے دلائل کے درمیان تطبیق کی صورت کیا ہوگی کہ جن میں نبی اکرم ﷺ کے بشر اور مٹی سے پیدا ہونے کا ثبوت موجود ہے،

❶ کتاب مناقب الأنصار، باب مبعث النبی ﷺ، تحت ح: ۳۸۵۰

❷ بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته: ۴۴۴۷

❸ باب بیان أن الإسناد من الدین...... الخ: ۲۶، ۳۲

ان میں سے کچھ دلائل ہم نے ذکر بھی کیے ہیں۔ (بریلوی حضرات کی طرف سے ''الجزء المفقود'' کے نام سے مصنف عبدالرزاق کا ایک جعلی نسخہ پیش کیا گیا ہے، جس میں نور والی روایت کی سند پیش کی گئی ہے، اس کی مکمل تحقیق ''جعلی جزء کی کہانی اور علمائے ربانی'' میں دیکھی جاسکتی ہے، جسے مکتبہ اسلامیہ نے شائع کیا ہے)۔

اگر نبی ﷺ اللہ کے نور سے پیدا ہوتے تو آپ ﷺ کو نیند، موت اور دوسری چیزیں جو اللہ تعالیٰ کی ذات کے منافی ہیں، کیونکر پیش آتیں؟ آپ ﷺ کو اللہ تعالیٰ کی طرح کھانے پینے اور شادی بیاہ سے پاک ہونا چاہیے تھا۔ معلوم ہوا کہ آپ ﷺ اللہ کے نور سے پیدا نہیں ہوئے، ورنہ آپ ﷺ میں اللہ تعالیٰ کی صفات موجود ہوتیں۔

حنفی فقہ کی مشہور کتاب ہدایہ مترجم کے مقدمہ میں کتب احادیث کی درجہ بندی کی گئی ہے، درجہ اول میں بخاری اور مسلم اور موطا امام مالک کو رکھا گیا ہے۔ درجہ دوئم میں ترمذی، نسائی اور ابوداؤد وغیرہ کو رکھا گیا ہے۔ درجہ سوم میں مسند شافعی، مصنف عبدالرزاق وغیرہ کو رکھا گیا ہے اور لکھا ہے کہ ان کتابوں کی احادیث بغیر تنقید اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ (مقدمہ ہدایہ: ۱/ ۱۱۴) اس طرح مذکورہ کتاب درجہ سوم کی ہے۔ اللہ تعالیٰ اپنی ذات کے ساتھ آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر جلوہ افروز ہے۔ (الاعراف: ۵۴۔ یونس: ۳)

## بریلوی حضرات کی دورخی:

سورۂ بقرہ کی آیت (۹) کے فائدہ (۱۳) کے تحت نعیم مراد آبادی دوسرا مسئلہ لکھتے ہیں:

''اس سے معلوم ہوا کہ کسی کو بشر کہنے میں اس کے فضائل و کمالات کے انکار کا پہلو نکلتا ہے۔ اس لیے قرآن پاک میں جا بجا انبیائے کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا اور درحقیقت انبیاء کی شان میں ایسا لفظ ادب سے دور اور کفار کا دستور ہے۔''

اور سورۂ بقرہ کی ایک آیت (۳۰) کے فائدہ (۵۵) کے تحت لکھتے ہیں:

''یعنی میری حکمتیں تم پر ظاہر نہیں۔ بات یہ ہے کہ انسانوں میں انبیاء بھی ہوں گے، اولیاء بھی، علماء بھی اور وہ علمی و عملی دونوں فضیلتوں کے جامع ہوں گے۔'' (یعنی یہاں سب انبیاء کو خود مراد آبادی صاحب نے انسان کہا)

آل عمران کی آیت (۲) کے فائدہ (۲) کے تحت لکھتے ہیں:

''حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم نہیں جانتے حضرت عیسیٰ علیہ السلام حمل میں رہے، پیدا ہونے والوں کی طرح پیدا ہوئے، بچوں کی طرح غذا دیے گئے، کھاتے پیتے تھے، عوارض بشری رکھتے تھے، انھوں نے اس کا اقرار کیا۔'' (یعنی یہاں عیسیٰ علیہ السلام کو مراد آبادی صاحب نے خود بشر کہا)

آل عمران کی آیات (۳۲ تا ۳۵) کے تحت فائدہ (٦٧) میں لکھتے ہیں کہ آدم، نوح، ابراہیم اور عمران ایک دوسرے کی نسل سے تھے۔

آل عمران (٧٩) میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء کو بشر فرمایا، الشوریٰ (۵۱،۵۲) میں اللہ تعالیٰ نے سب انبیاء کو بشر فرمایا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی بشر فرمایا۔

بنی اسرائیل (۹۳ تا ۹۵) میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو بشر فرمایا اور آپ ﷺ سے اعلان کروایا کہ کہہ دیجیے میں بشر ہوں۔ احمد رضا نے ترجمہ کیا: ''تم فرماؤ! اگر زمین میں فرشتے ہوتے چین سے چلتے تو ہم ان پر رسول بھی فرشتہ اتارتے۔'' مراد آبادی صاحب یہاں فائدہ (۱۹۹) کے تحت لکھتے ہیں: ''کیونکہ وہ ان کی جنس سے ہوتا لیکن جب زمین میں آدمی بستے ہیں تو ان کا ملائکہ میں سے رسول طلب کرنا نہایت ہی بے جا ہے۔'' یعنی یہاں مراد آبادی صاحب نے رسول اللہ ﷺ کو آدمی کہا۔

بنی اسرائیل کی آیت (۸۷) کے تحت فائدہ (۱۹۰) میں لکھتے ہیں: ''اس نے آپ ﷺ پر قرآن نازل فرمایا اور اس کو باقی و محفوظ رکھا اور آپ ﷺ کو تمام بنی آدم کا سردار اور خاتم النّبیین کیا اور مقام محمود عطا فرمایا۔'' یعنی اس جگہ مراد آبادی صاحب نے خود رسول اللہ ﷺ کو بنی آدم کا سردار کہا۔ بنی اسرائیل کی آیت (٧٠) کے تحت فائدہ (۱۵۸) میں لکھتے ہیں: ''خواص بشر یعنی انبیاء علیہم السلام خواص ملائکہ سے افضل ہیں۔'' یعنی یہاں مراد آبادی صاحب نے خود انبیائے کرام کو بشر لکھا۔ (مزید حوالہ جات کے لیے النساء: ۱ کے تحت فائدہ ۲،۳ دیکھیے۔ الأعراف: ۳۵، ۱۴۳ کے تحت فائدہ ۵۳، ۲٦۴ دیکھیے۔ الزمر: ۱۷ کا ترجمہ دیکھیے۔ مریم: ۴۹ تا ۵۸ کے تحت فائدہ ۸۲ تا ۹۸ دیکھیے۔ العنکبوت: ۲٧ کے تحت فائدہ ٦٦ دیکھیے۔ التوبة ۱۲۸ کے تحت فائدہ ۳۰٧ دیکھیے۔ النحل: ۴۳، فائدہ ۸۹، ۹۰ دیکھیے۔ الانبیاء: ۳۴ کے تحت فائدہ ٦٦، ٦٧ دیکھیے۔ حم السجدہ: ٦ کے تحت فائدہ

۱۲ دیکھیے۔الزخرف : ۱۵۔ ابراھیم: ۱۰، ۱۱ اور الرحمن: ۳ دیکھیے)

مندرجہ بالا تمام مقامات پر احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ اور مراد آبادی صاحب کی تفسیر دیکھنے کے بعد یہ بات بالکل عیاں ہے کہ انھوں نے قرآن میں جگہ جگہ انبیائے کرام علیہم السلام اور خود ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان، بشر اور آدمی لکھا۔ اس باب کے شروع میں مراد آبادی صاحب نے انبیائے کرام کو بشر کہنے والوں پر کفر کا جو فتویٰ لگایا تھا وہ کس کس پر لگا؟ توبہ کی ضرورت ہے، سوچنے کی ضرورت ہے۔

احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی ترجمہ وتفسیر مراد آبادی کے مزید حوالہ جات ملاحظہ فرمائیں۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو النحل (۴۳، ف ۸۹، ۹۰) میں بشر، انسان، مرد کہا اور النساء (۱، ف۳) میں لکھا کہ آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں جن کو بغیر ماں باپ کے مٹی سے پیدا کیا گیا اور سب انسان جن میں سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا یعقوب علیہ السلام شامل ہیں سیدنا آدم علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ الأعراف (۳۵، ف۵۳) میں لکھا کہ تمام مرسلین آدم علیہ السلام کی اولاد میں سے ہیں اور خاص سید عالم خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم آدم کی اولاد میں سے ہیں اور الأنبیاء (۳۴، ف ۶۶) میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو آدمی لکھا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا ذکر کیا اور الحج (۷۵، ف۱۹۳) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کو بشر اور انسان لکھا اور حم السجدۃ (۶، ف ۱۲) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر تسلیم کیا اور یونس (۲، ف۲۔۳) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر لکھا اور ھود (۱، ف ۱) میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بڑھاپے کا ذکر کیا اور النور (۴۵، ف۱۰۴، ۱۰۶) میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے تمام اجناس حیوان کو پانی کی جنس سے پیدا کیا اور پانی ان سب کی اصل ہے اور آدمی اور پرند دو پاؤں پر چلتے ہیں اور المؤمنون (۱۲ تا ۱۶، ف۹ تا ۱۴) میں لکھا کہ انسان یعنی آدم علیہ السلام کو مٹی سے بنایا گیا اور پھر پانی کی بوند سے انسان کی نسل چلی اور اسے ماں کے پیٹ میں مختلف مراحل سے گزارا گیا پھر اس کی پیدائش ہوئی پھر عمر پوری ہونے کے بعد اسے موت آئی اور پھر قیامت کے دن اسے اٹھایا جائے گا (یہ بات ہر انسان پر صادق آتی ہے جس میں انبیائے کرام علیہم السلام بھی شامل ہیں)۔

اور النجم (۶، ف ۸) میں اور الرحمن (۳، ف۳) میں اور العلق (۲ تا ۵، ف۶)

میں ہر جگہ آپ ﷺ کو انسان لکھا اور سبا (۴۶، ف۱۲۴) میں لکھا کہ آپ ﷺ قریش میں سے اور نوع انسان میں سے ایک شخص ہیں اور لکھا کہ آپ ﷺ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی اولاد ہیں۔ دیکھیے ان کی تفسیر البقرۃ (آیات ۱، ۹۰، ۱۲۹، ۱۳۰، ۱۳۳، ۱۵۰ اور فوائد ۱۔۱۵۴، ۲۳۴، ۲۳۸، ۲۴۲، ۲۷۳) اور آپ ﷺ کا سایہ لکھا۔ (النور : ۱۱، ف۱۵) اور آپ ﷺ کی خواب گاہ کا لکھا (الأنفال: ۳۰، ف۵۱) اور آپ ﷺ کی قضائے حاجت کا ذکر کیا (النساء : ۱۰۲، ف۲۸۳) اور آپ ﷺ کے نکاح، نو بیویوں، بیٹوں اور بیٹیوں، آپ ﷺ کے والد، والدہ، دادا اور چچوں اور آپ ﷺ کی عمر اور وفات اور کھانا کھانے اور لباس اور آپ ﷺ کے رشتے داروں اور آپ ﷺ کی ولادت اور بیری کے سائے میں آرام فرمانے کا ذکر کیا اور آپ ﷺ کو اللہ کے بندے اور مخلوق کہا۔ دیکھیے احمد رضاخاں کا قرآنی ترجمہ مع تفسیر (الرعد: ۳۸، ف ۱۰۵۔الأحزاب : ۲۸، ف ۴۳،۷۳، ف۱۰۳۔۳۳، ف ۸۵۔ الأحقاف : ۱۵، ف۳۹۔ الضحیٰ :۶، ف۷۔الطارق :۱، ف۲۔لأحقاف :۲۰، ف ۵۶۔ الممتحنۃ :۷، ف۲۰۔الفیل :۵، ف۵۔ بنی اسرائیل :۱، ف۵۔ الشعراء : ۲۲۷، ف ۱۹۵۔حم السجدۃ :۶، ف۱۱) اور لکھا کہ اللہ کا بندہ اور مخلوق معبود نہیں ہوسکتا جیسے عیسیٰ علیہ السلام (مریم: ۳۸ف۵۹) اور لکھا الٰہ یعنی معبود صرف ایک ہے۔
(حم السجدۃ :۶، ف۱۱)

یادرہے کہ قرآن اور حدیث کی رو سے انبیائے کرام علیہم السلام سب مخلوق سے افضل ہیں لیکن وہ انسان، بشر اور مرد تھے۔ یہاں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا ذکر بے جا نہ ہوگا جو آپ ﷺ صبح کی نماز کے وقت مانگتے تھے:

((اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ فِیْ قَلْبِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ بَصَرِیْ نُوْرًا وَّ فِیْ سَمْعِیْ نُوْرًا وَّ عَنْ یَّمِیْنِیْ نُوْرًا وَّعَنْ یَّسَارِیْ نُوْرًا وَّ فَوْقِیْ نُوْرًا وَّ تَحْتِیْ نُوْرًا وَّ أَمَامِیْ نُوْرًا وَّ خَلْفِیْ نُوْرًا وَّ اجْعَلْ لِّیْ نُوْرًا وَّ فِیْ لِسَانِیْ نُوْرًا وَّعَصَبِیْ وَلَحْمِیْ وَدَمِیْ وَشَعْرِیْ وَبَشَرِیْ وَ اجْعَلْ فِیْ نَفْسِیْ نُوْرًا وَّ اَعْظِمْ لِیْ نُوْرًا اَللّٰھُمَّ اَعْطِنِیْ نُوْرًا)) [1]

---

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء إذا انتبه من اللیل : ۶۳۱۶۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب صلاۃ النبی ﷺ و دعائه باللیل : ۷۶۳

''اے اللہ! میرے دل میں نور بنادے اور میری آنکھوں میں نور بنا دے اور میرے کانوں میں نور بنا دے اور میرے دائیں اور بائیں نور بنا دے اور میرے سامنے اور پیچھے نور بنا دے اور مجھے نور عطا فرما اور میری زبان میں نور بنا دے اور میرے پٹھے میں اور میرے گوشت میں اور میرے خون میں اور میرے چمڑے میں نور بنا دے اور بڑا کر میرے لیے نور، یا الٰہی دے مجھ کو نور۔''

جو لوگ رسول اللہ ﷺ کو نور من نور اللہ مانتے ہیں ان کا مندرجہ بالا دعا کے بارے میں کیا تبصرہ ہوگا جو دعا آپ ﷺ ہر صبح کی نماز کے وقت مانگتے تھے، اگر آپ نور من نور اللہ تھے تو یہ دعا مانگنے کی ضرورت نہ تھی۔

## باقی انبیائے کرام علیہم السلام کے بشر ہونے کے رضا خانی ثبوت:

البقرہ (۱۷۷، ف۳۱۲) میں لکھا کہ انبیاء مرد ہوتے ہیں۔ النساء (۱، ف۳) میں لکھا کہ تمام انبیاء بشر اور انسان تھے۔ یوسف (۱۰۹، ف۲۳۵، ۲۳۶) میں لکھا کہ تمام انبیاء مرد تھے۔ الحج (۷۵، ف۱۹۳) میں لکھا انبیاء بشر اور انسان ہیں۔ المؤمنون (۲۴، ف۳۳) میں لکھا کہ بشر کا رسول ہونا نہ تسلیم کرنا کمال حماقت ہے۔ التغابن (۶، ف۱۱) میں لکھا انھوں نے بشر کے رسول ہونے کا انکار کیا اور یہ کمال بے عقلی و نافہمی ہے۔ مزید حوالہ ضرور ملاحظہ فرمائیں (بنی اسرائیل: ۹۴، ف۱۹۷)

جنھوں نے بشر کو رسول تسلیم نہ کیا ان کی یہ کمال بے عقلی و نافہمی ہے لیکن جو آج انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر تسلیم نہیں کرتے کیا یہ ان کی کمال بے عقلی و نافہمی نہیں؟ کیونکہ وہ بھی وحی کے منکر ہوئے اور یہ بھی، کیونکہ قرآن تو بار بار انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر کہتا ہے۔

قرآن میں ہر نبی کو اس قوم کا بھائی کہا گیا ہے۔ (الأعراف: ۶۵، ۷۳، ۸۵۔ ھود: ۵۰، ۶۱، ۸۴) جس کا مطلب اسی قوم اور قبیلے کا فرد ہے، جس کو بعض جگہ ﴿ رسولا منهم﴾ یا ﴿ من أنفسهم﴾ یا ﴿منكم﴾ سے بھی تعبیر کیا گیا ہے۔ (البقرة: ۱۲۹، ۱۵۱۔ آل عمران: ۱۶۴۔ الاعراف: ۳۵۔ الزمر: ۷۱ ص۴) اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ فلاں نبی کی قوم۔

اور مطلب ان سب کا یہ ہے کہ رسول اور نبی انسانوں میں سے ہی ایک انسان ہوتا ہے، جسے اللہ تعالیٰ لوگوں کی ہدایت کے لیے چن لیتا ہے اور وحی کے ذریعے اس پر اپنی کتاب اور احکام نازل فرماتا ہے اور اس طرح وہ رسول اور نبی تمام عام انسانوں سے افضل ہوجاتا ہے۔

اس باب میں عرض یہ ہے کہ سب سے پہلے نعیم مرادآبادی تفسیر میں کہا گیا کہ قرآن پاک میں جا بجا انبیائے کرام علیہم السلام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ (البقرۃ: ف۱۳ مسئلہ) اس کے بعد دو رخی اختیار کرتے ہوئے انبیائے کرام علیہم السلام کو جا بجا اپنی تفسیر میں بشر، انسان اور مرد لکھا، جس کا ہم بہت تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں اور پھر سہ رخی اختیار کرتے ہوئے لکھا کہ رسولوں کو بشر ہی جانتے رہے اور ان کے منصب نبوت اور اللہ تعالیٰ کے عطا فرمائے ہوئے کمالات کے مقر اور معترف نہ ہوئے، یہی ان کے کفر کی اصل تھی یعنی مرادآبادی صاحب نے یہاں اصل بات لکھ دی۔ (بنی إسرائیل: ۹۴، ف ۱۹۷)

## انبیائے کرام علیہم السلام کے بشر ہونے کے متعلق مزید دلائل:

سورۂ یوسف کی آیت (۳۱) میں ہے:

''ان عورتوں نے جب اسے دیکھا تو بہت بڑا جانا اور اپنے ہاتھ کاٹ لیے اور زبان سے نکل گیا کہ ماشاء اللہ یہ ہرگز انسان نہیں، یہ تو یقیناً کوئی بزرگ فرشتہ ہے۔''

اس سے یہ معلوم ہوا کہ انبیاء علیہم السلام کی غیر معمولی خصوصیات وامتیازات کی بنا پر انھیں انسانیت سے نکال کر نورانی مخلوق قرار دینا ہر دور کے ایسے لوگوں کا شیوہ رہا ہے جو نبوت اور اس کے مقام سے ناآشنا ہوتے ہیں۔ سورۂ حجر کی آیت (۳۳) میں ہے:

''وہ بولا میں ایسا نہیں کہ اس انسان کو سجدہ کروں جسے تو نے کالی اور سڑی ہوئی کھنکھناتی مٹی سے بنایا۔''

شیطان نے انکار کی وجہ آدم کا خاکی اور بشر ہونا بتلایا، جس کا مطلب یہ ہوا کہ انسان اور بشر کو اس کی بشریت کی بنا پر حقیر اور کمتر سمجھنا یہ شیطان کا فلسفہ ہے، جو اہل حق کا عقیدہ نہیں ہو سکتا، اسی لیے اہل حق انبیائے کرام علیہم السلام کی بشریت کے منکر نہیں، اس لیے کہ ان کی بشریت کو خود قرآن نے وضاحت سے بیان کیا ہے۔

## توحید فی الذات کے بارے میں شرکیہ امور:

کسی فرشتے یا نبی یا کسی دوسری مخلوق کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا یا بیٹی سمجھنا یا اللہ کا جزو سمجھنا یا اللہ کے نور سے نور سمجھنا شرک ہے، حالانکہ نور کا اللہ خود خالق ہے۔ (الأنعام: ۱) اللہ تعالیٰ کے بارے میں تین میں سے ایک اور ایک میں سے تین کا عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کی

ذات با برکات کو کائنات کی ہر چیز میں موجود سمجھنا وحدت الوجود کہلاتا ہے، اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ بندے کا اللہ کی ذات میں مدغم ہو جانے کا عقیدہ وحدت الشہود کہلاتا ہے، اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ کا بندے کی ذات میں مدغم ہوجانے کا عقیدہ حلول کہلاتا ہے، اس پر ایمان رکھنا شرک ہے۔ توحید فی الذات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سب سے الگ آسمانوں کے اوپر عرش عظیم پر جلوہ افروز ہے اور وہ خالق ہے اور اس کے سوا ہر چیز مخلوق ہے، اللہ تعالیٰ جیسا کوئی نہیں لیکن رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا: ''کہہ دیجیے میں تمھاری طرح بشر ہوں۔'' (الکہف : ۱۱۰) میں تمھاری طرح بشری تقاضے پیدائش، موت، کھانا، پینا، نیند، بھولنا، تھکنا، شادی، اولاد وغیرہ رکھتا ہوں، یہ آپ ﷺ کی ذات ہے لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بات ثابت شدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ساری مخلوق سے افضل ہیں، یہ آپ کا مقام ہے۔ یاد رہے کہ قیامت کے دن یہود و نصاریٰ شرک فی الذات کی وجہ سے بغیر حساب و کتاب دوزخ میں ڈال دیے جائیں گے۔ ❶

اور امت محمدیہ کے ایسے لوگوں کا انجام خود سوچ لیں کیا ہوگا؟

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب إثبات رؤية المؤمنين ......الخ : ۱۸۳

فصل : ۵

# توحید فی الصفات اور شرک فی الصفات

اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں واحد اور بے مثل ہے، ان میں اس کا کوئی ہمسر نہیں، اس عقیدہ کو توحید فی الصفات کہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی صفات میں کسی اور کو شریک کرنا شرک فی الصفات کہلاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے بے شمار نام ہیں، ان میں سے اللہ اس کا ذاتی نام ہے، ننانوے صفاتی نام تو ترمذی کی ایک روایت میں بھی مذکور ہیں، یہ سب صفاتی نام ہیں اور یہ صفات کسی مخلوق میں نہیں ہیں۔

آیت الکرسی میں اللہ تعالیٰ کی جو صفات بیان ہوئی ہیں وہ کسی مخلوق میں نہیں ہیں:

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ (البقرة : ۲/ ۲۵۵)

”اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ وہ زندہ ہے، سب کا سنبھالنے والا ہے، نہ اونگھتا ہے نہ سوتا ہے، اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (یعنی اس کا کوئی شریک نہیں)۔ اس کے حکم کے بغیر اس کے سامنے کوئی سفارش نہیں کر سکتا۔ وہ گزرے ہوئے حالات اور آنے والے حالات سب جانتا ہے۔ اللہ کی کرسی کے اندر آسمان اور زمین سب آ گئے ہیں۔ وہ ان کی حفاظت سے تھکتا نہیں، وہ بڑا عالی رتبہ اور جلیل القدر ہے۔“

سورۂ حشر میں اللہ تعالیٰ کی کچھ صفات بیان ہوئی ہیں جو کسی مخلوق میں نہیں:

''اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ چھپی اور کھلی باتیں جانتا ہے، وہ رحمان ہے، رحیم ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ بادشاہ ہے، وہ پاک ہے، وہ سلامت ہے، امن دینے والا ہے، نگہبان ہے، غالب ہے، زبردست ہے، تکبر والا ہے، شرک سے پاک ہے، ہر چیز کو پیدا کرنے والا ہے، مخلوق کے نقشے کھینچنے والا ہے، اس کے پیارے پیارے نام ہیں، آسمان اور زمین والے اس کی تسبیح کرتے ہیں، وہ غالب ہے، حکمت والا ہے۔'' (الحشر : ۲۲ تا ۲۴)

سورۂ اخلاص میں اللہ تعالیٰ کی صفات بیان ہوئی ہیں، یہ صفات کسی مخلوق میں نہیں۔ یاد رہے کہ سورۂ اخلاص صحیح بخاری کی حدیث کے مطابق تہائی قرآن کے برابر ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۞ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۞ لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۞ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۞ (الإخلاص)

''کہہ دیجیے! وہ اللہ ایک ہے، اللہ بے نیاز ہے، نہ اس کی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔''

اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں (ذات میں نہ صفات میں نہ اختیارات میں، نہ حقوق میں اللہ تعالیٰ نے سب مخلوق کو پیدا کیا، زمین اور آسمان بنائے، زمین سے میوے نکالے (یہ صفات کسی مخلوق میں نہیں)۔ (البقرۃ: ۲۲)

بطور مالک اللہ کے برابر کسی سے محبت نہیں کرنی چاہیے کیونکہ تمام طاقت اللہ کے پاس ہے۔ (البقرۃ: ۱۶۵ تا ۱۶۷) جو اللہ کے برابر کسی اور کو جانے وہ کافر ہے۔ (الانعام : ۱تا ۳۔ سباء : ۳۳۔ حم السجدۃ : ۹) جو اپنے مالک کے برابر دوسروں کو جانے اس کی پیروی نہیں کرنی چاہیے۔ (الأنعام: ۱۵۰) جو اللہ کے برابر دوسروں کو جانے وہ دوزخی ہے۔ (ابراهیم: ۳۰۔ الزمر : ۸) جو سارے جہاں کے مالک کے برابر دوسروں کو سمجھے وہ صاف گمراہ ہے۔ (الشعراء : ۹۷ تا ۹۹) اللہ کے جوڑ کا کوئی نہیں، وہ ہر چیز کا داتا ہے۔ (مریم: ۶۵) اللہ تعالیٰ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞ کا مالک ہے (اور کوئی نہیں):

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ وَاِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ ۞ (البقرۃ : ۲/ ۱۱۷)

”(اللہ) آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا ہے اور جب کوئی کام کرنا چاہتا ہے تو صرف یہی کہہ دیتا ہے کہ ہو جا، پس وہ ہو جاتا ہے۔“

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے آل عمران: ۴۰، ۴۷، ۵۹۔الأنعام: ۷۳۔النحل: ۴۰)

اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے (اور کوئی نہیں) اللہ تعالیٰ عرش پر ہے پھر بھی ناظر ہے، یعنی دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے (یہ صفت اور کسی میں نہیں):

وَاللّٰهُ بَصِيْرٌۢ بِمَا يَعْمَلُوْنَ ۝ (البقرۃ: ۲/ ۹۶)

”اور اللہ دیکھتا ہے جو وہ کرتے ہیں۔“

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے النساء: ۱، ۳۲، ۳۳، ۳۵، ۵۸، ۷۰، ۱۰۸)

جب تین آدمی ہوں تو اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے، جب پانچ آدمی ہوں تو اللہ ان کا چھٹا ہوتا ہے (وہ ناظر ہے):

يَوْمَ يَبْعَثُهُمُ اللّٰهُ جَمِيْعًا فَيُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا ۭ اَحْصٰىهُ اللّٰهُ وَنَسُوْهُ ۭ وَاللّٰهُ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ مَا يَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّا هُوَ رَابِعُهُمْ وَلَا خَمْسَةٍ اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَآ اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَآ اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ۚ ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ ۭ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(المجادلة: ۵۸/ ۶، ۷)

”جس دن اللہ ان سب کو زندہ اٹھائے گا پھر جیسے کام وہ کرتے رہے ان کو جتلا دے گا، اللہ کو تو وہ سب یاد ہیں اور وہ اپنے کیے ہوئے کام بھول گئے ہیں اور ہر چیز اللہ کے سامنے حاضر ہے، کیا تجھ کو یہ چیز معلوم نہیں کہ جو کچھ آسمان اور زمین میں ہے اللہ اس کو جانتا ہے، جب تین آدمی کچھ کانا پھوسی کرتے ہیں تو اللہ ان کا چوتھا ہوتا ہے اور جب پانچ آدمی صلاح مشورہ کرتے ہیں تو اللہ ان کا چھٹا ہوتا ہے۔ اسی طرح اس سے کم آدمی ہوں یا زیادہ اللہ ضرور ان کے ساتھ ہے وہ کہیں بھی ہوں پھر جو کام انھوں نے کیے قیامت کے دن انھیں جتلا دے گا، بے شک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔“

ہر جگہ ناظر ہونا اور یہ صفت کسی اور میں رکھنا اللہ کی صفت میں برابری ہے، اس کی وضاحت ہم نے پیچھے بیان کر دی ہے اور یہ شرک ہے، کیونکہ اللہ کے برابر کوئی نہیں اور اللہ جیسا کوئی نہیں : لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ (الشوریٰ : ۱۱) اور فرمایا : هَلْ تَعْلَمُ لَهٗ سَمِيًّا (مریم : ٦٥) ''کیا تو جانتا ہے اس کا کوئی ہم نام؟'' اللہ کی سب صفات جو اس باب میں مذکور ہیں، یہ اللہ کے لیے خاص ہیں، ان صفات میں سے کسی ایک کو بھی اللہ کی طرح کسی اور میں تسلیم کرنا شرک فی الصفات ہوگا۔

اور ان صفات میں دلائل توحید والی صفات بھی آتی ہیں جو قرآن میں جگہ جگہ مذکور ہیں۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی زمین و آسمان میں پیدا کردہ چیزوں اور انسانوں پر کیے گئے انعامات کا ذکر ہے۔ (ابراہیم : ۳۲ تا ۳۴۔ بنی اسرائیل : ۱۲، ۷۰)۔ "سبحان الله و بحمده" (جو فرشتوں اور مومنوں کی تسبیح ہے ) (بخاری : ۸۱۷۔ مسلم : ۴۸۴) کا بھی یہی مطلب ہے کہ اللہ اپنی صفات میں شرک سے پاک ہے۔ ''سبحان اللہ!'' جہاں بھی قرآن یا حدیث میں آیا ہے اس کے صرف دو معنی ہیں، اول اللہ تعالیٰ شرک سے پاک ہے، ثانی اللہ تعالیٰ مخلوق کے نقائص سے پاک ہے۔ جس نے اللہ کی کسی صفت کو مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ کیا تو وہ کافر ہے۔ (فقہ اکبر۔ مقدمہ ہدایہ: ۱/۴)

## توحید فی الصفات کے بارے میں شرکیہ امور:

امور کائنات اور نظم کائنات کی تدبیر میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی دوسرے نبی، ولی، غوث، قطب یا ابدال کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ (یونس : ۳۔ الرعد : ۲) زمین و آسمان کے تمام خزانوں میں تصرف کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہے، اس میں کسی نبی، ولی ،غوث ،قطب یا ابدال کو شریک سمجھنا شرک ہے۔ (المنافقون : ۷۔ الانعام : ۵۰)

قیامت کے روز کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے، سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے، کسی کو ثواب یا عذاب دینے، کسی کو پکڑنے یا چھوڑنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہوگا، اللہ تعالیٰ کے اس اختیار میں کسی کو بھی شریک سمجھنا شرک ہے۔ (الزمر : ۴۳، ۴۴) غیب کا علم رکھنے والا اور ہر جگہ ناظر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی اور کو عالم الغیب یا ناظر سمجھنا شرک ہے۔ (النمل: ٦٥) اللہ ہی دلوں کے چھپے بھید جانتا ہے۔ (الملك : ۱۳، ۱۴) دلوں کو پھیرنے والا، ہدایت دینے والا، نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (الانفال : ۲۴۔ القصص : ۵٦) رزق کی تنگی یا

**ثبوت حاضر ہے**



وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوا بِهَا جَآءَتْهَا رِيحٌ
اور وہ ف۵۳ اچھی ہوا سے انہیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے ف۵۴ ان پر آندھی کا جھونکا آیا

عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيطَ بِهِمْ ۙ
اور ہر طرف لہروں نے انہیں آ لیا اور سمجھ لئے کہ ہم گھر گئے

دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ لَئِنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ
اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں نرے اس کے بندے ہو کر کہ اگر تو اس سے ہمیں بچا لے گا

لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّآ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ يَبْغُوْنَ فِى
تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے ف۵۵ پھر اللہ جب انہیں بچالیتا ہے جبھی وہ زمین میں

الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ ؕ يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْيُكُمْ عَلٰٓى اَنْفُسِكُمْ ۙ
ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں ف۵۶ اے لوگو! تمہاری زیادتی تمہارے ہی جانوں کا وبال ہے

مَّتَاعَ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۫ ثُمَّ اِلَيْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ
دنیا کے جیتے جی برت لو (فائدہ اٹھالو) پھر تمہیں ہماری طرف پھرنا ہے اس وقت ہم تمہیں جتا دیں گے جو تمہارے

تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ اِنَّمَا مَثَلُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا كَمَآءٍ اَنْزَلْنٰهُ مِنَ السَّمَآءِ
کوتک تھے ف۵۷ دنیا کی زندگی کی کہاوت تو ایسی ہے جیسے وہ پانی کہ ہم نے آسمان سے اتارا

فَاخْتَلَطَ بِهٖ نَبَاتُ الْاَرْضِ مِمَّا يَاْكُلُ النَّاسُ وَالْاَنْعَامُ ؕ
تو اس کے سبب زمین سے اگنے والی چیزیں سب گھنی ہو کر نکلیں جو کچھ آدمی اور چوپائے کھاتے ہیں ف۵۸

(بقیہ صفحہ ۳۷۸) برہان قائم ہے تو اثبات نبوت کے لئے کسی دوسری نشانی کا طلب کرنا قطعاً غیر ضروری ہے ایسی حالت میں اس نشانی کا نازل کرنا نہ کرنا اللہ تعالیٰ کی مشیت پر ہے چاہے کرے چاہے نہ کرے تو یہ امر غیب ہوا اور اس کے لئے انتظار لازم آیا کہ اللہ کیا کرتا ہے لیکن وہ یہ غیر ضروری نشانی جو کفار نے طلب کی ہے نازل فرمائے یا نہ فرمائے نبوت ثابت ہو چکی اور رسالت کا ثبوت قاہرہ معجزات سے کمال کو پہنچ چکا (۴۹) اہل مکہ پر اللہ تعالیٰ نے قحط مسلط کیا جس کی مصیبت میں وہ سات برس گرفتار رہے یہاں تک کہ قریب ہلاکت کے پہنچے پھر اس نے رحم فرمایا بارش ہوئی زمینیں سرسبز ہوئیں تو اگرچہ اس تکلیف و راحت دونوں میں قدرت کی نشانیاں تھیں اور تکلیف کے بعد راحت بڑی عظیم نعمت تھی اس پر شکر لازم تھا مگر بجائے اس کے وہ پند پذیر نہ ہوئے اور فساد و کفر کی طرف چلے (۵۰) اور اس کا عذاب دیر نہیں کرتا (۵۱) اور تمہاری خفیہ تدبیریں کاتب اعمال فرشتوں پر بھی مخفی نہیں ہے تو اللہ علیم و خبیر سے کیسے چھپ سکتی ہیں (۵۲) اور تمہیں قطع مسافت کی قدرت دیتا ہے خشکی میں تم پیادہ اور سوار منزلیں طے کرتے ہو اور دریاؤں میں کشتیوں اور جہازوں سے سفر کرتے ہو وہ تمہیں خشکی اور تری دونوں میں اسباب سیر عطا فرماتا ہے۔ (۵۳) یعنی کشتیاں (۵۴) کہ ہوا موافق ہے اچانک (۵۵) تیری نعمتوں کے تجھ پر ایمان لا کر اور خاص تیری عبادت کر کے (۵۶) اور وعدہ کے خلاف کر کے کفر و معصیت میں مبتلا ہوتے ہیں (۵۷) اور ان کی تمہیں جزا دیں گے (۵۸) غلے اور پھل اور سبزہ۔

مشرکین جب مصیبت میں پھنس جاتے تو اس وقت دیگر معبودان و مشکل کشاؤں کو چھوڑ کر صرف اللہ کریم کو مدد کے لیے پکارتے لیکن جب وہ مصیبت ٹل جاتی تو پھر دوبارہ شرک کرنے لگتے۔ اوپر تفسیری فوائد ۵۴ تا ۵۸ میں اس بات کی نشاندہی کی گئی ہے۔ کیا آج کل ہمارے ہاں بھی ایسا ہی نہیں ہو رہا!!؟

ثبوت حاضر ہے



مُّشَيَّدَةٍ ؕ وَاِنْ تُصِبْهُمْ حَسَنَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ۚ

میں ہو! اور انہیں کوئی بھلائی پہنچے ۲۰۰ تو کہیں یہ اللہ کی طرف سے ہے،

وَاِنْ تُصِبْهُمْ سَيِّئَةٌ يَّقُوْلُوْا هٰذِهٖ مِنْ عِنْدِكَ ؕ قُلْ كُلٌّ

اور انہیں کوئی برائی پہنچے ۲۰۱ تو کہیں یہ حضور کی طرف سے آئی! ۲۰۲ تم فرما دو سب

مِّنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ فَمَالِ هٰۤؤُلَآءِ الْقَوْمِ لَا يَكَادُوْنَ يَفْقَهُوْنَ

اللہ کی طرف سے ہے! ۲۰۳ تو ان لوگوں کو کیا ہوا کوئی بات سمجھتے معلوم ہی نہیں

حَدِيْثًا ﴿۷۸﴾ مَاۤ اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ ۫ وَمَاۤ اَصَابَكَ

ہوتے۔ اے سننے والے! تجھے جو بھلائی پہنچے وہ اللہ کی طرف سے ہے، ۲۰۴ اور جو برائی پہنچے

مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ ؕ وَاَرْسَلْنٰكَ لِلنَّاسِ رَسُوْلًا ؕ

وہ تیری اپنی طرف سے ہے، ۲۰۵ اور اے محبوب! ہم نے تمہیں سب لوگوں کے لیے رسول بھیجا؛ ۲۰۶

وَكَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ﴿۷۹﴾ مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ

اور اللہ کافی ہے گواہ۔ ۲۰۷ جس نے رسول کا حکم مانا بے شک اس نے اللہ کا حکم مانا، ۲۰۸

وَمَنْ تَوَلّٰى فَمَاۤ اَرْسَلْنٰكَ عَلَيْهِمْ حَفِيْظًا ﴿۸۰﴾ وَيَقُوْلُوْنَ طَاعَةٌ ۫

اور جس نے منہ پھیرا ۲۰۹ تو ہم نے تمہیں ان کے بچانے کو نہ بھیجا۔ اور کہتے ہیں: ہم نے حکم مانا، ۲۱۰

فَاِذَا بَرَزُوْا مِنْ عِنْدِكَ بَيَّتَ طَآئِفَةٌ مِّنْهُمْ غَيْرَ الَّذِيْ

پھر جب تمہارے پاس سے نکل کر جاتے ہیں تو ان میں ایک گروہ جو کہہ گیا تھا اس کے خلاف رات کو

ف۲۰۰ ارزانی و کثرت پیداوار وغیرہ کی۔ ف۲۰۱ گرانی قحط سالی وغیرہ۔ ف۲۰۲ یہ حال منافقین کا ہے کہ جب انہیں کوئی سختی پیش آتی تو اس کو سید عالم ﷺ کی طرف نسبت کرتے اور کہتے جب سے یہ آئے ہیں ایسی ہی سختیاں پیش آیا کرتی ہیں۔ ف۲۰۳ گرانی ہو یا ارزانی قحط ہو یا فراخ حالی رنج ہو یا راحت آرام ہو یا تکلیف فتح ہو یا شکست حقیقت میں سب اللہ کی طرف سے ہے۔ ف۲۰۴ اس کا فضل و رحمت ہے ف۲۰۵ کہ تو نے ایسے گناہوں کا ارتکاب کیا کہ تو اس کا مستحق ہوا۔ مسئلہ: یہاں برائی کی نسبت بندے کی طرف مجاز ہے اور اوپر جو مذکور ہوا وہ حقیقت تھی بعض مفسرین نے فرمایا کہ بدی کی نسبت بندے کی طرف بر سبیل ادب ہے خلاصہ یہ کہ بندہ جب فاعل حقیقی کی طرف نظر کرے تو ہر چیز کو اسی کی طرف سے جانے اور جب اسباب پر نظر کرے تو برائیوں کو اپنی شامت نفس کے سبب سے سمجھے ف۲۰۶ عرب ہوں یا عجم آپ تمام خلق کے لیے رسول بنائے گئے اور کل جہان آپ کا امتی کیا گیا یہ سید عالم ﷺ کی جلالت منصب اور رفعت منزل کا بیان ہے ف۲۰۷ آپ کی رسالت عامہ پر تو سب پر آپ ﷺ کی اطاعت اور آپ کا اتباع فرض ہے ف۲۰۸ شان نزول: رسول کریم ﷺ نے فرمایا جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی اور جس نے مجھ سے محبت کی اس نے اللہ سے محبت کی اس پر آج کل کے گستاخ بد دینوں کی طرح اس زمانہ کے بعض منافقوں نے کہا کہ محمد مصطفےٰ ﷺ یہ چاہتے ہیں کہ ہم انہیں رب مان لیں جیسا نصاریٰ نے عیسیٰ بن مریم کو رب مانا اور اس پر اللہ تعالیٰ نے ان کے رد میں یہ آیت نازل فرما کر اپنے نبی ﷺ کے کلام کی تصدیق فرما دی کہ بیشک رسول کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے ف۲۰۹ اور آپ کی اطاعت سے اعراض کیا ف۲۱۰ شان نزول: یہ آیت منافقین کے حق میں نازل ہوئی جو سید عالم ﷺ کے حضور میں ایمان و اطاعت شعاری کا اظہار کرتے تھے اور کہتے تھے ہم حضور ﷺ پر ایمان لائے ہیں ہم نے حضور ﷺ کی تصدیق کی ہے حضور جو ہمیں حکم فرمائیں اس کی اطاعت ہم پر لازم ہے۔



اور قرآن میں ہے تم کہہ دو یہ سب کچھ اللہ ہی کی طرف سے ہے۔ فائدہ ۲۰۳ میں لکھا ہے گرانی ہو یا ارزانی، قحط ہو یا فراغ حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست، یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔ (کسی بزرگ کی طرف سے نہیں۔)

مقدمہ ہدایہ فقہ اکبر صفحہ ۱۰ پر ہے: اللہ تعالیٰ نے فرمایا: كل من عند الله یعنی کہہ دے اے محمد! اللہ کی طرف سے کل ہے اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا۔

فراخی، صحت اور بیماری، نفع اور نقصان، زندگی اور موت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی بھی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے:

وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ خَشْيَةَ اِمْلَاقٍ ۭ نَحْنُ نَرْزُقُهُمْ وَاِيَّاكُمْ ۭ اِنَّ قَتْلَهُمْ كَانَ خِطْاً كَبِيْرًا ﴿۳۱﴾ (بنی إسرائیل: ۱۷/ ۳۱)

''اور اپنی اولاد کو تنگدستی کے ڈر سے قتل نہ کرو، ہم انھیں بھی رزق دیتے ہیں اور تمھیں بھی، بے شک ان کو قتل کرنا بڑا گناہ ہے۔''

قُلْ اِنَّ رَبِّيْ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۳۶﴾ (سبا: ۳۴/ ۳۶)

''کہہ دو! میرا رب جس کے لیے چاہتا ہے روزی کشادہ کر دیتا ہے اور کم کر دیتا ہے لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے القصص: ۷۸ تا ۸۲۔ الشوریٰ: ۴۹، ۵۰۔ الاعراف: ۱۸۹، ۱۹۰۔ آل عمران: ۲۶، ۲۷۔ الملك: ۱۳، ۱۴۔ آل عمران: ۱۱۹، ۱۵۴)

اولاد دینے والا یا نہ دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی بھی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ﴿۴۹﴾ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ﴿۵۰﴾ (الشوریٰ: ۴۲/ ۴۹، ۵۰)

''آسمانوں اور زمین میں اللہ ہی کی بادشاہی ہے، جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے لڑکے عطا کرتا ہے، یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ جاننے والا اور قدرت والا ہے۔''

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں، کسی بھی اور کو اس میں شریک سمجھنا شرک ہے۔ دلوں میں چھپے راز اور بھید صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے، کسی بھی اور

کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔(الملك : ۱۳، ۱۴۔ آل عمران :۱۱۹، ۱۵۴)

اور نعیم مراد آبادی صاحب نے بھی یہی لکھا کہ اللہ تعالیٰ کے لیے نہ مثل نہ نظیر، الوہیت و ربوبیت میں کوئی اس کا شریک نہیں، وہ یکتا ہے، اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا شبیہ نہیں۔ (دیکھیے البقرة :۱۶۳، ۱۷۱، ۲۵۵۔ فوائد ۲۹۱، ۳۱۲، ۵۳۱، الأنعام : ۱۰۰، ۱۰۱۔فوائده ۲۱۱تا ۲۱۴۔ الحشر : ۲۲تا۲۴۔ فوائد : ۶۷ تا ۷۵)



فصل : ۶

# توحید فی العلم اور شرک فی العلم

علم کے متعلق بنیادی اصول قرآن وحدیث میں موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جتنا علم کسی کو دیا اس سے زیادہ وہ نہیں جانتا۔ (البقرۃ : ۳۲) ہر عالم سے بڑھ کر دوسرا عالم ہے : وَفَوْقَ كُلِّ ذِي عِلْمٍ عَلِيمٌ (یوسف :۷۶) ''اور ہر علم والے سے بڑھ کر دوسرا علم والا ہے۔''

اور سب سے بڑھ کر علم والا اللہ تعالیٰ ہے، اللہ کے سوا کوئی غیب نہیں جانتا:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللّٰهُ ۚ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٦٥﴾ (النمل : ۲۷/ ۶۵)

''کہہ دو! اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انھیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

اللہ دلوں کے بھید جانتا ہے (اور کوئی نہیں جانتا)۔ (آل عمران : ۱۱۹، ۱۵۴) رسول اللہ ﷺ غیب نہیں جانتے:

قُلْ لَّا أَقُولُ لَكُمْ عِنْدِي خَزَائِنُ اللّٰهِ وَلَا أَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَا أَقُولُ لَكُمْ إِنِّي مَلَكٌ ۚ إِنْ أَتَّبِعُ إِلَّا مَا يُوحَىٰ إِلَيَّ ۚ قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۚ أَفَلَا تَتَفَكَّرُونَ ﴿٥٠﴾ (الأنعام : ۶/ ۵۰)

''کہہ دو! میں تم سے یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب کا علم رکھتا ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں۔ میں تو صرف اس وحی کی پیروی کرتا ہوں جو مجھ پر نازل کی جاتی ہے۔ کہہ دو! کیا اندھا اور آنکھوں والا دونوں برابر ہو سکتے ہیں؟ کیا تم غور نہیں کرتے۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے الأعراف : ۱۸۷، ۱۸۸۔ التوبہ : ۱۰۱۔ الجن : ۲۵)

دراصل جتنا کسی کو علم ملا اس سے زیادہ وہ نہیں جانتا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو جتنا وحی کے ذریعے بتایا گیا ان کا علم وہاں تک محدود ہے، اللہ تعالیٰ کا علم لا محدود ہے۔ جو چیز انبیائے کرام علیہم السلام کو بتا دی گئی وہ غیب نہ رہا، وہ تو علم ہو گیا۔ (البقرہ: ۱۲۰، ۱۴۵) اور جو نہیں بتایا گیا وہ غیب ہے اور قرآن یہی کہتا ہے کہ غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ (النمل: ٦٥) اللہ تعالیٰ کا علم لامحدود ہے:

قُلْ لَّوْ كَانَ الْبَحْرُ مِدَادًا لِّكَلِمٰتِ رَبِّيْ لَنَفِدَ الْبَحْرُ قَبْلَ اَنْ تَنْفَدَ كَلِمٰتُ رَبِّيْ وَلَوْ جِئْنَا بِمِثْلِهٖ مَدَدًا ﴿١٠٩﴾ (الکھف: ۱۸/ ۱۰۹)

''کہہ دے! اگر میرے مالک کی باتیں لکھنے کے لیے سمندر سیاہی ہو تو میرے مالک کی باتیں ختم ہونے سے پہلے سمندر ختم ہو جائے، گو اتنا ہی ایک اور سمندر ہم اس کی مدد کو لائیں۔''

صرف اللہ کا علم لامحدود ہے باقی سب کا علم محدود ہے، نبیوں کا علم بھی محدود ہے۔

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے لقمان: ۲۷ تا ۳۴)

موسیٰ علیہ السلام اور خضر علیہ السلام کو کشتی والوں نے سوار کر لیا، اتنے میں ایک چڑیا آئی اور کشتی کے کنارے پر بیٹھ کر ایک یا دو چونچیں سمندر میں ماریں۔ خضر علیہ السلام نے کہا: ''اے موسیٰ! میرے اور تمھارے علم دونوں نے اللہ کے علم میں سے اتنا لیا ہے جیسے اس چڑیا کی چونچ نے سمندر میں سے۔'' [1]

اس حدیث سے اللہ اور مخلوق کے علم کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

## مختلف انبیائے کرام علیہم السلام کے متعلق قرآنی فیصلے کہ وہ غیب نہ جانتے تھے:

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فَوَسْوَسَ اِلَيْهِ الشَّيْطٰنُ قَالَ يٰٓاٰدَمُ هَلْ اَدُلُّكَ عَلٰى شَجَرَةِ الْخُلْدِ وَمُلْكٍ لَّا يَبْلٰى ﴿١٢٠﴾ فَاَكَلَا مِنْهَا فَبَدَتْ لَهُمَا سَوْاٰتُهُمَا وَطَفِقَا يَخْصِفٰنِ عَلَيْهِمَا مِنْ وَّرَقِ الْجَنَّةِ ۚ وَعَصٰٓى اٰدَمُ رَبَّهٗ فَغَوٰى ﴿١٢١﴾ (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۲۰ تا ۱۲۲)

[1] بخاری، کتاب العلم، باب ما يستحب للعالم إذا سئل أي الناس أعلم؟: ۱۲۲

''پھر شیطان نے اس کے دل میں خیال ڈالا، کہا اے آدم! کیا میں تجھے ہیشگی کا درخت نہ بتاؤں اور ایسی بادشاہی جس میں ضعف نہ آئے۔ پھر دونوں نے اس درخت سے کھایا، تب ان پر ان کی برہنگی ظاہر ہوگئی اور اپنے اوپر جنت کے پتے چپکانے لگے اور آدم نے اپنے رب کی نافرمانی کی پھر بھٹک گیا پھر اس کے رب نے اسے سرفراز کیا پھر اس کی توبہ قبول کی اور راہ دکھائی۔''

ثابت ہوا سیدنا آدم علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے، ورنہ درخت کو نہ کھاتے:

وَلَآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآئِنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ وَلَآ اَقُوْلُ اِنِّيْ مَلَكٌ وَّلَآ اَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ تَزْدَرِيْٓ اَعْيُنُكُمْ لَنْ يُّؤْتِيَهُمُ اللّٰهُ خَيْرًا ۭ اَللّٰهُ اَعْلَمُ بِمَا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ ښ اِنِّىْٓ اِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ؀ (ہود: ۱۱/ ۳۱)

''اور میں تمھیں نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ یہ کہ میں غیب دان ہوں اور نہ یہ کہتا ہوں کہ میں فرشتہ ہوں اور نہ یہ کہوں گا کہ جو لوگ تمھاری نظروں میں حقیر ہیں اللہ ان کو بھلائی نہ دے گا، اللہ خوب جانتا ہے جو کچھ ان کے دلوں میں ہے۔ ایسا کہوں تو میں بے انصاف ہوں۔''

وَاُوْحِيَ اِلٰي نُوْحٍ اَنَّهٗ لَنْ يُّؤْمِنَ مِنْ قَوْمِكَ اِلَّا مَنْ قَدْ اٰمَنَ فَلَا تَبْتَىِٕسْ بِمَا كَانُوْا يَفْعَلُوْنَ ؀ښ (ہود: ۱۱/ ۳۶)

''اور نوح (علیہ السلام) کی طرف وحی کی گئی کہ تیری قوم میں سے اب کوئی ایمان نہیں لائے گا مگر جو لا چکا، پھر غم نہ کر ان کاموں پر جو وہ کر رہے ہیں۔''

وَنَادٰي نُوْحٌ رَّبَّهٗ فَقَالَ رَبِّ اِنَّ ابْنِيْ مِنْ اَهْلِيْ وَاِنَّ وَعْدَكَ الْحَقُّ وَاَنْتَ اَحْكَمُ الْحٰكِمِيْنَ ؀ قَالَ يٰنُوْحُ اِنَّهٗ لَيْسَ مِنْ اَهْلِكَ ۚ اِنَّهٗ عَمَلٌ غَيْرُ صَالِحٍ ڶ فَلَا تَسْــَٔـلْنِ مَا لَيْسَ لَكَ بِهٖ عِلْمٌ ۭ اِنِّىْٓ اَعِظُكَ اَنْ تَكُوْنَ مِنَ الْجٰهِلِيْنَ ؀ قَالَ رَبِّ اِنِّىْٓ اَعُوْذُ بِكَ اَنْ اَسْــَٔـلَكَ مَا لَيْسَ لِيْ بِهٖ عِلْمٌ ۭ وَاِلَّا تَغْفِرْ لِيْ وَتَرْحَمْنِيْٓ اَكُنْ مِّنَ الْخٰسِرِيْنَ ؀ (ہود: ۱۱/ ۴۵تا۴۷)

''اور نوح نے اپنے رب کو پکارا کہا اے رب! میرا بیٹا میرے گھر والوں میں سے ہے اور بے شک تیرا وعدہ سچا ہے اور تو سب سے بڑا حاکم ہے۔ فرمایا اے نوح! وہ

تیرے گھر والوں میں سے نہیں ہے کیونکہ اس کے عمل اچھے نہیں ہیں، سو مجھ سے مت پوچھ جس کا تجھے علم نہیں ۔ میں تمھیں نصیحت کرتا ہوں کہ کہیں جاہلوں میں نہ ہو جاؤ۔ کہا اے رب! میں تیری پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ تجھ سے وہ بات پوچھوں جو مجھے معلوم نہیں اور اگر تو نے مجھے نہ بخشا اور مجھ پر رحم نہ کیا تو میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو جاؤں گا۔''

ثابت ہوا کہ نوح علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔

وَلَقَدْ جَآءَتْ رُسُلُنَآ اِبْرٰهِيْمَ بِالْبُشْرٰى قَالُوْا سَلٰمًا ؕ قَالَ سَلٰمٌ فَمَا لَبِثَ اَنْ جَآءَ بِعِجْلٍ حَنِيْذٍ ۞ فَلَمَّا رَاٰۤ اَيْدِيَهُمْ لَا تَصِلُ اِلَيْهِ نَكِرَهُمْ وَ اَوْجَسَ مِنْهُمْ خِيْفَةً ؕ قَالُوْا لَا تَخَفْ اِنَّاۤ اُرْسِلْنَاۤ اِلٰى قَوْمِ لُوْطٍ ۞ وَامْرَاَتُهٗ قَآئِمَةٌ فَضَحِكَتْ فَبَشَّرْنٰهَا بِاِسْحٰقَ ۙ وَمِنْ وَّرَآءِ اِسْحٰقَ يَعْقُوْبَ ۞ قَالَتْ يٰوَيْلَتٰۤى ءَاَلِدُ وَاَنَا عَجُوْزٌ وَّهٰذَا بَعْلِىْ شَيْخًا ؕ اِنَّ هٰذَا لَشَىْءٌ عَجِيْبٌ ۞ قَالُوْۤا اَتَعْجَبِيْنَ مِنْ اَمْرِ اللّٰهِ رَحْمَتُ اللّٰهِ وَبَرَكٰتُهٗ عَلَيْكُمْ اَهْلَ الْبَيْتِ ؕ اِنَّهٗ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۞ فَلَمَّا ذَهَبَ عَنْ اِبْرٰهِيْمَ الرَّوْعُ وَجَآءَتْهُ الْبُشْرٰى يُجَادِلُنَا فِىْ قَوْمِ لُوْطٍ ۞ اِنَّ اِبْرٰهِيْمَ لَحَلِيْمٌ اَوَّاهٌ مُّنِيْبٌ ۞ يٰۤاِبْرٰهِيْمُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ۚ اِنَّهٗ قَدْ جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۚ وَاِنَّهُمْ اٰتِيْهِمْ عَذَابٌ غَيْرُ مَرْدُوْدٍ ۞

(هود: ۱۱/ ۶۹ تا ۷۶)

''اور ہمارے بھیجے ہوئے ابراہیم (علیہ السلام) کے پاس خوشخبری لے کر آئے۔ انھوں نے کہا سلام، اس نے کہا سلام، پس دیر نہ کی کہ ایک بھنا ہوا بچھڑا لے آیا۔ پھر جب دیکھا کہ ان کے ہاتھ اس تک نہیں پہنچتے تو انھیں اجنبی سمجھا اور ان سے ڈرا۔ انھوں نے کہا خوف نہ کرو ہم تو لوط (علیہ السلام) کی قوم کی طرف بھیجے گئے ہیں اور اس کی عورت کھڑی تھی، تب وہ ہنس پڑی پھر ہم نے اسے اسحاق (علیہ السلام) کے پیدا ہونے کی خوشخبری دی اور اسحاق (علیہ السلام) کے بعد یعقوب (علیہ السلام) کی۔ وہ بولی اے افسوس! کیا میں بوڑھی ہو کر جنوں گی ! میرا خاوند بھی بوڑھا ہے، یہ تو ایک عجیب بات ہے۔ انھوں نے کہا

کہ تو اللہ کے حکم سے تعجب کرتی ہے۔ تم پر اے گھر والو! اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں ہیں، بے شک وہ تعریف کیا ہوا بزرگ ہے۔ جب ابراہیم (علیہ السلام) سے ڈر جاتا رہا اور اسے خوشخبری آئی ہم سے قوم لوط کے حق میں جھگڑنے لگا، بے شک ابراہیم (علیہ السلام) بردبار، نرم دل اور اللہ کی طرف رجوع کرنے والا تھا۔ اے ابراہیم! یہ خیال چھوڑ دے کیونکہ تیرے رب کا حکم آ چکا ہے اور بے شک ان پر عذاب آ کر ہی رہے گا جو ٹلنے والا نہیں۔"

ثابت ہوا کہ ابراہیم علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ یہی بات الحجر (۵۲ تا ۵۷) الصافات (۱۰۲ تا ۱۰۷) اور الذاریات (۲۵ تا ۳۱) میں بیان ہوئی۔

وَ لَمَّا جَآءَتْ رُسُلُنَا لُوْطًا سِیْٓءَ بِهِمْ وَ ضَاقَ بِهِمْ ذَرْعًا وَّ قَالَ هٰذَا یَوْمٌ عَصِیْبٌ ۝ وَ جَآءَهٗ قَوْمُهٗ یُهْرَعُوْنَ اِلَیْهِ ؕ وَ مِنْ قَبْلُ كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ السَّیِّاٰتِ ؕ قَالَ یٰقَوْمِ هٰۤؤُلَآءِ بَنَاتِیْ هُنَّ اَطْهَرُ لَكُمْ فَاتَّقُوا اللّٰهَ وَ لَا تُخْزُوْنِ فِیْ ضَیْفِیْ ؕ اَلَیْسَ مِنْكُمْ رَجُلٌ رَّشِیْدٌ ۝ قَالُوْا لَقَدْ عَلِمْتَ مَا لَنَا فِیْ بَنٰتِكَ مِنْ حَقٍّ ۚ وَ اِنَّكَ لَتَعْلَمُ مَا نُرِیْدُ ۝ قَالَ لَوْ اَنَّ لِیْ بِكُمْ قُوَّةً اَوْ اٰوِیْۤ اِلٰی رُكْنٍ شَدِیْدٍ ۝ قَالُوْا یٰلُوْطُ اِنَّا رُسُلُ رَبِّكَ لَنْ یَّصِلُوْۤا اِلَیْكَ فَاَسْرِ بِاَهْلِكَ بِقِطْعٍ مِّنَ الَّیْلِ وَ لَا یَلْتَفِتْ مِنْكُمْ اَحَدٌ اِلَّا امْرَاَتَكَ ؕ اِنَّهٗ مُصِیْبُهَا مَاۤ اَصَابَهُمْ ؕ اِنَّ مَوْعِدَهُمُ الصُّبْحُ ؕ اَلَیْسَ الصُّبْحُ بِقَرِیْبٍ ۝ (هود: ۱۱/ ۷۷ تا ۸۱)

" اور جب ہمارے بھیجے ہوئے لوط (علیہ السلام) کے پاس پہنچے تو وہ ان کے آنے سے غمگین ہوا اور دل میں تنگ ہوا اور کہا آج کا دن بڑا سخت ہے اور اس کے پاس اس کی قوم بے اختیار دوڑتی ہوئی آئی اور یہ لوگ پہلے ہی سے برے کام کیا کرتے تھے۔ کہا اے میری قوم! یہ میری (قوم کی) بیٹیاں ہیں، یہ تمھارے لیے پاک ہیں، سو تم اللہ سے ڈرو اور میرے مہمانوں میں مجھے ذلیل نہ کرو، کیا تم میں کوئی بھی بھلا آدمی نہیں۔ انھوں نے کہا یقیناً تو جانتا ہے کہ ہمیں تیری بیٹیوں سے کوئی غرض نہیں اور تجھے معلوم ہے جو ہم چاہتے ہیں۔ کہا کہ کاش! مجھے تمھارے مقابلہ کی طاقت ہوتی یا

میں کسی زبردست سہارے کی پناہ جالیتا۔''

ثابت ہوا لوط علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ یہی بات الحجر (۶۱،۶۲) اور العنکبوت (۳۳) میں بیان ہوئی، سورۂ یوسف میں ہے:

قَالَ بَلْ سَوَّلَتْ لَكُمْ اَنْفُسُكُمْ اَمْرًا ؕ فَصَبْرٌ جَمِيْلٌ ؕ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّاْتِيَنِيْ بِهِمْ جَمِيْعًا ؕ اِنَّهٗ هُوَ الْعَلِيْمُ الْحَكِيْمُ ۝ وَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ يٰۤاَسَفٰى عَلٰى يُوْسُفَ وَابْيَضَّتْ عَيْنٰهُ مِنَ الْحُزْنِ فَهُوَ كَظِيْمٌ ۝

(یوسف: ۱۲/ ۸۳، ۸۴)

''کہا بلکہ تم نے دل سے ایک بات بنا لی ہے، اب صبر ہی بہتر ہے، اللہ سے امید ہے شاید اللہ ان سب کو میرے پاس لے آئے، وہی جاننے والا، حکمت والا ہے اور اس نے ان سے منہ پھیر لیا اور کہا ہائے یوسف! اور غم سے اس کی آنکھیں سفید ہو گئیں، پس وہ سخت غمگین ہوا۔''

ثابت ہوا سیدنا یعقوب علیہ السلام غیب نہ جانتے تھے۔ یہی بات سورۂ یوسف: ۸ تا ۲۰۔ ۶۳ تا ۶۶) میں بیان ہوئی۔ سورۂ نمل میں ہے:

وَتَفَقَّدَ الطَّيْرَ فَقَالَ مَا لِيَ لَاۤ اَرَى الْهُدْهُدَ ۖ اَمْ كَانَ مِنَ الْغَآئِبِيْنَ ۝ لَاُعَذِّبَنَّهٗ عَذَابًا شَدِيْدًا اَوْ لَاَاذْبَحَنَّهٗۤ اَوْ لَيَاْتِيَنِّيْ بِسُلْطٰنٍ مُّبِيْنٍ ۝ فَمَكَثَ غَيْرَ بَعِيْدٍ فَقَالَ اَحَطْتُّ بِمَا لَمْ تُحِطْ بِهٖ وَجِئْتُكَ مِنْ سَبَاٍۭ بِنَبَاٍ يَّقِيْنٍ ۝ اِنِّيْ وَجَدْتُّ امْرَاَةً تَمْلِكُهُمْ وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ وَّلَهَا عَرْشٌ عَظِيْمٌ ۝ وَجَدْتُّهَا وَقَوْمَهَا يَسْجُدُوْنَ لِلشَّمْسِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ اَعْمَالَهُمْ فَصَدَّهُمْ عَنِ السَّبِيْلِ فَهُمْ لَا يَهْتَدُوْنَ ۝ اَلَّا يَسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ يُخْرِجُ الْخَبْءَ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَيَعْلَمُ مَا تُخْفُوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ۝ اَللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ ۝ قَالَ سَنَنْظُرُ اَصَدَقْتَ اَمْ كُنْتَ مِنَ الْكٰذِبِيْنَ ۝ اِذْهَبْ بِّكِتٰبِيْ هٰذَا فَاَلْقِهْ اِلَيْهِمْ ثُمَّ تَوَلَّ عَنْهُمْ فَانْظُرْ مَاذَا يَرْجِعُوْنَ ۝ (النمل: ۲۷/ ۲۰ تا ۲۸)

''اور پرندوں کی حاضری لی تو کہا کیا بات ہے جو میں ہدہد کو نہیں دیکھتا، کیا وہ غیر

حاضر ہے، میں اسے سخت سزا دوں گا یا اسے ذبح کر دوں گا یا وہ میرے پاس کوئی صاف دلیل بیان کرے۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد ہد ہد حاضر ہوا اور کہا کہ میں آپ کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سبا سے آپ کے پاس ایک یقینی خبر لایا ہوں۔ میں نے ایک عورت کو پایا جو ان پر بادشاہی کرتی ہے اور اسے ہر چیز دی گئی ہے اور اس کا ایک بڑا تخت ہے۔ میں نے پایا کہ وہ اور اس کی قوم اللہ کے سوا سورج کو سجدہ کرتے ہیں اور شیطان نے ان کے اعمال کو انھیں آراستہ کر دکھایا ہے اور انھیں راستہ سے روک دیا ہے۔ وہ راہ (ہدایت) پر نہیں چلتے۔ اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمان اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب جانتا ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔ کہا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ میرا یہ خط لے جا اور ان کی طرف ڈال دے پھر ان کے ہاں سے واپس آجا پھر دیکھ وہ کیا جواب دیتے ہیں۔''

ثابت ہوا سیدنا سلیمان (علیہ السلام) غیب نہ جانتے تھے کہ ہد ہد نے کہا کہ میں آپ کے پاس وہ خبر لایا ہوں جو آپ کو معلوم نہیں اور سیدنا سلیمان علیہ السلام نے فرمایا ہم ابھی دیکھ لیتے ہیں کہ تو سچ کہتا ہے یا جھوٹوں میں سے ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ مجھے اس ساری بات کا پہلے ہی علم ہے۔

فَاَجْمِعُوْا كَيْدَكُمْ ثُمَّ ائْتُوْا صَفًّا ۚ وَقَدْ اَفْلَحَ الْيَوْمَ مَنِ اسْتَعْلٰى ﴿۶۴﴾ قَالُوْا يٰمُوْسٰٓى اِمَّآ اَنْ تُلْقِيَ وَاِمَّآ اَنْ نَّكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَلْقٰى ﴿۶۵﴾ قَالَ بَلْ اَلْقُوْا ۚ فَاِذَا حِبَالُهُمْ وَعِصِيُّهُمْ يُخَيَّلُ اِلَيْهِ مِنْ سِحْرِهِمْ اَنَّهَا تَسْعٰى ﴿۶۶﴾ فَاَوْجَسَ فِيْ نَفْسِهٖ خِيْفَةً مُّوْسٰى ﴿۶۷﴾ قُلْنَا لَا تَخَفْ اِنَّكَ اَنْتَ الْاَعْلٰى ﴿۶۸﴾ (طٰهٰ: ۲۰/ ۶۴ تا ۶۸)

''پھر تم اپنی تدبیر جمع کر کے صف باندھ کر آؤ اور تحقیق آج جیت گیا جو غالب رہا، کہا اے موسیٰ! یا تو ڈال اور یا ہم پہلے ڈالنے والے ہوں۔ کہا بلکہ تم ڈالو۔ پس اچانک ان کی رسیاں اور لاٹھیاں ان کے جادو سے اس کے خیال میں آئیں کہ دوڑ رہی ہیں۔ پھر موسیٰ نے اپنے دل میں ڈر محسوس کیا۔ ہم نے کہا ڈر مت، بے شک

تو ہی غالب ہوگا۔''

وَمَآ اَعْجَلَكَ عَنْ قَوْمِكَ يٰمُوْسٰى ۝ قَالَ هُمْ اُولَآءِ عَلٰٓى اَثَرِيْ وَعَجِلْتُ اِلَيْكَ رَبِّ لِتَرْضٰى ۝ قَالَ فَاِنَّا قَدْ فَتَنَّا قَوْمَكَ مِنْۢ بَعْدِكَ وَاَضَلَّهُمُ السَّامِرِيُّ ۝ فَرَجَعَ مُوْسٰٓى اِلٰى قَوْمِهٖ غَضْبَانَ اَسِفًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اَلَمْ يَعِدْكُمْ رَبُّكُمْ وَعْدًا حَسَنًا ۚ اَفَطَالَ عَلَيْكُمُ الْعَهْدُ اَمْ اَرَدْتُّمْ اَنْ يَّحِلَّ عَلَيْكُمْ غَضَبٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ فَاَخْلَفْتُمْ مَّوْعِدِيْ ۝ (طٰهٰ : ۲۰/ ۸۳ تا ۸۶)

''اور اے موسیٰ! تجھے اپنی قوم سے پہلے جلدی آنے کا کیا سبب ہوا؟ کہا وہ بھی میرے پیچھے ہی آرہے ہیں اور اے میرے رب! میں جلدی تیری طرف آیا تا کہ تو خوش ہو۔ فرمایا تیری قوم کو تیرے بعد ہم نے آزمائش میں ڈال دیا ہے اور انھیں سامری نے گمراہ کر دیا ہے۔ پھر موسیٰ اپنی قوم کی طرف غصے سے بھرا ہوا افسوس کرتے ہوئے لوٹا، کہا اے میری قوم! کیا تمھارے رب نے تم سے اچھا وعدہ نہیں کیا تھا، پھر کیا تم پر بہت زمانہ گزر گیا تھا یا تم نے چاہا کہ تم پر تمھارے رب کا غصہ نازل ہو، تب تم نے مجھ سے وعدہ خلافی کی۔''

ثابت ہوا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام غیب نہیں جانتے تھے۔ یہی بات الأعراف (۱۴۳) طٰہٰ (۲۱) النمل: (۱۰) اور القصص (۲۰) میں بیان ہوئی ہے۔

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام غیب نہیں جانتے، دیکھیے المائدۃ (۱۱۶تا۱۲۰)

ذِكْرُ رَحْمَتِ رَبِّكَ عَبْدَهٗ زَكَرِيَّا ۝ اِذْ نَادٰى رَبَّهٗ نِدَآءً خَفِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّاْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ وَاِنِّيْ خِفْتُ الْمَوَالِيَ مِنْ وَّرَآءِيْ وَكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا فَهَبْ لِيْ مِنْ لَّدُنْكَ وَلِيًّا ۝ يَّرِثُنِيْ وَيَرِثُ مِنْ اٰلِ يَعْقُوْبَ ۖ وَاجْعَلْهُ رَبِّ رَضِيًّا ۝ يٰزَكَرِيَّآ اِنَّا نُبَشِّرُكَ بِغُلٰمِ ِۨ اسْمُهٗ يَحْيٰى ۙ لَمْ نَجْعَلْ لَّهٗ مِنْ قَبْلُ سَمِيًّا ۝ قَالَ رَبِّ اَنّٰى يَكُوْنُ لِيْ غُلٰمٌ وَّكَانَتِ امْرَاَتِيْ عَاقِرًا وَّقَدْ بَلَغْتُ مِنَ الْكِبَرِ عِتِيًّا ۝ قَالَ كَذٰلِكَ ۚ قَالَ رَبُّكَ هُوَ

عَلَیَّ هَیِّنٌ وَّ قَدْ خَلَقْتُكَ مِنْ قَبْلُ وَلَمْ تَكُ شَیْئًا ﴿۹﴾ قَالَ رَبِّ اجْعَلْ لِّیْٓ اٰیَةً ؕ قَالَ اٰیَتُكَ اَلَّا تُكَلِّمَ النَّاسَ ثَلٰثَ لَیَالٍ سَوِیًّا ﴿۱۰﴾ (مریم : ۱۹/ ۲ تا ۱۰)

''یہ تیرے رب کی مہربانی کا ذکر ہے جو اس کے بندے زکریا (علیہ السلام) پر ہوئی، جب اس نے اپنے رب کو خفیہ آواز سے پکار کر کہا اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہو گئی ہیں اور سر میں بڑھاپا چمکنے لگا ہے اور میرے رب! تجھ سے مانگ کر میں کبھی محروم نہیں ہوا اور بے شک میں اپنے بعد اپنے رشتہ داروں سے ڈرتا ہوں اور میری بیوی بانجھ ہے، پس تو اپنے ہاں سے ایک وارث عطا کر جو میرا اور یعقوب (علیہ السلام) کے خاندان کا بھی وارث ہو اور اے میرے رب! اسے پسندیدہ بنا۔ اے زکریا! بے شک ہم تجھے ایک لڑکے کی خوشخبری دیتے ہیں جس کا نام یحییٰ ہوگا، اس سے پہلے ہم نے اس نام کا کوئی پیدا نہیں کیا۔ کہا اے میرے رب! میرے لیے لڑکا کہاں سے ہوگا حالانکہ میری بیوی بانجھ ہے اور میں بڑھاپے میں انتہائی درجہ کو پہنچ گیا ہوں۔ کہا ایسا ہی ہوگا، تیرے رب نے کہا ہے کہ وہ مجھ پر آسان ہے اور میں نے تجھے اس سے پہلے پیدا کیا، حالانکہ تو کوئی چیز نہ تھا۔ کہا اے میرے رب! میرے لیے کوئی نشانی مقرر کر۔ کہا تیری نشانی یہ ہے کہ تو تین رات تک مسلسل لوگوں سے بات نہیں کر سکے گا۔''

ثابت ہوا کہ سیدنا زکریا علیہ السلام بھی غیب نہیں جانتے تھے۔ یہی بات آل عمران (۳۷ تا ۴۷) میں بھی بیان ہوئی ہے۔

اِذْ دَخَلُوْا عَلٰی دَاوٗدَ فَفَزِعَ مِنْهُمْ قَالُوْا لَا تَخَفْ ۚ خَصْمٰنِ بَغٰی بَعْضُنَا عَلٰی بَعْضٍ فَاحْكُمْ بَیْنَنَا بِالْحَقِّ وَلَا تُشْطِطْ وَاهْدِنَآ اِلٰی سَوَآءِ الصِّرَاطِ ﴿۲۲﴾ (ص : ۳۸/ ۲۲)

''جب وہ داؤد کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرایا کہا ڈر نہیں، دو جھگڑنے والے ہیں، ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان انصاف کا فیصلہ کیجیے اور بات کو دور نہ ڈالیے اور ہمیں سیدھی راہ پر چلا۔''

ثابت ہوا کہ سیدنا داؤد علیہ السلام بھی غیب نہیں جانتے تھے، تب ہی وہ ڈرے کہ یہ کون ہیں جو آئے ہیں۔

وَلِسُلَيْمٰنَ الرِّيْحَ غُدُوُّهَا شَهْرٌ وَّ رَوَاحُهَا شَهْرٌ ۚ وَ اَسَلْنَا لَهٗ عَيْنَ الْقِطْرِ ؕ وَمِنَ الْجِنِّ مَنْ يَّعْمَلُ بَيْنَ يَدَيْهِ بِاِذْنِ رَبِّهٖ ؕ وَمَنْ يَّزِغْ مِنْهُمْ عَنْ اَمْرِنَا نُذِقْهُ مِنْ عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۱۲﴾ يَعْمَلُوْنَ لَهٗ مَا يَشَآءُ مِنْ مَّحَارِيْبَ وَتَمَاثِيْلَ وَجِفَانٍ كَالْجَوَابِ وَقُدُوْرٍ رّٰسِيٰتٍ ؕ اِعْمَلُوْٓا اٰلَ دَاوٗدَ شُكْرًا ؕ وَقَلِيْلٌ مِّنْ عِبَادِيَ الشَّكُوْرُ ﴿۱۳﴾ فَلَمَّا قَضَيْنَا عَلَيْهِ الْمَوْتَ مَا دَلَّهُمْ عَلٰى مَوْتِهٖٓ اِلَّا دَآبَّةُ الْاَرْضِ تَاْكُلُ مِنْسَاَتَهٗ ۚ فَلَمَّا خَرَّ تَبَيَّنَتِ الْجِنُّ اَنْ لَّوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ الْغَيْبَ مَا لَبِثُوْا فِي الْعَذَابِ الْمُهِيْنِ ﴿۱۴﴾ (سبا : ۳۴/ ۱۲ تا ۱۴)

''اور ہوا کو سلیمان (علیہ السلام) کے تابع کر دیا تھا جس کی صبح کی منزل مہینے بھر کی راہ اور شام کی منزل مہینے بھر کی راہ تھی اور ہم نے اس کے لیے تانبے کا چشمہ بہا دیا تھا اور کچھ جن اس کے آگے اس کے رب کے حکم سے کام کیا کرتے تھے اور جو کوئی ان میں سے ہمارے حکم سے پھر جاتا تھا تو ہم اسے آگ کا عذاب چکھاتے تھے، جو وہ چاہتا اس کے لیے بناتے تھے، قلعے اور تصویریں اور حوض جیسے لگن اور جمی رہنے والی دیگیں۔ اے آل داؤد! تم بطور شکر نیک کام کیا کرو اور میرے بندوں میں سے شکر گزار تھوڑے ہیں۔ پھر جب ہم نے اس پر موت کا حکم کیا تو انھیں اس کی موت کا پتا نہ دیا مگر گھن کے کیڑے نے جو اس کے عصا کو کھا رہا تھا، جب گر پڑا تو جنوں نے معلوم کیا کہ اگر وہ غیب کو جانتے ہوتے تو اس ذلت کے عذاب میں نہ پڑے رہتے۔''

ثابت ہوا کہ جن بھی غیب نہیں جانتے۔ تبھی انھیں سیدنا سلیمان علیہ السلام کی موت کا علم نہ ہوا، یہاں تک کہ گھن کے کیڑے نے عصا کو کھا لیا اور سیدنا سلیمان علیہ السلام زمین پر مردہ حالت میں گر پڑے۔ اتنی دیر سیدنا سلیمان علیہ السلام عصا کی ٹیک پر مردہ حالت میں رہے اور جب عصا کو گھن نے کھا لیا تو زمین پر گر گئے۔ ثابت ہوا کہ وہ فوت ہونے کے بعد مردہ حالت میں تھے زندہ نہ تھے۔ جیسا کہ آج کل لوگ کہتے ہیں۔

وَعَلَّمَ اٰدَمَ الْاَسْمَآءَ كُلَّهَا ثُمَّ عَرَضَهُمْ عَلَى الْمَلٰٓئِكَةِ ۙ فَقَالَ اَنْۢبِـُٔوْنِيْ بِاَسْمَآءِ هٰٓؤُلَآءِ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۳۱﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ لَا عِلْمَ لَنَآ اِلَّا مَا عَلَّمْتَنَا ؕ اِنَّكَ اَنْتَ

الْعَلِیْمُ الْحَکِیْمُ ﴿۳۲﴾ قَالَ یٰۤاٰدَمُ اَنْۢبِئْهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۚ فَلَمَّاۤ اَنْۢبَاَهُمْ بِاَسْمَآىِٕهِمْ ۙ قَالَ اَلَمْ اَقُلْ لَّكُمْ اِنِّیْۤ اَعْلَمُ غَیْبَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۙ وَ اَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا كُنْتُمْ تَكْتُمُوْنَ ﴿۳۳﴾ (البقرة : ۲/ ۳۱ تا ۳۳)

''اور اللہ نے آدم (علیہ السلام) کو سب چیزوں کے نام سکھائے پھر ان سب چیزوں کو فرشتوں کے سامنے پیش کیا، پھر فرمایا مجھے ان کے نام بتاؤ اگر تم سچے ہو۔ انھوں نے کہا تو پاک ہے، ہم تو اتنا ہی جانتے ہیں جتنا تو نے ہمیں بتایا ہے۔ بے شک تو بڑے علم والا، حکمت والا ہے۔ فرمایا اے آدم! ان چیزوں کے نام بتا دو۔ پھر جب آدم! نے انھیں ان کے نام بتا دیے تو فرمایا کیا میں نے تمھیں نہیں کہا تھا کہ میں آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزیں جانتا ہوں اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جو چھپاتے ہو اسے بھی جانتا ہوں۔''

ثابت ہوا کہ فرشتے غیب نہیں جانتے اور ان آیات سے اس بات کا بھی پتا چلا کہ مخلوق کو اسی بات کا پتا ہے جس کا اسے علم دیا گیا ہے اور مخلوق غیب نہیں جانتی اور یہ بھی ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے پہلے آدم علیہ السلام کو بھی ان چیزوں کے ناموں کا پتا نہ تھا اور یہ اصول ساری مخلوق پر عائد ہوتا ہے۔

## رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غیب نہ جانتے تھے:

غیب کے سلسلے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق ہم یہاں تین زمانوں کا ذکر کریں گے:

1. نبوت سے پہلے کا زمانہ۔
2. نبوت کا زمانہ۔
3. آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد کا زمانہ۔

### ① نبوت سے پہلے کا زمانہ:

قرآن مجید میں ان مقامات پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ نبی بننے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ان باتوں کا علم نہ تھا:

وَ كَذٰلِكَ اَوْحَیْنَاۤ اِلَیْكَ رُوْحًا مِّنْ اَمْرِنَا ؕ مَا كُنْتَ تَدْرِیْ مَا الْكِتٰبُ وَ لَا الْاِیْمَانُ وَ لٰكِنْ جَعَلْنٰهُ نُوْرًا نَّهْدِیْ بِهٖ مَنْ نَّشَآءُ مِنْ عِبَادِنَا ؕ

وَاِنَّكَ لَتَهۡدِیۡۤ اِلٰی صِرَاطٍ مُّسۡتَقِیۡمٍ ﴿۵۲﴾ (الشوریٰ : ۴۲/ ۵۲)

''اور اسی طرح ہم نے اپنے حکم سے ایک روح تیری طرف بھیجی، تجھ کو یہ بھی معلوم نہیں تھا کہ کتاب کیا چیز ہے اور نہ ایمان معلوم تھا لیکن ہم نے قرآن کو ایک نور بنایا، ہم اپنے بندوں میں سے جس کو چاہتے ہیں اس قرآن سے راہ پر لگا دیتے ہیں اور بے شک آپ سیدھی راہ کی طرف رہنمائی کرتے ہیں۔''

وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الۡغَرۡبِیِّ اِذۡ قَضَیۡنَاۤ اِلٰی مُوۡسَی الۡاَمۡرَ وَمَا كُنۡتَ مِنَ الشّٰهِدِیۡنَ ﴿۴۴﴾ وَلٰكِنَّاۤ اَنۡشَاۡنَا قُرُوۡنًا فَتَطَاوَلَ عَلَیۡهِمُ الۡعُمُرُ ۚ وَمَا كُنۡتَ ثَاوِیًا فِیۡۤ اَهۡلِ مَدۡیَنَ تَتۡلُوۡا عَلَیۡهِمۡ اٰیٰتِنَا ۙ وَلٰكِنَّا كُنَّا مُرۡسِلِیۡنَ ﴿۴۵﴾ وَمَا كُنۡتَ بِجَانِبِ الطُّوۡرِ اِذۡ نَادَیۡنَا وَلٰكِنۡ رَّحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ لِتُنۡذِرَ قَوۡمًا مَّاۤ اَتٰىهُمۡ مِّنۡ نَّذِیۡرٍ مِّنۡ قَبۡلِكَ لَعَلَّهُمۡ یَتَذَكَّرُوۡنَ ﴿۴۶﴾

(القصص : ۲۸/ ۴۴ تا ۴۶)

''اور آپ (اے نبی!) غربی جانب نہیں تھے جب ہم نے موسیٰ کو حکم بھیجا اور نہ اس واقعہ کو دیکھنے والے تھے لیکن ہم نے بہت سی نسلیں پیدا کیں پھر ان پر مدت دراز گزری اور تو (اے نبی!) مدین والوں میں نہیں رہتا تھا کہ انھیں ہماری آیتیں سناتا لیکن ہم رسول بھیجتے رہے اور تو (اے نبی!) طور کے کنارے پر نہ تھا جب ہم نے آواز دی لیکن تیرے رب کا یہ انعام ہے تاکہ ان لوگوں کو ڈرائے جن کے پاس تجھ سے پہلے کوئی ڈرانے والا نہیں آیا، تاکہ وہ نصیحت حاصل کریں۔''

وَمَا كُنۡتَ تَرۡجُوۡۤا اَنۡ یُّلۡقٰۤی اِلَیۡكَ الۡكِتٰبُ اِلَّا رَحۡمَةً مِّنۡ رَّبِّكَ فَلَا تَكُوۡنَنَّ ظَهِیۡرًا لِّلۡكٰفِرِیۡنَ ﴿۸۶﴾ (القصص : ۲۸/ ۸۶)

''اور تمھیں (اے نبی!) امید نہ تھی کہ تم پر کتاب اتاری جائے گی مگر تمھارے رب کی مہربانی ہوئی پھر تم ہرگز کافروں کی طرف داری نہ کرنا۔''

یعنی طور پر جب ہم نے موسیٰ (ﷺ) سے کلام کیا اور اسے وحی اور رسالت سے نوازا تو اے محمد (ﷺ)! تو نہ وہاں موجود تھا اور نہ یہ منظر دیکھنے والوں میں سے تھا بلکہ یہ غیب کی وہ باتیں ہیں جو ہم وحی کے ذریعے تجھے بتلا رہے ہیں جو اس بات کی دلیل ہیں کہ تو اللہ کا سچا

پیغمبر ہے کیونکہ نہ تو نے یہ باتیں کسی سے سیکھی ہیں نہ خود ہی ان کا مشاہدہ کیا ہے۔ یہ مضمون اور بھی کئی جگہ بیان کیا گیا ہے۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے آل عمران : ۴۴۔ یونس : ۱۶۔ ہود : ۴۹۔ یوسف : ۳، ۱۰۲۔ الضحیٰ : ۷) (یعنی آپ ﷺ اس وقت حاضر و ناظر نہ تھے)۔

### ④ نبوت کا زمانہ:

یعنی نبی بننے سے لے کر فوت ہونے تک کا زمانہ۔ اللہ تعالیٰ نے گزشتہ و آئندہ کے بے شمار واقعات، برزخ اور قبر کے حالات، میدان محشر کے نقشے، جنت اور دوزخ کی کیفیت، الغرض وہ تمام علوم جو آپ ﷺ کے شایان شان تھے، وہ سب آپ ﷺ کو عطا کیے اور ان کا اندازہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔ صحیح بخاری کی حدیث کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام، سیدنا خضر علیہ السلام اور چڑیا کے بارے میں آپ پیچھے پڑھ چکے ہیں۔ یہ مثال محض سمجھانے کے لیے ہے ورنہ مخلوق کے محدود علم کو اللہ تعالیٰ کے غیر محدود علم کے ساتھ کوئی نسبت نہیں۔ (حاشیہ بخاری: ۴۸۲/۱) یہی وجہ ہے کہ قرآن کریم میں جگہ جگہ عالم الغیب کا لفظ اللہ تعالیٰ کی خاص صفت کے طور پر ذکر کیا گیا ہے اور بہت سی جگہ رسول ﷺ سے عالم الغیب ہونے کی نفی کی گئی ہے اور یہ لفظ قرآن و حدیث میں کہیں نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ عالم الغیب ہیں۔

اسی طرح بہت سی احادیث میں بھی یہ مضمون ارشاد ہوا ہے۔ ان آیات و احادیث کو نقل کیا جائے تو اس کے لیے ایک ضخیم کتاب بھی کافی نہیں ہوگی اور علمائے اہل سنت والجماعت کا یہی مسلک ہے کہ اللہ کے سوا کسی کو عالم الغیب کہنا درست نہیں:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (النمل : ۲۷/ ۶۵)

''کہہ دو اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انھیں اس کی بھی خبر نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا ارشاد ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ رسول ﷺ غیب جانتے تھے اس نے اللہ تعالیٰ پر بہتان باندھا۔ ❶ نیز دیکھیے یہ کتاب ص ۱۸۹ تا ۱۹۱

اب قرآن، صحیح احادیث اور فقہ حنفی کی کتابوں سے کچھ حوالہ جات اس سلسلہ میں درج کیے

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃ و النجم) باب: ۴۸۵۵

جاتے ہیں، جن سے کلی طور پر ثابت ہوجاتا ہے کہ آپ ﷺ زندگی میں حاضر و ناظر نہ تھے۔

## قرآن و حدیث سے حوالہ جات:

۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر افک کا معاملہ، جس کی حقیقت کا رسول ﷺ کو وحی سے پہلے علم نہ ہوا۔ ❶

۲ شہد کا واقعہ جس میں رسول ﷺ کی دو بیویوں نے منصوبہ بندی کی اور اس کے نتیجے میں رسول ﷺ نے اپنے اوپر شہد حرام فرمالیا، بعد میں اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو ساری بات بتادی۔ ❷

۳ ہم نے کچھ پیغمبروں کا حال تجھ سے بیان کیا، کچھ کا نہ کیا۔ (النساء:۱۶۴) یاد رہے کہ قرآن کریم میں تو صرف ۲۵ انبیاء و رسل کا ذکر اور ان کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں، جب کہ انبیاء کی کل تعداد بہت زیادہ ہے۔

۴ پیغمبروں سے اللہ پوچھے گا تمھیں کیا جواب ملا؟ وہ کہیں گے ہمیں پتا نہیں ہے۔ (المائدۃ: ۱۰۹)

۵ اللہ کے سوا کسی کو پتا نہیں کہ وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ (النمل :۶۵)

۶ پانچ غیب اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (لقمان : ۳۴)

۷ قیامت کے وقت کا رسول اللہ ﷺ کو پتا نہیں۔ (الأحزاب : ۶۳۔ الشوریٰ : ۱۷۔ الاعراف : ۱۸۷۔ طه : ۱۵۔ النمل : ۶۵۔ لقمان : ۳۴۔ حم السجدۃ : ۴۷۔ الزخرف : ۸۵۔ الملك : ۲۵، ۲۶)

۸ آپ ﷺ نے وفات سے ایک ماہ پہلے فرمایا قیامت کے وقت کا علم صرف اللہ کو ہے۔ ❸

۹ اللہ کے لشکروں کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔ (المدثر : ۳۱)

---

❶ دیکھیے النور: ۱۲ تا ۲۶ اور بخاری، کتاب المغازی، باب حدیث الإفك : ۴۱۴۱]

❷ التحریم : ۱تا ۴ و بخاری، کتاب التفسیر، باب : ﴿ یایها النبی لم تحرم ما أحل الله لك ﴾: ۴۹۱۲۔ ۵۲۶۷، ۵۲۶۸

❸ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب بیان معنی قوله ﷺ : (( علی رأس مائة سنة یبقی نفس منفوسة ممن هو موجود الآن )) : ۲۵۳۸

10 عبداللہ ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ نابینا صحابی کا قصہ اور وحی۔ (عبس: 1تا12)

11 مدینہ اور اس کے ارد گرد کچھ منافق ہیں، نفاق پر اڑے ہوئے، آپ ان کو نہیں جانتے، ہم جانتے ہیں۔ (التوبہ: 101)

12 رسول اللہ ﷺ کا آسمانوں پر تشریف لے جانا اور جبریل علیہ السلام سے بار بار پوچھنا یہ کون ہیں۔ پانچ دفعہ پوچھا یہ کون ہیں۔ پھر مجھے جبریل سدرۃ المنتہٰی تک لے گئے جس کے رنگوں کا مجھے علم نہیں کہ کیسے ہیں۔ ❶

13 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی بیت اللہ کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون بزرگ ہیں تو فرشتوں نے بتایا کہ یہ مسیح ابن مریم (علیہ السلام) ہیں پھر میں نے ایک شخص کو طواف کرتے دیکھا میں نے پوچھا یہ کون ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ دجال ہے۔'' ❷

14 سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ جو شخص بھی تم سے یہ تین باتیں بیان کرے وہ جھوٹا ہے کہ (1) رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا (2) رسول اللہ ﷺ آنے والے کل کی بات جانتے تھے اور (3) جو کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے تبلیغ دین میں کوئی بات چھپائی تھی۔ ❸

15 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دوزخ میں آنکڑے ہوں گے، ان کے طول و عرض کو سوائے اللہ تعالیٰ کے کوئی نہیں جانتا۔'' ❹

16 فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں سیدہ ام ہانی رضی اللہ عنہا حاضر ہوئیں۔ وہ بیان کرتی ہیں کہ آپ ﷺ غسل کر رہے تھے اور آپ کی بیٹی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا پردہ کیے

---

❶ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب کیف فرضت الصلاۃ فی الإسراء: 349، 3342۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب الإسراء برسول اللہ ﷺ إلی السموات وفرض الصلوات: 163

❷ بخاری کتاب التعبیر، باب رؤیا اللیل: 6999۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب ذکر المسیح ابن مریم والمسیح الدجال: 169

❸ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃ والنجم) باب: 4855۔ مسلم کتاب الإیمان، باب معنی قول اللہ عزوجل ﴿ و لقد رآہ نزلۃ أخرىٰ﴾ وھل رأی النبی ﷺ ربہ لیلۃ الإسراء: 177

❹ بخاری، کتاب الرقاق، باب الصراط جسر جھنم: 6573۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب معرفۃ طریق الرؤیۃ: 182

ہوئے تھیں، میں نے آپ ﷺ کو سلام کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں ام ہانی ہوں۔ ❶

۱۷ ایک سفر میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا۔ رسول اللہ ﷺ اور لوگ آپ ﷺ کے ساتھ ٹھہر گئے۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے والد ماجد بہت خفا ہوئے، بعد میں اس اونٹ کو کھڑا کیا گیا جس پر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سوار تھیں تو ہار اسی کے نیچے سے مل گیا۔ ❷

۱۸ آپ ﷺ کے مرض الوفات میں جب آپ کا مرض بڑھ گیا تو آپ بار بار بے ہوش ہوئے، جب ہوش آتا تو فرماتے کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی ہے؟ عرض کیا جاتا نہیں، لوگ آپ (ﷺ) کا انتظار کر رہے ہیں۔ ایسا تین بار ہوا۔ ❸

۱۹ رسول اللہ ﷺ نے چالیس یا ستر قرآن کے عالم صحابہ کی ایک جماعت مشرکین کے پاس بھیجی تھی، انھوں نے ان کو شہید کر ڈالا۔ رسول اللہ ﷺ بہت رنجیدہ اور غمگین ہوئے۔ ❹

۲۰ رسول اللہ ﷺ سوئے رہے، سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ، سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی سوئے رہے، سورج پوری طرح نکل آیا اور صبح کی نماز وقت پر نہ پڑھ سکے۔ ❺

۲۱ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے۔ اس وقت ایک عورت میرے پاس بیٹھی تھی۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون ہے؟'' میں نے عرض کیا فلاں عورت ہے۔ ❻

---

❶ بخاری کتاب الغسل، باب التستر فی الغسل عند الناس: ۲۸۰۔ مسلم کتاب صلاۃ المسافرین، باب استحباب صلاۃ الضحی...... الخ: ۸۲/ ۳۳۶

❷ بخاری کتاب التیمم، باب: ۳۳۴، ۳۶۷۲۔ مسلم، کتاب الحیض، باب التیمم: ۳۶۷

❸ بخاری، کتاب الأذان، باب إنما جعل الإمام لیؤتم به: ۶۸۷۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب استخلاف الإمام إذا عرض له عذر من مرض و سفر...... الخ: ۴۱۸

❹ بخاری، کتاب الوتر، باب القنوت قبل الرکوع و بعده: ۱۰۰۱، ۱۳۰۰۔ مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب القنوت فی جمیع الصلوات...... الخ: ۶۷۷۔ ۳۰۱/ ۶۷۷

❺ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب الأذان بعد ذهاب الوقت: ۵۹۵۔ مسلم، کتاب المساجد باب قضاء الصلاۃ الفائتة و استحباب تعجیل قضائها: ۶۸۰، ۶۸۱

❻ بخاری، کتاب التهجد، باب ما یکره من التشدید فی العبادة: ۱۱۵۱۔ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم من قیام اللیل وغیره...... الخ: ۲۲۱/ ۷۸۵

۴۲ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ جب رسول اللہ ﷺ بادل کا کوئی ایسا ٹکڑا دیکھتے جس سے بارش کی امید ہوتی تو آپ ﷺ کے چہرہ مبارک کا رنگ بدل جاتا اور فرماتے میں نہیں جانتا ممکن ہے یہ بادل بھی ویسا ہی ہو جس کے بارے میں قوم عاد نے کہا تھا کہ یہ بادل ہم پر برسنے والا ہے، حالانکہ اس میں دردناک عذاب تھا۔ ❶

۴۳ ایک دفعہ سورج گرہن ہوا تو آپ ﷺ بہت گھبرا کر اٹھے، اس ڈر سے کہ کہیں قیامت نہ قائم ہو جائے۔ ❷

۴۴ جب آپ ﷺ کی بیٹی سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کی وفات ہوئی تو آپ ﷺ تشریف لائے اور فرمایا: ''غسل سے فارغ ہونے پر مجھے خبر دینا۔'' پھر غسل سے فارغ ہونے کے بعد آپ ﷺ کو خبر دی گئی۔ ❸

۴۵ ایک صحابی یا صحابیہ فوت ہو گئی لیکن رسول اللہ ﷺ کو اس کی وفات کی خبر کسی نے نہ دی۔ ایک دن آپ ﷺ نے خود یاد فرمایا کہ وہ شخص دکھائی نہیں دیتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے کہا اس کا تو انتقال ہو گیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر تم نے مجھے خبر کیوں نہ دی، چلو مجھے اس کی قبر بتا دو۔'' ❹

۴۶ سیدنا ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے دیکھا رسول اللہ ﷺ رات کو اکیلے چل رہے تھے، سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے پیچھے چلنے لگے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مڑے، ابوذر کو دیکھا اور دریافت فرمایا: ''کون ہے؟'' جناب ابوذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا ابوذر۔ ❺

---

❶ بخاری، کتاب بدء الخلق، باب ما جاء فی قوله: ﴿ و هو الذی یرسل الریاح بُشرًا بین یدی رحمته ﴾ : ۳۲۰۶۔ مسلم، کتاب صلاة الاستسقاء، باب التعوذ عند رؤیة الریح والغیم والفرح بالمطر: ۱۶/ ۸۹۹

❷ بخاری، کتاب الکسوف، باب الذکر فی الکسوف : ۱۰۵۹۔ مسلم، کتاب الکسوف، باب ذکر النداء بصلاة الکسوف (( الصلاة جامعة )) : ۹۱۲

❸ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یستحب أن یغسل وترًا : ۱۲۵۴، ۱۲۵۸۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فی غسل المیت : ۹۳۹

❹ بخاری، کتاب الصلاة، باب کنس المسجد و التقاط الخرق و القذی و العیدان : ۴۵۸۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب الصلاة علی القبر : ۹۵۶

❺ بخاری، کتاب الرقاق، باب المکثرون هم المقلون : ۶۴۴۳۔ مسلم، کتاب الزکاة، باب الترغیب فی الصدقة : ۳۳/ ۹۴، بعد ۹۹۱

۲۷ دو عورتیں آپ ﷺ کے دروازے پر آئیں، ان کے سامنے سے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ گزرے۔ انھوں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے کہا ہمارے لیے یہ مسئلہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھیں اور ہمارا نام نہ لینا۔ بلال رضی اللہ عنہ اندر گئے اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ دو عورتیں یہ مسئلہ دریافت کرتی ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ دونوں کون ہیں؟'' بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کیا زینب نام کی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کون سی زینب؟'' ❶

۲۸ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اپنے گھر جاتا ہوں، وہاں مجھے میرے بستر پر کھجور پڑی ہوئی ملتی ہے، میں اسے کھانے کے لیے اٹھا لیتا ہوں لیکن پھر یہ ڈر ہوتا ہے کہ کہیں یہ صدقہ کی کھجور نہ ہو تو میں اسے پھینک دیتا ہوں۔'' ❷

۲۹ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں کوئی کھانے کی چیز لائی جاتی تو آپ ﷺ دریافت فرماتے یہ تحفہ ہے یا صدقہ۔ اگر کہا جاتا کہ صدقہ ہے تو آپ ﷺ اپنے اصحاب سے فرماتے کہ کھاؤ۔ ❸

۳۰ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''مجھے لیلۃ القدر دکھائی گئی لیکن پھر بھلوا دی گئی۔'' ❹

۳۱ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ مکہ میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے یہاں تشریف لائے، وہ رو رہی تھیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کیوں رو رہی ہو؟ میں نے عرض کیا اللہ کی قسم! میں نے اس سال حج نہیں کیا۔ آپ ﷺ نے پوچھا شاید کہ تو حائضہ ہو گئی ہے؟ میں نے کہا ہاں! ❺

---

❶ بخاری، کتاب الزکوٰۃ، باب الزکوٰۃ علی الزوج والأیتام فی الحجر : ۱۴۶۶۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب فضل النفقۃ والصدقۃ علی الأقربین...... الخ : ۱۰۰۰

❷ بخاری، کتاب فی اللقطۃ، باب إذا وجد تمرۃ فی الطریق : ۲۴۳۲۔ مسلم کتاب الزکوٰۃ، باب تحریم الزکوٰۃ علی رسول اللہ ﷺ...... الخ : ۱۰۷۰

❸ بخاری، کتاب الھبۃ و فضلھا والتحریص علیھا، باب قبول الھدیۃ : ۲۵۷۶۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب قبول النبی ﷺ الھدیۃ و ردۃ الصدقۃ : ۱۰۷۷

❹ بخاری، کتاب فضل لیلۃ القدر، باب التماس لیلۃ القدر فی السبع الأواخر : ۲۰۱۶۔ مسلم، کتاب الصیام، باب فضل لیلۃ لقدر والحث علی طلبھا...... الخ : ۱۱۶۷

❺ بخاری، کتاب الحیض، باب تقضی الحائض...... الخ : ۳۰۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب وجوہ الإحرام وأنہ یجوز إفراد...... الخ : ۱۲۰/ ۱۲۱۱

۳۲ حج کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: ''تم حلال ہو جاؤ، اگر مجھے وہ بات پہلے معلوم ہو جاتی جو بعد میں معلوم ہوئی تو میں قربانی کا جانور ساتھ نہ لاتا۔'' ❶

۳۳ فتح مکہ کے دن ایک شخص نے آکر خبر دی کہ ابن خطل غلاف کعبہ کے پردوں سے لٹک رہا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسے قتل کر دو۔ ❷

۳۴ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ پر زردی کا نشان دیکھا تو پوچھا یہ کیا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ میں نے نکاح کیا ہے۔ ❸

۳۵ غزوۂ خیبر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس سیدنا دحیہ رضی اللہ عنہ آئے اور عرض کی کہ مجھے کوئی باندی عنایت کیجیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا جاؤ باندی لے لو۔ انھوں نے صفیہ بنت حیی کو لے لیا۔ پھر ایک شخص رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ اے اللہ کے رسول! صفیہ تو سردار کی بیٹی ہے، انھیں آپ (ﷺ) نے دحیہ (رضی اللہ عنہ) کو دے دیا، وہ تو صرف آپ ہی کے لیے مناسب تھیں۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا کہ دحیہ کو صفیہ کے ساتھ بلاؤ۔ وہ لائے گئے، جب رسول اللہ ﷺ نے انھیں دیکھا تو فرمایا کہ قیدیوں میں سے کوئی اور باندی لے لو۔ پھر آپ ﷺ نے سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کو آزاد کر دیا اور انھیں اپنے نکاح میں لے لیا۔ ❹

۳۶ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے قیدی عورتوں سے عزل کیا پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کا حکم پوچھا تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کیا تم واقعی ایسا کرتے ہو۔'' تین مرتبہ یہ فرمایا۔ ❺

❶ بخاری، کتاب الحج، باب التمتع و القران...... الخ : ۱۵۶۸۔ مسلم، کتاب الحج، باب بیان وجوہ الإحرام...... الخ : ۱۲۱۶

❷ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب قتل الأسیر و قتل الصبر : ۳۰۴۴۔ مسلم، کتاب الحج، باب جواز دخول مكة......الخ : ۱۳۵۷

❸ بخاری، کتاب النكاح، باب كيف يدعى...... الخ : ۵۱۵۵۔ مسلم، کتاب النكاح، باب الصداق و جواز كونه ...... الخ : ۱۴۲۶

❹ بخاری، کتاب الصلاة، باب ما يذكر في الفخذ : ۳۷۱۔ مسلم، کتاب النكاح، باب فضيلة ...... الخ : ۱۳۶۵

❺ بخاری، کتاب النكاح، باب العزل: ۵۲۱۰۔ مسلم، کتاب النكاح، باب حكم العزل: ۱۲۷/ ۱۴۳۸

۳۷ رسول اللہ ﷺ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے تو وہاں ایک صاحب بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا عائشہ! یہ کون ہے؟ میں نے عرض کیا یہ میرا رضاعی بھائی ہے۔ ❶

۳۸ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں نے شادی کی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے دریافت فرمایا کہ کس سے شادی کی ہے؟ میں نے عرض کیا ایک بیوہ عورت سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کنواری سے کیوں نہ کی؟ میں نے عرض کیا میرے والد شہید ہو گئے اور انھوں نے کئی لڑکیاں چھوڑی ہیں، اس لیے میں نے یہ پسند نہیں کیا کہ ان کے پاس انھی جیسی لڑکی بیاہ لاؤں، اس لیے میں نے ایک ایسی عورت سے شادی کی ہے جو ان کی دیکھ بھال کر سکے۔ ❷

۳۹ رسول اللہ ﷺ کے سامنے ایک صحابی نے شکایت کی کہ اس نے اپنی بیوی کو ایک غیر مرد کے ساتھ تنہائی میں پایا اور رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ اس معاملے کا فیصلہ فرما دیں۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے دعا کی کہ اے اللہ! اس معاملہ کو صاف کر دے چنانچہ اس عورت نے بچہ اسی مرد کی شکل کا جنا جس کے متعلق شوہر نے دعویٰ کیا تھا کہ اسے انھوں نے اپنی بیوی کے ساتھ پایا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے میاں بیوی کے درمیان لعان کرایا۔ ❸

۴۰ سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ میں ایک مرتبہ بیمار پڑا، رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر رضی اللہ عنہ پیدل میری عیادت کو تشریف لائے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں اپنے مال میں کیا کروں، کس طرح اس کا فیصلہ کروں؟ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کوئی جواب نہیں دیا، یہاں تک کہ میراث کی آیت نازل ہوئی۔ ❹

۴۱ سیدنا نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ ان کے والد انھیں رسول اللہ ﷺ کی خدمت

---

❶ بخاری، کتاب الشهادات، باب الشهادة...... الخ: ۲۶۴۷۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب إنما الرضاع من المجاعة ...... الخ: ۱۴۵۵

❷ بخاری، کتاب البیوع، باب شراء الدوآب...... الخ: ۲۰۹۷۔ مسلم، کتاب الرضاع، باب استحباب نکاح البکر......الخ: ۵۶/ ۷۱۵، بعد ۱۴۶۶

❸ بخاری، کتاب الطلاق، باب قول الإمام...... الخ: ۵۳۱۶۔ مسلم، کتاب اللعان: ۱۴۹۷

❹ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿یوصیکم الله﴾...... الخ: ۴۵۷۷۔ مسلم، کتاب الفرائض، باب میراث الکلالة: ۱۶۱۶

میں لائے اور عرض کیا کہ میں نے اپنے اس بیٹے کو ایک غلام بطور ہبہ دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کیا ایسا ہی غلام دوسرے لڑکوں کو بھی دیا ہے۔ انھوں نے جواب دیا کہ نہیں تو آپ نے فرمایا پھر واپس لے لے۔ ❶

۴۲ ایک قبیلہ کے آٹھ افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور آپ سے اسلام پر بیعت کی، وہ بیمار پڑ گئے تو آپ نے ان سے کہا ہمارے چرواہے کے ساتھ اونٹوں میں چلے جاؤ، اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیو۔ وہ گئے، اونٹوں کا دودھ اور پیشاب پیا اور صحت مند ہوگئے۔ پھر انھوں نے رسول اللہ ﷺ کے چرواہے کو قتل کر دیا اور جانور بھگا کر لے گئے۔ اس کی اطلاع جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے، وہ پکڑے گئے اور لائے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سزا دی۔ ❷

۴۳ جنگ بدر کے دن دو لڑکوں نے اپنی تلواریں سنبھالیں اور ابو جہل پر جھپٹ پڑے اور حملہ کرکے اس کو قتل کر ڈالا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ ﷺ کو خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اسے مارا؟ دونوں نوجوانوں نے کہا کہ میں نے قتل کیا ہے تو آپ ﷺ نے ان سے پوچھا کیا تم نے اپنی تلواریں صاف کر لی ہیں۔ انھوں نے عرض کیا کہ نہیں، پھر رسول اللہ ﷺ نے دونوں تلواروں کو دیکھا اور فرمایا کہ تم دونوں ہی نے اسے مارا ہے۔ ❸

۴۴ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس ہوئے اور ہتھیار رکھ کر غسل کیا تو جبرئیل علیہ السلام آپ ﷺ کے پاس آئے اور وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہا آپ نے ہتھیار رکھ دیے، اللہ کی قسم! ابھی میں نے ہتھیار نہیں اتارے، آپ کو ان پر فوج کشی کرنی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ کن پر؟ تو انھوں

---

❶ بخاری، كتاب الهبة و فضلها، باب الهبة للولد : ۲۵۸۶۔ مسلم، كتاب الهبات، باب كراهة تفضيل......الخ : ۱۶۲۳

❷ بخاری، كتاب الجهاد والسير، باب إذا حرق المشرك......الخ : ۳۰۱۸۔ مسلم، كتاب القسامة والمحاربين، باب حكم المحاربين والمرتدين : ۱۰/ ۱۶۷۱

❸ بخاری كتاب فرض الخمس، باب من لم يخمس الأسلاب : ۳۱۴۱۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب استحقاق القاتل ...... الخ : ۱۷۵۲

نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ ❶

۴۵ جنگ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون دیکھ کر آئے گا کہ ابو جہل کا کیا ہوا ہے؟ سیدنا ابن مسعود رضی اللہ عنہ معلوم کرنے گئے تو دیکھا کہ عفراء کے دونوں لڑکوں نے اسے قتل کر دیا تھا اور اس کا جسم ٹھنڈا پڑا ہے۔ ❷

۴۶ رسول اللہ ﷺ سیدہ میمونہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں داخل ہوئے، انھوں نے بھنا ہوا سانڈا آپ کی خدمت میں پیش کیا، ایسا بہت کم ہوتا تھا کہ آپ کسی کھانے کے لیے اس وقت تک ہاتھ بڑھائیں جب تک آپ کو اس کے متعلق بتا نہ دیا جائے کہ فلاں کھانا ہے لیکن اس دن آپ نے بھنے ہوئے سانڈے کے گوشت کی طرف ہاتھ بڑھایا۔ اتنے میں وہاں موجود عورتوں میں سے ایک عورت نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ کو بتا کیوں نہیں دیتیں کہ اس وقت آپ ﷺ کے سامنے جو تم نے پیش کیا ہے وہ سانڈا ہے۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ سانڈے سے ہٹا لیا۔ خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بولے اے اللہ کے رسول! کیا سانڈا حرام ہے؟ آپ نے فرمایا: ''نہیں۔'' ❸

۴۷ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک صاحب بھوکے حاضر ہوئے، آپ ﷺ نے انھیں ازواج مطہرات کے ہاں بھیجا (تاکہ ان کو کھانا کھلا دیں) ازواج مطہرات نے کہلا بھیجا کہ ہمارے پاس پانی کے سوا کچھ نہیں ہے۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کون ان کی مہمان نوازی کرے گا؟ ایک انصاری صحابی بولے کہ میں کروں گا۔ ❹

۴۸ سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ ﷺ کو واقعہ کی اطلاع دی۔ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سے دریافت فرمایا: ''تم نے رات ہم

---

❶ بخاري، كتاب المغازي، باب مرجع النبيﷺ من الأحزاب و مخرجه إلى...... الخ : ۴۱۱۷۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب جواز قتال من نقض العهد وجواز إنزال...... الخ : ۱۷۶۹

❷ بخاري كتاب المغازي، باب قتل أبي جهل : ۳۹۶۲۔ مسلم، كتاب الجهاد، باب قتل أبي جهل : ۱۸۰۰

❸ بخاري، كتاب الذبائح، باب الضب : ۵۵۳۷۔ مسلم، كتاب الصيد و الذبائح، باب إباحة الضب : ۱۹۴۶

❹ بخاري كتاب التفسير، باب قوله ﴿ ويؤثرون على أنفسهم ﴾ : ۴۸۸۹، ۳۷۹۸۔ مسلم، كتاب الأشربة، باب إكرام الضيف ......الخ : ۲۰۵۴

بستری بھی کی تھی؟" انھوں نے عرض کیا جی ہاں! پھر آپ نے دعا کی تو ابو طلحہ رضی اللہ عنہ کے ہاں بچہ پیدا ہوا، اسے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ ﷺ نے بچہ کو لیا اور دریافت فرمایا: "اس کے ساتھ کوئی چیز بھی ہے؟" کہا گیا ہاں کھجوریں ہیں۔ ❶

۴۹ سیدنا جابر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے دروازہ کھٹکھٹایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "کون ہے؟" میں نے کہا میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: "میں، میں۔" جیسے آپ ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا۔ ❷

۵۰ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے دروازے کے سوراخ سے اندر جھانکنے لگا، اس وقت آپ ﷺ کے پاس لوہے کا کنگھا تھا، جس سے آپ ﷺ سر جھاڑ رہے تھے۔ جب آپ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا: "اگر مجھے معلوم ہوتا کہ تم (جھانکتے ہوئے) میرا انتظار کر رہے ہو تو میں اسے تمھاری آنکھ میں چبھو دیتا۔" پھر آپ ﷺ نے فرمایا: "اجازت لینے کا جو حکم دیا گیا وہ اسی لیے ہے کہ نظر نہ پڑے۔" ❸

۵۱ ایک یہودی عورت رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زہر ملا بکری کا گوشت لائی، آپ ﷺ نے اس میں سے کچھ کھایا پھر جب اس عورت کو لایا گیا تو اس نے زہر کا اقرار کر لیا تو کہا گیا کہ کیوں نہ اسے قتل کر دیا جائے؟ آپ ﷺ نے فرمایا: "نہیں۔" سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ اس زہر کا اثر میں نے ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے تالو میں محسوس کیا۔ ❹

۵۲ آپ ﷺ کا طویل خواب جس میں آپ ﷺ نے اپنا خواب بیان کرتے ہوئے صبح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے فرمایا: "رات کو میرے پاس دو آنے والے آئے، وہ مجھے ایک لیٹے ہوئے شخص کے پاس لے گئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: "سبحان اللہ! یہ دونوں

---

❶ بخاری، کتاب العقیقة، باب تسمیة المولود ...... الخ : ۵۴۷۰۔ مسلم، کتاب الآداب، باب استحباب تحنیك المولود...... الخ : ۲۳/ ۲۱۴۴

❷ بخاری، کتاب الاستئذان، باب إذا قال من ذا ؟...... الخ : ۶۲۵۰۔ مسلم، کتاب الآداب، باب کراهة قول المستأذن ...... الخ : ۲۱۵۵

❸ بخاری، کتاب الاستئذان، باب الاستئذان من أجل البصر : ۶۲۴۱۔ مسلم، کتاب الآداب، باب تحریم النظر فی...... الخ : ۲۱۵۶

❹ بخاری، کتاب الهبة و فضلها، باب قبول الهدیة من المشرکین : ۲۶۱۷۔مسلم، کتاب السلام، باب السهم : ۲۱۹۰

کون ہیں؟'' مجھ سے انھوں نے کہا آگے بڑھیے اور ہم ایک ایسے شخص کے پاس پہنچے جو پیٹھ کے بل لیٹا ہوا تھا...... میں نے کہا: ''سبحان اللہ! یہ دونوں کون ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے، پھر ہم ایک تنور نما گڑھے پر آئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون لوگ ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک نہر پر آئے...... میں نے ان دونوں سے پوچھا: ''یہ کون ہے؟'' انھوں نے کہا کہ آگے چلیے۔ پھر ہم ایک نہایت بدصورت آدمی کے پاس پہنچے...... میں نے ان دونوں سے کہا: ''یہ کیا ہے؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک باغ میں پہنچے...... میں نے پوچھا: ''یہ کون ہے؟ یہ بچے کون ہیں؟'' انھوں نے کہا آگے چلیے۔ پھر ہم ایک عظیم الشان باغ میں پہنچے...... پھر انھوں نے کہا ہم آپ کو بتائیں گے۔ ❶

۵۳ ایک رات مدینہ پر (ایک آواز سن کر) بڑا خوف چھا گیا۔ لوگ اس آواز کی طرف بڑھے لیکن رسول اللہ ﷺ سب سے آگے تھے اور آپ ﷺ ہی نے واقعہ کی تحقیق کی۔ ❷

۵۴ ایک یہودی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور کہا کہ آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک نے مجھے طمانچہ مارا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''کس نے؟'' اس نے کہا ایک انصاری نے۔ ❸

۵۵ سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا: ''سب سے شریف کون ہے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''جو سب سے پرہیز گار ہے۔'' صحابہ نے عرض کیا: ''ہم آپ (ﷺ) سے اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اللہ کے نبی یوسف بن نبی ابن نبی ابن خلیل اللہ۔'' صحابہ نے کہا: ''ہم اس کے متعلق نہیں پوچھتے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''عرب کے خاندانوں کے متعلق پوچھتے ہو؟ سنو! جاہلیت

❶ بخاری، کتاب التعبیر، باب تعبیر الرؤیا......الخ: ۷۰۴۷۔ مسلم، کتاب الرؤیا، باب رؤیا النبی ﷺ: ۲۲۷۵

❷ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب الحمائل و تعلیق......الخ: ۲۹۰۸، ۲۶۲۷۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب شجاعته ﷺ: ۲۳۰۷

❸ بخاری، کتاب الخصومات، باب ما یذکر...... الخ: ۲۴۱۲۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل موسیٰ ﷺ: ۲۳۷۴

میں جو شریف تھے اسلام میں بھی وہ شریف ہیں جبکہ دین کی سمجھ انھیں آ جائے۔'' ❶

٥٦ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا خضر علیہ السلام کا طویل قصہ بیان کرتے ہوئے فرمایا: ''اللہ موسیٰ پر رحم فرمائے! ہماری تمنا تھی کہ موسیٰ (علیہ السلام) کچھ دیر اور صبر کرتے تو مزید واقعات ان دونوں کے بیان کیے جاتے۔'' ❷

٥٧ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں جنت میں گیا، وہاں میں نے ایک محل دیکھا؟ میں نے پوچھا یہ محل کس کا ہے؟ فرشتوں نے بتایا یہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا محل ہے۔'' ❸

٥٨ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر تشریف لائے، دیکھا کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھر میں موجود نہیں ہیں۔ آپ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''تمھارے چچا کے بیٹے کہاں ہیں؟'' سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا نے بتایا کہ ان کے درمیان کچھ ناگواری پیش آ گئی اور وہ مجھ سے ناراض ہو کر کہیں باہر چلے گئے ہیں اور میرے یہاں قیلولہ بھی نہیں کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایک شخص سے کہا: ''علی (رضی اللہ عنہ) کو تلاش کرو کہ کہاں ہے؟'' وہ آئے اور بتایا کہ مسجد میں سوئے ہوئے ہیں۔ پھر آپ ﷺ مسجد میں تشریف لائے۔ ❹

٥٩ غزوۂ خندق کے دن رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''دشمن کے لشکر کی خبر میرے پاس کون لا سکتا ہے؟'' سیدنا زبیر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں۔ ❺

٦٠ رسول اللہ ﷺ سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے گھر کے آنگن میں بیٹھ گئے اور فرمایا: ''وہ بچہ کہاں ہے؟'' آپ ﷺ حسن رضی اللہ عنہ کے متعلق پوچھ رہے تھے۔ ❻

❶ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالٰی لقد کان فی یوسف......الخ: ٣٣٨٣۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف ﷺ: ٢٣٧٨

❷ بخاری، کتاب العلم، باب ما یستحب للعالم ...... الخ: ١٢٢۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل خضر ﷺ: ٢٣٨٠

❸ بخاری، کتاب النکاح، باب الغیرة: ٥٢٢٦، ٣٦٧٩۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل عمر رضی الله عنه: ٢٣٩٤

❹ بخاری، کتاب الصلاة، باب نوم الرجال ......الخ: ٤٤١۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل علی بن أبی طالب رضی الله عنه: ٢٤٠٩

❺ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب هل یبعث الطلیعة: ٢٨٤٦، ٣٧١٩، ٤١١٣۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل طلحة والزبیر رضی الله عنهما: ٢٤١٥

❻ بخاری، کتاب اللباس، باب السخاب للصبیان: ٥٨٨٤، ٢١٢٢۔ مسلم، کتاب فضائل الصحابة، باب من فضائل الحسن و الحسین رضی الله عنهما: ٥٧/ ٢٤٢١

۶۱ رسول اللہ ﷺ کی بیٹی کی وفات ہوئی (سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا جو عثمان رضی اللہ عنہ کی بیوی تھیں اور ۹ ہجری میں فوت ہوئیں) آپ ﷺ قبر پر بیٹھے ہوئے تھے، آپ ﷺ کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''لوگو! کوئی تم میں سے ایسا بھی ہے جو آج رات عورت کے پاس نہ گیا ہو۔'' ابو طلحہ رضی اللہ عنہ نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تو پھر اترو۔'' وہ ان کی قبر میں اترے۔ ❶

۶۲ قرآن میں اللہ نے جہاں ﴿ مَا أَدْرَاكَ ﴾ فرمایا ہے وہ بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دی اور جہاں ﴿ مَا يُدْرِيكَ ﴾ فرمایا وہ نہیں بتائی۔ ❷

۶۳ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا پر تہمت کا مکمل قصہ ایک طویل حدیث میں ہے۔ آپ ﷺ نے تہمت کے بعد سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور اسامہ بن زید رضی اللہ عنہما سے یہ صلاح کی: ''کیا میں عائشہ کو چھوڑ دوں۔'' آگے جا کر ذکر ہے کہ آپ ﷺ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا: ''مجھے تیری طرف سے ایسی ایسی خبر پہنچی ہے، اگر تو پاک دامن ہے تو اللہ تعالیٰ تیری پاکدامنی کھول دے گا اور جو تو پھنس گئی ہے تو اللہ تعالیٰ سے بخشش مانگ، توبہ کر۔'' یہ معاملہ چلتا رہا۔ آخر اللہ تعالیٰ نے سورۂ نور میں وحی اتار کر سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کو پاکدامن قرار دیا۔ ❸

۶۴ رسول اللہ ﷺ نے ایک دو دفعہ نماز کی رکعات امامت میں کم پڑھا دیں۔ بعد میں صحابہ کے عرض کرنے پر فرمایا: ''میں بھی بھول جاتا ہوں جیسے تم بھول جاتے ہو، پھر جب میں بھولوں تو مجھے یاد دلا دیا کرو۔'' ❹

۶۵ ایک شخص جو رات کو دفن کر دیا گیا، آپ ﷺ اپنے صحابہ سمیت کھڑے ہوئے اور آپ ﷺ نے پوچھا: ''یہ کس کی قبر ہے؟'' ❺

۶۶ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے، میں بھی بے ہوش ہو جاؤں گا اور سب سے پہلے مجھ کو ہوش آئے گا، میں کیا دیکھوں گا کہ موسیٰ (علیہ السلام)

❶ بخاري، كتاب الجنائز، باب من يدخل قبر المرأة: ۱۳۴۲

❷ بخاري، كتاب فضل ليلة القدر، باب فضل ليلة القدر. (من قول سفيان بن عينية)
] ملاحظہ ہو (الاحزاب: ۶۳۔ الشوریٰ: ۱۷۔ عبس: ۳۔ المطففين: ۸، ۱۹

❸ بخاري، كتاب المغازي، باب حديث الإفك: ۴۱۴۱

❹ بخاري، كتاب الصلاة، باب التوجه نحو القبلة حيث كان: ۴۰۱

❺ بخاري، كتاب الجنائز، باب الصلاة على القبر بعد ما يدفن: ۱۳۳۶

عرش کا کونا تھامے کھڑے ہیں۔ اب میں نہیں جانتا کہ وہ بھی بے ہوش ہو کر مجھ سے پہلے ہوش میں آ جائیں گے یا ان لوگوں میں سے ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے بے ہوشی سے مستثنیٰ رکھا ہے۔'' ❶

۶۷ عثمان بن مظعون وفات پا گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ کی قسم! میں اللہ کا پیغمبر ہوں مگر میں یہ نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور تمھارا کیا حال ہوگا۔'' ❷

۶۸ ستر قاریوں کے بارے میں حدیث میں ہے کہ ان کو رسول اللہ ﷺ نے بنی عامر کی طرف بھیجا اور لوگوں نے انھیں شہید کر ڈالا۔ پھر سیدنا جبریل علیہ السلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور ان قاریوں کا حال بیان کیا کہ وہ اپنے مالک سے مل گئے۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے چالیس دن تک قاتلوں کے لیے بد دعا کی۔ آپ ﷺ فجر کی نماز میں قنوت پڑھتے رہے۔ ❸

۶۹ حدیبیہ کے دن سیدنا سلمہ بن اکوع رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی پھر ایک درخت کے سائے میں چلا گیا۔ جب لوگوں کا ہجوم کم ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اکوع کے بیٹے! تو بیعت نہیں کرتا۔'' میں نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (ﷺ)! میں بیعت کر چکا ہوں۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''دوبارہ سہی۔'' میں نے دوسری بار پھر آپ ﷺ سے بیعت کی۔ ❹

۷۰ رسول اللہ ﷺ نے دس آدمیوں کو جاسوسی کے لیے روانہ کیا۔ ان کا سردار سیدنا عاصم بن ثابت انصاری رضی اللہ عنہ کو بنایا، سات شہید ہو گئے تین بچ گئے۔ انھوں نے دعا کی کہ یا اللہ! ہماری خبر ہمارے پیغمبر ﷺ کو پہنچا دے۔ بعد میں باقی دو بھی شہید ہو گئے اور سیدنا خبیب رضی اللہ عنہ قیدی بن گئے، پھر ان کو بھی شہید کر دیا گیا۔ ❺

۷۱ جنگ حنین میں رسول اللہ ﷺ نے مال غنیمت تقسیم کیا تو ایک انصاری شخص کہنے لگا اللہ کی

---

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب نفخ الصور: ۶۵۱۷
❷ بخاری، کتاب التعبیر، باب العین الجاریۃ فی المنام: ۷۰۱۸
❸ بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب من ینکب...... الخ: ۲۸۰۱
❹ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب البیعة فی الحرب ...... الخ: ۲۹۶۰
❺ بخاری، کتاب الجهاد و السیر، باب هل یستأسر الرجل ...... الخ: ۳۰۴۵

قسم! اس تقسیم سے تو اللہ کی رضا مندی کی غرض نہ تھی۔ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے اس کی یہ بات سن کر کہا کہ میں تو اس کی خبر رسول اللہ ﷺ کو کر دوں گا۔ آخر وہ آپ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔ آپ ﷺ اپنے اصحاب میں تشریف فرما تھے۔ انھوں نے چپکے سے یہ بات آپ ﷺ کو عرض کر دی۔ آپ ﷺ کو بہت شاق گزرا، چہرے کا رنگ بدل گیا، اتنے غصے میں آگئے یہاں تک کہ میں نے آرزو کی کاش! میں نے آپ ﷺ کو خبر نہ کی ہوتی۔ ❶

۷۲ رسول اللہ ﷺ سے کسی نے عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما کے روزے رکھنے کا حال بیان کردیا (وہ ہمیشہ روزہ رکھتے تھے)۔ آپ ﷺ یہ سن کر ان کے پاس تشریف لائے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کیا تجھ کو ہر مہینے میں تین روزے کافی نہیں ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اے اللہ کے رسول! مجھ میں زیادہ طاقت ہے اور کئی سوال و جواب کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: ''داؤد (علیہ السلام) پیغمبر کے روزے سے کوئی روزہ افضل نہیں (یعنی ایک دن روزہ ایک دن افطار)۔'' ❷

۷۳ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کے دن میں عرش کے نیچے آؤں گا اور اللہ کے سامنے سجدے میں گر پڑوں گا۔ پھر اللہ کی ایسی حمد وثنا بیان کروں گا کہ آج میں اس پر قادر نہیں، اسی وقت وہ حمد مجھے اللہ تعالیٰ القا کرے گا۔'' ❸

۷۴ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ میرے یہاں تھے۔ آپ بستر پر لیٹ گئے کچھ دیر بعد آہستہ سے دروازہ کھولا اور باہر نکل گئے۔ میں بھی آپ ﷺ کے پیچھے چل دی۔ آپ ﷺ بقیع پہنچے اور دیر تک کھڑے رہے پھر آپ ﷺ لوٹے۔ آپ ﷺ گھر آگئے اور میں بھی گھر آگئی۔ مگر آپ ﷺ سے پہلے آئی اور آتے ہی لیٹ گئی۔ آپ ﷺ داخل ہوئے اور فرمایا: ''اے عائشہ! کیا ہوا، کیوں سانس چڑھ رہا ہے اور پیٹ پھول رہا ہے۔'' میں نے عرض کیا کچھ نہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم خود ہی بتلا دو ورنہ اللہ مجھے بتلا دے گا۔'' میں نے آپ ﷺ سے صورتحال بیان کی۔ آپ نے فرمایا: ''وہ کالی کالی

❶ بخاری، کتاب الآداب، باب الصبر فی الأذی ...... الخ: ۶۱۰۰

❷ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم الدھر: ۱۹۷۶، ۱۹۷۷

❸ مسلم، کتاب الإیمان، باب أدنی أھل الجنة...... الخ: ۳۲۶/ ۱۹۳

چیز جو مجھے اپنے آگے نظر آتی تھی، وہ تم ہی تھیں!'' میں نے عرض کیا: ''جی ہاں!'' ❶
اس سے ان لوگوں کی بھی نفی ہوئی جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اللہ کے نور میں سے نور ہیں۔ اگر ایسا ہوتا تو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا آپ کو اندھیرے میں صاف نظر آجاتیں۔

۷۵ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا آپ ﷺ نے ارادہ فرمایا سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا سے جو مرد کو اپنی بیوی سے ہوتا ہے، انھوں نے عرض کی میں حائضہ ہوں۔ ❷

۷۶ ایک وفد رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: ''یہ کون سا وفد ہے اور کون سی جماعت ہے؟'' اہل وفد نے عرض کیا: ''خاندان ربیعہ۔'' ❸

۷۷ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے جبرئیل علیہ السلام نے ایک دفعہ رسول اللہ ﷺ سے آنے کا وعدہ کیا پھر وہ وقت آ گیا مگر جبرئیل نہ آئے۔ اس وقت آپ ﷺ کے ہاتھ مبارک میں ایک لکڑی تھی، آپ ﷺ نے اسے پھینک دیا اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ اپنا وعدہ خلاف نہیں کرتا، نہ اس کے ایلچی وعدہ خلاف کرتے ہیں۔'' پھر آپ ﷺ نے ادھر ادھر دیکھا ایک کتے کا بچہ تخت چارپائی کے نیچے دکھلائی دیا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اے عائشہ! یہ اس جگہ کب آیا۔'' انھوں نے کہا اللہ کی قسم! مجھے خبر نہیں۔ پھر آپ ﷺ نے حکم دیا وہ باہر نکالا گیا۔ اسی وقت جبرئیل آئے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے مجھ سے وعدہ کیا تھا اور میں تمھارے انتظار میں بیٹھا تھا لیکن تم نہیں آئے۔'' انھوں نے کہا: ''یہ کتا جو آپ ﷺ کے گھر میں تھا اس نے مجھے روک رکھا تھا، ہم اس گھر میں نہیں جاتے جس کے اندر کتا ہو یا تصویر۔'' ❹

۷۸ آپ ﷺ کی لونڈی کو ایک شخص سے لوگ تہمت لگاتے تھے۔ آپ ﷺ نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا: ''جا اور اس شخص کی گردن مار۔'' سیدنا علی رضی اللہ عنہ اس کے پاس گئے۔ دیکھا کہ وہ ٹھنڈک کے لیے ایک کنویں میں غسل کر رہا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس سے

---

❶ مسلم، کتاب الجنائز، باب ما یقال ...... الخ: ۱۰۳/ ۹۷۴
❷ مسلم، کتاب الحج، باب وجوب طواف...... الخ: ۳۸۶/ ۱۲۱۱، بعد ۱۳۲۸
❸ مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بالإیمان...... الخ: ۲۴/ ۱۷
❹ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر...... الخ: ۲۱۰۴

کہا نکل، وہ باہر نکلا تو دیکھا کہ اس کا عضو تناسل کٹا ہوا ہے۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے اس کو نہ مارا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا اس کا ذکر (عضو تناسل) نہیں ہے۔ ❶

## ③ فوت ہونے کے بعد نبی ﷺ سے علم غیب کی نفی:

فوت ہونے کے بعد رسول اللہ ﷺ کو غیب کا علم نہیں ہے اور نہ ہی آپ ﷺ حاضر و ناظر ہیں:

① ایک عورت آپ کے پاس آئی آپ ﷺ نے فرمایا: ''پھر آنا'' اس نے کہا: ''بتلایئے! اگر میں آؤں اور آپ نہ ملیں۔'' یعنی آپ ﷺ کی وفات ہو جائے۔'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میں نہ ہوا تو ابو بکر کے پاس آنا۔'' ❷

یہ نہیں فرمایا کہ میری قبر پر آ جانا، عرض کرنا، تمھارا کام ہو جائے گا۔ جیسا کہ آج کل لوگ قبروں پر جا کر صاحب قبر سے کہتے ہیں، ایسا کرنا سراسر غلط ہے۔

② سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانے میں جب قحط پڑتا تو وہ سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کے ذریعے دعا کرتے اور کہتے: ''یا اللہ! ہم پہلے تیرے پاس اپنے پیغمبر (ﷺ) کا وسیلہ لایا کرتے تو تو پانی برساتا تھا، اب اپنے پیغمبر (ﷺ) کے چچا (رضی اللہ عنہ) کا وسیلہ لائے ہیں، ہم پر پانی برسا۔ ''راوی نے کہا پھر پانی برسا۔

اسی طرح فوت ہونے سے پہلے رسول اللہ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''کاغذ لاؤ میں تمھیں لکھوا دوں، کبھی گمراہ نہ ہو گے۔'' ❸

صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے آپ کی قبر پر جا کر آپ ﷺ سے رابطہ نہیں کیا یعنی جائز وسیلہ زندہ سے دعا کروانا ہے، مردہ سے نہیں اور آپ ﷺ کے فوت ہونے کے بعد آپ ﷺ سے رابطہ نہیں ہو سکتا، جبھی تو آپ ﷺ نے فرمایا: ''کاغذ لاؤ۔'' ورنہ آپ ﷺ فرماتے میرے فوت ہونے کے بعد قبر میں مجھ سے رابطہ کر لینا۔

③ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں قیامت کے دن اپنے حوض کوثر پر ہوں گا، میں تم لوگوں کا پیش خیمہ ہوں گا، جو شخص وہاں آئے گا وہ اس میں سے پیے گا اور جو اس میں سے پیے گا وہ

---

❶ بخاری، کتاب الأحکام، باب الاستخلاف: ۷۲۲۰

❷ بخاری، کتاب الإستسقاء، باب سؤال الناس الإمام ...... الخ: ۱۰۱۰

❸ بخاری، کتاب العلم، باب کتابة العلم: ۱۱۴

پھر کبھی پیاسا نہ ہوگا اور کچھ لوگ حوض پر ایسے آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا اور وہ مجھ کو پہچانتے ہوں گے اور پھر مجھ میں اور ان میں آڑ (رکاوٹ) کر دی جائے گی، میں کہوں گا یہ لوگ تو میری امت کے ہیں۔ ارشاد ہوگا تم نہیں جانتے، انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں۔ اس وقت میں کہوں گا جس شخص نے میرے بعد دین بدل ڈالا وہ دور ہو، وہ دور ہو۔'' ❶

اس حدیث کے الفاظ ''تم نہیں جانتے انھوں نے تمھارے بعد کیا کیا نئی باتیں نکالیں'' قابل غور ہیں۔ یعنی اس وقت رسول اللہ ﷺ کو پتا نہیں کہ میری امت کے کون کون سے لوگ دین میں ردو بدل کر رہے ہیں۔

④ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم اللہ کے سامنے ننگے پاؤں، ننگے بدن، بے ختنہ حشر کیے جاؤ گے۔ پھر سب سے پہلے قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کو کپڑے پہنائے جائیں گے۔ سن لو! میری امت کے کچھ لوگ لائے جائیں گے، فرشتے ان کو پکڑ کر بائیں طرف والوں (یعنی دوزخیوں) میں لے جائیں گے۔ میں عرض کروں گا اے رب! یہ تو میرے امتی ہیں۔ ارشاد ہوگا، تم نہیں جانتے انھوں نے تمھاری وفات کے بعد کیا کیا۔ اس وقت میں وہی کہوں گا جو اللہ تعالیٰ کے نیک بندے عیسیٰ (علیہ السلام) نے کہا: میں جب تک ان لوگوں میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا...... الحکیم تک (المائدۃ: ۱۱۷، ۱۱۸) ارشاد ہوگا یہ لوگ اپنی ایڑیوں کے بل اسلام سے پھرے رہے جب تو (ﷺ) ان سے جدا ہوا۔'' ❷

اس حدیث میں پچھلی حدیث والے الفاظ ملاحظہ ہوں کہ تم نہیں جانتے کہ انھوں نے تمھاری وفات کے بعد کیا کیا۔

⑤ ایک انصاری نے آپ ﷺ سے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! آپ (ﷺ) مجھے کوئی عہدہ نہیں دیتے جیسے فلاں شخص کو آپ (ﷺ) نے دیا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم انصار میرے بعد حق تلفی دیکھو گے تو صبر کیے رہنا یہاں تک کہ تم مجھ سے مل جاؤ اور

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ۶۵۸۳، ۶۵۸۴

❷ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیا، باب قول الله تعالی......الخ: ۳۳۴۹۔ مسلم، کتاب الجنة و نعیمها، باب فناء الدنیا...... الخ: ۵۸/ ۲۸۶۰

تمھارے ملنے کا مقام حوضِ کوثر ہوگا۔'' ❶ یعنی اس سے پہلے رابطہ نہیں ہوسکتا۔

[۶] اور فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا اور اس کی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو عالم الغیب جانا، حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو خاص ہیں۔ (النحل: ٦٥) (درمختار: ۲رص۱۴)

آج کل کے لوگوں کے عقائد سے اس بات کا موازنہ کریں جو کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں۔

[۷] علماء نے تصریح کر دی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی علم غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہے، اللہ کے اس فرمان کی وجہ سے: لَّا يَعْلَمُ مَن فِي السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ الْغَيْبَ إِلَّا اللَّهُ ❷

[۸] علم غیب اللہ کے سوا کسی مخلوق کو نہیں۔ (درمختار و مقدمہ ہدایہ اردو، ایضاً) (المجادلہ: ٦،٧)

## مسئلہ حاضر و ناظر:

[۹] کچھ کلمہ گو لوگوں کا کہنا کہ چونکہ آپ ﷺ کو قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے اور گواہ وہی ہوتا ہے جو سب کچھ دیکھ رہا ہو، لہٰذا آپ ﷺ عالم الغیب ہیں اور سب کچھ دیکھ رہے ہیں۔ ان کے لیے اطلاعاً عرض ہے شہید یعنی گواہ کا لفظ آپ کی ساری امت پر بھی قرآن میں استعمال ہوا ہے۔ (البقرة : ۱۴۳۔ الحج : ۷۸) اب کیا کوئی مسلمان امت محمدیہ میں حاظر و ناظر کی صفت رکھتا ہے یا یہ صاحبان جو حاضر و ناظر کا عقیدہ رکھتے ہیں یہ بھی اپنے عقیدے کے مطابق حاظر و ناظر ٹھہرے تو ان میں سے کوئی ایک بتا دے کہ لندن یا نیو یارک یا ان کے گھر کے باہر یا بازار میں کیا ہو رہا ہے، بلکہ ان آیات کی تفسیر بخاری میں موجود ہے کہ آپ ﷺ اور آپ کی امت قوم نوح پر گواہی دے گی اور یہ گواہی قرآن کی بنیاد پر ہوگی۔ ❸

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے سورۃ الفیل میں فرمایا:

---

❶ بخاری، کتاب مناقب الأنصار، باب قول النبی ﷺ للأنصار...... الخ : ۳۷۹۲

❷ النمل: ٦٥۔ مقد مه هدايه اردو:ص ٥٩

❸ بخاری، کتاب الإعتصام بالکتاب والسنة، باب قوله تعالى ﴿ وكذٰلك جعلنكم أمة وسطا﴾ الخ : ۷۳۴۹

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ۝ (الفیل : ۱۰۵/ ۱)

''(اے پیغمبر!) تو نے نہیں دیکھا کہ تیرے رب نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا کیا؟''

اور کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ ﷺ کی پیدائش سے پہلے پیش آیا، اس لیے آپ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے۔ان صاحبان کا ان آیات کے بارے میں کیا خیال ہے:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ (الأنعام: ٦/ ٦)

''کیا وہ دیکھتے نہیں کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی امتیں ہلاک کر دیں۔''

کیا مشرکین دیکھ رہے تھے جب اللہ تعالیٰ نے پہلی امتوں کو ہلاک کیا۔ان آیات سے ان لوگوں کے باطل عقیدہ کی تردید ہوتی ہے جو کہتے ہیں کہ ہاتھی والوں کا واقعہ رسول اللہ ﷺ دیکھ رہے تھے۔مزید دیکھئے یہ کتاب ص ۱۳۷

## کلمہ شہادت:

ہر مسلمان کلمہ شہادت پڑھتا ہے یعنی کہتا ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد (ﷺ) اللہ کے بندے اور رسول ہیں لیکن گواہی دینے والا اپنے آپ کو حاضر و ناظر نہیں سمجھتا یعنی یہ نہیں سمجھتا کہ وہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو دیکھ رہا ہے یعنی گواہی دینے کے لیے حاضر و ناظر ہونا ضروری نہیں۔

۱۰ عیسیٰ علیہ السلام کو بھی قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے (النساء:۱۵۹) اور شہید کے معنی ناظر یہ لوگ لیتے ہیں۔اس کی عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق قرآن میں تردید بھی موجود ہے۔(المائدۃ: ۱۱۶، ۱۱۷) اور عزیر علیہ السلام بلکہ ہر نبی کو قرآن میں شہید یعنی گواہ کہا گیا ہے:

فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍ بِشَهِيْدٍ وَّجِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰٓؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝

(النساء: ۴/ ۴۱)

''جب ہم ہر امت میں سے گواہ بلائیں گے اور تمھیں ان پر گواہ کر کے لائیں گے، تو وہ وقت کیسا ہوگا۔''

یعنی ہر امت پر اس کا نبی قیامت کے دن گواہ ہوگا اور پھر ساری امتوں پر ہمارے رسول (ﷺ) گواہ ہوں گے۔(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے القصص: ۷۵) اور حاضر و ناظر کہنے والے

ان صاحبان کے معنوں کی قرآن میں تردید موجود ہے:

اَوْ كَالَّذِیْ مَرَّ عَلٰی قَرْیَةٍ وَّ هِیَ خَاوِیَةٌ عَلٰی عُرُوْشِهَا ۚ قَالَ اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۚ فَاَمَاتَهُ اللّٰهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهٗ ؕ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ؕ قَالَ لَبِثْتُ یَوْمًا اَوْ بَعْضَ یَوْمٍ ؕ قَالَ بَلْ لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ اِلٰی طَعَامِكَ وَ شَرَابِكَ لَمْ یَتَسَنَّهْ ۚ وَ انْظُرْ اِلٰی حِمَارِكَ وَ لِنَجْعَلَكَ اٰیَةً لِّلنَّاسِ وَ انْظُرْ اِلَی الْعِظَامِ كَیْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوْهَا لَحْمًا ؕ فَلَمَّا تَبَیَّنَ لَهٗ ۙ قَالَ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۲۵۹﴾ (البقرۃ: ۲/ ۲۵۹)

''کیا تو نے اس شخص کو نہیں دیکھا جو ایک شہر پر گزرا اور وہ اپنی چھتوں پر گرا ہوا تھا، کہا اسے اللہ مرنے کے بعد کیسے زندہ کرے گا؟ پھر اللہ تعالیٰ نے اسے سو برس تک مار ڈالا۔ پھر اسے اٹھایا کہا کہ تو یہاں کتنی دیر رہا۔ کہا ایک دن یا اس سے کچھ کم رہا۔ فرمایا بلکہ تو سو برس رہا ہے، اب تو اپنا کھانا اور پینا دیکھ، کیا وہ سڑا نہیں اور اپنے گدھے کو دیکھ، ہم نے تجھے لوگوں کے واسطے نمونہ بنانا چاہا ہے اور ہڈیوں کی طرف دیکھ کہ ہم انھیں کس طرح ابھار کر جوڑ دیتے ہیں پھر ان پر گوشت پہناتے ہیں۔ پھر اس پر جب یہ حال ظاہر ہوا تو کہا میں یقین کرتا ہوں کہ بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔''

یعنی عزیر علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے سو سال کے لیے موت دے دی۔ جب ان کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے جناب عزیر (علیہ السلام) سے پوچھا کہ تم یہاں کتنی دیر رہے تو انھوں نے عرض کی کہ میں یہاں ایک دن یا ایک دن سے کم رہا ہوں، حالانکہ وہ سو سال موت کی حالت میں رہے اور اللہ کے اس پیغمبر کو یہ بھی پتا نہ تھا کہ دنیا میں سو سال گزر چکے ہیں۔

۱۱ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہونے سے متصل پہلے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے الفاظ یہ تھے: ((اَللّٰهُمَّ بِالرَّفِیْقِ الْأَعْلٰی)) ''یا اللہ! بلند رفیقوں میں رکھ۔'' یعنی نبیوں اور فرشتوں کے ساتھ۔ ❶

۱۲ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے فوت ہونے کے بعد سب سے پہلے یہ واقعہ پیش آیا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے

---

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب آخر ما تکلم بہ النبی صلی اللہ علیہ وسلم: ۴۴۶۳

کہا کہ جو کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں اس کا سر تلوار سے کاٹ دو ں گا پھر سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ تشریف لائے اور لوگوں سے فرمایا: ''تم میں سے جو کوئی اللہ کے رسول محمد ﷺ کی پوجا کرتا تھا تو محمد ﷺ فوت ہو گئے تو جو کوئی اللہ کی پوجا کرتا ہے تو یاد رکھے اللہ ہمیشہ زندہ ہے، کبھی مرنے والا نہیں۔ اللہ تعالیٰ خود قرآن میں فرماتے ہیں: ''محمد (ﷺ) کچھ نہیں وہ تو صرف اللہ کے رسول ہیں، ان سے پہلے کئی رسول آ چکے ہیں۔'' اخیر آیت تک (آل عمران: ۱۴۴) سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم یہی آیت پڑھ رہے تھے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کہنے لگے: ''جب میں نے یہ آیت ابو بکر (رضی اللہ عنہ) سے سنی تو مجھ کو معلوم ہوا کہ رسول ﷺ کی وفات ہو گئی۔'' ❶

ابو بکر و عمر رضی اللہ عنہما یا کسی صحابی نے یہ نہیں کہا کہ گھبراؤ نہیں ابھی آپ ﷺ کو دفن کرنے کے بعد آپ ﷺ سے رابطہ کر لیں گے۔ آپ ﷺ کی وفات پر صحابہ رضی اللہ عنہم کا اتفاق ہو گیا۔

۱۳ جب ولید بن عبدالملک کے عہد حکومت میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرے کی دیوار گری، اس کو بنانے لگے تو ایک ٹانگ دکھائی دی، لوگ گھبرا گئے۔ سمجھے آپ ﷺ کا قدم مبارک ہے اور کسی ایسے شخص کو نہ پایا جو اس کو پہچانتا ہو، یہاں تک کہ سیدنا عروہ بن زبیر رضی اللہ عنہ نے ان سے کہا کہ ہرگز نہیں، اللہ کی قسم! یہ رسول اللہ ﷺ کا قدم مبارک نہیں بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا قدم ہے۔ ❷

ثابت ہوا کہ سلف کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ رسول اللہ ﷺ یا سیدنا عمر رضی اللہ عنہ اپنی قبر میں زندہ ہیں، تبھی تو ان کے قدم پر مٹی ڈال کر دوبارہ دفن کر دیا گیا۔

۱۴ صحیح بخاری میں آپ ﷺ کا ایک طویل خواب ذکر ہے جو آپ نے ایک صبح صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سنایا (یاد رہے کہ انبیاء کا خواب وحی ہوتا ہے) جس میں ہے کہ دو فرشتے آپ ﷺ کو مختلف مقامات پر لے کر پھرتے رہے، آخر میں آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم نے آج رات مجھ کو خوب گھمایا ہے، اب میں نے جو دیکھا اس کی کیفیت تو بتلاؤ؟'' انھوں نے ساری تفصیل بتانے کے بعد کہا کہ وہ عام مسلمانوں کے رہنے کے گھر ہیں اور

---

❶ بخاری کتاب، المغازی، باب مرض النبی ﷺ و وفاته: ۴۴۵۴، ۱۲۴۱، ۱۲۴۲

❷ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی قبر النبی ﷺ و أبی بکر و عمر رضی الله عنهما :۱۳۹۰

یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل ہے، آپ (ﷺ) اپنا سر تو اٹھائیں۔ میں نے اپنا سر اٹھایا تو دیکھا کہ بادل طرح کی ایک چیز میرے اوپر ہے۔ انھوں نے کہا کہ یہ آپ (ﷺ) کا مقام ہے۔ میں نے کہا کہ مجھے چھوڑو کہ میں اپنے مکان میں جاؤں۔ تو انھوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی آپ (ﷺ) کی عمر باقی ہے جس کو آپ (ﷺ) نے پورا نہیں کیا، اگر پورا کر چکے ہوتے تو اپنے مکان میں آ جاتے۔'' ❶ یعنی آپ ﷺ اس وقت جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر عرش کے نیچے ہیں۔



۱۵ جو فوت ہو چکے وہ دنیا والوں کی پکار نہیں سنتے کیونکہ وہ خالق نہیں مخلوق ہیں، فوت ہو چکے ہیں زندہ نہیں اور ان کو پتا نہیں کب اٹھائے جائیں گے:

اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝ وَ اِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝ وَ اللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَ مَا تُعْلِنُوْنَ ۝ وَ الَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّ هُمْ یُخْلَقُوْنَ ۝ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝

(النحل: ۱۶/ ۱۷ تا ۲۱)

''پھر کیا جو پیدا کرے وہ اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے، کیا تم سوچتے نہیں ہو اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننا چاہو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے۔ بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور وہ جنھیں اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ تو مردہ ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔''

مردہ سے مراد فوت شدہ صالحین ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا (جس کا انھیں شعور نہیں) وہ تو جمادات کے بجائے صالحین پر صادق آ سکتا ہے۔ ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی کہ ''وہ زندہ نہیں ہیں۔'' اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں زندہ ہیں اور ہم زندوں ہی کو پکارتے ہیں، اللہ تعالیٰ

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب: ۱۳۸۶

کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی، نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ پھر ان سے نفع کی اور ثواب و جزا کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

۱۶ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جس شخص نے میری قبر کے نزدیک مجھ پر درود بھیجا میں اسے سنتا ہوں اور جس نے دور سے مجھ پر درود بھیجا وہ مجھ کو پہنچایا جاتا ہے۔'' ❶

یہ حدیث موضوع ہے، سند میں محمد بن مروان راوی کذاب ہے۔ تفصیل کے لیے دیکھیں (مرعاۃ: ۲/۲۵، ۲۶، ۲۷) موضوع کا مطلب ہے من گھڑت۔ یاد رہے کہ موضوع حدیث پر عمل کرنا بھی حرام ہے اور اس سے دلیل دینا بھی حرام ہے۔

یہ عجیب دو رخی ہے کہ احمد رضا خاں صاحب نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بار بار حاضر و ناظر لکھا، دیکھیے (الأحزاب: ۴۵، ف۱۱۰۔ الفتح: ۸، ف ۱۲۔ المزمل: ۱۵، ف ۲۱) لیکن اسی تفسیر میں بہت سے ایسے فوائد ہیں جن سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حاضر و ناظر ہونے کی واضح تردید ہوتی ہے۔ جیسا کہ ہم اپنی اس کتاب میں بہت سی صحیح روایات بیان کر چکے ہیں۔

دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر (النساء: ۴۳، ف۱۳۳) یہاں ذکر ہے کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، اس کی تلاش کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے وہاں اقامت فرمائی، صبح ہوئی، پھر اونٹ اٹھایا گیا تو اس کے نیچے سے ہار ملا۔ (مزید دیکھیے النساء: ۱۰۲، ۱۰۵، فوائد ۲۸۳، ۲۸۸۔ المائدۃ: ۳۳، ۶۱، ۱۰۶۔ فوائد ۹۴، ۱۵۶، ۲۵۲، ۲۵۴۔ الأنفال: ۲۷، ۳۰، ۷۰، فوائد ۴۷، ۵۱، ۱۲۹۔ النور: ۱۱، ف ۱۵۔ ۶۳، ف۱۵۴۔ الروم: ۳۰، ف۲۔ لقمان: ۳۴، ف ۶۸۔ الأحزاب: ۹، ف ۲۶۔ الفتح: ۱، ف۲۔ الفتح: ۱۸، ف۴۴) یہاں سخت کذب بیانی کی گئی، لکھا گیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو معلوم تھا کہ عثمان رضی اللہ عنہ شہید نہیں ہوئے۔ لیکن حدیث کی معتبر کتابوں میں یہ بات موجود ہے کہ بیعت رضوان صرف اور صرف اس وجہ سے ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حدیبیہ میں یہ اطلاع ملی کہ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کو مکہ میں مشرکوں نے شہید کر دیا۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کا بدلا لوں گا، تب بیعت رضوان ہوئی۔ الحجرات (۳ تا ۵، ف ۵ تا ۷) کی ان آیات سے ان لوگوں کی واضح

❶ مشکوٰۃ، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم و فضلها، الفصل الثالث: ۱/ ۱۸۲، ح: ۹۳۴۔ شعب الإیمان للبیهقی: ۲/ ۲۱۸، ح: ۱۵۸۳

تردید ہوتی ہے جو رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر جانتے ہیں، اور انھیں اپنی مسجدوں اور شہروں سے پکارتے ہیں، کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان آیات میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے حضور اس وقت باادب بات کرو جب آپ ﷺ اپنے حجرے سے نکل کر تمھارے پاس تشریف لائیں اور جب آپ ﷺ اپنے حجرے کے اندر ہوں تو باہر سے اونچی آواز سے نہ پکارو۔ اس کے خلاف کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے اس جگہ قرآن میں بے عقل قرار دیا۔ المجادلہ (۷ تا ۱۰، ف ۲۴ تا ۳۰) کی ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنی یہ عظیم صفت بیان فرمائی کہ وہ ہر جگہ ناظر ہے اور جو لوگ یہ صفت تمام انبیائے کرام میں مانتے ہیں (دیکھیے احمد رضا کا ترجمہ النساء ۴۱، ف ۱۲۳) وہ انبیائے کرام علیہم السلام کو اس صفت میں اللہ کے برابر قرار دیتے ہیں، حالانکہ احمد رضا خاں صاحب اسی قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں تسلیم کر چکے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اپنی صفات میں یگانہ ہے، کوئی اس کا شبیہ نہیں، کوئی اس کی مثل نہیں، کوئی اس کی نظیر نہیں یعنی اس جیسا کوئی نہیں (دیکھیے ان کا ترجمہ اور تفسیر مراد آبادی: البقرۃ: ۱۶۳، ف ۲۹۱) یہ عجیب دو رخی ہے، یہ بہت بڑا جرم ہے، مخلوق کو خالق کے برابر قرار دیا جا رہا ہے، حالانکہ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ کہ اس جیسا کوئی نہیں۔ پہلے اہل کتاب (یہود و نصاریٰ) نے یہی کچھ کیا، انبیائے کرام علیہم السلام کو اللہ کے برابر قرار دیا، اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے ان کو قرآن میں کافر اور مشرک قرار دیا، سوچنے کی ضرورت ہے۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیب نہ جانتے تھے:

1. سیدنا عبید اللہ رحمہ اللہ نے بیان کیا کہ پھر میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی اس حدیث کا ذکر سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے کیا انھوں نے مجھ سے پوچھا: ''عائشہ (رضی اللہ عنہا) نے جن کا نام نہیں لیا جانتے ہو وہ کون تھے؟ میں نے کہا نہیں۔ [1]

2. سیدنا بلال رضی اللہ عنہ نے سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے آ کر کہا کہ کیا آپ نماز پڑھائیں گے، میں اقامت کہوں؟ (کیونکہ رسول اللہ ﷺ صلح کروانے گئے تھے اور نماز کا وقت ہو گیا تھا) سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہاں! چنانچہ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ نے نماز شروع کر دی، اتنے میں رسول اللہ ﷺ تشریف لے آئے تو لوگ نماز میں تھے۔ رسول اللہ ﷺ صفوں سے گزر

---

[1] بخاری، كتاب الأذان، باب، إنما جعل الإمام ليؤتم به: ٦٨٧۔ مسلم، كتاب الصلاة، باب استخلاف الإمام إذا عرض له ......الخ: ٤١٨

# ثبوت حاضر ہے

صحیح بخاری شریف - جلد اوّل | ٦١٧ | پارہ نمبر ٦ - کتاب الجنائز

يَخْرُجَ رَمَى الرَّجُلُ بِحَجَرٍ فِي فِيهِ فَرَدَّهُ حَيْثُ كَانَ، فَجَعَلَ كُلَّمَا جَاءَ لِيَخْرُجَ رَمَى فِي فِيهِ بِحَجَرٍ فَيَرْجِعُ كَمَا كَانَ. فَقُلْتُ: مَا هَذَا؟ قَالاَ: انْطَلِقْ. فَانْطَلَقْنَا حَتَّى انْتَهَيْنَا إِلَى رَوْضَةٍ خَضْرَاءَ فِيهَا شَجَرَةٌ عَظِيمَةٌ، وَفِي أَصْلِهَا شَيْخٌ وَصِبْيَانٌ، وَإِذَا رَجُلٌ قَرِيبٌ مِنَ الشَّجَرَةِ بَيْنَ يَدَيْهِ نَارٌ يُوقِدُهَا، فَصَعِدَا بِي فِي الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلاَنِي دَارًا لَمْ أَرَ قَطُّ أَحْسَنَ وَأَفْضَلَ مِنْهَا، فِيهَا رِجَالٌ شُيُوخٌ وَشَبَابٌ وَنِسَاءٌ وَصِبْيَانٌ، ثُمَّ أَخْرَجَانِي مِنْهَا فَصَعِدَا بِي إِلَى الشَّجَرَةِ فَأَدْخَلاَنِي دَارًا هِيَ أَحْسَنُ وَأَفْضَلُ، فِيهَا شُيُوخٌ وَشَبَابٌ. قُلْتُ: طَوَّفْتُمَانِي اللَّيْلَةَ فَأَخْبِرَانِي عَمَّا رَأَيْتُ. قَالاَ: نَعَمْ. أَمَّا الَّذِي رَأَيْتَهُ يُشَقُّ شِدْقُهُ فَكَذَّابٌ يُحَدِّثُ بِالْكَذْبَةِ فَتُحْمَلُ عَنْهُ حَتَّى تَبْلُغَ الآفَاقَ، فَيُصْنَعُ بِهِ مَا رَأَيْتَ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ، وَالَّذِي رَأَيْتَهُ يُشْدَخُ رَأْسُهُ فَرَجُلٌ عَلَّمَهُ اللَّهُ الْقُرْآنَ، فَنَامَ عَنْهُ بِاللَّيْلِ وَلَمْ يَعْمَلْ فِيهِ بِالنَّهَارِ، يُفْعَلُ بِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ. وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّقْبِ فَهُمُ الزُّنَاةُ. وَالَّذِي رَأَيْتَهُ فِي النَّهَرِ آكِلُو الرِّبَا. وَالشَّيْخُ فِي أَصْلِ الشَّجَرَةِ إِبْرَاهِيمُ عَلَيْهِ السَّلاَمُ، وَالصِّبْيَانُ حَوْلَهُ فَأَوْلاَدُ النَّاسِ. وَالَّذِي يُوقِدُ النَّارَ مَالِكٌ خَازِنُ النَّارِ. وَالدَّارُ الأُولَى الَّتِي دَخَلْتَ دَارُ عَامَّةِ الْمُؤْمِنِينَ. وَأَمَّا هَذِهِ الدَّارُ فَدَارُ الشُّهَدَاءِ. وَأَنَا جِبْرِيلُ، وَهَذَا مِيكَائِيلُ. فَارْفَعْ رَأْسَكَ. فَرَفَعْتُ رَأْسِي فَإِذَا فَوْقِي مِثْلُ السَّحَابِ، قَالاَ: ذَاكَ مَنْزِلُكَ. فَقُلْتُ: دَعَانِي أَدْخُلْ مَنْزِلِي. قَالاَ: إِنَّهُ بَقِيَ لَكَ عُمُرٌ لَمْ تَسْتَكْمِلْهُ، فَلَوِ اسْتَكْمَلْتَ أَتَيْتَ مَنْزِلَكَ)).

اس وقت دوسرے شخص نے ایک پتھر اس کے منہ پر مارا اور جہاں پر وہ تھا وہیں اس کو لوٹا دیا پھر ایسا ہی کیا جب اس نے نکلنا چاہا اس نے ایک پتھر اس کے منہ پر مار دیا، وہ لوٹ کر اپنی جگہ جا رہا میں نے (اپنے ساتھیوں سے پوچھا) یہ کیا معاملہ ہے کہنے لگے آگے چلئے - خیر ہم چلتے چلتے ایک ہرے بھرے باغیچہ پر پہنچے، وہ ایک بڑا درخت تھا اس کی جڑ میں ایک بوڑھا بیٹھا تھا اور کئی بچے، اور اس درخت کے پاس ایک مرد اور تھا جو اپنے سامنے آگ سلگا رہا تھا خیر میرے دونوں ساتھی مجھ کو لے کر اس درخت پر چڑھے اور ایسے ایک گھر میں لے گئے کہ میں نے اس سے اچھا اور اس سے عمدہ کوئی گھر ہی نہیں دیکھا - اس میں بوڑھے اور جوان اور عورتیں اور بچے (سب طرح کے لوگ) تھے پھر وہاں سے نکال کر درخت پر چڑھا لے گئے اور ایک دوسرے گھر میں لے گئے، وہ پہلے گھر سے بھی اچھا اور عمدہ گھر تھا، وہ بوڑھے جوان (دو طرح کے لوگ تھے) میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا تم نے تو مجھ کو آج رات خوب گھمایا اب جو میں نے دیکھا اس کی کیفیت تو بتلاؤ - انہوں نے کہا اچھا جس کا کلھڑا تم نے دیکھا چیرا جا رہا تھا وہ (دنیا کا) ایک بڑا جھوٹا شخص ہے جو جھوٹی بات بیان کرتا لوگ اس سے سن کر سب طرف مشہور کر دیتے، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی - اور جس کا سر تم نے دیکھا پھوڑا جا رہا تھا وہ شخص ہے جس کو اللہ نے قرآن کا علم دیا تھا لیکن رات کو تو وہ سوتا رہا اور دن کو اس پر عمل نہیں کیا، قیامت تک اس کو یہی سزا ملتی رہے گی - اور تنور میں جو لوگ تم نے دیکھے، وہ زانی بدکار لوگ ہیں اور نہر میں جن کو دیکھا وہ سود خور ہیں - اور درخت کی جڑ میں جو بوڑھا دیکھا تھا، وہ ابراہیم پیغمبر ہیں ان کے گرد جو بچے دیکھے، وہ لوگوں کے بچے ہیں اور وہ شخص جو آگ سلگا رہا تھا، مالک فرشتہ ہے، دوزخ کا داروغہ، اور پہلے جس گھر میں تم گئے تھے، وہ عام مسلمانوں کے رہنے کا گھر ہے - اور یہ دوسرا شہیدوں کے رہنے کا گھر ہے - اور میں جبرئیل ہوں اور یہ میکائیل تم اپنا سر تو اٹھاؤ، میں نے سر اٹھایا دیکھا تو ابر کی طرح ایک چیز میرے اوپر ہے - انہوں نے کہا یہ تمہارا مقام ہے میں نے کہا مجھ کو چھوڑ دو - میں اپنے مقام میں جاؤں - انہوں نے کہا ابھی دنیا میں رہنے کی تمہاری کچھ عمر باقی ہے - جس کو تم نے تیر نہیں کیا اگر تیر کر چکے ہوتے تو اپنے مقام میں آجاتے -

عام گمراہ اور نادان مولوی لوگ یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں، موجود ہیں، بعض کہتے ہیں: وہ فوت ہی نہیں ہوئے بلکہ پردہ فرما گئے ہیں اور ابھی تک ہمارے درمیان زندہ ہیں۔ قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف میں ہے کہ آپ دنیا سے اٹھا لیے گئے ہیں یعنی فوت ہو چکے ہیں اور اب دنیاوی زندگی مکمل کر کے جنت الفردوس میں اعلیٰ مقام پر جا چکے ہیں۔ دیکھئے حدیث مبارکہ کا عکس

﴿۳۶۲﴾ میلاد النبی ﷺ

یا أبتاه! أجاب ربا ً دعاه

یا أبتاه! من جنة الفردوس مأواه

یا أبتاه! إلی جبریل ننعاه(۱)

"اے ابا جان! آپ نے (اپنے) رب کا بلاوا قبول فرمایا۔ اے ابا جان! آپ جنت الفردوس میں قیام پذیر ہیں۔ اے ابا جان! میں اس غم کی خبر جبرئیل [redacted] کو سناتی ہوں۔

۳۔ ابن ماجہ (۲۰۹۔۲۷۳ھ) کی السنن میں بیان کی گئی روایت کے مطابق سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا نے حضور ﷺ کے وصال پر درج ذیل اشعار کہے:

وا أبتاه! إلی جبرائیل أنعاه

وا أبتاه! من ربه ما أدناه

وا أبتاه! جنة الفردوس مأواه

وا أبتاه! أجاب ربا دعاه(۲)

ثبوت حاضر ہے

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، [redacted] ۴: ۱۶۱۹، رقم: ۴۱۹۳

۲۔ أحمد بن حنبل، ۳: ۱۹۷، رقم: ۱۳۰۵۴

۳۔ دارمی، السنن، ۱: ۴۱، رقم: ۸۸

۴۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۴۱۶، رقم: ۱۰۲۹

۵۔ ابن کثیر، البدایة والنهایة، ۴: ۲۵۴

(۲) ۱۔ ابن ماجه، السنن، کتاب الجنائز، باب ذکر وفاته ودفنه ﷺ، ۲: ۱۰۳، رقم: ۱۶۳۰

۲۔ نسائی، السنن، کتاب الجنائز، باب فی البکاء علی المیت، ۴: ۱۲، رقم: ۱۸۴۴

قرونِ اُولیٰ کے مسلمانوں نے جشنِ میلاد کیوں نہیں منایا؟ ﴿۳۶۳﴾

"ہائے ابا جان! میں اس غم کی خبر جبرئیل ﷺ کو سناتی ہوں۔ ہائے ابا جان! آپ اپنے رب کے کتنے نزدیک ہوگئے۔ ہائے ابا جان! آپ جنت الفردوس [redacted] میں قیام پذیر ہیں۔ ہائے ابا جان! آپ نے (اپنے) رب کا بلاوا قبول فرما [redacted] لیا۔ [redacted]

۴۔ امام بخاری (۱۹۴۔۲۵۶ھ) الصحیح میں روایت کرتے ہیں کہ جب صحابہ کرام ﷺ حضور رحمتِ عالم ﷺ کی تجہیز و تکفین سے فارغ ہوگئے تو سیدہ فاطمہ سلام اللہ علیہا فرطِ رنج و اَلم سے بے ساختہ اُن سے کہنے لگیں:

یا أنس! أطابت أنفسکم أن تحثوا علی رسول اللہ ﷺ التراب۔(۱)

"اے انس! کیا تمہارے دلوں نے اس بات کو گوارا کر لیا کہ تم رسول اللہ

۳۔ ابن حبان، الصحیح، ۱۴: ۵۹۱، ۵۹۲، رقم: ۶۶۲۲

۴۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۵۳۷، رقم: ۱۴۰۸

۵۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۳: ۶۱، رقم: ۴۳۹۶

۶۔ ابن سعد، الطبقات الکبری، ۲: ۳۱۱

۷۔ ذهبی، تاریخ الإسلام ووفیات المشاهیر والأعلام (السیرة النبویة)، ۱: ۵۶۲

(۱) ۱۔ بخاری، الصحیح، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته، [redacted] ۴۱۹۳

۲۔ أبو یعلی، المسند، ۶: ۱۱۰، رقم: ۳۳۷۹

۳۔ عبد بن حمید، المسند، ۱: ۴۰۲، رقم: ۱۳۶۴

۴۔ حاکم، المستدرک علی الصحیحین، ۱: ۵۳۷، رقم: ۱۴۰۸

۵۔ طبرانی، المعجم الکبیر، ۲۲: ۴۱۶، رقم: ۱۰۲۹

۶۔ بیهقی، السنن الکبری، ۳: ۴۰۹، رقم: ۶۵۱۹

جناب طاہر القادری صاحب اپنی کتاب "میلاد النبی" میں اعتراف کر رہے ہیں کہ نبی کریم اس وقت دنیا میں نہیں بلکہ جنت الفردوس میں یہ پذیر ہیں۔

جناب طاہر القادری صاحب اپنی کتاب "میلاد النبی" میں اعتراف کر رہے ہیں کہ نبی کریم اس وقت دنیا میں نہیں بلکہ جنت الفرد میں قیام پذیر ہیں۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۸۳=) دعا کی اور دعا سے فارغ ہو کر آپ اپنی قوم کی طرف چلے گئے ابرہہ نے صبح تڑکے اپنے لشکروں کو تیاری کا حکم دیا اور ہاتھیوں کو تیار کیا لیکن محمود ہاتھی نہ اٹھا اور کعبہ کی طرف نہ چلا جس طرف چلاتے تھے چلتا تھا جب کعبہ کی طرف اس کا رخ کرتے تھے بیٹھ جاتا تھا اللہ تعالیٰ نے چھوٹے چھوٹے پرند ان پر بھیجے جو چھوٹے چھوٹے سنگریزے گراتے تھے جن سے وہ ہلاک ہو جاتے تھے (۳) جو سمندر کی جانب سے فوج فوج آئیں ہر ایک کے پاس تین سنگریاں تھیں دو دونوں پاؤں میں ایک منقار میں (۴) جس پر وہ پرند سنگریزہ چھوڑتے وہ سنگریزہ اس کے خود کو توڑ کر سر سے نکل کر جسم کو چیر کر ہاتھی میں سے گزر کر زمین پر پہنچتا ہر سنگریزہ پر اس شخص کا نام لکھا تھا جو اس سنگریزہ سے ہلاک کیا گیا (۵) جس سال یہ واقعہ ہوا اسی سال اس واقعہ سے پچاس روز کے بعد سید عالم حبیب خدا محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت ہوئی

(۱) سورۂ القریش بقول اصح مکی ہے اس میں ایک رکوع چار آیتیں سترہ کلمے تہتر حروف ہیں (۲) یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بیشمار ہیں ان میں سے ایک نعمت ظاہر یہ ہے کہ اس نے قریش کو ہر سال میں دو سفروں کی طرف رغبت دلائی ان کی محبت ان میں ڈالی جاڑے کے موسم میں یمن کا سفر اور گرمی کے موسم میں شام کا کہ قریش تجارت کے لئے ان موسموں میں یہ سفر کرتے تھے اور ہر جگہ کے لوگ انہیں اہل حرم کہتے تھے اور ان کی عزت و حرمت کرتے تھے یہ امن کے ساتھ تجارتیں کرتے اور فائدے اٹھاتے اور مکہ مکرمہ میں اقامت کرنے کے لئے سرمایہ بہم پہنچاتے جہاں نہ کھیتی ہے نہ اور اسباب معاش اللہ تعالیٰ کی یہ نعمت ظاہر ہے اور اس سے فائدہ اٹھاتے ہیں

(بقیہ صفحہ ۱۰۸۵=) اَلْکَلٰلَۃُ نازل ہوئی اس کے بعد حضور پچاس روز تشریف فرما رہے پھر آیت "وَاتَّقُوْا یَوْمًا تُرْجَعُوْنَ فِیْهِ اِلَی اللّٰهِ" نازل ہوئی اس کے بعد حضور اکیس روز یا سات روز تشریف فرما رہے اس سورت مبارکہ کے نازل ہونے کے بعد صحابہ نے سمجھ لیا تھا کہ دین کامل اور مکمل اور تمام ہو گیا تو اب حضور دنیا میں زیادہ تشریف نہ رکھیں گے چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ یہ سورت سن کر اسی خیال سے روئے اس سورت کے نازل ہونے کے بعد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے خطبہ فرمایا کہ ایک بندہ کو اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا ہے چاہے دنیا میں رہے چاہے اس کی لقاء قبول فرمائے اس بندہ نے لقائے الٰہی اختیار کی یہ سن کر حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا آپ پر ہماری جانیں ہمارے مال ہمارے آباء ہماری اولادیں سب قربان۔

(بقیہ صفحہ ۱۰۸۶=) سونے کا ہے یا چاندی کا ہے یا لوہے کا ہے یا لکڑی کا ہے کس چیز کا ہے کس نے کہا وہ کیا کھاتا ہے کیا پیتا ہے ربوبیت اس نے کس سے ورثہ میں پائی اور اس کا کون وارث ہوگا ان کے جواب میں اللہ تعالیٰ نے یہ سورت نازل فرمائی اور اپنے ذات وصفات کا بیان فرما کر معرفت کی راہ واضح کی اور جاہلانہ خیالات و اوہام کی تاریکیوں کو جن میں وہ لوگ گرفتار تھے اپنی ذات وصفات کے انوار کے بیان سے مضمحل کر دیا (۲) ربوبیت و الوہیت میں صفات عظمت و کمال کے ساتھ موصوف ہے مثل و نظیر و شبیہ سے پاک ہے اس کا کوئی شریک نہیں (۳) ہر چیز سے نہ کھائے نہ پئے ہمیشہ سے ہے ہمیشہ رہے (۴) کیونکہ کوئی اس کا مجانس نہیں (۵) کیونکہ وہ قدیم ہے اور پیدا ہونا حادث کی شان ہے (۶) یعنی کوئی اس کا ہمتا و عدیل نہیں اس سورت کی چند آیتوں میں علم الٰہیات کے نفیس و اعلیٰ مطالب بیان فرما دیئے گئے جن کی تفصیلات سے کتب خانے کے کتب خانے لبریز ہو جائیں

(۱) سورۂ فلق مدنی ہے اور ایک قول یہ ہے کہ مکی ہے "و الاول اصح" سورت میں ایک رکوع پانچ آیتیں تیئس کلمے چوہتر حروف ہیں شان نزول یہ سورت اور سورۃ الناس جو اس کے بعد ہے یہ اس وقت نازل ہوئی جب کہ لبید بن اعصم یہودی اور اس کی بیٹیوں نے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر جادو کیا اور حضور کے جسم مبارک اور اعضاء ظاہرہ پر اس کا اثر ہوا قلب و عقل و اعتقاد پر کچھ اثر نہ ہوا چند روز کے بعد جبریل آئے اور انہوں نے عرض کیا کہ ایک یہودی نے آپ پر جادو کیا ہے اور جادو کا جو کچھ سامان ہے وہ فلاں کوئیں میں ایک پتھر کے نیچے داب دیا ہے حضور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بھیجا انہوں نے کوئیں کا پانی نکالنے کے بعد پتھر اٹھایا اس کے نیچے سے کھجور کے گابھے کی تھیلی برآمد ہوئی اس میں حضور کے موئے شریف جو کنگھی سے برآمد ہوئے تھے اور حضور کی کنگھی کے چند دندانے اور ایک ڈورا یا کمان کا چلہ جس میں گیارہ گرہیں لگی تھیں اور ایک موم کا پتلا جس میں گیارہ سوئیاں چبھی تھیں یہ سب سامان پتھر کے نیچے سے نکلا اور حضور کی خدمت میں حاضر کیا گیا اور اللہ تعالیٰ نے یہ دونوں سورتیں نازل فرمائیں ان دونوں سورتوں میں گیارہ آیتیں ہیں پانچ سورۂ فلق میں ہر ایک آیت کے پڑھنے کے ساتھ ایک ایک گرہ کھلتی جاتی تھی یہاں تک کہ سب گرہیں کھل گئیں اور حضور بالکل تندرست ہو گئے مسئلہ تعویذ اور عمل جس میں کوئی کلمہ کفر یا شرک کا نہ ہو جائز ہے خاص کر وہ عمل جو آیات قرآنیہ سے کئے جائیں یا احادیث میں وارد ہوئے ہوں حدیث شریف میں ہے کہ اسماء بنت عمیس نے عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم جعفر کے بچوں کو جلد جلد نظر ہوتی ہے کیا مجھے اجازت ہے کہ ان کے لئے عمل کروں حضور نے اجازت دے دی (ترمذی) (۲) تعوذ میں اللہ تعالیٰ کا اس وصف کے ساتھ ذکر اس لئے ہے کہ اللہ تعالیٰ صبح پیدا کر کے شب کی تاریکی دور فرماتا ہے تو وہ قادر ہے کہ پناہ چاہنے والے کو جن حالات سے خوف ہے ان کو دور فرمائے نیز جس طرح شب تار میں آدمی طلوع صبح کا انتظار کرتا ہے ایسا ہی خائف امن و راحت کا منتظر رہتا ہے علاوہ بریں صبح اہل اضطرار و اضطراب کی دعاؤں کا اور ان کے قبول ہونے کا وقت ہے تو مراد یہ ہوئی کہ جس وقت ارباب کرب و غم کو کشائش دی جاتی ہیں اور دعائیں قبول کی جاتی ہیں میں اس وقت کے پیدا کرنے والے کی پناہ چاہتا ہوں ایک قول یہ بھی ہے کہ فلق جہنم میں ایک وادی ہے (۳) جاندار ہو یا بے جان مکلف ہو یا غیر مکلف بعض مفسرین نے فرمایا ہے کہ مخلوق سے مراد یہاں خاص ابلیس ہے جس سے بدتر مخلوق میں کوئی نہیں اور جادو کے عمل اس کی اور اس کے اعوان و لشکروں کی مدد سے پورے ہوتے ہیں

**کنز الایمان ترجمہ از احمد رضا خاں بریلوی صاحب ص ۱۱۰۱ حاشیہ نعیم الدین مراد آبادی میں صاف نظر آ رہا ہے کہ رسول اکرم ﷺ اب دنیا میں نہیں بلکہ وفات پا چکے ہیں اور دوسرے جہاں (جنت الفردوس) میں قیام پذیر ہو چکے ہیں۔ یعنی جب دین مکمل ہو چکا رسالت و بعثت کا مقصد اللہ کا پیغام دین حنیف دنیا والوں تک پہنچانا پورا ہو چکا، تو نبی کریم ﷺ کیونکر دنیا میں رہتے؟**

ثبوت حاضر ہے



لِرَسُولٍ أَنْ يَأْتِيَ بِآيَةٍ إِلَّا بِإِذْنِ اللَّهِ ۗ لِكُلِّ أَجَلٍ كِتَابٌ ۝٣٨

کام نہیں کہ کوئی نشانی لے آئے مگر اللہ کے حکم سے، ہر وعدہ کی ایک لکھت ہے۔ ف۱۰۶

يَمْحُو اللَّهُ مَا يَشَاءُ وَيُثْبِتُ ۖ وَعِنْدَهُ أُمُّ الْكِتَابِ ۝٣٩ وَإِنْ مَا

اللہ جو چاہے مٹاتا اور ثابت کرتا ہے ف۱۰۷ اور اصل لکھا ہوا اسی کے پاس ہے۔ ف۱۰۸ اور اگر ہمیں

نُرِيَنَّكَ بَعْضَ الَّذِي نَعِدُهُمْ أَوْ نَتَوَفَّيَنَّكَ فَإِنَّمَا عَلَيْكَ

تمہیں دکھا دیں کوئی وعدہ ف۱۰۹ جو انہیں دیا جاتا ہے یا پہلے ہی ف۱۱۰ اپنے پاس بلائیں تو بہر حال تم پر

الْبَلَاغُ وَعَلَيْنَا الْحِسَابُ ۝٤٠ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا نَأْتِي الْأَرْضَ نَنْقُصُهَا

تو صرف پہنچانا ہے اور حساب لینا ف۱۱۱ ہمارا ذمہ ف۱۱۲ کیا انہیں نہیں سوجھتا کہ ہم ہر طرف سے ان کی آبادی گھٹاتے

مِنْ أَطْرَافِهَا ۚ وَاللَّهُ يَحْكُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُكْمِهِ ۚ وَهُوَ سَرِيعُ الْحِسَابِ ۝٤١

آ رہے ہیں ف۱۱۳ اور اللہ حکم فرماتا ہے اس کا حکم پیچھے ڈالنے والا کوئی نہیں ف۱۱۴ اور اسے حساب لیتے دیر نہیں لگتی۔

وَقَدْ مَكَرَ الَّذِينَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَلِلَّهِ الْمَكْرُ جَمِيعًا ۖ يَعْلَمُ مَا

اور ان سے اگلے ف۱۱۵ فریب کر چکے ہیں تو ساری خفیہ تدبیر کا مالک تو اللہ ہی ہے ف۱۱۶ جانتا ہے جو کچھ

تَكْسِبُ كُلُّ نَفْسٍ ۗ وَسَيَعْلَمُ الْكُفَّارُ لِمَنْ عُقْبَى الدَّارِ ۝٤٢

کوئی جان کمائے ف۱۱۷ اور اب جانا چاہتے ہیں کافر کسے ملتا ہے پچھلا گھر۔ ف۱۱۸

وَيَقُولُ الَّذِينَ كَفَرُوا لَسْتَ مُرْسَلًا ۚ قُلْ كَفَىٰ بِاللَّهِ شَهِيدًا

اور کافر کہتے ہیں تم رسول نہیں، تم فرماؤ اللہ گواہ کافی ہے

ف۱۰۶ اس سے مقدم و مؤخر نہیں ہو سکتا خواہ وہ وعدہ عذاب کا ہو یا کوئی اور۔ ف۱۰۷ سعید بن جبیر اور قتادہ نے اس آیت کی تفسیر میں کہا کہ اللہ جن احکام کو چاہتا ہے منسوخ فرماتا ہے جنہیں چاہتا ہے باقی رکھتا ہے انہیں ابن جبیر کا ایک قول یہ ہے کہ بندوں کے گناہوں میں سے اللہ جو چاہتا ہے مغفرت فرما کر مٹا دیتا ہے اور جو چاہتا ہے ثابت رکھتا ہے عکرمہ کا قول ہے کہ اللہ توبہ سے جس گناہ کو چاہتا ہے مٹاتا ہے اور اس کی جگہ نیکیاں قائم فرماتا ہے اور اس کی تفسیر میں اور بھی بہت اقوال ہیں۔ ف۱۰۸ جس کو اس نے ازل میں لکھا یہ علم الٰہی ہے یا ام الکتاب سے لوح محفوظ مراد ہے جس میں تمام کائنات اور عالم میں ہونے والے جملہ حوادث و واقعات اور تمام اشیاء مکتوب ہیں اور اس میں تغیر و تبدل نہیں ہوتا۔ ف۱۰۹ عذاب کا۔ ف۱۱۰ ہم تمہیں ف۱۱۱ اور اعمال کی جزا دینا۔ ف۱۱۲ تو آپ کافروں کے اعراض کرنے سے رنجیدہ نہ ہوں اور عذاب کی جلدی نہ کریں۔ ف۱۱۳ اور زمین شرک کی وسعت دم بدم کم کر رہے ہیں اور سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے کفار کے گرد و پیش کی اراضی یکے بعد دیگرے فتح ہوتی چلی جاتی ہے اور یہ صریح دلیل ہے کہ اللہ تعالیٰ اپنے حبیب کی مدد فرماتا ہے اور ان کے لشکر کو فتح مند کرتا ہے اور ان کے دین کو غلبہ دیتا ہے۔ ف۱۱۴ اس کا حکم نافذ ہے کسی کی مجال نہیں کہ اس میں چون و چرا یا تغیر و تبدل کر سکے جب وہ اسلام کو غلبہ دینا چاہے اور کفر کو پست کرنا تو کس کی تاب و مجال کہ اس کے حکم میں دخل دے سکے۔ ف۱۱۵ یعنی گزری ہوئی امتوں کے کفار اپنے انبیاء کے ساتھ۔ ف۱۱۶ پھر بغیر اس کی مشیت کے کسی کی کیا چل سکتی ہے اور جب حقیقت یہ ہے تو مخلوق کا کیا اندیشہ۔ ف۱۱۷ ہر ایک کا کسب اللہ تعالیٰ کو معلوم ہے اور اس کے نزدیک ان کی جزا مقرر ہے۔ ف۱۱۸ یعنی کافر عنقریب جان لیں گے کہ راحت آخرت مؤمنین کے لیے ہے اور وہاں کی ذلت و خواری کفار کے لیے ہے۔



احمد رضا خاں صاحب او نتوفیك کا ترجمہ "یا پہلے اپنے پاس بلائیں" کر کے اس بات کی گواہی دے رہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ کریم نے اپنے پاس بلا لیا ہے۔ وہ اب اس دنیا میں نہیں بلکہ دوسرے جہاں یعنی اللہ کے پاس (جنت الفردوس میں) جا چکے ہیں، اس ترجمہ میں اس لطیف اشارے کو واضح کیا گیا ہے کہ اللہ کریم نے اپنے نبی سے وعدہ کیا تھا کہ میں تجھے دنیاوی عمر پوری ہونے کے بعد اپنے پاس بلا لوں گا، سو اس وعدے کے مطابق اللہ کریم نے آپ کو اپنے پاس بلا لیا ہوا ہے۔

احناف کی مشہور فقہ کی کتاب "ھدایہ" نے اپنا فیصلہ دیا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے، وہ کافر ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے اپنی کتابیں پڑھ کر خود ہی فیصلہ کر لیں۔

## ثبوت حاضر ہے



بِاٰیٰتِنَاۤ اِلَّا كُلُّ خَتَّارٍ كَفُوْرٍ ﴿۳۲﴾ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمْ وَ اخْشَوْا یَوْمًا

انکار نہ کرے گا مگر ہر بڑا بے وفا، ناشکرا۔ اے لوگو! وے۶۲ اپنے رب سے ڈرو اور اس دن کا خوف

لَّا یَجْزِیْ وَالِدٌ عَنْ وَّلَدِهٖ٘ وَ لَا مَوْلُوْدٌ هُوَ جَازٍ عَنْ وَّالِدِهٖ شَیْــٴًـا

کرو جس میں کوئی باپ اپنے بچہ کے کام نہ آئے گا اور نہ کوئی کامی (کارآمد) بچہ اپنے باپ کو کچھ نفع دے! وے۶۳

اِنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ فَلَا تَغُرَّنَّكُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا وَ لَا یَغُرَّنَّكُمْ

بے شک اللہ کا وعدہ سچا ہے وے۶۴ تو ہرگز تمہیں دھوکا نہ دے دنیا کی زندگی، وے۶۵ اور ہرگز تمہیں اللہ کے

بِاللّٰهِ الْغَرُوْرُ ﴿۳۳﴾ اِنَّ اللّٰهَ عِنْدَهٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَ یُنَزِّلُ الْغَیْثَ

نام پر دھوکا نہ دے وہ بڑا فریبی۔ وے۶۶ بے شک اللہ کے پاس ہے قیامت کا علم، وے۶۷ اور اُتارتا ہے مینہ

وَ یَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّا ذَا تَكْسِبُ غَدًا

اور جانتا ہے جو کچھ ماؤں کے پیٹ میں ہے! اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کل کیا کمائے گی

وَ مَا تَدْرِیْ نَفْسٌۢ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰهَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ ﴿۳۴﴾ ع ۱۴

اور کوئی جان نہیں جانتی کہ کس زمین میں مرے گی؟ بے شک اللہ جاننے والا، بتانے والا ہے۔ وے۶۸

سُوْرَۃُ السَّجْدَۃِ مَکِّیَّۃٌ ۳۲ ۷۵ — بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — اٰیاتُها ۳۰ رکوعاتها ۳

سورۂ سجدہ مکی ہے — اللہ کے نام سے شروع جو نہایت مہربان رحم والا — اس میں تیس آیتیں اور تین رکوع ہیں

الٓمّٓ ﴿۱﴾ تَنْزِیْلُ الْكِتٰبِ لَا رَیْبَ فِیْهِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۲﴾ اَمْ

کتاب کا اُتارنا وے۲ بے شک پروردگارِ عالم کی طرف سے ہے۔ کیا

وے۶۲ یعنی اے اہل مکہ وے۶۳ روز قیامت ہر انسان نفسی نفسی کہتا ہوگا اور باپ بیٹے کے اور بیٹا باپ کے کام نہ آسکے گا نہ کافروں کی مسلمان اولاد انہیں فائدہ پہنچا سکے گی نہ مسلمان ماں باپ کافر اولاد کو۔ وے۶۴ ایسا دن ضرور آنا اور بعث و حساب و جزا کا وعدہ ضرور پورا ہونا ہے۔ وے۶۵ جس کی تمام نعمتیں اور لذتیں فانی کہ ان کے شیفتہ ہو کر نعمتِ ایمان سے محروم رہ جاؤ۔ وے۶۶ یعنی شیطان دور دراز کی امیدوں میں ڈال کر معصیتوں میں جتلا نہ کردے۔ وے۶۷ شانِ نزول: یہ آیت حارث بن عمرو کے حق میں نازل ہوئی جس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر قیامت کا وقت دریافت کیا تھا اور یہ کہا تھا کہ میں نے کھیتی بوئی ہے خبر دیجئے مینہ کب آئے گا اور میری عورت حاملہ ہے مجھے بتائیے کہ اس کے پیٹ میں کیا ہے لڑکا یا لڑکی یہ تو مجھے معلوم ہے کہ کل میں نے کیا کیا یہ مجھے بتائیے کہ آئندہ کل کو کیا کروں گا یہ بھی جانتا ہوں کہ میں کہاں پیدا ہوا مجھے یہ بتائیے کہ کہاں مروں گا۔ اس کے جواب میں یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ وے۶۸ جس کو چاہے اپنے اولیاء اور اپنے محبوبوں میں سے انہیں خبردار کرے اس آیت میں جن پانچ چیزوں کے علم کی خصوصیت اللہ تبارک و تعالیٰ کے ساتھ بیان فرمائی گئی انہیں کی نسبت سورۂ جن میں ارشاد ہوا۔ عٰلِمُ الْغَیْبِ فَلَا یُظْهِرُ عَلٰی غَیْبِهٖۤ اَحَدًا اِلَّا مَنِ ارْتَضٰى مِنْ رَّسُوْلٍ۔ غرض یہ کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے ان چیزوں کا علم کسی کو نہیں اور اللہ تعالیٰ اپنے محبوبوں میں سے جسے چاہے بتائے اور اپنے پسندیدہ رسولوں کو بتانے کی خبر خود اس نے سورۂ جن میں دی ہے خلاصہ یہ کہ علم غیب اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے اور انبیاء و اولیاء کو غیب کا علم اللہ تعالیٰ کی تعلیم سے بطریق معجزہ و کرامت عطا ہوتا ہے یہ اس اختصاص کے منافی نہیں اور کثیر آیتیں اور حدیثیں اس پر دلالت کرتی ہیں بارش کا وقت اور حمل میں کیا ہے اور کل کوئی کیا کرے اور کہاں مرے گا۔ ان امور کی خبریں بکثرت اولیاء و انبیاء نے دی ہیں اور قرآن و حدیث سے ثابت ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کو فرشتوں نے حضرت اسحٰق علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت زکریا علیہ السلام کو حضرت یحییٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی اور حضرت مریم کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے پیدا ہونے کی خبریں دیں تو ان فرشتوں کو بھی پہلے سے معلوم تھا کہ ان حملوں میں کیا ہے اور ان حضرات کو بھی جنہیں فرشتوں نے اطلاعیں دی تھیں اور ان سب کا جاننا قرآن کریم سے ثابت ہے تو آیت کے معنی قطعاً یہی ہیں کہ بغیر اللہ تعالیٰ کے بتائے کوئی نہیں جانتا اس کے یہ معنی لینا کہ اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بھی کوئی نہیں جانتا محض باطل اور صدہا آیات و احادیث کے خلاف ہے (خازن بیضاوی احمدی روح البیان وغیرہا)۔



علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ کوئی بھی کسی کے حالات کے متعلق نہیں جان سکتا جب تک کہ اللہ اسے نہ بتادے۔ یا اس کو اس غیب کی خبر کے ملنے کا کوئی ذریعہ نہ بتادے۔

خزاعہ قبلہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ جن دشمنوں سے آپ قلیل اسباب کے ساتھ لڑنے آئے ہیں جبکہ انھوں نے تو آپ کے آنے سے پہلے بہت سارے جنگی ساز و سامان کے ہمراہ خوب تیاری کر رکھی ہے۔ اس سے پہلے آپ کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ ثابت ہوا علم غیب کا جاننا نہ مخلوق کا خاصہ ہے نہ رسول کا، بلکہ یہ صرف اور صرف اللہ کریم کی صفت ہے۔

کی اعانت کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کو حکم دیا کہ وہ مشرکوں کے ساتھ ہو کر مسلمانوں سے مقابلہ کریں اس جہت سے کہ مسلمانوں نے عصیان اختیار کیا۔ اور یہ لوگ درحقیقت مشرکوں کے بھائی ہیں۔ پھر علماء میں سے رجال الغیب کے حق میں تین گروہ ہیں۔ اول وہ کہ رجال الغیب کے وجود سے منکر ہیں ولیکن لوگوں نے ان کو دیکھا اور ان کے وجود کا یقین کیا تو ان کے واسطے خشوع و خضوع کرنے لگے دوم گروہ کہ جنہوں نے رجال الغیب کو پہچانا اور قدر کی جانب رجوع لائے اور اعتقاد کیا کہ یہاں باطن میں اللہ تعالے کی طرف کوئی راہ سوائے طریقہ انبیاء علیہم السلام کے ہے۔ سوم گروہ وہ کہ جن سے ممکن یہ نہ ہو کہ دائرہ رسول سے خارج کوئی ولی ٹھہرادیں پس انہوں نے کہا کہ رسول ہی ان دونوں گروہ کا ممد ہوتا ہے پس یہ لوگ ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعظیم کرتے ہیں ولیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین و شریعت سے جاہل ہیں اور حق یہ ہے کہ یہ سب گرد اتباع شیاطین ہیں اور رجال الغیب تو جن ہیں کیونکہ انسان تو ہمیشہ انسان کی نظر سے محجوب نہ ہوگا ہاں کبھی کبھی محجوب ہو سکتا ہے سو جس نے گمان کیا کہ وہ انسانوں میں سے ہیں تو یہ اس کی غلطی و جہالت ہے پھر رجال الغیب کی جہت سے جو گمراہی و جھوٹ تین گروہ میں ہوئی یہ اس سبب سے کہ لوگوں نے اولیائے شیطان و اولیائے الرحمٰن میں فرق نہیں کیا۔ بالجملہ علم الغیب ایسا امر ہے کہ خالص اللہ جل شانہ اس کے واسطے منفرد ہے اور مخلوق میں سے کسی کو اس کی راہ نہیں ہے مگر اس طریقہ سے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اعلام ہو یا بطریق معجزہ یا کرامت کے الہام ہو یا دلائل شرعیہ سے دلالت ہو مگر یہ سب اسی چیز میں جس میں اس طرح علم ممکن ہے اسی واسطے فتاویٰ میں مذکور ہے کہ اگر کسی نے چاند کا کنڈل دیکھ کر بطور علم غیب کے دعویٰ کیا کہ پانی برسے گا اور علامت سے پانی برسنے کا قول نہیں کہا تو یہ کفر ہے۔ منجملہ لطائف کے جو بعض ظریف لوگوں نے لکھا یہ ہے کہ ایک منجم سولی پر چڑھایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ یہ بھی تو نے اپنے نجوم میں دیکھا تھا تو اس نے کہا کہ ہاں میں نے اپنے واسطے بلندی دیکھی تھی ولیکن مجھے یہ گمان نہ تھا کہ وہ بلندی سولی پر ہوگی۔ اور واضح ہو کہ انبیاء علیہم السلام کو غیب کا علم نہ تھا مگر اسی قدر کہ اللہ تعالے نے ان کو مختلف اوقات میں اس پر اطلاع دے دی اور علمائے حنفیہ نے تصریح کردی کہ جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم علم غیب جانتے تھے تو وہ کافر ہے بوجہ معارضہ قولہ تعالیٰ قل لا یعلم من فی السموات والارض الغیب الا اللہ کے یہ مسائرہ شیخ ابن الہمام میں مذکور ہے۔ مسئلہ چہل و ہفتم۔ علی قاری نے لکھا کہ شارح عقیدہ طحاویہ نے منار سے نقل کیا ہے کہ قرآن نام ہے نظم و معنی دونوں کا اور یہی منار کے سوائے دیگر کتب اصول میں مذکور ہے اور یہ جو امام ابوحنیفہ رح کی طرف نسبت کیا جاتا ہے کہ جس نے فارسی میں نماز پڑھی تو کافی ہے ادا ہو گئی تو امام رح نے اس سے رجوع کیا اور کہا کہ جب قدرت ہو تو بدون عربی کے نہیں جائز ہے اور کہا کہ اگر عربی کے سوائے کسی زبان میں قرأت کی یا تو وہ مجنون ہے جس کی دوا کی جاوے یا زندیق ہے کہ قتل کیا جاوے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اسی زبان میں کلام فرمایا اور اعجاز اس کے نظم و معنی دونوں سے حاصل ہے۔ مسئلہ چہل و ہشتم۔ شیخ دہلوی رح نے تکمیل میں لکھا کہ اعتقاد کرنا چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے فرشتہ ہیں اجسام نورانی لطیف کہ جس شکل میں چاہیں ہو جاویں اور ان کی حقیقت وہی ارواح مجردہ ہیں اور بدن ان کے حق میں لباس کے حکم میں ہے اور ان کا توالد و تناسل

---

**ثبوت حاضر ہے**

احناف کی مشہور فقہ کی کتاب "ھدایہ" نے اپنا فیصلہ دیا ہے کہ جو یہ دعویٰ کرے کہ نبی کریم ﷺ علم غیب جانتے تھے، وہ کافر ہے۔ ایسا دعویٰ کرنے والے اپنی کتابیں پڑھ کر خود ہی فیصلہ کرلیں۔

ثبوت حاضر ہے



أَقْطَارِهَا ثُمَّ سُئِلُوا الْفِتْنَةَ لَآتَوْهَا وَمَا تَلَبَّثُوا بِهَا إِلَّا يَسِيرًا ﴿١٤﴾
سے آئیں پھر اُن سے کفر چاہتیں تو ضرور اُن کا مانگا دے بیٹھتے (۲۹) اور اس میں دیر نہ کرتے مگر تھوڑی۔
وَلَقَدْ كَانُوا عَاهَدُوا اللَّهَ مِنْ قَبْلُ لَا يُوَلُّونَ الْأَدْبَارَ ۚ وَكَانَ
اور بے شک اس سے پہلے وہ اللہ سے عہد کر چکے تھے کہ پیٹھ نہ پھیریں گے ! اور اللہ
عَهْدُ اللَّهِ مَسْئُولًا ﴿١٥﴾ قُلْ لَنْ يَنْفَعَكُمُ الْفِرَارُ إِنْ فَرَرْتُمْ مِنَ
کا عہد پوچھا جائے گا۔ (۳۰) تم فرماؤ: ہرگز تمہیں بھاگنا نفع نہ دے گا اگر موت یا
الْمَوْتِ أَوِ الْقَتْلِ وَإِذًا لَا تُمَتَّعُونَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٦﴾ قُلْ مَنْ ذَا
قتل سے بھاگو (۳۱) اور جب بھی دنیا نہ برتنے دیے جاؤ گے مگر تھوڑی۔ (۳۲) تم فرماؤ: وہ کون ہے
الَّذِي يَعْصِمُكُمْ مِنَ اللَّهِ إِنْ أَرَادَ بِكُمْ سُوءًا أَوْ أَرَادَ بِكُمْ رَحْمَةً ۚ
جو اللہ کا حکم تم پر سے ٹال دے اگر وہ تمہارا برا چاہے (۳۳) یا تم پر مہر (رحم) فرمانا چاہے؛ (۳۴)
وَلَا يَجِدُونَ لَهُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلِيًّا وَلَا نَصِيرًا ﴿١٧﴾ قَدْ يَعْلَمُ
اور وہ اللہ کے سوا کوئی حامی نہ پائیں گے نہ مددگار۔ بے شک
اللَّهُ الْمُعَوِّقِينَ مِنْكُمْ وَالْقَائِلِينَ لِإِخْوَانِهِمْ هَلُمَّ إِلَيْنَا ۖ وَلَا
اللہ جانتا ہے تمہارے ان کو جو اوروں کو جہاد سے روکتے ہیں اور اپنے بھائیوں سے کہتے ہیں ہماری طرف چلے آؤ (۳۵) اور
يَأْتُونَ الْبَأْسَ إِلَّا قَلِيلًا ﴿١٨﴾ أَشِحَّةً عَلَيْكُمْ ۖ فَإِذَا جَاءَ الْخَوْفُ
لڑائی میں نہیں آتے مگر تھوڑے (۳۶) تمہاری مدد میں کمی (کی) کرتے ہیں پھر جب ڈر کا وقت آئے

بقیہ صفحہ ۷۵۴: یہود نے کہا تمہیں حق پر ہو اس پر قریش خوش ہوئے اسی پر یہ آیت اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ نازل ہوئی پھر یہودی قبائل غطفان وقیس وغیلان وغیرہ میں گئے وہاں بھی یہی تحریک کی وہ سب ان کے موافق ہو گئے اس طرح انہوں نے جابجا دورے کئے اور عرب کے ہر قبیلہ کو مسلمانوں کے خلاف تیار کرلیا جب سب لوگ تیار ہو گئے تو قبیلہ خزاعہ کے چند لوگوں نے سید عالم ﷺ کو کفار کی ان زبردست تیاریوں کی اطلاع دی یہ اطلاع پاتے ہی حضور نے بمشورہ حضرت سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ خندق کھدوانی شروع کردی اس خندق میں مسلمانوں کے ساتھ سید عالم ﷺ نے خود بھی کام کیا مسلمان خندق تیار کرکے فارغ ہوئے ہی تھے کہ مشرکین بارہ ہزار کا لشکر گراں لے کر ان پر ٹوٹ پڑے اور مدینہ طیبہ کا محاصرہ کرلیا خندق مسلمانوں کے اور ان کے درمیان حائل تھی اس کو دیکھ کر متحیر ہوئے اور کہنے لگے یہ ایسی تدبیر ہے جس سے عرب لوگ اب تک واقف نہ تھے اب انہوں نے مسلمانوں پر تیر اندازی شروع کی اور اس محاصرہ کو پندرہ روز یا چوبیس روز گزرے مسلمانوں پر خوف غالب ہوا اور وہ بہت گھبرائے اور پریشان ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے مدد فرمائی اور ان پر تیز ہوا بھیجی نہایت سرد اور اندھیری رات میں اس ہوا نے ان کے خیمے گرا دیے طنابیں توڑ دیں کھونٹے اکھاڑ دیے ہانڈیاں الٹ دیں آدمی زمین پر گرنے لگے اور اللہ تعالیٰ نے فرشتے بھیج دیے جنہوں نے کفار کو لرزا دیا ان کے دلوں میں دہشت ڈال دی مگر اس جنگ میں ملائکہ نے قتال نہیں کیا پھر رسول کریم ﷺ نے حذیفہ بن یمان کو خبر لینے کے لیے بھیجا وقت نہایت سرد تھا یہ ہتھیار لگا کر روانہ ہوئے حضور سید عالم ﷺ نے روانہ ہوتے وقت ان کے چہرے اور بدن پر دست مبارک پھیرا جس سے ان پر سردی اثر نہ کرسکی اور یہ دشمن کے لشکر میں پہنچ گئے وہاں تیز ہوا چل رہی تھی اور سنگریزے اڑ اڑ کر لوگوں کو لگ رہے تھے آنکھوں میں گرد پڑ رہی تھی عجب پریشانی کا عالم تھا لشکر کفار کے سردار ابو سفیان ہوا کا یہ عالم دیکھ کر اٹھے اور انہوں نے قریش کو پکار کر کہا کہ جاسوسوں سے ہوشیار رہنا ہر شخص اپنے برابر والے کو دیکھ لے یہ اعلان ہونے کے بعد ہر ایک شخص نے اپنے برابر والے کو ٹٹولنا شروع کیا حضرت حذیفہ نے دانائی سے اپنے داہنے شخص کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا تو کون ہے اس نے کہا میں فلاں بن فلاں ہوں اس کے بعد ابو سفیان نے کہا اے گروہ قریش تم ٹھہرنے کے مقام پر نہیں ہو گھوڑے اور اونٹ ہلاک ہو چکے بنی قریظہ اپنے عہد سے پھر گئے اور ہمیں ان کی طرف سے اندیشہ ناک خبریں پہنچی ہیں ہوا نے جو حال کیا ہے وہ تم دیکھ رہے



علم غیب صرف اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ کوئی بھی کسی کے حالات کے متعلق نہیں جان سکتا جب تک کہ اللہ اسے نہ بتا دے۔ یا اس کو اس غیب کی خبر کے ملنے کا کوئی ذریعہ نہ بتا دے۔

خزاعہ قبلہ کے لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی کہ جن دشمنوں سے آپ قلیل اسباب کے ساتھ لڑنے آئے ہیں جبکہ انھوں نے تو آپ کے آنے سے پہلے بہت سارے جنگی ساز و سامان کے ہمراہ خوب تیاری کر رکھی ہے۔ اس سے پہلے آپ کو اس بات کی خبر نہ تھی۔ ثابت ہوا علم غیب کا جاننا نہ مخلوق کا خاصہ ہے نہ رسول کا، بلکہ یہ صرف اور صرف اللہ کریم کی صفت ہے۔

کر پہلی صف میں گئے، لوگوں نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا لیکن ابوبکر رضی اللہ عنہ نماز میں کسی طرف توجہ نہیں دیتے تھے۔ جب لوگوں نے متواتر ہاتھ پر ہاتھ مارنا شروع کیا تو سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ متوجہ ہوئے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا اور پھر پیچھے ہٹ گئے۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے آگے بڑھ کر نماز پڑھائی۔ ❶

۳ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ تین آدمی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق اپنے ساتھ اپنے گھر کھانا کھلانے کے لیے لائے اور خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہاں ٹھہر گئے اور وہیں ٹھہرے رہے۔ رات کا ایک حصہ گزر جانے کے بعد آپ یعنی جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ گھر تشریف لائے تو ان کی بیوی نے کہا کیا بات پیش آئی کہ مہمانوں کی خبر بھی آپ نے نہ لی؟ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا تم نے ابھی انھیں رات کا کھانا نہیں کھلایا؟ بیوی نے کہا میں کیا کروں آپ کے آنے تک انھوں نے کھانے سے انکار کیا، کھانے کے لیے ان سے کہا گیا تھا لیکن وہ نہ مانے۔ ❷

۴ جناب ابوبکر رضی اللہ عنہ ہجرت کا واقعہ بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ وہاں ہمیں ایک چرواہا ملا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم کس قبیلے سے ہو، اس نے کہا فلاں سے۔ ❸

۵ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہوئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم میں سے کچھ سخت غمناک ہوئے، میں بھی ان میں سے تھا۔ میں پریشان بیٹھا ہوا تھا کہ عمر (رضی اللہ عنہ) کا گزر ہوا تو انھوں نے السلام علیکم کہا، مجھے ان کے گزرنے کا کچھ پتا نہ چلا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے میرا شکوہ کیا۔ وہ دونوں اکٹھے میرے پاس آئے اور مجھ سے پوچھا کیا سبب ہے، آپ نے اپنے بھائی عمر (رضی اللہ عنہ) کے سلام کا جواب نہیں دیا؟ میں نے عرض کیا کہ مجھے بالکل علم نہیں کہ آپ میرے پاس سے گزرے ہیں اور آپ

❶ بخاری، کتاب الأذان، باب من دخل لیؤم الناس فجاء الإمام ...... الخ : ۶۸۴۔ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب تقدیم الجماعة من یصلی ...... الخ : ۴۲۱

❷ بخاری، کتاب مواقیت الصلاۃ، باب السمر مع الأهل والضیف : ۶۰۲۔ مسلم، کتاب الأشربة، باب إکرام الضیف و فضل إیثارہ : ۲۰۵۷

❸ بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة فی الإسلام : ۳۶۱۵۔ مسلم، کتاب الزهد، باب فی حدیث الهجرة......الخ : ۲۰۰۹

نے مجھے السلام علیکم کہا، سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کہ کیا پریشانی ہے؟ ❶

۶ سفر کے دوران سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا ہار گم ہو گیا، سب لوگ ٹھہر گئے۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے سخت ناراض ہوئے کہ تمھاری وجہ سے سب رک گئے۔ بعد میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے اونٹ کو اٹھایا گیا تو ہار اونٹ کے نیچے سے مل گیا۔ ❷

۷ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس ان کی بیماری میں گئیں۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے ان سے دیگر باتوں کے علاوہ یہ بھی پوچھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کس دن ہوئی تھی؟ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کے دن۔ سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے کہا آج کون سا دن ہے؟ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا پیر کا دن۔ انھوں نے کہا پھر مجھے بھی امید ہے کہ اب سے رات تک میں بھی رخصت ہو جاؤں گا۔ پھر اس روز سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ فوت نہیں ہوئے یہاں تک کہ منگل کی رات کا کچھ حصہ گزر گیا اور آپ فوت ہو گئے اور صبح ہونے سے پہلے دفن کر دیے گئے۔ ❸

۸ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو مسجد نبوی میں صبح کی نماز میں جماعت کے دوران وہاں چھپے ہوئے شخص نے حملہ کر کے شدید زخمی کر دیا، بعد میں آپ فوت ہو گئے۔ ❹ اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو بھی کوفہ میں چھپے ہوئے شخص نے شہید کر دیا اور دونوں خلفائے راشدین کو پتا نہ چلا کہ یہاں کوئی چھپا ہوا ہے جو ہمیں شہید کرنا چاہتا ہے۔

۹ جب قبلہ بدلا گیا تو ایک شخص نے رسول اللہؐ کے ساتھ نماز پڑھی۔ پھر نماز کے بعد وہ چلے تو انصار کی ایک جماعت پر ان کا گزر ہوا جو عصر کی نماز بیت المقدس کی طرف منہ کر کے پڑھ رہے تھے۔ انھوں نے کہا: ''میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ وہ نماز پڑھی ہے جس میں آپ نے موجودہ قبلہ (کعبہ) کی طرف منہ کر کے نماز

---

❶ مسند أحمد: ۱/ ۶۔ مسند أبي يعلى: ۱/ ۲۶، ۲۷ ح: ۱۰

❷ بخاری، كتاب التيمم، باب: ۳۳۴

❸ بخاری، كتاب الجنائز، باب موت يوم الإثنين: ۱۳۸۷

❹ بخاری، كتاب فضائل أصحاب النبي ﷺ، باب قصة البيعة ...... الخ: ۳۷۰۰

پڑھی ہے پھر اس جماعت نے (نماز ہی میں) منہ پھیر لیا اور کعبہ کی طرف منہ کر لیا۔ ❶

۱۱۰ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھے، رات بھر سب لوگ چلتے رہے، صبح کے وقت کے قریب پڑاؤ کیا تو سب لوگ گہری نیند سو گئے کہ سورج پوری طرح نکل آیا۔ سب سے پہلے سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ جاگے پھر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی جاگ گئے آخر کار سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے سر مبارک کے قریب بیٹھ گئے اور بلند آواز سے اللہ اکبر کہنے لگے۔ اس سے رسول اللہ ﷺ بھی بیدار ہو گئے اور وہاں سے کوچ کا حکم دے دیا۔ پھر آگے جا کر صبح کی نماز پڑھی۔ ❷

۱۱۱ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ مکہ سے چلے، لوگ ان کے ساتھ تھے، جب بیداء تک پہنچے تو ایک ببول کے درخت کے نیچے چند سوار نظر پڑے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا جا کر دیکھو تو سہی یہ کون لوگ ہیں؟ جا کر دیکھا گیا تو وہ صہیب تھے۔ جب یہ اطلاع دی گئی تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے کہا انھیں بلا لاؤ تو جا کر انھیں کہا گیا کہ امیر المومنین بلاتے ہیں تو وہ آئے۔ ❸

۱۱۲ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا گزر ایک جنازے پر ہوا، لوگ اس کی تعریف کرنے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' پھر دوسرے جنازے کا گزر ہوا تو لوگ اس کی برائی کرنے لگے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''واجب ہو گئی۔'' اس پر سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے پوچھا کیا چیز واجب ہو گئی۔ ❹

۱۱۳ سیدنا ابوذر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے، کچھ دور جانے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوذر! ٹھہرے رہو۔ پھر آپ ﷺ تشریف لے گئے اور نظروں سے اوجھل ہو

---

❶ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب التوجه نحو القبلة ...... الخ : ۳۹۹۔ مسلم، کتاب المساجد، باب تحويل القبلة ...... الخ : ۵۲۵

❷ بخاری، کتاب المناقب، باب علامات النبوة في الإسلام : ۳۵۷۱۔ مسلم، کتاب المساجد، باب قضاء الصلاة الفائتة......الخ : ۶۸۲

❸ بخاری، کتاب الجنائز، باب قول النبي ﷺ (( يعذب الميت ببعض بكاء ...... الخ)) : ۱۲۸۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب الميت يعذب ببكاء ...... الخ : ۹۲۷، بعد ۹۲۸

❹ بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس على الميت : ۱۳۶۷۔ مسلم، کتاب الجنائز، باب فيمن يثنى عليه ...... الخ : ۹۴۹

گئے اور اس کے بعد میں نے آواز سنی اور مجھ کو خطرہ ہوا کہ کہیں رسول اللہ ﷺ کو کوئی پریشانی نہ پیش آ گئی ہو اور آپ ﷺ کے حکم کی وجہ سے رکا رہا۔ جب آپ ﷺ واپس تشریف لائے تو سیدنا ابو ذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''اے اللہ کے نبی (ﷺ) ! اللہ آپ پر مجھے قربان کرے! اس پتھریلی زمین میں آپ کس کے ساتھ باتیں کر رہے تھے۔ ❶

۱۴۷ لوگوں کا عرفات کے دن رسول اللہ ﷺ کے روزے کے متعلق کچھ اختلاف ہو گیا۔ بعض نے کہا آپ (ﷺ) روزے سے ہیں اور بعض کہتے کہ نہیں، اس لیے انھوں نے آپ ﷺ کے پاس دودھ کا ایک پیالہ بھیجا۔ رسول اللہ ﷺ اس وقت اونٹ پر سوار ہو کر عرفات میں وقوف فرما رہے تھے، آپ نے وہ دودھ پی لیا۔ ❷

۱۴۸ رسول اللہ ﷺ کعبہ کا طواف کر کے مقام ابراہیم کے پاس پہنچے، دو رکعت پڑھیں۔ آپ ﷺ کے ساتھ کچھ لوگ تھے جو آپ ﷺ کے اور لوگوں کے درمیان آڑ بنے ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک صاحب نے ابن ابی اوفیٰ سے پوچھا کیا رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے تھے؟ تو انھوں نے بتایا کہ نہیں۔ ❸

۱۴۹ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے بیان کیا کہ رسول اللہ ﷺ کعبہ کے اندر تشریف لے گئے، سیدنا بلال رضی اللہ عنہ اور دو اور صحابی آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ پھر کعبہ کا دروازہ بند کر دیا گیا اور آپ ﷺ اس میں ٹھہرے رہے۔ جب آپ ﷺ باہر نکلے تو میں نے سیدنا بلال رضی اللہ عنہ سے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اندر کیا کیا؟ (ایضاً)

۱۵۰ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میرے ایک انصاری دوست تھے، جب میں رسول اللہ ﷺ کی مجلس میں حاضر نہ ہوتا تو وہ مجلس کی تمام باتیں مجھے آ کر بتایا کرتے اور جب وہ حاضر نہ

---

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب المکثرون...... الخ: ۶۴۴۳۔ مسلم، کتاب الزکوٰۃ، باب الترغیب فی الصدقۃ: ۳۳/ ۹۴، بعد ۹۹۱

❷ بخاری، کتاب الصوم، باب صوم یوم عرفۃ: ۱۹۸۸۔ مسلم، کتاب الصیام، باب استحباب الفطر للحاج بعرفات یوم عرفۃ: ۱۱۲۳

❸ بخاری، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ بین السواری...... الخ: ۵۰۴، ۵۰۵۔ مسلم، کتاب الحج، باب استحباب دخول الکعبۃ للحاج وغیرہ والصلاۃ فیھا...... الخ: ۳۸۹/ ۱۳۲۹

ہوتے تو میں انھیں بتایا کرتا تھا۔ اس زمانے میں ہمیں غسان کے بادشاہ کی طرف سے ڈر تھا۔ اطلاع ملی تھی کہ وہ مدینہ پر چڑھائی کا ارادہ کر رہا ہے، چنانچہ ہم کو ہر وقت یہی خطرہ رہتا تھا۔ ایک دن میرے انصاری دوست نے دروازہ کھٹکھٹایا اور کہا کہ کھولو۔ میں نے کہا معلوم ہوتا ہے کہ غسانی آگئے ہیں۔ انھوں نے کہا اس سے بھی زیادہ اہم معاملہ پیش آگیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی بیویوں سے علیحدگی اختیار کر لی ہے۔ ❶

اسی طرح احادیث کی کتابوں میں بے شمار واقعات درج ہیں جن سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام کو غیب کا علم نہ تھا۔ احادیث کی معتبر کتابوں کے مطالعہ کے بعد یہ بات کلی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ بڑے بڑے اکابر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم غیب کا علم نہیں رکھتے تھے تو پھر آج کے بزرگوں کا ان کے سامنے کیا مقام ہے؟

اور مراد آبادی صاحب نے آل عمران کی تفسیر (۱۶۹۔۱۷۰، ف۳۳۲ تا ۳۳۴) میں یہی لکھا کہ شہدائے احد کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو اللہ تعالیٰ نے خبر دی کہ وہ جنت میں کس حال میں ہیں۔ اس سے پہلے صحابہ کو شہدائے احد کے انجام کا پتا نہ تھا۔ ❷

اس سے ثابت ہوا کہ ارواح باقی ہیں، جسم کے فنا ہونے کے ساتھ فنا نہیں ہوتیں۔ (ف۳۳۳) اور زندوں کی طرح کھاتے پیتے عیش کرتے ہیں۔ سیاق آیت اس پر دلالت کرتا ہے کہ حیات روح و جسم دونوں کے لیے ہے۔ علماء نے فرمایا کہ شہداء کے جسم قبروں میں محفوظ رہتے ہیں مٹی ان کو نقصان نہیں پہنچاتی اور زمانۂ صحابہ میں اور اس کے بعد بکثرت معائنہ ہوا ہے کہ اگر کبھی شہداء کی قبریں کھل گئیں تو ان کے جسم تروتازہ پائے گئے۔ (ف۳۳۴) فضل و کرامت اور انعام و احسان موت کے بعد حیات دی، اپنا مقرب کیا، جنت کا رزق اور اس کی نعمتیں عطا فرمائیں۔

مراد آبادی صاحب کے مندرجہ بالا بیان اور البقرۃ (۱۵۴، ف۲۸۱) کے مطالعہ کے بعد یہ بات قطعی طور پر ثابت ہو جاتی ہے کہ شہداء قبروں میں زندہ نہیں، ان کی روحیں اجسام سے الگ ہیں، اجسام قبروں میں، روحیں جنت میں، اگر شہیدوں کی روحیں جنت میں اور اجسام قبروں میں ہیں، تو انبیاء اور صدیق یعنی سچے متبعین کی روحیں اور اجسام بھی الگ الگ ہیں کیونکہ

❶ بخاری، کتاب العلم، باب التناوب فی العلم: ۸۹۔ مسلم کتاب الطلاق، باب فی الإیلاء و اعتزل النساء...... الخ: ۳۱/ ۱۴۷۹

یہ شہداء سے افضل ہیں۔ (دیکھیے ترجمہ مع تفسیر احمد رضا خان النساء : ۶۹ ، ف ۱۸۱ تا ۱۸۳) ان کی روحیں جنت میں اور اجسام قبروں میں ہیں اور مراد آبادی نے یہ بھی لکھا کہ فوت ہونے کے بعد انسان کا عمل منقطع ہو جاتا ہے۔ (الشعراء : ۸۹ ، ف ۹۴)

ان تفاسیر سے قبر پرستوں کا واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ ہم قبر والوں کو اس لیے پکارتے ہیں کہ وہ قبروں میں زندہ ہیں۔

## قرآن مجید غیب کے متعلق کیا کہتا ہے :

۱ عزیر (علیہ السلام) کو اللہ تعالیٰ نے سو برس کے لیے موت دے دی، جب ان کو اللہ تعالیٰ نے دوبارہ زندہ کیا تو اللہ تعالیٰ نے ان سے پوچھا تم یہاں کتنی دیر رہے؟ انھوں نے جواب دیا ایک دن یا دن کا کچھ حصہ۔ (البقرۃ : ۲۵۹)

حوالہ نمبر ۱۱

۲ اصحاب کہف کو ایک غار میں اللہ تعالیٰ نے سلا دیا، وہ وہاں ۳۰۹ برس سوئے رہے۔ بعد میں جب ان کو اللہ تعالیٰ نے جگا دیا تو ان میں سے ایک نے کہا تم کتنی دیر یہاں ٹھہرے ہو؟ انھوں نے کہا ہم ایک دن یا دن سے کم ٹھہرے ہیں۔

''اسی طرح ہم نے انھیں جگا کر اٹھا دیا کہ آپس میں پوچھ گچھ کر لیں۔ ایک کہنے والے نے کہا تم کتنی دیر ٹھہرے رہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ ایک یا ایک دن سے بھی کم۔ کہنے لگے کہ تمھارے ٹھہرے رہنے کا بخوبی علم اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔'' (الکھف : ۱۹) ''وہ لوگ اپنے غار میں تین سو سال تک رہے اور ۹ سال اور زیادہ گزارے۔'' (الکھف : ۲۵)

اصحاب کہف اپنے غار میں تین سو نو سال تک سوئے رہے، یہ اللہ کے تسلیم شدہ ولی ہیں، لیکن جب ۳۰۹ سال کے بعد وہ اٹھے تو آپس میں کہنے لگے کہ ہم یہاں ایک دن رہے یا ایک دن سے کم رہے؟ پس ثابت ہوا کہ جن کو اللہ نے ولی کہا ان کو بھی غیب نہ تھا اور آج ان لوگوں کے بارے میں یہ کیسے خیال کیا جا سکتا ہے جن کے ولی ہونے کی کوئی سند نہیں ہے کہ وہ غیب جانتے ہیں۔

۳ جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام سیدنا خضر علیہ السلام کی طرف چلے، خادم ہمراہ تھا، کھانا پاس تھا، راستے

---

❶ أبو داؤد، كتاب الجهاد، باب في فضل الشهادة : ۲۵۲۰

**ثبوت حاضر ہے**



لَبِثْتُمْ فَابْعَثُوْٓا اَحَدَكُمْ بِوَرِقِكُمْ هٰذِهٖٓ اِلَى الْمَدِيْنَةِ فَلْيَنْظُرْ
تم ٹھہرے! ۳۰ تو اپنے میں ایک کو یہ چاندی لے کر ۳۱ شہر میں بھیجو پھر وہ غور کرے کہ وہاں کون سا
اَيُّهَآ اَزْكٰى طَعَامًا فَلْيَاْتِكُمْ بِرِزْقٍ مِّنْهُ وَلْيَتَلَطَّفْ وَلَا يُشْعِرَنَّ
کھانا زیادہ ستھرا ہے ۳۲ کہ تمہارے لیے اس میں سے کھانے کو لائے اور چاہیے کہ نرمی کرے اور ہرگز کسی کو
بِكُمْ اَحَدًا ﴿۱۹﴾ اِنَّهُمْ اِنْ يَّظْهَرُوْا عَلَيْكُمْ يَرْجُمُوْكُمْ اَوْ يُعِيْدُوْكُمْ
تمہاری اطلاع نہ دے۔ بے شک اگر وہ تمہیں جان لیں گے تو تمہیں پتھراؤ کریں گے ۳۳ یا اپنے دین
فِيْ مِلَّتِهِمْ وَلَنْ تُفْلِحُوْٓا اِذًا اَبَدًا ﴿۲۰﴾ وَكَذٰلِكَ اَعْثَرْنَا عَلَيْهِمْ
۳۴ میں پھیر لیں گے اور ایسا ہوا تو تمہارا کبھی بھلا نہ ہو گا۔ اور اسی طرح ہم نے ان کی اطلاع کر دی ۳۵
لِيَعْلَمُوْٓا اَنَّ وَعْدَ اللّٰهِ حَقٌّ وَّاَنَّ السَّاعَةَ لَا رَيْبَ فِيْهَا ۚ اِذْ
کہ لوگ جان لیں ۳۶ کہ اللہ کا وعدہ سچا ہے اور قیامت میں کچھ شبہ نہیں۔ جب
يَتَنَازَعُوْنَ بَيْنَهُمْ اَمْرَهُمْ فَقَالُوا ابْنُوْا عَلَيْهِمْ بُنْيَانًا ۭ رَبُّهُمْ
وہ لوگ ان کے معاملہ میں باہم جھگڑنے لگے ۳۷ تو بولے: ان کے غار پر کوئی عمارت بناؤ؛ ان کا رب
اَعْلَمُ بِهِمْ ۭ قَالَ الَّذِيْنَ غَلَبُوْا عَلٰٓي اَمْرِهِمْ لَنَتَّخِذَنَّ عَلَيْهِمْ
انہیں خوب جانتا ہے؛ وہ بولے جو اس کام میں غالب رہے تھے: ۳۸ قسم ہے کہ ہم تو ان پر
مَّسْجِدًا ﴿۲۱﴾ سَيَقُوْلُوْنَ ثَلٰثَةٌ رَّابِعُهُمْ كَلْبُهُمْ ۚ وَيَقُوْلُوْنَ خَمْسَةٌ
مسجد بنائیں گے ۳۹ اب کہیں گے ۴۰ کہ وہ تین ہیں چوتھا ان کا کتا، اور کچھ کہیں گے پانچ ہیں

جنگ روم کے وقت کہف کی طرف گزرے تو انہوں نے اصحاب کہف پر داخل ہونا چاہا حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے انہیں منع کیا اور یہ آیت پڑھی پھر ایک جماعت حضرت امیر معاویہ کے حکم سے داخل ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے ایک ایسی ہوا چلائی کہ سب جل گئے۔ ۲۶ ایک مدت دراز کے بعد ۲۷ اور اللہ تعالیٰ کی قدرت عظیمہ دیکھ کر ان کا یقین زیادہ ہو اور وہ اس کی نعمتوں کا شکر ادا کریں۔ ۲۸ یعنی مکسلمینا جو ان میں سب سے بڑے اور ان کے سردار ہیں ۲۹ کیونکہ وہ غار میں طلوع آفتاب کے وقت داخل ہوئے تھے اور جب اٹھے تو آفتاب قریب غروب تھا اس سے انہوں نے گمان کیا کہ یہ وہی دن ہے مسئلہ اس سے ثابت ہوا کہ اجتہاد جائز اور ظن غالب کی بنا پر قول کرنا درست ہے۔ ۳۰ انہیں یا الہام سے معلوم ہوا کہ مدت دراز گزر چکی یا انہیں کچھ ایسے دلائل و قرائن ملے جیسے کہ بالوں اور ناخنوں کا بڑھ جانا۔ جس سے انہوں نے یہ خیال کیا کہ عرصہ بہت گزر چکا۔ ۳۱ یعنی دقیانوسی سکہ کے روپے جو گھر سے لے کر آئے تھے اور سوتے وقت اپنے سرہانے رکھ لیے تھے مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ مسافر کو خرچ ساتھ میں رکھنا طریقہ توکل کے خلاف نہیں ہے چاہیے کہ بھروسا اللہ پر رکھے۔ ۳۲ اور اس میں کوئی شبہ حرمت نہیں۔ ۳۳ اور بری طرح قتل کریں گے ۳۴ یعنی جبر و ستم سے کفری ملت ۳۵ لوگوں کو دقیانوس کے مرنے اور مدت گزر جانے کے بعد۔ ۳۶ اور بیدروس کی قوم میں جو لوگ مرنے کے بعد زندہ ہونے کا انکار کرتے ہیں انہیں معلوم ہو جائے۔ ۳۷ یعنی ان کی وفات کے بعد ان کے گرد عمارت میں ۳۸ یعنی بیدروس بادشاہ اور اس کے ساتھی ۳۹ جس میں مسلمان نماز پڑھیں اور ان کے قرب سے برکت حاصل کریں (مدارک) مسئلہ اس سے معلوم ہوا کہ بزرگوں کے مزارات کے قریب مسجدیں بنانا اہل ایمان کا قدیم طریقہ ہے اور قرآن کریم میں اس کا ذکر فرمانا اور اس کو منع نہ کرنا اس فعل کے درست ہونے کی قوی ترین دلیل ہے۔ مسئلہ اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بزرگوں کے جوار میں برکت حاصل ہوتی ہے اسی لیے اہل اللہ کے مزارات پر لوگ حصول برکت کے لیے جایا کرتے ہیں اور اسی لیے قبروں کی زیارت سنت اور موجب ثواب ہے ۴۰ نصرانی جیسا کہ ان میں سے سید اور عاقب نے کہا

منزل ۴

قرآن حکیم کے مطابق اصحاب کہف بھی غیب کا علم نہ جانتے تھے، انھیں بالکل علم نہ تھا کہ وہ غار میں کتنی دیر ٹھہرے (سو چکے) ہیں۔ وہ تو یہی سمجھتے رہے کہ ہم دن یا دن کا کچھ حصہ سو کر اٹھے ہیں۔ حالانکہ ایسا نہ تھا بلکہ وہ تو تین سو سال کی نیند کے بعد جاگے تھے لیکن ان کو اس کی کچھ خبر اور علم نہ تھا۔ دیکھئے ترجمہ و تفسیر احمد رضا خاں و نعیم الدین مراد آبادی بریلوی۔

ثبوت حاضر ہے



عُرُوشِهَا ۚ قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ

چھتوں پر ڈھے گئی تھی ۵۴۰ بولا اسے کیونکر جلائے گا اللہ اس کی موت کے بعد تو اللہ نے اسے مردہ رکھا

مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ

سو برس پھر زندہ کر دیا فرمایا تو یہاں کتنا ٹھہرا عرض کی دن بھر ٹھہرا ہوں گا یا

بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَل لَّبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ

کچھ کم فرمایا نہیں تجھے سو برس گزر گئے اور اپنے کھانے

وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً

اور پانی کو دیکھ کہ اب تک بو نہ لایا اور اپنے گدھے کو دیکھ کہ جس کی ہڈیاں تک سلامت نہیں اور یہ اس لئے کہ تجھے ہم لوگوں کے واسطے

لِّلنَّاسِ ۖ وَانظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ

نشانی کریں اور ان ہڈیوں کو دیکھ کیونکر ہم انہیں اٹھان دیتے پھر انہیں گوشت پہناتے ہیں

فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ﴿٢٥٩﴾

جب یہ معاملہ اس پر ظاہر ہو گیا بولا میں خوب جانتا ہوں کہ اللہ سب کچھ کر سکتا ہے

وَإِذْ قَالَ إِبْرَاهِيمُ رَبِّ أَرِنِي كَيْفَ تُحْيِي الْمَوْتَىٰ ۖ قَالَ أَوَلَمْ تُؤْمِن ۖ

اور جب عرض کی ابراہیم نے ۵۴۱ اے رب میرے مجھے دکھا دے تو کیونکر مردے جلائے گا فرمایا کیا تجھے یقین نہیں ۵۴۲

قَالَ بَلَىٰ وَلَٰكِن لِّيَطْمَئِنَّ قَلْبِي ۖ قَالَ فَخُذْ أَرْبَعَةً مِّنَ الطَّيْرِ

عرض کی یقین کیوں نہیں مگر یہ چاہتا ہوں کہ میرے دل کو قرار آجائے ۵۴۳ فرمایا تو اچھا چار پرندے لے کر

(بقیہ صفحہ ۸۵=) کرنے سے عاجز رہنا اور بجائے اس کے زندہ کے چھوڑنے کو جلانا کہنا ہی اس کی ذلت کیلئے کافی تھا عقلاء پر اسی سے ظاہر ہو گیا کہ جو حجت حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قائم فرمائی وہ قاطع ہے اور اس کا جواب ممکن نہیں لیکن چونکہ نمرود کے جواب میں شانِ دعویٰ پیدا ہوگئی تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اس پر مناظرانہ گرفت فرمائی کہ موت و حیات کا پیدا کرنا تو تیرے مقدور میں نہیں اے ربوبیت کے جھوٹے مدعی تو اس سے سہل کام ہی کر دکھا جو ایک متحرک جسم کی حرکت کا بدلنا ہے (۵۳۹) یہ بھی نہ کر سکے تو ربوبیت کا دعویٰ کس منہ سے کرتا ہے مسئلہ: اس آیت سے علم کلام میں مناظرہ کرنے کا ثبوت ملتا ہے (۵۴۰) بقول اکثر یہ واقعہ حضرت عزیر علیہ السلام کا ہے اور بستی سے بیت المقدس مراد ہے جب بخت نصر بادشاہ نے بیت المقدس کو ویران کیا اور بنی اسرائیل کو قتل کیا گرفتار کیا تباہ کر ڈالا پھر حضرت عزیر علیہ السلام وہاں سے گزرے آپ کے ساتھ ایک برتن کھجور اور ایک پیالہ انگور کا رس تھا اور آپ ایک دراز گوش پر سوار تھے تمام بستی میں پھرے کسی شخص کو وہاں نہ پایا بستی کی عمارتوں کو منہدم دیکھا تو آپ نے براہِ تعجب کہا اَنّٰی یُحْیٖ هٰذِهِ اللّٰهُ بَعْدَ مَوْتِهَا اور آپ نے اپنی سواری کے حمار کو وہاں باندھ دیا اور آپ نے آرام فرمایا اسی حالت میں آپ کی روح قبض کر لی گئی اور گدھا بھی مر گیا یہ صبح کے وقت کا واقعہ ہے اس سے ستر برس بعد اللہ تعالیٰ نے شاہانِ فارس میں سے ایک بادشاہ کو مسلط کیا اور وہ اپنی فوجیں لے کر بیت المقدس پہنچا اور اس کو پہلے سے بھی بہتر طریقہ پر آباد کیا اور بنی اسرائیل میں سے جو لوگ باقی رہے تھے اللہ تعالیٰ انہیں پھر یہاں لایا اور وہ بیت المقدس اور اس کے نواح میں آباد ہوئے اور ان کی تعداد بڑھتی رہی اس زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے حضرت عزیر علیہ السلام کو دنیا کی آنکھوں سے پوشیدہ رکھا اور کوئی آپ کو نہ دیکھ سکا جب آپ کی وفات کو سو برس گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو زندہ کیا پہلے آنکھوں میں جان آئی ابھی تک تمام جسم مردہ تھا وہ آپ کے دیکھتے دیکھتے زندہ کیا گیا یہ واقعہ شام کے وقت غروبِ آفتاب کے قریب ہوا اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم یہاں کتنے دن ٹھہرے آپ نے اندازہ سے عرض کیا کہ ایک دن یا کچھ کم آپ کا خیال یہ ہوا کہ یہ اسی دن کی شام ہے جس کی صبح کو سوئے تھے فرمایا بلکہ تم سو برس ٹھہرے اپنے کھانے اور پانی یعنی کھجور اور انگور کے رس کو دیکھئے کہ ویسا ہی ہے اس میں بو تک نہ آئی اور اپنے گدھے کو دیکھئے دیکھا تو وہ مر گیا تھا گل گیا اعضا بکھر گئے تھے ہڈیاں سفید چمک رہی تھیں آپ کی نگاہ کے سامنے اس کے اعضاء جمع ہوئے اعضاء اپنے اپنے مواقع پر آئے ہڈیوں پر گوشت چڑھا گوشت پر کھال آئی بال نکلے پھر اس میں روح پھونکی وہ اٹھ کھڑا ہوا اور آواز کرنے لگا



اللہ کے نبی عزیر علیہ السلام نبی ہو کر بھی غیب کا علم نہیں جانتے تھے۔ ان کو جب ان پر نیند طاری کر کے فوت کیا گیا۔ یاد رہے! نبیوں اور رسولوں کو بھی موت آ کر ہی رہتی ہے۔ انھیں اس بات کا (غیب کا) علم نہ تھا کہ وہ کتنا عرصہ نیند میں رہے یا سوئے رہے؟ بلکہ ان کو اللہ تعالیٰ نے بتایا کہ تم ایک دن نہیں بلکہ سو سال تک سوتے رہے ہو اور اب جا کر کہیں بیدار ہوئے ہو۔ اس بات پر احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ وتفسیر گواہی دے رہے ہیں کہ غیب کا علم نبی بھی نہ جانتے تھے۔ بلکہ صرف اللہ کریم غیب کی چھپی ہوئی حقیقتوں کا علم رکھتا ہے۔ اللہ کریم کے بتانے سے آپ کو علم ہوا کہ آپ (عزیر علیہ السلام) دن یا دن کا کچھ حصہ نہیں بلکہ سو سال تک سوتے رہے ہیں۔ اللہ کریم کے بتائے بغیر کوئی کچھ نہیں جان سکتا اور جو بتانے سے پتہ چلے وہ علم غیب نہیں ہوتا

میں موسیٰ علیہ السلام سو گئے، جاگ کر جب آگے چلے تو سیدنا موسیٰ علیہ السلام نے خادم سے کہا کھانا لاؤ تو خادم نے جواب دیا مچھلی تو زندہ ہو کر دریا میں کود گئی تھی۔ (الکہف: ۶۰ تا ۶۴) ❶

۴ سورۂ یٰسین میں ہے کہ جب ایک آدمی شہر کے دوسرے کنارے سے دوڑتا ہوا آیا اور اپنی قوم کو تین رسولوں کی دعوت پر ایمان لانے کو کہا اور اپنے ایمان کا اقرار کیا (تو اس کی قوم نے اس کو شہید کر دیا) اللہ نے اس کو جنت دے دی، وہ مومن شخص کہنے لگا اے کاش! میری قوم بھی جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے بخش دیا اور مجھے عزت والوں میں کر دیا۔ (یٰسین: ۲۶ تا ۲۷) معلوم ہوا کہ وہ مومن شہید عالم برزخ میں جا کر اپنی قوم سے رابطہ نہیں کر سکتا تھا۔

۵ جب اللہ تعالیٰ اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان قیامت کے دن گفتگو ہو گی اور اللہ تعالیٰ فرمائے گا: ''اے عیسیٰ! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں دونوں کو معبود بنا لو۔'' وہ عرض کریں گے تو پاک ہے، مجھے لائق نہیں کہ ایسی بات کہوں جس کا مجھے حق نہیں۔ اگر میں نے یہ کہا ہو گا تو تجھے ضرور معلوم ہو گا اور جو میرے دل میں ہے تو جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے وہ میں نہیں جانتا...... اور میں اس وقت تک ان کا نگران تھا جب تک ان میں رہا پھر جب تو نے مجھے اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے۔ (المائدۃ: ۱۱۶، ۱۱۷)

سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کتنے واضح الفاظ میں اپنی بابت علم الغیب کی نفی فرما رہے ہیں۔ یہ صفت علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور میں نہیں۔ اس لیے عالم الغیب صرف ایک اللہ ہی کی ذات ہے۔ اس کے علاوہ کوئی عالم الغیب نہیں، کیونکہ یہ عقیدہ قرآن کے خلاف ہے اور جو کوئی قرآن کی ایک آیت کا بھی انکار کرے تو وہ کافر ہے اور دائرۂ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے۔

## توحید فی العلم میں شرکیہ امور:

قرآن و حدیث سے بخوبی ثابت ہو چکا کہ غیب کا علم صرف اللہ تعالیٰ کے پاس ہے (وہ باتیں جو بتا دی گئیں وہ علم ہیں اور جو نہیں بتائی گئیں وہ غیب ہیں):

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ اَهْوَآءَهُمْ بَعْدَ الَّذِیْ جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ ۙ مَالَكَ مِنَ اللّٰهِ

❶ بخاری، کتاب العلم، باب ما یستحب للعالم إذا سئل...... الخ: ۱۲۲، ۷۴

مِنۡ وَّلِیٍّ وَّلَا نَصِیۡرٍ ﴿۱۲۰﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۲۰)

''اور اگر تم نے ان کی خواہشوں کی پیروی کی، اس کے بعد جو تمھارے پاس علم آچکا تو تمھارے پاس اللہ کے ہاں کوئی دوست اور مددگار نہ ہوگا۔''

ثابت ہوا کہ جب رسول اللہ ﷺ پر ابھی یہ آیات نازل نہ ہوئی تھیں تو یہ آپ ﷺ کے لیے غیب تھا، جب یہ آیات نازل ہوگئیں تو غیب نہ رہا بلکہ علم ہوگیا۔

غیب کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں جیسا کہ بیان ہو چکا۔ (النمل: ۶۵) اسی طرح فوت شدگان کو کوئی علم نہیں کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے:

اَفَمَنۡ یَّخۡلُقُ کَمَنۡ لَّا یَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَکَّرُوۡنَ ﴿۱۷﴾ وَ اِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَۃَ اللّٰہِ لَا تُحۡصُوۡہَا ؕ اِنَّ اللّٰہَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِیۡمٌ ﴿۱۸﴾ وَ اللّٰہُ یَعۡلَمُ مَا تُسِرُّوۡنَ وَ مَا تُعۡلِنُوۡنَ ﴿۱۹﴾ وَ الَّذِیۡنَ یَدۡعُوۡنَ مِنۡ دُوۡنِ اللّٰہِ لَا یَخۡلُقُوۡنَ شَیۡئًا وَّ ہُمۡ یُخۡلَقُوۡنَ ﴿ؕ۲۰﴾ اَمۡوَاتٌ غَیۡرُ اَحۡیَآءٍ ۚ وَ مَا یَشۡعُرُوۡنَ ۙ اَیَّانَ یُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾

(النحل: ۱۶/ ۱۷تا۲۱)

''پھر کیا جو پیدا کرے اس کے برابر ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کرے۔ کیا تم سوچتے نہیں اور اگر تم اللہ کی نعمتوں کو گننے لگو تو ان کا شمار نہیں کر سکو گے، بے شک اللہ تعالیٰ بخشنے والا مہربان ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو اور جنھیں اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں، وہ تو مردے ہیں جن میں جان نہیں اور وہ نہیں جانتے کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔''

یاد رہے کہ یہ عقیدہ کہ فوت شدگان کو علم ہے کہ دنیا میں کیا ہو رہا ہے، شرک کی ہمیشہ سے بنیادی وجہ رہا ہے اور قرآن کہتا ہے کہ فوت شدگان کو کوئی علم نہیں اور ان کو کوئی اختیار نہیں۔ (الفاطر: ۱۱تا۲۳)



## ثبوت حاضر ہے



ع ۶ / ۱۴

بِالْمُفْسِدِيْنَ ﴿٦٣﴾ قُلْ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا

فسادیوں کو جانتا ہے — تم فرماؤ: اے کتابیو ایسے کلمہ کی طرف آؤ جو ہم میں تم

وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْئًا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا

میں یکساں ہے و۱۱۹ یہ کہ عبادت نہ کریں مگر خدا کی اور اس کا شریک کسی کو نہ کریں و۱۲۰ اور ہم میں کوئی ایک

بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ فَاِنْ تَوَلَّوْا فَقُوْلُوا اشْهَدُوْا بِاَنَّا

دوسرے کو رب نہ بنا لے اللہ کے سوا؛ و۱۲۱ پھر اگر وہ نہ مانیں تو کہہ دو تم گواہ رہو کہ ہم

مُسْلِمُوْنَ ﴿٦٤﴾ يٰۤاَهْلَ الْكِتٰبِ لِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْۤ اِبْرٰهِيْمَ وَمَاۤ اُنْزِلَتِ

مسلمان ہیں — اے کتاب والو! ابراہیم کے بارے میں کیوں جھگڑتے ہو

التَّوْرٰىةُ وَالْاِنْجِيْلُ اِلَّا مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٥﴾ هٰۤاَنْتُمْ هٰۤؤُلَآءِ

توریت اور انجیل تو نہ اتری مگر ان کے بعد؛ تو کیا تمہیں عقل نہیں و۱۲۲ سنتے ہو یہ جو تم ہو و۱۲۳

حَاجَجْتُمْ فِيْمَا لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ فَلِمَ تُحَآجُّوْنَ فِيْمَا لَيْسَ لَكُمْ بِهٖ عِلْمٌ ؕ

اس میں جھگڑے جس کا تمہیں علم تھا و۱۲۴ تو اس میں و۱۲۵ کیوں جھگڑتے ہو جس کا تمہیں علم ہی نہیں؛

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ وَاَنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا

اور اللہ جانتا ہے اور تم نہیں جانتے — و۱۲۶ ابراہیم نہ یہودی تھے

وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ؕ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿٦٧﴾

اور نہ نصرانی بلکہ ہر باطل سے جدا مسلمان تھے؛ اور مشرکوں سے نہ تھے — و۱۲۷

بقیہ صفحہ ۱۰۳ = تو ماں اور باپ دونوں کے بغیر مٹی سے پیدا کیے گئے تو جب انہیں اللہ کا مخلوق اور بندہ مانتے ہو تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کی مخلوق و بندہ ماننے میں کیا تعجب ہے۔ و۱۱۶ جب رسول کریم ﷺ نے نصارٰی نجران کو یہ آیت پڑھ کر سنائی اور مباہلہ کی دعوت دی تو کہنے لگے کہ ہم غور اور مشورہ کرلیں کل آپ کو جواب دیں گے جب وہ جمع ہوئے تو انہوں نے اپنے سب سے بڑے عالم اور صاحب رائے شخص عاقب سے کہا کہ اے عبدالمسیح آپ کی کیا رائے ہے اس نے کہا کہ اے جماعت نصارٰی تم پہچان چکے کہ محمد ﷺ نبی مرسل تو ضرور ہیں اگر تم نے ان سے مباہلہ کیا تو سب ہلاک ہو جاؤ گے اب اگر نصرانیت پر قائم رہنا چاہتے ہو تو انہیں چھوڑ دو اور گھر کو لوٹ چلو یہ مشورہ ہونے کے بعد وہ رسول کریم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ حضور کی گود میں تو امام حسین ہیں اور دست مبارک میں حسن کا ہاتھ اور فاطمہ اور علی حضور ﷺ کے پیچھے ہیں (رضی اللہ تعالٰی عنہم) اور حضور ان سب سے فرما رہے ہیں کہ جب میں دعا کروں تو تم سب آمین کہنا نجران کے سب سے بڑے نصرانی عالم (پادری) نے جب ان حضرات کو دیکھا تو کہنے لگا اے جماعت نصارٰی میں ایسے چہرے دیکھ رہا ہوں کہ اگر یہ لوگ اللہ سے پہاڑ کو ہٹا دینے کی دعا کریں تو اللہ تعالٰی پہاڑ کو جگہ سے ہٹا دے ان سے مباہلہ نہ کرنا ہلاک ہو جاؤ گے اور قیامت تک روئے زمین پر کوئی نصرانی باقی نہ رہے گا یہ سن کر نصارٰی نے حضور ﷺ کی خدمت میں عرض کیا کہ مباہلہ کی تو ہماری رائے نہیں ہے آخر کار انہوں نے جزیہ دینا منظور کیا مگر مباہلہ کے لیے تیار نہ ہوئے سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی قسم جس کے دست قدرت میں میری جان ہے نجران والوں پر عذاب قریب آ ہی چکا تھا اگر وہ مباہلہ کرتے تو بندروں اور سوروں کی صورت میں مسخ کر دیے جاتے اور جنگل آگ سے بھڑک اٹھتا اور نجران اور وہاں کے رہنے والے پرندے تک نیست و نابود ہو جاتے اور ایک سال کے عرصہ میں تمام نصارٰی ہلاک ہو جاتے۔ ۱۱۷ کہ حضرت عیسیٰ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں اور ان کا وہ حال ہے جو اوپر مذکور ہو چکا۔ ۱۱۸ اس میں نصارٰی کا بھی رد ہے اور تمام مشرکین کا بھی۔ ۱۱۹ وہ قرآن اور توریت اور انجیل اس میں مختلف نہیں۔ ۱۲۰ نہ حضرت عیسیٰ کو نہ حضرت عزیر کو نہ اور کسی کو۔ و۱۲۱ جیسا کہ یہود و نصارٰی نے احبار و رہبان کو بنایا کہ انہیں سجدے کرتے اور ان کی عبادتیں کرتے (جمل) و۱۲۲ شان نزول: نجران کے نصارٰی اور یہود کے احبار میں مباحثہ ہوا یہودیوں کا دعوٰی تھا کہ حضرت

منزل ۱

اللہ کریم کے علاوہ کسی دوسرے کی قولی فعلی یا بدنی عبادت نہیں ہوسکتی خواہ وہ نبی و رسول ہی کیوں نہ ہو۔ یہاں بھی اللہ کریم نے اس حقیقت کو آشکار کیا ہے کہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عزیر علیہ السلام اللہ کے بندے اور رسول ضرور ہیں لیکن معبود نہیں، ان کی عبادت نہیں ہوسکتی۔ لہٰذا ان کو اللہ کا شریک مت بناؤ۔ دیکھئے اوپر ترجمہ احمد رضا خاں صاحب اور تفسیری نکات نعیم الدین مراد آبادی صاحب۔

فصل : ۷

# توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت

توحید فی العبادت کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی بھی دوسرے کی عبادت نہ کی جائے اور لا الہ الا اللہ کا یہی مطلب ہے یعنی عبادت کے معاملہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک کی نفی کی جائے۔ شرک فی العبادت کی تعریف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی بھی مخلوق کو شامل کیا جائے اور توحید یہ ہے کہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے۔ کلمہ طیبہ کا یہی مطلب ہے اور کلمہ طیبہ میں اور قرآن و حدیث میں یہی حکم ہے کہ اللہ تعالیٰ عبادت میں اکیلا ہے۔ (البقرة : ۲۲ تا ۲۳) غیر اللہ کی عبادت منع ہے۔ (البقرة : ۲۳۸) اللہ تعالیٰ نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا فرمایا:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات : ۵۱/ ۵۶)

''اور میں نے جن اور انسان کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا۔''

اور رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''بندوں پر اللہ تعالیٰ کا حق یہ ہے کہ وہ اسی کی عبادت کریں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔'' ❶

## الٰہ یعنی معبود کون؟

جو خالق ہے، جس نے زمین و آسمان بنائے، جو بارش برساتا ہے اور پھل نکالتا ہے، جس کے برابر کوئی نہیں۔ (البقرة : ۲۱۔۲۲) زندہ ہے، سب کا تھامنے والا ہے، نہ اس کو اونگھ آتی ہے نہ نیند، آسمانوں اور زمین میں جو کچھ بھی ہے سب اسی کا ہے۔ ایسا کون ہے جو اس کی اجازت کے سوا اس کے ہاں سفارش کر سکے۔ مخلوق کے تمام حاضر اور غائب حالات کو جانتا ہے۔ اس کی

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب من جاھد......الخ : ۶۵۰۰۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل ......الخ : ۳۰ نیز دیکھیے : صفحہ ۵۹۷، ۵۹۸۔ ۶۰۴، ۶۰۵۔۶۱۸

ثبوت حاضر ہے



إِنَّ الَّذِينَ يَشْتَرُونَ بِعَهْدِ اللَّهِ وَأَيْمَانِهِمْ ثَمَنًا قَلِيلًا

جو اللہ کے عہد اور اپنی قسموں کے بدلے ذلیل دام لیتے ہیں ۱۴۶

أُولَٰئِكَ لَا خَلَاقَ لَهُمْ فِي الْآخِرَةِ وَلَا يُكَلِّمُهُمُ اللَّهُ وَلَا يَنْظُرُ

آخرت میں ان کا کچھ حصہ نہیں اور اللہ نہ ان سے بات کرے نہ ان کی طرف نظر

إِلَيْهِمْ يَوْمَ الْقِيَامَةِ وَلَا يُزَكِّيهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ﴿٧٧﴾ وَإِنَّ

فرمائے قیامت کے دن اور نہ انہیں پاک کرے اور ان کے لیے درد ناک عذاب ہے۔ ۱۴۷ اور بے شک

مِنْهُمْ لَفَرِيقًا يَلْوُونَ أَلْسِنَتَهُمْ بِالْكِتَابِ لِتَحْسَبُوهُ مِنَ الْكِتَابِ

ان میں کچھ وہ ہیں جو زبان پھیر کر کتاب میں میل (ملاوٹ) کرتے ہیں کہ تم سمجھو یہ بھی کتاب میں ہے

وَمَا هُوَ مِنَ الْكِتَابِ وَيَقُولُونَ هُوَ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَمَا هُوَ مِنْ

اور وہ کتاب میں نہیں، اور وہ کہتے ہیں یہ اللہ کے پاس سے ہے اور وہ

عِنْدِ اللَّهِ وَيَقُولُونَ عَلَى اللَّهِ الْكَذِبَ وَهُمْ يَعْلَمُونَ ﴿٧٨﴾ مَا

اللہ کے پاس سے نہیں، اور اللہ پر دیدہ و دانستہ جھوٹ باندھتے ہیں۔ ۱۴۸ کسی

كَانَ لِبَشَرٍ أَنْ يُؤْتِيَهُ اللَّهُ الْكِتَابَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ

آدمی کا یہ حق نہیں کہ اللہ اسے کتاب اور حکم و پیغمبری دے ۱۴۹ پھر

يَقُولَ لِلنَّاسِ كُونُوا عِبَادًا لِي مِنْ دُونِ اللَّهِ وَلَٰكِنْ

وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے ہو جاؤ ۱۵۰ ہاں

۱۴۶ شان نزول: یہ آیت یہود کے احبار اور ان کے رؤساء ابو رافع و کنانہ بن ابی الحقیق اور کعب بن اشرف و حیی بن اخطب کے حق میں نازل ہوئی جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا وہ عہد چھپایا تھا جو سید عالم ﷺ پر ایمان لانے کے متعلق ان سے توریت میں لیا گیا۔ انہوں نے اس کو بدل دیا اور بجائے اس کے اپنے ہاتھوں سے کچھ کا کچھ لکھ دیا اور جھوٹی قسم کھائی کہ یہ اللہ کی طرف سے ہے اور یہ سب کچھ انہوں نے اپنی جماعت کے جاہلوں سے رشوتیں اور زر حاصل کرنے کے لیے کیا ۱۴۷ مسلم شریف کی حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا تین لوگ ایسے ہیں کہ روز قیامت اللہ تعالیٰ نہ ان سے کلام فرمائے اور نہ ان کی طرف نظر رحمت کرے نہ انہیں گناہوں سے پاک کرے اور انہیں دردناک عذاب ہے اس کے بعد سید عالم ﷺ نے اس آیت کو تین مرتبہ پڑھا حضرت ابوذر راوی نے کہا کہ وہ لوگ ٹوٹے اور نقصان میں رہے یا رسول اللہ ﷺ وہ کون لوگ ہیں حضور نے فرمایا ازار کو ٹخنوں سے نیچے لٹکانے والا اور احسان جتانے والا اور اپنے تجارتی مال کو جھوٹی قسم سے رواج دینے والا حضرت ابو امامہ کی حدیث میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا جو کسی مسلمان کا حق مارنے کے لیے قسم کھائے اللہ اس پر جنت حرام کرتا ہے اور دوزخ لازم کرتا ہے صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ اگرچہ تھوڑی سی چیز ہو فرمایا اگرچہ ببول کی شاخ ہی کیوں نہ ہو ۱۴۸ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ آیت یہود و نصاریٰ دونوں کے حق میں نازل ہوئی کہ انہوں نے توریت و انجیل کی تحریف کی اور کتاب اللہ میں اپنی طرف سے جو چاہا ملایا ۱۴۹ اور کمال علم و عمل عطا فرمائے اور گناہوں سے معصوم کرے ۱۵۰ یہ انبیاء سے ناممکن ہے اور ان کی طرف ایسی نسبت بہتان ہے۔ شان نزول: نجران کے نصاریٰ نے کہا کہ ہمیں حضرت عیسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حکم دیا ہے کہ ہم انہیں رب مانیں اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے ان کے اس قول کی تکذیب کی اور بتایا کہ انبیاء کی شان سے ایسا کہنا ممکن ہی نہیں اس آیت کے شان نزول میں دوسرا قول یہ ہے کہ ابو رافع یہودی اور سید نصرانی نے سرور عالم ﷺ سے کہا یا محمد ﷺ آپ چاہتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں اور آپ کو رب مانیں حضور ﷺ نے فرمایا اللہ کی پناہ کہ میں غیر اللہ کی عبادت کا حکم کروں نہ مجھے اللہ نے اس کا حکم دیا نہ مجھے اس لیے بھیجا۔

منزل ۱

پوجا و عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ہو اور کسی کی نہیں حتیٰ کہ محمد رسول اللہ ﷺ کی بھی نہیں...... نبی اکرمؐ نے کسی بھی طریقے سے اپنی پوجا و عبادت سے منع فرمایا ہے۔ عبادت کے حوالے سے اللہ کی ذات کے علاوہ تمام ہستیاں غیر اللہ ہیں حتیٰ کہ نبی اکرمؐ بھی، لہٰذا ایسا کوئی کام رسول اللہ ﷺ کے لیے کرنا جو عبادت میں شمار ہوتا ہو، حرام ہے۔ دیکھیے ترجمہ و تفسیری نکات کنز الایمان از احمد رضا خان و نعیم الدین مراد آبادی صاحب

کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔ (البقرۃ : ۲۵۵) اور جس نے قرآن، تورات، انجیل کو اتارا، وہ جس طرح چاہتا ہے ماں کے پیٹ میں تمھارا نقشہ بناتا ہے۔ (آل عمران : ۱تا۷) جو ہر چیز کا خالق، ہر چیز کا علم رکھنے والا، جو اللہ ہے، رب ہے۔ سورۂ فرقان میں ہے:

''اور انھوں نے اللہ کے سوا ایسے معبود بنا رکھے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے، حالانکہ وہ خود پیدا کیے گئے ہیں اور وہ اپنی ذات کے لیے نفع اور نقصان کے مالک نہیں اور موت اور زندگی اور دوبارہ اٹھنے کے بھی مالک نہیں۔'' (الفرقان : ۳)

یعنی معبود وہ ہے جو خالق ہے مخلوق نہیں، نقصان اور نفع کا مالک ہے۔ زندگی، موت اور دوبارہ اٹھائے جانے کا مالک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں کیونکہ اور کوئی ان صفات کا مالک نہیں۔

''اللہ ہی کو کیوں نہ سجدہ کریں جو آسمانوں اور زمین کی چھپی ہوئی چیزوں کو ظاہر کرتا ہے اور جو تم چھپاتے ہو اور جو ظاہر کرتے ہو سب کچھ جانتا ہے۔ اللہ ہی ایسا ہے کہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں، وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔'' (النمل : ۲۵، ۲۶)

صرف اللہ ہی معبود ہے کیونکہ اس کے سوا کوئی بھی مندرجہ بالا صفات کا مالک نہیں:

اَمَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَاَنْزَلَ لَكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً ۚ فَاَنْۢبَتْنَا بِهٖ حَدَآئِقَ ذَاتَ بَهْجَةٍ ۚ مَا كَانَ لَكُمْ اَنْ تُنْۢبِتُوْا شَجَرَهَا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ هُمْ قَوْمٌ يَّعْدِلُوْنَ ﴿۶۰﴾ اَمَّنْ جَعَلَ الْاَرْضَ قَرَارًا وَّجَعَلَ خِلٰلَهَآ اَنْهٰرًا وَّجَعَلَ لَهَا رَوَاسِيَ وَجَعَلَ بَيْنَ الْبَحْرَيْنِ حَاجِزًا ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۶۱﴾ اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ اَمَّنْ يَّهْدِيْكُمْ فِيْ ظُلُمٰتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ وَمَنْ يُّرْسِلُ الرِّيٰحَ بُشْرًاۢ بَيْنَ يَدَيْ رَحْمَتِهٖ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ تَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۶۳﴾ اَمَّنْ يَّبْدَؤُا الْخَلْقَ ثُمَّ يُعِيْدُهٗ وَمَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ ۗ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۚ قُلْ هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۶۴﴾ قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ

وَالْاَرْضِ الْغَیْبَ اِلَّا اللّٰہُ ؕ وَمَا یَشْعُرُوْنَ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝

(النمل : ۲۷/ ۶۰ تا ۶۵)

''بھلا کس نے آسمان اور زمین بنائے اور تمھارے لیے آسمان سے پانی اتارا۔ پھر ہم نے اس سے رونق والے باغ اگائے۔ تمھارا کام نہ تھا کہ ان کے درخت اگاتے۔ کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے بلکہ یہ لوگ کج روی کر رہے ہیں۔ بھلا زمین کو ٹھہرنے کی جگہ کس نے بنایا اور اس میں ندیاں جاری کیں اور زمین کے لنگر بنائے اور دو دریاؤں میں پردہ رکھا۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے بلکہ اکثر ان میں بے سمجھ ہیں۔ بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمھیں زمین میں نائب بناتا ہے، کیا اللہ تعالیٰ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے؟ تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔ بھلا کون ہے جو تمھیں جنگل اور دریا کے اندھیروں میں راستہ بتاتا ہے اور اپنی رحمت سے پہلے کون خوشخبری کی ہوائیں چلاتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود ہے؟ اللہ تعالیٰ ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔ بھلا کون ہے جو از سر نو خلقت کو پیدا کرتا ہے۔ پھر اسے دوبارہ بنائے گا اور کون ہے جو تمھیں آسمان اور زمین سے روزی دیتا ہے۔ کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور بھی معبود ہے؟ کہہ دے اپنی دلیل لاؤ اگر تم سچے ہو۔ کہہ دے اللہ کے سوا آسمانوں اور زمین میں کوئی بھی غیب کی بات نہیں جانتا اور انھیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

اللہ کے ساتھ اور کوئی معبود نہیں کیونکہ کسی اور میں مندرجہ بالا صفات موجود نہیں ہیں۔

وَعَجِبُوْۤا اَنْ جَآءَهُمْ مُّنْذِرٌ مِّنْهُمْ ؗ وَقَالَ الْكٰفِرُوْنَ هٰذَا سٰحِرٌ كَذَّابٌ ۝ اَجَعَلَ الْاٰلِهَةَ اِلٰهًا وَّاحِدًا ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ عُجَابٌ ۝ وَانْطَلَقَ الْمَلَاُ مِنْهُمْ اَنِ امْشُوْا وَاصْبِرُوْا عَلٰۤی اٰلِهَتِكُمْ ۖۚ اِنَّ هٰذَا لَشَیْءٌ یُّرَادُ ۝ مَا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِی الْمِلَّةِ الْاٰخِرَةِ ۖۚ اِنْ هٰذَاۤ اِلَّا اخْتِلَاقٌ ۝ (ص : ۳۸/ ۴ تا ۶)

''اور انھوں نے تعجب کیا کہ ان کے پاس انھی میں سے ڈرانے والا آیا اور منکروں نے کہا کہ یہ تو ایک بڑا جھوٹا جادوگر ہے۔ کیا اس نے کئی معبودوں کو صرف ایک

معبود بنا دیا۔ بے شک یہ بڑی عجیب بات ہے اور ان میں سے سردار یہ کہتے ہوئے چل پڑے کہ چلو اور اپنے معبودوں پر جمے رہو، بے شک اس میں کچھ غرض ہے۔''

معبود صرف ایک ہے، ایک سے زیادہ معبود بنانا کفار و مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ کا کام ہے۔ان کو مشرکین اس لیے کہا گیا کہ وہ عبادت کی چاروں اقسام اللہ کے لیے بھی بجا لاتے تھے اور انبیاء اور دوسرے بزرگوں کے لیے بھی اور اس میں سرفہرست غیر اللہ کو پکارنا تھا۔قرآن و حدیث اس پر گواہ ہیں، آج کے کلمہ گو مشرک بھی بالکل اسی طرح کر رہے ہیں۔یاد رہے کہ احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بھی مندرجہ بالا مقامات پر یہی لکھا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

## عبادت کی اقسام:

عبادت چار قسم کی ہے:

① جسمانی عبادت۔ ② مالی عبادت۔

③ قلبی عبادت۔ ④ زبانی عبادت۔

## ❶ جسمانی عبادت:

وہ عبادت جو جسم سے ادا کی جائے جسمانی عبادت ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، جہاد، قیام، رکوع، سجدہ، طواف، حج کے لیے سفر، سعی، رجم، حجر اسود کو چومنا، کعبہ کی طرف جاتے اور پلٹتے ادب کو ملحوظ خاطر رکھنا، رفع حاجت کے وقت کعبہ کا خیال رکھنا، کعبہ کو سالانہ غسل دینا، مسجدوں کے متعلق جملہ امور یعنی تعمیر، روشنی، صفائی، اعتکاف اور مسجدوں سے دل لگانا وغیرہ سب چیزیں جسمانی عبادت میں شامل ہیں۔ ہر قسم کی جسمانی عبادت صرف اللہ تعالیٰ کے لائق ہے اور یہ جسمانی عبادتیں اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص ہیں۔ نماز کے لیے دیکھیے (الأنعام: ۱۶۲، ۱۶۳) قیام کے لیے (البقرۃ: ۲۳۸) رکوع اور سجدہ کے لیے (الحج: ۷۷) طواف اور اعتکاف کے لیے دیکھیے (البقرۃ: ۱۲۵) لیکن کچھ لوگ ایسے بھی ہیں جو یہ سارے کام فوت شدہ بزرگوں کی قبروں یا زندہ بزرگوں کے ساتھ کرتے دیکھے جا سکتے ہیں، یہ لوگ شرک فی العبادت کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

### ۲ مالی عبادت:

جیسے حج کا خرچ، زکوٰۃ، صدقہ، قربانی، نذر، فطرانہ، جہاد میں خرچ کرنا، قربانی یعنی اللہ کی راہ میں ہر قسم کا مال خرچ کرنا مالی عبادات میں شامل ہے۔ ہر قسم کی (فی سبیل اللہ) مالی عبادت اللہ کے لیے مخصوص ہے۔ (الانعام: ۶/ ۱۶۲، ۱۶۳۔ البقرۃ: ۲/ ۱۷۷، ۱۹۰۔ ۱۹۵ تا ۲۰۳) ذبح و قربانی وغیرہ اللہ ہی کے لیے خاص ہے: ''اے نبی! اپنے رب کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی دیا کرو۔'' (الکوثر: ۲) نذر و نیاز، منت، چڑھاوا غیر اللہ کے نام حرام ہے۔ یہ مشرکوں کا کام ہے۔ نذر اللہ کے لیے ہے: ''اے پروردگار! جو (بچہ کہ) میرے پیٹ میں ہے میں اس کو تیری نذر کرتی ہوں، اس لیے دنیا کے کاموں سے آزاد رکھوں گی۔'' (آل عمران: ۳۵) رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے: ''جس نے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ کی اطاعت کرے گا، چاہیے کہ اللہ کی اطاعت کرے اور جس نے یہ نذر مانی کہ وہ اللہ کی نافرمانی کرے گا تو وہ اس کی نافرمانی نہ کرے۔ ❶

غیر اللہ کے نام پر ذبح کرنے والا لعنتی ہے۔ ❷

لیکن افسوس ہے کہ آج کے کچھ کلمہ گو غیر اللہ کے نام پر کیا کیا چڑھاوے چڑھا رہے ہیں۔ لاہور میں علی ہجویری کی قبر پر اور دوسرے لاتعداد آستانوں پر کیا ہو رہا ہے اور جو چار قسم کی عبادتیں قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت ہیں اور جو اللہ کا حق ہیں وہی ان قبروں پر کر رہے ہیں، یہ جلی یعنی ظاہر شرک ہے۔

### ۳ قلبی عبادت:

جیسے خوف الٰہی، توکل، ڈر، امید، رغبت، خشوع وخضوع یعنی جن چیزوں کا دل سے تعلق ہے یہ قلبی عبادت میں شامل ہیں۔ قرآن مجید میں بے شمار مقامات پر یہ بات ہے اور قرآن مجید میں ہے کہ سب انبیائے کرام (علیہم السلام) اپنی امتوں سے یہی کہتے رہے کہ اللہ تعالیٰ سے ڈرو اور میری اطاعت کرو۔ (الشعراء: ۱۰۸، ۱۱۰) اور جب ہم گہری نظر سے قرآن کا مطالعہ کرتے ہیں تو ہم اس نتیجہ پر پہنچتے ہیں کہ سب آیات قرآنی کے لیے اللہ تعالیٰ کا خوف بمنزلہ چکی کے ہے، اس

❶ بخاری، کتاب الأیمان والنذور، باب النذر فیما ...... الخ: ۶۷۰۰، ۶۶۹۶

❷ مسلم، کتاب الأضاحی، باب تحریم الذبح لغیر اللّٰہ...... الخ: ۱۹۷۸

کی لٹھ پر ہی تمام آیات گھومتی ہیں اور جو لوگ اللہ سے بن دیکھے ڈرتے ہیں ان کے لیے آخرت میں بخشش اور بڑا ثواب ہے۔ (الملک: ۱۲) اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''کیا اللہ اپنے بندے کے لیے کافی نہیں ہے اور یہ لوگ تجھ کو اللہ کے سوا دوسروں کا ڈر بتلاتے ہیں اور بات یہ ہے کہ جن کو اللہ گمراہ کر دے اس کا کوئی ہادی نہیں۔'' (الزمر: ۳۶) ''اور کیا آپ کو دو جھگڑنے والوں کی خبر بھی پہنچی جب وہ عبادت خانہ کی دیوار پھاند کر آئے جب وہ داؤد (علیہ السلام) کے پاس آئے تو وہ ان سے گھبرایا۔ کہا ڈرو نہیں، دو جھگڑنے والے ہیں، ایک نے دوسرے پر زیادتی کی ہے، پس آپ ہمارے درمیان انصاف کا فیصلہ کیجیے اور بات کو دور نہ ڈالیے اور ہمیں سیدھی راہ پر چلایے۔'' (ص: ۲۱، ۲۲)

ڈرنے کی وجہ صاف ظاہر ہے کہ ایک تو وہ دروازے کے بجائے دیوار چڑھ کر اندر آئے، دوسرا انھوں نے اتنا بڑا اقدام کرتے ہوئے بادشاہ وقت سے خوف محسوس نہیں کیا۔ ظاہری اسباب کے مطابق خوف والی چیز سے خوف کھانا انسان کا ایک طبعی تقاضا ہے۔ یہ منصب و کمال نبوت کے خلاف ہے نہ توحید کے منافی۔ توحید کے منافی غیر اللہ کا وہ خوف ہے جو ماورائے اسباب ہو۔ یہی مضمون طٰہٰ (۶۴ تا ۶۸) میں سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے متعلق بھی بیان ہوا ہے۔ اللہ پر توکل یعنی اللہ پر بھروسا کرنا اور اس کو اپنا کارساز سمجھنے کو ایمان اور اسلام کا لازمی نتیجہ قرار دیا گیا ہے۔ (یونس: ۸۴۔ ھود: ۱۲۳) اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو حکم دیا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل یعنی کارساز بنالو، وہ مشرق اور مغرب کا مالک ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ پس اسی کو کارساز بنالو، کیونکہ اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ (المزمل: ۹) اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کو وکیل یعنی کارساز سمجھنا معبود سمجھنے کے مترادف قرار دیا گیا۔ رضا، صبر، فضل، خوف، امید، بھروسا، توکل کے لیے مزید حوالہ جات (البقرۃ: ۱۰۷، ۲۱۸، ۲۷۲۔ آل عمران: ۱۲۲، ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۷۳)

### ۴ زبانی عبادت:

یاد رہے کہ جس قوم نے بھی شرک کیا اس نے ضرور شرک فی العبادت کیا مثلاً قوم نوح (الأعراف: ۵۹)، قوم ہود (الأعراف: ۶۵، ۷۰)، قوم صالح (الأعراف: ۷۳)، قوم شعیب (الأعراف: ۸۵) اور عیسائی و یہودی (جس کا تفصیل کے ساتھ پہلے ذکر ہو چکا ہے) کسی نبی نے بھی لوگوں کو اپنی بندگی کا سبق نہیں پڑھایا بلکہ اللہ تعالیٰ کی بندگی کا حکم دیا کیونکہ غیر

**ثبوت حاضر ہے**



وَمَغْفِرَةٌ وَّرِزْقٌ كَرِيْمٌ ﴿۴﴾ كَمَآ اَخْرَجَكَ رَبُّكَ مِنْۢ بَيْتِكَ
اور بخشش ہے اور عزت کی روزی۔ ف۸ جس طرح اے محبوب انہیں تمہارے رب نے تمہارے گھر سے حق کے ساتھ برآمد
بِالْحَقِّ ۪ وَاِنَّ فَرِيْقًا مِّنَ الْمُؤْمِنِيْنَ لَكٰرِهُوْنَ ﴿۵﴾ يُجَادِلُوْنَكَ
کیا ف۹ اور بے شک مسلمانوں کا ایک گروہ اس پر ناخوش تھا ف۱۰ سچی بات میں تم سے
فِي الْحَقِّ بَعْدَ مَا تَبَيَّنَ كَاَنَّمَا يُسَاقُوْنَ اِلَى الْمَوْتِ وَهُمْ
جھگڑتے تھے ف۱۱ بعد اس کے کہ ظاہر ہو چکی ف۱۲ گویا وہ آنکھوں دیکھی موت کی طرف ہانکے
يَنْظُرُوْنَ ﴿۶﴾ وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ اَنَّهَا لَكُمْ
جاتے ہیں۔ ف۱۳ اور یاد کرو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ ان دونوں گروہوں ف۱۴ میں ایک تمہارے لئے ہے
وَتَوَدُّوْنَ اَنَّ غَيْرَ ذَاتِ الشَّوْكَةِ تَكُوْنُ لَكُمْ وَيُرِيْدُ اللّٰهُ اَنْ
اور تم یہ چاہتے تھے کہ تمہیں وہ ملے جس میں کانٹے کا کھٹکا نہیں (نقصان کا اندیشہ نہیں) ف۱۵ اور اللہ یہ چاہتا تھا کہ
يُّحِقَّ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَيَقْطَعَ دَابِرَ الْكٰفِرِيْنَ ﴿۷﴾ لِيُحِقَّ الْحَقَّ
اپنے کلام سے سچ کو سچ کر دکھائے ف۱۶ اور کافروں کی جڑ کاٹ دے، ف۱۷ کہ سچ کو سچ کرے
وَيُبْطِلَ الْبَاطِلَ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ﴿۸﴾ اِذْ تَسْتَغِيْثُوْنَ رَبَّكُمْ
اور جھوٹ کو جھوٹا ف۱۸ پڑے (اگرچہ) برا مانیں مجرم۔ جب تم اپنے رب سے فریاد کرتے تھے ف۱۹
فَاسْتَجَابَ لَكُمْ اَنِّيْ مُمِدُّكُمْ بِاَلْفٍ مِّنَ الْمَلٰٓئِكَةِ مُرْدِفِيْنَ ﴿۹﴾
تو اس نے تمہاری سن لی کہ میں تمہیں مدد دینے والا ہوں ہزاروں فرشتوں کی قطار سے۔ ف۲۰

ف۸ جو ہمیشہ اکرام و تعظیم کے ساتھ بے محنت و مشقت عطا کی جائے۔ ف۹ یعنی مدینہ طیبہ سے بدر کی طرف۔ ف۱۰ کیونکہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ان کی تعداد کم ہے ہتھیار تھوڑے ہیں دشمن کی تعداد بھی زیادہ ہے اور وہ اسلحہ وغیرہ کا بڑا سامان رکھتا ہے مختصر واقعہ یہ ہے کہ ابوسفیان کے ملک شام سے ایک قافلہ کے ساتھ آنے کی خبر پا کر سید عالم ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ان کے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے مکہ مکرمہ سے ابوجہل قریش کا ایک لشکر گراں لے کر قافلہ کی امداد کے لئے روانہ ہوا ابوسفیان تو رستہ سے کترا کر مع اپنے قافلہ کے ساحل بحر کی راہ چل پڑے اور ابوجہل سے اس کے رفیقوں نے کہا کہ قافلہ تو بچ گیا اب مکہ مکرمہ واپس چل تو اس نے انکار کر دیا اور وہ سید عالم ﷺ سے جنگ کرنے کے قصد سے بدر کی طرف چل پڑا سید عالم ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کفار کے دونوں گروہوں میں سے ایک پر مسلمانوں کو فتح مند کرے گا خواہ قافلہ ہو یا قریش کا لشکر صحابہ نے اس میں موافقت کی مگر بعض کو یہ عذر ہوا کہ ہم اس تیاری سے نہیں چلے تھے اور نہ ہماری تعداد اتنی ہے نہ ہمارے پاس کافی سامان اسلحہ ہے یہ رسول کریم ﷺ کو گراں گذرا اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ قافلہ تو ساحل کی طرف نکل گیا اور ابوجہل سامنے آ رہا ہے اس پر ان لوگوں نے پھر عرض کیا یا رسول اللہ صلی اللہ علیک وسلم قافلے ہی کا تعاقب کیجئے اور لشکر دشمن کو چھوڑ دیجئے یہ بات ناگوار خاطر اقدس ہوئی تو حضرت صدیق اکبر و حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے کھڑے ہو کر اپنے اخلاص و فرمانبرداری اور رضا جوئی و جاں نثاری کا اظہار کیا اور بڑی قوت و استحکام کے ساتھ عرض کی کہ وہ کسی طرح مرضی مبارک کے خلاف سستی کرنے والے نہیں ہیں پھر اور صحابہ نے بھی عرض کیا کہ اللہ نے حضور ﷺ کو جو امر فرمایا اس کے مطابق تشریف لے چلیں ہم ساتھ ہیں کبھی تخلف نہ کریں گے ہم آپ پر ایمان لائے ہم نے آپ کی تصدیق کی ہم نے آپ کی اتباع کے عہد کئے ہمیں آپ کی اتباع میں سمندر کے اندر کود جانے سے بھی عذر نہیں ہے حضور ﷺ نے فرمایا چلو اللہ کی برکت پر بھروسہ کر کے اس نے مجھے وعدہ دیا ہے میں تمہیں بشارت دیتا ہوں مجھے دشمنوں کے گرنے کی جگہ نظر آ رہی ہے اور حضور ﷺ نے کفار کے مرنے اور گرنے کی جگہ نام بنام بتا دیں اور ایک ایک کی جگہ پر نشانات لگا دیئے اور یہ معجزہ دیکھا گیا کہ ان میں سے جو مر کر گرا اسی نشان پر گرا اس سے خطا نہ کی۔ ف۱۱ اور کہتے تھے کہ ہمیں لشکر قریش کا حال ہی معلوم نہ تھا کہ ہم ان کے مقابلہ کی تیاری کر کے چلتے۔ ف۱۲ یہ بات کہ حضرت سید عالم ﷺ جو کچھ کرتے ہیں حکم الٰہی سے کرتے ہیں اور آپ نے اعلان فرما دیا ہے کہ



آج ہم لوگ اللہ کی ذات کے علاوہ مخلوق میں سے اور اور ہستیوں کو غوث قرار دیتے ہیں اور مشکل کے وقت ان کو اپنی مدد کے لیے پکارتے ہیں، دیکھیے یہاں سورۃ انفال کی آیت ۹ اور فائدہ نمبر ۱۹ میں اعتراف کرنا پڑا ہے کہ بدر کے دن رسول اللہ ﷺ نے اللہ تعالیٰ کو غوث مانتے ہوئے مدد و نصرت کے لیے دعا کی اور اللہ کریم نے وہ دعا قبول کر لی اور آپ کی مدد کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ رسول اللہ اور آپ کے صحابہ کا غوث الاعظم اللہ تعالیٰ ہے۔ لہٰذا ہر مسلمان اپنے خالق و مالک اللہ کریم کو ہی اپنا غوث الاعظم مانے اور اسی سے مدد طلب کرے۔

## ثبوت حاضر ہے



وَمَا جَعَلَهُ اللّٰهُ اِلَّا بُشْرٰى وَلِتَطْمَىِٕنَّ بِهٖ قُلُوْبُكُمْ ۚ وَمَا النَّصْرُ

اور یہ تو اللہ نے کیا مگر تمہاری خوشی کو اور اس لئے کہ تمہارے دل چین پائیں، اور مدد نہیں مگر

ع ۱۵ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ عَزِیْزٌ حَكِیْمٌ ﴿۱۰﴾ اِذْ یُغَشِّیْكُمُ النُّعَاسَ

اللہ کی طرف سے! ۲۱؎ بے شک اللہ غالب، حکمت والا ہے۔ جب اس نے تمہیں اونگھ سے گھیر دیا تو

اَمَنَةً مِّنْهُ وَیُنَزِّلُ عَلَیْكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ مَآءً لِّیُطَهِّرَكُمْ بِهٖ

اس کی طرف سے چین (راحت) کی ۲۲؎ اور آسمان سے تم پر پانی اتارا کہ تمہیں اس سے ستھرا کر دے

وَیُذْهِبَ عَنْكُمْ رِجْزَ الشَّیْطٰنِ وَلِیَرْبِطَ عَلٰى قُلُوْبِكُمْ وَیُثَبِّتَ

اور شیطان کی ناپاکی تم سے دور فرما دے اور تمہارے دلوں کو ڈھارس بندھائے اور اس سے

بِهِ الْاَقْدَامَ ﴿۱۱﴾ اِذْ یُوْحِیْ رَبُّكَ اِلَى الْمَلٰٓىِٕكَةِ اَنِّیْ مَعَكُمْ فَثَبِّتُوا

تمہارے قدم جما دے۔ ۲۳؎ جب اے محبوب! تمہارا رب فرشتوں کو وحی بھیجتا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم مسلمانوں

الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا ؕ سَاُلْقِیْ فِیْ قُلُوْبِ الَّذِیْنَ كَفَرُوا الرُّعْبَ فَاضْرِبُوْا

کو ثابت رکھو! ۲۴؎ عنقریب میں کافروں کے دلوں میں ہیبت ڈالوں گا تو کافروں

فَوْقَ الْاَعْنَاقِ وَاضْرِبُوْا مِنْهُمْ كُلَّ بَنَانٍ ﴿۱۲﴾ ذٰلِكَ بِاَنَّهُمْ شَآقُّوا

کی گردنوں سے اوپر مارو اور ان کی ایک ایک پور (جوڑ) پر ضرب لگاؤ۔ ۲۵؎ یہ اس لئے کہ انہوں نے اللہ

اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ ۚ وَمَنْ یُّشَاقِقِ اللّٰهَ وَرَسُوْلَهٗ فَاِنَّ اللّٰهَ شَدِیْدُ

اور اس کے رسول سے مخالفت کی، اور جو اللہ اور اس کے رسول سے مخالفت کرے تو بے شک اللہ کا عذاب

بقیہ صفحہ ۳۱۹ ــ مسلمانوں کو غیبی مدد پہنچے گی۔ ۱۳؎ یعنی قریش سے مقابلہ انہیں ایسا سبب معلوم ہوتا ہے۔ ۱۴؎ یعنی ابوسفیان کے قافلے اور ابوجہل کے لشکر۔ ۱۵؎ یعنی ابوسفیان کا قافلہ ۱۶؎ دین حق کو غلبہ دے اس کو بلند و بالا کرے۔ ۱۷؎ اور انہیں اس طرح ہلاک کرے کہ ان میں سے کوئی باقی نہ بچے۔ ۱۸؎ یعنی اسلام کو ظہور و ثبات عطا فرمائے اور کفر کو مٹائے۔ ۱۹؎ شان نزول: مسلم شریف کی حدیث ہے روز بدر رسول کریم ﷺ نے مشرکین کو ملاحظہ فرمایا کہ ہزار ہیں اور آپ کے اصحاب تین سو دس سے کچھ زیادہ تو حضور ﷺ قبلے کی طرف متوجہ ہوئے اور اپنے مبارک ہاتھ پھیلا کر اپنے رب سے یہ دعا کرنے لگے یارب جو تو نے مجھ سے وعدہ فرمایا ہے پورا کر، یارب جو تو نے مجھ سے وعدہ کیا عنایت فرما، یارب اگر تو اہل اسلام کی اس جماعت کو ہلاک کر دے گا تو زمین میں تیری پرستش نہ ہوگی اسی طرح حضور ﷺ دعا کرتے رہے یہاں تک کہ دوش مبارک سے چادر شریف اتر گئی تو حضرت ابوبکر حاضر ہوئے اور چادر مبارک دوش اقدس پر ڈالی اور عرض کیا یا نبی اللہ آپ کی مناجات اپنے رب کے ساتھ کافی ہوگئی وہ بہت جلد اپنا وعدہ پورا فرمائے گا اس پر یہ آیت شریفہ نازل ہوئی۔ ۲۰؎ چنانچہ اول ہزار فرشتے آئے پھر تین ہزار پھر پانچ ہزار، حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ مسلمان اس روز کافروں کا تعاقب کرتے تھے اور کافر مسلمانوں کے آگے آگے بھاگتا جاتا تھا اچانک اوپر سے کوڑے کی آواز آتی تھی اور سوار کا یہ کلمہ سنا جاتا تھا (اَقْدِمْ حَیْزُوْمُ) یعنی آگے بڑھ اے حیزوم (حیزوم حضرت جبریل علیہ السلام کے گھوڑے کا نام ہے) اور نظر آتا تھا کہ کافر گر کر مر گیا اور اس کی ناک تلوار سے اڑا دی گئی اور چہرہ زخمی ہو گیا صحابہ نے سید عالم ﷺ سے اپنے یہ معائنے بیان کئے تو حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ آسمان سوم کی مدد ہے ابوجہل نے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہا کہ کہاں سے ضرب آتی تھی مارنے والا تو ہم کو نظر نہیں آتا تھا آپ نے فرمایا فرشتوں کی طرف سے تو کہنے لگا پھر تو وہی غالب ہوئے تم تو غالب نہیں ہوئے۔ ۲۱؎ تو بندے کو چاہیے کہ اسی پر بھروسہ کرے اور اپنے زور و قوت اور اسباب و جماعت پر ناز نہ کرے۔ ۲۲؎ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ غنودگی اگر جنگ میں ہو تو امن ہے اور اللہ کی طرف سے ہے اور نماز میں ہو تو شیطان کی طرف سے ہے جنگ میں غنودگی کا امن ہونا اس سے ظاہر ہے کہ جسے جان کا اندیشہ ہو اسے نیند اور اونگھ نہیں آتی وہ خطرے اور اضطراب میں رہتا ہے خوف شدید کے وقت غنودگی آنا حصول امن اور زوال خوف کی دلیل ہے بعض مفسرین نے کہا ہے کہ جب مسلمانوں کو دشمنوں کی کثرت اور مسلمانوں کی قلت سے جانوں کا خوف ہوا اور بہت زیادہ پیاس لگی تو ان پر غنودگی ڈال



اسی سورت انفال ۸ آیت نمبر ۱۰ اور فائدہ نمبر ۲۱ میں بتایا جا رہا ہے کہ بندے کو چاہیے کہ اس غوث (اللہ) پر بھروسہ کرے، اور اپنے زور قوت اور اسباب و جماعت (افرادی قوت) پر ناز نہ کرے۔

پچھلی آیت نمبر ۹ میں بتایا گیا ہے کہ مشکل کے وقت رسول اللہ نے بھی اللہ کو ہی غوث سمجھ کر اس سے مدد طلب کی، التجا کی تھی تو اللہ نے غزوۂ بدر میں مدد کی۔ اب بھی یہی بتایا جا رہا ہے کہ کوئی اپنی قوت و طاقت اور فوج پر گھمنڈ و ناز نہ کرے بلکہ اس (غوث) اللہ پر بھروسہ کرے۔ ثابت ہوا ''مدد'' صرف اللہ کی طرف سے ہے، رسول اللہ نے بھی شدید مشکل کے وقت اللہ ہی کو پکارا، ہمیں بھی ایسا ہی کرنا چاہیے۔

اللہ کی بندگی کا حکم کرنا کفر ہے۔ (آل عمران : ۷۹، ۸۰) لہٰذا توحید فی العبادت کو قرآن و حدیث کی روشنی میں سمجھنا از حد ضروری ہے، تاکہ توحید فی العبادت پر عقیدہ اور عمل ہو اور شرک فی العبادت کو بھی قرآن اور حدیث کی روشنی میں سمجھنا از بس ضروری ہے، تاکہ شرک فی العبادت سے بچا جا سکے۔ زبانی عبادت یا لسانی عبادت اس میں دعا، ذکر، تسبیح، حمد، شکر، استعانت یعنی مدد مانگنا، استعاذہ یعنی پناہ مانگنا وغیرہ شامل ہیں اور یہ چیزیں اللہ کے لیے مخصوص ہیں، اس میں وہ تمام اذکار شامل ہیں جن کے کرنے کا حکم قرآن و حدیث میں آیا ہے۔ مثلاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ، قربانی وغیرہ کے موقع پر جملہ اذکار و تسبیح و تحمید، اس میں وہ اذکار شامل ہیں جن میں سبحان اللہ اور الحمد للہ کے الفاظ آئے ہیں اور انھیں مختلف مواقع پر پڑھنے کا حکم ہے، اللہ کی نعمتوں کا ذکر کرتے وقت اس کا شکر ادا کرنا بھی عبادت میں شامل ہے۔ (النحل : ۱۱۴۔ البقرۃ : ۵۳، ۱۷۲) اور استعانت سے مراد بغیر اسباب کے مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگی جا سکتی ہے اور یہ عبادت کا جزو ہے۔ (الفاتحہ: ۴) اس کی تفصیل ابھی دعا کی بحث میں آرہی ہے۔ استعاذہ یعنی پناہ مانگنا بغیر سبب کے، استعاذہ یعنی پناہ صرف اللہ ہی سے مانگی جا سکتی ہے۔ (الفلق)

## دعا یعنی پکارنا، مانگنا، بلانا:

اب ہم دعا کے بارے میں تفصیلی گفتگو کریں گے۔ دعا اور اس کے متعلق جو الفاظ "دعو" سے نکلے ہیں ان کے معنی ہیں بلانا، مانگنا یا پکارنا یا دعا مانگنا۔ اس سلسلہ میں قرآن و حدیث سے چند دلائل ملاحظہ فرمائیں:

① نیکی اور پرہیز گاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو اور گناہ اور ظلم کی باتوں میں مدد نہ کیا کرو اور اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو، کچھ شک نہیں کہ اللہ کا عذاب سخت ہے۔ (المائدۃ :۲)

② رحمۃ للعالمین ﷺ کا فرمان ہے:

''جو دوسروں کی مدد کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتا ہے۔'' [1]

فرمایا: ''مسلمان مسلمان کا بھائی ہے، نہ اس پر ظلم کرتا ہے اور نہ ہی بے یار و مددگار چھوڑتا

[1] مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الاجتماع علی تلاوۃ ......الخ : ۲۶۹۹

ہے۔" ❶

③ قرآن کریم میں ہے: "وہ وقت بھی یاد کرنے کے لائق ہے جب تم لوگ دور بھاگ رہے تھے اور کسی کو پیچھے پھر کر نہیں دیکھتے تھے اور رسول تمھارے پیچھے کھڑے پکار رہے تھے۔" (آل عمران: ۱۵۳) (یہاں لفظ "یدعو" ہے، احمد رضا خاں صاحب نے ترجمہ "پکارنا" کیا) اور فرمایا: "کہنے لگی کہ میرے باپ آپ کو بلا رہے ہیں، تاکہ آپ نے ہمارے جانوروں کو جو پانی پلایا ہے اس کی اجرت آپ کو دے۔" (القصص: ۲۵) (یہاں احمد رضا خاں صاحب نے "یدعو" کا ترجمہ "بلاتا ہے" کیا ہے)

④ سیدنا نوح علیہ السلام نے کہا: "اے میرے پروردگار! میں نے اپنی قوم کو رات دن تیری طرف پکارا۔" (نوح: ۵) (یہاں "دعو" کا ترجمہ احمد رضا خاں صاحب نے "بلایا" کیا)

⑤ اللہ تعالیٰ کا حکم ہے: "اور بے شک مسجدیں اللہ تعالیٰ کے لیے ہیں پس تم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو مت پکارو۔" (الجن: ۱۸) اور فرمایا: "نہ پکارو اللہ کے ساتھ کسی دوسرے معبود کو۔" (القصص: ۸۸) اور فرمایا: "اور اس شخص سے بڑھ کر کون گمراہ ہوسکتا ہے جو اللہ تعالیٰ کے سوا ایسے کو پکارے جو قیامت تک اسے جواب نہ دے سکے اور وہ تو ان کی پکار سے بے خبر ہیں۔" (الاحقاف: ۵) اور فرمایا: "ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھ ہی سے مدد مانگتے ہیں۔" (الفاتحہ: ۴) اور قرآن مجید میں مندرجہ ذیل مقامات پر غیر اللہ کو پکارنا شرک یا کفر یا غیر اللہ کی عبادت قرار دیا گیا ہے۔ (النساء: ۱۱۶، ۱۱۷۔ الانعام: ۴۰، ۴۱، ۵۶، ۶۳، ۶۴، ۷۱۔ الجن: ۲۰) التحیات اور قرآن مجید میں جگہ جگہ ان چار عبادتوں کا ذکر ہے، تفصیل گزر چکی ہے۔

میں نے جو دلائل (۱ تا ۴) پیش کیے ہیں ان سے معلوم ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کی مدد کرنا ضروری ہے اور مدد مانگنا ضروری ہے اور اسی طرح ایک دوسرے کو کسی ضرورت میں پکارنا اور آواز دینا بھی جائز ہے اور نمبر ۵ کے تحت جو دلائل لکھے ہیں ان سے معلوم ہو رہا ہے کہ مدد صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مانگنی چاہیے اور صرف اسی کو پکارنا چاہیے اور غیر اللہ سے مدد مانگنا اور غیر اللہ کو پکارنا کفر و شرک اور گمراہی ہے۔

---

❶ مسلم، کتاب البر والصلة، باب تحریم ظلم المسلم و خذله ......الخ: ۲۵۶۴

## خلاصۂ بحث:

کسی سے اسباب و وسائل کے تحت مدد طلب کرنا اور اسے پکارنا شرک نہیں ہے اور کسی کو اسباب و وسائل سے برتر اور بے نیاز سمجھ کر مدد طلب کرنا یا پکارنا شرک ہے کیونکہ اسباب و وسائل سے برتر و بالا ہو کر مدد کرنے اور پکارنے والے کی دادرسی کرنے کی قدرت رکھنے والا اور پکارنے والے کی پکار کا جواب دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جو آیتیں پکار والی ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنا جائز نہیں، کیا یہ بتوں کے بارے میں ہیں؟ تو اس سلسلہ میں معمولی سمجھ بوجھ والا انسان بھی سمجھ سکتا ہے کہ قرآن مجید میں جہاں بھی "الا اللّٰہ" یعنی اللہ کے سوا، یا "الا ھو" یعنی اس کے سوا آئے گا وہاں وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور اللہ کے سوا باقی تمام مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہو گی مثلاً "لا إله إلا اللّٰہ" یعنی کلمہ میں اللہ تعالیٰ کا اثبات ہے اور باقی سب مخلوق کی نفی ہے حتیٰ کہ کسی بڑے سے بڑے پیغمبر کی بھی عبادت نہیں ہو سکتی۔ جو شخص کسی پیغمبر کی بھی عبادت کرے گا وہ کافر اور مشرک ہو جائے گا، جس میں سرفہرست غیر اللہ کو پکارنا شامل ہے، جیسا کہ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کی اور وہ کافر اور مشرک ٹھہرے۔ قرآن اس پر گواہ ہے۔ عیسائیوں نے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کی بندگی کی (المائدۃ:۷۲ تا ۷۷) اور عیسائیوں نے عیسیٰ علیہ السلام کو گرجوں میں پکارا۔ (الجن: ۱۸ تا ۲۰) ان باتوں کی تفصیل ''کیا امت مسلمہ شرک کر سکتی ہے؟'' کے تحت پہلے آ چکی ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں جہاں جہاں "من دون اللّٰہ" یعنی اللہ کے سوا، یا "من دونہ" یعنی اس کے سوا آئے گا وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور باقی تمام مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہو گی۔ مثلاً المائدۃ (۷۲ تا ۷۷) جیسا کہ گزر چکا ہے۔ اسی طرح قرآن مجید میں جہاں "غیر اللّٰہ" یا "غیرہ" آئے گا تو وہاں وہ چیز اللہ کے لیے مخصوص ہو جائے گی اور باقی سب مخلوق عرش سے فرش تک کی نفی ہو جائے گی، صرف بتوں ہی کی نفی نہ ہو گی۔ مثلاً الأنعام (۱۴، ۴۰، ۴۶) قرآن مجید میں اور بے شمار جگہ یہی بات آئی ہے اور یہی بات "مع اللّٰہ" یا "معہٗ" (یعنی اللہ کے ساتھ یا اس کے ساتھ) (مثلاً الجن: ۱۸۔ الانعام: ۱۹۔ الحجر: ۹۶) کے لیے ہے اور یہی بات "أحدًا" کے لیے ہے مثلاً: (الجن: ۲، ۱۸، ۲۰، ۲۲) یہی بات "شَیْئًا"

کے لیے ہے۔ (مثلاً الأنعام: ۱۵۱۔ یوسف ۳۸، ۳۹۔ النور: ۵۵ وغیرہ) اور یہی بات ''خالق'' کے لیے ہے)۔(مثلاً النحل : ۲۰۔ الأحقاف: ۴، الأعراف : ۱۸۹ تا ۱۹۹) اور یہی بات ''آخر'' کے لیے ہے۔ (الحجر : ۹۶)

مندرجہ بالا آیات سے یہ بات واضح ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والی آیات بتوں کے لیے نہیں بلکہ یہ سب مخلوق کے لیے ہیں، ان میں سب مخلوق کی نفی ہے، کیونکہ یہ مندرجہ بالا الفاظ کے ساتھ قرآن مجید میں مذکور ہیں۔

اس کے علاوہ یہ بھی یاد رہے کہ بخاری شریف میں درج ہے کہ قوم نوح اور مکہ کے مشرک جن بتوں کی پوجا کرتے تھے وہ بزرگوں اور نبیوں کے تھے، وہ لوگ محض اتنے بھی پاگل نہ تھے کہ پتھروں کے بت بنا کر ان کی پوجا کرتے بلکہ بزرگوں اور نبیوں کے بت بناتے تھے اور یہ کہ خانہ کعبہ میں ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کے بت تھے۔ ❶ اور یہ کہ خانہ کعبہ میں ابراہیم علیہ السلام اور بی بی مریم کے بت تھے۔ ❷ اور یہ کہ لات اور عزیٰ کے بیان میں سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ لات ایک شخص کا نام تھا جو حاجیوں کے لیے ستو گھولا کرتا تھا۔ ❸ اور یہ کہ ود، سواع، یغوث، یعوق، نصر، قوم نوح کے نیک بخت شخص تھے جن کے بتوں کی پوجا کی جاتی تھی۔ ❹

حوالہ نمبر 14

## کیا مشرکین صرف بتوں کی عبادت کرتے تھے؟:

سب سے پہلے ان ہستیوں کے بارے میں آیات قرآنیہ ملاحظہ کریں کہ وہ بت تھے یا صالحین بندے؟:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ۝ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ۭ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ۝ (بنی إسرائيل : ۱۷/ ۵۶، ۵۷)

❶ بخاری، کتاب الحج، باب من کبر فی نواحی الکعبة : ۱۶۰۱۔ ۴۲۸۸

❷ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قول الله تعالٰی ﴿ واتخذ الله إبراهيم...... الخ ﴾: ۳۳۵۱

❸ بخاری، کتاب التفسیر (سورة والنجم) باب ﴿ أفرئيتم الات والعزیٰ﴾ : ۴۸۵۹

❹ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ ودا و لا سواعًا و لا يغوث و يعوق ﴾ : ۴۹۲۰

''تم فرماؤ! پکارو انھیں جن کو اللہ کے سوا گمان کرتے ہو تو وہ اختیار نہیں رکھتے تم سے تکالیف دور کرنے اور نہ پھیر دینے کا۔ وہ مقبول بندے جنھیں یہ کافر پوجتے ہیں وہ تو خود بھی رب کی طرف وسیلہ ڈھونڈتے ہیں کہ ان میں کون زیادہ مقرب ہے۔ اس کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں، بے شک تمھارے رب کا عذاب ڈر کی چیز ہے۔'' (ترجمہ احمد رضا خاں بریلوی)

نعیم الدین مراد آبادی اس کی تشریح میں رقمطراز ہیں کہ کفار جب شدید قحط میں مبتلا ہوئے اور نوبت یہاں تک پہنچی کہ کتے اور مردار کھا گئے اور سید عالم ﷺ کے حضور میں فریاد لائے اور آپ ﷺ سے دعا کی التجا کی، اس پر یہ آیت نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ جب مقرب لوگوں کو خدا مانتے ہو تو اس وقت انھیں پکارو اور وہ تمھاری مدد کریں اور جب تم جانتے ہو کہ وہ تمھاری مدد نہیں کر سکتے تو کیوں انھیں معبود بناتے ہو؟ (حاشیہ نمبر ۱۱۷) پھر آگے مقبول بندوں کے بارے میں لکھتے ہیں جیسے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا عزیر علیہ السلام اور ملائکہ (حاشیہ: ۱۱۸)۔ نیز الکہف (۱۰۲) میں بھی انھی ہستیوں کا ذکر کرتے ہیں۔

مولوی احمد رضا خاں کے ترجمہ اور نعیم الدین مراد آبادی کی اس توضیح سے معلوم ہوا کہ مشرکین جن ہستیوں کو پکارتے تھے وہ اللہ تعالیٰ کے مقبول و مقرب بندے سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عزیر علیہ السلام اور ملائکہ تھے۔

امام ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ الآيَةُ قَالَ : كَانَ أَهْلُ الشِّرْكِ يَقُوْلُوْنَ نَعْبُدُ الْمَلائِكَةَ وَالْمَسِيْحَ وَالْعُزَيْرَ."

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے اس آیت کریمہ کے بارے میں فرمایا: ''مشرکین کہتے تھے کہ ہم فرشتوں، عیسیٰ علیہ السلام اور عزیر علیہ السلام کی عبادت کرتے ہیں۔''

اسی طرح یہی تفسیر مجاہد (رحمہ اللہ) سے بھی منقول ہے۔ (ابن کثیر: ۳/ ۳)

علامہ سید محمود آلوسی حنفی رحمہ اللہ نے عبدالرزاق، ابن ابی شیبہ، بخاری، نسائی اور طبرانی وغیرہ سے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا فرمان نقل کیا ہے:

« كَانَ نَفَرٌ مِّنَ الْإِنسِ يَعْبُدُوْنَ نَفَرًا مِّنَ الْجِنِّ فَأَسْلَمَ النَّفَرُ مِنَ الْجِنِّ

# ثبوت حاضر ہے



فَيُنْظَرُ فَإِذَا هُوَ بِذِيخٍ مُلْتَطِخٍ، فَيُؤْخَذُ بِقَوَائِمِهِ فَيُلْقَى فِي النَّارِ)).

جائے گا ذرا اپنے پاؤں کے تلے تو دیکھو - وہ دیکھیں گے تو (ان کے والد کا پتہ نہیں) ایک بجو ہے' نجاست سے لتھڑا ہوا اس کے پاؤں پکڑ کر (فرشتے) دوزخ میں ڈال دیں گے -

٥٧٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ قَالَ: أَخْبَرَنِي عَمْرٌو أَنَّ بُكَيْرًا حَدَّثَهُ عَنْ كُرَيْبٍ مَوْلَى ابْنِ عَبَّاسٍ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا قَالَ: ((دَخَلَ النَّبِيُّ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ الْبَيْتَ وَجَدَ فِيْهِ صُوْرَةَ إِبْرَاهِيْمَ وَصُوْرَةَ مَرْيَمَ فَقَالَ: صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ : أَمَا لَهُمْ فَقَدْ سَمِعُوا أَنَّ الْمَلاَئِكَةَ لاَ تَدْخُلُ بَيْتًا فِيْهِ صُوْرَةٌ، هَذَا إِبْرَاهِيْمُ مُصَوَّرٌ، فَمَا لَهُ يَسْتَقْسِمُ)).

۵۷۴- ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھے عمرو بن حارث نے خبر دی' ان سے بکیر نے بیان کیا انہوں نے کریب سے جو ابن عباس رضی اللہ عنہما کے غلام تھے' انہوں نے ابن عباس رضی اللہ عنہما سے انہوں نے کہا جب آنحضرت ﷺ (جب مکہ فتح ہوا بیت اللہ میں) گئے دیکھا تو وہاں حضرت ابراہیمؑ اور حضرت بی بی مریمؑ کی مورتیں ہیں - آپؐ نے فرمایا قریش کے کافروں کو کیا ہو گیا ہے - وہ تو سن چکے ہیں کہ فرشتے اس گھر میں نہیں جاتے جہاں مورت ہو - یہ ابراہیمؑ کی تصویر ہے - ان کو کیا ہوا بھلا وہ پانسوں سے فال کھولتے تھے؟

٥٧٥- حَدَّثَنَا إِبْرَاهِيْمُ بْنُ مُوسَى أَخْبَرَنَا هِشَامٌ عَنْ مَعْمَرٍ عَنْ أَيُّوبَ عَنْ عِكْرِمَةَ عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللهُ عَنْهُمَا: ((أَنَّ النَّبِيَّ لَمَّا رَأَى الصُّوَرَ فِي الْبَيْتِ لَمْ يَدْخُلْ حَتَّى أَمَرَ بِهَا فَمُحِيَتْ. فَرَأَى إِبْرَاهِيْمَ وَإِسْمَاعِيْلَ عَلَيْهِمَا السَّلاَمُ بِأَيْدِيهِمَا الأَزْلاَمُ فَقَالَ: قَاتَلَهُمُ اللهُ، وَاللهِ إِنِ اسْتَقْسَمَا بِالأَزْلاَمِ قَطُّ)).

۵۷۵- ہم سے ابراہیم بن موسیٰ نے بیان کیا کہا ہم کو ہشام نے خبر دی' انہوں نے معمر سے انہوں نے ایوب سے انہوں نے عکرمہ سے انہوں نے ابن عباس سے کہ آنحضرت ﷺ نے جب (باہر سے) دیکھا کہ کعبہ میں تصویریں رکھی ہوئی ہیں' تو آپؐ اندر نہیں گئے - حکم دیا اور وہ تصویریں بنائی گئیں (یا مٹائی گئیں) آپؐ نے دیکھا ابراہیم اور اسماعیل علیہما السلام کی مورتیں بنائی ہیں ان کے ہاتھوں میں پانسے (فال کھولنے کے) دیئے ہیں فرمایا اللہ ان کافروں کو غارت کرے ان بزرگوں نے پانسوں پر کبھی فال نہیں کھولی -

٥٧٦- حَدَّثَنَا عَلِيُّ بْنُ عَبْدِ اللهِ حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سَعِيْدٍ حَدَّثَنَا عُبَيْدُ اللهِ قَالَ: حَدَّثَنِي سَعِيْدُ بْنُ أَبِي سَعِيْدٍ عَنْ أَبِيْهِ عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ رَضِيَ اللهُ عَنْهُ: ((قِيْلَ يَا رَسُولَ اللهِ مَنْ أَكْرَمُ النَّاسِ؟ قَالَ: أَتْقَاهُمْ. فَقَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَيُوسُفُ نَبِيُّ اللهِ ابْنُ نَبِيِّ اللهِ ابْنُ خَلِيْلِ اللهِ. قَالُوا: لَيْسَ عَنْ هَذَا نَسْأَلُكَ. قَالَ: فَعَنْ مَعَادِنِ الْعَرَبِ تَسْأَلُونَ؟ خِيَارُهُمْ فِي الْجَاهِلِيَّةِ خِيَارُهُمْ فِي

۵۷۶- ہم سے علی بن عبداللہ نے بیان کیا کہا ہم سے یحییٰ قطان نے کہا ہم سے عبیداللہ عمری نے کہا مجھ سے سعید بن ابی سعید نے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے ابوہریرہ سے آنحضرت ﷺ سے پوچھا گیا سب لوگوں میں (اللہ کے نزدیک) کس کا مرتبہ زیادہ ہے - (یعنی اعمال کی رو سے) آپؐ نے فرمایا جو زیادہ پرہیزگار ہو لوگوں نے عرض کیا ہم یہ نہیں پوچھتے آپؐ نے فرمایا تو نسب اور خاندانی شرافت کے لحاظ سے سب میں افضل یوسف پیغمبر ہیں جو خود نبی تھے' باپ' نبی' دادا نبی' پردادا نبی - اللہ کے خلیل' انہوں نے کہا ہم اس کو بھی نہیں پوچھتے - آپؐ نے فرمایا (معلوم ہوا) تم عرب کے خاندان پوچھتے ہو' (ان میں کون افضل ہے) تو جو لوگ جاہلیت کے زمانہ میں بھی شریف

---

مشرکین مکہ گزشتہ امتوں میں گزرے ہوئے نیک و صالح لوگوں کو بزرگ (ولی) قرار دے کر ان کے قد آور بت بنا کر گھروں اور عبادت خانوں میں آویزاں کرتے تھے اور پھر ان کی عبادت و پوجا کرتے تھے اور مشکل کے وقت ان سے مدد طلب کرتے تھے۔ انھی بزرگوں کے بتوں کی کی جانے والی پوجا کی نشاندہی قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب صحیح بخاری شریف کر رہی ہے، ملاحظہ کریں:

وَتَمَسَّكَ الْإِنْسِيُّوْنَ بِعِبَادَتِهِمْ فَنَزَلَتْ هٰذِهِ الْآيَةُ ﴾

''انسانوں کا ایک گروہ جنوں کے ایک گروہ کی عبادت کرتا تھا، جنوں کے گروہ نے اسلام قبول کرلیا اور انسانوں نے ان کی عبادت کو تھام لیا تو یہ آیت کریمہ نازل کی۔''

اورعبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے منقول ہے :

﴿ إِنَّهَا نَزَلَتْ فِي الَّذِيْنَ أَشْرَكُوْا بِاللّٰهِ تَعَالٰى فَعَبَدُوْا عِيْسٰى وَ أُمَّهٗ وَعُزَيْرًا وَ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ وَالْكَوَاكِبَ ﴾ (روح المعانی : ۱۵/ ۹۷، ۹۸)

''یہ آیت کریمہ ان لوگوں کے متعلق نازل ہوئی جنھوں نے اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کیا، سو انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام، ان کی ماں، عزیر علیہ السلام ، سورج ،چاند اور ستاروں کی عبادت کی۔''

مندرجہ بالا تفسیر سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب صرف بتوں ہی کی عبادت نہیں کرتے تھے بلکہ وہ سیدنا عیسیٰ، سیدہ مریم، سیدنا عزیر علیہم السلام، جنوں، فرشتوں، سورج، چاند اور ستاروں کی بھی عبادت و پرستش کرتے تھے، تو یہ آیت کریمہ نازل کر کے اللہ تعالیٰ نے ان کے عقیدے کی تردید کردی اور واضح کر دیا کہ یہ ہستیاں دکھ درد دور کرنے کی طاقت نہیں رکھتیں اور نہ مشکل کشا اور داتا ہوسکتی ہیں۔ جب عیسیٰ و عزیر علیہما السلام جیسے جلیل القدر پیغمبر مشکل و مصیبت دور کرنے کی قوت و طاقت نہیں رکھتے تو پھر علی ہجویری وغیرہ گنج بخش یا داتا کیسے ہوسکتے ہیں؟ اور معین الدین چشتی وغیرہ کیسے کشتیاں پار لگا سکتے ہیں ؟ باباشاہ جمال کیسے خوبصورت و سرخ لال بیٹے عطا کرسکتا ہے؟

ایک اور مقام پر فرمایا:

وَ يَوْمَ يَحْشُرُهُمْ وَمَا يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَقُوْلُ ءَاَنْتُمْ اَضْلَلْتُمْ عِبَادِيْ هٰۤؤُلَآءِ اَمْ هُمْ ضَلُّوا السَّبِيْلَ ﴿۱۷﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ مَا كَانَ يَنْۢبَغِيْ لَنَاۤ اَنْ نَّتَّخِذَ مِنْ دُوْنِكَ مِنْ اَوْلِيَآءَ وَلٰكِنْ مَّتَّعْتَهُمْ وَ اٰبَآءَهُمْ حَتّٰى نَسُوا الذِّكْرَ ۚ وَكَانُوْا قَوْمًۢا بُوْرًا ﴿۱۸﴾ (الفرقان : ۲۵/ ۱۷، ۱۸)

''اور جس دن اکٹھا کیا جائے گا انھیں (یعنی مشرکین کو) اور جن کو اللہ کے سوا پوجتے ہیں پھر ان معبودوں سے فرمایا جائے گا کیا تم نے گمراہ کر دیے یہ میرے بندے یا یہ خود ہی راہ بھولے۔ وہ عرض کریں گے پاکی ہے تجھے ،ہمیں سزاوار نہ تھا کہ تیرے سوا کسی اور کو مولیٰ بنائیں لیکن تو نے انھیں اور ان کے باپ دادوں کو برتنے دیا یہاں تک کہ وہ تیری یاد بھول گئے اور یہ لوگ تھے ہی ہلاک ہونے والے۔'' (ترجمہ احمد رضا)

یہ معبود عیسیٰ، عزیر(علیہما السلام) اور ملائکہ تھے۔ (مدارك : ۴/ ۴۳۰۔ خازن : ۴/ ۴۳۰۔ بیضاوی : ۲/ ۱۳۷۔ روح المعانی : ۱۸/ ۳۲۵۔ ابن کثیر : ۳/ ۳۴۳) جیسے فرمایا:

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَاُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَلَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَرَبَّكُمْ ۚ (المائدة : ۵/ ۱۱۶، ۱۱۷)

''اور جب اللہ تعالیٰ کہے گا اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تو نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری ماں کو دو الٰہ بنا لو؟ تو وہ جواب میں عرض کریں گے کہ سبحان اللہ! میرا یہ کام نہ تھا کہ وہ بات کہتا جس کے کہنے کا مجھے حق نہ تھا۔ اگر میں نے ایسی بات کہی ہوتی تو آپ کو ضرور علم ہوتا۔ آپ جانتے ہیں جو کچھ میرے دل میں ہے اور میں نہیں جانتا جو کچھ آپ کے دل میں ہے۔ آپ ساری پوشیدہ حقیقتوں کے عالم ہیں۔ میں نے ان سے اس کے سوا کچھ نہیں کہا جس کا آپ نے مجھے حکم دیا تھا، یہ کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا بھی رب ہے اور تمھارا بھی۔''

دوسرے مقام پر فرمایا:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰۤؤُلَاۤءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ۝ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ۝ (سبا : ۳۴/ ۴۰، ۴۱)

''اور جس دن وہ تمام انسانوں کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے کہے گا کیا یہ لوگ تمھاری ہی عبادت کیا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تیری ذات پاک ہے تو ہی ہمارا کارساز ہے ان کے علاوہ بلکہ یہ جنوں کی عبادت کرتے تھے اور ان میں سے اکثر ان پر ایمان لائے ہوئے تھے۔''

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَجَعَلُوا الْمَلٰٓئِكَةَ الَّذِيْنَ هُمْ عِبٰدُ الرَّحْمٰنِ اِنَاثًا ۭ اَشَهِدُوْا خَلْقَهُمْ ۭ سَتُكْتَبُ شَهَادَتُهُمْ وَيُسْـَٔلُوْنَ ﴿۱۹﴾ وَقَالُوْا لَوْ شَاۗءَ الرَّحْمٰنُ مَا عَبَدْنٰهُمْ ۭ مَا لَهُمْ بِذٰلِكَ مِنْ عِلْمٍ ۤ اِنْ هُمْ اِلَّا يَخْرُصُوْنَ ﴿۲۰﴾ (الزخرف: ۴۳/ ۱۹-۲۰)

''اور انھوں نے فرشتوں کو جو رحمٰن کے بندے ہیں، عورتیں ٹھہرایا۔ کیا ان کے بناتے وقت یہ حاضر تھے۔ اب لکھ لی جائے گی ان کی گواہی اور ان سے جواب طلب ہوگا۔ اور بولے اگر رحمٰن چاہتا ہم انھیں نہ پوجتے۔ انھیں اس کی حقیقت کچھ معلوم نہیں، یونہی اٹکلیں دوڑاتے ہیں۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مشرکین جن کی عبادت کرتے تھے ان میں فرشتے اور جن بھی تھے۔ مشرکین کے معبودوں کے بارے میں فرمایا:

اَفَرَءَيْتُمُ اللّٰتَ وَالْعُزّٰى ﴿۱۹﴾ وَمَنٰوةَ الثَّالِثَةَ الْاُخْرٰى ﴿۲۰﴾ (النجم: ۵۳/ ۱۹-۲۰)

''اب ذرا بتاؤ! تم نے کبھی اس لات اور اس عزیٰ اور تیسری ایک دیوی منات، کی حقیقت پر کچھ غور بھی کیا ہے؟''

صحیح بخاری میں ہے:

((عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا فِي قَوْلِهِ ﴿اللاَّتَ وَالْعُزّٰى﴾ كَانَ اللَّاتُ رَجُلًا يَلِتُّ سَوِيقَ الْحَاجِّ)) ❶

''سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ لات ایک آدمی تھا جو حاجیوں کے لیے ستو گھولتا تھا۔''

اس سے معلوم ہوا کہ لات ایک اچھا آدمی تھا۔ اسی طرح عزیٰ ایک عورت تھی جس کا بت

❶ بخاری، کتاب التفسیر، باب أفرائیتم اللات والعزی: ۴۸۵۹

بنا کر مشرکین پوجتے تھے۔ اس عزیٰ کے بت کو خالد بن ولید رضی اللہ عنہ نے توڑا تھا۔ ❶

سیدنا نوح علیہ السلام نے جب اپنی قوم کو دعوت توحید دی تو قوم نے کہا:

وَقَالُوْا لَا تَذَرُنَّ اٰلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَّلَا سُوَاعًا ۙ وَّلَا يَغُوْثَ وَيَعُوْقَ وَ نَسْرًا ﴿٢٣﴾ (نوح: ۷۱/ ۲۳)

''اور انھوں نے کہا ہرگز نہ چھوڑو اپنے معبودوں کو اور نہ چھوڑو ود اور سواع کو اور نہ یغوث ویعوق اور نسر کو۔''

سیدنا عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں:

(( اَسْمَاءُ رِجَالٍ صَالِحِيْنَ مِنْ نُوْحٍ )) ❷

''یہ قوم نوح کے نیک آدمیوں کے نام ہیں۔''

مذکورہ بالا آیات مقدسات اور احادیث صحیحہ سے معلوم ہوا کہ مشرکین عرب جن ہستیوں کو پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے ان میں اللہ کے نبی، فرشتے اور نیک وصالح افراد بھی تھے۔ نیز قرآن حکیم میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ کے عموم میں یہ تمام ہستیاں شامل ہیں۔ چند اور آیات ملاحظہ ہوں۔

## کیا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد صرف بت ہیں؟:

اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ (الأعراف: ۷/ ۱۹۴)

''بے شک اللہ تعالیٰ کے علاوہ جنھیں تم پکارتے ہو، وہ تمھاری مثل بندے ہیں، ان سے دعائیں مانگ دیکھو یہ تمھاری دعاؤں کا جواب دیں اگر تم سچے ہو۔''

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۭ بِغَيْرِ عِلْمٍ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يَصِفُوْنَ ﴿١٠٠﴾ (الأنعام: ۶/ ۱۰۰)

---

❶ تفسیر ابن کثیر: ۴/ ۲۶۷، فی النسخة الجديدة: ۴/ ۳۲۴۔ السنن الكبرى للنسائی، كتاب التفسير: (۱۱۵۴۷) ۶/ ۴۷۴، البداية والنهاية: ۴/ ۲۷۴، ۲۷۵ و فی النسخة الجديدة: ۴/ ۷۱۲

❷ بخاری، كتاب التفسير، سورة نوح، باب ﴿ودا ولا سواعا ولا يغوث ويعوق﴾: ۴۹۲۰

''اور اللہ کا شریک ٹھہرایا جنوں کو، حالانکہ اس نے ان کو بنایا اور اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں گھڑ لیں جہالت سے، پاکی اور برتری ہے اس کو ان کی باتوں سے۔''

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُوْنَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ وَمَا لَهُمْ فِيْهِمَا مِنْ شِرْكٍ وَّمَا لَهٗ مِنْهُمْ مِّنْ ظَهِيْرٍ ﴿۲۲﴾ (سبا: ۳۴/ ۲۲)

''تم فرماؤ! پکارو انھیں جنھیں اللہ کے سوا سمجھے بیٹھے ہو، وہ ذرہ بھر کے مالک نہیں آسمانوں میں اور زمین میں اور نہ ان کا ان دونوں میں کچھ حصہ اور نہ اللہ کا ان میں سے کوئی مددگار۔''

تفسیر مدارک (۱۵۹/۵) میں ہے: قوله مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَیْ مِنَ الْاَصْنَامِ وَ الْمَلَائِكَةِ.

یعنی مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد بت اور فرشتے ہیں۔ چند ایک مزید آیات ملاحظہ ہوں جن میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد ذوی العقول ہیں:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ سُبْحٰنَهٗ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۳۱﴾ (التوبة: ۹/ ۳۱)

''انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ انھیں ایک معبود برحق کے علاوہ کسی کی بندگی کا حکم نہیں دیا گیا۔ وہ جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، پاک ہے وہ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد علماء، درویش اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام ہیں:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ال عمران: ۳/ ۷۹)

''کسی انسان کا یہ کام نہیں ہے کہ اللہ تو اس کو کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کے سوا تم میرے بندے بن جاؤ۔''

یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد انبیاء علیہم السلام ہیں جنھیں کتاب، حکمت اور نبوت جیسی اہم

خصوصیات سے نوازا گیا۔

قُلْ يٰٓاَهْلَ الْكِتٰبِ تَعَالَوْا اِلٰى كَلِمَةٍ سَوَآءٍۢ بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمْ اَلَّا نَعْبُدَ اِلَّا اللّٰهَ وَلَا نُشْرِكَ بِهٖ شَيْـًٔا وَّلَا يَتَّخِذَ بَعْضُنَا بَعْضًا اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ (آل عمران : ۳/ ۶۴)

''کہہ دیجیے! اے اہل کتاب! آؤ ایک ایسی بات کی طرف جو ہمارے اور تمھارے درمیان یکساں ہے، یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی بندگی نہ کریں، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں اور ہم میں سے کوئی اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا رب نہ بنائے۔''

یہاں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد انسان ہی ہے۔

اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ (النساء : ۴/ ۱۱۷)

''وہ اللہ کے علاوہ عورتوں کو پکارتے ہیں۔''

اس آیت کریمہ میں مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد عورتیں ہیں۔ ان تمام آیات سے واضح ہو گیا کہ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ سے مراد صرف بت نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ نے مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ میں انبیاء، اولیاء، شہداء، ملائکہ، جن و انسان، شجر و حجر وغیرہ کو شامل کیا ہے۔ اور احمد رضا کے مطابق سورۂ یونس (۳۷، ۱۰۴ تا ۱۰۷) اور البقرۃ (۲۳) اور بنی اسرائیل (۸۸) اور الجن (۲۲) میں سب جگہ ''من دون اللّٰہ'' اور ''من دو نہ'' سے مراد مخلوق ہے۔

مزید ملاحظہ فرمائیں احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں سورۂ یونس (۱۵، ۱۶، ف: ۳۵ تا ۴۰) میں ''من دون اللہ'' سے مراد تمام مخلوق لکھا گیا ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ ''من دون اللہ'' سے مراد خود محمد رسول اللہ ﷺ بھی ہیں اور سورۂ یونس (۳۷، ۳۸، ف۹۲ تا ۹۶) میں ''من دون اللہ'' سے مراد ساری مخلوق لکھا ہے اور سورۃ النساء (۸۲، ف۲۱۲، ۲۱۳) میں تمام مخلوق مراد ہے اور لکھا ہے۔ سورۃ المائدہ (۷۶، ف۱۹۴) میں ''من دون اللہ'' سے مراد عیسیٰ علیہ السلام ہیں اور لکھا ہے۔ سورۃ المائدہ (۱۱۶، ف۲۸۸) میں ''من دون اللہ'' سے مراد عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ ہیں اور لکھا ہے۔ سورۂ جن (۲۲، ف۴۲) میں ''من دونہ'' سے مراد خود رسول اللہ ﷺ ہیں اور توبہ (۱۱۶) میں ''من دون اللہ'' سے مراد سب مخلوق ہے اور لکھا ہے۔ شوریٰ (۳۰، ۳۱، ف۸۳ تا ۸۵) میں ''من دون اللہ'' سے مراد

مومنین ہیں اور لکھا ہے۔ سورۂ یونس (۶۵ تا ۶۷، ف ۱۴۹ تا ۱۵۶) میں "من دون اللہ" سے مراد اللہ کے سوا ہر ایک ہے۔ (ف ۱۵۱) النمل (۲۴ تا ۲۶، ف ۳۹ تا ۴۲) میں "من دون اللہ" سے مراد اللہ تعالیٰ کے سوا ہر ایک ہے۔

اوپر والی بیان کردہ باتیں الفرقان (۱۷، ۱۸، ۵۳ تا ۶۲) اور الزخرف (۴۵) اور النجم (۵۷، ۵۸) اور النحل (۸۶) اور بنی اسرائیل (۲) اور الکہف (۱۰۲) کے ترجمہ اور فوائد یعنی تفسیر میں لکھی گئی ہیں۔

واضح رہے کہ ساری مکی سورتوں میں ترجمہ از احمد رضا خانی و تفسیر از مراد آبادی میں بے شمار مقامات پر مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اور مِّنْ دُوْنِہٖ کے لیے بت کا لفظ بار بار لکھا گیا ہے لیکن توحید الٰہی کا مطلب یہ ہے کہ اللہ کے سوا کوئی بھی اللہ کی ذات، صفات، حقوق اور اختیارات میں اللہ کا شریک نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی توحید کو اس تفسیر میں بری طرح مجروح کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جو قابل مذمت ہے۔

## احمد رضا خان صاحب کا قرآنی ترجمہ اور ان کی دو رخی:

اب ہم اس معاملے کی ایک اور زاویہ سے بھی تشریح کرنا چاہتے ہیں۔ احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی ترجمے کا تقابلی جائزہ پیش خدمت ہے:

۱ قُلْ اِنِّیْ نُهِیْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِیْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الأنعام: ٦/ ٥٦)

"تم فرماؤ مجھے منع کیا گیا ہے کہ انھیں پوجوں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو۔"

۲ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (الأعراف: ٧/ ٣٧)

"تو ان سے کہتے ہیں کہاں ہیں وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے۔"

۳ وَاِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِی الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُوْنَ اِلَّآ اِیَّاهُ فَلَمَّا نَجّٰىكُمْ اِلَى الْبَرِّ اَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْاِنْسَانُ كَفُوْرًا (بنی إسرائیل: ١٧/ ٦٧)

"اور جب تمھیں دریا میں مصیبت پہنچتی ہے تو اس کے سوا جنھیں تم پوجتے ہو سب غائب ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمھیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو منہ پھیر لیتے ہو۔"

۴ اَتَدْعُوْنَ بَعْلًا وَّتَذَرُوْنَ اَحْسَنَ الْخَالِقِیْنَ (الصافات: ٣٧/ ١٢٥)

''کیا بعل کو پوجتے ہو اور چھوڑتے ہو سب سے اچھے پیدا کرنے والے کو۔''

۵ اِنْ يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا

(النساء: ۴/ ۱۱۷)

''یہ شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو۔''

۶ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَيَسُبُّوا اللّٰهَ عَدْوًاۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ

(الأنعام: ۶/ ۱۰۸)

''اور انھیں گالی نہ دو جن کو وہ اللہ کے سوا پوجتے ہیں کہ وہ اللہ کی شان میں بے ادبی کریں گے زیادتی اور جہالت سے۔''

۷ فَمَآ اَغْنَتْ عَنْهُمْ اٰلِهَتُهُمُ الَّتِيْ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ شَيْءٍ لَّمَّا جَآءَ اَمْرُ رَبِّكَ ۭ (هود: ۱۱/ ۱۰۱)

''تو ان کے معبود جنھیں اللہ کے سوا پوجتے تھے ان کے کچھ کام نہ آئے، جب تمھارے رب کا حکم آیا۔''

۸ وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـــًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۝۲۰

(النحل: ۱۶/ ۲۰)

''اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور وہ خود بنائے ہوئے ہیں۔''

آپ غور سے ملاحظہ فرمائیں کہ مندرجہ بالا آٹھ آیات میں لفظ ''یدعون'' اور ''تدعون'' کا ترجمہ پکارنے کی بجائے پوجنا کیا۔ اب ہم ان آیتوں کا حوالہ آپ کے سامنے پیش کریں گے جن میں انھی الفاظ یعنی ''تدعون'' اور ''یدعون'' کا ترجمہ احمد رضا خان صاحب نے بار بار ''پکارنا'' کیا، کیونکہ ان کا ترجمہ ''پوجنا'' ممکن نہیں ہے:

① قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝۴۰ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ۝۴۱ (الأنعام: ۶/ ۴۰، ۴۱)

''تم فرماؤ! بھلا بتاؤ تو اگر تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو، کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے، اگر تم سچے ہو، بلکہ اسی کو پکارو گے۔ تو وہ اگر چاہے جس پر

اسے پکارتے ہو اسے اٹھا لے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔"

۞ قَالَ هَلْ يَسْمَعُوْنَكُمْ اِذْ تَدْعُوْنَ (الشعراء : ۲۶/ ۷۲)

"فرمایا کیا وہ تمھاری سنتے ہیں جب تم پکارو۔"

۞ اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُدْعَوْنَ اِلٰى كِتٰبِ اللّٰهِ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ (آل عمران : ۳/ ۲۳)

"کیا تم نے انھیں نہ دیکھا جنھیں کتاب کا ایک حصہ ملا، کتاب اللہ کی طرف بلائے جاتے ہیں تا کہ وہ ان کا فیصلہ کرے۔"

۞ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّ الرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ (آل عمران : ۳/ ۱۵۳)

"جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی طرف نہ دیکھتے اور دوسری جماعت میں ہمارے رسول (ﷺ) تمھیں پکار رہے تھے تو تمھیں غم کا بدلا غم دیا۔"

۞ وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ (الأنعام : ۶/ ۵۲)

"اور دور نہ کرو انھیں جو اپنے رب کو پکارتے ہیں، صبح اور شام، اس کی رضا چاہتے ہیں۔"

۞ وَاصْبِرْ نَفْسَكَ مَعَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَ الْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ وَلَا تَعْدُ عَيْنٰكَ عَنْهُمْ (الکهف : ۱۸/ ۲۸)

"اور اپنی جان ان سے مانوس رکھو جو صبح و شام اپنے رب کو پکارتے ہیں، اس کی رضا چاہتے ہیں اور تمھاری آنکھیں انھیں چھوڑ کر اور پر نہ پڑیں۔"

اس طرح اگر ہم "دعو" لفظ سے نکلے ہوئے متعلقہ الفاظ کا قرآن میں مزید جائزہ لیں تو یہ بہت سی اور جگہوں پر بھی ہیں۔ اس تقابلی جائزے پر اگر گہری نظر ڈالی جائے تو معلوم ہوگا کہ جہاں بھی قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے سے منع فرمایا ہے یا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والوں کو کافر یا مشرک قرار دیا ہے یا فرمایا ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنے والے ان کی عبادت کر رہے ہیں وہاں احمد رضا صاحب نے "دعو" یعنی

پکارنا سے نکلے ہوئے الفاظ کا ترجمہ پکارنا سرے سے کیا ہی نہیں بلکہ پوجنا یا بندگی ترجمہ کیا ہے اور تفسیر میں بت کا لفظ لکھ دیا ہے۔یعنی لکھا ہے کہ بتوں کی پوجا منع ہے اور اس سے عام مسلمان کو سخت گمراہ کیا ہے کہ اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا منع نہیں ہے صرف بتوں کی پوجا منع ہے۔ یہی وجہ ہے کہ یہ لوگ بلاخوف وخطر اللہ کے سوا دوسروں کو پکار رہے ہیں اور شرک کے مرتکب ہورہے ہیں اور دوزخ کا ایندھن بن رہے ہیں۔اگر آپ یہ تقابلی جائزہ خود کرنا چاہیں تو احمد رضا خان صاحب کا قرآنی ترجمہ وتفسیر مراد آبادی سامنے رکھ لیں اور حافظ نذر احمد صاحب کا قرآنی ترجمہ بھی سامنے رکھ لیں،اس کے بعد ہماری نشاندہی کے مطابق دونوں قرآنی تراجم میں وہ مقامات نکال کر جائزہ لے لیں،فرق صاف نظر آجائے گا۔یاد رہے کہ حافظ نذر احمد صاحب کا قرآنی ترجمہ تینوں مسالک یعنی بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کا نظر ثانی شدہ اور متفقہ علیہ ترجمہ ہے، یہ ترجمہ اردو بازار لاہور سے باآسانی دستیاب ہے۔

یاد رہے کہ دعو (یعنی بلانا، پکارنا، مانگنا) سے نکلے الفاظ کا یہی ترجمہ احمد رضا صاحب نے اپنے قرآنی ترجمہ میں بار بار کیا ہے اور اس کا ترجمہ پوجا یا بندگی نہیں ہے اور عبد کا ترجمہ پوجا کرنے والا یا بندگی کرنے والا ہوگا۔عبد کا ترجمہ بلانے والا، پکارنے والا، مانگنے والا نہیں ہوگا کیونکہ عبد کا معنی بندہ ہے۔دعو یعنی پکارنا سے نکلے ہوئے الفاظ یدعو، تدعو، ندعو، یدعون، تدعون، دعا، دعوت وغیرہ اور عبد سے نکلے ہوئے الفاظ نعبد، تعبد، یعبد، تعبدون، یعبدون وغیرہ ہوں گے۔

ترجمہ میں یہ گڑ بڑ احمد رضا صاحب کے قرآنی ترجمہ میں مندرجہ ذیل جگہوں پر کی گئی ہے (النساء : ۱۱۷۔ الأنعام : ۵۶، ۷۱، ۱۰۸۔ الأعراف : ۲۹، ۳۷، ۱۸۹ تا ۱۹۸ (دو جگہ) ھود : ۱۰۱۔ الکھف : ۱۴۔ مریم : ۴۷، ۴۸۔ العنکبوت : ۴۲۔ فاطر : ۱۳، ۱۴۔ الصافات : ۱۲۵۔الزمر : ۳۸۔ المومن:۱۴تا ۲۰، ۶۰ تا ۶۶، ۷۴۔ حم السجدہ : ۴۸۔ الزخرف : ۸۶۔ الأحقاف : ۴، ۵۔ الطور : ۲۸۔ الجن:۱۸ تا ۲۰۔ بنی اسرائیل : ۵۷، ۶۷۔ الحج : ۱۲، ۱۳، ۶۲، ۷۳۔ یونس : ۱۰۶۔ النحل : ۲۰، ۸۶۔ الفرقان: ۶۸، ۷۷۔ المومنون: ۱۱۷۔ القصص : ۸۸۔ الشعراء :۲۱۳۔ لقمان : ۳۰) اور غضب یہ ہے کہ دعا جو عام فہم لفظ ہے جس کا معنی دعا کرنا، پکارنا یا مانگنا ہے اس لفظ دعا کا معنی بھی (مریم : ۴۸۔الفرقان : ۷۷۔الاحقاف : ۵) میں پوجا کیا گیا ہے۔یہ واضح تحریف یعنی ٹیڑھا مطلب نکالنا ہے۔صرف اپنا عقیدہ درست

ثابت کرنے کے لیے اور حیرانی کی بات یہ ہے کہ مندرجہ بالا تمام جگہوں پر شیعہ نے ترجمہ صحیح کیا ہے۔

مندرجہ بالا جگہوں کے علاوہ باقی جگہ ان الفاظ کا ترجمہ بلانا یا پکارنا یا مانگنا یا دعا کیا ہے کیونکہ وہاں مجبوری تھی، خان صاحب والا ترجمہ یعنی بندگی ممکن نہیں تھا۔ (البقرة : ۲۳، ۶۱، ۶۸ تا۷۰، ۲۲۱، ۱۷۱، ۱۸۶، ۲۶۰، ۲۸۲۔ هود : ۱۳، ۶۲۔ المومن : ۱۰، ۱۲، ۲۶، ۴۱ تا ۴۳، ۴۹، ۵۰۔ یونس : ۱۰، ۱۲، ۲۵، ۳۸، ۲۲، ۸۹۔ الأعراف : ۵، ۵۵، ۵۶، ۱۳۴، ۱۸۰، ۱۸۹تا ۱۹۸۔ ابراهيم : ۹، ۱۰، ۲۲، ۳۹، ۴۰، ۴۴۔ بنی إسرائيل : ۵۲، ۶۷، ۵۶، ۱۱۰۔ حم السجده : ۵، ۳۱، ۳۳، ۴۹، ۵۱اور بے شمار اور جگہ ) اس کی واضح مثالیں ہیں۔ دراصل احمد رضا صاحب پہلے اپنا من گھڑت عقیدہ بناتے ہیں اور پھر اپنے خود ساختہ عقیدہ کے مطابق قرآن کا ترجمہ غلط کرتے چلے جاتے ہیں، حالانکہ چاہیے تو یہ تھا کہ قرآن کو پڑھتے اور اللہ تعالیٰ کے احکامات کے مطابق اپنا عقیدہ بناتے لیکن یہاں الٹ معاملہ ہوا جیسا کہ آپ دعا یعنی پکارنا کے باب میں ملاحظہ فرما چکے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ دعا مجھ سے مانگو:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿٦٠﴾ (المؤمن : ۴۰/ ۶۰)

''اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔(ف ۱۲۷) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔''

فائدہ ۱۲۷ کے تحت لکھا ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے۔ اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔حدیث شریف میں ہے : (( الدعاء هو العبادة )) (أبوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمھیں ثواب دوں گا۔(ترجمہ احمد رضا خاں صاحب و تفسیر مراد آبادی) یہاں دعا اور عبادت دونوں صحیح ترجمے کیے نیز دیکھیے الأعراف (۵۶،۵۵) از احمد رضا خان صاحب۔فائدہ (۱۰۰) یہاں بھی صحیح ترجمہ دعا کیا اور الرعد (۱۴ تا ۱۶) (صفحہ ۱۱۰۷) پر لکھتے

# ثبوت حاضر ہے



الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ۝۵۸ اِنَّ السَّاعَةَ لَاٰتِیَةٌ لَّا رَیْبَ
بد کار؛ ف۱۲۵ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں کچھ شک
فِیْهَا وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یُؤْمِنُوْنَ ۝۵۹ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ
نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے۔ ف۱۲۶ اور تمہارے رب نے فرمایا: مجھ سے دعا کرو
اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ
میں قبول کروں گا؛ ف۱۲۷ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے (تکبر کرتے) ہیں
سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ ۝۶۰ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ الَّیْلَ
عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے رات بنائی کہ
لِتَسْكُنُوْا فِیْهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ
اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا؛ ف۱۲۸ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے
وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْكُرُوْنَ ۝۶۱ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ
لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے۔ وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا
كُلِّ شَیْءٍ ۘ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۫ فَاَنّٰى تُؤْفَكُوْنَ ۝۶۲ كَذٰلِكَ یُؤْفَكُ
بنانے والا، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو ف۱۲۹ یونہی اوندھے ہوتے ہیں ف۱۳۰
الَّذِیْنَ كَانُوْا بِاٰیٰتِ اللّٰهِ یَجْحَدُوْنَ ۝۶۳ اَللّٰهُ الَّذِیْ جَعَلَ لَكُمُ
وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں۔ ف۱۳۱ اللہ ہے جس نے تمہارے لیے زمین

ف۱۲۵ یعنی مومن صالح اور بدکار یہ دونوں بھی برابر نہیں۔ ف۱۲۶ مرنے کے بعد زندہ کیے جانے پر یقین نہیں کرتے۔ ف۱۲۷ اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لیے چند شرطیں ہیں ایک اخلاص دعا میں دوسرا یہ کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو تیسرا یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو۔ چوتھا یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو۔ پانچواں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی، جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لیے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے حدیث شریف میں ہے اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ (ابوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا۔ ف۱۲۸ کہ اس میں اپنے کام باطمینان انجام دو۔ ف۱۲۹ کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجودیکہ دلائل قائم ہیں۔ ف۱۳۰ اور حق سے پھرتے ہیں۔ باوجود دلائل قائم ہونے کے۔ ف۱۳۱ اور ان میں حق جویانہ نظر و تامل نہیں کرتے۔

منزل ۶

غیر اللہ کو پکارنا، اور اس سے دعا و التجا کرنا یہی اس کی پوجا ہے، اس لیے کہ پکارنا اور دعا کرنا چونکہ عبادت ہے اور یہ حق صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کا ہے، کہ اسے ہی پکارا جائے اور اسی سے دعا کی جائے......

اگر اللہ کریم کو چھوڑ کر کسی اور کو پکارا جائے تو یہ اس کی اللہ کے علاوہ عبادت ہو گی۔

کنز الایمان ترجمہ و تفسیر از احمد رضا خاں صاحب و نعیم الدین مراد آبادی صاحب

## ثبوت حاضر ہے

# مطالبُ القرآن

**اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| والٰھکم الٰہ واحد | ۲ | البقرۃ | ۱۶۳ |
| لا الٰہ الا ھو | ۲ | 〃 | ۲۵۵ |
| وما من الٰہ الا اللہ | ۳ | اٰل عمران | ۶۲ |
| انما اللہ الٰہ واحد | ۶ | النساء | ۱۷۱ |
| وما من الٰہ الا الٰہ واحد | ۶ | المائدۃ | ۷۳ |
| من الٰہ غیر اللہ یاتیکم بہ | ۷ | الانعام | ۴۶ |
| مالکم من الٰہ غیرہ | ۸ | الاعراف | ۶۵ |
| انما ھو الٰہ واحد | ۱۳ | ابراھیم | ۵۲ |
| الٰھکم الٰہ واحد | ۱۴ | النحل | ۲۲ |
| لا تجعل مع اللہ | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۲۲ |
| انما ھو الٰہ واحد | ۱۴ | النحل | ۵۱ |
| انما الٰھکم الٰہ واحد | ۱۶ | الکھف | ۱۱۰ |
| انما الٰھکم الٰہ واحد | ۱۷ | الانبیاء | ۱۰۸ |
| فالٰھکم الٰہ واحد | ۱۷ | الحج | ۱۳۴ |
| وما کان معہ من الٰہ | ۱۸ | المؤمنون | ۹۱ |
| ءالٰہ مع اللہ | ۲۰ | النمل | ۶۰ |
| من الٰہ غیر اللہ | ۲۰ | القصص | ۷۱ |
| وما من الٰہ الا اللہ | ۲۳ | صٓ | ۶۵ |
| انما الٰھکم الٰہ واحد | ۲۴ | حٰم السجدۃ | ۶ |
| وھو الذی فی السماء الٰہ | ۲۵ | الزخرف | ۸۴ |
| ام لھم الٰہ غیر اللہ | ۲۷ | الطور | ۴۳ |

**سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| ھو الذی خلق لکم | ۱ | البقرہ | ۲۹ |
| الحمد للہ الذی خلق السمٰوٰت | ۷ | الانعام | ۱۰۲ |
| وخلق کل شئ | ۷ | 〃 | ۱۰۲ |
| لا الٰہ الا ھو خالق کل شئ | ۷ | 〃 | ۱۰۳ |
| قل اللہ خالق کل شئ | ۱۳ | الرعد | ۱۶ |
| وھو الذی خلق الیل | ۱۷ | الانبیاء | ۳۳ |
| ثم خلقنا النطفۃ | ۱۸ | المؤمنون | ۱۴/۱۳ |
| واللہ خلق کل دابۃ | ۱۸ | النور | ۴۵ |
| خلق کل شئ | ۱۸ | الفرقان | ۲ |
| خلق السمٰوٰت بغیر عمد | ۲۱ | لقمان | ۱۰ |

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| ذلکم اللہ ربکم خالق کل شئ | ۲۴ | المؤمن | ۶۲ |
| خلق الانسان | ۲۷ | الرحمٰن | ۴-۵ |
| اقرا باسم ربك الذی خلق | ۳۰ | العلق | ۱-۲ |

**ہر چیز کا مالکِ حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| ملك یوم الدین | ۱ | الفاتحہ | ۳ |
| قل اللھم مالك الملك | ۳ | اٰل عمران | ۲۶ |
| قل فمن یملك لکم | ۲۶ | الفتح | ۱۱ |
| وللہ ملك السمٰوٰت والارض | ۶ | المائدۃ | ۱۷ |
| الا ان للہ ما فی السمٰوٰت | ۱۱ | یونس | ۵۵ |
| الم تعلم ان اللہ | ۶ | المائدۃ | ۴۰ |
| للہ ملك السمٰوٰت | ۷ | 〃 | ۱۲۰ |
| ولم یکن لہ شریك فی الملك | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۱۱۱ |
| بیدہ ملکوت کل شئ | ۱۸ | المؤمنون | ۸۸ |
| ذلکم اللہ ربکم | ۲۲ | فاطر | ۱۳ |
| لہ ملك السمٰوٰت والارض | ۲۴ | الزمر | ۴۴ |
| سبحٰن رب السمٰوٰت | ۲۵ | الزخرف | ۸۲ |
| وتبارك الذی لہ ملك السمٰوٰت | ۲۵ | 〃 | ۸۵ |
| وللہ ملك السمٰوٰت والارض | ۲۶ | الفتح | ۱۴ |
| ملك الناس | ۳۰ | الناس | ۲ |

**ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| فلن تملك لہ من اللہ شیئا | ۶ | المائدہ | ۴۱ |
| قل لا املك لنفسی نفعا | ۹ | الاعراف | ۱۸۸ |
| قل لا املك لنفسی ضرا | ۱۱ | یونس | ۴۹ |
| وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۱۱ | 〃 | ۱۰۷ |
| لھم ما یشاءون عند ربھم | ۲۴ | الزمر | ۳۴ |

**مصیبت ٹالنا بیماروں کو شفاء اکیلے اولاد کو اولاد بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۱۱ | یونس | [illegible] |

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| وان یمسسك اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۷ | الانعام | ۱۷ |
| واذا مس الانسان الضر دعانا | ۱۱ | یونس | ۱۲ |
| فلا یملکون کشف الضر عنکم | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۵۶ |
| فکشفنا ما بہ من ضر | ۱۷ | الانبیاء | ۸۴ |
| واذا مرضت فھو یشفین | ۱۹ | الشعراء | ۸۰ |
| ھل ھن کشفت ضرہ | ۲۴ | الزمر | ۳۸ |
| یھب لمن یشاء اناثا | ۲۵ | الشوریٰ | ۴۹ |

**اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| اغیر اللہ تدعون | ۷ | الانعام | ۴۰/۴۱ |
| وادعوہ مخلصین لہ الدین | ۸ | الاعراف | ۲۹ |
| ولا تدع من دون اللہ | ۱۱ | یونس | ۱۰۶ |
| لہ دعوۃ الحق | ۱۳ | الرعد | ۱۴ |
| فادعوا اللہ | ۲۴ | المؤمن | ۱۴ |
| والذین لا یدعون مع اللہ | ۱۹ | الفرقان | ۶۸ |

**اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| اجیب دعوۃ الداع | ۲ | البقرۃ | ۱۸۶ |
| امن یجیب المضطر | ۲۰ | [illegible] | ۶۲ |
| فاذا مس الانسان | [illegible] | [illegible] | ۴۹ |

**رزق کی کمی بیشی بالذات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے**

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| واللہ یرزق | ۲ | البقرہ | ۲۱۲ |
| وکلوا مما رزقکم اللہ | ۷ | المائدہ | ۸۸ |
| وما من دابۃ | ۱۲ | ھود | ۶ |
| اللہ یبسط الرزق | ۱۳ | الرعد | ۲۶ |
| لیرزقنھم اللہ | ۱۷ | الحج | ۵۸ |
| ان الذین تعبدون من دون اللہ | ۲۰ | العنکبوت | ۱۷ |
| وکاین من دابۃ | ۲۱ | 〃 | ۶۰ |
| ھل من خالق | ۲۲ | فاطر | ۳ |
| وینزل لکم من السماء | ۲۴ | المؤمن | ۱۳ |
| ولو بسط اللہ الرزق | ۲۵ | الشوریٰ | ۲۷ |
| ان اللہ ھو الرزاق | ۲۷ | الذٰریٰت | ۵۸ |
| امن ھذا الذی یرزقکم | ۲۹ | الملك | ۲۱ |

غیر اللہ کو پکارنے والا کافر و مشرک ہے۔

اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کو نہ پکارا جائے (یہ شرک ہے) مصیبت ٹالنا، بیماریوں سے شفا دینا، بے اولادوں کو اولاد اللہ کے علاوہ اور کوئی نہیں دے سکتا۔ اس کی وضاحت کے لیے کنز الایمان ص ۱۱۰۷ کا عکس ملاحظہ کریں۔

پکارو اس کو جو عرش عظیم پر ہے.......... مت پکارو اس کو جو زیر زمین ہے.......... صرف ایک اللہ مددگار...... باقی سب طلب گار۔

مدد کیوں مانگتے ہو غیروں کے دربار سے
وہ کون سا کام ہے جو ہوتا نہیں پروردگار سے

غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا

کاموں کے خلاف کام کریں ۹۵ بے شک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھوئے گئے جو

ع ۱۴ كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

بہتان اٹھاتے تھے ۹۶ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور

الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

زمین ۹۷ چھ دن میں بنائے ۹۸ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۹۹ رات دن کو

اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ

سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب

الْعَالَمِينَ ﴿۵۴﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۵﴾

سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں ۱۰۰

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَ

اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۱۰۱ اس کے سنورنے کے بعد ۱۰۲ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور

طَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ

طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور وہی ہے

(۹۵) یعنی بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شفاعت میسر آئے گی نہ دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔ (۹۶) اور جھوٹ بکتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے اب آخرت میں انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے (۹۷) مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِيْ سِتَّةِ اَيَّامٍ (۹۸) چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد نہیں کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرماتا لیکن اتنے عرصہ میں ان کی پیدائش فرمانا یہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے (۹۹) یہ استواء متشابہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم باسرار کتابہ (۱۰۰) دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ یہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے اس لئے حدیث شریف میں وارد ہوا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اخفاء بعض کہتے ہیں کہ اخفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دور ہے بعض کہتے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اخفاء افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکوٰۃ کا اظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے دعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے (۱۰۱) کفر و معصیت و ظلم کر کے (۱۰۲) انبیاء کے تشریف لانے حق کی دعوت فرمانے احکام بیان کرنے عدل قائم فرمانے کے بعد



غیر اللہ کو پکارنا اس کی پوجا و پرستش ہے۔

جس سے دعا کی جائے، مانگا جائے، اسے پکارا جائے، یہ فعل اس کی عبادت کرنے کے مترادف ہے، اگر غیر اللہ سے دعا کی جائے تو یہ فعل اس کی عبادت شمار ہو گی جیسا کہ اوپر کنز الایمان میں بھی ''دعا'' کو عبادت قرار دیا گیا ہے۔

ہیں: ''اللہ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے۔'' اور صفحہ (۱۱۰۷) پر مزید لکھتے ہیں: ''اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے۔'' اور قرآن مجید سے اکیس حوالے درج ہیں اور اسی صفحہ پر لکھتے ہیں کہ ''ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔'' اور قرآن سے پانچ حوالے درج ہیں۔

مراد آبادی صاحب نے تفسیر میں لکھا کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور بریلوی و شیعہ حضرات دن رات مسجدوں میں اور مسجدوں سے باہر غیر اللہ کو پکار رہے ہیں یعنی بقول مراد آبادی صاحب کے غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں جو سراسر شرک و کفر ہے۔ دعا کے لیے مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے (البقرۃ: ۱۸۶۔ السجدہ: ۱۶۔ النمل: ۶۲) ان آیات میں بتایا گیا ہے کہ دعا صرف اللہ تعالیٰ سے مانگو (اور یہاں احمد رضا خان نے ہر جگہ پکارنا ترجمہ کیا) اور فرمایا کہ میں تمھاری شہ رگ کے بھی قریب ہوں۔ (ق: ۱۶) اور میں ہر چیز جو زمین و آسمان میں کھلی یا چھپی ہے اور دلوں کے بھید بھی جانتا ہوں۔ (التغابن: ۴۔ سبا: ۳۔ فاطر: ۳۸)

اللہ تعالیٰ کو پکارنا اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے، جیسا کہ ہم ابھی احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ و مراد آبادی کی تفسیر سے ثابت کر چکے ہیں اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو ان کو تمھاری پکار کا علم نہیں۔ (فاطر: ۱۴۔ الأحقاف: ۵،۶) اس سے پہلے ہم ثابت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی پتا نہیں کہ اس وقت دنیا میں کیا ہو رہا ہے، نیز فرمایا جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو وہ تمھارے کام نہیں نکال سکتے۔ (فاطر: ۱۴)

اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا شرک ہے۔ (الأنعام: ۴۰، ۴۱۔ العنکبوت: ۶۱ تا ۶۲۔ الجن: ۲۰۔ المومن: ۷۳، ۷۴) اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا کفر ہے۔ (الأعراف: ۳۷ تا ۴۱) غیر اللہ کی عبادت شرک ہے۔ (یونس: ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ الزمر: ۶۴ تا ۶۷) اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا ان کی عبادت ہے۔ (المومن: ۶۰ تا ۶۸۔ الأحقاف: ۴ تا ۶)

اللہ تعالیٰ کے سوا دوسروں کو پکارنا بیکار ہے، کیونکہ وہ نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ (الأنعام: ۷۱۔ یونس: ۱۰۶) فرمایا: ''خالص اللہ کو پکارو۔'' (اعراف: ۲۹۔ مومن: ۱۴، ۶۵، ۶۶) اور فرمایا: ''اللہ کے ساتھ کسی اور کو نہ پکارو۔'' (الجن: ۱۸۔ المومنون: ۱۱۷۔ القصص: ۸۸۔ النمل: ۶۳۔ الشعراء: ۲۱۳۔ الفرقان: ۶۸، ۷۷) ''خالق کی بجائے مخلوق کو نہ پکارو۔'' (النحل: ۲۰۔ الأعراف: ۱۸۹ تا ۱۹۸)

یاد رہے کہ اصحاب کہف اور ان کی قوم کے درمیان بھی یہی جھگڑا تھا کہ قوم دوسروں کو پکارتی تھی اور اللہ کے یہ ولی غیر اللہ کو پکارنے سے انکاری تھے۔ (الکھف : ۱۴ تا ۱۶)

هُوَ الَّذِيْ يُسَيِّرُكُمْ فِي الْبَرِّ وَالْبَحْرِ حَتّٰٓى اِذَا كُنْتُمْ فِي الْفُلْكِ وَجَرَيْنَ بِهِمْ بِرِيْحٍ طَيِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَاۗءَتْهَا رِيْحٌ عَاصِفٌ وَّجَاۗءَھُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْٓا اَنَّھُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ڬ لَىِٕنْ اَنْجَيْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۝

(یونس : ۱۰/ ۲۲)

''وہ اللہ ایسا ہے کہ تم کو خشکی اور دریا میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ کشتیاں لوگوں کے موافق ہوا کے ذریعے سے لے کر چلتی ہیں اور وہ لوگ ان سے خوش ہوتے ہیں، ان پر ایک جھونکا سخت ہوا کا آتا ہے اور ہر طرف سے ان پر موجیں اٹھتی چلی آتی ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ (برے) آ گھرے (اس وقت) سب خالص اعتقاد کر کے اللہ ہی کو پکارتے ہیں کہ اگر تو ہم کو اس سے بچالے تو ہم ضرور شکر گزار بن جائیں گے۔''

یعنی پھر وہ دعا میں غیر اللہ کی ملاوٹ نہیں کرتے جس طرح عام حالت میں کرتے ہیں۔ عام حالات میں وہ کہتے ہیں کہ یہ بزرگ بھی اللہ کے بندے ہیں، انھیں بھی اللہ نے اختیارات سے نواز رکھا ہے اور انھی کے ذریعے سے ہم اللہ کا قرب تلاش کرتے ہیں، لیکن جب اس طرح شدائد میں گھر جاتے ہیں تو یہ سارے شیطانی فلسفے بھول جاتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ یاد رہ جاتا ہے اور پھر صرف اسی کو پکارتے ہیں۔ اس سے ایک بات تو یہ معلوم ہوئی کہ انسانی فطرت میں اللہ واحد کی طرف رجوع کا جذبہ ودیعت کیا گیا ہے، انسان ماحول سے متاثر ہو کر اس جذبے یا فطرت کو دبا دیتا ہے لیکن مصیبت میں یہ جذبہ ابھر آتا ہے اور یہ فطرت عود آتی ہے، جس سے معلوم ہوا کہ توحید فطرت انسانی کی آواز اور اصل چیز ہے، جس سے انسان کو انحراف نہیں کرنا چاہیے کیونکہ اس سے انحراف فطرت سے انحراف ہے جو سرا سر گمراہی ہے۔ دوسری بات یہ معلوم ہوئی کہ مشرکین جب اس طرح مصائب میں گھر جاتے تھے تو وہ اپنے خود ساختہ معبودوں کی بجائے صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے۔ چنانچہ سیدنا عکرمہ بن ابی

جہل رضی اللہ عنہ کے بارے میں آتا ہے کہ جب مکہ فتح ہوگیا تو یہ وہاں سے فرار ہو گئے، باہر کسی جگہ جانے کے لیے کشتی میں سوار ہوئے تو کشتی طوفانی ہواؤں کی زد میں آ گئی۔ جس پر ملاح نے کشتی میں سوار لوگوں سے کہا کہ آج اللہ واحد سے دعا کرو، تمھیں اس طوفان سے اس کے سوا کوئی نجات دینے والا نہیں ہے۔ سیدنا عکرمہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں میں نے سوچا اگر سمندر میں نجات دینے والا صرف ایک اللہ ہے تو خشکی میں بھی یقیناً نجات دینے والا وہی ہے اور یہی بات محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کہتے ہیں۔ چنانچہ انھوں نے فیصلہ کرلیا اگر یہاں سے میں زندہ بچ کر نکل گیا تو مکہ واپس جا کر اسلام قبول کرلوں گا۔ چنانچہ یہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور مسلمان ہو گئے۔ ❶

اسی مفہوم کے لیے دیکھیے ترجمہ مع تفسیر احمد رضا خان صاحب ( لقمان : ۲۵ تا ۳۲۔ العنکبوت : ۶۱ تا۶۶۔یونس : ۱۸ تا ۲۳۔ الأنعام : ۴۰، ۴۱، ۶۳ تا۶۶۔ النحل: ۲۰، ۲۱، ۵۳ تا ۵۵۔ الروم : ۳۰ تا۳۵۔الزمر : ۱ تا ۸، ۴۹) ان سب جگہوں پر احمد رضا خان صاحب نے پکارنا ترجمہ کیا، لیکن افسوس امت محمدیہ کے عوام اس طرح شرک میں پھنسے ہوئے ہیں کہ شدائد و آلام میں بھی وہ اللہ کی طرف رجوع کرنے کے بجائے فوت شدہ بزرگوں ہی کو مشکل کشا سمجھتے اور انھی کو مدد کے لیے پکارتے ہیں۔ فإنا للّٰه و إنا إليه راجعون.

پکارنے کا معاملہ چونکہ بڑا اہم ہے، اس لیے اس معاملہ پر مکمل اور تفصیلی گفتگو کی ضرورت ہے۔

میرے سامنے اس وقت "المعجم المفهرس لألفاظ القرآن الكريم" ہے، یہ دارالمعرفت بیروت لبنان سے چھپی ہے، اس کے مصنف کا نام محمد فواد عبدالباقی ہے، یہ کتاب عربی میں ہے، اور یہ بتاتی ہے کہ قرآن مجید میں فلاں لفظ کتنی دفعہ وارد ہوا ہے اور یہ کس کس سورت اور آیت میں ہے۔ اس کے صفحہ ۳۲۶ تا ۳۳۰ پر (( دعو )) سے بننے والے الفاظ کی مکمل فہرست درج ہے، جس کی تفصیل کچھ یوں ہے، الفاظ کے بعد بریکٹ کے اندر وہ تعداد درج ہے، جتنی تعداد میں یہ لفظ قرآن کے اندر وارد ہوا ہے : دعا (٥) دعاكم (٢) دعانا(٢) دعوا (٦) أدعو (٤) تدع (٤)تدعوا (٥)تدعون (١٧) تدعونا (٢) تدعونني (٣) تدعوهم

❶ سنن نسائی، کتاب المحاربة (تحریم الدم)، الحکم فی المرتد: ۴۰۷۲

(٥)ندع (٢)ندعوا (٤) يدع (٥) يدعوا (٨) يد عوكم (٤) يدعون (٢٣) أدع (١٠) أدعوا (١٤) وغيرهم.

اور اس کتاب کے صفحہ ٥٦٠ سے ٥٦٥ تک (( عبد )) سے بننے والے الفاظ کی مکمل فہرست درج ہے جس کی تفصیل کچھ یوں ہے : أعبد (١٣)تعبدوا (٧) تعبدون (٢٣) نعبد(٧) يعبد(٨) يعبدون(١٢) أعبدوا (٢١) العبد (١٠) العباد (٢٠) عبادك (٧) عبادنا (١٢) عباده (٣٤) عبادی (١٧) عابدون (٥) عبادته (٤) وغيرهم.

اس سے ثابت ہوا کہ "دعو" سے بنے الفاظ ( جن کے معنی دعا کرنا، مانگنا، پکارنا ہیں ) اور "عبد" سے بنے الفاظ (جن کے معنی عبادت، پوجا یا بندگی ہیں ) قطعی مختلف ہیں۔

اب ہم وہ آیات درج کرتے ہیں جن کے ترجمہ میں احمد رضا خان صاحب نے گڑ بڑ کی ہے اور جن کی تفصیل اس کتاب میں اس سے پہلے دی گئی ہے۔

وہ آیات جن میں (( يدعون )) اور (( يدعونهُ )) ہے اور ترجمہ غلط کیا گیا ہے : (النساء: ١١٦ ، ١١٧۔ الأنعام : ١٠٨۔ هود : ١٠١۔ النحل : ١٧ تا ٢٣۔ بنی إسرائيل : ٥٦ ، ٥٧۔ الحج : ٦١ تا ٦٢۔ الفرقان : ٦٨۔ العنكبوت : ٤١ ، ٤٢۔ لقمان : ٣٠تا٣٢۔ الزخرف : ٨٢تا٨٩۔حم السجدة : ٤٨)

اب ہم وہ آیات درج کرتے ہیں جس میں احمد رضا خان صاحب نے (( يدعون )) کا درست ترجمہ کیا ہے :( البقرة : ٢٢١۔ آل عمران : ٢٣ ـ ١٠٤، الانعام : ٥٢۔٧١۔ یونس : ٦٦۔ يوسف : ٣٣۔ الانبياء : ٩٠۔ الرعد: ١٤۔ الكهف : ٢٨۔ القصص : ٤١۔ السجدة : ١٦۔ يٰسين : ٥٧۔ ص : ٥١۔ الدخان : ٥٥۔ القلم : ٤٢ ، ٤٣)

وہ آیات جن میں (( تدعون )) ہے اور ترجمہ غلط کیا گیا ہے : ( الأنعام : ٥٦ ـ الأعراف : ٣٧، ١٩٤، ١٩٧۔ بنی إسرائيل : ٦٧۔مريم : ٤٧ تا ٤٩۔ الحج : ٣٣، ٤٧۔ الصافات : ١٢٥ تا ١٢٨۔ الزمر : ٣٨ تا ٤٠ ـ الأحقاف : ١ تا ٦)

اب ہم وہ آیات درج کرتے ہیں جن میں لفظ (( تدعون )) کا درست ترجمہ کیا گیا ہے: (ابراهيم : ٩۔ الأنعام : ٤٠ ، ٤١ ، ٦٣۔ الشعراء : ٧٢۔ المؤمن : ١٠، ٤١ تا ٤٣ (٣دفعه) حم السجدة : ٣١۔ محمد : ٣٨۔ الفتح : ١٦ ـ الملك : ٢٧)

وہ آیات جن میں (( تدع، یدع )) آتا ہے، لیکن ترجمہ غلط کیا گیا ہے: ( یونس : ۱۰۳ تا ۱۰۹۔ المؤ منون : ۱۱۶، ۱۱۷۔ الشعراء : ۲۱۳۔ القصص : ۸۸ )

وہ آیات جن میں (( تدع، یدع )) وغیرہ کا درست ترجمہ کیا گیا ہے : ( فاطر : ۱۸۔ الکھف : ۵۷۔ بنی اسرائیل : ۱۱۔ المؤمن : ۲۶۔ القمر: ۶تا ۸۔ العلق : ۱۷ )

وہ آیات جن میں (( ادعو، تدعو، یدعو، ندعو )) وغیرہ ہیں لیکن ترجمہ غلط کیا گیا ہے: (الأعراف : ۱۹۴۔ النحل : ۸۶۔ الکھف : ۱۴۔ مریم : ۴۷ تا ۴۹۔ الحج : ۱۲، ۱۳۔ الجن : ۱۸ تا ۲۳۔ الأحقاف : ۱ تا ۶ ۔ الطور : ۲۸)

وہ آیات جن میں ان الفاظ کا درست ترجمہ کیا گیا ہے:

(الأعراف : ۵۵، ۵۶، ۱۸۹تا ۱۹۸۔ یونس : ۳۸۔ ھود : ۱۳۔یوسف: ۱۰۸۔الرعد : ۳۶۔ بنی إسرائیل : ۵۶، ۱۱۰۔المؤ منون : ۷۳۔ الفرقان : ۱۳، ۱۴۔ فاطر : ۱۳۔ ۱۴۔ محمد : ۳۵۔ یونس : ۲۵۔ ھود : ۶۲۔ إبراھیم: ۹۔ بنی إسرائیل : ۵۲۔ الزمر : ۸۔ فاطر : ۶۔ بنی إسرائیل : ۷۱)

وہ آیات جن میں (( دعا )) کا لفظ آیا ہے لیکن ترجمہ ٹھیک نہیں کیا: (مریم : ۴۷ تا ۴۹۔ الفرقان : ۷۷۔ الأحقاف : ۱تا ۶)

وہ آیات جن میں (( دعا )) کا صحیح ترجمہ کیا: (البقرۃ : ۱۷۱۔آل عمران : ۳۸۔یونس : ۱۲، ۸۹۔ الرعد : ۱۴۔ ابراھیم : ۳۹، ۴۰۔ بنی إسرائیل : ۱۱۔ مریم : ۴۔ الأنبیاء : ۴۵۔ النور: ۶۳۔ الزمر: ۴۹)

قرآن مجید میں پکارنے کے بارے میں بے شمار جگہ ذکر وارد ہوا ہے، لیکن سورۂ فاطر اور سورۃ المؤمن، یہ دونوں سورتیں مکمل طور پر پکارنے کے موضوع پر ہیں، اس لیے ان سورتوں کا ہم یہاں تفصیلی ذکر کریں گے:

سورۂ فاطر میں (( دعو )) سے بننے والے الفاظ کا رضاخانی ترجمہ یہاں درج کیا جاتا ہے:

اس سورت کی آیت (۶) میں لفظ (( یدعوا )) آیا ہے جس کا ترجمہ ''بلاتا ہے'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیات (۱۳تا ۱۸) میں لفظ (( تدعون )) کا ترجمہ ''پوجتے'' کیا گیا ہے اور (( تدعوھم )) کا ترجمہ ''تم انھیں پکارو'' کیا گیا ہے اور (( دعاء کم )) کا ترجمہ ''تمھاری پکار۔

''کیا گیا ہے اور ((تدع )) کا ترجمہ ''بلانا'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیات (۳۸ تا ۴۱) میں لفظ (( تدعون )) کا ترجمہ ''پوجتے'' کیا گیا ہے۔

اب تک آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ مندرجہ بالا تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ جان بوجھ کر ان الفاظ کا غلط ترجمہ کیا گیا۔

سورۃ المومن کے (( دعو )) سے بننے والے الفاظ کا یہاں رضاخانی ترجمہ درج کیا جاتا ہے، اس سورت کی آیت (۱۰) میں تَدْعُوْنَ کا ترجمہ ''بلانا'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیت (۱۲) میں دُعِیَ اللّٰہُ وَحْدَہٗ کا ترجمہ ''ایک اللہ کو پکارنا'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیت (۱۴) میں فَادْعُوا اللّٰہَ مُخْلِصِیْنَ لَہُ الدِّیْنَ کا ترجمہ ''اللہ کی بندگی کرو، نرے اس کے بندے ہوکر'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیت (۲۰) میں ﴿ یدعون ﴾ کا ترجمہ ''پوجتے'' کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیت ۲۶ میں ﴿ یدعُ ﴾ کا ترجمہ پکارنا کیا گیا ہے۔

اس سورت کی آیات (۴۱ تا ۴۳) میں ﴿ أدعوکم ﴾ دو بار آیا اور ﴿تدعوننی﴾ تین بار آیا اور ﴿دعوۃ﴾ ایک بار آیا، سب کا ترجمہ درست کیا۔

اس سورت کی آیات (۶۰ تا ۷۴) میں ﴿ أدعونی﴾ کا ترجمہ درست کیا اور ﴿ فادعُوہ﴾ اور ﴿تدعون ﴾اور﴿ ندعوا ﴾ کا ترجمہ درست نہیں کیا۔

سورۂ فاطر اور سورۃ المؤمن کی مندرجہ بالا آیات کے جو حوالے ہم نے اوپر دیے آپ خود ہی اندازہ فرمائیں کہ اس میں دیدہ و دانستہ غلط ترجمہ کیا گیا اور جہاں چاہا درست ترجمہ کردیا۔ یہ ہے ان کی دو رخی اور اللہ تعالیٰ کے کلام میں واضح تحریف۔

## ایک اہم نکتہ:

اگر (( دعو )) سے بنے ہوئے الفاظ کا ترجمہ عبادت مان لیا جائے تو وہ دو احادیث جن کا اس تفسیر میں المؤمن (۶۰، ف ۱۲۷) اور الأعراف (۵۵۔۵۶، ف ۱۰۰) میں ذکر ہے، ان کا ترجمہ اور تفصیل کچھ یوں ہوگی:

(( اَلدُّعَاءُ ھُوَ الْعِبَادَۃُ )) (أبو داوٗد و ترمذی)

ان کے کہنے کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا ''عبادت عبادت ہے'' اور دوسری حدیث : ((

اَلدُّعَاءُ مخُّ الْعِبَادَةِ ﴾ (ترمذی) کا ان کے کہنے کے مطابق ترجمہ یوں ہوگا ''عبادت عبادت کا مغز ہے۔'' ظاہر ہے یہ معنی بے معنی ہیں اور ان دو حدیثوں کا درست ترجمہ یہ ہوگا: ''پکارنا ہی عبادت ہے۔'' اور دوسری حدیث کا صحیح ترجمہ یہ ہوگا: ''پکارنا عبادت کا مغز ہے۔''

اور مراد آبادی صاحب کی تفسیر المؤمن (۶۰، ف ۱۲۷) اورالأعراف (۵۵، ۵۶، ف ۱۰۰) میں یہ بھی لکھا ہے کہ ''دعا عبادت ہے۔'' یہ قرآن میں بہت جگہ وارد ہوا ہے۔

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ بات کلی طور پر ثابت ہوگئی کہ جو غیر اللہ کو پکارتا ہے وہ غیر اللہ کی عبادت کرتا ہے، اس طرح غیر اللہ کو پکارنے والا شرک فی الحکم کر رہا ہے۔ کیونکہ اس نے نہ اللہ کی مانی نہ رسول اللہ ﷺ کی اس سلسلہ میں مانی۔ وہ شرک فی الذات بھی کر رہا ہے۔ کیونکہ عبادت اللہ کے سوا صرف اس کی ہو سکتی ہے جو اللہ کی ذات میں سے نکلا ہو۔ (الزخرف : ۸۱) اور کسی کی بھی اللہ کے سوا عبادت نہیں ہو سکتی۔ وہ شرک فی الصفات بھی کر رہا ہے، کیونکہ اس نے اللہ کی صفت غیر اللہ میں رکھ دی۔ وہ شرک فی العلم بھی کر رہا ہے، کیونکہ وہ سمجھتا ہے کہ میں جو غیر اللہ کو پکار رہا ہوں وہ ہستی میرے پکارنے کا علم رکھتی ہے، حالانکہ اللہ قریب ہے، یہ قرآن میں ہے اور کوئی قریب نہیں ہے۔ (البقرة : ۱۸۶۔ ھود : ۱۲۳۔ سبا : ۵۰) وہ شرک فی العبادت بھی کر رہا ہے، کیونکہ پکارنا عبادت ہے، اس طرح غیر اللہ کو پکارنے والا ''لا الٰہ الا اللہ'' ہی کا منکر ہو گیا اور وہ اسلام سے خارج ہو گیا، کیونکہ کلمہ پڑھ کر وہ اسلام میں داخل ہوا، جب اس نے غیر اللہ کو پکارا تو اس نے غیر اللہ کی عبادت کی، اس طرح وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کا منکر ہو گیا، کیونکہ کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں۔

قرآن عقل استعمال کرنے کی دعوت دیتا ہے، جس فوت شدہ کو ہم غسل دیتے ہیں، کفن پہناتے ہیں، کاندھوں پر اٹھا کر قبر تک لے جاتے ہیں، قبر میں اتارتے ہیں، اس کے اوپر منوں مٹی ڈالتے ہیں، اس کا جنازہ اور اس کے لیے دعائے مغفرت کرتے ہیں پھر اسے ہی پکارنا شروع کر دیتے ہیں، اسے داتا، مشکل کشا کہتے ہیں، اسے غوث الاعظم سمجھتے ہیں۔ کیا یہ لوگ اتنی عام سی بات کو بھی نہیں سمجھتے ؟ حالانکہ بقول نعیم مراد آبادی صاحب کے جو فوت ہو جائے اس کے عمل منقطع ہو جاتے ہیں۔ (دیکھیے تفسیر مراد آبادی : الشعراء : ۸۹، ف ۹۲)

سوال نمبر 15

## ان کی گڑ بڑ کے کچھ مزید نکات:

حوالہ نمبر 16

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ
بِاَمْرِهٖ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ۝۱۲ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ
مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ۝۱۳ وَهُوَ الَّذِیْ
سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّ تَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً
تَلْبَسُوْنَهَا ۚ وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ
وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝۱۴ وَاَلْقٰى فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا
وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ۝۱۵ وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ۝۱۶
اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوْنَ ۝۱۷ وَاِنْ تَعُدُّوْا نِعْمَةَ
اللّٰهِ لَا تُحْصُوْهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ۝۱۸ وَاللّٰهُ یَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا
تُعْلِنُوْنَ ۝۱۹ وَالَّذِیْنَ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا یَخْلُقُوْنَ شَیْـًٔا وَّهُمْ
یُخْلَقُوْنَ ۝۲۰ اَمْوَاتٌ غَیْرُ اَحْیَآءٍ ۚ وَمَا یَشْعُرُوْنَ ۙ اَیَّانَ یُبْعَثُوْنَ ۝۲۱
اِلٰهُكُمْ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ ۚ فَالَّذِیْنَ لَا یُؤْمِنُوْنَ بِالْاٰخِرَةِ قُلُوْبُهُمْ مُّنْكِرَةٌ
وَّهُمْ مُّسْتَكْبِرُوْنَ ۝۲۲ لَا جَرَمَ اَنَّ اللّٰهَ یَعْلَمُ مَا یُسِرُّوْنَ وَمَا
یُعْلِنُوْنَ ؕ اِنَّهٗ لَا یُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِیْنَ ۝۲۳ (النحل : ۱۶/ ۱۲تا ۲۳)

''اور اس نے تمھارے لیے مسخر کیے رات اور دن اور سورج اور چاند، اور ستارے اس کے حکم کے باندھے ہیں، بے شک اس میں نشانیاں ہیں عقلمندوں کو (ف۱۸) اور وہ جو تمھارے لیے زمین میں پیدا کیا رنگ برنگ (ف ۱۹) بے شک اس میں نشانی ہے یاد کرنے والوں کو اور وہی ہے جس نے تمھارے لیے دریا مسخر کیا (ف۲۰) کہ اس میں سے تازہ گوشت کھاتے ہو (ف ۲۱) اور اس میں سے گہنا نکالتے ہو جسے پہنتے ہو (ف۲۲) اور تو اس میں کشتیاں دیکھے کہ پانی چیر کر چلتی ہیں اور اس لیے کہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور کہیں احسان مانو اور اس نے زمین میں لنگر ڈالے۔ (ف۲۳) کہ کہیں تمھیں لے کر نہ کانپے اور ندیاں اور رستے کہ تم راہ پاؤ (ف۲۴) اور علامتیں (ف

۲۵) اورستارے سے وہ راہ پاتے ہیں(ف ۲۶) تو کیا جو بنائے (ف ۲۷) وہ ایسا ہو جائے گا جو نہ بنائے (ف ۲۸) تو کیا تم نصیحت نہیں مانتے اور اگر اللہ کی نعمتیں گنو تو انھیں شمار نہ کرسکو گے (ف ۲۹) بے شک اللہ بخشنے، والا مہربان ہے (ف ۳۰) اور اللہ جانتا ہے (ف ۳۱) جو چھپاتے اور ظاہر کرتے ہو اور اللہ کے سوا جن کو پوجتے ہیں (ف ۳۲) وہ کچھ بھی نہیں بناتے اور (ف ۳۳) وہ خود بنائے ہوئے ہیں (ف ۳۴) مردے ہیں (ف ۳۵) زندہ نہیں اور انھیں خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ (ف ۳۶) تمھارا معبود ایک معبود ہے۔ (ف ۳۷) تو وہ جو آخرت پر ایمان نہیں لاتے ان کے دل منکر ہیں (ف ۳۸) اور وہ مغرور ہیں (ف ۳۹) فی الحقیقت اللہ جانتا ہے جو چھپاتے اور جو ظاہر کرتے ہیں، بے شک وہ مغروروں کو پسند نہیں فرماتا۔''

سوال نمبر 16

مندرجہ بالا آیات اور ترجمہ کو بار بار غور سے پڑھیں، ان آیات کے ترجمے اور تفسیر میں زبردست گڑبڑ اور تحریف کی گئی ہے۔

۱۔ ان آیات میں یہ بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے انسان پر یہ یہ نعمتیں کی ہیں۔

۲۔ ان آیات میں اللہ تعالیٰ کی قدرت وحکمت اور وحدانیت بیان کی گئی ہے اور بتایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ فاعل ومختار ہے اور اس کو سب قدرت و اختیار حاصل ہے اور تم ایسے خالق ومالک کی عبادت چھوڑ کر کسی بھی اور کو مت پکارو کیونکہ وہ اکیلا معبود ہے، خالق کو پکارو، مخلوق کو نہ پکارو، کیونکہ خالق نے سب کو پیدا کیا، مخلوق کچھ پیدا نہیں کرسکتی۔

ان واضح آیات کے باوجود رضاخانی ترجمہ مع تفسیر میں جو کچھ تحریف کی گئی ہے وہ درج ذیل ہے: (ا) یہاں "خلق" سے نکلے ہوئے چار الفاظ ہیں: ((یَخْلُقُ (دو مرتبہ) یَخْلُقُوْنَ، یُخْلَقُوْنَ)) ان کا ترجمہ پیدا کرنا ہے لیکن اس ترجمہ میں پیدا کرنے کی بجائے ''بنانا'' ترجمہ کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تو یہ فرمایا کہ میں نے سب کچھ پیدا کیا، کوئی اور ہستی کچھ پیدا نہیں کرسکتی، لہٰذا مجھے پکارو، میری عبادت کرو لیکن یہاں بنانا ترجمہ چار دفعہ لکھ کر تفسیر میں بت لکھ دیا اور مطلب یہ نکالا کہ بت کچھ نہیں بناسکتے اور اللہ تعالیٰ کی ان آیات کا مطلب ساری مخلوق کی طرف سے پھیر کر بتوں کی طرف کردیا کہ بت کچھ نہیں کر سکتے، حالانکہ ہر ذی شعور شخص ان آیات سے یہ مطلب آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ ان آیات میں بیان کردہ اللہ کی صفات اللہ کے

سوا اور کسی میں نہیں۔ (۲) یہاں ((یدعون)) کا لفظ بیان ہوا ہے جس کا معنی ہے پکارنا اور اس کا مطلب صاف ظاہر ہے کہ اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں، مردے ہیں، زندہ نہیں اور انھیں خبر نہیں کہ لوگ کب اٹھائے جائیں گے۔ یہ آیات فوت شدہ مخلوق کو پکارنے کی صاف نفی کر رہی ہیں لیکن یہاں اس بات کا ذکر تک نہیں اور محض بتوں کا ذکر کیا گیا ہے جو سراسر تحریف ہے۔ (۳) تیسری بات یہ ہے کہ ان آیات میں ﴿ یَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ﴾ وارد ہوا ہے یعنی اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہیں۔ہم (( مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ )) کے باب میں نہایت تفصیل کے ساتھ بیان کر چکے ہیں کہ احمد رضا خانی قرآن ہی میں (( مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ )) سے مراد ساری مخلوق ہے، جس میں انبیاء بھی شامل ہیں لیکن یہاں (( مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ )) کی تفسیر میں بت لکھ دیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ان آیات میں ساری مخلوق کی نفی فرما رہا ہے لیکن یہ صاحب صرف بتوں کی نفی کر رہے ہیں جو واضح تحریف ہے۔

بالکل اسی طرح کی تحریفیں الفاطر (۳۸ تا ۴۱)، الأحقاف (۱ تا ۶) اور الأعراف ( ۱۸۹تا ۱۹۸) میں بھی کی گئی ہیں، آپ خود مطالعہ کر سکتے ہیں۔ سورۂ یونس (۱۰۳تا ۱۰۹) میں (( تدع )) کا ترجمہ بندگی کیا، باقی ترجمہ و تفسیر بالکل درست کیا، ان آیات کو پڑھ کر اوپر والی تحریف صاف سمجھ آ رہی ہے۔

یاد رہے کہ اوپر والے چار حوالے جب آپ قرآن مجید میں ترجمے کے ساتھ پڑھیں گے تو یہ بات بالکل عیاں ہو جائے گی کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی توحید کے دلائل دے کر فرمایا کہ صرف میری عبادت کرو، صرف مجھے پکارو، مخلوق کو نہ پکارو۔

اور مندرجہ ذیل مقامات پر بھی تحریف کی گئی ہے: (الروم : ۲۸ تا ۴۰، ف ۸۷، ۸۸۔ سبا : ۲۲ تا ۲۷ مع فوائد۔ فاطر : ۱ تا ۴۱، فوائد ۲ تا ۱۰۲۔ الزمر ۲۹ تا ۴۶، الشوریٰ: ۱ تا ۱۲ مع فوائد )

یاد رہے کہ احمد رضا خانی ترجمہ میں مندرجہ ذیل جگہوں پر (( خلق ))''پیدا کرنا'' سے نکلے ہوئے الفاظ کا بار بار ''پیدا کرنا'' ترجمہ کیا گیا ہے۔ چند جگہوں کی نشاندہی یہ ہے: (البقرۃ : ۲۲۸، ۲۱، ۱۶۴۔ آل عمران : ۴۷، ۱۹۰، ۱۹۱۔ الأنعام : ۲، ۹۴، ۱۰۱۔ الأعراف : ۱۱، ۵۴، ۱۸۹۔ الروم : ۸، ۲۰، ۲۲، ۴۰) اور بہت سی اور بھی جگہ۔

دلچسپ امر یہ ہے کہ ان کے ترجمے میں (( خلق )) سے نکلے ہوئے الفاظ میں کئی جگہ

ثبوت خاص

سُبۡحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ① يُنَزِّلُ الۡمَلٰٓئِكَةَ بِالرُّوۡحِ مِنۡ اَمۡرِهٖ عَلٰى

| سُبۡحٰنَهٗ | وَتَعٰلٰى | عَمَّا | يُشۡرِكُوۡنَ | يُنَزِّلُ | الۡمَلٰٓئِكَةَ | بِالرُّوۡحِ | مِنۡ | اَمۡرِهٖ | عَلٰى |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وہ پاک | اور برتر | اس سے جو | وہ شریک بناتے ہیں | وہ نازل کرتا ہے | فرشتے | وحی کے ساتھ | سے | اپنے حکم | پر |

وہ پاک ہے اور اس سے برتر جو وہ (اللہ کا) شریک بناتے ہیں۔ وہ فرشتے اپنے حکم سے وحی کے ساتھ نازل کرتا ہے

مَنۡ يَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِهٖۤ اَنۡ اَنۡذِرُوۡۤا اَنَّهٗ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّاۤ اَنَا فَاتَّقُوۡنِ ② خَلَقَ

| مَنۡ يَّشَآءُ | مِنۡ | عِبَادِهٖ | اَنۡ | اَنۡذِرُوۡۤا | اَنَّهٗ | لَا | اِلٰهَ | اِلَّا | اَنَا | فَاتَّقُوۡنِ | خَلَقَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| جسے چاہتا ہے | سے | اپنے بندے | کہ | تم ڈراؤ | کہ وہ | نہیں | کوئی معبود | سوائے | میرے | پس مجھ سے ڈرو | اس نے پیدا کئے |

اپنے بندوں میں سے جس پر وہ چاہتا ہے کہ تم ڈراؤ کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ ہی سے ڈرو۔ اس نے پیدا کئے

السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضَ بِالۡحَقِّ ؕ تَعٰلٰى عَمَّا يُشۡرِكُوۡنَ ③ خَلَقَ الۡاِنۡسَانَ

| السَّمٰوٰتِ | وَالۡاَرۡضَ | بِالۡحَقِّ | تَعٰلٰى | عَمَّا | يُشۡرِكُوۡنَ | خَلَقَ | الۡاِنۡسَانَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| آسمان (جمع) | اور زمین | حق (حکمت) کے ساتھ | برتر | اس سے جو | وہ شریک کرتے ہیں | پیدا کیا اس نے | انسان |

آسمان اور زمین حکمت کے ساتھ، وہ اس سے برتر ہے جو وہ شریک کرتے ہیں۔ اس نے انسان کو پیدا کیا

مِنۡ نُّطۡفَةٍ فَاِذَا هُوَ خَصِيۡمٌ مُّبِيۡنٌ ④ وَالۡاَنۡعَامَ خَلَقَهَا ۚ لَـكُمۡ فِيۡهَا دِفۡءٌ

| مِنۡ | نُّطۡفَةٍ | فَاِذَا | هُوَ | خَصِيۡمٌ | مُّبِيۡنٌ | وَالۡاَنۡعَامَ | خَلَقَهَا | لَـكُمۡ | فِيۡهَا | دِفۡءٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سے | نطفہ | پھر ناگہاں | وہ | جھگڑالو | کھلا | اور چوپائے | اس نے ان کو پیدا کیا | تمہارے لئے | ان میں | گرم سامان |

نطفے سے، پھر وہ کھلا جھگڑالو ہو گیا۔ اور اس نے چوپائے پیدا کئے تمہارے لئے، ان میں گرم سامان (جڑاول)

وَّمَنَافِعُ وَمِنۡهَا تَاۡكُلُوۡنَ ⑤ وَلَـكُمۡ فِيۡهَا جَمَالٌ حِيۡنَ تُرِيۡحُوۡنَ وَحِيۡنَ

| وَّمَنَافِعُ | وَمِنۡهَا | تَاۡكُلُوۡنَ | وَلَـكُمۡ | فِيۡهَا | جَمَالٌ | حِيۡنَ | تُرِيۡحُوۡنَ | وَحِيۡنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور فائدے (جمع) | ان میں سے | تم کھاتے ہو | اور تمہارے لئے | ان میں | خوبصورتی شان | جس وقت | شام کو چرا کر لاتے ہو | اور جس وقت |

اور فائدے ہیں، اور ان میں سے (بعض کو) تم کھاتے ہو، اور تمہارے لئے ان میں خوبصورتی اور شان ہے جس وقت شام کو چرا کر لاتے ہو، اور جس وقت

تَسۡرَحُوۡنَ ⑥ وَتَحۡمِلُ اَثۡقَالَـكُمۡ اِلٰى بَلَدٍ لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا بٰلِغِيۡهِ اِلَّا بِشِقِّ الۡاَنۡفُسِ

| تَسۡرَحُوۡنَ | وَتَحۡمِلُ | اَثۡقَالَـكُمۡ | اِلٰى | بَلَدٍ | لَّمۡ تَكُوۡنُوۡا | بٰلِغِيۡهِ | اِلَّا | بِشِقِّ | الۡاَنۡفُسِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| صبح کو چرانے لے جاتے ہو | اور وہ اٹھاتے ہیں | تمہارے بوجھ | طرف | شہر (جمع) | نہ تھے تم | ان تک پہنچنے والے | بغیر | ہلکان کرکے | جانیں |

صبح کو چرانے لے جاتے ہو۔ اور وہ تمہارے بوجھ ان شہروں تک اٹھائے جاتے ہیں جہاں جانیں ہلکان کئے بغیر تم پہنچنے والے نہ تھے۔



اس کتاب کے صفحہ ۲۳۹-۲۴۰ پر ان کی گڑبڑ کے کچھ مزید نکات بیان کیے گئے ہیں اور بتایا گیا ہے کہ خلق سے نکلے ہوئے چار الفاظ کا ترجمہ ''پیدا کرنے'' کے بجائے ''بنانا'' کیا گیا ہے اور یدعون کا ترجمہ ''پکارنے'' کے بجائے ''پوجتے'' کیا گیا اور اس ساری گڑبڑ کی وضاحت کی گئی ہے۔ ہم نے اپنی بات کو ثابت کرنے کے لیے اسی سورۂ نساء کی فوٹو یہاں لگا دی ہے جو کہ حافظ نذر احمد کا ترجمہ ہے، اس سے فرق صاف ظاہر ہے جس میں خلق سے نکلے ہوئے آٹھ الفاظ کا ترجمہ ''پیدا کرنا'' کیا گیا ہے اور آیت ۲۰ میں یدعون کا ترجمہ ''پیدا کرنا'' کیا گیا ہے۔ یہی بات الاعراف ۷ کے ترجمہ میں موجود ہے۔ یہی بات انعام ۶ کے ترجمہ میں ہے۔ یہ کتاب صفحہ ۲۴۲ تا ۲۵۹

اور اس جگہ ترجمہ قرآن کنز الایمان کے حوالے دیے گئے ہیں کہ غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک اور کافر ہے۔ دیکھیے یہ کتاب اسی جگہ خاص طور پر صفحہ.......... حوالہ نمبر ۶

# ثبوت حاضر ہے



اِنَّ رَبَّكُمْ لَرَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ ۝۷ وَّالْخَيْلَ وَالْبِغَالَ وَالْحَمِيْرَ لِتَرْكَبُوْهَا وَزِيْنَةً

| اِنَّ | رَبَّكُمْ | لَرَءُوْفٌ | رَّحِيْمٌ | وَّالْخَيْلَ | وَالْبِغَالَ | وَالْحَمِيْرَ | لِتَرْكَبُوْهَا | وَزِيْنَةً |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بیشک | تمہارا رب | البتہ مہربان | رحم کرنے والا | اور گھوڑے | اور خچر | اور گدھے | تاکہ تم ان پر سوار ہو | اور زینت |

بیشک تمہارا رب مہربان، نہایت رحم والا ہے ۔ اور گھوڑے اور خچر اور گدھے تاکہ تم ان پر سوار ہو اور زینت کے لئے (پیدا کئے)

وَيَخْلُقُ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ۝۸ وَعَلَى اللّٰهِ قَصْدُ السَّبِيْلِ وَمِنْهَا جَآئِرٌ ؕ وَلَوْ شَآءَ

| وَيَخْلُقُ | مَا | لَا تَعْلَمُوْنَ | وَ | عَلَى اللّٰهِ | قَصْدُ | السَّبِيْلِ | وَمِنْهَا | جَآئِرٌ | وَلَوْ شَآءَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور وہ پیدا کرتا ہے | جو | تم نہیں جانتے | اور | اللہ پر | سیدھی | راہ | اور اس سے | ٹیڑھی | اور اگر وہ چاہے |

اور وہ پیدا کرتا ہے جو تم نہیں جانتے ۔ اور سیدھی راہ اللہ تک پہنچتی ہے اور ان میں سے (کوئی) راہ ٹیڑھی ہے، اور اگر وہ چاہتا

١ ع ٩ ٧

لَهَدٰىكُمْ اَجْمَعِيْنَ ۝۹ هُوَ الَّذِيْٓ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً لَّكُمْ مِّنْهُ شَرَابٌ

| لَهَدٰىكُمْ | اَجْمَعِيْنَ | هُوَ | الَّذِيْٓ | اَنْزَلَ | مِنَ | السَّمَآءِ | مَآءً | لَّكُمْ | مِّنْهُ | شَرَابٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| تو وہ تمہیں ہدایت دیتا | سب | وہی | جس نے | نازل کیا (برسایا) | سے | آسمان | پانی | تمہارے لئے | اس سے | پینا |

تو تم سب کو ہدایت دے دیتا ۔ وہی ہے جس نے آسمان سے پانی برسایا، اس سے تمہارے لئے پینے کو ہے،

وَّمِنْهُ شَجَرٌ فِيْهِ تُسِيْمُوْنَ ۝۱۰ يُنْۢبِتُ لَكُمْ بِهِ الزَّرْعَ وَالزَّيْتُوْنَ وَالنَّخِيْلَ

| وَّمِنْهُ | شَجَرٌ | فِيْهِ | تُسِيْمُوْنَ | يُنْۢبِتُ | لَكُمْ | بِهِ | الزَّرْعَ | وَالزَّيْتُوْنَ | وَالنَّخِيْلَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور اس سے | درخت | اس میں | تم چراتے ہو | وہ اگاتا ہے | تمہارے لئے | اس سے | کھیتی | اور زیتون | اور کھجور |

اور اس سے درخت (سیراب ہوتے) ہیں اور اسی میں (مویشی) چرتے ہیں، وہ اس سے تمہارے لئے اگاتا ہے کھیتی، اور زیتون اور کھجور

وَالْاَعْنَابَ وَمِنْ كُلِّ الثَّمَرٰتِ ؕ اِنَّ فِيْ ذٰلِكَ لَاٰيَةً لِّقَوْمٍ يَّتَفَكَّرُوْنَ ۝۱۱

| وَالْاَعْنَابَ | وَ | مِنْ | كُلِّ | الثَّمَرٰتِ | اِنَّ | فِيْ ذٰلِكَ | لَاٰيَةً | لِّقَوْمٍ | يَّتَفَكَّرُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور انگور | اور | سے ہر | ہر | پھل (جمع) | بیشک | اس میں | البتہ نشانیاں | لوگوں کیلئے | غور و فکر کرتے ہیں |

اور انگور اور ہر قسم کے پھل، بے شک اس میں غور و فکر کرنے والوں کے لئے نشانیاں ہیں ۔

وَسَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ ۙ وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ؕ وَالنُّجُوْمُ مُسَخَّرٰتٌۢ

| وَسَخَّرَ | لَكُمُ | الَّيْلَ | وَالنَّهَارَ | وَالشَّمْسَ | وَالْقَمَرَ | وَالنُّجُوْمُ | مُسَخَّرٰتٌۢ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور مسخر کیا | تمہارے لئے | رات | اور دن | اور سورج | اور چاند | اور ستارے | مسخر |

اور اس نے تمہارے لئے مسخر کیا رات اور دن کو اور سورج اور چاند کو، اور ستارے مسخر (کام میں لگے ہوئے) ہیں ۔

منزل ٣

دیکھئے بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث مکتبہ فکر سب کے متفقہ ترجمہ قرآن از حافظ نذر احمد میں قرآنی لفظ خلق کا ترجمہ "پیدا کرنا" کیا گیا ہے۔

ملاحظہ کیجیے ہر جگہ خلق کا ترجمہ پیدا کرنا کیا گیا ہے۔ یہاں بھی ایسا ہی ہے۔

## ثبوت حاضر ہے



بِاَمْرِهٖ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّعْقِلُوْنَ ﴿١٢﴾ وَمَا ذَرَاَ لَكُمْ فِی الْاَرْضِ

| بِاَمْرِهٖ | اِنَّ | فِیْ | ذٰلِكَ | لَاٰیٰتٍ | لِّقَوْمٍ | یَّعْقِلُوْنَ | وَمَا | | لَكُمْ | فِی الْاَرْضِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اس کے حکم سے | بیشک | میں | اس | البتہ نشانیاں | لوگوں کے لئے | وہ عقل سے کام لیتے ہیں | اور جو | پیدا کیا | تمہارے لئے | زمین میں |

اس کے حکم سے، بیشک اس میں عقل سے کام لینے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔ اور تمہارے لئے زمین میں پیدا کیں

مُخْتَلِفًا اَلْوَانُهٗ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیَةً لِّقَوْمٍ یَّذَّكَّرُوْنَ ﴿١٣﴾ وَهُوَ الَّذِیْ

| مُخْتَلِفًا | اَلْوَانُهٗ | اِنَّ | فِیْ ذٰلِكَ | لَاٰیَةً | لِّقَوْمٍ | یَّذَّكَّرُوْنَ | وَهُوَ | الَّذِیْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مختلف | اس کے رنگ | بیشک | اس میں | البتہ نشانیاں | لوگوں کے لئے | وہ سوچتے ہیں | اور وہی | جو۔جس |

مختلف (چیزیں) رنگ برنگ کی، بیشک اس میں سوچنے والے لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں ۔ اور وہی ہے جس نے

سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِیًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْا مِنْهُ حِلْیَةً تَلْبَسُوْنَهَا

| سَخَّرَ | الْبَحْرَ | لِتَاْكُلُوْا | مِنْهُ | لَحْمًا | طَرِیًّا | وَتَسْتَخْرِجُوْا | مِنْهُ | حِلْیَةً | تَلْبَسُوْنَهَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مسخر کیا | دریا | تاکہ تم کھاؤ | اس سے | گوشت | تازہ | اور تم نکالو | اس سے | زیور | تم وہ پہنتے ہو |

دریا کو مسخر کیا تاکہ تم اس سے (مچھلیوں کا) تازہ گوشت کھاؤ، اور اس سے زیور نکالو جو تم پہنتے ہو،

وَتَرَی الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِیْهِ وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ﴿١٤﴾

| وَتَرَی | الْفُلْكَ | مَوَاخِرَ | فِیْهِ | وَلِتَبْتَغُوْا | مِنْ | فَضْلِهٖ | وَلَعَلَّكُمْ | تَشْكُرُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور تم دیکھتے ہو | کشتی | پانی چیرنے والی | اس میں | اور تاکہ تلاش کرو | سے | اس کا فضل | اور تاکہ تم | شکر کرو |

اور تم دیکھتے ہو اس میں کشتیاں پانی کو چیر کر چلتی ہیں اور تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَاَلْقٰی فِی الْاَرْضِ رَوَاسِیَ اَنْ تَمِیْدَ بِكُمْ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿١٥﴾

| وَ اَلْقٰی | فِی الْاَرْضِ | رَوَاسِیَ | اَنْ تَمِیْدَ | بِكُمْ | وَاَنْهٰرًا | وَسُبُلًا | لَعَلَّكُمْ | تَهْتَدُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور ڈال رکھے | زمین میں۔پہ | پہاڑ | کہ جھک نہ پڑے | تمہیں لیکر | اور نہریں | اور راستے | تاکہ تم | راہ پاؤ |

اور اس نے زمین پر پہاڑ رکھے کہ تمہیں لے کر (زمین) جھک نہ پڑے اور نہریں اور راستے (بنائے) تاکہ تم راہ پاؤ ۔

وَعَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ هُمْ یَهْتَدُوْنَ ﴿١٦﴾ اَفَمَنْ یَّخْلُقُ كَمَنْ لَّا یَخْلُقُ

| وَعَلٰمٰتٍ | وَبِالنَّجْمِ | هُمْ | یَهْتَدُوْنَ | اَفَمَنْ | یَخْلُقُ | كَمَنْ | لَا یَخْلُقُ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اور علامتیں | اور ستارہ | وہ | راستہ پاتے ہیں | کیا پس جو | پیدا کرے | اس جیسا جو | پیدا نہیں کرتا |

اور علامتیں (بنائیں) اور وہ ستاروں سے راستہ پاتے ہیں ۔ کیا جو (اللہ) پیدا کرتا ہے اُس جیسا ہے جو پیدا نہیں کرتا

منزل ٣

**نوٹ:** اس کتاب کے ص ۲۷ پر دیا گیا نوٹ ضرور پڑھیں۔ جس کا عنوان ہے "اسے ضرور پڑھیں" یاد رہے یہ ص ۲۴۴ تا ۲۵۰ حافظ نذر احمد کا قرآنی ترجمہ ہے۔

# ثبوت حاضر ہے



أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ﴿۱۷﴾ وَإِنْ تَعُدُّوا نِعْمَةَ اللّٰهِ لَا تُحْصُوهَا إِنَّ اللّٰهَ لَغَفُورٌ

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| أَ فَلَا تَذَكَّرُونَ | وَإِنْ | تَعُدُّوا | نِعْمَةَ اللّٰهِ | لَا تُحْصُوهَا | إِنَّ اللّٰهَ | لَغَفُورٌ |
| کیا۔ پس تم غور نہیں کرتے | اور اگر | تم شمار کرو | اللہ کی نعمت | اس کو پورا نہ گن سکوگے | بیشک اللہ | البتہ بخشنے والا |

پس کیا تم غور نہیں کرتے؟ اور اگر تم اللہ کی نعمتیں شمار کرو تو انہیں پورا نہ گن سکوگے، بے شک اللہ بخشنے والا،

رَحِيمٌ ﴿۱۸﴾ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّونَ وَمَا تُعْلِنُونَ ﴿۱۹﴾ وَالَّذِينَ يَدْعُونَ

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| رَحِيمٌ | وَاللّٰهُ | يَعْلَمُ | مَا تُسِرُّونَ | وَمَا | تُعْلِنُونَ | وَالَّذِينَ | يَدْعُونَ |
| نہایت مہربان | اور اللہ | جانتا ہے | جو تم چھپاتے ہو | اور جو | تم ظاہر کرتے ہو | اور جنہیں | وہ پکارتے ہیں |

نہایت مہربان ہے۔ اور اللہ جانتا ہے جو تم چھپاتے ہو اور جو تم ظاہر کرتے ہو۔ اور وہ جنہیں پکارتے ہیں

مِنْ دُونِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ﴿۲۰﴾ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِنْ دُونِ | اللّٰهِ | لَا يَخْلُقُونَ | شَيْئًا | وَهُمْ | يُخْلَقُونَ | أَمْوَاتٌ | غَيْرُ | أَحْيَاءٍ |
| سوائے | اللہ | وہ پیدا نہیں کرتے | کچھ بھی | اور وہ (خود) | پیدا کیے گئے | مُردے | نہیں | زندہ |

اللہ کے سوا وہ کچھ بھی پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ خود پیدا کئے گئے ہیں۔ مُردے ہیں، زندہ نہیں، (بے جان ہیں)،

۲ ع ۱۲ ۸

وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿۲۱﴾ إِلٰهُكُمْ إِلٰهٌ وَاحِدٌ فَالَّذِينَ لَا يُؤْمِنُونَ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَمَا يَشْعُرُونَ | أَيَّانَ | يُبْعَثُونَ | إِلٰهُكُمْ | إِلٰهٌ | وَاحِدٌ | فَالَّذِينَ | لَا يُؤْمِنُونَ |
| اور وہ نہیں جانتے | کب | وہ اٹھائے جائیں گے | تمہارا معبود | معبود | ایک (یکتا) | پس جو لوگ | ایمان نہیں رکھتے |

اور وہ نہیں جانتے وہ کب اٹھائے جائیں گے۔ تمہارا معبود، معبود یکتا ہے، پس جو لوگ ایمان نہیں رکھتے

بِالْآخِرَةِ قُلُوبُهُمْ مُنْكِرَةٌ وَهُمْ مُسْتَكْبِرُونَ ﴿۲۲﴾ لَا جَرَمَ أَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَا

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بِالْآخِرَةِ | قُلُوبُهُمْ | مُنْكِرَةٌ | وَهُمْ | مُسْتَكْبِرُونَ | لَا جَرَمَ | أَنَّ | اللّٰهَ | يَعْلَمُ | مَا |
| آخرت پر | ان کے دل | منکر (انکار کرنیوالے) | اور وہ | تکبر کرنے والے (مغرور) | یقینی بات | کہ | اللہ | جانتا ہے | جو |

آخرت پر، اُن کے دل منکر ہیں، اور وہ مغرور ہیں۔ یقینی بات ہے اللہ جانتا ہے جو

يُسِرُّونَ وَمَا يُعْلِنُونَ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُسْتَكْبِرِينَ ﴿۲۳﴾ وَإِذَا قِيلَ لَهُمْ مَاذَا

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يُسِرُّونَ | وَمَا | يُعْلِنُونَ | إِنَّهُ | لَا يُحِبُّ | الْمُسْتَكْبِرِينَ | وَإِذَا | قِيلَ | لَهُمْ | مَاذَا |
| وہ چھپاتے ہیں | اور جو | وہ ظاہر کرتے ہیں | بیشک وہ | پسند نہیں کرتا | تکبر کرنے والے | اور جب | کہا جائے | اُن سے | کیا |

وہ چھپاتے ہیں اور جو وہ ظاہر کرتے ہیں۔ بیشک وہ تکبر کرنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ اور جب اُن سے کہا جائے کیا



**تبصرہ:** ص ۵۸٦ تا ۵۸۹ حافظ نذر احمد والا ترجمہ کی فوٹو ان حوالوں میں اس لیے شامل کی گئی کہ کنز الایمان والا ترجمہ اور حافظ نذر احمد والے ترجمے کا آپ تقابلی جائزہ لے سکیں۔ حافظ نذر احمد والے ترجمہ میں خلق سے نکلے ہوئے تمام الفاظ کا ترجمہ بار بار پیدا کرنا کیا گیا جو کہ درست ترجمہ ہے جبکہ کنز الایمان میں ان الفاظ کا ترجمہ بار بار بنانا کیا گیا ہے جو غلط ہے۔ آیت نمبر ۲۰ میں حافظ نذر احمد کے ترجمہ میں یدعون کا معنی پکارنا کیا گیا ہے جو صحیح ترجمہ ہے اور کنز الایمان میں پوجنا ترجمہ کیا گیا ہے جو کہ غلط ہے تدعون، یدعون کا صحیح ترجمہ پکارنا ہے بندگی نہیں۔

پیدا کرنا بھی ترجمہ کردیا ہے اور بنانا ترجمہ بھی کردیا ہے، لیکن اپنے مطلب اور عقیدے کے مطابق۔ مثلاً الاعراف (۱۸۹ تا ۱۹۸) میں دونوں ترجمے کیے ہیں، آپ خود ملاحظہ فرما سکتے ہیں۔

## ''دعو'' الفاظ کے ترجمہ میں رضا خانی قرآن کے تضادات:

❶ الفاظ سب پکارنا ترجمہ بھی سب پکارنا کیا۔ (الأنعام : ۴۰، ۴۱۔ الرعد : ۱۴ تا ۱۶۔ بنی إسرائیل : ۱۱۰، ف ۲۳۰۔ الروم : ۲۵ تا ۳۳۔ البقرۃ : ۱۸۶، ۲۲۱۔ القصص : ۶۴۔ الکھف : ۵۲، المومن : ۴۱ تا ۴۳۔ فاطر : ۱۴۔ القمر : ۶۔ الشعراء : ۷۲۔ الکھف : ۵۲، ۲۸۔ الأحقاف : ۳۱۔ ۳۲۔ الزمر : ۸۔ العلق : ۱۷، ۱۸۔ الفرقان : ۱۳۔۱۴۔ القلم : ۴۲، ۴۳)

❷ عبادت اور پکارنا دونوں الفاظ وارد ہوئے، ترجمہ صرف بندگی کیا۔ (الأنعام : ۵۶۔ یونس : ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ الکھف : ۱۴ تا ۱۶، ف ۱۹۔ الشعراء : ۲۱۳۔ القصص : ۸۸۔ المؤمن : ۶۵، ۶۶۔ المؤمنون : ۱۱۶، ۱۱۷۔ الفرقان : ۶۸۔ ھود: ۱۰۱۔ الفرقان ۶۸)

❸ لفظ دونوں پکارنا وارد ہوئے، ترجمہ دونوں کا بندگی کیا۔ (الأحقاف : ۴تا ۶، الجن : ۱۸تا ۲۰۔ مریم : ۴۸)

❹ عبادت اور پکارنا دونوں الفاظ وارد ہوئے، ترجمہ بھی عبادت اور پکارنا کیا۔ (الرعد : ۳۶۔ النحل: ۶۲۔ سورۂ یونس : ۶۲)

❺ لفظ دونوں پکارنا وارد ہوئے ایک کا ترجمہ بندگی کیا اور ایک کا پکارنا کیا۔ (الأنعام : ۷۱۔ بنی إسرائیل: ۵۶، ۵۷۔ بنی اسرائیل : ۶۷، ف۱۴۸۔ لقمان : ۲۵تا۳۲۔ القصص : ۸۷، ۸۸۔ الأعراف: ۱۸۹ تا ۱۹۸)

اللہ تعالیٰ نے مشرکین مکہ سے فرمایا کہ میرے بندوں کو نہ پکارو، اگر تم سچے ہو تو ان کو پکارو وہ تمھیں جواب دیں۔ (الاعراف : ۱۸۹ تا ۱۹۸) اور یہود و نصاریٰ سے فرمایا کہ اپنے نبیوں کو نہ پکارو، دیکھیے رضا خانی ترجمہ مع تفسیر (بنی اسرائیل : ۵۶، ۵۷، ف ۱۱۸، اور الجن : ۱۸ تا ۲۰ ف ۳۸ اور الأعراف : ۳۷تا ۴۱، ف ۶۱ تا ۶۹) یہاں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غیر اللہ کو پکارنے والا موت کے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کرتا ہے اور ایسوں کی بخشش ناممکن ہے جب تک سوئی کے نکے میں سے اونٹ نہ گزر جائے۔

## غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے (قرآنی فیصلے):

(النساء : ۱۱۶، ۱۱۷۔ الأنعام : ۴۰ ، ۴۱، ۶۳ تا ۶۶۔ الأعراف : ۱۸۹تا ۱۹۸۔ یونس : ۶۶۔ الرعد : ۱۴تا ۲۱۔ النحل : ۵۳، ۵۴، ۸۶۔ القصص : ۶۲ تا ۶۴۔ الکھف : ۵۲۔الروم : ۱۱تا۴۰۔ سبا : ۲۲۔ فاطر : ۱تا ۲۶، ۳۳ تا ۴۱۔ الزمر : ۸ تا ۱۶۔ المؤمن : ۱۲تا ۱۴، ۷۳ تا ۷۶)

قرآنی فیصلے کے مطابق غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور احمد رضا خاں صاحب نے لکھا کہ شرک سے مسلمان مرتد ہو جاتا ہے۔ (دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر البقرۃ:۵۲،ف ۸۸)

## غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے (قرآنی فیصلے):

(الأعراف : ۳۷ تا ۴۱ ۔ الرعد : ۱۴تا ۲۱۔ بنی إسرائیل : ۶۷تا ۶۹۔ المؤمنون : ۱۱۶۔۱۱۷۔ فاطر : ۳۳ تا ۴۱۔ الزمر : ۸ تا ۱۶۔ المؤمن : ۱۲تا ۱۴، ۷۳ تا ۷۶)

قرآنی فیصلے کے مطابق غیر اللہ کو پکارنے والا کافر ہے اور مراد آبادی صاحب نے لکھا کہ کفار کا جنت سے محروم رہنا قطعی ہے۔ (دیکھیے ترجمہ احمد رضا خان صاحب مع تفسیر الأعراف : ۳۷ تا ۴۱ مع فوائد)

## غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے (قرانی فیصلے ):

( الانعام : ۵۶۔ یونس : ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ ھود : ۱۰۱۔ النحل : ۱ تا ۲۳۔ الکھف: ۱۴، ۱۵۔ مریم : ۴۸ تا ۵۰، المؤمنون: ۱۱۶، ۱۱۷۔ الشعراء: ۲۱۳ ، النمل : ۶۲)

## اللہ کو پکارو (قرآنی فیصلے):

(البقرۃ : ۱۸۶۔ الأعراف : ۵۵۔۵۶ ، ۱۸۰۔ الرعد : ۱۴ تا ۲۱۔ الحج : ۶۱ تا ۷۷۔ لقمان : ۲۸ تا ۳۲ ۔ فاطر : ۱تا ۴۱ ۔ الزمر : ۳۸۔ ۳۹۔ المؤمن : ۲۰ )

## غیر اللہ کو پکارنا بے کار، کیونکہ وہ تصرف کا اختیار نہیں رکھتے (قرآنی فیصلے ):

(الأنعام : ۷۱۔ یونس : ۱۰۴ تا ۱۰۷۔ ھود : ۱۰۱۔ الحج : ۱۲، ۱۳۔ سبا : ۲۲۔ فاطر : ۱ تا ۲۶۔ الزمر : ۳۸، ۳۹۔ الزخرف : ۸۴ تا ۸۶)

## خالص (یعنی صرف اور صرف ) اللہ کو پکارو (قرآنی فیصلے):

( الأعراف : ۲۸، ۲۹، المؤمن : ۱۲تا ۱۴، ۶۰تا۶۸۔ یونس : ۱۸ تا ۲۳، العنکبوت : ۶۱ تا ۶۶ ، لقمان : ۲۵تا ۳۲ )

یہاں ہم احمد رضا خاں صاحب کی ایک اور دورخی قارئین کے مطالعہ کے لیے بیان کرنا چاہتے ہیں:

## ثبوت حاضر ہے



قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ

| قُلْ | اِنَّمَا | عِلْمُهَا | عِنْدَ | اللّٰهِ | وَلٰكِنَّ | اَكْثَرَ | النَّاسِ | لَا يَعْلَمُوْنَ | قُلْ | لَآ اَمْلِكُ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کہدیں | صرف | اس کا علم | پاس | اللہ | اور لیکن | اکثر | لوگ | نہیں جانتے | کہدیں | میں مالک نہیں |

آپ کہدیں، اس کا علم صرف اللہ کے پاس ہے، لیکن اکثر لوگ نہیں جانتے - آپ کہدیں میں مالک نہیں

لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّ لَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ

| لِنَفْسِيْ | نَفْعًا | وَ | لَا | ضَرًّا | اِلَّا | مَا | شَآءَ اللّٰهُ | وَلَوْ | كُنْتُ | اَعْلَمُ | الْغَيْبَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اپنی ذات کیلئے | نفع | اور | نہ | نقصان | مگر | جو | چاہے اللہ | اور اگر | میں ہوتا | جانتا | غیب |

اپنی ذات کے لئے نفع کا نہ نقصان کا، مگر جو اللہ چاہے، اور اگر میں غیب جانتا ہوتا

لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ

| لَاسْتَكْثَرْتُ | مِنَ | الْخَيْرِ | وَمَا مَسَّنِيَ | السُّوْٓءُ | اِنْ | اَنَا | اِلَّا | نَذِيْرٌ | وَّبَشِيْرٌ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| میں البتہ جمع کرلیتا | سے | بہت بھلائی | اور نہ پہنچتی مجھے | کوئی برائی | بس فقط | میں | مگر (صرف) | ڈرانے والا | اور خوشخبری سنانے والا |

تو میں بہت بھلائی جمع کرلیتا، اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی، میں بس ڈرانے والا اور خوشخبری سنانے والا ہوں ۲۳

لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ﴿۱۸۸﴾ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا ع ۷ ۱۲

| لِقَوْمٍ | يُّؤْمِنُوْنَ | هُوَ | الَّذِيْ | خَلَقَكُمْ | مِنْ | نَفْسٍ | وَّاحِدَةٍ | وَجَعَلَ | مِنْهَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لوگوں کیلئے | ایمان رکھتے ہیں | وہ | جو۔جس | پیدا کیا تمہیں | سے | جان | ایک | اور بنایا | اس سے |

ان لوگوں کے لئے (جو) ایمان رکھتے ہیں۔ وہی ہے جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا، اس سے بنایا

زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ

| زَوْجَهَا | لِيَسْكُنَ | اِلَيْهَا | فَلَمَّا | تَغَشّٰىهَا | حَمَلَتْ | حَمْلًا | خَفِيْفًا | فَمَرَّتْ | بِهٖ | فَلَمَّا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اس کا جوڑا | تاکہ وہ سکون حاصل کرے | اس کی طرف (پاس) | پھر جب | مرد نے اس کو ڈھانپ لیا | اسے حمل رہا | حمل | ہلکا سا | پھر وہ لئے پھری | اس کے ساتھ اس کو | پھر جب |

اس کا جوڑا تاکہ وہ اس کے پاس سکون حاصل کرے، پھر جب مرد نے اسے ڈھانپ لیا تو اسے ہلکا سا حمل رہا، پھر وہ اس کو لئے پھری، پھر جب

اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ﴿۱۸۹﴾

| اَثْقَلَتْ | دَّعَوَا اللّٰهَ | رَبَّهُمَا | لَئِنْ | اٰتَيْتَنَا | صَالِحًا | لَنَكُوْنَنَّ | مِنَ | الشّٰكِرِيْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بوجھل ہوگئی | دونوں نے پکارا | دونوں کا (اپنا) رب | اگر | تو نے ہمیں دیا | صالح | ہم ضرور ہوں گے | سے | شکر کرنے والے |

وہ بوجھل ہوگئی تو دونوں نے اپنے رب اللہ کو پکارا، اگر تو نے ہمیں صالح بچہ دیا تو ہم ضرور تیرے شکر کرنے والوں میں سے ہوں گے۔



۲۵۰ پر اندعوھم کا ترجمہ بھی "پکارنا" ہی کیا گیا ہے۔

# ثبوت حاضر ہے



فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿١٩٠﴾

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَلَمَّآ | اٰتٰىهُمَا | صَالِحًا | جَعَلَا | لَهٗ | شُرَكَآءَ | فِيْمَآ | اٰتٰىهُمَا | فَتَعٰلَى | اللّٰهُ | عَمَّا | يُشْرِكُوْنَ |
| پھر جب | اس نے دیا انہیں | صالح بچہ | ان دونوں نے ٹھہرائے | اس کے | شریک | اس میں جو | انہیں دیا | سو برتر | اللہ | اس سے جو | وہ شریک کرتے ہیں |

پھر جب اللہ نے انہیں صالح بچہ دیا تو جو اللہ نے انہیں دیا تھا انہوں نے اس میں شریک ٹھہرائے سو اللہ اس سے برتر ہے جو وہ شریک ٹھہراتے ہیں

اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿١٩١﴾ وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ لَهُمْ نَصْرًا

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَيُشْرِكُوْنَ | مَا | لَا يَخْلُقُ | شَيْـًٔا | وَهُمْ | يُخْلَقُوْنَ | وَلَا يَسْتَطِيْعُوْنَ | لَهُمْ | نَصْرًا |
| کیا وہ شریک ٹھہراتے ہیں | جو | نہیں پیدا کرتے | کچھ بھی | اور وہ | پیدا کیے جاتے ہیں | وہ قدرت نہیں رکھتے | ان کی | مدد |

کیا وہ انہیں شریک ٹھہراتے ہیں جو پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ پیدا کیے جاتے ہیں (خالق نہیں مخلوق ہیں) اور وہ انکی مدد کی قدرت نہیں رکھتے

وَلَآ اَنْفُسَهُمْ يَنْصُرُوْنَ ﴿١٩٢﴾ وَاِنْ تَدْعُوْهُمْ اِلَى الْهُدٰى لَا يَتَّبِعُوْكُمْ ط

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلَا | اَنْفُسَهُمْ | يَنْصُرُوْنَ | وَاِنْ | تَدْعُوْهُمْ | اِلَى | الْهُدٰى | لَا يَتَّبِعُوْكُمْ |
| اور نہ | خود اپنی | مدد کرتے ہیں | اور اگر | تم انہیں بلاؤ | طرف | ہدایت | نہ پیروی کریں تمہاری |

اور نہ خود اپنی مدد کرتے ہیں۔ اور اگر تم انہیں ہدایت کی طرف بلاؤ تو تمہاری پیروی نہ کریں

سَوَآءٌ عَلَيْكُمْ اَدَعَوْتُمُوْهُمْ اَمْ اَنْتُمْ صَامِتُوْنَ ﴿١٩٣﴾ اِنَّ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| سَوَآءٌ | عَلَيْكُمْ | اَدَعَوْتُمُوْهُمْ | اَمْ | اَنْتُمْ | صَامِتُوْنَ | اِنَّ | الَّذِيْنَ | تَدْعُوْنَ |
| برابر | تم پر (تمہارے لیے) | خواہ تم انہیں بلاؤ | یا | تم | خاموش رہو | بیشک | وہ جنہیں | تم پکارتے ہو |

تمہارے لیے برابر ہے خواہ تم انہیں بلاؤ یا چپ رہو۔ بے شک تم جنہیں پکارتے ہو

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ عِبَادٌ اَمْثَالُكُمْ فَادْعُوْهُمْ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِنْ | دُوْنِ اللّٰهِ | عِبَادٌ | اَمْثَالُكُمْ | فَادْعُوْهُمْ | فَلْيَسْتَجِيْبُوْا | لَكُمْ | اِنْ | كُنْتُمْ |
| سے | سوائے اللہ | بندے | تمہارے جیسے | پس پکارو انہیں | پھر چاہیئے کہ وہ جواب دیں | تمہیں | اگر | تم ہو |

اللہ کے سوا، وہ تمہارے جیسے بندے ہیں، پھر انہیں پکارو تو چاہیئے کہ وہ تمہیں جواب دیں اگر تم

صٰدِقِيْنَ ﴿١٩٤﴾ اَلَهُمْ اَرْجُلٌ يَّمْشُوْنَ بِهَآ اَمْ لَهُمْ اَيْدٍ يَّبْطِشُوْنَ بِهَآ اَمْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| صٰدِقِيْنَ | اَلَهُمْ | اَرْجُلٌ | يَمْشُوْنَ | بِهَا | اَمْ | لَهُمْ | اَيْدٍ | يَبْطِشُوْنَ | بِهَا | اَمْ |
| سچے | کیا ان کے | پاؤں (جمع) | وہ چلتے ہیں | ان سے | یا | ان کے | ہاتھ | وہ پکڑتے ہیں | ان سے | یا |

سچے ہو۔ کیا ان کے پاؤں ہیں جن سے وہ چلتے ہیں، یا ان کے ہاتھ ہیں جن سے وہ پکڑتے ہیں، یا



یہاں بھی خلق کا ترجمہ ''پیدا کرنا''

تدعوھم، ادعوتموھم، تدعون اور فادعوھم کا ترجمہ ''پکارنا'' کیا گیا ہے۔

یعنی یہ پوری امت کا متفقہ ترجمہ ہے۔

## ثبوت حاضر ہے



وَّلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿۶۹﴾ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَّلٰكِنْ | ذِكْرٰى | لَعَلَّهُمْ | يَتَّقُوْنَ | وَذَرِ | الَّذِيْنَ | اتَّخَذُوْا | دِيْنَهُمْ | لَعِبًا | وَّلَهْوًا | وَّ |
| لیکن | نصیحت کرنا | تاکہ وہ | ڈریں | اور چھوڑ دے | وہ لوگ جو | بنالیا | اپنا دین | کھیل | اور تماشا | اور |

لیکن نصیحت کرنا تاکہ وہ ڈریں (باز آجائیں) اور اُن لوگوں کو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنالیاہے، اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| غَرَّتْهُمُ | الْحَيٰوةُ | الدُّنْيَا | وَذَكِّرْ | بِهٖ | اَنْ | تُبْسَلَ | نَفْسٌ | بِمَا | كَسَبَتْ | لَيْسَ | لَهَا |
| انہیں دھوکہ میں ڈال دیا | زندگی | دنیا | اور نصیحت کرو | اس سے | تاکہ | پکڑا (نہ) جائے | کوئی | بسبب جو | اس نے کیا | نہیں | اس کے لئے |

دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور اس (قرآن) سے نصیحت کرو تاکہ کوئی اپنے کئے (اپنے عمل) سے پکڑا نہ جائے، اس کے لئے نہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ۗ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِنْ | دُوْنِ اللّٰهِ | وَلِيٌّ | وَّلَا | شَفِيْعٌ | وَاِنْ | تَعْدِلْ | كُلَّ | عَدْلٍ | لَا يُؤْخَذْ | مِنْهَا |
| سے | سوائے اللہ | کوئی حمایتی | اور نہ | کوئی سفارش کرنیوالا | اور اگر | بدلہ میں دے | تمام | معاوضے | نہ لئے جائیں | اس سے |

اللہ کے سوا کوئی حمایتی اور نہ کوئی سفارش کرنے والا، اور اگر بدلہ میں تمام معاوضے دے تو اس سے نہ لئے جائیں (قبول نہ ہوں)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اُولٰٓئِكَ | الَّذِيْنَ | اُبْسِلُوْا | بِمَا كَسَبُوْا | لَهُمْ | شَرَابٌ | مِنْ | حَمِيْمٍ | وَّعَذَابٌ | اَلِيْمٌ | بِمَا |
| یہی لوگ | وہ لوگ جو | پکڑے گئے | جو انہوں نے کمایا (اپنایا) | انکے لئے | پینا (پانی) | سے | گرم | اور عذاب | دردناک | اس لئے کہ |

یہی لوگ ہیں جو اپنے کئے پر پکڑے گئے، انہیں گرم پانی پینا ہے، اور دردناک عذاب ہے اس لئے کہ

۸ ع ۱۰ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ﴿۷۰﴾ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

۱۴

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ | قُلْ | اَنَدْعُوْا | مِنْ | دُوْنِ اللّٰهِ | مَا | لَا يَنْفَعُنَا | وَلَا يَضُرُّنَا |
| وہ کفر کرتے تھے | کہہ دیں | کیا ہم پکاریں | سے | سوائے اللہ | جو | نہ ہمیں نفع دے | اور نہ نقصان کرے ہمیں |

وہ کفر کرتے تھے۔ کہہ دیں کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع دے سکے نہ ہمارا نقصان کرسکے

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَنُرَدُّ | | اَعْقَابِنَا | بَعْدَ | اِذْ هَدٰىنَا | اللّٰهُ | كَالَّذِى | اسْتَهْوَتْهُ | الشَّيٰطِيْنُ | فِى |
| اور ہم پھر جائیں | پر | اپنی ایڑیاں (الٹے پاؤں) | بعد | جب ہدایت دی ہمیں | اللہ | اس کی طرح جو | بھلا دیا اس کو | شیطان | میں |

اور ہم اپنے اُلٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت دیدی اس شخص کی طرح جسے شیطان نے بھلا دیا

منزل ۲

## ثبوت حاضر ہے



كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا صُمٌّ وَّبُكْمٌ فِي الظُّلُمٰتِ ؕ مَنْ يَّشَاِ اللّٰهُ يُضْلِلْهُ ؕ
ہماری آیتیں جھٹلائیں بہرے اور گونگے ہیں ف۹۰ اندھیروں میں؛ ف۹۱ اللہ جسے چاہے گمراہ کرے؛
وَمَنْ يَّشَاْ يَجْعَلْهُ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۳۹﴾ قُلْ اَرَءَيْتَكُمْ اِنْ
اور جسے چاہے سیدھے راستہ ڈال دے۔ ف۹۲ تم فرماؤ: بھلا بتاؤ تو اگر
اَتٰىكُمْ عَذَابُ اللّٰهِ اَوْ اَتَتْكُمُ السَّاعَةُ اَغَيْرَ اللّٰهِ تَدْعُوْنَ ۚ اِنْ
تم پر اللہ کا عذاب آئے یا قیامت قائم ہو کیا اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے، ف۹۳ اگر
كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۴۰﴾ بَلْ اِيَّاهُ تَدْعُوْنَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُوْنَ اِلَيْهِ
سچے ہو۔ ف۹۴ بلکہ اسی کو پکارو گے تو وہ اگر چاہے ف۹۵ جس پر اسے پکارتے ہو
اِنْ شَآءَ وَتَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿۴۱﴾ ع وَلَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓى اُمَمٍ مِّنْ ع ۱۱ ۱۰
اسے اٹھا لے اور شریکوں کو بھول جاؤ گے۔ ف۹۶ اور بے شک ہم نے تم سے پہلی امتوں کی طرف
قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ﴿۴۲﴾
رسول بھیجے تو انہیں سختی اور تکلیف سے پکڑا ف۹۷ کہ وہ کسی طرح گڑگڑائیں ف۹۸
فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَزَيَّنَ
تو کیوں نہ ہوا کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو گڑگڑائے ہوتے لیکن ان کے دل تو سخت ہو گئے ف۹۹ اور
لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۴۳﴾ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا
شیطان نے ان کے کام ان کی نگاہ میں بھلے کر دکھائے۔ پھر جب انھوں نے بھلا دیا جو نصیحتیں ان کو

ف۹۰ کہ حق ماننا اور حق بولنا انہیں میسر نہیں ف۹۱ جہل اور حیرت اور کفر کے۔ ف۹۲ اسلام کی توفیق عطا فرمائے۔ ف۹۳ اور جن کو دنیا میں معبود مانتے تھے ان سے حاجت روائی چاہو گے۔ ف۹۴ اپنے اس دعویٰ میں کہ معاذ اللہ بت معبود ہیں تو اس وقت انہیں پکارو مگر ایسا نہ کرو گے۔ ف۹۵ تو اس مصیبت کو۔ ف۹۶ جنہیں اپنے اعتقاد باطل میں معبود جانتے تھے اور ان کی طرف التفات بھی نہ کرو گے کیونکہ تمہیں معلوم ہے کہ وہ تمہارے کام نہیں آ سکتے۔ ف۹۷ فقر و افلاس اور بیماری وغیرہ میں مبتلا کیا۔ ف۹۸ اللہ کی طرف رجوع کریں اپنے گناہوں سے باز آئیں۔ ف۹۹ وہ بارگاہ الٰہی میں عاجزی کرنے کے بجائے کفر و تکذیب پر مصر رہے۔



مندرجہ بالا ترجمہ و تفسیر کنز الایمان از احمد رضا خان صاحب بریلوی و نعیم مراد آبادی میں تدعون لفظ کا ترجمہ تین بار ''پکارنا'' کیا گیا ہے اور شرک کا لفظ بھی اس آیت میں ثابت کیا جا رہا ہے۔ ثابت ہو گیا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے اور اس کتاب کے ص ۱۰۹ پر ہے کہ مشرک کی بخشش نہیں ہوتی۔ بحوالہ کنز الایمان۔

ثبوت حاضر ہے



ثَلٰثٍ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ؕ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ فَاَنّٰى تُصْرَفُوْنَ ﴿۶﴾ اِنْ

ہے، یہ ہے اللہ تمہارا رب اسی کی بادشاہی ہے، اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں، پھر کہاں پھرے جاتے ہو۔ ف۲۰ اگر تم

تَكْفُرُوْا فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنْكُمْ ۟ وَلَا یَرْضٰى لِعِبَادِهِ الْكُفْرَ ۚ وَاِنْ

ناشکری کرو تو بے شک اللہ بے نیاز ہے تم سے۔ ف۲۱ اور اپنے بندوں کی ناشکری اسے پسند نہیں، اور اگر

تَشْكُرُوْا یَرْضَهُ لَكُمْ ؕ وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰى ؕ ثُمَّ اِلٰى رَبِّكُمْ

شکر کرو تو اسے تمہارے لیے پسند فرماتا ہے۔ ف۲۲ اور کوئی بوجھ اٹھانے والی جان دوسرے کا بوجھ نہیں اٹھائے گی۔ ف۲۳ پھر تمہیں اپنے رب ہی کی طرف

مَّرْجِعُكُمْ فَیُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ؕ اِنَّهٗ عَلِیْمٌۢ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ ﴿۷﴾

پھرنا ہے ف۲۴ تو وہ تمہیں بتا دے گا جو تم کرتے تھے۔ ف۲۵ بے شک وہ دلوں کی بات جانتا ہے

وَاِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِیْبًا اِلَیْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً

اور جب آدمی کو کوئی ف۲۶ تکلیف پہنچتی ہے اپنے رب کو پکارتا ہے اسی طرف جھکا ہوا ف۲۷ پھر جب اللہ نے اسے اپنے پاس

مِّنْهُ نَسِیَ مَا كَانَ یَدْعُوْۤا اِلَیْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا

سے کوئی نعمت دی تو بھول جاتا ہے جس لیے پہلے پکارا تھا ف۲۸ اور اللہ کے لیے برابر والے ٹھہرانے لگا

لِّیُضِلَّ عَنْ سَبِیْلِهٖ ؕ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِیْلًا ۖۗ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ

ف۲۹ تاکہ اس کی راہ سے بہکا دے، تم فرماؤ: ف۳۰ تھوڑے دن اپنے کفر کے ساتھ برت لے (فائدہ اٹھالے) ف۳۱ بے شک تو دوزخیوں

النَّارِ ﴿۸﴾ اَمَّنْ هُوَ قَانِتٌ اٰنَآءَ الَّیْلِ سَاجِدًا وَّقَآىِٕمًا یَّحْذَرُ الْاٰخِرَةَ

میں ہے۔ کیا وہ جسے فرمانبرداری میں رات کی گھڑیاں گزریں سجود میں اور قیام میں ف۳۲ آخرت سے ڈرتا

ف۲۰ اور طریق حق سے دور ہوتے ہو کہ اس کی عبادت چھوڑ کر غیر کی عبادت کرتے ہو۔ ف۲۱ یعنی تمہاری طاعت و عبادت سے اور تم ہی اس کے محتاج ہو ایمان لانے میں تمہارا ہی نفع اور کافر ہو جانے میں تمہارا ہی ضرر ہے۔ ف۲۲ کہ وہ تمہاری کامیابی کا سبب ہے اس پر تمہیں ثواب دے گا اور جنت عطا فرمائے گا۔ ف۲۳ یعنی کوئی شخص دوسرے کے گناہ میں ماخوذ نہ ہوگا۔ ف۲۴ آخرت میں۔ ف۲۵ دنیا میں اور اس کی تمہیں جزا دے گا۔ ف۲۶ یہاں آدمی سے مطلقاً کافر یا خاص ابوجہل یا عتبہ بن ربیعہ مراد ہے۔ ف۲۷ اسی سے فریاد کرتا ہے۔ ف۲۸ یعنی اس شدت و تکلیف کو فراموش کر دیتا ہے جس کے لیے اللہ سے فریاد کی تھی۔ ف۲۹ یعنی حاجت برآری کے بعد پھر بت پرستی میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ ف۳۰ اے مصطفیٰ ﷺ اس کافر سے۔ ف۳۱ اور دنیا کی زندگی کے دن پورے کر لے۔ ف۳۲ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما کی شان میں نازل ہوئی اور حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ یہ آیت حضرت عثمان غنی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حق میں نازل ہوئی اور ایک قول یہ ہے کہ حضرت ابن مسعود اور حضرت عمار اور حضرت سلمان رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے حق میں نازل ہوئی۔

فائدہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ رات کے نوافل و عبادت دن کے نوافل سے افضل ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ رات کا عمل پوشیدہ ہوتا ہے اس لیے وہ ریا سے بہت دور ہوتا ہے دوسرا یہ کہ دنیا کے کاروبار بند ہوتے ہیں اس لیے قلب بہ نسبت دن کے بہت فارغ ہوتا ہے اور توجہ الی اللہ اور خشوع دن سے زیادہ رات میں میسر آتا ہے تیسرا رات چونکہ راحت و خواب کا وقت ہوتا ہے اس لیے اس میں بیدار رہنا نفس کو بہت مشقت و تعب میں ڈالتا ہے تو ثواب بھی اس کا زیادہ ہوگا۔

منزل ۶

غیر اللہ کو پکارنا انسان کو کافر بنا دیتا ہے اور اس میں ضرر (نقصان ہی نقصان) ہے۔ یعنی اللہ کے علاوہ کسی کو پکارنا نہیں چاہیے وہ چاہے کوئی زندہ انسان ہو یا مردہ۔

''پکارنا اور دعا کرنا، چونکہ عبادت ہے اس لیے غیر اللہ کو پکارنے والا اور اس سے دعا مانگنے والا مشرک اور کافر ہے۔ دیکھئے کنز الایمان ص ۲۶۲ و حواشی ۲۰، ۲۱، ۲۸، ۲۹ وغیرہ

ذُوْقُوْا مَا كُنْتُمْ تَكْسِبُوْنَ ﴿٢٤﴾ كَذَّبَ الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِهِمْ فَاَتٰىهُمُ

سے فرمایا جائے گا اپنا کمایا چکھو ف۶۳ ان سے اگلوں نے جھٹلایا ف۶۴ تو انہیں

الْعَذَابُ مِنْ حَيْثُ لَا يَشْعُرُوْنَ ﴿٢٥﴾ فَاَذَاقَهُمُ اللّٰهُ الْخِزْيَ فِي

عذاب آیا جہاں سے انہیں خبر نہ تھی ف۶۵ اور اللہ نے انہیں دنیا کی زندگی میں

الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَلَعَذَابُ الْاٰخِرَةِ اَكْبَرُ ۘ لَوْ كَانُوْا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٦﴾ وَلَقَدْ

وقف لازم

رسوائی کا مزہ چکھایا ف۶۶ اور بے شک آخرت کا عذاب سب سے بڑا کیا اچھا تھا اگر وہ جانتے ف۶۷ اور بیشک

ضَرَبْنَا لِلنَّاسِ فِيْ هٰذَا الْقُرْاٰنِ مِنْ كُلِّ مَثَلٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَذَكَّرُوْنَ ﴿٢٧﴾ ۚ

ہم نے لوگوں کے لئے اس قرآن میں ہر قسم کی کہاوت بیان فرمائی کہ کسی طرح انہیں دھیان ہو ف۶۸

قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا غَيْرَ ذِيْ عِوَجٍ لَّعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ﴿٢٨﴾ ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا رَّجُلًا

عربی زبان کا قرآن ف۶۹ جس میں اصلا کجی نہیں ف۷۰ کہ کہیں وہ ڈریں ف۷۱ اللہ ایک مثال بیان فرماتا ہے ف۷۲ ایک غلام

فِيْهِ شُرَكَآءُ مُتَشٰكِسُوْنَ وَرَجُلًا سَلَمًا لِّرَجُلٍ ۭ هَلْ يَسْتَوِيٰنِ مَثَلًا ۭ

میں کئی بدخو آقا شریک اور ایک نرے ایک مولیٰ کا کیا ان دونوں کا حال ایک سا ہے ف۷۳

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ ۭ بَلْ اَكْثَرُهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿٢٩﴾ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ ﴿٣٠﴾

سب خوبیاں اللہ کو ف۷۴ بلکہ ان کے اکثر نہیں جانتے ف۷۵ بے شک تمہیں انتقال فرمانا ہے اور ان کو بھی مرنا ہے ف۷۶

ع ۳

ثُمَّ اِنَّكُمْ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عِنْدَ رَبِّكُمْ تَخْتَصِمُوْنَ ﴿٣١﴾ ع

پھر تم قیامت کے دن اپنے رب کے پاس جھگڑو گے ف۷۷

(۶۳) یعنی دنیا میں جو کفر سرکشی اختیار کی تھی اب اس کا وبال و عذاب برداشت کرو (۶۴) یعنی کفار مکہ سے پہلے کافروں نے رسولوں کو جھٹلایا (۶۵) عذاب آنے کا خطرہ بھی نہ تھا غفلت میں پڑے ہوئے تھے (۶۶) کسی قوم کی صورتیں مسخ کیں کسی کو زمین میں دھنسایا (۶۷) اور ایمان لے آتے تکذیب نہ کرتے (۶۸) اور وہ نصیحت قبول کریں (۶۹) ایسا فصیح جس نے فصحاء و بلغا کو عاجز کر دیا (۷۰) یعنی تناقض و اختلاف سے پاک (۷۱) اور کفر و تکذیب سے باز آئیں (۷۲) مشرک اور موحد کی (۷۳) یعنی ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے کہ ہر ایک آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجالائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت و ضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اور جب کوئی حاجت پیش آئے تو اسی سے عرض کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے اسی کی عبادت کرتا ہے اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دے دیئے ہیں (۷۴) جو اکیلا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں (۷۵) کہ اس کے سوا کوئی مستحق عبادت نہیں (۷۶) اس میں کفار کا رد ہے جو سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی وفات کا انتظار کیا کرتے تھے انہیں فرمایا گیا کہ خود مرنے والے ہو کر دوسرے کی موت کا انتظار کرنا حماقت ہے کفار تو زندگی میں بھی مرے ہوئے ہیں اور انبیاء کی موت ایک آن کے لئے ہوتی ہے پھر انہیں حیات عطا فرمائی جاتی ہے اس پر بہت سی شرعی براہیں قائم ہیں (۷۷) انبیاء امت پر حجت قائم کریں گے انہوں نے رسالت کی تبلیغ کی اور دین کی دعوت دینے میں جہد بلیغ صرف فرمائی اور کافر بے فائدہ معذرتیں پیش کریں گے یہ بھی کہا گیا ہے کہ مراد اختصام عام ہے کہ لوگ دنیوی حقوق میں مخاصمہ کریں گے اور ہر ایک اپنا حق طلب کرے گا

غیر اللہ کو پکارنے والا کافر و مشرک ہے۔ غلام ہو تو ایک ہی آقا بنائے گلی گلی اپنے آقا (معبود) نہ بناتا پھرے...... کنز الایمان ص ۶۲۳ و تفسیری نکات نعیم الدین مراد آبادی

الْمُسِيٓءُ ۚ قَلِيلًا مَّا تَتَذَكَّرُونَ ﴿۵۸﴾ إِنَّ السَّاعَةَ لَآتِيَةٌ لَّا رَيْبَ

بدکار ۱۲۵ کتنا کم دھیان کرتے ہو بے شک قیامت ضرور آنے والی ہے اس میں

فِيهَا وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يُؤْمِنُونَ ﴿۵۹﴾ وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُونِيٓ

کچھ شک نہیں لیکن بہت لوگ ایمان نہیں لاتے ۱۲۶ اور تمہارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو

أَسْتَجِبْ لَكُمْ ۚ إِنَّ الَّذِينَ يَسْتَكْبِرُونَ عَنْ عِبَادَتِي

میں قبول کروں گا ۱۲۷ بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھینچتے (تکبر کرتے) ہیں

سَيَدْخُلُونَ جَهَنَّمَ دَاخِرِينَ ﴿۶۰﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ اللَّيْلَ

عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر اللہ ہے جس نے تمہارے لئے رات بنائی

لِتَسْكُنُوا فِيهِ وَالنَّهَارَ مُبْصِرًا ۚ إِنَّ اللَّهَ لَذُو فَضْلٍ عَلَى النَّاسِ

کہ اس میں آرام پاؤ اور دن بنایا آنکھیں کھولتا ۱۲۸ بے شک اللہ لوگوں پر فضل والا ہے

وَلَٰكِنَّ أَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَشْكُرُونَ ﴿۶۱﴾ ذَٰلِكُمُ اللَّهُ رَبُّكُمْ خَالِقُ

لیکن بہت آدمی شکر نہیں کرتے وہ ہے اللہ تمہارا رب ہر چیز کا

كُلِّ شَيْءٍ لَّآ إِلَٰهَ إِلَّا هُوَ ۖ فَأَنَّىٰ تُؤْفَكُونَ ﴿۶۲﴾ كَذَٰلِكَ يُؤْفَكُ

بنانے والا اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو کہاں اوندھے جاتے ہو ۱۲۹ یونہی اوندھے ہوتے

الَّذِينَ كَانُوا بِآيَاتِ اللَّهِ يَجْحَدُونَ ﴿۶۳﴾ اللَّهُ الَّذِي جَعَلَ لَكُمُ

ہیں ۱۳۰ وہ جو اللہ کی آیتوں کا انکار کرتے ہیں ۱۳۱ اللہ ہے جس نے تمہارے لئے

ع ۱۰ وقف لازم

(۱۲۵) یعنی مومن صالح اور بدکار یہ دونوں بھی برابر نہیں (۱۲۶) مرنے کے بعد زندہ کئے جانے پر یقین نہیں کرتے (۱۲۷) اللہ تعالیٰ بندوں کی دعائیں اپنی رحمت سے قبول فرماتا ہے اور ان کے قبول کے لئے چند شرطیں ہیں ایک اخلاص دعا میں دوسرے یہ ہے کہ قلب غیر کی طرف مشغول نہ ہو تیسرے یہ کہ وہ دعا کسی امر ممنوع پر مشتمل نہ ہو چوتھے یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت پر یقین رکھتا ہو پانچویں یہ کہ شکایت نہ کرے کہ میں نے دعا مانگی قبول نہ ہوئی جب ان شرطوں سے دعا کی جاتی ہے قبول ہوتی ہے حدیث شریف میں ہے کہ دعا کرنے والے کی دعا قبول ہوتی ہے یا تو اس کی مراد دنیا ہی میں اس کو جلد دے دی جاتی ہے یا آخرت میں اس کے لئے ذخیرہ ہوتی ہے یا اس سے اس کے گناہوں کا کفارہ کر دیا جاتا ہے آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے حدیث شریف میں ہے الدعاء هو العبادة (ابوداؤد و ترمذی) اس تقدیر پر آیت کے معنی یہ ہوں گے کہ تم میری عبادت کرو میں تمہیں ثواب دوں گا (۱۲۸) کہ اس میں اپنے کام باطمینان انجام دو (۱۲۹) کہ اس کو چھوڑ کر بتوں کی عبادت کرتے ہو اور اس پر ایمان نہیں لاتے باوجودیکہ دلائل قائم ہیں (۱۳۰) اور حق سے پھرتے ہیں باوجود دلائل قائم ہونے کے (۱۳۱) اور ان میں حق بینظر و تامل نہیں کرتے

دعا مانگنا (پکارنا) عبادت ہے۔

لہٰذا اسے صرف اللہ تعالیٰ کے لیے مخصوص کرنا چاہیے ورنہ آدمی شرک کا مرتکب ہو گا۔ دعا بمعنی عبادت قرآن میں کئی جگہ آیا ہے۔ اور دعا صرف اللہ کریم سے مانگی جا سکتی ہے۔

اس کے لیے دیکھئے کنز الایمان ص ۸۵۲ سورۃ المومن نمبر ۴۰ آیت ۶۰ تا ۶۲ فائدہ

ثبوت حاضر ہے



يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٤﴾ فَاِذَا رَكِبُوْا فِى الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ

اگر جانتے ۱۵۱ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں ۱۵۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ

الدِّيْنَ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ يُشْرِكُوْنَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوْا بِمَآ

لاکر ۱۵۳ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچا لاتا ہے ۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے ہیں ۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری

اٰتَيْنٰهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوْا فَسَوْفَ يَعْلَمُوْنَ ﴿٦٦﴾ اَوَلَمْ يَرَوْا اَنَّا جَعَلْنَا

دی ہوئی نعمت کی ۱۵۶ اور برتیں ۱۵۷ تو اب جانا چاہتے ہیں ۱۵۸ اور کیا انہوں نے ۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے ۱۶۰

حَرَمًا اٰمِنًا وَّيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ

حرمت والی زمین پناہ بنائی ۱۶۱ اور ان کے آس پاس والے لوگ اچک لئے جاتے ہیں ۱۶۲ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں ۱۶۳

وَبِنِعْمَةِ اللّٰهِ يَكْفُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى عَلَى اللّٰهِ

اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے ۱۶۴ ناشکری کرتے ہیں اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ باندھے

كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَآءَهٗ اَلَيْسَ فِىْ جَهَنَّمَ مَثْوًى

۱۶۵ یا حق کو جھٹلائے ۱۶۶ جب وہ اس کے پاس آئے کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا

لِّلْكٰفِرِيْنَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِيْنَ جَاهَدُوْا فِيْنَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا

نہیں ۱۶۷ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے ۱۶۸

ع ۷

وَاِنَّ اللّٰهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِيْنَ ﴿٦٩﴾

اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے ۱۶۹

(۱۵۱) دنیا اور آخرت کی حقیقت تو دنیائے فانی کو کی آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے (۱۵۲) اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک و عناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ (۱۵۳) کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا (۱۵۴) اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے (۱۵۵) زمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب یارب پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے (۱۵۶) یعنی اس مصیبت سے نجات کی (۱۵۷) اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف مومنین مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے (۱۵۸) نتیجہ اپنے کردار کا (۱۵۹) یعنی اہل مکہ نے (۱۶۰) ان کے شہر مکہ مکرمہ کی (۱۶۱) ان کے لئے جو اس میں ہوں (۱۶۲) قتل کئے جاتے ہیں گرفتار کئے جاتے ہیں (۱۶۳) یعنی بتوں پر (۱۶۴) یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے اور اسلام سے کفر کر کے (۱۶۵) اس کے لئے شریک ٹھہرائے (۱۶۶) سید عالم محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے (۱۶۷) بے شک تمام کافروں کا ٹھکانہ جہنم ہی ہے (۱۶۸) حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص

**تبصرہ:** جب مشرکین مکہ مصیبت میں پھنس جاتے تو خالص اللہ کو پکارتے اور یارب یارب کہنا شروع کر دیتے لیکن جب بچ جاتے تو پھر غیر اللہ کو پکارنے لگتے۔ لیکن موجودہ مشرکین مصیبت اور غیر مصیبت کے وقت ہر حالت میں غیر اللہ کو پکارتے نظر آتے ہیں۔ (کنز الایمان ص ۶۴۷)

**ثبوت حاضر ہے**



غَيْرَ الَّذِي كُنَّا نَعْمَلُ ۚ قَدْ خَسِرُوا أَنفُسَهُمْ وَضَلَّ عَنْهُم مَّا

کاموں کے خلاف کام کریں ۹۵ بے شک انہوں نے اپنی جانیں نقصان میں ڈالیں اور ان سے کھوئے گئے جو

ع ۱۳ كَانُوا يَفْتَرُونَ ﴿۵۳﴾ إِنَّ رَبَّكُمُ اللَّهُ الَّذِي خَلَقَ السَّمَاوَاتِ وَ

بہتان اٹھاتے تھے ۹۶ بے شک تمہارا رب اللہ ہے جس نے آسمان اور

الْأَرْضَ فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ ثُمَّ اسْتَوَىٰ عَلَى الْعَرْشِ يُغْشِي

زمین ۹۷ چھ دن میں بنائے ۹۸ پھر عرش پر استواء فرمایا جیسا اس کی شان کے لائق ہے ۹۹ رات دن کو

اللَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهُ حَثِيثًا وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُومَ

ایک دوسرے سے ڈھانکتا ہے کہ جلد اس کے پیچھے لگا آتا ہے اور سورج اور چاند اور تاروں کو بنایا

مُسَخَّرَاتٍ بِأَمْرِهِ ۗ أَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْأَمْرُ ۗ تَبَارَكَ اللَّهُ رَبُّ

سب اس کے حکم کے دبے ہوئے سن لو اسی کے ہاتھ ہے پیدا کرنا اور حکم دینا بڑی برکت والا ہے اللہ رب

الْعَالَمِينَ ﴿۵۴﴾ ادْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۚ إِنَّهُ لَا يُحِبُّ الْمُعْتَدِينَ ﴿۵۵﴾

سارے جہان کا اپنے رب سے دعا کرو گڑگڑاتے اور آہستہ بے شک حد سے بڑھنے والے اسے پسند نہیں ۱۰۰

وَلَا تُفْسِدُوا فِي الْأَرْضِ بَعْدَ إِصْلَاحِهَا وَادْعُوهُ خَوْفًا وَ

اور زمین میں فساد نہ پھیلاؤ ۱۰۱ اس کے سنورنے کے بعد ۱۰۲ اور اس سے دعا کرو ڈرتے اور

طَمَعًا ۚ إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِينَ ﴿۵۶﴾ وَهُوَ

طمع کرتے بے شک اللہ کی رحمت نیکوں سے قریب ہے اور وہی ہے

(۹۵) یعنی بجائے کفر کے ایمان لائیں اور بجائے معصیت اور نافرمانی کے طاعت اور فرمانبرداری اختیار کریں مگر نہ انہیں شفاعت میسر آئے گی نہ دنیا میں واپس بھیجے جائیں گے۔ (۹۶) اور جھوٹ بکتے تھے کہ بت خدا کے شریک ہیں اور اپنے پجاریوں کی شفاعت کریں گے اب آخرت میں انہیں معلوم ہو گیا کہ ان کے یہ دعوے جھوٹے تھے (۹۷) مع ان تمام چیزوں کے جو ان کے درمیان ہیں جیسا کہ دوسری آیت میں وارد ہوا۔ وَلَقَدْ خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضَ وَمَا بَيْنَهُمَا فِي سِتَّةِ أَيَّامٍ (۹۸) چھ دن سے دنیا کے چھ دنوں کی مقدار مراد نہیں کیونکہ یہ دن تو اس وقت تھے نہیں آفتاب ہی نہ تھا جس سے دن ہوتا اور اللہ تعالیٰ قادر تھا کہ ایک لمحہ میں یا اس سے کم میں پیدا فرما تا لیکن اتنے عرصہ میں ان کی پیدائش فرمانا بہ تقاضائے حکمت ہے اور اس سے بندوں کو اپنے کاموں میں تدریج اختیار کرنے کا سبق ملتا ہے (۹۹) یہ استواء متشابہات میں سے ہے ہم اس پر ایمان لاتے ہیں کہ اللہ کی اس سے جو مراد ہے حق ہے حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ استواء معلوم ہے اور اس کی کیفیت مجہول اور اس پر ایمان لانا واجب حضرت مترجم قدس سرہ نے فرمایا اس کے معنی یہ ہیں کہ آفرینش کا خاتمہ عرش پر جا ٹھہرا واللہ اعلم باسرار کتابہ (۱۰۰) دعا اللہ تعالیٰ سے خیر طلب کرنے کو کہتے ہیں اور یہ داخل عبادت ہے کیونکہ یہ دعا کرنے والا اپنے آپ کو عاجز و محتاج اور اپنے پروردگار کو حقیقی قادر و حاجت روا اعتقاد کرتا ہے اسی لئے حدیث شریف میں وارد ہوا اَلدُّعَاءُ مُخُّ الْعِبَادَةِ تضرع سے اظہار عجز و خشوع مراد ہے اور ادب دعا میں یہ ہے کہ آہستہ ہو حسن رضی اللہ عنہ کا قول ہے کہ آہستہ دعا کرنا علانیہ دعا کرنے سے ستر درجہ زیادہ افضل ہے مسئلہ: اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ عبادات میں اظہار افضل ہے یا اخفاء بعض کہتے ہیں کہ اخفاء افضل ہے کیونکہ وہ ریا سے بہت دور ہے بعض کہتے ہیں کہ اظہار افضل ہے اس لئے کہ اس سے دوسروں کو رغبت عبادت پیدا ہوتی ہے ترمذی نے کہا کہ اگر آدمی اپنے نفس پر ریا کا اندیشہ رکھتا ہو تو اس کے لئے اخفاء افضل ہے اور اگر قلب صاف ہو اندیشہ ریا نہ ہو تو اظہار افضل ہے بعض حضرات یہ فرماتے ہیں کہ فرض عبادتوں میں اظہار افضل ہے نماز فرض مسجد ہی میں بہتر ہے اور زکوٰۃ کا اظہار کر کے دینا ہی افضل ہے اور نفل عبادات میں خواہ وہ نماز ہو یا صدقہ وغیرہ ان میں اخفاء افضل ہے دعا میں حد سے بڑھنا کئی طرح ہوتا ہے ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ بہت بلند آواز سے چیخے (۱۰۱) کفر و معصیت و ظلم کر کے (۱۰۲) انبیاء کے تشریف لانے حق کی دعوت فرمانے احکام بیان کرنے عدل قائم فرمانے کے بعد

منزل ۲

یہاں ثابت کیا جا رہا ہے کہ دعا (مانگنا) عبادت ہے۔

اور یہ عبادت صرف اللہ تعالیٰ کی کی جا سکتی ہے۔ دیکھئے کنز الایمان آیت نمبر ۵۵ اور فائدہ نمبر ۱۰۰ کی تفصیل کنز الایمان ص ۲۸۳

**ثبوت حاضر ہے**



الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ

بسو ۲۱۸ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا ۲۱۹ ہم تم سب کو گھال میل (لپیٹ کر) لے آئیں گے ۲۲۰ اور ہم نے قرآن کو

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ

حق ہی کے ساتھ اتارا اور حق ہی کے لئے اترا ۲۲۱ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا اور قرآن ہم نے جدا جدا

لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖٓ

کرکے ۲۲۲ اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو ۲۲۳ اور ہم نے اسے بتدریج رہ رہ کر اتارا ۲۲۴ تم فرماؤ کہ تم لوگ

اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖٓ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

اس پر ایمان لاؤ یا نہ لاؤ ۲۲۵ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا ۲۲۶ جب ان پر پڑھا جاتا ہے

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَآ اِنْ كَانَ

ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے

وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ

رب کا وعدہ پورا ہونا تھا ۲۲۷ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں ۲۲۸ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا

خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ السجدة قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

بڑھاتا ہے ۲۲۹ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر جو کہہ کر پکارو سب اسی کے

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ

اچھے نام ہیں ۲۳۰ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو اور نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں

(۲۱۸) یعنی زمین مصر و شام میں (خازن و قرطبی) (۲۱۹) یعنی قیامت (۲۲۰) موقف قیامت میں پھر سعداء اور اشقیاء کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے (۲۲۱) شیاطین کے خلط سے محفوظ رہا اور کسی تغیر نے اس میں راہ نہ پائی تبیان میں ہے کہ حق سے مراد سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے فائدہ: آیت شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لئے عمل مجرب ہے موضع مرض پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم کر دیا جائے تو باذن اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ان کے متوسلین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بغرض علاج گئے راہ میں ایک صاحب ملے نہایت خوش رو و خوش لباس ان کے جسم مبارک سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی انہوں نے فرمایا کہاں جاتے ہو ان لوگوں نے کہا ابن سماک کا قارورہ دکھانے کے لئے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ کے ولی کے لئے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو قارورہ پھینکو واپس جاؤ اور ان سے کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے ان صاحبوں نے واپس ہو کر ابن سماک سے واقعہ بیان کیا انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے فوراً آرام ہو گیا اور ابن سماک نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر تھے علیٰ نبینا وعلیہ السلام (۲۲۲) تئیس سال کے عرصہ میں (۲۲۳) تاکہ اس کے مضامین بآسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے رہیں (۲۲۴) حسب اقتضائے مصالح و حوادث (۲۲۵) اور اپنے لئے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جہنم (۲۲۶) یعنی مومنین اہل کتاب جو رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انتظار و جستجو میں تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد شرف اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۲۲۷) جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزماں محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے (۲۲۸) اپنے رب کے حضور عجز و نیاز سے نرم دلی سے (۲۲۹) مسئلہ: قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے ترمذی و نسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوف الٰہی سے روئے۔ (۲۳۰) شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا ایک شب سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد مصطفیٰ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو

منزل ۴

**تبصرہ**: اوپر والی آیا رنمبر: ترجمہ حافظ نذر احمد صحیح ترجمہ کیا گیا ہے تدعون کا ترجمہ پکارنا کیا گیا ہے۔ یاد رہے حافظ نذر احمد کا ترجمہ بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث کے دو، دو عالموں نے یعنی ۶ علماء نے متفقہ طور پر صحیح ترجمہ قرار دیا ہے اور یہ حافظ نذر احمد والا ترجمہ اردو بازار لاہور سے آسانی سے دستیاب ہے آپ خود ملاحظہ کر سکتے ہیں۔ (ترجمہ (حافظ نذر احمد ص ۳۹۵) یہ کتاب ص ۲۴۹

ثبوت حاضر ہے



اَصْحٰبُ النَّارِ هُمْ فِيهَا خٰلِدُونَ ۝٣٦ فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰى

دوزخی ہیں، انہیں اس میں ہمیشہ رہنا۔ تو اس سے بڑھ کر ظالم کون جس نے

عَلَى اللّٰهِ كَذِبًا اَوْ كَذَّبَ بِاٰيٰتِهٖ اُولٰٓئِكَ يَنَالُهُمْ نَصِيبُهُمْ مِّنَ

اللہ پر جھوٹ باندھا یا اس کی آیتیں جھٹلائیں! انہیں ان کے نصیب کا لکھا

الْكِتٰبِ حَتّٰٓى اِذَا جَآءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ قَالُوٓا اَيْنَ مَا

پہنچے گا! ۵۶ یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے بھیجے ہوئے (فرشتے) ۵۷ ان کی جان نکالنے آئیں تو ان سے کہتے ہیں: کہاں ہیں

كُنْتُمْ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ قَالُوا ضَلُّوا عَنَّا وَشَهِدُوا

وہ جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے! کہتے ہیں: وہ ہم سے گم گئے ۵۸ اور اپنی جانوں

عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوا كٰفِرِينَ ۝٣٧ قَالَ ادْخُلُوا فِيٓ اُمَمٍ

پر آپ گواہی دیتے ہیں کہ وہ کافر تھے۔ اللہ اُن سے ۵۹ فرماتا ہے کہ تم سے پہلے جو

قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِكُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِي النَّارِ كُلَّمَا

اور جماعتیں جن اور آدمیوں کی آگ میں گئیں انہیں میں جاؤ جب

دَخَلَتْ اُمَّةٌ لَّعَنَتْ اُخْتَهَا حَتّٰٓى اِذَا ادَّارَكُوا فِيهَا جَمِيعًا

ایک گروہ ۶۰ داخل ہوتا ہے دوسرے پر لعنت کرتا ہے! ۶۱ یہاں تک کہ جب سب اس میں جا پڑے

قَالَتْ اُخْرٰىهُمْ لِاُولٰىهُمْ رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّونَا فَاٰتِهِمْ عَذَابًا

تو پچھلے پہلوں کو کہیں گے: ۶۲ اے رب ہمارے! انہوں نے ہم کو بہکایا تھا تو انہیں آگ کا

۵۶ یعنی جتنی عمر اور روزی اللہ نے ان کے لیے لکھ دی ہے ان کو پہنچے گی۔ ۵۷ ملک الموت اور ان کے اعوان ان لوگوں کی عمریں اور روزیاں پوری ہونے کے بعد۔ ۵۸ ان کا کہیں نام ونشان ہی نہیں ۵۹ ان کافروں سے روز قیامت۔ ۶۰ دوزخ میں ۶۱ جو اس کے دین پر تھا تو مشرک مشرکوں پر لعنت کریں گے اور یہود یہودیوں پر اور نصاریٰ نصاریٰ پر۔ ۶۲ یعنی پہلوں کی نسبت اللہ تعالیٰ سے کہیں گے۔

منزل ۲

اس کتاب کے ص ۲۵۷ ف ۲۳۰، اور ص ۲۵۹ ف ۳۵۳ پر کنزالایمان کے حوالے سے لکھا گیا ''ایک رات رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے ابو جہل نے سنا تو کہنے لگا کہ محمد کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں مگر خود دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں، خواہ اسے کسی نام سے پکارو۔ ثابت ہوا پکارنا عبادت ہے یہ بات آپؐ ابو جہل کو فرماتے تھے یہاں ''تدعون'' کا ترجمہ ''پوجا'' کیا گیا اور ص ۲۵۱ پر ترجمہ ''پکارنا'' کیا گیا۔

**ثبوت حاضر ہے**



الْقَصَصَ لَعَلَّهُمْ يَتَفَكَّرُوْنَ ﴿۱۷۶﴾ سَآءَ مَثَلًا الْقَوْمُ الَّذِيْنَ
سناؤ کہ کہیں وہ دھیان کریں کیا بری کہاوت ہے اُن کی جنہوں نے
كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَاَنْفُسَهُمْ كَانُوْا يَظْلِمُوْنَ ﴿۱۷۷﴾ مَنْ يَّهْدِ اللّٰهُ فَهُوَ
ہماری آیتیں جھٹلائیں اور اپنی ہی جان کا برا کرتے تھے۔ جسے اللہ راہ دکھائے تو وہی
الْمُهْتَدِيْ ۚ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ ﴿۱۷۸﴾ وَلَقَدْ
راہ پر ہے۔ اور جسے گمراہ کرے تو وہی نقصان میں رہے۔ اور
ذَرَاْنَا لِجَهَنَّمَ كَثِيْرًا مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ ۖ لَهُمْ قُلُوْبٌ لَّا
بے شک ہم نے جہنم کے لئے پیدا کیے بہت جن اور آدمی، ۳۴۷ وہ دل رکھتے ہیں
يَفْقَهُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اَعْيُنٌ لَّا يُبْصِرُوْنَ بِهَا ۫ وَلَهُمْ اٰذَانٌ
جن میں سمجھ نہیں، ۳۴۸ اور وہ آنکھیں جن سے دیکھتے نہیں، ۳۴۹ اور وہ کان جن
لَّا يَسْمَعُوْنَ بِهَا ؕ اُولٰٓئِكَ كَالْاَنْعَامِ بَلْ هُمْ اَضَلُّ ؕ اُولٰٓئِكَ هُمُ
سے سنتے نہیں ؛ ۳۵۰ وہ چوپایوں کی طرح ہیں ۳۵۱ بلکہ ان سے بڑھ کر گمراہ ؛ ۳۵۲ وہی
الْغٰفِلُوْنَ ﴿۱۷۹﴾ وَلِلّٰهِ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى فَادْعُوْهُ بِهَا ۪ وَذَرُوا
غفلت میں پڑے ہیں۔ اور اللہ ہی کے ہیں بہت اچھے نام ۳۵۳ تو اسے اُن سے پکارو، اور انہیں
الَّذِيْنَ يُلْحِدُوْنَ فِيْٓ اَسْمَآئِهٖ ؕ سَيُجْزَوْنَ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ﴿۱۸۰﴾
چھوڑ دو جو اس کے ناموں میں حق سے نکلتے ہیں ؛ ۳۵۴ وہ جلد اپنا کیا پائیں گے۔

بقیہ صفحہ ۳۱۱ ہے ہمارے لئے بددعا کہا یہ میرے اختیار کی بات نہیں میری زبان میرے قبضہ میں نہیں ہے اور اس کی زبان باہر نکل پڑی تو اس نے اپنی قوم سے کہا میری دنیا و آخرت دونوں برباد ہو گئیں اس آیت میں اس کا بیان ہے۔ ۳۴۳ اور ان کی اتباع نہ کی۔ ۳۴۴ اور بلند درجہ عطا فرما کر ابرار کی منازل میں پہنچاتے۔ ۳۴۵ اور دنیا کا مفتون ہو گیا۔ ۳۴۶ یہ ایک ذلیل جانور کے ساتھ تشبیہ ہے کہ دنیا کی حرص رکھنے والا اگر اس کو نصیحت کرو تو مفید نہیں جلائے حرص رہتا ہے چھوڑ دو تو اسی حرص کا گرفتار۔ جس طرح زبان لٹکانا کتے کی لازمی طبیعت ہے ایسے ہی حرص ان کے لئے لازم ہو گئی ہے۔ ۳۴۷ یعنی کفار جو آیات الٰہیہ میں تدبر سے اعراض کرتے ہیں اور ان کا کافر ہونا اللہ کے علم ازلی میں ہے۔ ۳۴۸ یعنی حق سے اعراض کر کے آیات الٰہیہ میں تدبر کرنے سے محروم ہو گئے اور یہی دل کا خاص کام تھا۔ ۳۴۹ راہ حق و ہدایت اور آیات الٰہیہ اور دلائل توحید۔ ۳۵۰ موعظت و نصیحت کو بگوش قبول اور باوجود قلب و حواس رکھنے کے وہ امور دین میں ان سے نفع نہیں اٹھاتے لہٰذا۔ ۳۵۱ کہ اپنے قلب و حواس سے مدارک علمیہ و معارف ربانیہ کا ادراک نہیں کرتے ہیں۔ کھانے پینے کے دنیوی کاموں میں تمام حیوانات بھی اپنے حواس سے کام لیتے ہیں انسان بھی اتنا ہی کرتا رہا تو اس کو بہائم پر کیا فضیلت ۳۵۲ کیونکہ چوپایہ بھی اپنے نفع کی طرف بڑھتا ہے اور ضرر سے بچتا اور اس سے پیچھے ہٹتا ہے اور کافر جہنم کی راہ چل کر اپنا ضرر اختیار کرتا ہے تو اس سے بدتر ہوا آدمی روحانی شہوانی سماوی ارضی ہے جب اس کی روح شہوات پر غالب ہو جاتی ہے تو ملائکہ سے فائق ہو جاتا ہے اور جب شہوات روح پر غلبہ پا جاتی ہیں تو زمین کے جانوروں سے بدتر ہو جاتا ہے۔ ۳۵۳ حدیث شریف میں ہے اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام جس کسی نے یاد کر لئے جنتی ہوا علماء کا اس پر اتفاق ہے کہ اسمائے الٰہیہ ننانوے میں منحصر نہیں ہیں حدیث کا مقصود صرف یہ ہے کہ اتنے ناموں کے یاد کرنے سے انسان جنتی ہو جاتا ہے شان نزول: ابوجہل نے کہا تھا کہ محمد مصطفیٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کا دعویٰ تو یہ ہے کہ یہ ایک پروردگار کی عبادت کرتے ہیں پھر وہ اللہ اور رحمٰن دو کو کیوں پکارتے ہیں اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ اور اس جاہل بے خرد کو بتایا گیا کہ معبود تو ایک ہی ہے نام اس کے بہت ہیں۔ ۳۵۴ اس کے ناموں میں حق و استقامت سے نکلنا کئی طرح پر ہے ایک تو یہ کہ اس کے ناموں کو کچھ بگاڑ کر غیروں پر اطلاق کرنا جیسا کہ مشرکین نے اِلٰہ کا لات اور عزیز کا عزیٰ اور منان کا منات کر کے اپنے بتوں کے نام رکھے تھے یہ ناموں میں حق سے تجاوز اور ناجائز ہے دوسرا یہ کہ اللہ تعالیٰ کے

منزل ۲

غیر اللہ کو پکارنے والا کافر و مشرک ہو جاتا ہے۔ قرآن کا ایک اور مقام ملاحظہ ہو۔ کنز الایمان
ص ۳۱۲ الاعراف ۷ آیت ۱۸۰ فائدہ ۳۵۳

① الأعراف (۲۹) میں وارد ہوا: وَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''اوراس کی عبادت کرو نرے اس کے بندے ہوکر۔''

② المؤمن (۱۴) میں وارد ہوا: فَادْعُوا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكٰفِرُوْنَ '' تواللہ کی بندگی کرو، نرے اس کے بندے ہوکر (ف ۳۰) پڑے برا مانیں کافر(ف۳۰) (شرک سے کنارہ کش ہوکر)۔''

③ المؤمن (۶۵) میں وارد ہوا:

هُوَ الْحَيُّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَادْعُوْهُ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ؕ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

''وہی زندہ ہے (ف۱۳۶) اس کے سوا کسی کی بندگی نہیں تو اسے پوجو، نرے اسی کے بندے ہوکر، سب خوبیاں اللہ کو جو سارے جہان کا رب۔''

④ قُلْ اِنِّيْ نُهِيْتُ اَنْ اَعْبُدَ الَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَمَّا جَآءَنِيَ الْبَيِّنٰتُ مِنْ رَّبِّيْ ۫ وَاُمِرْتُ اَنْ اُسْلِمَ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ﴿۶۶﴾ (المؤمن: ۴۰/ ۶۶)

''تم فرماؤ میں منع کیا گیا ہوں کہ انھیں پوجوں جنھیں تم اللہ کے سوا پوجتے ہو جبکہ میرے پاس روشن دلیلیں میرے رب کی طرف سے آئیں اور مجھے حکم ہوا ہے کہ رب العالمین کے حضور گردن رکھوں۔''

⑤ سورۂ یونس (۲۲) میں وارد ہوا: دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ '' اس وقت اللہ کو پکارتے ہیں، نرے اس کے بندے ہوکر۔''

⑥ العنکبوت (۶۵) میں وارد ہوا: دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ لاکر۔''

⑦ الروم (۳۳ تا ۳۵) میں وارد ہوا: دَعَوْا رَبَّهُمْ مُّنِيْبِيْنَ اِلَيْهِ ''تو اپنے رب کو پکارتے ہیں اسی کی طرف رجوع لاتے ہوئے۔''

⑧ لقمان (۳۲) میں وارد ہوا: دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ''تو اللہ کو پکارتے ہیں نرے اسی پر عقیدہ رکھتے ہوئے۔ (ف۶۰) (اور اسی سے دعا و التجا، اس وقت ماسوا کو بھول جاتے ہیں)

آپ نے مندرجہ بالا تحریر میں دو رخی ملاحظہ فرمائی، ۱ تا ۴ میں ((دعو)) کا ترجمہ عبادت، بندگی اور پوجا کیا گیا جبکہ اسی لفظ کا ۵ تا ۸ میں پکارنا ترجمہ کیا گیا کیونکہ اپنا عقیدہ درست ثابت

کرنا تھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ اوپر والی تمام کی تمام ۸ آیات میں فرما رہا ہے کہ خالص اللہ کو پکارو یعنی صرف اور صرف اللہ کو پکارو اور کسی کو نہ پکارو۔

## اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو (قرآنی فیصلے):

(الأعراف : ۵۵، ۵۶۔ الجن : ۱۸، المؤمنون : ۹۱، ۱۱۷۔ النمل : ۶۰ تا ۶۵۔ القصص: ۸۸۔ المؤمن : ۶۰۔ الأنعام : ۱۹ ۔ الحجر : ۹۶۔ بنی إسرائیل : ۲۲، ۳۹، ۴۲۔ ق : ۲۶)

## مخلوق کو نہ پکارو (قرآنی فیصلے):

(الأعراف : ۱۹۰، ۱۹۱۔ یونس : ۱۰۴ تا ۱۰۷مع فوائد۔ الرعد : ۱۴ تا ۲۱۔ النحل : ۱تا ۲۳۔ فاطر: ۳۳ تا ۴۱۔ الأحقاف : ۴ تا ۶)

## عیسائی اور یہودی غیر اللہ کو پکارتے ہیں:

عیسائی اور یہودی غیر اللہ کو پکارتے ہیں۔اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں ان کو مشرک اور کافر فرمایا۔ دیکھیے مراد آبادی تفسیر (الجن : ۱۸، ۲۰، ف۳۸۔ الأعراف : ۳۷ تا ۴۱ مع فوائد۔ بنی إسرائیل : ۵۶۔۵۷، ف۱۱۸)

## غیر اللہ کو پکارنے والے اور قیامت کا دن:

( الکهف : ۵۲۔ النحل : ۸۶۔القصص : ۶۲ تا ۶۴۔ فاطر : ۱ تا ۲۶۔ المؤمن : ۴۳ تا ۴۷۔ حم السجدة: ۴۷، ۴۸۔ الأحقاف : ۴ تا ۶) شریک پکارنے سے بے خبر ہیں۔ (الاحقاف : ۴ تا۶) قبروں والے پکارنے سے بے خبر ہیں۔ (فاطر : ۱۹ تا ۲۲)

# دعا ومناجات

## احکام دعا:

① دعا کے آداب وشرائط۔(الأعراف : ۲۹، ۵۵، ۵۶)
② دعا کی اہمیت۔(الفرقان : ۷۷)
③ دعا عین عبادت ہے اور عبادت سے اعراض جہنمیوں کا کام ہے۔(الفرقان : ۲۰)
④ اللہ سے فضل کی طلب کے لیے دعا کرتے رہو۔(النساء : ۳۲)
⑤ اللہ سے دعا کے لیے کسی وسیلہ کی ضرورت نہیں۔(البقرة : ۱۸۶)
⑥ اللہ بندے کے قریب ہے اور اس کی دعا قبول کرتا ہے۔(هود : ۴۶)
⑦ اللہ تعالیٰ کو ناپسند دعا نبی بھی کرے تو رد ہو جاتی ہے۔(هود : ۴۶)
⑧ ناجائز کام کے لیے دعا سراسر جہالت ہے۔(هود : ۴۶)
⑨ غیر اللہ سے مدد مانگنا شرک ہے۔(بنی إسرائیل : ۵۶)
⑩ مشرک کا انجام برا ہے۔(الحج : ۲، ۳)
⑪ غیر اللہ سے دعا کرنا دھوکا اور فریب ہے۔(فاطر : ۱۴)
⑫ مشرکین کے معبود نہ دعا سنتے ہیں اور نہ جواب دے سکتے ہیں۔(فاطر : ۱۴)
⑬ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں سراسر عاجز ہیں۔(المومن : ۲۰)
⑭ یہ معبودان کی دعا سے بالکل بے خبر ہیں۔(الأحقاف : ۵)
⑮ ان کو پکارنا لا حاصل ہے۔(المومن : ۴۳)
⑯ یہ معبود اس قدر عاجز ہیں کہ ایک مکھی کا بھی مقابلہ نہیں کر سکتے۔(الحج : ۷۳)
⑰ اللہ تعالیٰ پریشان حال کی دعا قبول کرتا ہے۔(النمل : ۶۲)
⑱ مشرک کے لیے دعائے مغفرت نہیں ہو سکتی۔(التوبہ : ۱۱۴)

۱۹ مشرک اور منافق پر نماز جنازہ منع ہے۔(التوبہ : ۸۴)
۲۰ ابراہیم (علیہ السلام) ابتدا میں اپنے مشرک باپ کے لیے دعا کرتے رہے۔(الشعراء : ۸۶)
۲۱ جب اس کے انجام سے باخبر ہوئے لاتعلقی کا اعلان کر دیا۔(التوبہ : ۱۱۴)
۲۲ دعا صرف اللہ ہی سے برحق ہے۔(التوبہ : ۱۱۴)
۲۳ اور اس کے سوا دوسروں سے دعا مانگنا باطل ہے۔(الدھر : ۱۴۔ الأعراف : ۱۹۴، ۱۹۷)

## قرآنی دعائیں:

۱ مصیبت اور صدمہ کے وقت کی دعا۔(البقرة : ۱۵۶)
۲ دنیا و آخرت کی بھلائیوں کے لیے دعا۔(البقرة : ۲۰۱)
۳ عفو و مغفرت کے لیے دعا۔(البقرة : ۲۸۶)
۴ دعا جو رسول ﷺ شب بیداری کے وقت پڑھا کرتے۔(آل عمران : ۱۹۱، ۱۹۴)
۵ میدان جنگ میں مجاہدین کی دعا۔(آل عمران : ۱۴۷)
۶ دشمنوں کے شر سے محفوظ رہنے کی دعا۔(آل عمران : ۱۷۴)
۷ زکریا علیہ السلام کی دعا نیک اولاد کے لیے۔(آل عمران : ۳۸)
۸ راسخ فی العلم لوگوں کی دعا۔(آل عمران : ۸، ۹)
۹ متقین کی دعا۔(آل عمران : ۱۶)
۱۰ عباد الرحمٰن کی دعا۔(الفرقان : ۶۵، ۶۶)
۱۱ اولاد اور بیوی کی اصلاح کے لیے دعا۔(الفرقان : ۷۴)
۱۲ طالوت اور اس کے ساتھیوں کی دعا۔(البقرة : ۲۵۰)
۱۳ مریم کی والدہ کی دعا۔(آل عمران : ۳۶)
۱۴ اصحاب کہف کی دعا۔(کهف : ۱۰)
۱۵ اصحاب اعراف کی دعا۔(الأعراف : ۴۷)
۱۶ حق کی فتح و نصرت کے لیے دعا۔(الأعراف : ۸۹)
۱۷ استقامت کے لیے دعا۔(الأعراف : ۱۲۶)
۱۸ موسیٰ علیہ السلام کی اپنے بھائی کے لیے دعا۔(الأعراف : ۱۵۱)
۱۹ اپنی قوم کے لیے دعا۔(الأعراف : ۱۵۵، ۱۵۶)

۲۰ اہل جنت کا وظیفہ۔(یونس : ۸۸)
۲۱ فرعون کے حق میں موسیٰ علیہ السلام کی بد دعا۔(یونس : ۸۸)
۲۲ نوح علیہ السلام کی کشتی پر سوار ہونے کے وقت دعا۔ (ھود : ۴۱)
۲۳ شرح صدر اور فصاحت بیانی کے لیے موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔(طٰہٰ : ۲۵تا۲۸)
۲۴ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اضافۂ علم کے لیے دعا کی تلقین۔ (طٰہٰ : ۱۱۴)
۲۵ کفار کی سرکشی کے مقابلہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا۔(الانبیاء : ۱۱۲)
۲۶ مومنین کی دعا۔ (الانفال : ۴۰)
۲۷ سواری کے وقت دعا۔(المومنون : ۲۹)
۲۸ کفار کے مقابلہ میں نوح علیہ السلام کی دعا۔(المومنون : ۳۹)
۲۹ ظالموں سے دور رہنے کی دعا۔(المومنون : ۹۴)
۳۰ شیطانی وسوسوں سے پناہ کی دعا۔(المومنون : ۹۷، ۹۸)
۳۱ مومنین کی دعا۔(المومنون : ۱۰۹)
۳۲ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو استغفار کی تلقین۔(المومنون : ۱۱۸)
۳۳ ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔(المومنون : ۸۳)
۳۴ داؤد اور سلیمان علیہ السلام کی دعا۔(النمل : ۱۵)
۳۵ ملکہ سبا کی دعا۔(النمل : ۴۴)
۳۶ اہل جنت کی دعا۔(فاطر : ۳۴، ۳۵)
۳۷ ایوب علیہ السلام کی دعا بیماری کی حالت میں۔(الأنبیاء : ۸۳)
۳۸ یونس علیہ السلام کی دعا مچھلی کے پیٹ میں۔(الأنبیاء : ۸۷)
۳۹ زکریا علیہ السلام کی دعا۔(الأنبیاء : ۸۹)
۴۰ ابراہیم علیہ السلام کی دعا ہجرت کے وقت۔(الصافات : ۱۰۰)
۴۱ مومنین کے لیے حاملین عرش کی دعا۔ (المومن : ۷)
۴۲ چالیس سال کی عمر کے بعد مومن کی دعا۔(الأحقاف : ۱۵)
۴۳ مومن کی دعا۔(الحشر : ۱۰)
۴۴ حالت نزع میں کافر کی دعا۔(المنافقون : ۹)

۴۵ آسیہ زوجہ فرعون کی دعا۔ (تحریم : ۱۱)
۴۶ سواری کے وقت مومن کی دعا۔ (الزخرف : ۱۳، ۱۴)
۴۷ آدم اور حوا علیہما السلام کی دعا۔ (الأعراف : ۲۳)
۴۸ نوح علیہ السلام کی دعا۔ (القمر : ۲۳)
۴۹ نوح علیہ السلام کی کفار کے لیے بد دعا۔ (نوح : ۲۶تا۲۸)
۵۰ یوسف علیہ السلام کی آخری دعا۔ (یوسف : ۱۰۱)
۵۱ سلیمان علیہ السلام کی دعا۔ (النمل : ۱۹۔ ص: ۳۵)
۵۲ لوط علیہ السلام کی دعا۔ (الشعراء : ۱۶۹)
۵۳ یوسف علیہ السلام کی عورتوں کے فتنہ سے حفاظت کے لیے دعا۔ (یوسف : ۳۳)
۵۴ موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔ (القصص : ۱۶)
۵۵ شعیب علیہ السلام کی دعا۔ (الأعراف : ۸۹۔ ھود : ۸۸)
۵۶ عیسیٰ علیہ السلام کی دعا۔ (المائدۃ : ۱۱۴)
۵۷ ابراہیم علیہ السلام اور اسماعیل علیہ السلام کی دعا۔ (البقرۃ : ۱۲۷تا۱۲۹)
۵۸ رسول اللہ ﷺ کی دعا جو ہجرت کے قریب کرتے رہے۔ (بنی اسرائیل : ۸۰)
۵۹ ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔ (ابراھیم : ۳۵ تا ۴۸)
۶۰ موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔ (المائدۃ : ۲۵)
۶۱ ماں باپ کے لیے دعا۔ (بنی اسرائیل : ۲۴)
۶۲ قوم موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔ (یونس : ۸۵، ۸۶)
۶۳ موسیٰ علیہ السلام کی دعا مصر سے جاتے وقت۔ (القصص : ۲۱)
۶۴ مدین پہنچ کر موسیٰ علیہ السلام کی دعا۔ (القصص : ۲۴)
۶۵ قوم کو دعوت توحید دینے کے بعد ابراہیم علیہ السلام کی دعا۔ (الشعراء : ۸۳ تا ۸۹)
۶۶ ابراہیم علیہ السلام اور ان کے ساتھیوں کی دعا۔ (الممتحنہ : ۴، ۵)
۶۷ مومنین کی دعا۔ (الحشر : ۱۰)
۶۸ قیامت کے دن مومنین کی دعا۔ (التحریم : ۸)
۶۹ مومنین اہل کتاب کی دعا۔ (المائدۃ : ۸۳)

قرآن وحدیث میں زندگی کے ہر موقع کے لیے دعائیں مذکور ہیں لیکن وسیلہ یا بحق فلاں یافلاں کے طفیل کا کہیں ذکر نہیں ہے۔ مثلاً وضو، اذان کے بعد، نماز کے دوران، نماز کے بعد، سوتے وقت، جاگتے وقت، تہجد کے وقت، صبح وشام کے اذکار، حج کے وقت مختلف مواقع پر دعائیں، روزہ افطار کرتے وقت، مرغ کی اذان سنتے وقت، گدھے کی آواز سن کر، سفر، کھانا، پینا، مباشرت، بیت الخلاء جاتے اور نکلتے وقت، جنگ اور امن کے وقت، گھبراہٹ کے وقت، دین، دنیا، مال، اولاد، کلمہ گو بھائیوں کی بھلائی کے لیے، زندگی، موت یعنی جنازہ کے وقت، قربانی کے وقت، گھر سے نکلتے وقت، گھر میں داخل ہوتے وقت وغیرہ وغیرہ۔

عموماً دعاؤں میں بحرمت یا بطفیل فلاں بزرگ یا خود رسول ﷺ کی ذات گرامی کے الفاظ رواج پا گئے ہیں مگر قرآن اور صحیح احادیث سے اس کا ثبوت نہیں ملتا۔ ہاں صرف حدیث پاک میں درود شریف کو قبولیت دعا کے اسباب میں سے قرار دیا گیا ہے۔ حافظ ابن تیمیہ رحمہ اللہ لکھتے ہیں دعاؤں میں اس قسم کے الفاظ صحابہ، تابعین وسلف سے ثابت نہیں ہیں، لہٰذا یہ دعا بالتوسل بدعت ہے۔ ان سب دعاؤں سے ثابت ہوا کہ سب، بزرگان دین نے اللہ تعالیٰ سے براہ راست دعائیں مانگیں، کوئی وسیلہ نہیں پکڑا۔

## توحید فی العبادت کے بارے میں شرکیہ امور:

﴿اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ﴾ ❶

''دعا (یعنی پکارنا) عبادت ہے۔''

معلوم ہوا کہ دعا عبادت ہے، اس لیے غیر اللہ سے دعا کرنا ان کی عبادت ہے اور یہ شرک ہے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿١٨﴾ (الجن: ۷۲/ ۱۸)

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کے لیے ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

اور دوسرے مقام پر فرمایا:

قُلْ اِنَّمَآ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِهٖٓ اَحَدًا ﴿٢٠﴾ قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ

❶ أبوداود، کتاب الوتر، باب الدعاء: ۱۴۷۹۔ ترمذی، کتاب التفسیر، (باب و من) سورۃ المؤمن: ۳۲۴۷، ۲۹۶۹، ۳۳۷۲

لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿۲۱﴾ (الجن: ۷۲/ ۲۰، ۲۱)

''کہہ دیجیے میں تو صرف اپنے رب کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا۔ آپ (ﷺ) کہہ دیں میں تمھارے لیے کسی نفع و نقصان کا اختیار نہیں رکھتا۔''

ان آیات سے معلوم ہوا کہ مساجد اللہ کی عبادت کے لیے بنائی گئی ہیں، اس میں صرف اسی کو پکارا جائے۔ اگر اس کے ساتھ کسی اور کو پکارا گیا تو یہ شرک ہے لیکن اتنی واضح آیات کے باوجود مسلمانوں کی مساجد میں شرکیہ کلمات آویزاں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ یا رسول اللہ، یا حسن، یا حسین، یا علی، یا غوث اعظم وغیرہ جیسے الفاظ کے ساتھ ندا کی جاتی ہے، حالانکہ یہ امور شرک سے تعلق رکھتے ہیں اور کسی بھی ثقہ عالم کے نزدیک جائز نہیں جیسا کہ سابقہ عبارات سے واضح ہے۔

مشرکین مکہ جو کام عبادت کے نام سے بجا لاتے تھے یعنی غیر اللہ کو مافوق الاسباب قدرتوں کا مالک سمجھ کر انھیں مشکلات و مصائب اور دکھ درد میں پکارنا، ان کے نام کی نذریں ماننا، ان کے تقرب کے لیے جانور ذبح کرنا، ان سے اولادیں طلب کرنا، مقابر و آستانوں پر اعتکاف بیٹھنا، ان کی مجاوری کرنا وغیرہ کو اللہ تعالیٰ نے شرک سے تعبیر کیا ہے اور ہمارے کلمہ گو مسلمان بھی ایسے امور کا ارتکاب کرتے ہیں، جن سے اجتناب انتہائی ضروری ہے اور اہل علم حضرات کا فرض ہے کہ وہ عوام کو ایسے امور سے منع کریں۔

آج کل عام بسوں، ویگنوں، گاڑیوں اور رکشوں وغیرہ پر لکھا ہوتا ہے: نورانی نور...... ہر بلا دور۔

یہی عقیدہ عیسائی حضرات بھی رکھتے ہیں۔ ایک دن میں (مبشر ربانی) نے بذات خود ایک رکشا کے پیچھے لکھا دیکھا:

یسوع نور...... ہر بلا دور...... کٹ دامصیتاں، سن داضرور

اس رکشا کا نمبر LXC-5070 ہے۔ یعنی عیسائی بھی یہی عقیدہ رکھتا ہے کہ یسوع مسیح علیہ السلام نور ہیں، ان کے نام سے ہر بلا و مصیبت دور ہوتی ہے۔ وہ ہماری مشکلات و مصائب دور کرتے ہیں اور دکھ درد میں ہماری پکار سنتے ہیں، حالانکہ دکھ درد میں دعائیں سننے اور قبول

کرنے والا اللہ وحدہٗ لاشریک لہ ہے۔ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّيْ فَاِنِّيْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ﴿البقرة: ۲/ ۱۸۶﴾

"اور جب میرے بندے میرے بارے میں آپ (ﷺ) سے سوال کریں تو آپ (ﷺ) کہہ دیں میں بہت ہی قریب ہوں۔ ہر پکارنے والے کی پکار کو جب بھی وہ مجھے پکارے قبول کرتا ہوں۔اس لیے لوگوں کو چاہیے کہ وہ میری بات مان لیں اور مجھ پر ایمان رکھیں تاکہ وہ ہدایت پائیں۔" (مزید دیکھیے: النمل: ۶۲۔)

لیکن کلمہ پڑھنے والوں نے اسلامی عقائد ترک کر کے غیر اللہ پر یقین کر لیا اور ہر مشکل و بلا ٹالنے والا اپنا مرشد اور پیر فقیر قرار دے لیا اور یہی عقیدہ عیسائی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رکھتے ہیں۔

لہٰذا ہم نے اپنے بھائیوں کی اصلاح کی غرض سے اس کتاب میں یہ بات واضح کی ہے کہ عقیدۂ توحید پر نجات کا دارومدار ہے۔اس بات کی دعوت تمام انبیاء و رسل علیہم السلام نے دی اور طاغوت و شیاطین کی عبادت جس طرح شرک ہے اسی طرح انبیاء و رسل علیہم السلام، ملائکہ، جن و انس، شجر و حجر وغیرہ کی عبادت بھی شرک ہے۔مشرکین مکہ جو اللہ تعالیٰ کو خالق، مالک، رازق، نافع و ضار، کشتی پار لگانے والا وغیرہ سمجھتے تھے، انھیں اللہ تعالیٰ نے مشرک اسی لیے قرار دیا کہ وہ اللہ کے سوا انبیاء و اولیاء، ملائکہ، جنوں اور بتوں کو مافوق الاسباب قوتوں کا مالک و مختار سمجھتے تھے اور انھیں مشکلات و حاجات اور مصائب و آلام میں پکارتے تھے۔ان کے اس عقیدے کی تردید اللہ وحدہٗ لاشریک لہ نے قرآن میں بے شمار مقامات پر کی ہے، جن میں سے چند ایک آیات قرآنیہ ہم نے اس کتاب میں درج کر دی ہیں۔

اگر آج بھی کوئی شخص کلمہ شہادت پڑھ کر اللہ کے علاوہ کسی کو مافوق الاسباب قوتوں کا مالک و مختار سمجھے اور انھیں مشکلات و مصائب اور حاجات و ضروریات میں پکارے اور فوت شدہ برگزیدہ ہستیوں کو غوث اعظم، گنج بخش، داتا، فیض عالم، فریاد رس گردانے، ان کے نام کی نذر و نیاز اور بکرے چھترے چڑھائے اور انھیں مرادیں پوری کرنے والا اور بگڑی بنانے والا خیال کرے اور حلال و حرام کا اختیار غیر اللہ میں تسلیم کرے تو وہ مشرکین کی اطاعت کر کے مشرک ہو

جاتا ہے اور اس کی عبادات نماز، روزہ، حج، زکوۃ اور جہاد وغیرہ باطل و بیکار اور رائگاں جاتی ہیں۔ انھیں اس عقیدے سے توبہ کر کے خالص توحید کو سمجھ کر اس پر عمل کرنا چاہیے کیونکہ عقیدہ توحید میں اگر اخلاص نہیں ہوگا تو قیامت والے دن نجات نہیں ہوگی اور نہ رسول اکرم ﷺ کی شفاعت کا حقدار ہوگا۔ عقائد صحیحہ اور اعمال صالحہ کے بغیر کوئی چھٹکارا نہیں ہوگا۔ نبی مکرم ﷺ نے اپنی پیاری بیٹی سیدہ فاطمۃ الزہرا ؓ وغیرہ کو فرما دیا تھا :

(( لَا أُغْنِي عَنْكِ مِنَ اللهِ شَيْئًا ))❶

''میں تمھیں اللہ سے کچھ کام نہیں آؤں گا۔''

اسی طرح سنن نسائی (۳۶۷۷) سنن دارمی (۲۶۳۲) مسند أبو عوانہ (۱/۹۵) وغیرہ میں بھی یہ روایت مروی ہے۔ لہٰذا سب مسلمان بھائیوں کو اپنے عقیدے کی اصلاح کرنی چاہیے اور اعمال صالحہ کرتے رہنا چاہیے۔

## توحید کا مفہوم :

توحید کا مفہوم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک ہے، اس کا کوئی شریک نہیں، وہی تمام کائنات کا مالک و مختار ہے، عالم الغیب والشہادۃ، ہر شے کا خالق، رازق، غوث اعظم، فریادرس، گنج بخش، فیض عالم، بندہ پرور، نذر و نیاز، منت اور سوز و پکار کے لائق، حاجت روا، مشکل کشا، بگڑی بنانے والا، مالک الملک، شہنشاہ، قانون ساز، فرماں روا، زندگی و موت کا مالک، نفع ونقصان کا مالک، بے نیاز اور مدبرالامور ہے۔ جب ہر شے کا خالق و مالک وہ ہے تو عبادت کے لائق بھی وہ اکیلا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہی کی عبادت کی جائے۔ اس کے علاوہ کسی کی عبادت نہ کی جائے۔ اللہ کے علاوہ سب کی عبادت سے انکار کیا جائے۔

میں عرش عظیم کے مالک اللہ کریم کی بارگاہ عالیہ میں آپ کے لیے دعا گو ہوں کہ وہ دنیا و آخرت میں آپ کا نگہبان ہو، ہمیشہ کے لیے آپ کو بابرکت بنائے اور ان لوگوں کے زمرے میں شامل کردے جنھیں جب کوئی نعمت حاصل ہوتی ہے تو شکرادا کرتے ہیں اور جب مصائب میں مبتلا ہوتے ہیں تو صبر کا مظاہرہ کرتے ہیں اور جب کبھی گناہ کا ارتکاب کر بیٹھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ سے معافی طلب کرتے ہیں، بلاشبہ یہ تینوں حالتیں سعادت کی علامت ہیں۔

❶ بخاري، كتاب التفسير، باب ﴿ و أنذر عشيرتك الأقربين ﴾ :۴۷۷۱، ۲۷۵۳

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی اطاعت کی توفیق عطا فرمائے۔ یہ اچھی طرح ذہن نشین کر لیجیے کہ ملت ابراہیم علیہ السلام اس بات کا نام ہے کہ تم پورے اخلاص و محبت سے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو۔ اس نے تمام لوگوں کو اسی کا حکم دیا ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات: ۵۱/ ۵۶)

''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو اس لیے پیدا کیا ہے کہ وہ میری عبادت کریں۔''

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے تمھیں خالصتاً اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے تو آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے جو عبادت توحید کے بغیر ہو گی، وہ عبادت ہی نہیں کہلائے گی، جیسا کہ بغیر وضو کے نماز کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

جس وقت عبادت میں شرک داخل ہو جائے تو عبادت فاسد ہو جاتی ہے جیسا کہ وضو کی حالت میں ہوا کے اخراج سے وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَا كَانَ لِلْمُشْرِكِينَ أَنْ يَعْمُرُوا مَسَاجِدَ اللَّهِ شَاهِدِينَ عَلَىٰ أَنْفُسِهِمْ بِالْكُفْرِ ۚ أُولَٰئِكَ حَبِطَتْ أَعْمَالُهُمْ وَفِي النَّارِ هُمْ خَالِدُونَ ﴿١٧﴾

(التوبة: ۹/ ۱۷)

''مشرکوں کو زیبا نہیں کہ اللہ کی مسجدوں کو آباد کریں جبکہ وہ اپنے آپ پر کفر کی گواہی دے رہے ہوں۔ ان لوگوں کے سب اعمال بیکار ہیں اور یہ ہمیشہ دوزخ میں رہیں گے۔''

آپ کو یہ تو معلوم ہو ہی گیا کہ شرک کی آمیزش عبادت کو فاسد کر دیتی ہے۔ شرک ایک ایسی لعنت ہے جس کے ارتکاب سے تمام اعمال صالحہ ضائع ہو جاتے ہیں اور یہ مشرک کو ابدی جہنم کا مستحق بنا دیتا ہے۔ اس لیے یہ ایک اہم ترین مسئلہ ہے جس کے متعلق تمام تر معلومات حاصل کرنا از حد ضروری ہے، تاکہ آپ اس کے جال سے بچ سکیں۔ چنانچہ رحمت کائنات صلی اللہ علیہ وسلم ان کے پاس تشریف لائے، ان کو کلمہ توحید کی دعوت دی۔ یہ بھی یاد رہے کہ لا الہ الا اللہ سے محض الفاظ کا اقرار نہیں بلکہ اس کا معنی و مفہوم مراد ہے۔ جاہل کافر بھی یہ جانتے تھے کہ کلمۂ توحید سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی مراد یہ ہے کہ تعلق صرف اللہ تعالیٰ سے ہو اور اس کے سوا جس جس کی عبادت ہو رہی ہے اس کا انکار اور اس سے بیزاری کا اظہار کیا جائے اور اس میں سرفہرست غیر

اللہ کو پکارنا ہے، اسی لیے جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ لا الہ الا اللہ کہو تو کہنے لگے:

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ (ص: ۳۸/ ۵)

''کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔''

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ جاہل کافر بھی کلمۂ توحید کو خوب سمجھتے تھے تو اس شخص پر تعجب ہے جو اسلام کا مدعی تو ہے لیکن وہ کلمہ توحید کی اتنی تفسیر بھی نہیں جانتا جس قدر کہ جاہل کافر جانتے تھے، بلکہ یہ خیال کرے کہ دلی اعتقاد اور مفہوم سمجھے بغیر صرف الفاظ کا ادا کرنا ہی کافی ہے اور ان میں سے سب سے زیادہ پڑھا لکھا اور عقلمند شخص یہ سمجھتا ہے کہ لا الہ الا اللہ کا معنی یہ ہے کہ خالق، رازق اور کائنات کا انتظام کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔

تو ایسے شخص میں کوئی خیر اور بھلائی نہیں جس سے بڑھ کر جاہل کافر لا الہ الا اللہ کے مفہوم کو زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ جب آپ نے میری مندرجہ بالا گزارشات کو سمجھ لیا اور اس شرک کو بھی اچھی طرح سمجھ لیا جس کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

إِنَّ اللَّهَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذَٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ ۚ

(النساء: ۴/ ۴۸)

''اللہ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔''

نیز اللہ تعالیٰ کے اس دین کو بھی جان لیا جسے عام انبیائے کرام علیہم السلام لے کر آئے تھے جس کے بغیر اللہ تعالیٰ کوئی دوسرا دین قبول نہیں کرے گا اور یہ بات بھی سمجھ میں آ گئی کہ لوگوں کی اکثریت اس دین سے بے خبر اور جاہل ہے تو ان معلومات سے دو فائدے سامنے آئے:

1 پہلا فائدہ یہ کہ اللہ تعالیٰ کے فضل اور اس کی رحمت پر خوشی اور مسرت ہونی چاہیے۔ جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

قُلْ بِفَضْلِ اللَّهِ وَبِرَحْمَتِهِ فَبِذَٰلِكَ فَلْيَفْرَحُوا هُوَ خَيْرٌ مِّمَّا يَجْمَعُونَ

(یونس: ۱۰/ ۵۸)

''کہہ دو کہ (یہ کتاب) اللہ کے فضل اور اس کی مہربانی سے (نازل ہوئی ہے) تو چاہیے کہ لوگ اس سے خوش ہوں، یہ اس سے کہیں بہتر ہے جو وہ جمع کرتے ہیں۔''

[۲] دوسرا فائدہ اللہ تعالیٰ کی گرفت سے خوف اور ڈر کا حاصل ہونا، کیونکہ جب آپ یہ بات جان لیں گے کہ بعض اوقات انسان غیر شعوری طور پر بھی ایسی بات کہہ جاتا ہے جس کی وجہ سے اسے کافر قرار دے دیا جاتا ہے اور جہالت کی وجہ سے اسے معذور نہیں سمجھا جاتا نیز بعض اوقات وہ اس خیال سے بات کر جاتا ہے کہ اس کو وہ بات اللہ تعالیٰ کے قریب کر دے گی جیسا کہ مشرکین سمجھتے تھے۔

خصوصاً سیدنا موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم میں سے چند صالح اور عالم افراد کا قصہ ذہن نشین کیجیے جن کا اللہ تعالیٰ ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ انھوں نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام

اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ (الأعراف: ۷/ ۱۳۸)

''جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں، ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔''

تو اس وقت آپ کے دل میں عظیم خوف پیدا ہوگا اور یہ خواہش بھی پیدا ہوگی کہ آپ ایسی باتوں سے بچیں جن سے شرک میں مبتلا ہونے کا خطرہ ہے۔ اس بات کو بھی یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خاص حکمت و مصلحت سے جس نبی کو بھی توحید کی دعوت دینے کے لیے معبوث فرمایا تو اس کے دشمن بھی کھڑے کر دیے جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَكَذٰلِكَ جَعَلْنَا لِكُلِّ نَبِیٍّ عَدُوًّا شَيٰطِيْنَ الْاِنْسِ وَالْجِنِّ يُوْحِیْ بَعْضُهُمْ اِلٰى بَعْضٍ زُخْرُفَ الْقَوْلِ غُرُوْرًا ؕ (الأنعام: ۶/ ۱۱۲)

''اور اسی طرح ہم نے شیطان (سیرت) انسانوں اور جنوں کو ہر پیغمبر کا دشمن بنا دیا تھا، وہ دھوکا دینے کے لیے ایک دوسرے کے دل میں ملمع کی باتیں ڈالتے رہتے تھے۔''

بعض اوقات دشمنان توحید علوم وفنون، کتب اور دلائل سے لیس بھی ہوتے ہیں، جیسا کہ ارشاد الٰہی ہے:

فَلَمَّا جَآءَتْهُمْ رُسُلُهُمْ بِالْبَيِّنٰتِ فَرِحُوْا بِمَا عِنْدَهُمْ مِّنَ الْعِلْمِ (المؤمن: ۴۰/ ۸۳)

''اور جب ان کے پیغمبران کے پاس کھلی نشانیاں لے کر آئے تو جو علم (اپنے خیال میں) ان کے پاس تھا اس پر اترانے لگے۔''

جب آپ نے یہ جان لیا اور یہ بھی معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں (حائل ہونے کے

لیے) اہل علم، فصیح و بلیغ اور دلائل سے مسلح دشمن بیٹھے ہوئے ہیں تو آپ پر واجب ہے کہ دین کا علم سیکھیں جو آپ کے پاس بطور ہتھیار ہو، جس سے آپ ان شیطانوں کا مقابلہ کر سکیں، جن کے پیش رو اور سردار نے اللہ تعالیٰ کے دربار میں کہا تھا:

قَالَ فَبِمَآ اَغْوَيْتَنِيْ لَاَقْعُدَنَّ لَهُمْ صِرَاطَكَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝ ثُمَّ لَاٰتِيَنَّهُمْ مِّنْۢ بَيْنِ اَيْدِيْهِمْ وَمِنْ خَلْفِهِمْ وَعَنْ اَيْمَانِهِمْ وَعَنْ شَمَآئِلِهِمْ ۭ وَلَا تَجِدُ اَكْثَرَهُمْ شٰكِرِيْنَ ۝ (الأعراف: ۷/ ۱۶، ۱۷)

''کہا مجھے تو تو نے ملعون کیا ہی ہے میں بھی تیرے سیدھے راستے پر ان (کو گمراہ کرنے) کے لیے بیٹھوں گا، پھر ان کے آگے سے اور پیچھے سے اور دائیں اور بائیں سے (غرض ہر طرف سے) آؤں گا (اور ان کی راہ ماروں گا) اور تو ان میں اکثر کو شکر گزار نہیں پائے گا۔''

لیکن جب آپ اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوں گے اور قرآنی دلائل پر غور و فکر کریں گے تو پھر کسی غم کھانے اور فکر کرنے کی چنداں ضرورت نہیں کیونکہ:

اِنَّ كَيْدَ الشَّيْطٰنِ كَانَ ضَعِيْفًا ۝ (النساء: ۴/ ۷۶)

''شیطان کا داؤ بودا ہوتا ہے۔''

موحدین کا ایک عام آدمی مشرکین کے ہزار علماء پر بھاری ہوتا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّ جُنْدَنَا لَهُمُ الْغٰلِبُوْنَ ۝ (الصافات: ۳۷/ ۱۷۳)

''یقیناً ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔''

ثابت ہوا کہ اللہ تعالیٰ کا لشکر دلائل اور زبان سے غالب ہوتا ہے، جیسا کہ وہ تلوار اور نیزے سے غالب ہوتا ہے، خطرہ تو اس موحد پر ہے جو بغیر اسلحہ کے راہ جہاد پر جا رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ہم پر کتاب مبین نازل فرما کر احسان عظیم فرمایا ہے جس میں ہر چیز بیان کر دی گئی ہے اور مسلمانوں کے لیے اس میں ہدایت، رحمت اور خوشخبری ہے۔ باطل پرست جو بھی دلیل لائیں گے قرآن کریم میں اس کا توڑ موجود ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَا يَاْتُوْنَكَ بِمَثَلٍ اِلَّا جِئْنٰكَ بِالْحَقِّ وَاَحْسَنَ تَفْسِيْرًا ۝ (الفرقان: ۲۵/ ۳۳)

''اور یہ لوگ تمھارے پاس جو (اعتراض کی) بات لاتے ہیں ہم تمھارے پاس اس کا معقول اورخوب واضح جواب بھیج دیتے ہیں۔''

بعض مفسرین نے کہا ہے کہ یہ آیت کریمہ ہر اس دلیل کو شامل ہے جو اہل باطل قیامت تک لائیں گے۔

شرک سے متعلق اللہ تعالیٰ کا واضح ارشاد ہے: ''بلاشبہ اللہ تعالیٰ اس گناہ کو نہیں بخشے گا کہ کسی کو اس کا شریک بنایا جائے اور اس کے سوا اور گناہ جس کو چاہے معاف کر دے۔'' (النساء: ۴۸)

ہر مسلمان کے علم میں یہ بات رہنی چاہیے کہ کلمۂ توحید یعنی لا الہ الا اللہ ہی کفر اور اسلام کے درمیان حد فاصل ہے یہی کلمۃُ التّقوی اور عروۃُ الوثقی ہے اور اسی کلمۂ توحید کے بارے میں ارشاد ہے:

وَجَعَلَهَا كَلِمَةًۢ بَاقِيَةً فِيْ عَقِبِهٖ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ۝

(الزخرف: ۴۳/ ۲۸)

''اور یہی کلمہ اپنی اولاد میں پیچھے چھوڑ گئے تاکہ وہ (اللہ کی طرف) رجوع رہیں۔''

کلمۂ توحید کا صرف زبانی اقرار کوئی معنی نہیں رکھتا کیونکہ منافقین بھی اس کا زبانی اقرار کرتے، نمازیں پڑھتے اور صدقہ وخیرات کرتے تھے پھر بھی وہ جہنم میں ''اسفل السافلین'' میں ہوں گے۔

کلمۂ توحید کے اقرار کا اسی وقت فائدہ ہوگا، جب دل میں اس کی محبت ومعرفت یعنی سمجھ ہو اور اہل ایمان سے بھی محبت واخوت ہو اور یہ محبت اس وقت تک مکمل نہ ہوگی جب تک کہ کلمہ توحید کے مخالفین سے عداوت اور دشمنی نہ ہو، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ خَالِصًا مِّنْ قَلْبِهٖ )) ''جو شخص خلوص دل سے لا الہ الا اللہ کا اقرار کرے۔''❶

ایک روایت میں یہ الفاظ ہیں:

(( مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَكَفَرَ بِمَا يُعْبَدُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ))❷

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب صفة الجنة والنار: ۶۵۷۰

❷ مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتیٰ یقولوا...... الخ: ۲۳

''جو شخص لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ کا اقرار کرے اور جن غیر اللہ کی عبادت کی جاتی ہے ان سب کا انکار کرے۔''

اس کے علاوہ بھی کتب صحاح میں احادیث نبویہ موجود ہیں جو کلمۂ توحید کے صرف زبانی اقرار کرنے والوں کی جہالت اور گمراہی پر دلالت کرتی ہیں۔ اس بات کو خاص طور پر ذہن نشین کر لینا چاہیے کہ کلمۂ توحید میں نفی اور اثبات دونوں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے سوا تمام مخلوق حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل (علیہ السلام) بھی اور ان کے علاوہ اولیاء اللہ اور صالحین امت سے بھی الوہیت کی نفی ہے اور صرف اللہ تعالیٰ سے الوہیت کا ثبوت ہے۔ اس بات کو سمجھنے کے بعد اس الوہیت پر غور کرنا چاہیے جسے اللہ تعالیٰ نے اپنے لیے خاص کیا ہے اور تمام مخلوق حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اور جبریل علیہ السلام سے بھی نفی ہے اور فرمایا کہ رائی برابر بھی ان میں صفت الوہیت نہیں اور یہ وہی الوہیت ہے جس کو عوام الناس ''سر'' اور ولایت کے نام سے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ الٰہ کے معنی ہیں ایسا ولی جس میں کوئی بھید یا ''سر'' ہو، دوسرے لفظوں میں ایسے ولی کو فقیر اور شیخ کے نام سے بھی پکارتے ہیں اور کچھ لوگ السید بھی کہتے ہیں۔ اولیاء اللہ کے بارے میں یہ تصور پایا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بعض اولیاء کو ایک خاص مقام اس لیے عطا فرمایا ہے کہ لوگ ان کی طرف مائل ہوں، ان سے اپنی امیدیں وابستہ کریں، ان کو پکاریں، ان سے پناہ طلب کریں اور ان کو میرے اور اپنے درمیان وسیلہ بنائیں۔

پس ہمارے اس دور کے مشرکین ان اولیاء کو اپنے اور اللہ کے درمیان وسیلہ اور مشرکین عرب ان کو الٰہ کہتے تھے اور واسطہ حقیقت میں الٰہ ہی کو کہتے ہیں۔ لہٰذا کسی شخص کا کلمۂ توحید لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کرنا وسیلہ کی تردید و نفی کرنا ہے اور یہ مسئلہ بنیادی اصولوں کو سمجھ لینے سے ذہن نشین ہو گا جن کا اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں تذکرہ فرمایا ہے:

## پہلا اصول:

اس بات کو اچھی طرح ذہن نشین کر لیں کہ وہ کفار جن کے خلاف رسول اللہ ﷺ نے جنگیں لڑیں اور جن کے قتل کرنے، مال لوٹنے اور جن کے بچوں کو غلام اور عورتوں کو لونڈیاں بنانے کو جائز قرار دیا تھا وہ توحید ربوبیت کے قائل تھے۔ توحید ربوبیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ پیدا کرنے والا، رزق دینے والا، زندہ کرنے والا، موت دینے والا اور کائنات

میں مدبر الامور صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ وہ اس بات کے اقراری تھے کہ اللہ تعالیٰ خالق و رازق ،زندگی و موت دینے والا اور کائنات کے تمام معاملات کی تدبیر کرنے والا ہے۔ یہ سب کچھ تسلیم کرنے کے باوجود دائرۂ اسلام میں داخل نہیں سمجھے گئے، بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

قُلْ مَنْ يَّرْزُقُكُمْ مِّنَ السَّمَآءِ وَ الْاَرْضِ اَمَّنْ يَّمْلِكُ السَّمْعَ وَالْاَبْصَارَ وَ مَنْ يُّخْرِجُ الْحَيَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَيُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ الْحَيِّ وَمَنْ يُّدَبِّرُ الْاَمْرَ ؕ فَسَيَقُوْلُوْنَ اللّٰهُ ۚ فَقُلْ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝

(یونس: ۱۰/ ۳۱)

”(ان سے) پوچھو کہ تمھیں آسمان اور زمین میں رزق کون دیتا ہے یا (تمھارے) کانوں اور آنکھوں کا کون مالک ہے اور بے جان میں سے جان دار کو کون پیدا کرتا ہے اور جاندار میں سے بے جان کو کون نکالتا ہے اور دنیا کے کاموں کا کون انتظام کرتا ہے؟ جھٹ کہہ دیں گے کہ اللہ۔ تو کہو کہ پھر تم (اللہ تعالیٰ) سے ڈرتے کیوں نہیں؟“

مندرجہ بالا فرمان الٰہی پر غور فرمایے کہ آیت کریمہ میں جن امور کا تذکرہ کیا گیا ہے کفار عرب ان سب کو مانتے اور اقرار کرتے تھے نیز وہ صدقہ و خیرات بھی کرتے، حج اور عمرہ بھی ادا کرتے اور اس کے علاوہ بھی وہ عبادت بجا لاتے تھے اور اللہ تعالیٰ سے ڈر اور خوف کی وجہ سے بعض محرمات سے بھی اجتناب کرتے تھے۔ پھر بھی اللہ تعالیٰ نے ان کو اسلام میں داخل نہیں کیا اور نہ ان کی جانوں اور مال و متاع کو محفوظ قرار دیا۔

مندرجہ بالا اعمال حسنہ کے باوجود اللہ تعالیٰ نے ان کو کافر قرار دیا، ان کو قتل کرنا اور ان کا مال چھین لینا جائز رکھا۔ اس لیے کہ وہ اللہ تعالیٰ کے لیے توحید الوہیت کا اقرار نہیں کرتے تھے۔ توحید الوہیت یہ ہے کہ انسان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ تعالیٰ کے سوا نہ کسی کو پکارا جائے نہ کسی سے امیدیں وابستہ کی جائیں۔ اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہ کی جائے، اللہ کے سوا کسی سے فریاد نہ کی جائے، کوئی جانور غیر اللہ کے لیے ذبح نہ کیا جائے، نہ کسی مقرب فرشتہ کے لیے اور نہ کسی نبی اور رسول کے لیے۔ پس جو شخص غیر اللہ سے فریاد کرتا ہے یا غیر اللہ کے لیے

جانور ذبح کرتا ہے یا غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز مانتا ہے، اس کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

قارئین کرام کو یہ نہ بھولنا چاہیے کہ وہ مشرکین عرب جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی وہ صالحین کو پکارا کرتے تھے۔ جیسے ملائکہ، سیدنا عیسیٰ، عزیر علیہما السلام اور دوسرے اولیائے کرام وغیرہ اور یہ بھی اقرار کرتے تھے کہ اللہ ہی خالق ہے، وہی رازق ہے اور وہی کائنات کا انتظام وانصرام کرنے والا ہے، پھر بھی ان کو کافر قرار دیا گیا۔

## دوسرا اصول:

اگر کوئی مشرک یہ کہے کہ ہم جانتے ہیں، مانتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہی رازق، خالق اور مدبر الامور ہے لیکن یہ صالحین جن کو ہم پکارتے ہیں اور جن کے نام کی ہم نذر و نیاز دیتے ہیں اور جن کی قبروں پر جا کر ہم فریاد کرتے ہیں، ہم ان کو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے ہاں اپنا سفارشی سمجھتے ہیں اور بس، ورنہ ہمارا عقیدہ یہ ہے کہ خالق و مالک اور کائنات کا نظم ونسق صرف اللہ تعالیٰ ہی کے تصرف اور قبضے میں ہے۔ ایسے شخص کو یہ جواب دو کہ ابو جہل اور اس کے ساتھیوں کا بھی یہی عقیدہ تھا کیونکہ وہ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، سیدنا عزیر علیہ السلام اور ملائکہ اور دوسرے اولیائے کرام کو پکارا کرتے اور یہی کہتے تھے کہ یہ ہستیاں اللہ تعالیٰ کے ہاں ہماری سفارشی ہیں اور بس۔ مشرکین کا یہ کہنا ہے کہ ہم صالحین کی قبروں کی طرف متوجہ ہو کر اس لیے انھیں پکارتے ہیں تا کہ وہ ہمیں اللہ کے قریب کر دیں، ہم ان کی سفارش اور قرب کے ذریعے ہر چیز اللہ تعالیٰ سے مانگتے ہیں اور ان سے کچھ نہیں چاہتے۔ ان کے اس عقیدے کی دلیل قرآن مجید کی اس آیت کریمہ میں پائی جاتی ہے:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ اِنَّ اللّٰهَ يَحْكُمُ بَيْنَهُمْ فِيْ مَا هُمْ فِيْهِ يَخْتَلِفُوْنَ ڛ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَهْدِيْ مَنْ هُوَ كٰذِبٌ كَفَّارٌ ۝ (الزمر: ۳۹/ ۳)

’’اور جن لوگوں نے اللہ کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں تو جن باتوں میں یہ اختلاف کرتے ہیں اللہ ان کا فیصلہ کر دے گا، بے شک اللہ اس شخص کو ہدایت نہیں دیتا جو جھوٹا ناشکرا ہے۔‘‘

شفاعت کی دلیل اللہ تعالیٰ کے درج ذیل ارشاد میں پائی جاتی ہے، ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ يَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَ لَا يَنْفَعُهُمْ وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ؕ قُلْ اَتُنَبِّـُٔوْنَ اللّٰهَ بِمَا لَا يَعْلَمُ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْاَرْضِ ؕ سُبْحٰنَهٗ وَتَعٰلٰى عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ﴿۱۸﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۸)

''اور یہ (لوگ) اللہ کے سوا ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو ان کا کچھ بگاڑ نہیں سکتیں اور نہ ہی انھیں کوئی فائدہ پہنچا سکتی ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔ کہہ دو کیا تم اللہ کو ایسی چیز بتاتے ہو جس کا وجود اسے نہ آسمانوں میں معلوم ہوتا ہے اور نہ زمین میں، وہ پاک ہے اور (اس کی شان) ان کے شرک کرنے سے بہت بلند ہے۔''

## شفاعت کی اقسام:

شفاعت کی دو قسمیں ہیں:

1. منفی شفاعت۔
2. مثبت شفاعت۔

منفی شفاعت اسے کہتے ہیں جو غیر اللہ سے کی جائے اور وہ اس پر قادر نہ ہو، بطور دلیل یہ آیت ملاحظہ فرمائیں:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْفِقُوْا مِمَّا رَزَقْنٰكُمْ مِّنْ قَبْلِ اَنْ يَّاْتِيَ يَوْمٌ لَّا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ؕ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ﴿۲۵۴﴾

(البقرۃ: ۲/ ۲۵۴)

''اے ایمان والو! جو (مال) ہم نے تمھیں دیا ہے اس میں سے اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا اور نہ دوستی اور سفارش ہو سکے گی اور کفر کرنے والے لوگ ظالم ہیں۔''

قیامت کے روز شفاعت کرنے والے کی عزت وتکریم سفارش کی بنا پر ہوگی اور سفارش کی اجازت بھی اسی کے حق میں ملے گی جس کا کوئی قول یا عمل اللہ تعالیٰ کو پسند آ گیا ہو۔ اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر وہاں کوئی کسی کے لیے سفارش نہیں کر سکے گا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرة: ۲/ ۲۵۵)

''کون ہے جو اس کی اجازت کے بغیر (کسی کی) سفارش کر سکے۔''

جب آپ نے اس بات کو اچھی طرح سمجھ لیا کہ کفار و مشرکین توحید ربوبیت کا اقرار کرتے تھے یعنی خالق، رازق اور مدبر کائنات صرف اللہ تعالیٰ کو سمجھنا، پھر بھی سیدنا عیسیٰ علیہ السلام، ملائکہ اور اولیائے کرام کی تعریف میں رطب اللسان رہنے سے ان کا مقصد یہ ہوتا تھا کہ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کے ہاں ہمارے سفارشی ہیں اور ہمیں اللہ تعالیٰ کے قریب تر کرنے والی یہی بزرگ ہستیاں ہیں اور خصوصاً نصاریٰ میں کچھ ایسے افراد بھی تھے جو رات دن عبادت الٰہی میں مصروف رہتے تھے اور صدقہ و خیرات بھی کیا کرتے تھے حتیٰ کہ وہ لوگوں سے الگ تھلگ ہو کر کنائس میں زہد کی زندگی بسر کرتے، ان اوصاف حمیدہ کے باوجود وہ کافر اور اللہ کے دشمن ہی ٹھہرے اور ان اعمال حسنہ کے باوجود وہ ہمیشہ جہنم میں رہیں گے، کیونکہ وہ ان نفوس قدسیہ کو پکارتے، ان کے نام کی نذر و نیاز دیتے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرتے رہے۔ ان مشرکانہ عقائد کو سمجھنے کے بعد آپ پر اسلام کی حقیقت واضح ہو جائے گی جس کی طرف رسول مکرم ﷺ نے دنیا کو دعوت دی اور نبی ﷺ کا یہ ارشاد حرف بحرف صادق ہوتا ہوا نظر آئے گا، جس میں آپ ﷺ نے فرمایا تھا:

(( بَدَأَ الْإِسْلَامُ غَرِيبًا وَ سَيَعُودُ كَمَا بَدَأَ غَرِيبًا ))❶

''اسلام کی ابتدا اجنبیت کی حالت میں ہوئی اور یہ اجنبیت کی طرف لوٹ جائے گا جیسے اس کی ابتدا ہوئی۔''

اور یہ بات بھی روز روشن کی طرح واضح ہو جائے گی کہ اکثر لوگوں کا اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

پس اے میرے بھائیو! اللہ سے ڈرو اور حقیقی اسلام کو اول تا آخر سمجھو اور اس کی اساس کلمۂ توحید (( لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ )) کو مضبوطی سے تھام لو، اس کے معنی و مفہوم کو سمجھو، کلمۂ توحید اور اس کے حاملین سے محبت کرو اور انھی کو اپنا بھائی بناؤ، اگرچہ یہ لوگ تم سے دور کسی دوسرے ملک میں کیوں نہ ہوں اور ہر طاغوت سے انکار کرو اور ہر طاغوتی طاقت اور اس کے حلیفوں سے علیحدگی اختیار کر لو اور ایسے لوگوں سے بھی تمھارا مقاطعہ ضروری ہے جو کسی بھی طاغوتی طاقت کی حمایت

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب بيان أن الإسلام بدأ غريبا و سيعود غريبا...... الخ: ۱۴۵

کرتے ہوں یا یہ کہتے ہوں کہ ان کے بارے میں ہم پر کوئی ذمہ داری نہیں ہے، ان کا یہ کہنا اللہ تعالیٰ پر سراسر کذب و بہتان ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو مکلّف ٹھہرایا ہے کہ وہ ہر طاغوت کا انکار کریں اور اس سے اپنی براءت کا اظہار کریں، اگر چہ وہ ان کے سگے بھائی یا اولاد ہی کیوں نہ ہوں۔ پس میں دوبارہ اپنے بھائیوں سے عرض کروں گا کہ وہ کلمۂ توحید کو مضبوطی سے تھام لیں، تاکہ جب وہ اپنے رب کے حضور پیش ہوں تو مشرک نہ ہوں۔

## تیسرا اصول:

نبی اکرم ﷺ کا ظہور ان لوگوں میں ہوا جو کائنات کی متعدد اشیاء کے پجاری تھے۔ ان میں ایسے بھی تھے جو چاند اور سورج کی پوجا کرتے اور ایسے بھی تھے جو صالحین کی بندگی کرتے اور ایسے بھی تھے جو انبیائے کرام علیہم السلام، ملائکہ، مقربین اور حجر و شجر کے پجاری تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بلاتفریق تمام کے خلاف جہاد کیا۔ بطور دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

وَقٰتِلُوْهُمْ حَتّٰى لَا تَكُوْنَ فِتْنَةٌ وَّيَكُوْنَ الدِّيْنُ لِلّٰهِ ۭ (البقرۃ: ۲/ ۱۹۳)

''اور ان سے اس وقت تک لڑتے رہنا کہ فساد نابود ہو جائے اور (ملک میں) اللہ ہی کا دین ہو جائے۔''

## عبادت شمس و قمر کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَمِنْ اٰيٰتِهِ الَّيْلُ وَالنَّهَارُ وَالشَّمْسُ وَالْقَمَرُ ۭ لَا تَسْجُدُوْا لِلشَّمْسِ وَلَا لِلْقَمَرِ وَاسْجُدُوْا لِلّٰهِ الَّذِيْ خَلَقَهُنَّ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ۝

(حٰم السجدۃ: ۴۱/ ۳۷)

''رات اور دن، سورج اور چاند اس کی نشانیوں میں سے ہیں، تم لوگ نہ تو سورج کو سجدہ کرو اور نہ چاند کو بلکہ اللہ ہی کو سجدہ کرو جس نے ان چیزوں کو پیدا کیا ہے، اگر تم خاص اسی کی عبادت کرنا چاہتے ہو۔''

## عبادت صالحین کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿۵۶﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ يَبْتَغُوْنَ اِلٰى رَبِّهِمُ الْوَسِيْلَةَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ وَيَرْجُوْنَ رَحْمَتَهٗ وَيَخَافُوْنَ عَذَابَهٗ ؕ اِنَّ عَذَابَ رَبِّكَ كَانَ مَحْذُوْرًا ﴿۵۷﴾ (بنی إسرائیل : ۱۷/ ۵۶-۵۷)

''کہہ دو (مشرکو!) جن لوگوں کی نسبت تمھیں (معبود) ہونے کا گمان ہے ان کو پکارو، وہ تم سے تکلیف کے دور کرنے یا اس کے بدل دینے کا کچھ اختیار نہیں رکھتے۔ یہ لوگ جن کو (اللہ کے سوا) پکارتے ہیں وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعۂ تقرب تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون اس میں اللہ کا زیادہ مقرب ہے اور اس کی رحمت کے امیدوار رہتے ہیں اور اس کے عذاب سے ڈرتے ہیں۔ بے شک تمھارے پروردگار کا عذاب ڈرنے کی چیز ہے۔''

(فائدہ ۱۱۸ مراد آبادی جیسے عیسیٰ علیہ السلام، عزیر علیہ السلام، ملائکہ)

## عبادت ملائکہ کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيْعًا ثُمَّ يَقُوْلُ لِلْمَلٰٓئِكَةِ اَهٰٓؤُلَآءِ اِيَّاكُمْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ ﴿۴۰﴾ قَالُوْا سُبْحٰنَكَ اَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُوْنِهِمْ ۚ بَلْ كَانُوْا يَعْبُدُوْنَ الْجِنَّ ۚ اَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُّؤْمِنُوْنَ ﴿۴۱﴾ فَالْيَوْمَ لَا يَمْلِكُ بَعْضُكُمْ لِبَعْضٍ نَّفْعًا وَّلَا ضَرًّا ؕ وَنَقُوْلُ لِلَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ذُوْقُوْا عَذَابَ النَّارِ الَّتِيْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ﴿۴۲﴾

(سبا : ۳۴/ ۴۰ تا ۴۲)

''جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمھیں پوجا کرتے تھے، وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے بلکہ یہ جنات کو پوجا کرتے تھے اور اکثر انھی کو مانتے تھے، تو آج تم میں سے کوئی کسی کو نفع و نقصان پہنچانے کا اختیار نہیں رکھتا اور ہم ظالموں سے کہیں گے کہ دوزخ کے عذاب کا جس کو تم جھوٹ سمجھتے تھے، مزا چکھو۔''

## عبادت انبیاء کی دلیل:

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَ اِذْ قَالَ اللّٰهُ يٰعِيْسَى ابْنَ مَرْيَمَ ءَاَنْتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ اتَّخِذُوْنِيْ وَ اُمِّيَ اِلٰهَيْنِ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ؕ قَالَ سُبْحٰنَكَ مَا يَكُوْنُ لِيْۤ اَنْ اَقُوْلَ مَا لَيْسَ لِيْ ۗ بِحَقٍّ ؕ اِنْ كُنْتُ قُلْتُهٗ فَقَدْ عَلِمْتَهٗ ؕ تَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِيْ وَ لَاۤ اَعْلَمُ مَا فِيْ نَفْسِكَ ؕ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ۝ مَا قُلْتُ لَهُمْ اِلَّا مَاۤ اَمَرْتَنِيْ بِهٖۤ اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ رَبِّيْ وَ رَبَّكُمْ ۚ وَ كُنْتُ عَلَيْهِمْ شَهِيْدًا مَّا دُمْتُ فِيْهِمْ ۚ فَلَمَّا تَوَفَّيْتَنِيْ كُنْتَ اَنْتَ الرَّقِيْبَ عَلَيْهِمْ ؕ وَ اَنْتَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝ اِنْ تُعَذِّبْهُمْ فَاِنَّهُمْ عِبَادُكَ ۚ وَ اِنْ تَغْفِرْ لَهُمْ فَاِنَّكَ اَنْتَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ (المائدۃ : ۵/ ۱۱۶ تا ۱۱۸)

''اور (اس وقت کو بھی یاد رکھو) جب اللہ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود بناؤ؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے، میرے لیے کیسے لائق تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کچھ حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کیا ہوگا تو تجھے معلوم ہوگا کیونکہ جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے میں اسے نہیں جانتا۔ بے شک تو علام الغیوب ہے، میں نے ان سے کچھ نہیں کہا بجز اس کے جس کا تو نے مجھے حکم دیا ہے۔ وہ یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا پروردگار ہے اور جب تک میں ان میں رہا ان کی خبر رکھتا رہا، جب تو نے مجھے دنیا سے اٹھا لیا تو تو ان کا نگران تھا اور تو ہر چیز سے باخبر ہے۔ اگر تو ان کو عذاب دے تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر بخش دے تو بے شک تو غالب، حکمت والا ہے۔''

## عبادت شجر و حجر کی دلیل:

ابوواقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ہمراہ غزوۂ حنین کے لیے نکلے۔ صورت حال یہ تھی کہ ہم ابھی نئے نئے مسلمان ہوئے تھے۔ ہم نے دیکھا کہ مشرکین ایک بیری کے درخت کو متبرک سمجھتے ہیں اور وہاں اعتکاف بیٹھتے ہیں۔ کامیابی حاصل کرنے کی

غرض سے اپنا اسلحہ اس کے ساتھ لٹکاتے ہیں اور اسے ''ذات انواط'' کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ہم نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا کہ ہمارے لیے بھی اس ذات انواط جیسا کوئی مقام مقرر فرما دیجیے۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر تعجب سے فرمایا: ''اللہ اکبر! پہلی قوموں کی ایسی ہی عادات رہی ہیں، اللہ کی قسم! تم نے تو ویسا ہی مطالبہ کیا جس طرح بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کیا تھا۔'' ❶

جس کا قرآن مجید نے یوں تذکرہ فرمایا ہے:

قَالُوْا یٰمُوْسَى اجْعَلْ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ ؕ قَالَ اِنَّكُمْ قَوْمٌ تَجْهَلُوْنَ ﴿۱۳۸﴾ اِنَّ هٰٓؤُلَآءِ مُتَبَّرٌ مَّا هُمْ فِیْهِ وَ بٰطِلٌ مَّا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ﴿۱۳۹﴾ قَالَ اَغَیْرَ اللّٰهِ اَبْغِیْكُمْ اِلٰهًا وَّ هُوَ فَضَّلَكُمْ عَلَى الْعٰلَمِیْنَ ﴿۱۴۰﴾

(الأعراف: ۷/ ۱۳۸ تا ۱۴۰)

''(بنی اسرائیل) کہنے لگے اے موسیٰ! جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا تم بڑے ہی جاہل لوگ ہو۔ یہ لوگ جس (شغل) میں پھنسے ہوئے ہیں وہ برباد ہونے والا ہے اور جو کام یہ کرتے ہیں بے ہودہ ہیں اور یہ بھی کہا بھلا میں اللہ کے سوا تمھارے لیے کوئی اور معبود تلاش کروں، حالانکہ اس نے تمھیں تمام اہل عالم پر فضیلت بخشی ہے۔''

## چوتھا اصول:

ہمارے دور کے مشرک قرون اولیٰ کے مشرکین سے بھی دو قدم آگے ہیں۔ قرون اولیٰ کے مشرک مصائب کے وقت اللہ ہی کو پکارتے اور زمانہ خوشحالی میں شرک کا ارتکاب کیا کرتے تھے، لیکن ہمارے دور کے مشرک خوشحالی کے ایام ہوں یا تنگدستی کے ہر دو صورت میں شرک کا ارتکاب کرتے ہیں اور دائمی طور پر شرک میں مبتلا رہتے ہیں، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے واضح ہوتا ہے:

فَاِذَا رَكِبُوْا فِی الْفُلْكِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ فَلَمَّا نَجّٰىهُمْ اِلَى الْبَرِّ اِذَا هُمْ یُشْرِكُوْنَ ﴿۶۵﴾ لِیَكْفُرُوْا بِمَآ اٰتَیْنٰهُمْ ۚۙ وَ لِیَتَمَتَّعُوْا ۫

❶ ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء لترکبن سنن من کان قبلکم: ۲۱۸۰

فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ (العنکبوت: ۲۹/ ۶۶)

''پھر جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اللہ کو پکارتے اور خالص اسی کی عبادت کرتے ہیں، لیکن جب وہ ان کو نجات دے کر خشکی پر پہنچا دیتا ہے تو فوراً شرک کرنے لگتے ہیں، تا کہ جو ہم نے ان کو بخشا ہے اس کی ناشکری کریں اور فائدہ اٹھائیں، عنقریب ان کو معلوم ہو جائے گا۔''

ہم اپنی گفتگو کو ایسی آیت کریمہ پر ختم کرتے ہیں جس کو سمجھنے کے بعد معلوم ہو جائے گا کہ ہمارے دور کے مشرکین کا کفران مشرکین سے بہت بڑا ہے جن سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تھی، ارشاد الٰہی ہے:

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا (بنی إسرائیل: ۱۷/ ۶۷)

''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمھیں (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے، تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔''

اس آیت کریمہ کو غور سے پڑھو، اس میں اللہ تعالیٰ نے ان کفار کا ذکر کیا ہے جن کو جب کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو اپنے تمام بزرگوں اور مشائخ کو چھوڑ دیتے تھے اور کسی سے بھی استغاثہ وفریاد نہیں کرتے تھے بلکہ صرف اللہ وحدہ لاشریک لہ کو اپنی تمناؤں کا مرکز بنا لیتے تھے اور صرف اللہ ہی سے استغاثہ وفریاد کرتے تھے لیکن جب تکلیف دور ہو جاتی تو شرک میں مبتلا ہو جاتے تھے۔

دوسری طرف جب آپ موجودہ مشرکین کو دیکھیں گے جن میں بعض بزعم خود عالم و فاضل اور زہد و اجتہاد کے مدعی بھی ہوتے ہیں، جب ان کو کوئی مصیبت یا تکلیف آتی ہے تو عین حالت مصیبت میں بھی وہ غیر اللہ سے فریاد کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ جیسے معروف کرخی رحمہ اللہ، شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ، زید بن خطاب رضی اللہ عنہ، زبیر رضی اللہ عنہ اور رسول اللہ ﷺ اور علی رضی اللہ عنہ۔ فاللہ المستعان۔

ہم قرآن کریم میں سے چند ایسی مثالیں پیش کرتے ہیں جو اللہ تعالیٰ نے ہمارے دور کے مشرکوں کے دلائل کے جواب میں کہی ہیں، اہل باطل کا جواب دو طرح سے ہے:

۱۔ مجمل

۲۔ مفصل

۱۔ مجمل جواب تو عقلمندوں کے لیے امر عظیم اور فائدہ کبیرہ ہے، جیسے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

هُوَ الَّذِيٓ اَنْزَلَ عَلَيْكَ الْكِتٰبَ مِنْهُ اٰيٰتٌ مُّحْكَمٰتٌ هُنَّ اُمُّ الْكِتٰبِ وَاُخَرُ مُتَشٰبِهٰتٌ ۭ فَاَمَّا الَّذِيْنَ فِيْ قُلُوْبِهِمْ زَيْغٌ فَيَتَّبِعُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ ابْتِغَاۗءَ الْفِتْنَةِ وَابْتِغَاۗءَ تَاْوِيْلِهٖ ۚ وَمَا يَعْلَمُ تَاْوِيْلَهٗٓ اِلَّا اللّٰهُ ۘ (آل عمران: ۳/ ۷)

''وہی تو ہے جس نے تم پر کتاب نازل کی، بعض آیتیں محکم ہیں (اور) وہی اصل کتاب ہیں اور بعض متشابہ ہیں تو جن لوگوں کے دلوں میں کجی ہے وہ متشابہات کا اتباع کرتے ہیں، تا کہ فتنہ برپا کریں اور مراد اصلی کا پتا لگائیں، حالانکہ مراد اصلی اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔''

نیز صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

《 اِذَا رَاَيْتُمُ الَّذِيْنَ يَبْتَغُوْنَ مَا تَشَابَهَ مِنْهُ فَاُولٰئِكَ الَّذِيْنَ سَمَّى اللّٰهُ فَاحْذَرُوْهُمْ 》 ❶

''جب تم متشابہ آیات کی پیروی کرنے والوں کو دیکھو تو جان لو کہ یہی وہ لوگ ہیں جن کا اللہ تعالیٰ نے نام لیا ہے، ان سے بچ کر رہو۔''

اس کی مثال یہ ہے کہ اگر کوئی مشرک یہ آیت کریمہ پڑھے:

﴿ اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَاۗءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ﴾ (یونس: ۱۰/ ۶۲)

''سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر، (سورۃ آل عمران) باب ﴿منه آيات محكمات﴾: ۴۵۴۷

۲ یا کہے کہ سفارش برحق ہے۔
۳ یا یہ کہے کہ انبیائے کرام علیہم السلام کا اللہ تعالیٰ کے ہاں بڑا بلند رتبہ ہے۔
۴ یا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کوئی ارشاد پڑھے جس سے اپنے باطل عقیدہ پر استدلال کرنا چاہے اور تم اس کے ذکر کردہ کلام کا مفہوم نہ سمجھتے ہو۔

تو اسے یہ جواب دو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرمایا ہے کہ جن کے دل ٹیڑھے ہیں وہ محکم آیات کو چھوڑ کر متشابہ آیات کے پیچھے جاتے ہیں اور جو میں نے تمھارے سامنے ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے کہ مشرک اللہ تعالیٰ کی ربوبیت کا اقرار کرتے تھے لیکن ان کو کافر صرف اس لیے کہا کہ انھوں نے ملائکہ وانبیاء اور اولیاء سے بایں معنی اپنا تعلق بنا رکھا تھا :

هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس : ۱۰/ ۱۸)

''یہ اللہ تعالیٰ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔''

یہ بات تو ایسی واضح اور ناقابل تاویل ہے کہ کوئی شخص اس کے معنی ومفہوم کو تبدیل نہیں کرسکتا لیکن اے مشرک! جو تو قرآن کریم کی آیت یا رسول مکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا کلام پیش کرتا ہے میں اس کے معنی تو نہیں سمجھتا لیکن میں ایک فیصلہ کن بات کہتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ کے کلام میں تناقض نہیں ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالیٰ کے کلام کے خلاف نہیں کہہ سکتے۔

یہ جواب بہت اچھا اور سیدھا سادا ہے، اسے وہی شخص سمجھے گا جسے اللہ تعالیٰ نے توفیق سے نوازا ہے۔ اس جواب کو معمولی نہ سمجھنا، اسی کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا الَّذِيْنَ صَبَرُوْا ۚ وَمَا يُلَقّٰىهَآ اِلَّا ذُوْ حَظٍّ عَظِيْمٍ ۝
(حم السجدة: ۴۱/ ۳۵)

''اور یہ بات انھی لوگوں کو حاصل ہوتی ہے جو برداشت کرنے والے ہیں اور انھی کو نصیب ہوتی ہے جو بڑے صاحب نصیب ہیں۔''

۲۔ جواب مفصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے دشمن انبیائے کرام علیہم السلام کے دین پر بہت سے اعتراضات کرتے ہیں اور لوگوں کو دین سے روکتے ہیں، ان میں سے ایک اعتراض یہ ہے:

**اعتراض:** وہ کہتے ہیں کہ ہم اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے بلکہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی پیدا کرسکتا ہے نہ رزق دے سکتا ہے، نفع دے سکتا ہے نہ تکلیف میں مبتلا کرسکتا ہے اور یہ کہ رسول (صلی اللہ علیہ وسلم) اپنی ذات کے لیے نفع ونقصان کا

بھی اختیار نہیں رکھتے۔ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ وغیرہ کا تو ذکر ہی کیا لیکن میں ایک گنہگار آدمی ہوں اور اللہ تعالیٰ کے دربار میں صالحین کا بڑا رتبہ ہے، میں ان کے واسطہ سے اللہ تعالیٰ ہی سے مانگتا ہوں؟

**جواب:** اس کو وہی جواب دو جو پہلے گزر چکا ہے، وہ یہ کہ جن لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے جنگیں لڑیں، وہ بھی یہی اقرار کرتے تھے جو تم کر رہے ہو۔ وہ اقرار کرتے تھے کہ ان کے معبود کسی بھی کام کا انتظام نہیں کرسکتے۔ وہ لوگ بھی ان کے واسطہ سے مرتبہ اور شفاعت ہی کے طالب تھے اور ان کو وہ آیات پڑھ کر سناؤ جو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں نازل فرمائی ہیں اور ان کی خوب وضاحت کرو۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ یہ آیات تو بتوں کے پجاریوں کے متعلق نازل ہوئی ہیں تو تم انبیائے کرام (علیہم السلام) اور نیک لوگوں کو بتوں جیسا کس طرح بناتے ہو؟

**جواب:** تو اس کو پہلے والا جواب دو کیونکہ جب اس نے اقرار کرلیا کہ کافر بھی ربوبیت صرف اللہ تعالیٰ کی مانتے تھے اور جن افراد کی قبور کا قصد کر کے جاتے تھے ان سے صرف سفارش ہی کے طلبگار ہوتے تھے لیکن اللہ تعالیٰ چاہتا ہے کہ مشرکین اور موحدین کے عمل میں فرق کردے۔

اور اسے بتاؤ کہ کافروں میں سے کچھ تو وہ تھے جو بتوں کو پکارتے تھے اور بعض ایسے تھے جو اولیائے کرام علیہم السلام کو پکارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے انھی کے متعلق فرمایا ہے:

”یہ لوگ جن کو اللہ کے سوا پکارتے ہیں، وہ خود اپنے پروردگار کے ہاں ذریعہ (تقرب) تلاش کرتے رہتے ہیں کہ کون ان میں (اللہ کا) زیادہ مقرب (ہوتا) ہے۔“ (بنی إسرائیل :۵۷)

اور کچھ لوگ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام اور ان کی والدہ کو پکارا کرتے تھے، جیسا کہ فرمان باری ہے:

مَا الْمَسِيحُ ابْنُ مَرْيَمَ إِلَّا رَسُولٌ ۚ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ۖ وَأُمُّهُ صِدِّيقَةٌ ۖ كَانَا يَأْكُلَانِ الطَّعَامَ ۗ انْظُرْ كَيْفَ نُبَيِّنُ لَهُمُ الْآيَاتِ ثُمَّ انْظُرْ أَنَّىٰ يُؤْفَكُونَ ۞ قُلْ أَتَعْبُدُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ مَا لَا يَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَلَا نَفْعًا ۚ وَاللَّهُ هُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ۞

(المائدۃ : ۵/ ۷۵، ۷۶)

''مسیح ابن مریم تو صرف (اللہ کے) پیغمبر تھے، ان سے پہلے بھی بہت سے رسول گزر چکے تھے اوران کی والدہ (مریم اللہ کی) ولی (اور سچی فرماں بردار) تھیں، دونوں (انسان تھے اور) کھانا کھاتے تھے۔ دیکھو! ہم ان لوگوں کے لیے اپنی آیتیں کس طرح کھول کھول کر بیان کرتے ہیں پھر (یہ) دیکھو کہ یہ کدھر الٹے جا رہے ہیں، کہو کہ تم اللہ کے سوا ایسی چیز کی کیوں پرستش کرتے ہو جس کو تمھارے نفع اور نقصان کا کچھ بھی اختیار نہیں اور اللہ ہی سب کچھ سنتا جانتا ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے مزید فرمایا:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَٰٓئِكَةِ أَهَٰٓؤُلَآءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا۟ سُبْحَٰنَكَ أَنتَ وَلِيُّنَا مِن دُونِهِم ۖ بَلْ كَانُوا۟ يَعْبُدُونَ ٱلْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُم بِهِم مُّؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ (سبا: ۳۴/ ۴۰، ۴۱)

''اور جس دن وہ ان سب کو جمع کرے گا پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تم کو پوجا کرتے تھے؟ وہ کہیں گے تو پاک ہے تو ہی ہمارا دوست ہے نہ کہ یہ بلکہ یہ جنات کی پوجا کرتے تھے اور اکثر انھی کو مانتے تھے۔''

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان بھی سناؤ:

وَإِذْ قَالَ ٱللَّهُ يَٰعِيسَى ٱبْنَ مَرْيَمَ ءَأَنتَ قُلْتَ لِلنَّاسِ ٱتَّخِذُونِى وَأُمِّىَ إِلَٰهَيْنِ مِن دُونِ ٱللَّهِ ۖ قَالَ سُبْحَٰنَكَ مَا يَكُونُ لِىٓ أَنْ أَقُولَ مَا لَيْسَ لِى بِحَقٍّ ۚ إِن كُنتُ قُلْتُهُۥ فَقَدْ عَلِمْتَهُۥ ۚ تَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِى وَلَآ أَعْلَمُ مَا فِى نَفْسِكَ ۚ إِنَّكَ أَنتَ عَلَّٰمُ ٱلْغُيُوبِ ﴿١١٦﴾ (المائدۃ: ۵/ ۱۱۶)

''اور اس وقت کو بھی یاد رکھو! جب اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ اے عیسیٰ ابن مریم! کیا تم نے لوگوں سے کہا تھا کہ اللہ کے سوا مجھے اور میری والدہ کو معبود مقرر کرو؟ وہ کہیں گے کہ تو پاک ہے، مجھے کب شایاں تھا کہ میں ایسی بات کہتا جس کا مجھے کوئی حق نہیں۔ اگر میں نے ایسا کہا ہو گا تو تجھ کو معلوم ہو گا (کیونکہ) جو بات میرے دل میں ہے تو اسے جانتا ہے اور جو تیرے دل میں ہے اسے میں نہیں جانتا، بے شک تو علام الغیوب ہے۔''

اب اس سے پوچھو کہ بات سمجھ میں آئی کہ اللہ تعالیٰ نے جیسے بتوں کا قصد کرنے والوں کو کافر کہا ہے ویسے ہی نیک اور صالح لوگوں کا قصد کرنے والوں کو بھی کافر قرار دیا ہے اور ان سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تھی۔

**اعتراض:** اگر وہ یہ کہے کہ کفار و مشرکین تو ان اولیاء سے مانگتے تھے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہی نفع دینے والا اور وہی نقصان پہنچانے والا ہے وہی کائنات کا انتظام کرنے والا ہے، میں تو صرف اللہ ہی سے مانگتا ہوں اور صالحین کے اختیار میں کوئی چیز نہیں ہے، لیکن میں ان کا قصد اس لیے کرتا ہوں کہ میں اللہ تعالیٰ کے ہاں ان کی سفارش کی امید رکھتا ہوں؟

**جواب:** اس کا جواب یہ ہے کہ تمھارا اور کفار کا قول ایک ہی جیسا ہے اور اس کو یہ آیت کریمہ پڑھ کر سناؤ:

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۘ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى ۭ (الزمر : ۳۹/ ۳)

''اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ کا مقرب بنا دیں۔''

یہ آیت بھی سناؤ:

وَ يَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَاۗءِ شُفَعَاۗؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ ۭ (یونس : ۱۸)

''اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہماری سفارش کرنے والے ہیں۔''

آپ کو یہ معلوم ہونا چاہیے کہ مشرکین کے یہی تین شبہات سب سے بڑے ہیں۔ جب آپ کو یہ معلوم ہو گیا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو اپنی کتاب کریم میں خوب وضاحت سے بیان کیا ہے اور آپ نے ان کو اچھی طرح سمجھ لیا ہے تو باقی شبہات کے جوابات بہت آسان ہیں۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ میں تو صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا ہوں اور ان کی طرف جھکاؤ اور ان کو پکارنا ان کی عبادت نہیں ہے؟

**جواب:** تو اس سے کہو کیا تم اقرار کرتے ہو کہ اخلاص عبادت تم پر فرض ہے؟ اگر وہ کہے کہ ہاں! تو اسے کہو کہ وہ اخلاص عبادت جو تم پر فرض ہے اسے ذرا بیان تو کرو؟ اگر وہ عبادت اور

اس کی اقسام کو نہ جانتا ہو تو اس کو بتاؤ کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَقَالَ رَبُّكُمُ ادْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَكُمْ ؕ اِنَّ الَّذِیْنَ یَسْتَكْبِرُوْنَ عَنْ عِبَادَتِیْ سَیَدْخُلُوْنَ جَهَنَّمَ دٰخِرِیْنَ۠ (المؤمن: ۴۰/ ۶۰)

''اور تمھارے رب نے فرمایا مجھ سے دعا کرو میں قبول کروں گا۔ (ف ۱۲۷) بے شک وہ جو میری عبادت سے اونچے کھنچتے ہیں عنقریب جہنم میں جائیں گے ذلیل ہو کر۔''

فائدہ ۱۲۷: آیت کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے کہ دعا سے مراد عبادت ہے اور قرآن کریم میں دعا بمعنی عبادت بہت جگہ وارد ہے۔ حدیث شریف میں ہے: (( اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ )) ❶

ترجمہ احمد رضا خاں وتفسیر مراد آبادی۔

جب آپ اس کو یہ سمجھا دیں تو اس سے پوچھیں کہ کیا آپ کو معلوم ہے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے؟ تو وہ لازماً کہے گا کہ ہاں! کیونکہ دعا اور پکارنا تمام عبادات کا مغز ہے۔

اب اسے کہیے کہ جب آپ نے اقرار کرلیا کہ یہ عبادت ہے اور آپ دن رات اللہ تعالیٰ کو خوف اور امید سے پکارتے ہیں اور جب آپ نے اپنی کسی حاجت میں کسی نبی یا کسی بزرگ کو پکارا تو کیا تم نے اللہ کی عبادت میں کسی غیر اللہ کو شریک کیا یا نہیں؟ تو وہ لازماً کہے گا کہ ہاں!

اب آپ اس سے کہیں کہ جب آپ اللہ تعالیٰ کے مندرجہ ذیل ارشاد پر عمل کریں گے:

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ۝ (الکوثر: ۱۰۸/ ۲)

''اپنے پروردگار کے لیے نماز پڑھا کرو اور قربانی کیا کرو۔''

تو آپ نے اللہ کے لیے قربانی کی اور اس کی عبادت کی تو بتائیے کہ کیا یہ عبادت ہے؟ وہ لازماً کہے گا کہ ہاں! اب اسے کہو کہ اگر تم نے کسی مخلوق مثلاً نبی یا جن وغیرہ کے لیے جانور ذبح کیا تو کیا تم نے اس عبادت میں غیر اللہ کو شریک نہیں کیا؟ تو وہ لازماً اقرار کرے گا اور کہے گا کہ ہاں!

نیز اس کو یہ بھی کہیں کہ وہ مشرکین جن کے متعلق قرآن کریم نازل ہوا کیا وہ ملائکہ،

---

❶ ابو داؤد و ترمذی

صالحین اور لات وغیرہ کی پوجا نہیں کرتے تھے؟ تو وہ لازماً کہے گا کہ ہاں! تو اس سے پوچھو کہ کیا ان کی عبادت یہ نہ تھی کہ وہ ان کو پکارتے، ان کے نام پر جانور ذبح کرتے اور ان سے پناہ وغیرہ لیتے تھے؟ حالانکہ وہ اس بات کا اقرار کرتے تھے کہ وہ اللہ کے بندے اور اس کے غلبہ کے تحت ہیں اور اللہ تعالیٰ ہی تمام امور کا انتظام کرتا ہے لیکن انھوں نے ان کو پکارا اور ان کے مرتبہ اور سفارش کا سہارا لیا جو بالکل واضح بات ہے۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ کیا تم رسول اللہ ﷺ کی سفارش کا انکار اور اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہو؟

**جواب:** تو اس کو کہو کہ ہم سفارش کے منکر نہیں اور نہ اس سے بیزاری کا اظہار کرتے ہیں بلکہ ہمارا ایمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ شافع اور مشفع ہیں اور ہم ان کی سفارش کی امید رکھتے ہیں لیکن سفارش کی اجازت اللہ کے اختیار میں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا (الزمر : ۳۹/ ۴۴)

''کہہ دو کہ سفارش تو سب اللہ ہی کے اختیار میں ہے۔''

اور یہ سفارش اللہ کی اجازت کے بعد ہی ہوگی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ (البقرۃ : ۲/ ۲۵۵)

''کون ہے کہ اس کی اجازت کے بغیر اس سے (کسی کی) سفارش کر سکے۔''

اللہ تعالیٰ کی اجازت کے بغیر رسول اللہ ﷺ بھی کسی کی سفارش نہیں کریں گے جیسا کہ ارشاد باری ہے:

وَلَا يَشْفَعُوْنَ ۙ اِلَّا لِمَنِ ارْتَضٰى (الأنبیاء : ۲۱/ ۲۸)

''اور وہ (اس کے پاس کسی کی) سفارش نہیں کر سکتے مگر اس شخص کی جس سے اللہ خوش ہو۔''

یہ بھی یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ صرف توحید کو پسند کرتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ (آل عمران : ۳/ ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے سوا کسی اور دین کا طالب ہو گا وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا۔''

جب سفارش اللہ کے اختیار میں ہے اور اللہ ہی کی اجازت کے بعد ہو گی اور رسول مکرم ﷺ اور آپ کے علاوہ کوئی شخص بھی اجازت کے بغیر سفارش نہیں کر سکتا اور یہ بھی یاد رکھیے کہ اللہ تعالیٰ صرف اہل توحید کے لیے اجازت دے گا تو اب آپ کو معلوم ہو گیا کہ سفارش سب کی سب اللہ کے اختیار میں ہے اور میں اللہ تعالیٰ سے یوں سوال کرتا اور کہتا ہوں کہ اے اللہ! مجھے پیارے رسول ﷺ کی سفارش سے محروم نہ کرنا۔ اے اللہ! رسول مکرم ﷺ کو میرے متعلق سفارش کی اجازت فرمانا۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ رسول ﷺ کو سفارش دے دی گئی ہے اور میں آپ ﷺ سے اللہ کے دیے ہوئے میں سے مانگتا ہوں۔

**جواب:** تو اس کا جواب یہ ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے رسول مکرم ﷺ کو سفارش عطا فرما دی ہے، لیکن تم کو براہ راست آپ ﷺ سے طلب کرنے سے منع فرمایا ہے۔ جیسے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن: ۷۲/ ۱۸)

''اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو نہ پکارو۔''

اور پھر جب تم اللہ کو پکارتے ہوئے کہتے ہو کہ اے اللہ! میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ کو سفارش کی اجازت دے تو پھر اللہ کے ساتھ کسی کو نہ پکارنے میں اس کی اطاعت بھی کر اور اسے یہ بھی سنائیں:

قُلْ اِنَّمَاۤ اَدْعُوْا رَبِّيْ وَلَاۤ اُشْرِكُ بِهٖۤ اَحَدًا ﴿۲۰﴾ (الجن: ۷۲/ ۲۰)

''کہہ دو کہ میں تو اپنے رب ہی کو پکارتا ہوں اور اس کے ساتھ کسی کو بھی شریک نہیں کرتا۔''

اس سے یہ سوال بھی کریں کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ دوسروں کو بھی سفارش دی گئی ہے، جیسا کہ صحیح احادیث سے ثابت ہے کہ فرشتے، حافظ قرآن، چھوٹے بچے اور اولیائے کرام بھی سفارش کریں گے تو کیا ان کے متعلق بھی کہو گے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش دے دی ہے اور میں ان سے بھی مانگوں گا؟

اگر تم ایسا کہتے ہو تو یہی صالحین کی عبادت ہے جس کا اللہ نے اپنی کتاب میں ذکر فرمایا

ہے اور اگر تم اس کا انکار کرو تو تمھاری بات خود بخود باطل ہوگئی کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو سفارش دی ہے اور میں ان سے اللہ کے دیے ہوئے سے مانگتا ہوں۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتا، اس سے اللہ کی پناہ لیکن نیک لوگوں سے التجا وفریاد کرنا شرک نہیں ہے۔

**جواب:** تو آپ اس سے کہیں کہ جب تم اقرار کرتے ہو کہ اللہ تعالیٰ نے شرک کو زنا سے بھی زیادہ حرام قرار دیا ہے اور یہ بھی مانتے ہو کہ اللہ تعالیٰ شرک کو معاف نہیں کرے گا تو پھر وہ کون سا شرک ہے جسے اللہ تعالیٰ نے حرام کیا ہے اور جسے نہیں بخشے گا؟

اگر وہ نہیں جانتا تو اس سے کہیں کہ اگر تم شرک کو نہیں جانتے تو پھر تم اس سے کیسے بچ سکو گے؟ یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ تم پر کوئی چیز حرام کرے اور کہے کہ میں یہ نہیں بخشوں گا اور تم اس کے متعلق جانتے ہو، نہ پوچھتے ہو۔ کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ اللہ نے اسے حرام تو کر دیا ہے لیکن اسے بیان نہیں فرمایا؟

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ شرک تو بتوں کو پوجنا ہے اور ہم بتوں کی پوجا نہیں کرتے؟

**جواب:** تو آپ اس سے پوچھیں کہ بتوں کی پوجا کا مطلب کیا ہے؟ کیا تم خیال کرتے ہو کہ مشرکین عرب کا یہ عقیدہ تھا کہ یہ لکڑیاں، یہ پتھر کچھ پیدا کرتے، روزی دیتے یا اپنے پکارنے والوں کے امور کا انتظام کرتے ہیں؟ ہرگز نہیں، قرآن کریم اس کی تردید کرتا ہے۔

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ پوجا یہ ہے کہ کوئی آدمی لکڑی یا پتھر یا کسی قبر پر بنی ہوئی عمارت وغیرہ کا قصد کرے، ان کو پکارے اور ان کے نام پر جانور ذبح کرے اور کہے کہ یہ مجھے اللہ تعالیٰ کے قریب کر دیتے ہیں یا ان کی برکت سے اللہ تکلیف دور کر دیتا ہے یا ان کی برکت سے ہمیں دیتا ہے؟

**جواب:** تو کہو ہاں! تم نے صحیح کہا اور تم یہی کچھ ان پتھروں اور عمارتوں پر جا کر کرتے ہو جو قبروں پر بنی ہوئی ہیں تو اس نے اقرار کر لیا کہ ان کا یہ فعل ہی بتوں کی عبادت ہے اور یہی مطلوب ہے۔

اس کو یہ بھی کہا جائے کہ تمھارا یہ کہنا کہ شرک بتوں کی پوجا کا نام ہے، کیا اس سے آپ کا مطلب یہ ہے کہ شرک اسی سے مخصوص ہے اور نیک لوگوں پر بھروسا کرنا اور ان کو پکارنا شرک

نہیں ہے؟ تو اس بات کی تائید اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں فرما دی ہے اور ہر اس شخص کو کافر قرار دیا ہے جس نے ملائکہ، عیسیٰ یا صالحین میں سے کسی سے ایسا تعلق رکھا۔

یہ شخص لازماً اقرار کرے گا کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کی عبادت میں کسی بھی نیک شخص کو شریک کرے تو یہی وہ شرک ہے جس کا قرآن کریم میں ذکر ہے اور یہی مقصود ہے۔

اس مسئلہ کا راز یہ ہے کہ اگر وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں کرتا تو اس سے کہے کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا کیا ہے، اس کی وضاحت کیجیے؟

اگر وہ کہے کہ بتوں کی پوجا کا نام شرک ہے تو اس سے پوچھیے کہ بتوں کی عبادت کا کیا مطلب ہے، اس کی وضاحت کیجیے؟

اگر وہ کہے کہ میں اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کرتا تو اس سے کہیے کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کا کیا مطلب ہے۔ اس کی وضاحت کریں؟

اگر وہ وہی کچھ بتائے جو قرآن کریم نے بیان فرمایا ہے تو ٹھیک وگرنہ اسے معلوم نہیں، تو ایسی چیز کا دعویٰ کیسے کرسکتا ہے جس کو وہ نہیں جانتا۔

اور اگر ایسا مفہوم بیان کرے جو قرآنی آیات کے مفہوم کے خلاف ہو تو اس کے سامنے آپ شرک اور بتوں کی پوجا کے بیان سے متعلق واضح آیتوں کو پیش کر کے بتائیں کہ یہی سب کچھ تو آج کل کے افراد امت بھی کرتے ہیں اور صرف اللہ تعالیٰ وحدہ لاشریک لہ کی عبادت پر ہمیں کوسا جاتا ہے اور ہمارے خلاف ایسی ہرزہ سرائی کرتے ہیں جس طرح ان کے سابقہ بھائی کرتے چلے آئے ہیں:

أَجَعَلَ الْآلِهَةَ إِلَٰهًا وَاحِدًا ۖ إِنَّ هَٰذَا لَشَيْءٌ عُجَابٌ ﴿٥﴾ (ص ۳۸/ : ۵)

''کیا اس نے اتنے معبودوں کی جگہ ایک ہی معبود بنا دیا؟ یہ تو بڑی عجیب بات ہے۔''

**اعتراض:** اگر وہ کہے کہ فرشتوں اور نبیوں کو پکارنے کی وجہ سے ان کو کافر قرار نہیں دیا گیا بلکہ ان کو اس وجہ سے کافر قرار دیا گیا ہے کہ وہ کہتے تھے کہ فرشتے اللہ تعالیٰ کی بیٹیاں ہیں، لیکن ہم شیخ عبدالقادر وغیرہ کو اللہ تعالیٰ کا بیٹا قرار نہیں دیتے؟

**جواب:** تو کہو کہ اللہ تعالیٰ کی طرف اولاد کی نسبت کرنا ایک مستقل کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝۱ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝۲ (الإخلاص : ۱۱۲/ ۱، ۲)

''کہو کہ وہ (ذات پاک جس کا نام ) اللہ ہے، ایک ہے (وہ) معبود برحق بے نیاز ہے۔''

احد وہ ذات ہے جس کی کوئی مثل اور نظیر نہ ہو۔ صمد وہ ہے جس کی طرف ضروریات اور حاجات میں رجوع کیا جائے، لہٰذا جس شخص نے اللہ کے صمد ہونے کا انکار کیا اس نے کفر کیا۔ اگر چہ وہ پوری سورت کا انکار نہ کرے۔ ارشاد الٰہی ہے:

مَا اتَّخَذَ اللّٰهُ مِنْ وَّلَدٍ وَّ مَا كَانَ مَعَهٗ مِنْ اِلٰهٍ (المؤمنون : ۲۳/ ۹۱)

''اللہ تعالیٰ نے نہ تو کسی کو (اپنا) بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی اور معبود ہے۔''

اللہ تعالیٰ نے ان دونوں قسموں کو الگ الگ بیان فرمایا ہے اور ہر ایک کو ایک مستقل کفر قرار دیا ہے۔ ارشاد الٰہی ہے:

وَجَعَلُوْا لِلّٰهِ شُرَكَآءَ الْجِنَّ وَخَلَقَهُمْ وَخَرَقُوْا لَهٗ بَنِيْنَ وَبَنٰتٍۢ بِغَيْرِ عِلْمٍ (الأنعام : ۶/ ۱۰۰)

''اور ان لوگوں نے جنوں کو اللہ کا شریک ٹھہرایا حالانکہ ان کو اسی نے پیدا کیا اور بے سمجھے (جھوٹ بہتان) اس کے لیے بیٹے اور بیٹیاں بنا کھڑی کیں۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفر کی ان دونوں قسموں میں فرق کیا ہے۔ اس کی دوسری دلیل یہ بھی ہے کہ جو لوگ لات کی عبادت کر کے کافر ہوئے انھوں نے لات کو اللہ کا بیٹا نہیں کہا تھا۔ وہ تو ایک صالح شخص تھا اور جو لوگ جنوں کی عبادت کر کے کافر ہوئے وہ بھی جنوں کو اللہ کی اولاد نہیں سمجھتے تھے۔ اسی طرح چاروں مذاہب کے علمائے کرام ''مرتد کے حکم'' میں بیان کرتے ہیں:

''جب کوئی مسلمان یہ عقیدہ رکھے کہ اللہ کی اولاد ہے تو وہ مرتد ہو جاتا ہے۔''

ائمہ اربعہ کے علماء کفر کی دونوں قسموں میں فرق کرتے ہیں، یہ بات بالکل واضح ہے۔

**اعتراض:** اگر وہ شخص یہ آیت پیش کرے:

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝۶۲

(یونس : ۱۰/ ۶۲)

''سن رکھو کہ جو اللہ کے دوست ہیں ان کو نہ کچھ خوف ہو گا اور نہ وہ غمناک ہوں گے۔''

**جواب:** تو آپ اس سے کہیں کہ یہ آیت کریمہ اور اس کا مضمون بالکل درست اور صحیح ہے لیکن اولیاء کی عبادت نہیں ہونی چاہیے۔ ہم صرف یہ کہہ رہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ ان کی عبادت کرنا اور ان کو اللہ کا شریک بنانا درست نہیں ہے۔ ہاں! آپ پر لازم ہے کہ ان سے محبت رکھو، ان کی پیروی کرو، ان کی کرامات کا اقرار کرو۔ یہ بھی یاد رکھیے کہ اولیاء کی کرامات کے منکر صرف بدعتی اور گمراہ لوگ ہی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا دین دونوں اطراف کا درمیانی راستہ اور دونوں گمراہیوں کے درمیان ہدایت اور دونوں باطلوں کے درمیان حق کا راستہ ہے۔

جب آپ کو معلوم ہو گیا کہ یہی وہ چیز ہے جس کو ہمارے دور کے مشرک ''اعتقاد'' کہتے ہیں۔ یہی وہ شرک ہے جس کے متعلق قرآن کریم نازل ہوا۔ اسی پر رسول مکرم ﷺ نے لوگوں سے جہاد کیا، اب آپ کو یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ پہلے دور کے لوگوں کا شرک ہمارے دور کے لوگوں کے شرک سے دو وجوہ میں ہلکا تھا:

1. پہلے لوگ ملائکہ، اولیاء اور بتوں کو صرف عیش و آرام کی حالت میں پکارتے اور اللہ تعالیٰ کا شریک ٹھہراتے تھے لیکن سختی کے وقت وہ صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ (بنی إسرائیل: ١٧/ ٦٧)

''اور جب تم کو دریا میں تکلیف پہنچتی ہے (یعنی ڈوبنے کا خوف ہوتا ہے) تو جن کو تم پکارا کرتے ہو سب اس (ایک پروردگار) کے سوا گم ہو جاتے ہیں، پھر جب تم کو (ڈوبنے سے) بچا کر خشکی کی طرف لے جاتا ہے تو تم منہ پھیر لیتے ہو اور انسان ہے ہی ناشکرا۔''

قُلْ أَرَأَيْتَكُمْ إِنْ أَتَاكُمْ عَذَابُ اللَّهِ أَوْ أَتَتْكُمُ السَّاعَةُ أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ فَيَكْشِفُ مَا تَدْعُونَ إِلَيْهِ إِنْ

شَآءَ وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ (الأنعام: ٦/ ٤٠، ٤١)

''کہو (کافرو!) بھلا دیکھو کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے یا قیامت آ موجود ہو تو کیا تم (ایسی حالت میں) اللہ کے سوا کسی اور کو پکارو گے؟ اگر سچے ہو تو بتاؤ۔ (نہیں) بلکہ (مصیبت کے وقت، تم اسی کو پکارتے ہو تو جس دکھ کے لیے اسے پکارتے ہو وہ اگر چاہتا ہے تو اس کو دور کر دیتا ہے اور جن کو تم شریک بناتے ہو (اس وقت) انھیں بھول جاتے ہو۔''

نیز فرمایا:

وَ اِذَا مَسَّ الْاِنْسَانَ ضُرٌّ دَعَا رَبَّهٗ مُنِيْبًا اِلَيْهِ ثُمَّ اِذَا خَوَّلَهٗ نِعْمَةً مِّنْهُ نَسِيَ مَا كَانَ يَدْعُوْٓا اِلَيْهِ مِنْ قَبْلُ وَجَعَلَ لِلّٰهِ اَنْدَادًا لِّيُضِلَّ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ قُلْ تَمَتَّعْ بِكُفْرِكَ قَلِيْلًا ڰ اِنَّكَ مِنْ اَصْحٰبِ النَّارِ ﴿٨﴾

(الزمر: ٣٩/ ٨)

''اور جب انسان کو تکلیف پہنچتی ہے تو اپنے پروردگار کو پکارتا (اور) اس کی طرف دل سے رجوع کرتا ہے۔ پھر جب وہ اس کو اپنی طرف سے کوئی نعمت دیتا ہے تو جس کام کے لیے پہلے اس کو پکارتا ہے اسے بھول جاتا ہے اور اللہ کا شریک بنانے لگتا ہے تا کہ لوگوں کو اس کے رستے سے گمراہ کرے، کہہ دو کہ (اے کافر نعمت!) اپنی ناشکری سے تھوڑا سا فائدہ اٹھا لے پھر تو تو دوزخیوں میں ہوگا۔''

ایک اور جگہ ارشاد الٰہی ہے:

وَ اِذَا غَشِيَهُمْ مَّوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ

(لقمان: ٣١/ ٣٢)

''اور جب ان پر (دریا کی) لہریں سائبانوں کی طرح چھا جاتی ہیں تو اللہ کو پکارنے (اور) خالص اس کی عبادت کرنے لگتے ہیں۔''

جس شخص نے یہ مسئلہ سمجھ لیا جس کی اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں وضاحت فرمائی ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مشرکین جن سے رسول اللہ ﷺ نے جہاد کیا وہ آرام و سکون کی حالت میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ غیر اللہ کو بھی پکارتے تھے لیکن تکلیف کے وقت صرف ایک اللہ کو پکارتے تھے

اور اپنے سادات کو بھول جاتے تھے تو ایسے شخص کو سابقہ اور موجودہ دور کے مشرکین میں فرق کا پتا چل جائے گا، لیکن ایسے آدمی کہاں ہیں جن کے دل اس مسئلہ کو صحیح طور پر سمجھ سکیں؟ فاللہ المستعان۔

۲ پہلے لوگ اللہ کے ساتھ ان لوگوں کو پکارتے تھے جو اللہ کے مقرب ہوتے جیسے انبیاء و اولیاء اور ملائکہ وغیرہ یا ایسے پتھروں اور درختوں کو پکارتے جو اللہ کے مطیع ہیں نافرمان نہیں اور ہمارے دور کے لوگ اللہ کے ساتھ ایسے لوگوں کو پکارتے ہیں جو سب سے زیادہ فاسق و فاجر ہیں اور طرفہ یہ کہ خود ہی ان کا فسق وفجور، چوری، زنا اور ترک صلوٰۃ وغیرہ لوگوں سے بیان کرتے ہیں۔

جب یہ بات اچھی طرح ثابت ہوگئی کہ جن لوگوں سے رسول اللہ ﷺ نے جنگ کی تھی وہ آج کل کے مشرکوں سے شرک میں کم اور ان سے زیادہ عقلمند تھے تو اب آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ ان کا ایک شبہ اور بھی ہے جو وہ ہمارے بیان کردہ دلائل پر وارد کرتے ہیں اور ان کا یہ سب سے بڑا شبہ ہے، اس کا جواب بڑے غور سے سنو۔

**اعتراض:** وہ کہتے ہیں کہ جن کے متعلق قرآن کریم نازل ہوا وہ لاالٰہ الا اللہ کا اقرار نہیں کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کو جھٹلاتے ،قیامت کا انکار کرتے، قرآن کریم کی تکذیب کرتے اور اسے جادو کہتے تھے، لیکن ہم ایک اللہ کی عبادت کرتے ہیں، ایک اللہ کے قائل ہیں اور محمد ﷺ کو اللہ کا رسول سمجھتے ہیں، قرآن کریم کی تصدیق کرتے، قیامت کو مانتے اور نماز روزے کی پابندی کرتے ہیں تو تم ہمیں ان جیسا کیسے قرار دیتے ہو؟

**جواب:** عرض ہے کہ علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جب کوئی شخص رسول اللہ ﷺ کے کسی ایک حکم کی تکذیب اور دوسرے حکم کی تصدیق کرے تو وہ کافر ہے اور وہ اسلام میں داخل ہی نہیں ہوا۔

اسی طرح اگر قرآن کریم کے کچھ حصے پر ایمان لائے اور اس کے کچھ حصے کا انکار کرے، جیسے کوئی شخص توحید کا اقرار تو کرے، لیکن نماز کی فرضیت کا انکار کرے، یا توحید اور نماز کا اقرار کرے، لیکن زکوٰۃ کے وجوب کا انکار کرے، یا ان تمام احکام کو تسلیم کرے، لیکن روزے کا انکار کرے، یا ان سب امور کو مانے لیکن حج کا انکار کرے، یا ان سب باتوں کو مانے لیکن قیامت کا انکار کرے، تو ایسا شخص بالاجماع کافر ہے، اس کا خون بہانا اور مال لوٹنا حلال ہے۔

جیسا کہ فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ الَّذِیْنَ یَکْفُرُوْنَ بِاللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَ یُرِیْدُوْنَ اَنْ یُّفَرِّقُوْا بَیْنَ اللّٰہِ وَرُسُلِہٖ وَیَقُوْلُوْنَ نُؤْمِنُ بِبَعْضٍ وَّ نَکْفُرُ بِبَعْضٍ وَّیُرِیْدُوْنَ اَنْ یَّتَّخِذُوْا بَیْنَ ذٰلِکَ سَبِیْلًا ﴿۱۵۰﴾ اُولٰٓئِکَ ھُمُ الْکٰفِرُوْنَ حَقًّا

(النساء: ۴/ ۱۵۰، ۱۵۱)

''جو لوگ اللہ اور اس کے پیغمبروں سے کفر کرتے ہیں اور اللہ اور اس کے پیغمبروں میں فرق کرنا چاہتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ہم بعض کو مانتے ہیں اور بعض کو نہیں مانتے اور ایمان اور کفر کے بیچ میں ایک راہ نکالنا چاہتے ہیں، وہ بلا شبہ کافر ہیں۔''

دیکھیے جب رسول اللہ ﷺ کے دور مسعود میں کچھ لوگ حج کے لیے فوراً تیار نہ ہوئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں یہ آیت کریمہ نازل فرمائی:

وَلِلّٰہِ عَلَی النَّاسِ حِجُّ الْبَیْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ اِلَیْہِ سَبِیْلًا وَمَنْ کَفَرَ فَاِنَّ اللّٰہَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ ﴿۹۷﴾ (آل عمران: ۳/ ۹۷)

''اور لوگوں پر اللہ کا حق (یعنی فرض) ہے کہ جو اس گھر تک جانے کی طاقت رکھے وہ اس کا حج کرے اور جو اس حکم کی تعمیل نہ کرے گا تو اللہ بھی اہل عالم سے بے نیاز ہے۔''

جب اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مبین میں اس بات کی تصریح کر دی کہ جو شخص کچھ حصے پر ایمان لائے اور کچھ حصے کا انکار کرے تو وہ پکا کافر ہے جیسے مرزائی، تو یہ شبہ بھی زائل ہو گیا اور یہی وہ شبہ تھا جو بعض ''اہل احساء'' نے اپنے مکتوب میں لکھ کر ہمیں ارسال کیا تھا۔

یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ جب تم اقرار کرتے ہو کہ جو شخص تمام امور میں رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کرے لیکن صرف نماز کا انکار کر دے تو وہ کافر ہے، اس کا خون بہانا اور مال کو غنیمت بنانا بالاجماع حلال ہے، اسی طرح اگر ہر چیز کا اقرار کرے اور قیامت کو نہ مانے یا رمضان کے روزوں کے وجوب کا انکار کرے اور باقی تمام احکام کی تصدیق کرے تو ایسے شخص کے کافر ہونے میں نہ کسی کو انکار ہے اور نہ اختلاف۔ قرآن کریم نے بھی یہی کہا ہے جیسا کہ پہلے بیان کر چکے ہیں۔

یہ تو واضح بات ہے ہی کہ رسول اللہ ﷺ جس قدر احکام لے کر تشریف لائے ان میں سب سے بڑا فریضہ توحید ہے، جو نماز، زکوٰۃ، روزہ اور حج سب سے اہم اور بڑا فریضہ ہے تو جو شخص ان احکام میں سے کسی ایک کا انکار کرے تو کافر قرار پائے گا۔ اگرچہ وہ رسول اللہ ﷺ کی دیگر تعلیمات پر عمل پیرا بھی ہو اور اگر وہ توحید کا انکار کرے جو تمام رسولوں کا دین ہے تو وہ کیسے کافر نہ ہوگا؟ سبحان اللہ! یہ عجیب طرح کی جہالت ہے۔

یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ان صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دیکھو جنھوں نے قبیلہ بنوحنیفہ سے جنگ کی، حالانکہ بنوحنیفہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر مسلمان ہوئے اور شہادت دیتے تھے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ لوگ اذانیں دیتے اور نماز پڑھتے تھے۔ ان کے بارے میں اگر کوئی شخص یہ کہے کہ یہ لوگ مسیلمہ کی نبوت کے قائل ہو گئے تھے اس لیے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ان سے جنگ کی، تو ہم کہیں گے کہ یہی تو ہمارا مقصد ہے کہ جب کوئی شخص کسی کو رسول اللہ ﷺ کے مرتبہ تک بلند کر دے تو وہ کافر قرار پائے گا، اس کا خون بہانا اور مال چھیننا حلال ہو جائے گا اور اس کو کلمۂ شہادت اور نماز روزہ فائدہ نہ دیں گے تو اس شخص کا کیا حال ہوگا جو شمسان، یوسف یا کسی صحابی یا نبی کو خالق کائنات کے مرتبہ تک پہنچا دے؟ سبحان اللہ ما اعظم شانہ!

كَذٰلِكَ يَطْبَعُ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ (الروم: ۳۰/ ۵۹)

یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ سے جلا دیا تھا وہ تو آپ کے ساتھی اور اسلام کے دعویدار تھے۔ انھوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے علم سیکھا تھا لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں ان کا وہی اعتقاد تھا جو آج کل لوگ یوسف اور شمسان وغیرہ کے بارے میں رکھتے ہیں تو دیکھو کس طرح صحابہ نے ان کے قتل اور ان کے کفر پر اتفاق کیا؟ کیا تم یہ سمجھتے ہو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مسلمانوں کو کافر کہتے تھے؟ اور کیا تمھارا یہ خیال ہے کہ تاج وغیرہ کے بارے میں اس قسم کا اعتقاد نقصان دہ نہیں لیکن سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے بارے میں یہی اعتقاد رکھنے سے آدمی کافر ہو جاتا ہے۔ یہ جواب بھی دیا جائے گا کہ بنوعبیدالقداح جو عباسیوں کے دور حکومت میں مصر اور مغرب پر قابض ہو گئے تھے، وہ سب کے سب کلمۂ شہادت ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار کرتے تھے، اسلام کے دعویدار تھے، نماز جمعہ اور باجماعت نمازیں پڑھتے تھے لیکن جب انھوں نے بعض امور میں شریعت کی مخالفت کی جو زیر بحث مسئلہ کی نسبت بہت ہی کم

اہمیت رکھتے تھے، پھر بھی علماء نے ان کے کفر اور ان سے جنگ کرنے پر اتفاق کیا اور ان کے شہروں کو دارالحرب قرار دیا۔ چنانچہ مسلمانوں نے ان سے جنگ کی یہاں تک کہ وہ تمام شہر آزاد کرا لیے جو ان کے زیر تصرف تھے۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ پہلے لوگوں کو صرف اس لیے کافر قرار دیا گیا تھا کہ انھوں نے شرک اور تکذیب رسول و قرآن کریم اور انکار قیامت کو اکٹھا کر لیا تھا، نیز ان ابواب کا کیا مطلب ہوگا جو مذاہب اربعہ کے علمائے کرام نے اپنی اپنی کتابوں میں باندھے ہیں کہ "باب حکم المرتد" مرتد وہ شخص ہے جو اسلام لانے کے بعد کفر اختیار کر لے۔ پھر مرتد کی بہت سی قسمیں لکھی ہیں اور ہر قسم سے انسان مرتد ہو جاتا ہے۔ اس کا خون بہانا اور مال لینا حلال ہو جاتا ہے حتیٰ کہ علماء نے چھوٹے چھوٹے امور بتائے ہیں جن سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص صرف اپنی زبان سے کوئی کلمہ کہے اگرچہ دل سے اس کا عقیدہ نہ ہو یا کوئی کلمہ ہنسی اور مذاق سے کہہ دے۔ یہ جواب بھی دیا جا سکتا ہے کہ جن لوگوں کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا:

يَحْلِفُونَ بِاللَّهِ مَا قَالُوا وَلَقَدْ قَالُوا كَلِمَةَ الْكُفْرِ وَكَفَرُوا بَعْدَ إِسْلَامِهِمْ (التوبة : ۹/ ۷۴)

"یہ اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ انھوں نے (تو کچھ) نہیں کہا حالانکہ انھوں نے کفر کا کلمہ کہا ہے اور یہ اسلام لانے کے بعد کافر ہو گئے ہیں۔"

کیا آپ نے نہیں سنا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایک ہی کلمہ کی وجہ سے کافر قرار دے دیا حالانکہ وہ رسول اللہ ﷺ کے مبارک دور میں تھے، آپ کے ساتھ ہو کر جہاد کرتے تھے، آپ کے ساتھ نمازیں پڑھتے تھے، زکوٰۃ دیتے، حج کرتے اور توحید کے قائل تھے۔ یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

قُلْ أَبِاللَّهِ وَآيَاتِهِ وَرَسُولِهِ كُنْتُمْ تَسْتَهْزِئُونَ ۞ لَا تَعْتَذِرُوا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ إِيمَانِكُمْ (التوبة : ۹/ ۶۵، ۶۶)

"کہو کیا تم اللہ اور اس کی آیتوں اور اس کے رسول سے ہنسی کرتے تھے؟ بہانے مت بناؤ! تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔"

یہ وہی لوگ ہیں جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے تصریح کی ہے کہ وہ ایمان کے بعد کافر

ہو گئے تھے حالانکہ وہ غزوۂ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ انھوں نے ایک ایسی بات کہی جس کے متعلق وہ خود کہتے ہیں کہ ہم نے یہ بات بطور مذاق کہی تھی۔

اب آپ ان کے اس شبہ پر غور کریں کہ تم ان لوگوں کو کافر کہتے ہو جو ''لا الٰہ الا اللہ'' کا اقرار کرتے ہیں، نمازیں پڑھتے اور روزے رکھتے ہیں۔ اس کے جواب پر بھی غور کرو کہ یہ جواب ان اوراق میں سب سے زیادہ قیمتی اور نفع بخش ہے۔

ہمارے بیان کردہ دلائل کی مزید وضاحت کے لیے بنی اسرائیل کا وہ واقعہ بھی دلالت کناں ہے جسے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ بنی اسرائیل میں سے کچھ افراد نے مسلمان عالم اور نیک ہونے کے باوجود سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہا:

اجْعَلْ لَنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (الأعراف: ۷/ ۱۳۸)

''جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔''

نیز صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کچھ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یوں کہا:

(( اِجْعَلْ لَنَا ذَاتَ اَنْوَاطٍ ))

''ہمارے لیے ایک ذات انواط بنا دیجیے۔''

یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا کہ یہ بات بالکل اسی طرح کی ہے جو بنی اسرائیل نے سیدنا موسیٰ علیہ السلام سے کہی تھی:

اجْعَلْ لَنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (الأعراف: ۷/ ۱۳۸)

''جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں ہمارے لیے بھی ایک معبود بنا دو۔'' [1]

مشرکین ان واقعات سے یہ دلیل اخذ کرتے ہیں کہ وہ بنی اسرائیل جنھوں نے کہا:

اجْعَلْ لَنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمْ اٰلِهَةٌ (الأعراف: ۷/ ۱۳۸)

اور وہ صحابہ جنھوں نے ذات انواط کا مطالبہ کیا تھا وہ کافر تو نہ ہوئے تھے؟

تو ہم کہتے ہیں کہ نہ تو بنی اسرائیل نے کسی غیر اللہ کو الٰہ بنایا اور نہ ہی ان صحابہ نے جنھوں نے ذات انواط کا مطالبہ کیا تھا اپنے لیے کوئی ذات انواط مقرر کیا۔

علماء کا اس میں اختلاف نہیں ہے کہ اگر بنی اسرائیل کسی غیر اللہ کو الٰہ بنا لیتے تو قطعاً کافر

---

[1] ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لترکبن سنن من کان قبلکم: ۲۱۸۰

قرار پاتے اور اسی طرح اگر صحابہ کرام رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کے بعد کسی درخت کو ذات انواط مقرر کر لیتے تو وہ بھی کافر ہو جاتے، ہمارا مدعا بھی یہی ہے۔ ان دو واقعات میں چند فوائد مرتب ہوتے ہیں:

① کبھی مسلمان بلکہ عالم شخص بھی شرک کی کسی نہ کسی قسم میں مبتلا ہو جاتا ہے اور اسے پتا نہیں چلتا۔

② علم اور تحفظ کی جستجو ہر وقت پیش نگاہ رہنی چاہیے۔

③ جاہل شخص کا یہ کہنا کہ ہم نے توحید کو سمجھ لیا ہے یہ سب سے بڑی جہالت ہے اور شیطان کا سب سے بڑا فریب یہی ہے۔

④ اگر مسلمان مجتہد لاعلمی میں کوئی کفریہ کلمہ کہہ دے اور فوراً متنبہ ہو کر اسی وقت توبہ کر لے تو وہ کافر نہیں ہو جاتا، جیسا کہ بنی اسرائیل اور صحابہ نے کیا۔

⑤ اگرچہ ایسا شخص کافر قرار نہیں پاتا لیکن اسے سخت ترین الفاظ سے تنبیہ ضرور کرنی چاہیے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے کی تھی۔

**اعتراض:** مشرکین کا ایک اور شبہ یہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ پر ناراضی کا اظہار فرمایا کیونکہ انھوں نے ایک ایسے آدمی کو قتل کر دیا تھا جس نے ''لا الہ الا اللہ'' کہا تھا، چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( أَقَتَلْتَهُ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ؟ )) ''کیا تو نے اسے ''لا الہ الا اللہ'' کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا۔'' ❶

اسی طرح رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد بھی ہے:

(( اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰى يَقُوْلُوْا : لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ )) ❷

''مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ ''لا الہ الا اللہ'' نہیں کہہ لیتے۔''

---

❶ مسلم، كتاب الإيمان، باب تحريم قتل الكافر بعد قوله ...... الخ : ۱۵۹/ ۹۶

❷ بخاري، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ: ۷۲۸۴، ۷۲۸۵۔ مسلم، كتاب الإيمان، باب الأمر بقتال الناس حتى يقولوا لا إله إلا الله محمد رسول الله ...... الخ : ۲۰

اس کے علاوہ اور احادیث بھی ہیں جن کا مطلب یہ ہے کہ جس نے ''لا الٰہ الا اللہ'' کہا اسے کچھ نہ کہا جائے۔ احادیث مذکورہ سے ان جاہلوں کا مقصد یہ ہے کہ جو شخص ''لا الٰہ الا اللہ'' کہہ لے اسے کافر نہ کہا جائے نہ ہی اسے قتل کیا جائے، خواہ وہ کیسے ہی اعمال کرتا پھرے۔

**جواب**: ان جاہل مشرکوں کو یہ جواب دیا جائے کہ یہ بات تو سب کو معلوم ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں سے جنگ کی، انھیں قید کیا حالانکہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہتے تھے، نیز رسول اللہ ﷺ کے صحابہ نے بنوحنیفہ سے جنگ کی حالانکہ وہ کلمہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کی شہادت دیتے تھے، نمازیں پڑھتے اور اسلام کے دعویدار تھے اور وہ لوگ بھی بزعم خود مسلمان تھے جن کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے آگ میں جلا دیا تھا۔ مقام غور یہ ہے کہ یہ جاہل بھی اقرار کرتے ہیں کہ جو شخص قیامت کا انکار کرے وہ کافر ہے، اسے قتل کیا جائے اگرچہ وہ ''لا الٰہ الا اللہ'' کہتا ہو اور جو شخص ارکان اسلام میں سے کسی ایک رکن کا انکار کر دے وہ بھی کافر ہے، اسے قتل کر دیا جائے اگرچہ کلمہ پڑھتا ہو۔

لیکن یہ کیا بات ہوئی کہ جو شخص فروع میں سے کسی کا انکار کر دے تو اسے تو کلمہ فائدہ نہ دے اور اگر توحید کا انکار کر دے جو تمام انبیاء کے دین کی اصل ہے تو اسے یہ کلمہ پورا پورا فائدہ دے؟ اللہ تعالیٰ کے ان دشمنوں نے احادیث کا معنی و مفہوم ہی نہیں سمجھا۔

سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کی حدیث کہ انھوں نے ایسے شخص کو قتل کر دیا جس نے اسلام کا دعویٰ کیا تھا، یہ قتل اس لیے ہوا کہ سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ کا خیال تھا کہ اس نے اپنی جان اور مال کے ڈر سے مسلمان ہونے کا اعلان کیا ہے اور مسئلہ یہ ہے کہ جب کوئی شخص اسلام کا اظہار کرے تو واجب ہے کہ اس سے اپنا ہاتھ روک لیا جائے یہاں تک کہ اس سے اسلام کے خلاف کوئی چیز سرزد ہو۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا ضَرَبْتُمْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ فَتَبَيَّنُوا

(النساء: ۴/ ۹۴)

''مومنو! جب تم اللہ کی راہ میں باہر نکلا کرو تو تحقیق سے کام لیا کرو۔''

یہ آیت کریمہ اس بات پر دلالت کناں ہے کہ جب کوئی شخص کلمہ توحید پڑھ لے تو اس سے اپنا

ہاتھ روک لینا چاہیے اور تحقیق کرنی چاہیے۔ اگر تحقیق کے بعد اس سے کوئی ایسی چیز سرزد ہو جو اسلام کے خلاف ہے تو پھر اسے قتل کر دیا جائے، کیونکہ اللہ نے فرمایا ہے کہ "تحقیق کرو" اگر ہر کلمہ گو کو قتل کرنا حرام ہوتا تو تحقیق کرنے کا کوئی معنی نہ ہوتا۔

اسی طرح دوسری احادیث کا مطلب بھی وہی ہے جو ہم نے بیان کیا ہے کہ جو شخص اسلام اور توحید کا اظہار کرے تو اس سے ہاتھ روک لینا واجب ہے الا کہ اس سے کوئی کام خلاف شریعت سرزد ہو۔ اس کی دلیل رسول اللہ ﷺ کا وہ ارشاد ہے جس میں آپ نے سیدنا اسامہ رضی اللہ عنہ سے فرمایا تھا: (( اَقَتَلْتَهٗ بَعْدَ مَا قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ )) "کیا تو نے اسے "لا الٰہ الا اللہ" کہنے کے بعد بھی قتل کر دیا؟" ❶

نیز ایک موقع پر یوں ارشاد نبوی ﷺ ہے:

(( اُمِرْتُ اَنْ اُقَاتِلَ النَّاسَ حَتّٰی یَقُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ )) ❷

"مجھے لوگوں سے اس وقت تک جنگ کرنے کا حکم دیا گیا ہے جب تک کہ وہ "لا الٰہ الا اللہ" نہیں کہہ لیتے۔"

خارجیوں کے بارے میں ارشاد ہوا ہے:

(( فَاَیْنَمَا لَقِیْتُمُوْهُمْ فَاقْتُلُوْهُمْ )) وَ فِیْ رِوَایَةٍ : (( لَئِنْ اَدْرَكْتُهُمْ لَاَقْتُلَنَّهُمْ قَتْلَ عَادٍ )) ❸

"ان کو جہاں پاؤ قتل کر دو۔" اور ایک روایت میں ہے: "اگر میں نے ان کو پا لیا تو قوم عاد کی طرح ان کو قتل کروں گا۔"

حالانکہ خارجی لوگ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گزار اور ہر وقت تکبیر و تہلیل کرتے رہتے

---

❶ مسلم، کتاب الإیمان، باب تحریم قتل الکافر ...... الخ: ۹۶

❷ بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب الاقتداء بسنن رسول اللهﷺ: ۷۲۸۴، ۷۲۸۵۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس حتی یقولوا لا إله إلا الله...... الخ: ۲۰

❸ بخاری، کتاب فضائل القرآن: باب إثم من رائی بقرائة القرآن ...... الخ: ۵۰۵۷ و کتاب التوحید، باب قول الله تعالٰی ...... الخ: ۷۴۳۲

تھے۔ یہاں تک کہ بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے آپ کو ان کے مقابلے میں حقیر سمجھتے اور لطف کی بات یہ ہے کہ ان خارجیوں نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی سے کسب علم کیا تھا، اس کے باوجود "لا الٰہ الا اللہ" کثرت عبادت اور دعویٰ اسلام نے انھیں کوئی فائدہ نہ دیا کیونکہ ان سے شریعت مطہرہ کی خلاف ورزی سرزد ہوئی۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہودیوں سے جنگ کرنا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا بنوحنیفہ سے قتال بھی اس کی شہادت پر دلالت کناں ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا بنی المصطلق سے جنگ کا ارادہ کرنا بھی اس پر دلالت کرتا ہے جب کہ ایک شخص نے آکر جھوٹی اطلاع دی کہ بنی المصطلق نے زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا ہے تو اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

يَآيُّهَا الَّذِينَ اٰمَنُوٓا اِنْ جَآءَكُمْ فَاسِقٌۢ بِنَبَاٍ فَتَبَيَّنُوٓا اَنْ تُصِيبُوا قَوْمًۢا بِجَهَالَةٍ فَتُصْبِحُوا عَلٰى مَا فَعَلْتُمْ نٰدِمِينَ ۝ (الحجرات: ۴۹/ ۶)

"مومنو! اگر کوئی بدکردار تمھارے پاس کوئی خبر لے کر آئے تو خوب تحقیق کر لیا کرو (مبادا) کہ کسی قوم کو نادانی سے نقصان پہنچا دو، پھر تم کو اپنے کیے پر نادم ہونا پڑے۔"

یہ تمام آیات واحادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں جو ہم نے بیان کی ہے، ان سے مشرکین کی تصدیق بالکل نہیں ہوتی۔

**اعتراض:** اہل شرک و بدعت کا ایک اعتراض یہ بھی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمایا ہے کہ قیامت کے دن کچھ لوگ یکے بعد دیگرے سیدنا آدم علیہ السلام، سیدنا نوح علیہ السلام، سیدنا ابراہیم علیہ السلام، سیدنا موسیٰ علیہ السلام اور سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے پاس استغاثہ لے کر جائیں گے، چنانچہ ہر نبی کوئی نہ کوئی عذر پیش کر دیں گے، آخر کار معاملہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے گا۔ اس واقعہ سے مشرکین کا استدلال یہ ہے کہ غیر اللہ سے استغاثہ شرک نہیں ہے۔

**جواب:** پاک ہے وہ اللہ جو اپنے دشمنوں کے دلوں پر مہر لگا دیتا ہے۔ مخلوق سے وہ استغاثہ جس پر وہ قادر ہے ہم اس کا انکار نہیں کرتے۔ جیسا کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

فَاسْتَغَاثَهُ الَّذِيْ مِنْ شِيْعَتِهٖ عَلَى الَّذِيْ مِنْ عَدُوِّهٖ (القصص : ۲۸/ ۱۵)

''جو شخص ان کی قوم سے تھا اس نے دوسرے شخص کے مقابلے میں جو موسیٰ کے دشمنوں میں سے تھا، مدد طلب کی۔''

یا دوران جنگ انسان اپنے ساتھیوں سے مدد طلب کرتا ہے جس پر وہ قادر ہیں۔ ہم تو اس استغاثہ کے منکر ہیں جو اولیاء کی قبروں پر جا کر بطور عبادت کیا جاتا ہے یا غائبانہ ان کو مدد کے لیے پکارا جاتا ہے جس پر سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی شخص قدرت نہیں رکھتا۔

جب یہ بات ثابت ہو گئی، اب سمجھنا چاہیے کہ قیامت کے دن جو انبیائے کرام علیہم السلام سے استغاثہ ہوگا وہ یہ ہے کہ وہ اللہ سے دعا کریں کہ لوگوں کا حساب کتاب جلدی ہو جائے، تاکہ جنتی لوگ میدان محشر کی سختی سے نجات پائیں۔ اس قسم کا استغاثہ دنیا اور آخرت دونوں میں جائز ہے کہ آپ کسی نیک اور زندہ آدمی کے پاس جائیں جو تمھارے پاس بیٹھے اور تمھاری گفتگو کو بھی سنے تم اس سے دعا کی درخواست کرو۔ جیسا کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں آپ کی خدمت میں آتے اور دعا کی درخواست کیا کرتے تھے، لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد قبر مکرم کے پاس جا کر آپ سے کسی صحابی نے دعا کی درخواست نہیں کی، بلکہ سلف صالحین نے قبر مبارک کے پاس کھڑے ہو کر اللہ تعالیٰ سے دعا کرنے سے بھی منع فرمایا ہے چہ جائیکہ بذات خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے دعا کی درخواست کی جائے۔

**اعتراض:** مشرکین کا ایک شبہ اور اعتراض اور بھی ہے اور وہ ابراہیم علیہ السلام کا وہ واقعہ ہے جب آپ کو آگ میں ڈالا گیا تھا تو اس وقت جبرئیل علیہ السلام نے آکر اپنے آپ کو پیش کیا اور عرض کناں ہوا کہ کوئی حاجت اور ضرورت ہو تو بتائیے؟ ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ تم سے کسی قسم کی حاجت نہیں ہے۔ مشرکین کا استنباط یہ ہے کہ اگر جبرئیل علیہ السلام سے استغاثہ شرک ہوتا تو وہ ابراہیم علیہ السلام کو پیش کش نہ کرتے؟

**جواب:** یہ اعتراض بھی پہلے اعتراض جیسا ہے، اس واقعہ میں جبرئیل علیہ السلام نے وہ پیشکش کی تھی جس پر وہ قادر تھے کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کو فائدہ پہنچائیں کیونکہ جبرئیل علیہ السلام کے بارے میں اللہ کا ارشاد ہے:

شَدِيْدُ الْقُوٰى ۝ (النجم : ۵۳/ ۵)

''وہ بہت بڑی طاقت والا ہے۔''

پس اگر اللہ تعالیٰ جبرئیل علیہ السلام کو اجازت دے دیتا کہ وہ ابراہیم علیہ السلام کی آگ اور اس کے اردگرد زمین اور پہاڑوں کو اٹھا کر مشرق یا مغرب میں پھینک دے تو وہ ضرور ایسا کر دیتے اور اگر جبرئیل علیہ السلام کو یہ حکم ہوتا کہ ابراہیم علیہ السلام کو اٹھا کر ان سے دور کسی جگہ پر لے جائیں تو جبرئیل علیہ السلام یہ کام بھی کر سکتے تھے اور اگر جبرئیل علیہ السلام کو یہ حکم ہوتا کہ ابراہیم علیہ السلام کو آسمان پر لے آئیں تو وہ یہ بھی کر دیتے۔

اس کی مثال یہ ہے کہ کوئی دولت مند شخص کسی محتاج کو دیکھے اور اسے قرض دینے کی پیش کش کرے یا اس کو کوئی اور چیز دے جس سے وہ اپنی ضرورت پوری کر لے لیکن محتاج آدمی قرض وغیرہ لینے سے انکار کر دے اور صبر کرے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اسے اپنی جناب سے رزق دے دے جس میں کسی شخص کا احسان نہ ہو تو یہ بات کہاں! اور عبادت کے طور پر استغاثہ اور شرک کہاں! کاش یہ لوگ سمجھیں!

ان شاء اللہ ہم اس بحث کو ایک نہایت اہم مسئلے پر ختم کرتے ہیں جو سابقہ بحث سے بھی آپ کی سمجھ میں آ گیا ہو گا لیکن چونکہ مسئلہ بڑا ہی اہم ہے اور اکثر لوگ اس میں غلطی کھا جاتے ہیں، لہٰذا ہم اسے علیحدہ بیان کرر ہے ہیں۔

ہم کہتے ہیں کہ اس میں تو کوئی اختلاف نہیں ہے کہ توحید کا تعلق تین چیزوں سے ہونا ضروری ہے: دل، زبان اور باقی اعضاء کے ذریعہ عمل، اگر ان تینوں میں سے کسی ایک میں بھی خلل واقع ہوا تو انسان مسلمان نہیں رہتا، اگر کوئی شخص توحید کو جانتا تو ہے لیکن اس کے مطابق عمل نہیں کرتا تو وہ ضدی اور کافر ہے، جیسے فرعون اور ابلیس وغیرہ۔

مسئلہ توحید میں اکثر لوگ دھوکا کھا جاتے ہیں اور کہتے ہیں کہ توحید حق ہے اور ہم اس کو سمجھتے ہیں اور گواہی دیتے ہیں کہ یہ حق ہے لیکن اس پر عمل کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ نیز ہمارے علاقے کے لوگ ایسے ہیں جن کی موافقت کے بغیر گزارہ نہیں، اس کے علاوہ بھی کئی عذر لنگ پیش کرتے ہیں۔

یہ مسکین نہیں جانتا کہ ائمہ کفر کی غالب اکثریت بھی حق کو پہچانتی تھی اور کئی قسم کے بہانوں کے پیش نظر ہی انھوں نے حق کو چھوڑا تھا، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے:

اِشْتَرَوْا بِاٰيٰتِ اللّٰهِ ثَمَنًا قَلِيْلًا (التوبة: ۹/ ۹)

''یہ اللہ کی آیتوں کے عوض تھوڑا سا فائدہ حاصل کرتے ہیں۔''

ایک جگہ ارشاد ہے:

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (البقرة: ۲/ ۱۴۶)

''وہ ان (پیغمبر آخر الزماں ﷺ) کو اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانا کرتے ہیں۔''

جو شخص بظاہر توحید پر عمل کرتا ہے لیکن اس کے مفہوم کو نہیں سمجھتا یا دل سے اس پر ایمان نہیں رکھتا وہ منافق ہے جو خالص کافر سے بھی برا ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ الْمُنٰفِقِيْنَ فِي الدَّرْكِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ (النساء: ۴/ ۱۴۵)

''کچھ شک نہیں کہ منافق لوگ دوزخ کے سب سے نچلے درجے میں ہوں گے۔''

یہ مسئلہ بہت طویل ہے، جب تم لوگوں کی باتوں پر غور کرو گے تو تمھیں اچھی طرح معلوم ہو جائے گا اور تم کئی ایسے افراد کو دیکھو گے کہ وہ حق کو جانتے تو ہیں لیکن اس پر عمل نہیں کرتے۔ دنیا کے نقص یا مرتبہ اور خاطر و مدارات میں کمی کے ڈر سے سستی کرتے ہیں نیز کچھ ایسے افراد بھی نظر آئیں گے جو بظاہر تو عمل کرتے ہیں لیکن دل سے نہیں، اگر ان سے دلی عقیدہ کے بارے میں سوال کرو تو معلوم ہو گا کہ ان کو کچھ علم نہیں، لہٰذا قرآن کریم کی دو آیات پر غور وفکر کرنا تمھارے لیے بہت ہی ضروری ہے:

**I** پہلی تو وہی ہے جو ہم ذکر کر چکے ہیں:

لَا تَعْتَذِرُوْا قَدْ كَفَرْتُمْ بَعْدَ اِيْمَانِكُمْ (التوبة: ۹/ ۶۶)

''بہانے مت بناؤ، تم ایمان لانے کے بعد کافر ہو چکے ہو۔''

جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ بعض وہ صحابہ جنھوں نے رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رومیوں سے جنگ لڑی تھی، وہ صرف ایک کلمہ کی وجہ سے کافر ہو گئے جو انھوں نے محض ہنسی اور مذاق کے طور پر کہا تھا تو پھر یہ بات واضح ہو گئی کہ جو شخص کسی کی مدارات یا اپنے مرتبہ کی خاطر یا مال میں کمی کے خوف سے کفریہ کلمہ کہہ دے یا اس پر عمل کرے تو ایسا شخص بلحاظ گناہ کے بڑا ہے بہ نسبت اس شخص کے جو بطور مذاق کفریہ کلمہ کہہ دے۔

۲ دوسری آیت یہ ہے:

مَنْ كَفَرَ بِاللّٰهِ مِنْۢ بَعْدِ اِيْمَانِهٖٓ اِلَّا مَنْ اُكْرِهَ وَ قَلْبُهٗ مُطْمَىٕنٌّۢ بِالْاِيْمَانِ (النحل: ۱۶/ ۱۰۶)

''جو شخص ایمان لانے کے بعد اللہ کے ساتھ کفر کرے، وہ نہیں جو (کفر پر) مجبور کیا جائے اور اس کا دل ایمان کے ساتھ مطمئن ہو۔''

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ نے سوائے اس شخص کے جو مجبور کر دیا گیا ہو اور کسی کے عذر کو تسلیم نہیں کیا، اس میں بھی ایمان پر اطمینان قلب کی شرط لگا دی ہے اس کے علاوہ سب کافر ہیں، خواہ وہ خوف کی وجہ سے یا مدارات کے طور پر یا اپنے وطن اور اہل وعیال یا برادری اور مال ومتاع کی محبت میں آ کر یا ہنسی اور مذاق کے طور پر یا کسی اور غرض کی بنا پر کلمہ کفر کہیں۔ بس اللہ تعالیٰ نے صرف مجبور شخص کو مستثنیٰ قرار دیا ہے۔ مندرجہ بالا آیت کریمہ دو طریق سے اس پر دلالت کرتی ہے۔ مَنْ اُكْرِهَ [النحل: ۱۰۶] ''جو (کفر پر) مجبور کیا جائے۔'' اس جملہ میں صرف مجبور شخص کو مستثنیٰ کیا گیا ہے۔ یہ تو معلوم ہے ہی کہ انسان کی مجبوری کا تعلق صرف زبان یا عمل سے ہے، رہی دل کی کیفیت تو اس میں کوئی شخص کسی کو مجبور نہیں کر سکتا۔

ذٰلِكَ بِاَنَّهُمُ اسْتَحَبُّوا الْحَيٰوةَ الدُّنْيَا عَلَى الْاٰخِرَةِ (النحل: ۱۶/ ۱۰۷)

''یہ اس لیے کہ انھوں نے دنیا کی زندگی کو آخرت کے مقابلے میں عزیز رکھا۔''

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے تصریح فرما دی ہے کہ یہ کفر اور عذاب اعتقاد یا جہالت یا دین سے بغض وعداوت یا کفر سے محبت کے باعث نہیں تھا بلکہ اس کا سب سے بڑا سبب دنیا کی لذتوں میں گرفتار ہونا تھا جس کی وجہ سے انسان نے دنیا کو دین پر ترجیح دی۔

﴿ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهُ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَ صَلَّى اللّٰهُ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ اَجْمَعِيْنَ ﴾

## نماز بے حیائی اور برے کاموں سے روکتی ہے:

اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ (العنکبوت: ۲۹/ ۴۵)

''بے شک نماز بے حیائی کے کاموں اور منکرات سے روکتی ہے۔''

یعنی نماز کا مقصد بندے میں ایسے اوصاف پیدا کرنا ہے کہ اس سے بے ادبی، بدتہذیبی

اور بداخلاقی سب دور ہو جائے، اس کے اندر نظم وضبط کے اوصاف پروان چڑھیں اور سیرت و اخلاق میں نکھار پیدا ہو۔ نماز انسان کے ذہن میں یہ حقیقت تازہ رکھتی ہے کہ وہ خود مختار نہیں ہے بلکہ رب العالمین کا بندہ ہے۔ نماز انسان کے اندر احساس فرض شناسی کو بیدار رکھتی ہے۔ نماز کے فوائد اور مقاصد حاصل کرنے کے لیے ضروری ہے کہ نماز میں جو کچھ زبان سے ادا کیا جائے اسے سمجھا بھی جائے ورنہ بصورت دیگر نمازی پر نماز کی ادائیگی کے وہ تقاضے ظاہر نہیں ہوسکیں گے جس کا نماز مطالبہ کرتی ہے۔ حدیث میں آتا ہے کہ جب بندہ نماز ادا کرتا ہے تو اپنے رب سے سرگوشیاں کرتا ہے، عہدو پیمان کرتا ہے اور ظاہر بات ہے کہ اگر بندہ نماز کو بغیر سمجھے ادا کرے گا تو وہ کیونکر ان عہدوں کو اپنی عملی زندگی میں پورا کر سکے گا جو اس نے اپنے رب کے سامنے نماز کی حالت میں کیے ہیں۔

یہی وجہ ہے کہ اکثر نمازیوں کے عقائد بالکل اس کے برخلاف ہیں جس کا وہ نماز میں اقرار کرتے ہیں۔ ذیل میں نماز میں ادا کیے جانے والے الفاظ اور مشرکانہ عقائد رکھنے والوں کا تقابل پیش کیا جاتا ہے۔

نماز میں ادا کیے جانے والے الفاظ:

۱۔ نماز میں ''اللہ اکبر'' کہہ کر اللہ کی کبریائی کا برملا اعتراف کیا جاتا ہے۔

۲۔ نماز کی ہر رکعت میں ہم الحمد شریف پڑھتے ہیں جس میں کہتے ہیں اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ یعنی سب تعریف اس اللہ کی جو تمام جہانوں کا رب (داتا) ہے۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ وہ یوم حساب (قیامت کے دن) کا مالک ہے۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں اور تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ ہمیں سیدھا راستہ دکھادے، راستہ ان لوگوں کا جن پر تیرا انعام ہوا۔ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ نہ کہ ان لوگوں کا راستہ جن پر تیرا غضب ہوا اور نہ ہی گمراہوں کا راستہ۔

۳۔ رکوع میں (( سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمَ )) پڑھتے ہیں یعنی میرا رب پاک اور عظیم ہے۔

۴۔ رکوع سے اٹھتے وقت اس بات کا اعتراف کرتے ہیں: (( سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ )) یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کی سن لی جس نے اس کی تعریف کی۔

۵۔ تشہد میں یہ اقرار کرتے ہیں (( اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ )) میری قولی،

فعلی، مالی اور بدنی عبادات اللہ کے لیے ہیں۔

☒ تشہد کے آخر میں درود پڑھتے ہیں ((اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ)) یعنی اے اللہ! محمد پر رحمت فرما۔

## نمازیوں کے مشرکانہ عقائد:

① یہ عقیدہ بھی رکھتے ہیں کہ انبیاء، اولیاء اور صلحاء بھی اللہ کی کبریائی میں شریک ہیں۔ اسی لیے انھیں داتا، دستگیر، مشکل کشا اور مختار کل جیسے القابات سے یاد کیا جاتا ہے۔

② لیکن یہی حضرات جب نماز پڑھ کر باہر نکلتے ہیں اور اگر انھیں کوئی ٹھوکر لگ جائے یا کوئی مشکل آجائے تو بے اختیار پکار اٹھتے ہیں یا علی مدد، یا رسول مدد، یا جیلانی مدد۔

③ عبدالقادر جیلانی کو بھی غوث الاعظم اور غوث پاک قرار دیتے ہیں۔

④ عقیدہ یہ رکھتے ہیں کہ اللہ ہماری دعا براہ راست نہیں سنتا بلکہ فوت شدہ بزرگوں کے ذریعے اللہ تک ہماری شنوائی ہوتی ہے۔

⑤ لیکن نذر و نیاز جو مالی عبادت ہے غیر اللہ کے نام کرتے ہیں مثلاً گیارھویں کا لنگر اور قبروں پر چڑھاوے وغیرہ..... ؎

کافی ہے اللہ سب کی حاجت روائی کے لیے
نبی ولی بزرگ تو ہیں فقط رہنمائی کے لیے
پڑھتے ہو ہر نماز میں ایاک نعبد و ایاک نستعین
پھر بھی در در پھرتے ہو مشکل کشائی کے لیے
قیامت کے دن جب پیش ہوگے اللہ کے سامنے
کیا جواب دو گے اس بے وفائی کے لیے



فصل : ۸

## توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف

مسلمان جن کے ضمیر میں توحید تھی، جنھیں اللہ کے سوا اوروں سے ہٹاتے ہوئے تاکید کے ساتھ کہہ دیا گیا تھا: تَبَتَّلْ اِلَيْهِ تَبْتِيْلًا [المزمل: ۸] ''سب سے یکسو ہو کر صرف اسی کا ہو جا، سب سے کاٹ کر صرف اسی سے جوڑ لے۔'' جنھیں حکم ہوا تھا: فَاِذَا فَرَغْتَ فَانْصَبْ ۝ وَاِلٰى رَبِّكَ فَارْغَبْ [الانشراح: ۷،۸] ''اِدھر اُدھر سے وقت بچا بچا کر اس رب العالمین کے کاموں میں لگ جایا کر، دنیا ساری سے امید و آرزو کاٹ کر فقط اپنے رب کی طرف ہی رغبت پیدا کر۔'' جنھیں تعلیم توحید دیتے ہوئے فرمایا گیا تھا: فَعَلَيْهِ تَوَكَّلُوْٓا [یونس: ۸٤] ''صرف اللہ عزوجل ہی پر بھروسا کرو، اسی کا سہارا اور آسرا لیے رہو۔'' جنھیں یقین واطمینان توحید دلانے کے لیے جلال وجبروت والی آواز آئی تھی: اَلَيْسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبْدَهٗ [الزمر: ٣٦] ''کیا ساری مخلوق کو (جو ہماری غلام ہے) ہماری آقائی کافی نہیں۔'' کیا اللہ تعالیٰ اپنے غلاموں کو کافی نہیں؟ جنھیں متنبہ کرنے کے لیے ان کے نبی (ﷺ) سے خطاب کرتے ہوئے فرما دیا گیا تھا: لَئِنْ اَشْرَكْتَ لَيَحْبَطَنَّ عَمَلُكَ [الزمر: ٦٥] ''اگر تجھ سے بھی شرک سرزد ہو گیا تو دفتر نبوت سے نام کاٹ دوں گا۔''

آہ! آج وہ امت دھڑلے سے شرک کر رہی ہے۔ قبر کو یہ نہ چھوڑیں، تعزیوں کو یہ نہ چھوڑیں، خانقاہوں کو یہ نہ چھوڑیں، شدوں اور پنجوں کو یہ نہ چھوڑیں، مقبرے اور چبوترے یہ نہ چھوڑیں، درخت اور پانی یہ نہ چھوڑیں، کاغذ اور ابرک یہ نہ چھوڑیں، مٹی اور خاک یہ نہ چھوڑیں، غرض رب کے ساتھ سبھی کو پوج ڈالا، جتنے کنکر اتنے شنکر بنا ڈالے۔ نذریں نیازیں مخلوق کی۔ عرض مدعا مخلوق سے، دعا وندا مخلوق سے، قسمیں مخلوق کی، سجدے مخلوق کے لیے، ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا مخلوق کے لیے، عالم الغیب اور داتا سمجھنا مخلوق کو، حاضر و ناظر، مشکل کشا اور دستگیر و

حاجت روا جاننا مخلوق کو۔ غرض بالکل ہندوؤں کی طرح ہند میں آکران برائے نام مسلمانوں نے بھی اپنے اسلام پر ہندوانہ رنگ چڑھا لیا اور گویا صاف کہہ دیا: ”بنے ہیں پوجنے کے پتھر، ادھر ہمارے ادھر تمھارے۔“

ہم تو ہر چند دماغ دوڑاتے ہیں لیکن ان حضرات کی حکمت تک رسائی ہی نہیں ہوتی کہ جب حق تبارک و تعالیٰ ہر دور اور نزدیک کی پکار کو سنتا ہے تو پھر نبیوں، ولیوں میں یہ وصف کیوں مانا جائے اور انھیں دور نزدیک سے کیوں پکارا جائے، جب تمام حاجتیں اکیلا اللہ تعالیٰ پوری کرتا ہے تو پھر یہ وصف مخلوق میں مان کر ان سے حاجتیں کیوں طلب کی جائیں، جب مرادوں کا برلانے والا، مشکل کشائی کرنے والا وہی ہے تو پھر کیوں نہ مان لیا جائے کہ اور کوئی نہیں، جب ہم لا الٰہ الا اللہ پڑھتے ہیں تو پھر رب کے اوصاف اوروں میں کیوں مانیں اور رب کے کرنے کے کاموں کا کرنے والے انھیں کیوں جانیں، مثلاً اولاد دینا، رزق میں کشادگی کرنا، بارش برسانا، برکتیں عطا فرمانا، بیماری سے صحت بخشنا وغیرہ۔ جب ہم ارحم الراحمین اللہ تبارک وتعالیٰ کو مانتے ہیں تو ظاہر ہے کہ ہم پر اس سے زیادہ رحم کھانے والا کوئی پیر، پیغمبر، ولی، شہید، فرشتہ نہیں۔ جب ہم احکم الحاکمین اللہ تعالیٰ عزوجل کو مانتے ہیں تو ظاہر ہے کہ سب کے احکام ٹل سکتے ہیں، جس کا کوئی حکم نہیں ٹلتا وہ فقط اللہ تبارک وتعالیٰ ہی ہے۔ اسی کی شان ہے:

يَفْعَلُ مَا يَشَآءُ [آل عمران:۴۰] يَحْكُمُ مَا يُرِيْدُ [المائدة : ۱] فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ﴾ [یونس: ۱۰۷] وَمَا تَشَآءُوْنَ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ [التكوير: ۲۹] وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ [الأنعام : ۶۱] مَنْ ذَا الَّذِيْ يَشْفَعُ عِنْدَهٗٓ اِلَّا بِاِذْنِهٖ [البقرة: ۲۵۵] لِلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا [الزمر: ۴۴]

”یعنی ”وہ کرتا ہے جو چاہتا ہے۔“ ”وہ حکم دیتا ہے جو ارادہ کرتا ہے۔“ ”اس کے فضل و کرم کے آگے کوئی ہاتھ نہیں رکھ سکتا، کوئی اسے روک نہیں سکتا۔“ ”اسی کا چاہا پورا ہوتا ہے اور کسی کی تمام چاہتیں پوری نہیں ہوتیں۔“ ”وہی اپنے تمام بندوں پر غالب، قہار اور سب پر حکمران ہے۔“ ”اس کے سامنے سفارش اور شفاعت کے لیے بھی بغیر اس کی اجازت کے کوئی لب نہیں کھول سکتا۔“ ”بلکہ ساری شفاعتوں کا مالک بھی وہی ہے۔“

ہاں مسلمانو! کیا تم نہیں جانتے کہ دنیا کے تمام انسانوں کے سرور و سردار، سب سے افضل و بہتر محمد ﷺ ہیں، لیکن آپ بھی کسی چیز کے مالک نہ تھے۔ اللہ کی حکومت میں آپ کی کوئی شرکت نہ تھی۔ کلمہ میں ہے: "اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ" یعنی محمد (ﷺ) رب کے بندے یعنی ماتحت، غلام، حکم بردار اور اس کے رسول ہیں۔ پس ساری مخلوق انبیاء، اولیاء، صلحاء اور شہداء رب کے غلام ہیں، اس کے بندے ہیں، اس کے عبادت گزار ہیں، اس کے سامنے عاجز و لاچار ہیں۔ اس کے حکم کے بغیر پتا نہیں ہلتا، ہوا کا جھونکا نہیں چلتا، پانی کا قطرہ نہیں برستا، اناج کا دانا نہیں نکلتا، خود رسول اللہ ﷺ پر بلائیں، آفتیں، امتحانات، مصائب آئے، دنوں بیمار رہے، فاقوں سے پیٹ پر پتھر باندھے، آپ پر جادو کیا گیا، آپ کو دشمنوں نے وطن چھوڑنے پر مجبور کیا، آپ کے جسم مبارک کو خون میں نہلایا گیا، آپ کی راہ میں روڑے اٹکائے، آپ کے ساتھیوں پر ظلم و ستم کیے، بلکہ ان نامرادوں نے خود آپ پر تہمتیں باندھیں، آپ ملول خاطر ہوئے۔ آپ کو میدان احد میں، جنگ حنین میں کچھ دیر کے لیے شکست ہوئی، چہرہ زخمی ہوا، دندانِ مبارک شہید ہوئے، پنڈلیاں لہولہان ہوئیں، بالآخر آخری وقت آیا، امت کو روتا بلکتا چھوڑ کر راہیٔ ملک بقا ہوئے۔ پس جب ایسے سردار رسولاں، شفیع مذنباں ﷺ اپنی جان پر سے اپنی زندگی ہی میں مصیبتوں اور آفتوں کو نہیں ٹال سکے تو آج اور کون ہو گا جو اے لوگو! تمھارے آڑے وقت کام آئے، تمھاری مصیبتیں ٹالے، تمھارے دکھ دور کرے۔

ہاں! قرآن کے پڑھنے والو! پڑھو! ﴿وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ﴾ [الشعراء: ۸۰] پڑھو! ﴿اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ﴾ [النمل: ٦٢] پڑھو! ﴿يَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَآءُ الذُّكُوْرَ﴾ [الشوریٰ: ٤٩] پڑھو! ﴿يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ﴾ [فاطر: ١٥] پڑھو! ﴿اِنْ كُلُّ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ اِلَّآ اٰتِي الرَّحْمٰنِ عَبْدًا﴾ [مریم: ۹۳] اور پڑھو! ﴿يَسْـَٔلُهٗ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [الرحمن: ۲۹] اور پڑھو! ﴿اِنَّ اللّٰهَ لَغَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ﴾ [العنکبوت: ٦] اور تلاوت کرو! ﴿وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ﴾ [الرعد: ١٥] اور سنو! ﴿مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌۢ بِنَاصِيَتِهَا﴾ [هود: ٥٦] اور کہو! ﴿وَاِذَآ اَرَادَ اللّٰهُ بِقَوْمٍ سُوْٓءًا فَلَا مَرَدَّ لَهٗ﴾ [الرعد: ١١] اور یہ بھی پڑھو! ﴿مَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَكِيْمِ﴾ [آل عمران: ١٢٦] یعنی بیماریوں کی شفا صرف اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ بیقراروں کی دعاؤں کا سننے والا، بیقراریوں کو

دور کرنے والا وہی ہے۔ اولادیں دینے والا بھی صرف وہی ہے۔ ساری مخلوق کا خالق بھی وہی اللہ عزوجل ہے۔ سب کا روزی رساں بھی وہی رزاق اکبر ہے۔ دنیا کے تمام لوگ خواہ انبیاء ہوں خواہ اولیاء، خواہ شہداء ہوں خواہ صلحاء، خواہ زندہ ہوں خواہ مردہ، یہ سب اللہ کے در کے فقیر اور اس کے محتاج ہیں، یہ سب اس کے غلام اور اس کے بندے ہیں، یہ سب کے سب خواہ زمین میں ہوں، خواہ آسمان میں دربار رب کے سائل، بھکاری اور فقیر ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب سے بے نیاز ہے، سب سے بے پروا ہے۔ آسمان و زمین کی تمام مخلوق، ہر قسم کی مخلوق اس کے سامنے سرنگوں بے چون و چراں ہے۔ سب کی پیشانیاں اور چوٹیاں اس رحمان غالب رب کے ہاتھ میں ہیں۔ وہ کسی کو نقصان پہنچانا چاہے تو کوئی دفع کرنے والا نہیں، وہ کسی کی مدد کرنا چاہے تو اسے کوئی روکنے والا نہیں۔ سارا نفع و نقصان اسی کے ہاتھ میں ہے۔

باوجود قرآن کریم کی ان صاف اور واضح آیتوں کے، باوجود توحید کی اس وضاحت وصراحت کے آج قرآن کا دم بھرنے والے، توحید کا نام لینے والے بھی رب کے بندوں کو اس کا شریک ٹھہرانے لگے اور لطف تو یہ ہے کہ اپنے اس ظلم عظیم پر اپنے خیال سے دلیلیں بھی دینے لگے لیکن میں کہتا ہوں گمراہ سے گمراہ شخص بھی اپنی گمراہی پر اپنے نزدیک کوئی نہ کوئی گیلی سوکھی دلیل ضرور رکھتا ہے، یہاں تک کہ ابلیس نے بھی جناب آدم علیہ السلام کو سجدہ نہ کرنے میں اپنے حق بجانب ہونے کی ایک دلیل پیش کر ہی دی تھی :

خَلَقْتَنِیْ مِنْ نَّارٍ وَّ خَلَقْتَهٗ مِنْ طِیْنٍ ﴿۱۲﴾ [الأعراف:۱۲] ''یہ مٹی سے پیدا ہوا اور میں آگ سے بنا ہوا ہوں۔'' اس لیے اَنَا خَیْرٌ مِّنْهُ ''میں اس سے بہتر ہوں'' پھر کوئی وجہ نہیں کہ اس کمتر کے سامنے جھکوں۔

توحید فی التصرف یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر قسم کے نفع ونقصان کا مالک سمجھنا اور شرک فی التصرف یہ ہے کہ کسی قسم کے نفع ونقصان میں اللہ کی مخلوق میں سے کسی کو بھی با اختیار سمجھنا۔ یاد رہے کہ یہ آیات ہر کلمہ گو کو ساری مخلوق سے بے نیاز کرتی ہیں :

وَاِنْ یَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗۤ اِلَّا هُوَ ؕ وَاِنْ یَّمْسَسْكَ بِخَیْرٍ فَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ ﴿۱۷﴾ (الأنعام: ۶/ ۱۷)

''اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے (جیسے بیماری، محتاجی یا کوئی اور تکلیف) تو

اس کا ٹالنے والا اس کے سوا کوئی نہیں اور اگر وہ تجھ کو کوئی بھلائی پہنچائے تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔''

وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۚ وَاِنْ يُّرِدْكَ بِخَيْرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضْلِهٖ ۭ يُصِيْبُ بِهٖ مَنْ يَّشَاۗءُ مِنْ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ﴿۱۰۷﴾ (یونس: ۱۰/ ۱۰۷)

''اور اگر اللہ تجھ کو کوئی تکلیف پہنچائے تو اس کے سوا اس کا کوئی دور کرنے والا نہیں اور اگر تجھ کو کوئی فائدہ پہنچانا چاہے تو اس کے فضل کو کوئی پھیر دینے والا نہیں۔ وہ اپنے بندوں میں جس کو چاہے فائدہ پہنچائے اور وہی بخشنے والا مہربان ہے۔''

وَمَا مِنْ دَاۗبَّةٍ فِي الْاَرْضِ اِلَّا عَلَي اللّٰهِ رِزْقُهَا وَيَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا ۭ كُلٌّ فِيْ كِتٰبٍ مُّبِيْنٍ ﴿۶﴾ (ھود: ۱۱/ ۶)

''اور زمین پر جو جانور چلتا پھرتا ہے اس کی روزی اللہ پر ہے اور وہی جانتا ہے کہ کہاں رہے گا اور کہاں مرے گا، سب کھلی کتاب (لوح محفوظ) میں موجود ہے۔''

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ (فاطر: ۳۵/ ۲)

''اللہ اپنی رحمت جو لوگوں پر کھول دے تو اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو روک رکھے تو اس کا کوئی کھولنے والا نہیں اور وہی زبردست ہے، حکمت والا۔''

## رسول اللہ ﷺ اپنے یا کسی کے نفع ونقصان کے مالک نہیں:

ارشاد باری تعالیٰ ہے:

مَنْ يُّضْلِلِ اللّٰهُ فَلَا هَادِيَ لَهٗ ۭ وَيَذَرُهُمْ فِيْ طُغْيَانِهِمْ يَعْمَهُوْنَ ﴿۱۸۶﴾ يَسْـَٔـلُوْنَكَ عَنِ السَّاعَةِ اَيَّانَ مُرْسٰىهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ رَبِّيْ ۚ لَا يُجَلِّيْهَا لِوَقْتِهَآ اِلَّا هُوَ ۘ ثَقُلَتْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۭ لَا تَاْتِيْكُمْ اِلَّا بَغْتَةً ۭ يَسْـَٔـلُوْنَكَ كَاَنَّكَ حَفِيٌّ عَنْهَا ۭ قُلْ اِنَّمَا عِلْمُهَا عِنْدَ اللّٰهِ وَلٰكِنَّ اَكْثَرَ النَّاسِ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸۷﴾ قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَاۗءَ اللّٰهُ ۭ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ

مِنَ الْخَيْرِ ۚ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ ۚ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِيْرٌ وَّبَشِيْرٌ لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۞ هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّجَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِيَسْكُنَ اِلَيْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰىهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِيْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَيْتَنَا صَالِحًا لَّنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِيْنَ ۞ فَلَمَّآ اٰتٰىهُمَا صَالِحًا جَعَلَا لَهٗ شُرَكَآءَ فِيْمَآ اٰتٰىهُمَا ۚ فَتَعٰلَى اللّٰهُ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ۞ اَيُشْرِكُوْنَ مَا لَا يَخْلُقُ شَيْئًا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ۞ (الأعراف : ۷/ ۱۸۶ تا ۱۹۱)

’’جسے اللہ گمراہ کر دے اسے کوئی راہ دکھانے والا نہیں اور انھیں اللہ چھوڑ دیتا ہے کہ اپنی سرکشی میں حیران پھریں۔ قیامت کے متعلق تجھ سے پوچھتے ہیں کہ اس کی آمد کا کون سا وقت ہے۔ کہہ دو کہ اس کی خبر تو میرے رب ہی کے ہاں ہے۔ وہی اسے اس کے وقت پر ظاہر کر دکھائے گا۔ وہ آسمانوں اور زمین میں بھاری بات ہے۔ وہ تم پر محض اچانک آئے گی۔ تجھ سے پوچھتے ہیں گویا کہ تو اس کی تلاش میں لگا ہوا ہے، کہہ دو اس کی خبر خاص اللہ ہی کے ہاں ہے لیکن اکثر لوگ نہیں سمجھتے۔ کہہ دو میں اپنی ذات کے نفع و نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جان سکتا تو بہت کچھ بھلائیاں حاصل کر لیتا اور مجھے کبھی تکلیف نہ پہنچتی، میں تو محض ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں، ان لوگوں کو جو ایمان دار ہیں، وہ وہی ہے جس نے تمھیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ اس سے آرام پائے پھر جب میاں نے بیوی سے ہم بستری کی تو اس کو ہلکا سا حمل رہ گیا پھر اسے لیے پھرتی رہی پھر جب وہ بوجھل ہو گئی تب دونوں میاں بیوی نے اللہ سے جو ان کا مالک ہے دعا کی اگر آپ نے ہمیں صحیح سالم اولاد دے دی تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ پھر جب اللہ نے ان کو صحیح سالم اولاد دی تو اللہ کی دی ہوئی چیز میں وہ دونوں اللہ کا شریک بنانے لگے، سو اللہ ان کے شرک سے پاک ہے۔ کیا ایسوں کو شریک بناتے ہیں جو کچھ بھی پیدا نہیں کر سکتے اور وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔‘‘

ان آیات سے جو باتیں واضح ہوتی ہیں، درج ذیل ہیں:

۱ ہدایت اور گمراہی اللہ تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے، رسول کائنات بھی کسی کو ہدایت نہیں دے سکتے۔ (مزید القصص: ۵۶)

۲ قیامت کے وقوع کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں۔

۳ رسول کائنات ﷺ نہ اپنے نفع و نقصان کے مالک ہیں اور نہ کسی کے نفع و نقصان کے مالک ہیں۔ (مزید یونس: ۴۵ تا ۴۹۔ الجن: ۱۰ تا ۲۲)

۴ رسول اللہ ﷺ غیب دان نہیں، اگر ایسا ہوتا تو کتنے ہی فائدے ہیں جن کو پیشگی علم کی وجہ سے آپ سمیٹ لیتے اور کتنے ہی نقصانات ہیں جن سے قبل از وقت آگاہ ہونے کی بنا پر آپ بچ جاتے۔ یہاں لفظ ''لَوْ'' سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول کائنات ﷺ باوجود افضل المرسلین ہونے کے علم الغیب نہیں رکھتے تھے۔ واقعہ افک ہمارے سامنے ہے، اس میں رسول کائنات ﷺ کتنے دنوں تک مضطرب اور پریشان رہے۔ آخر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمائی تو آپ حقیقت حال سے آگاہ ہوئے۔ اس ایک واقعہ ہی سے آپ کو مختار کل اور غیب دان کہنے والے خود فیصلہ کر سکتے ہیں۔

۵ ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے تو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور اس بات میں کچھ ان کی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم میں تصرف کی قدرت دے دی ہو کہ موت و حیات ان کے اختیار میں ہو یا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے احوال جب چاہیں معلوم کر لیں اور اللہ کے سوا کوئی اولاد نہیں دے سکتا۔

۶ ان آیات سے شرک کی جڑ کٹ گئی۔ جب رسول کائنات ﷺ کو جو تمام عالم کے سردار ہیں اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار نہ ہو، نہ غیب کی بات معلوم ہو تو کسی اور نبی یا ولی یا بزرگ یا فقیر یا جن یا فرشتے کو کیا قدرت ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتائے، البتہ اللہ تعالیٰ جو غیب کی بات رسول کائنات ﷺ کو بتا دیتا وہ آپ ﷺ کو معلوم ہو جاتی اور آپ ﷺ لوگوں کو اس کی خبر دے دیتے۔ ان آیات سے ان لوگوں کو عبرت پکڑنی چاہیے جو رسول اللہ ﷺ کو مختار کل قرار دیتے ہیں، آپ ﷺ

کو تو اتنا بھی اختیار نہ تھا کہ کسی کو راہ راست پر لگا دیتے۔ (القصص: ۵۶) جیسا کہ اس آیت کی تفسیر مراد آبادی میں لکھا ہے کہ یہ آیت ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئی اور ابو طالب نے رسول اللہ ﷺ کا کلمہ نہ پڑھا اور فوت ہو گیا۔ ان لوگوں کے عقائد پر حیرانی ہوتی ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو ایک طرف مختارِ کل مانتے ہیں اور دوسری طرف آپ کو شفیع (شفاعت کرنے والا) مانتے ہیں، حالانکہ جو مختارِ کل ہو اس کو شفاعت کرنے کی ضرورت نہیں رہتی اور جو شفیع یعنی شفاعت کرنے والا ہو وہ مختارِ کل کیسے ہو سکتا ہے؟ عجب ہے ان کا تضاد پن اور دو رخی!!

خاتم الانبیاء، سید المرسلین، امام اعظم محمد رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ احد میں زخمی ہوئے تو آپ ﷺ کی زبان مبارک سے یہ الفاظ نکلے:

(( كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ شَجُّوْا نَبِيَّهُمْ وَ كَسَرُوْا رَبَاعِيَتَهُ وَ هُوَ يَدْعُوْهُمْ إِلَى اللهِ فَأَنْزَلَ اللّٰهُ عَزَّ وَجَلَّ لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ )) (آل عمران: ۳/ ۱۲۸)

''وہ قوم کیسے کامیاب ہو سکتی ہے جس نے اپنے نبی کو زخمی کیا اور اس کا اگلا دانت توڑ دیا۔ حالانکہ وہ انھیں وحدہ لاشریک لہ کی طرف دعوت دے رہا تھا'' تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی: ''(اے نبی!) فیصلہ کے اختیارات میں تمھارا کوئی حصہ نہیں، اللہ کو اختیار ہے چاہے انھیں معاف کرے، چاہے سزا دے، یقیناً وہ ظالم ہیں۔'' ❶

وَلَا تَقُوْلَنَّ لِشَايْءٍ اِنِّيْ فَاعِلٌ ذٰلِكَ غَدًا ۝ اِلَّآ اَنْ يَّشَآءَ اللّٰهُ ۡ وَاذْكُرْ رَّبَّكَ اِذَا نَسِيْتَ وَقُلْ عَسٰٓى اَنْ يَّهْدِيَنِ رَبِّيْ لِاَقْرَبَ مِنْ هٰذَا رَشَدًا ۝ (الکہف: ۱۸/ ۲۳، ۲۴)

''اور کسی چیز کے متعلق (اے نبی!) یہ ہرگز نہ کہو کہ میں کل ہی اسے کر دوں گا مگر یہ کہ اللہ چاہے اور اپنے رب کو یاد کر لے جب بھول جائے اور کہہ دو! امید ہے کہ میرا رب مجھے اس سے بھی بہتر راستہ دکھائے۔''

مفسرین کہتے ہیں کہ یہودیوں نے نبی ﷺ سے تین باتیں پوچھی تھیں کہ روح کی حقیقت

❶ مسلم، کتاب الجهاد، باب غزوة أحد: ۱۷۹۱

کیا ہے؟اور اصحاب کہف اور ذوالقرنین کون تھے؟ کہتے ہیں کہ یہی سوالات سورۃ الکہف کے نزول کا سبب بنے۔ نبی ﷺ نے فرمایا میں تمھیں کل جواب دوں گا لیکن اس کے بعد ۱۵ دن تک جبرائیل وحی لے کر نہیں آئے۔

جنگ تبوک پر جانے کے لیے جب کچھ مفلس صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سواریاں مانگیں تو آپ نے فرمایا میرے پاس کوئی سواری نہیں کہ تمھیں دے سکوں تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم روتے ہوئے واپس چلے گئے اور جنگ پر نہ جا سکے کیونکہ تبوک مدینہ منورہ سے بہت دور تھا، تو یہ آیت نازل ہوئی:

إِذَا مَآ أَتَوْكَ لِتَحْمِلَهُمْ قُلْتَ لَآ أَجِدُ مَآ أَحْمِلُكُمْ عَلَيْهِ تَوَلَّوا وَّأَعْيُنُهُمْ تَفِيضُ مِنَ الدَّمْعِ حَزَنًا أَلَّا يَجِدُوا مَا يُنفِقُونَ ﴿٩٢﴾ (التوبة: ۹/ ۹۲)

”جب وہ تیرے پاس آئے کہ تو انھیں سواری دے تو تو نے (اے نبی!) کہا میرے پاس کوئی چیز نہیں کہ تمھیں اس پر سوار کر دوں تو وہ لوٹ گئے اور اس غم سے کہ ان کے پاس خرچ موجود نہیں تھا، ان کی آنکھوں سے آنسو بہ رہے تھے۔“

اللہ تعالیٰ ہی خالق ہے، اس نے سب مخلوق کو پیدا کیا۔ (البقرۃ: ۲۹) اللہ تعالیٰ ہی سارے جہاں کا مالک ہے (اس میں اس کا کوئی شریک نہیں)۔ (بنی اسرائیل: ۱۱۱) ہر چیز کا نفع و نقصان اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کے اختیار میں نہیں۔ (الاعراف: ۱۸۸۔ یونس: ۴۹، ۱۰۷) رسول (ﷺ) نہ اپنے نفع ونقصان کے مالک ہیں نہ کسی کے۔ (القصص: ۵۶۔ الجن: ۱۸تا ۲۲) کوئی نبی کسی کے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ (المائدۃ: ۷۲تا ۷۷۔ ھود: ۳۱، ۴۵، ۳۰ تا ۱۲۳) رزق اور اس میں تنگی اور کشادگی فقط اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (ھود: ۶) اللہ تعالیٰ کے علاوہ اور کوئی اولاد نہیں دے سکتا۔ (الشوریٰ: ۴۹،۵۰) بیمار کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی شفا نہیں دے سکتا۔ (الشعراء: ۷۸ تا ۸۲) قیامت کے دن شفاعت اللہ تعالیٰ کی اجازت سے ہوگی اور جو ٹھیک بات کرے گا اس کو شفاعت کی اجازت ہوگی:

رَّبِّ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ وَمَا بَيْنَهُمَا الرَّحْمَٰنِ لَا يَمْلِكُونَ مِنْهُ خِطَابًا ﴿٣٧﴾ يَوْمَ يَقُومُ الرُّوحُ وَالْمَلَائِكَةُ صَفًّا لَّا يَتَكَلَّمُونَ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿٣٨﴾

(النبا: ۷۸/ ۳۷، ۳۸)

’’وہ جو رب ہے آسمانوں اور زمین کا اور جو کچھ اس کے درمیان ہے۔رحمٰن سے بات کرنے کا اختیار نہ رکھیں گے۔جس دن جبریل کھڑا ہو گا اور سب فرشتے صرف باندھے،کوئی نہ بول سکے گا مگر جسے رحمٰن نے اذن دیا اور اس نے ٹھیک بات کہی۔‘‘

یہ اجازت اللہ تعالیٰ ان فرشتوں کو اور اپنے پیغمبروں کو عطا فرمائے گا اور وہ جو بات کریں گے حق وصواب ہی ہوگی۔ یا یہ مفہوم ہے کہ اجازت صرف اسی کے بارے میں دی جائے گی جس نے درست بات کہی ہو یعنی کلمہ توحید کا اقراری رہا ہو۔

تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہیں (ان کی گنتی نہیں ہوسکتی)۔ (النحل :۱۸) کائنات کی ہر چیز کا مالک اور بادشاہ صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔ (الحشر:۲۳) کائنات میں حکومت اور فرماں روائی کے تمام اختیارات صرف اللہ تعالیٰ ہی کے پاس ہیں۔ (یوسف:۴۰)نظم کائنات اور امور کائنات کا مدبر صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے۔(الرعد : ۲) زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (الانعام :۵۰) قیامت کے روز جزا یا سزا کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہوگا۔ (التحریم : ۱۰) ہدایت صرف اللہ کے اختیار میں ہے۔ (القصص : ۵۶) زندگی اور موت اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔ (المائدۃ : ۱۷)

لوگوں نے اپنی طرف سے جو نام رکھ لیے ہیں اللہ نے ان کی کوئی سند نہیں اتاری۔ مثلاً غوث الاعظم، داتا گنج بخش، غریب نواز، مشکل کشا، دستگیر، اولاد دینے والے، ڈوبتی کو کنارے لگانے والا:

إِنْ هِيَ إِلَّا أَسْمَاءٌ سَمَّيْتُمُوهَا أَنْتُمْ وَآبَاؤُكُمْ مَا أَنْزَلَ اللَّهُ بِهَا مِنْ سُلْطَانٍ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَمَا تَهْوَى الْأَنْفُسُ ۖ وَلَقَدْ جَاءَهُمْ مِنْ رَبِّهِمُ الْهُدَىٰ (النجم : ۵۳/ ۲۳)

’’یہ تو صرف نام ہی نام ہیں جو تم نے اور تمھارے باپ دادا نے گھڑ لیے ہیں، جن پر اللہ تعالیٰ نے کوئی سند بھی نہیں اتاری، وہ محض وہم اور اپنی خواہش کی پیروی کرتے ہیں، حالانکہ ان کے پاس ان کے رب کے ہاں سے ہدایت آ چکی ہے۔‘‘

گناہ معاف کرنے یا نہ کرنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ ہی کو ہے۔ (التوبہ: ۸۰) دین و دنیا کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ ہی کے ہاتھ میں ہیں، جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے، جس سے

چاہتا ہے چھین لیتا ہے۔ (آل عمران : ۲۶) دلوں کو پھیرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (الانفال:
۲۴) نیکی کرنے اور گناہ سے بچنے کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ (ھود : ۸۸)

انبیائے کرام کے پاس تصرف کا اختیار نہیں ہے۔ سیدنا نوح علیہ السلام نے یہاں تک کہہ دیا:

فَدَعَا رَبَّهٗۤ اَنِّیۡ مَغۡلُوۡبٌ فَانۡتَصِرۡ ﴿۱۰﴾ (القمر : ۵۴/ ۱۰)

''انھوں نے اپنے رب سے دعا کی کہ میں مغلوب ہوں تو میرا بدلا لے۔''

معلوم ہوا کہ اگر نوح علیہ السلام کو مافوق الاسباب قوتیں میسر ہوتیں تو مغلوبیت کا ذکر نہ کرتے۔ اسی طرح ہود علیہ السلام کے لیے (سورۂ ھود :۵۰ تا ۶۰)، ابراہیم علیہ السلام کے لیے (الانبیاء: ۲۱/ ۶۱ تا ۷۳)، لوط علیہ السلام کے لیے (الشعراء: ۱۶۰تا ۱۷۵۔ ھود : ۷۴ تا ۸۳)، شعیب علیہ السلام کے لیے (ھود : ۸۴ تا ۹۵)، ایوب علیہ السلام کے لیے (ص :۴۱تا۴۴)، موسیٰ علیہ السلام کے لیے (الاعراف : ۱۰۳ تا ۱۶۲۔ طٰهٰ: ۴۵۔ الشعراء : ۱۰ تا ۶۸۔ القصص: ۳۳)، ہارون علیہ السلام کے لیے (طٰهٰ:۴۵)، یونس علیہ السلام کے لیے (صافات: ۱۳۹ تا ۱۴۸) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اگر وہ یعنی سیدنا یونس علیہ السلام مجھے نہ پکارتے تو قیامت تک مچھلی کے پیٹ ہی میں رہتے، ان سورتوں کا مطالعہ کریں۔

## اللہ تعالیٰ کو اپنے لیے کافی سمجھو:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

اَلَیۡسَ اللّٰهُ بِكَافٍ عَبۡدَهٗ ؕ وَیُخَوِّفُوۡنَكَ بِالَّذِیۡنَ مِنۡ دُوۡنِهٖ ؕ وَمَنۡ یُّضۡلِلِ اللّٰهُ فَمَا لَهٗ مِنۡ هَادٍ ﴿۳۶﴾ (الزمر : ۳۹/ ۳۶)

''کیا اللہ اپنے بندے کو کافی نہیں اور وہ آپ کو ان لوگوں سے ڈراتے ہیں جو اس کے سوا ہیں اور جسے اللہ گمراہ کر دے تو اسے راہ پر لانے والا کوئی نہیں۔''

فَاِنۡ تَوَلَّوۡا فَقُلۡ حَسۡبِیَ اللّٰهُ ۖ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ؕ عَلَیۡهِ تَوَكَّلۡتُ وَهُوَ رَبُّ الۡعَرۡشِ الۡعَظِیۡمِ ﴿۱۲۹﴾ (التوبة : ۹/ ۱۲۹)

''پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں تو کہہ دو مجھے اللہ کافی ہے۔ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں۔ اسی پر میں بھروسا کرتا ہوں اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔''

سیدنا ابو الدرداء رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ آیت ''حسبی اللہ'' صبح اور شام سات سات

مرتبہ پڑھ لے گا اللہ تعالیٰ اس کے فکر و مشکلات کو کافی ہو جائے گا۔ ❶

اَلَّذِيْنَ قَالَ لَهُمُ النَّاسُ اِنَّ النَّاسَ قَدْ جَمَعُوْا لَكُمْ فَاخْشَوْهُمْ فَزَادَهُمْ اِيْمَانًا ۖ وَّقَالُوْا حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ﴿١٧٣﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۷۳)

''جنھیں لوگوں نے کہا کہ مکہ والوں نے تمھارے مقابلے کے لیے سامان جمع کیا ہے، سوتم ان سے ڈرو تو ان کا ایمان اور زیادہ ہوا اور کہا کہ ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔''

یہ جنگ احد کے بعد کا واقعہ ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے یہ نہیں کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس موجود ہیں، وہ ہمیں کافی ہیں، وہ بہت اچھے کارساز ہیں اور نہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کافی ہوں اور میں بہت اچھا کارساز ہوں۔ اتنی واضح آیات کے باوجود آج کل کے کچھ کلمہ گو کیا کیا کر رہے ہیں، سوچنے کی ضرورت ہے اور یہ سوچ بدلنے کی ضرورت ہے اور صرف اللہ کو کافی سمجھنا چاہیے۔

اللہ تعالیٰ کی قدر کرو جیسا کہ اس کی قدر کرنے کا حق ہے۔ قرآن مجید اور احادیث مبارکہ ہمیں بتاتی ہیں کہ انبیائے کرام و صالحین کو جب بھی ضرورت پڑی انھوں نے صرف اللہ تعالیٰ کے سامنے اپنی فریادیں پیش کیں یعنی اللہ تعالیٰ کو اپنا غوث اور فریاد رس سمجھا۔ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیارے رسول ﷺ کی حیات مبارکہ تک ہمیں یہی درس ملتا ہے کہ ہم آرام و مصیبت کے وقت صرف اللہ تعالیٰ ہی کو پکاریں اور اسے مشکل کشا اور حاجت روا سمجھیں۔

رسول اللہ ﷺ کی ساری حیات طیبہ کا جب ہم احادیث کی کتابوں میں مطالعہ کرتے ہیں تو ہمیں یہی پتا چلتا ہے کہ ہمارے پیارے نبی ﷺ نے مصیبت یا غیر مصیبت میں، جنگوں میں جن میں بنفس نفیس سالار اعظم تھے، اپنے رب کے سامنے دعا کی اور اسے پکارا اور غزوۂ تبوک سے لے کر آخری دم تک حتیٰ کہ ہجرت کے وقت غار ثور میں بھی سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ سے یہی کہا کہ اللہ ہمارے ساتھ ہے، ہمارا مددگار ہے۔ (التوبہ: ۴۰) یہ آپ ﷺ نے کبھی نہیں فرمایا کہ میرے صحابہ! میں یہاں موجود ہوں، نفع و نقصان میرے اختیار میں ہے، لہٰذا تمھیں کوئی خطرہ نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ ہی سے ہر موقع پر فریاد کی۔ اس سے ثابت ہوا کہ غوث اور فریاد رس صرف

❶ أبو داوٗد، کتاب الأدب، باب ما یقول إذا أصبح : ۵۰۸۱

اللہ تعالیٰ ہے۔ جنگ بدر کے لیے دیکھیے: (آل عمران: ۱۲۳) جنگ احد کے لیے دیکھیے: (آل عمران: ۱۴۰تا۱۶۶) جنگ احزاب یا جنگ خندق کے لیے دیکھیے: (الاحزاب: ۹ تا۱۱، ۲۵) فتح مکہ کے لیے دیکھیے: (النصر: ۱۱۰) جنگ حنین کے لیے دیکھیے: (التوبہ: ۲۵، ۲۶) یہاں ہم جنگ حنین کے متعلق قرآنی آیات وترجمہ لکھیں گے۔ اس جنگ میں رسول اللہ ﷺ خود سالار اعظم تھے اور آپ ﷺ کے ساتھ کئی ہزار صحابہ اس جنگ میں شریک تھے لیکن اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اس جنگ کا جو نقشہ کھینچا ہے وہ ہمیں توحید کا عظیم درس دیتا ہے۔ باقی جنگوں کے متعلق مندرجہ بالا حوالوں کو دیکھ کر آپ خود قرآن کا مطالعہ کریں:

لَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ فِیْ مَوَاطِنَ كَثِیْرَةٍ ۙ وَّیَوْمَ حُنَیْنٍ ۙ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ فَلَمْ تُغْنِ عَنْكُمْ شَیْـًٔا وَّضَاقَتْ عَلَیْكُمُ الْاَرْضُ بِمَا رَحُبَتْ ثُمَّ وَلَّیْتُمْ مُّدْبِرِیْنَ ۝ ثُمَّ اَنْزَلَ اللّٰهُ سَكِیْنَتَهٗ عَلٰى رَسُوْلِهٖ وَعَلَى الْمُؤْمِنِیْنَ وَاَنْزَلَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا وَعَذَّبَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا ؕ وَذٰلِكَ جَزَآءُ الْكٰفِرِیْنَ ۝ (التوبۃ: ۹/ ۲۵، ۲۶)

''اللہ بہت سے میدانوں میں تمھاری مدد کر چکا ہے اور حنین کے دن جب تم اپنی کثرت پر خوش ہوئے پھر وہ تمھارے کچھ کام نہ آئی اور تم پر زمین باوجود اپنی فراخی کے تنگ ہو گئی۔ پھر تم پیٹھ پھیر کر ہٹ گئے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف سے اپنے رسول ﷺ پر اور ایمان والوں پر تسکین نازل فرمائی اور وہ فوجیں اتاریں کہ جنھیں تم نے نہیں دیکھا اور کافروں کو عذاب دیا اور کافروں کی یہی سزا ہے۔''

یہاں رسول اللہ ﷺ کی ایک دعا کا ذکر بے جا نہ ہوگا۔ سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے: ''کوئی سچا معبود نہیں سوائے اللہ تعالیٰ کے، وہ اکیلا ہے۔ اس نے عزت دی اپنے لشکر کو اور مدد کی اپنے بندے کی اور مغلوب کیا کافروں کی جماعتوں کو اس اکیلے نے اس کے بعد کوئی شے نہیں ہے۔'' [1]

آج کل کچھ لوگ شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کو غوث الاعظم کہتے ہیں، ان کے اس غلط عقیدہ کا قرآن میں جواب موجود ہے کہ انھوں نے اور ان کے باپ دادا نے یہ نام رکھ لیے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی کوئی سند نہیں اتاری۔ یہی بات دوسرے ناموں پر بھی صادق آتی

ہے جو انھوں نے اپنی طرف سے رکھ لیے ہیں جیسے داتا، گنج بخش، غریب نواز، مشکل کشا، دستگیر وغیرہ حالانکہ مشکل کشا و دستگیر صرف اللہ تعالیٰ ہے:

اَمَّنۡ يُّجِيۡبُ الۡمُضۡطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكۡشِفُ السُّوۡٓءَ وَيَجۡعَلُكُمۡ خُلَفَآءَ الۡاَرۡضِ‌ؕ ءَاِلٰـهٌ مَّعَ اللّٰهِ‌ؕ قَلِيۡلًا مَّا تَذَكَّرُوۡنَ ؕ﴿۶۲﴾ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

''بھلا کون ہے جو بے قرار کی دعا قبول کرتا ہے اور برائی کو دور کرتا ہے اور تمھیں زمین میں نائب بناتا ہے، کیا اللہ کے ساتھ کوئی اور معبود بھی ہے، تم بہت ہی کم سمجھتے ہو۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے بنی اسرائیل: ۶۷۔ النمل: ۵۳)

## معجزات انبیائے کرام کے اختیار میں نہ تھے:

وَلَقَدۡ اَرۡسَلۡنَا رُسُلًا مِّنۡ قَبۡلِكَ مِنۡهُمۡ مَّنۡ قَصَصۡنَا عَلَيۡكَ وَمِنۡهُمۡ مَّنۡ لَّمۡ نَقۡصُصۡ عَلَيۡكَ‌ ؕ وَمَا كَانَ لِرَسُوۡلٍ اَنۡ يَّاۡتِىَ بِاٰيَةٍ اِلَّا بِاِذۡنِ اللّٰهِ‌ۚ فَاِذَا جَآءَ اَمۡرُ اللّٰهِ قُضِىَ بِالۡحَـقِّ وَخَسِرَ هُنَالِكَ الۡمُبۡطِلُوۡنَ ﴿۷۸﴾

(المؤمن: ۴۰/ ۷۸)

''یقیناً ہم آپ سے پہلے بھی بہت سے رسول بھیج چکے ہیں جن میں سے بعض کے (واقعات) ہم آپ کو بیان کر چکے ہیں اور ان میں سے بعض کے ''قصے'' تو ہم نے آپ کو بیان ہی نہیں کیے اور کسی رسول کا یہ (مقدور) نہ تھا کہ کوئی معجزہ اللہ کی اجازت کے بغیر لا سکے۔ پھر جس وقت اللہ کا حکم آئے گا حق کے ساتھ فیصلہ کر دیا جائے گا اور اس جگہ اہل باطل خسارے میں رہ جائیں گے۔''

قرآن کریم میں تو صرف پچیس انبیاء و رسل کا ذکر اور ان کی قوموں کے حالات بیان کیے گئے ہیں حالانکہ کل انبیاء و رسل کی تعداد اس سے کہیں زیادہ ہے۔ ❷

معجزہ وہ خرق عادت واقعہ ہے جو پیغمبر کی صداقت پر دلالت کرے۔ کفار پیغمبروں سے مطالبے کرتے رہے کہ ہمیں فلاں فلاں چیز دکھاؤ، جیسے خود ہمارے پیغمبر کائنات ﷺ سے کفار

❶ مسلم، كتاب الحج، باب ما يقول إذا رجع من سفر الحج وغيره: ۱۳۴۴

❷ مسند أحمد: ۵/ ۱۷۸، ۱۷۹۔ صحيح ابن حبان: ۲/ ۷۶، ۷۷، ح: ۳۶۱۔ مستدرك حاكم: ۲/ ۵۹۷

ثبوت حاضر ہے



وَ الْمَرْجَانُ ﴿۲۲﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۳﴾ وَ لَهُ الْجَوَارِ الْمُنْشَئٰتُ

اور مونگا نکلتا ہے۔ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اور اسی کی ہیں وہ چلنے والیاں کہ

فِی الْبَحْرِ كَالْاَعْلَامِ ﴿۲۴﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۵﴾ كُلُّ مَنْ عَلَیْهَا

دریا میں اٹھی ہوئی ہیں جیسے پہاڑ۔ ۲۰ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ زمین پر جتنے ہیں سب کو

فَانٍ ﴿۲۶﴾ وَّ یَبْقٰى وَجْهُ رَبِّكَ ذُو الْجَلٰلِ وَ الْاِكْرَامِ ﴿۲۷﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ

فنا ہے ۲۱ اور باقی ہے تمہارے رب کی ذات عظمت اور بزرگی والا۔ ۲۲ تو اپنے رب کی

رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۲۸﴾ یَسْــٴَـلُهٗ مَنْ فِی السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ كُلَّ یَوْمٍ

کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اسی کے منگتا ہیں جتنے آسمانوں اور زمین میں ہیں ۲۳ اُسے ہر دن

هُوَ فِیْ شَاْنٍ ﴿۲۹﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۰﴾ سَنَفْرُغُ لَكُمْ اَیُّهَ

ایک کام ہے۔ ۲۴ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ جلد سب کام نبٹا کر ہم تمہارے حساب کا قصد فرماتے

الثَّقَلٰنِ ﴿۳۱﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ ﴿۳۲﴾ یٰمَعْشَرَ الْجِنِّ وَ الْاِنْسِ

ہیں اے دونوں بھاری گروہ! ۲۵ تو اپنے رب کی کون سی نعمت جھٹلاؤ گے۔ اے جن و انسان کے گروہ!

اِنِ اسْتَطَعْتُمْ اَنْ تَنْفُذُوْا مِنْ اَقْطَارِ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ

اگر تم سے ہو سکے کہ آسمانوں اور زمین کے کناروں سے نکل جاؤ تو

فَانْفُذُوْاؕ لَا تَنْفُذُوْنَ اِلَّا بِسُلْطٰنٍ ﴿۳۳﴾ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا

نکل جاؤ؛ جہاں نکل کر جاؤ گے اسی کی سلطنت ہے۔ ۲۶ تو اپنے رب کی کون سی نعمت

بقیہ صفحہ ۹۵۶: کہ محمد (مصطفےٰ ﷺ) کو کوئی بشر سکھاتا ہے تو یہ آیت نازل ہوئی اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے فرمایا کہ رحمٰن نے قرآن اپنے حبیب محمد مصطفےٰ ﷺ کو سکھایا (خازن) ۳ انسان سے اس آیت میں سید عالم محمد مصطفےٰ ﷺ مراد ہیں اور بیان سے مَا كَانَ وَمَا يَكُوْنُ کا بیان کیونکہ نبی کریم ﷺ اولین و آخرین کی خبریں دیتے تھے۔ (خازن) ۴ کہ تقدیر معین کے ساتھ اپنے بروج ومنازل میں سیر کرتے ہیں اور اس میں خلق کے لیے منافع ہیں اوقات کے حساب، سالوں اور مہینوں کا شمار انہیں پر ہے۔ ۵ حکم الٰہی کے مطیع ہیں۔ ۶ اور اپنے ملائکہ کا مسکن اور اپنے احکام کا جائے صدور بنایا۔ ۷ جس سے اشیاء کا وزن کیا جائے اور ان کی مقداریں معلوم ہوں تا کہ لین دین میں عدل قائم رکھا جائے۔ ۸ تا کہ کسی کی حق تلفی نہ ہو۔ ۹ جو اس میں رہتی بستی ہے تا کہ اس میں آرام کریں اور فائدے اٹھائیں۔ ۱۰ جن میں بہت برکت ہے۔ ۱۱ مثل گیہوں جَو وغیرہ کے ۱۲ اس سورۂ شریفہ میں یہ آیت اکتیس بار آئی ہے بار بار نعمتوں کا ذکر فرما کر یہ ارشاد فرمایا گیا ہے کہ اپنے رب کی کونسی نعمت کو جھٹلاؤ گے یہ ہدایت وارشاد کا بہترین اسلوب ہے تا کہ سامع کے نفس کو تنبیہ ہو اور اسے اپنے جرم اور ناسپاسی کا حال معلوم ہو جائے کہ اس نے کس قدر نعمتوں کو جھٹلایا ہے اور اسے شرم آئے اور وہ ادائے شکر وطاعت کی طرف مائل ہو اور یہ سمجھ لے کہ اللہ تعالیٰ کی بے شمار نعمتیں اس پر ہیں۔ حدیث: سید عالم ﷺ نے فرمایا کہ یہ سورت میں نے جنات کو سنائی وہ تم سے اچھا جواب دیتے تھے جب میں آیت فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّكُمَا تُكَذِّبٰنِ پڑھتا وہ کہتے اے رب ہمارے ہم تیری کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے تجھے حمد (اَلتِّرْمِذِیُّ وَقَالَ غَرِیْبٌ) ۱۳ یعنی خشک مٹی سے جو بجانے سے بجے اور کوئی چیز کھنکھناتی آواز دے پھر اس مٹی کو تر کیا کہ وہ مثل گارے کے ہوئی پھر اس کو گلایا کہ وہ مثل سیاہ کیچڑ کے ہوگئی۔ ۱۴ یعنی خالص بے دھوئیں والے شعلہ سے۔ ۱۵ دونوں پورب اور دونوں پچھم سے مراد آفتاب کے طلوع ہونے کے دونوں مقام ہیں گرمی کے بھی اور جاڑے کے بھی اسی طرح غروب ہونے کے بھی دونوں مقام ہیں۔ ۱۶ شیریں اور شور۔ ۱۷ شان کے درمیان ظاہر میں کوئی فاصل نہ حائل۔ ۱۸ اللہ تعالیٰ کی قدرت سے۔ ۱۹ ہر ایک اپنی حد پر رہتا ہے اور کسی کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا۔ ۲۰ جن چیزوں سے وہ کشتیاں بنائی گئیں وہ بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کیں اور ان کو ترکیب دینے اور کشتی بنانے اور صناعی کرنے کی عقل بھی اللہ تعالیٰ نے پیدا کی اور دریاؤں میں ان کشتیوں کا چلنا اور تیرنا یہ سب اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہے۔

منزل ۷

غیر اللہ کو پکارنا کفر اور شرک ہے

اور احمد رضا صاحب اپنے ترجمے میں بتا رہے ہیں کہ آسمانوں اور زمینوں میں رہنے والے سب کے سب اس رب تعالیٰ کے منگتے (مانگنے اور دعا کرنے والے) فقیر ہیں۔ یعنی سب کو صرف اللہ سے دعا کرنی چاہیے۔ دیکھیے کنز الایمان ص ۹۵۷، سورۃ الرحمٰن ۵۵ آیت ۲۹ ص ...... فائدہ ۲۳ مزید دیکھیے کنز الایمان ص ۹۵۸ فائدہ نمبر ۲۴

مکہ نے کئی چیزوں کا مطالبہ کیا جس کی تفصیل بنی اسرائیل (۹۰ تا ۹۳) میں موجود ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کسی پیغمبر کے اختیار میں یہ نہیں تھا کہ وہ اپنی قوموں کے مطالبے پر ان کو کوئی معجزہ صادر کر کے دکھلا دے، یہ صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں تھا بعض نبیوں کو تو ابتدا ہی سے معجزے دے دیے گئے تھے، بعض قوموں کو ان کے مطالبے پر معجزہ دکھلایا گیا اور بعض کو مطالبے کے باوجود نہیں دکھلایا گیا۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق اس کا فیصلہ ہوتا تھا، کسی نبی کے ہاتھ میں یہ اختیار نہیں تھا کہ وہ جب چاہتا معجزہ دکھلا دیتا۔ اس سے ان لوگوں کی واضح تردید ہو جاتی ہے جو بعض اولیاء کی طرف یہ باتیں منسوب کرتے ہیں کہ وہ جب چاہتے اور جس طرح چاہتے خرق عادت امور (کرامات) کا اظہار کر دیتے تھے۔ جیسے شیخ عبدالقادر جیلانی کے لیے بیان کیا جاتا ہے۔ یہ سب من گھڑت قصے کہانیاں ہیں۔ جب اللہ نے پیغمبروں کو یہ اختیار نہیں دیا، جن کو اپنی صداقت کے ثبوت کے لیے اس کی ضرورت بھی تھی تو کسی ولی کو یہ اختیار کیونکر مل سکتا ہے؟ بالخصوص جب کہ ولی کو اس کی ضرورت بھی نہیں ہے، کیونکہ نبی کی نبوت پر ایمان لانا ضروری ہوتا ہے، اس لیے معجزہ ان کی ضرورت تھی لیکن اللہ کی حکمت و مشیت اس کی مقتضی نہ تھی، اس لیے یہ قوت کسی نبی کو نہیں دی گئی۔ ولی کی ولایت پر ایمان رکھنا ضروری نہیں ہے، اس لیے انھیں کرامات کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ انھیں یہ اختیار بلاضرورت کیوں عطا کر سکتا ہے؟ سب اعمال اللہ ہی کی طرف جاتے ہیں۔ (البقرۃ : ۲۱۰۔ آل عمران : ۱۰۹۔ الانفال : ۴۴)

## غیر اللہ کے لیے رب اور اس طرح کے دوسرے الفاظ :

قرآن میں غیر اللہ کے لیے رب کے الفاظ استعمال ہوئے مثلاً والدین کے لیے (بنی اسرائیل : ۲۴/۱۷) بادشاہ کے لیے (یوسف : ۴۱/۱۲، ۴۲، ۵۰) اور فرعون نے موسیٰ علیہ السلام کو جو بچپن میں پالا اس کے لیے (الشعراء : ۱۸) اسی طرح ملکہ سبا کے تخت کے لیے عرش عظیم کا لفظ آیا ہے (النمل : ۲۳) اور اللہ کے عرش کے لیے یہی لفظ عرش عظیم آیا ہے (النمل : ۲۶) اور دوزخی کے لیے قرآن کریم میں آیا ہے :

ذُقْ ۚ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْكَرِيمُ ﴿٤٩﴾ (الدخان : ۴۴/ ۴۹)

''اب دوزخ کا مزا چکھ، تو دنیا میں بہت طاقت والا، عزت والا تھا۔''

یہ عربی الفاظ ہیں جو خالق اور مخلوق دونوں کے لیے استعمال ہوئے ہیں۔مخلوق کے لیے بہت محدود اسباب کے تحت اور عارضی ہیں اور خالق کے لیے ان باتوں کے برعکس ہیں یعنی لا محدود، اسباب کے بغیر اور مستقل ہیں یعنی ازل سے ابد تک اور مخلوق کے دنیاوی اختیارات اللہ کی مرضی کے تابع ہیں۔جب انسان فوت ہو جاتا ہے تو سب اختیارات ختم ہو جاتے ہیں۔

## قرآنی فیصلے اور آج کل کے کلمہ گو:

اللہ تعالیٰ ہی سب کا غریب نواز ہے (یعنی غریبوں کو نوازنے والا):

يَآيُّهَا النَّاسُ اَنْتُمُ الْفُقَرَآءُ اِلَى اللّٰهِ ۚ وَاللّٰهُ هُوَ الْغَنِيُّ الْحَمِيْدُ ﴿۱۵﴾

(فاطر : ۳۵/ ۱۵)

''اے لوگو! تم سب اللہ کے محتاج (ف۴۸) اور اللہ ہی بے نیاز ہے، سب خوبیوں والا۔''

(ف: ۴۸) یعنی اس کے فضل و احسان کے حاجت مند ہو اور تمام خلق اس کی محتاج ہے۔خلق ہر دم اور ہر لحظہ اللہ تعالیٰ کی محتاج ہے اور کیوں نہ ہوگی ان کی ہستی اور ان کی بقا سب اس کے کرم سے ہے۔(ترجمہ احمد رضا خان صاحب وتفسیر مراد آبادی)

اللہ ہی سب کا مشکل کشا ہے، یعنی مشکلات کے ختم کرنے والا:

مَا يَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِكَ لَهَا ۚ وَمَا يُمْسِكْ ۙ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ۭ وَهُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ﴿۲﴾ (فاطر : ۳۵/ ۲)

''اللہ جو رحمت لوگوں کے لیے کھولے (ف۴) اس کا کوئی روکنے والا نہیں ہے اور جو کچھ روک لے تو اس کی روک کے بعد اس کو کوئی چھوڑنے والا نہیں ہے اور وہی عزت وحکمت والا ہے۔''

(ف۴) مثل بارش و رزق وصحت وغیرہ کے۔(ترجمہ احمد رضا خان صاحب وتفسیر مراد آبادی)

اللہ تعالیٰ ہی سب کا دستگیر ہے، یعنی مصیبت کے وقت تھامنے والا۔

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ وَيَجْعَلُكُمْ خُلَفَآءَ الْاَرْضِ ۭ ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۶۲﴾ (النمل : ۲۷/ ۶۲)

''یا وہ جو لاچار کی سنتا ہے(ف۱۱۰) جب اسے پکارے اور دور کر دیتا ہے برائی اور تمھیں زمین کا وارث کرتا ہے۔ کیا اللہ کے سوا کوئی اور معبود ہے۔ بہت ہی کم دھیان کرتے ہو۔''

(ف:۱۱۰) اور حاجت روائی فرماتا ہے۔ (ترجمہ احمد رضا خان صاحب وتفسیر مراد آبادی)

اللہ تعالیٰ ہی سب کی ڈوبتی کشتیوں کا پار لگانے والا ہے:

هُوَ الَّذِیْ یُسَیِّرُكُمْ فِی الْبَرِّ وَالْبَحْرِ ؕ حَتّٰۤی اِذَا كُنْتُمْ فِی الْفُلْكِ ۚ وَجَرَیْنَ بِهِمْ بِرِیْحٍ طَیِّبَةٍ وَّفَرِحُوْا بِهَا جَآءَتْهَا رِیْحٌ عَاصِفٌ وَّجَآءَهُمُ الْمَوْجُ مِنْ كُلِّ مَكَانٍ وَّظَنُّوْۤا اَنَّهُمْ اُحِیْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِیْنَ لَهُ الدِّیْنَ ۚ۬ لَىِٕنْ اَنْجَیْتَنَا مِنْ هٰذِهٖ لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الشّٰكِرِیْنَ ﴿۲۲﴾ فَلَمَّاۤ اَنْجٰىهُمْ اِذَا هُمْ یَبْغُوْنَ فِی الْاَرْضِ بِغَیْرِ الْحَقِّ ؕ یٰۤاَیُّهَا النَّاسُ اِنَّمَا بَغْیُكُمْ عَلٰۤی اَنْفُسِكُمْ ۙ مَّتَاعَ الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا ؗ ثُمَّ اِلَیْنَا مَرْجِعُكُمْ فَنُنَبِّئُكُمْ بِمَا كُنْتُمْ تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ (یونس: ۱۰/ ۲۲، ۲۳)

''وہی ہے جو تمھیں خشکی اور تری میں چلاتا ہے، یہاں تک کہ جب تم کشتی میں ہوتے ہو اور وہ اچھی ہوا سے انھیں لے کر چلیں اور اس پر خوش ہوئے۔ پھر ان پر آندھی کا جھونکا آیا اور ہر طرف سے لہروں نے انھیں آ لیا اور وہ سمجھ گئے کہ ہم گھر گئے۔ اس وقت خالص اللہ کو پکارتے ہیں، خالص اسی کے بندے ہو کر کہ اگر تو ہمیں اس سے بچا لے گا تو ہم ضرور شکر گزار ہوں گے۔ اللہ جب انھیں بچا لیتا ہے فوراً ہی زمین میں ناحق زیادتی کرنے لگتے ہیں۔ اے لوگو! تمھاری زیادتی تمھاری ہی جانوں کا وبال ہے۔ دنیا کے جیتے جی فائدہ اٹھا لو پھر تمھیں ہماری طرف پھرنا ہے۔ پھر اس وقت ہم تم کو باخبر کر دیں گے ان سے جو تمھارے کام تھے۔''

حدیث میں آتا ہے کہ جب مشرکین مکہ کی کشتیاں ڈوبنے لگتیں تو سب کو چھوڑ کر صرف اللہ تعالیٰ کو پکارتے ہیں۔

## صرف اللہ تعالیٰ ہی رب یعنی داتا ہے:

اللہ تعالیٰ رب العالمین ہے یعنی سارے جہانوں کا داتا ہے۔ قرآن مجید ان الفاظ سے بھرا

حوالہ نمبر 17

پڑا ہے کہ اللہ تعالیٰ رب العالمین یعنی سارے جہانوں کا داتا ہے۔(یاد رہے کہ داتا سنسکرت کا لفظ ہے، عربی میں اس کے مترادف الفاظ رب، وہاب اور وکیل ہیں۔ ان تینوں لفظوں پر ہم اس کتاب میں بحث کریں گے ) قرآن مجید میں جگہ جگہ ہے کہ اللہ تعالیٰ آدم علیہ السلام سے لے کر ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک سب کا رب یعنی داتا ہے۔ رب العالمین کے معنی ہیں ہر چیز مثلاً جن، انسان، ملائکہ، مویشی، پرندے، آبی مخلوق وغیرہ کو پیدا کر کے ان کی ضروریات ان کے احوال اور اجسام کے مطابق مہیا کرنے والا اور ان کے نفع ونقصان کا مالک:

وَ اِذْ اَخَذَ رَبُّكَ مِنْۢ بَنِیْۤ اٰدَمَ مِنْ ظُهُوْرِهِمْ ذُرِّیَّتَهُمْ وَ اَشْهَدَهُمْ عَلٰۤى اَنْفُسِهِمْ اَلَسْتُ بِرَبِّكُمْ قَالُوْا بَلٰى شَهِدْنَا اَنْ تَقُوْلُوْا یَوْمَ الْقِیٰمَةِ اِنَّا كُنَّا عَنْ هٰذَا غٰفِلِیْنَ ﴿۱۷۲﴾ اَوْ تَقُوْلُوْۤا اِنَّمَاۤ اَشْرَكَ اٰبَآؤُنَا مِنْ قَبْلُ وَ كُنَّا ذُرِّیَّةً مِّنْۢ بَعْدِهِمْ اَفَتُهْلِكُنَا بِمَا فَعَلَ الْمُبْطِلُوْنَ ﴿۱۷۳﴾ وَ كَذٰلِكَ نُفَصِّلُ الْاٰیٰتِ وَ لَعَلَّهُمْ یَرْجِعُوْنَ ﴿۱۷۴﴾

(الأعراف : ۷/ ۱۷۲تا ۱۷۴)

”اور جب تیرے رب (داتا) نے بنی آدم کی پیٹھوں سے ان کی اولاد کو نکالا اور ان سے ان کی جانوں سے اقرار کرایا، کیا میں تمھارا رب یعنی داتا نہیں ہوں؟ انھوں نے کہا ہاں! کیوں نہیں ہم اقرار کرتے ہیں۔ کہیں قیامت کے دن کہنے لگو کہ ہمیں تو اس کی خبر نہ تھی یا کہنے لگو ہمارے باپ دادا نے ہم سے پہلے شرک کیا تھا اور ہم ان کے بعد ان کی اولاد تھے۔ کیا تو ہمیں اس کام پر ہلاک کرتا ہے جو گمراہوں نے کیا اور اسی طرح ہم کھول کر آیتیں بیان کرتے ہیں تاکہ وہ لوٹ آئیں۔“

اللہ تعالیٰ نے عالم ارواح میں ہر انسان سے اقرار کرایا کہ اللہ ہی اس کا رب یعنی داتا ہے، اور کوئی نہیں۔ اب کئی لوگ اس اقرار سے پھر گئے ہیں اور دیگر کو اپنا داتا بنا لیا ہے جو شرک ہے اور اللہ تعالیٰ قرآن میں کھول کھول کر بیان کر رہا ہے کہ اور کوئی داتا نہیں:

اِنَّ الَّذِیْنَ قَالُوْا رَبُّنَا اللّٰهُ ثُمَّ اسْتَقَامُوْا تَتَنَزَّلُ عَلَیْهِمُ الْمَلٰٓىِٕكَةُ اَلَّا تَخَافُوْا وَ لَا تَحْزَنُوْا وَ اَبْشِرُوْا بِالْجَنَّةِ الَّتِیْ كُنْتُمْ تُوْعَدُوْنَ ﴿۳۰﴾

(حٰمٓ السجدة : ۴۱/ ۳۰)

”بے شک جنھوں نے کہا تھا کہ ہمارا رب یعنی داتا اللہ ہے پھر اس پر قائم رہے، ان پر فرشتے اتریں گے (موت کے وقت) کہ تم خوف نہ کرو اور نہ غم کرو اور جنت میں خوش رہو، جس کا تم سے وعدہ کیا جاتا تھا۔“

یعنی جنھوں نے دنیا میں آکر عالم ارواح کا وعدہ یاد رکھا کہ اللہ ہی رب یعنی داتا ہے اور اس بات پر قائم رہے وہ جنتی ہیں۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: الانعام: ۱۶۱ تا ۱۶۵۔ آل عمران: ۶۴، ۵۱، ۷۹، ۸۰۔ الکہف: ۳۷ تا ۴۴۔ مومن: ۶۰ تا ۶۸)۔

عالم ارواح کا ذکر ہو چکا، دنیا میں داتا کہنے کا ذکر ہو چکا، اب یاد رہے کہ موت کے بعد قبر میں پہلا سوال یہ ہوگا: ”مَنْ رَّبُّکَ“ ”تیرا رب یعنی داتا کون ہے؟“ یہ سوال نہیں ہوگا کہ تیرا اللہ کون ہے؟ کیونکہ اللہ کو اللہ تو تقریباً ساری مخلوق مانتی ہے۔ کئی لوگ اوروں کو داتا مانتے ہیں۔ قبر میں سوال یہ ہوگا کہ تیرا داتا کون ہے؟ جو لوگ دوسروں کو اللہ کے علاوہ داتا مانتے ہیں وہ مارے جائیں گے کیونکہ انھوں نے شرک کا ارتکاب کیا ہے اور شرک ظلم عظیم ہے جس کا رب نے واضح وعدہ کیا ہے کہ وہ شرک کو معاف نہیں کرے گا۔

## بے قراری کی دعا:

《 لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ الْعَظِيْمُ الْحَلِيْمُ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِيْمِ، لَا اِلٰهَ اِلاَّ اللّٰهُ رَبُّ السَّمٰوَاتِ وَرَبُّ الْاَرْضِ وَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ 》[1]

”اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عظمت والا، بردبار ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو عرش عظیم کا رب، یعنی داتا ہے۔ اللہ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں جو آسمانوں کا رب یعنی داتا اور زمین کا رب یعنی داتا ہے اور عرش کریم کا رب یعنی داتا ہے۔“

《 اَللّٰهُ اَللّٰهُ رَبِّىْ لَا اُشْرِكُ بِهٖ شَيْئًا 》 ”اللہ! اللہ میرا رب یعنی داتا ہے، میں اس کے

[1] بخاری، کتاب الدعوات، باب الدعاء عند الكرب: ۶۳۴۶۔ مسلم، کتاب الذكر والدعاء، باب الدعاء الكرب: ۲۷۳۰

ساتھ کسی چیز کو شریک نہیں کرتا۔''❶

ثابت ہوا کہ اللہ کے سوا کسی اور کو داتا سمجھنا شرک ہے۔

## صرف اللہ ہی سب کا وہاب اور داتا ہے:

فرمان الٰہی ہے:

لِلّٰهِ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ۭ يَخْلُقُ مَا يَشَاۗءُ ۭ يَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ اِنَاثًا وَّيَهَبُ لِمَنْ يَّشَاۗءُ الذُّكُوْرَ ۝ اَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَّاِنَاثًا ۚ وَيَجْعَلُ مَنْ يَّشَاۗءُ عَقِيْمًا ۭ اِنَّهٗ عَلِيْمٌ قَدِيْرٌ ۝ (الشوری: ۴۲/ ۴۹، ۵۰)

''اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت۔ (ف۱۲۶) پیدا کرتا ہے جو چاہے، جسے چاہے بیٹیاں عطا فرمائے (ف۱۲۷) اور جسے چاہے بیٹے دے (ف ۱۲۸) یا دونوں ملا دے بیٹے اور بیٹیاں اور جسے چاہے بانجھ کر دے (ف۱۲۹)۔''

(ف ۱۲۶) جیسا چاہتا ہے تصرف فرماتا ہے، کوئی دخل دینے اور اعتراض کرنے کی مجال نہیں رکھتا۔

(ف ۱۲۷) اسی طرح یہ بات نکلتی ہے کہ کسی کو یا پھر اسے بانجھ ہی کر دے بیٹے نہ دے۔ (ف ۱۲۸) دختر نہ دے۔

(ف ۱۲۹) یعنی اس کے اولاد ہی نہ ہو۔ وہ مالک ہے، اپنی نعمت کو جس طرح چاہے تقسیم کرے، جسے جو چاہے دے، انبیاء علیہم السلام میں بھی یہ سب صورتیں پائی جاتی ہیں۔ سیدنا لوط علیہ السلام اور سیدنا شعیب علیہ السلام کی صرف بیٹیاں تھیں کوئی بیٹا نہ تھا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام کے صرف فرزند تھے، کوئی دختر نہ تھی اور ہمارے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالیٰ نے چار فرزند عطا فرمائے اور چار صاحبزادیاں۔ یحییٰ علیہ السلام اور عیسیٰ علیہ السلام کے کوئی اولاد ہی نہیں۔ (ترجمہ احمد رضا خان صاحب وتفسیر مراد آبادی) وہاب یعنی داتا کے لیے مزید حوالہ جات (سورۂ مریم: ۵، ۴۹، ۵۰، ۵۳)

## صرف اللہ ہی سب کا وکیل یعنی کارساز اور داتا ہے:

فرمان باری تعالیٰ ہے:

❶ ابن ماجه، أبواب الدعاء، باب الدعاء عند الكرب: ۳۸۸۲۔ أبو داوٗد: كتاب الوتر: باب في الإستغفار: ۱۵۲۵

ثبوت حاضر ہے



فَقَالَ لِصَاحِبِهٖ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَنَا اَكْثَرُ مِنْكَ مَالًا وَّاَعَزُّ نَفَرًا ﴿۳۴﴾

تو اپنے ساتھی ۷۳ سے بولا اور وہ اس سے ردو بدل کرتا تھا ۷۴ میں تجھ سے مال میں زیادہ ہوں اور آدمیوں کا زیادہ زور رکھتا ہوں۔ ۷۵

وَدَخَلَ جَنَّتَهٗ وَهُوَ ظَالِمٌ لِّنَفْسِهٖ ۚ قَالَ مَآ اَظُنُّ اَنْ تَبِيْدَ هٰذِهٖٓ

اپنے باغ میں گیا ۷۶ اور اپنی جان پر ظلم کرتا ہوا، ۷۷ بولا: مجھے گمان نہیں کہ یہ کبھی فنا

اَبَدًا ﴿۳۵﴾ وَّمَآ اَظُنُّ السَّاعَةَ قَآئِمَةً ۙ وَّلَئِنْ رُّدِدْتُّ اِلٰى رَبِّيْ لَاَجِدَنَّ

ہو اور میں گمان نہیں کرتا کہ قیامت قائم ہو اور اگر میں ۷۸ اپنے رب کی طرف پھر گیا بھی تو ضرور اس

خَيْرًا مِّنْهَا مُنْقَلَبًا ﴿۳۶﴾ قَالَ لَهٗ صَاحِبُهٗ وَهُوَ يُحَاوِرُهٗٓ اَكَفَرْتَ بِالَّذِيْ

باغ سے بہتر پلٹنے کی جگہ پاؤں گا۔ ۷۹ اس کے ساتھی ۸۰ نے اس سے الٹ پھیر کرتے ہوئے جواب دیا کیا تو اس کے ساتھ کفر کرتا ہے جس نے

خَلَقَكَ مِنْ تُرَابٍ ثُمَّ مِنْ نُّطْفَةٍ ثُمَّ سَوّٰىكَ رَجُلًا ﴿۳۷﴾ ط لٰكِنَّا۠ هُوَ اللّٰهُ

تجھے مٹی سے بنایا پھر نطفہ سے پھر تجھے ٹھیک مرد کیا۔ ۸۱ لیکن میں تو یہی کہتا ہوں

رَبِّيْ وَلَآ اُشْرِكُ بِرَبِّيْٓ اَحَدًا ﴿۳۸﴾ وَلَوْلَآ اِذْ دَخَلْتَ جَنَّتَكَ قُلْتَ مَا

کہ وہ اللہ ہی میرا رب ہے اور میں کسی کو اپنے رب کا شریک نہیں کرتا ہوں۔ اور کیوں نہ ہوا کہ جب تو اپنے باغ میں گیا تو کہا ہوتا

شَآءَ اللّٰهُ ۙ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۚ اِنْ تَرَنِ اَنَا اَقَلَّ مِنْكَ مَالًا وَّوَلَدًا ﴿۳۹﴾ ج

جو چاہے اللہ ہمیں کچھ زور نہیں مگر اللہ کی مدد کا، ۸۲ اگر تو مجھے اپنے سے مال و اولاد میں کم دیکھتا ہے۔ ۸۳

فَعَسٰى رَبِّيْٓ اَنْ يُّؤْتِيَنِ خَيْرًا مِّنْ جَنَّتِكَ وَيُرْسِلَ عَلَيْهَا حُسْبَانًا

تو قریب ہے کہ میرا رب مجھے تیرے باغ سے اچھا دے ۸۴ اور تیرے باغ پر آسمان سے بجلیاں

۷۳ ایماندار ۷۴ اور اترا کر اور اپنے مال پر فخر کر کے کہنے لگا کہ ۷۵ میرا کنبہ قبیلہ بڑا ہے ملازم خدمتگار نوکر چاکر بہت ہیں۔ ۷۶ اور مسلمان کا ہاتھ پکڑ کر اس کو ساتھ لے گیا وہاں اس کو اتراتا ہر طرف لیے پھرا اور ہر ہر چیز دکھائی۔ ۷۷ کفر کے ساتھ اور باغ کی زینت و زیبائش اور رونق و بہار دیکھ کر مغرور ہو گیا اور۔ ۷۸ جیسا کہ تیرا گمان ہے بالفرض۔ ۷۹ کیونکہ دنیا میں بھی میں نے بہترین جگہ پائی ہے۔ ۸۰ مسلمان ۸۱ عقل و بلوغ قوت و طاقت عطا کی اور تو سب کچھ پا کر کافر ہو گیا۔ ۸۲ اگر تو باغ دیکھ کر ماشاء اللہ کہتا اور اعتراف کرتا کہ یہ باغ اور اس کے تمام محاصل و منافع اللہ تعالیٰ کی مشیت اور اس کے فضل و کرم سے ہیں اور سب کچھ اس کے اختیار میں ہے چاہے اس کو آباد رکھے چاہے ویران کرے ایسا کہتا تو یہ تیرے حق میں بہتر ہوتا تو نے ایسا کیوں نہیں کہا۔ ۸۳ اس وجہ سے تکبر میں جلا تھا اور اپنے آپ کو بڑا سمجھتا تھا۔ ۸۴ دنیا میں یا عقبیٰ میں۔



رب یعنی داتا، وہاب یعنی داتا، وکیل یعنی کارساز اور داتا، صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے نہ کہ مخلوق میں سے کوئی بھی

رَبُّ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ فَاتَّخِذْهُ وَكِيلًا ﴿۹﴾

(المزمل: ۷۳/ ۹)

''وہ مشرق کا رب اور مغرب کا رب ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں تو تم (اے نبی!) اسی کو اپنا کارساز بنالو۔''

(مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے آل عمران: ۱۵۹، ۱۶۰، ۱۷۳۔النساء: ۸۱، ۱۳۲، ۱۷۱)

## توحید فی التصرف کے شرکیہ امور:

اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور کو حقیقی مالک سمجھنا شرک ہے، وہی کائنات میں حکومت اور فرماں روائی کے تمام اختیارات رکھتا ہے۔ اللہ کے سوا کسی کو اس میں کوئی اختیار نہیں۔ (الحشر: ۲۳)

اللہ تعالیٰ نے سورۂ رعد میں فرمایا:

اَللّٰهُ الَّذِيْ رَفَعَ السَّمٰوٰتِ بِغَيْرِ عَمَدٍ تَرَوْنَهَا ثُمَّ اسْتَوٰى عَلَى الْعَرْشِ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى يُدَبِّرُ الْاَمْرَ يُفَصِّلُ الْاٰيٰتِ لَعَلَّكُمْ بِلِقَآءِ رَبِّكُمْ تُوْقِنُوْنَ ﴿۲﴾ (الرعد: ۱۳/ ۲)

''اللہ تعالیٰ وہ ہے جس نے آسمانوں کو بلند کیا بغیر ستون کے، تم اسے دیکھتے ہو، پھر وہ عرش پر مستوی ہوا اور سورج اور چاند کو مسخر کیا، ہر ایک ایک مقررہ مدت تک چلتا ہے، وہ کام کی تدبیر کرتا ہے، نشانیاں کھولتا ہے، تاکہ تم اپنے رب کی ملاقات کا یقین کرلو۔''

کائنات کا سارا نظام اللہ تعالیٰ چلا رہا ہے اور وہی زمین اور آسمان کے تمام خزانوں کا مالک ہے، کسی اور کو داتا، گنج بخش، مشکل کشا، یا دستگیر وغیرہ سمجھنا شرک ہے۔

نیز فرمایا:

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ شُفَعَآءَ قُلْ اَوَلَوْ كَانُوْا لَا يَمْلِكُوْنَ شَيْـًٔا وَّلَا يَعْقِلُوْنَ ﴿۴۳﴾ قُلْ لِّلّٰهِ الشَّفَاعَةُ جَمِيْعًا لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ثُمَّ اِلَيْهِ تُرْجَعُوْنَ ﴿۴۴﴾ (الزمر: ۳۹/ ۴۳، ۴۴)

''کیا انھوں نے اللہ کے سوا اور سفارشی بنا لیے ہیں، کہو کہ خواہ وہ کسی چیز کا بھی اختیار نہ رکھتے ہوں اور نہ (کچھ) سمجھتے ہی ہوں، کہہ دو کہ سفارش تو سب اللہ ہی

کے اختیار میں ہے، اسی کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہت ہے، پھر تم اسی کی طرف لوٹ کر جاؤ گے۔''

قیامت کے روز کسی کو سفارش کرنے کی اجازت دینے یا نہ دینے، سفارش قبول کرنے یا نہ کرنے، کسی کو ثواب یا عذاب دینے اور کسی کو پکڑنے یا چھوڑنے کا اختیار صرف اللہ تعالیٰ کو ہو گا:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ ۖ وَاعْلَمُوا أَنَّ اللَّهَ يَحُولُ بَيْنَ الْمَرْءِ وَقَلْبِهِ وَأَنَّهُ إِلَيْهِ تُحْشَرُونَ

(الأنفال : ۸/ ۲۴)

''مومنو! اللہ اور اس کے رسول کا حکم قبول کرو، جبکہ رسول تمھیں ایسے کام کے لیے بلاتے ہیں، جو تم کو زندگی بخشتا ہے اور جان رکھو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور یہ بھی کہ تم سب اس کے رو برو جمع کیے جاؤ گے۔''

دلوں کو پھیرنے والا، ہدایت دینے والا، نیکی کی توفیق دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے، کسی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔ (الانفال : ۲۴)

رزق کی تنگی یا فراخی، صحت اور بیماری، نفع اور نقصان زندگی اور موت دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہے۔ اللہ کے علاوہ کسی اور مخلوق کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے۔ (ھود :٦)

اولاد دینے یا نہ دینے والا، بیٹے اور بیٹیاں دینے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور کسی کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے:

لِلَّهِ مُلْكُ السَّمَاوَاتِ وَالْأَرْضِ ۚ يَخْلُقُ مَا يَشَاءُ ۚ يَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ إِنَاثًا وَيَهَبُ لِمَنْ يَشَاءُ الذُّكُورَ ﴿٤٩﴾ أَوْ يُزَوِّجُهُمْ ذُكْرَانًا وَإِنَاثًا ۖ وَيَجْعَلُ مَنْ يَشَاءُ عَقِيمًا ۚ إِنَّهُ عَلِيمٌ قَدِيرٌ ﴿٥٠﴾ (شوریٰ : ۴۲/ ۴۹، ۵۰)

''آسمانوں اور زمین کی بادشاہی اللہ ہی کی ہے، وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے، یا انھیں بیٹے اور بیٹیاں ملا کر عطا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے، یقیناً وہ سب کچھ جاننے والا، ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔''

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہیں کسی اور کو اس پر قادر سمجھنا شرک ہے:

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۖ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَآءُ ۖ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ۖ إِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿٢٦﴾ (آل عمران: ۳/ ۲۶)

''کہہ دے اے اللہ! بادشاہی کے مالک! تو جسے چاہے بادشاہی دیتا ہے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لیتا ہے اور جسے چاہے عزت دیتا ہے اور جسے چاہے ذلیل کر دیتا ہے، تیرے ہی ہاتھ میں ہر بھلائی ہے، بے شک تو ہر چیز پر پوری طرح قادر ہے۔''

دلوں کے بھید اللہ تعالیٰ جانتا ہے اور وہی دلوں کو پھیرنے والا ہے، کسی مخلوق کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا شرک ہے۔ (الانفال: ۲۴)

یہاں ہم احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر سے وہ حوالے درج کریں گے جن سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اپنی زندگی میں تصرف کا اختیار نہ تھا یعنی آپ نفع و نقصان کا اختیار نہ رکھتے تھے، بلکہ ہر موقع پر آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں اور اللہ تعالیٰ نے ہر موقع پر آپ ﷺ اور آپ کے صحابہ رضی اللہ عنہم کی مدد فرمائی اور آپ ﷺ اور صحابہ رضی اللہ عنہم کی حفاظت فرمائی۔

جب افضل الانبیاء ﷺ اور سب سے بڑے ولیوں یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ حال ہے تو باقی بزرگوں کا ذکر ہی کیا۔

آپ ﷺ کے تصرف کے بارے میں مراد آبادی تفسیر کے حوالے: (آل عمران، فوائد: ۴۷، ۳۴۰۔ المائدۃ، ف: ۱۳۴۔ الانعام، فوائد: ۷۹، ۷۸، ۱۲۶، ۱۲۸۔ یونس، فوائد: ۳۴ تا ۴۰، ۱۴۹، ۱۷۷، ۲۰۸، ۲۲۲، ۲۲۵۔ الانفال، (مکمل سورت)، الرعد، فوائد: ۸۴، ۸۶، ۹۰۔ بنی اسرائیل، فوائد: ۷۱، ۷۲، ۱۶۷۔ آیت ۵۴، ۲۶، ۲۷۔ الکہف، فوائد ۹، ۴۸، ۴۹۔ مریم، فوائد: ۱۰۹ تا ۱۱۱۔ الضحیٰ، فوائد: ۴ تا ۱۲۔ النصر فوائد: ۲، ۳) اور اس تفسیر میں بے شمار اور جگہ۔

آپ ﷺ کی دعاؤں کے بارے میں مراد آبادی تفسیر کے حوالے: (البقرۃ، ف ۳۸۸۔ آل عمران، فوائد ۱۱۶، ۳۴۰۔ النساء، ف ۲۸۳، الانعام، ف ۱۴۱۔ الانفال، فوائد ۱۹، ۸۹ بدر۔ التوبہ: ف

۲۷۳۔ الرعد : ف ۳۹۔ بنی إسرائیل، فوائد ۷۲ ۔۱۷۵، ۱۷۶، المؤمنون، فوائد: ۱۰۱۔۱۲۴۔ الزخرف، فوائد: ۱۵، ۱۴۱۔ الدخان، ف ۸۔ القلم: ۱۸)

اور مراد آبادی تفسیر میں ایک بہت بڑی بات لکھی گئی کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لیے نکلے تو آپ حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ پڑھتے پڑھتے تشریف لے گئے۔ (آل عمران: ۱۷۳، ف ۳۴۰) اور جب ابراہیم علیہ السلام کو نمرود نے آگ میں ڈالا تو انھوں نے بھی یہی الفاظ پڑھے۔ (الأنبیاء: ۶۸، ف ۱۲۳) ثابت ہوا کہ آپ ﷺ کو اور ابراہیم علیہ السلام کو تصرف کا کوئی اختیار نہ تھا بلکہ انھوں نے نازک مواقع پر یہی کہا کہ ہمیں اللہ ہی کافی ہے، وہی ہمارا کارساز ہے۔

## فرق صاف ظاہر ہے:

جب اکیلے اللہ کا ذکر کیا جاتا ہے تو آخرت پر ایمان نہ رکھنے والوں کے دل کڑھنے لگتے ہیں اور جب اس کے سوا دوسروں کا ذکر کیا جاتا ہے تو یکایک خوشی سے کھل اٹھتے ہیں۔

(سورۃ الزمر: ۴۵)

| نام نہاد مسلمان کی پکار | اللہ کا فرمان |
|---|---|
| بھر دو جھولی میری یا محمد (ﷺ) | ''اے نبی! ان سے کہہ دو کہ میں تمھارے نفع ونقصان میں کچھ اختیار نہیں رکھتا۔'' (الجن: ۲۱) |
| کچھ بھی مانگنا ہے در مصطفیٰ سے مانگ! | ''تمھارا رب کہتا ہے کہ مجھے پکارو میں تمھاری فریاد سنوں گا۔'' (المومن: ۶۰ ۔ مزید حوالہ جات کے لیے النمل: ۶۳۔الاعراف: ۵۵، ۵۶) |
| شہباز کرے پرواز کہ جانے حال دلاں دے | ''اور اللہ دلوں کے حال تک جانتا ہے۔'' (التغابن: ۴۔ مزید حوالہ جات کے لیے ق: ۱۶۔العنکبوت: ۱۰) |
| بری بری امام بری میری کھوٹی قسمت کرو کھری | ''اور اگر اللہ تمھیں کسی مصیبت میں ڈال دے تو کون ہے جو تمھیں اس مصیبت سے نکال دے اور اگر وہ تمھیں کسی خیر سے نوازنا چاہے تو وہ ہر چیز پر قادر ہے۔'' (الانعام: ۱۷۔ مزید حوالہ جات کے لیے یونس: ۱۰۷: فاطر: ۲) |

| | |
|---|---|
| رکھ لاج میری لج پال بچا لے مینوں غم توں قلندر لال | ''اور جو کوئی عزت چاہتا ہو اسے معلوم ہو کہ عزت ساری کی ساری اللہ کے اختیار میں ہے۔'' (فاطر:۱۰۔ مزید حوالہ جات کے لیے۔(آل عمران : ۲۶۔ یونس : ۶۵) |
| نورانی نور ہے ہر بلا دور ہے | ''اور جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کی جھلی کے برابر بھی اختیار نہیں رکھتے۔'' (فاطر : ۱۳۔ مزید حوالہ جات کے لیے آل عمران : ۲۶۔یونس : ۶۵) |
| سارے نبی تیرے در کے سوالی شاہ مدینہ! | ''اے لوگو! تم سب اللہ کے در کے فقیر ہو اور اللہ تو غنی اور حمید ہے۔'' (فاطر: ۱۵۔ مزید حوالہ جات کے لیے الرحمن:۲۹، البقرۃ: ۱۸۶) |
| اے مولیٰ علی! اے شیر خدا! میری کشتی پار لگا دینا | ''جب یہ کشتی میں سوار ہوتے ہیں تو اپنے دین کو خالص کر کے صرف اللہ کو پکارتے ہیں لیکن جب وہ نجات دے کر خشکی پر اتار دیتا ہے تو یکایک شرک کرنے لگتے ہیں۔'' (العنکبوت : ۶۵۔ مزید حوالہ جات کے لیے الانعام : ۶۴۔یونس : ۲۲) |
| بابا شاہ جمال! پتر دے دے رتا لال | ''زمین اور آسمانوں کی بادشاہی اللہ ہی کے لیے ہے۔ وہ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے، جسے چاہتا ہے بیٹیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے عطا کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے بیٹے اور بیٹیاں ملا جلا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بے اولاد رکھتا ہے، وہ تو جاننے والا اور قدرت والا ہے۔'' (الشوریٰ : ۴۹، ۵۰۔ الأعراف ۱۸۹، ۱۹۰۔ الزمر ۸) |

## کیا اللہ کے سوا کوئی اور مشکل حل کرنے پر قادر ہے؟ ایک سوال کی دس شکلیں

اکثر مذہبی حلقوں میں یہ سوال کہ آیا اللہ کے سوا کوئی مشکل حل کر سکتا ہے یا صرف اللہ ہی اس پر قادر ہے؟ بڑے زور و شور سے اچھالا جاتا ہے مگر فریقین سے کوئی بھی قائل نہیں ہو پاتا۔ایک ذی شعور انسان کے ذہن میں یہ سوال ابھرتا ہے تو وہ اس سوال کو مختلف پہلوؤں سے جانچتا اور پرکھتا ہے کہ کیا اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل کشائی کر سکتی ہے؟ اس سوال کی

دس مختلف صورتیں ہیں جن کا جواب مطلوب ہے۔امید ہے کہ میری یہ مشکل دور ہو کر دی جائے گی اور مجھے اس سوال کا شافی جواب دیا جائے گا:

① اگر اللہ کے سوا کوئی اور ہستی مشکل حل کر سکتا ہے تو بتایئے کہ سائل اور مشکل کشا کے درمیان ہزاروں میل کی دوری پر وہ زندگی میں یا زندگی کے بعد قبر میں آواز سن سکتا ہے؟

② بالفرض یہ ثابت ہو جائے کہ وہ اتنے فاصلے پر آواز سن سکتا ہے تو پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ آیا وہ دنیا کی ہر زبان سے واقف ہے؟

③ اگر یہ بات بھی ثابت ہو جائے کہ وہ ہر زبان سے واقف ہے تو پھر سوال پیدا ہو گا کہ اگر ایک وقت میں ہزاروں لوگ اپنی مشکل اس کے سامنے پیش کریں تو کیا وہ اسی وقت سب کی مشکلات سن لے گا اور سمجھ لے گا؟

④ کیا اس کو کبھی نیند بھی آتی ہے یا وہ ہمیشہ جاگتا رہتا ہے؟ اگر وہ سو جائے تو مشکلات کون حل کرے گا؟

⑤ ایک شخص بولنے سے قاصر ہے تو سائل کی دل کی بات وہ سن کر کس طرح حل کرے گا؟

⑥ انسان کو پیدائش سے لے کر موت تک کئی طرح کی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے، اگر وہ تمام مشکلات اللہ تعالیٰ حل کر سکتا ہے تو پھر غیر کی طرف رجوع کرنے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر غیر ان تمام مشکلات کو حل کر سکتا ہے تو اللہ کی کیا ضرورت ہے؟

⑦ اگر غیر اللہ مشکل کشا تمام مشکلات حل کرنے پر قادر نہیں تو ہو سکتا ہے کچھ مشکلات حل کرنے کا بیڑا اللہ نے اٹھایا ہو اور کچھ مشکلات حل کرنے کے اختیارات اس نے دوسروں کو دے دیے ہوں، ہمارے پاس ایسی فہرست ہونی چاہیے؟

⑧ کیا اللہ کے سوا جو ہستی مشکل نکال سکتی ہے کیا وہ مشکل ڈال بھی سکتی ہے یا اس کی ڈیوٹی صرف مشکلات دور کرنے پر ہے۔ اگر وہ مشکلات حل کر سکتی ہے تو پھر مشکلات ڈالنے والا کون ہے؟

⑨ آخر کار نتیجہ یہی نکلے گا کہ اللہ تعالیٰ مشکلات ڈالنے والا ہے اور غیر اللہ مشکل حل کرنے والا۔ اگر اللہ تعالیٰ مشکل ڈالنے پر مصر ہو اور دوسری ہستی مشکل حل کرنے پر مصر ہو تو دونوں میں کون سی ہستی غالب ہو گی؟

⑩ کسی بھی برگزیدہ یا گنہگار ہستی کا جنازہ پڑھنا ہو تو اس کی بخشش کے لیے اللہ کو آواز دی

جائے یا اس مشکل کشا غیر اللہ کو؟

## بے بس و مجبور نام نہاد داتا:

ان صاحبان کے نام نہاد داتا کتنے مجبور ہیں، ثبوت کے لیے اخبار کا تراشہ پیش خدمت ہے:

''دربار کرمانوالہ شریف قبضہ گروپ سے واگزار کرانے کا مطالبہ۔ لاہور (پ۔ ر) انجمن محبان حضرت کرمانوالہ شریف کے رہنماؤں شوکت علی، ایچ اے شیخ، ممتاز احمد، محمد طفیل اور عبدالغفور نے صوبائی وزیر اوقاف سے مطالبہ کیا ہے کہ بابا جی سرکار کو مکمل تحفظ فراہم کیا جائے، دربار کو قبضہ گروپ سے واگزار کرایا جائے۔'' (روزنامہ جنگ لاہور ۳۰ اپریل، ۲۰۰۰ء)

امریکہ نے ان کے نام نہاد غوث اعظم کے شہر بغداد پر بلکہ سارے عراق پر جن میں شیعوں کے متبرک مقامات کربلا وغیرہ بھی شامل ہیں، اپریل ۲۰۰۳ء میں قبضہ کر لیا اور اب ۲۰۰۶ء تک امریکہ کا قبضہ ہے۔ ثابت ہوا کہ یہ ان کے غوث الاعظم نہیں کیونکہ وہ اپنے ملک اور شہر کا دفاع بھی نہیں کر سکے۔ ان کی فریادرسی وہ کیا کریں گے؟

آج کل بہت سے کلمہ گو لوگ ''بری بری امام بری...... میری کھوٹی قسمت کرو کھری'' کہتے ہیں، اس کی حقیقت کچھ یوں ہے، میرے سامنے اس وقت نوائے وقت لاہور مورخہ ۱۶ فروری ۲۰۰۵ء موجود ہے جس کے صفحہ اول پر یہ خبر ہے کہ ''درگاہ بری امام کی روحانی شخصیت راجہ اکرم سمیت ۴ افراد قتل۔ راجہ اکرم نماز جنازہ ادا کر کے واپس آ رہے تھے کہ چھپ کر حملہ کیا گیا۔ لوگ دھاڑیں مار مار کر روتے رہے۔ اگر امام بری اپنے خلیفہ کی حفاظت نہ کر سکے اور راجہ اکرم کو نہ بتا سکے کہ حملہ آور تمھارے قتل کے لیے چھپے ہوئے ہیں تو سوچیے امام بری ان لوگوں کی کیا کارسازی کریں گے؟

# غیر اللہ میں تصرف کے اختیارات ماننے کی کچھ جھلکیاں

## اولیاء اللہ کا مقام:

اس میں شک نہیں کہ اولیاء اللہ کا مقام بہت بلند ہے، یہ اللہ کی دوستی کے منصب پر فائز

ہیں، مگر ستم یہ ہے کہ ان کے حالات لکھنے والوں نے نہایت نادان دوسی کا ثبوت دیا ہے۔ وہ اگر بہترین مسلمان تھے تو یقیناً انھوں نے توحید ہی پھیلائی ہوگی اور اتباع سنت ہی پر زور دیا ہو گا مگر سوانح نگاروں نے ان کا جو نقشہ کھینچا ہے، ان کی جو منظر کشی کی ہے وہ نہایت مکروہ اور مضحکہ خیز ہے۔اس کے مطابق کبھی وہ جادوگر نظر آتے ہیں، کبھی بھوت پریت لگتے ہیں، کبھی پاگل دکھلائی دیتے ہیں، کبھی شعبدہ باز معلوم ہوتے ہیں اور کبھی ایسے محسوس ہوتا ہے جیسے اللہ ان کا لنگوٹیا رہا ہو۔(نعوذ باللہ!) مثلاً سنیے!

① ابراہیم بن ادھم قدم قدم پر دو نفل پڑھتے ہوئے چودہ برس میں بلخ سے خانہ کعبہ کے مقام پر پہنچے تو خانہ کعبہ ندارد۔ ہاتف غیبی نے آواز دی کہ وہ جنگل میں ایک ضعیفہ کی زیارت کو گیا ہے، وہاں پہنچے تو دیکھا کہ خانہ کعبہ رابعہ بصری کا طواف کر رہا ہے۔

(انیس الارواح مترجم ص ۱۷، ملفوظات عثمان ہارونی، مرتبہ معین الدین اجمیری)

② بایزید بسطامی نے فرمایا: ''خانہ کعبہ نے میرے گرد طواف کیا۔''

(دلیل العارفین۔ ملفوظات معین الدین اجمیری، مرتبہ بختیار کاکی : ص ۹۷)

③ فرمایا میں دو انگلیوں کے درمیان دنیا و مافیہا کو دیکھتا ہوں۔ (ایضاً ص ۱۰۰)

④ مقام قرب میں پہنچے تو ہاتف نے آواز دی: ''بایزید! ہم نے بہشت، دوزخ، عرش، کرسی جو کچھ ہماری مملکت ہے، تجھے دے دیا ہے۔'' کہا تیری عزت و جلال کی قسم! قیامت کے دن آتش دوزخ کے سامنے کھڑا ہو کر ایسی سرد آہ کھینچوں گا کہ دوزخ کی حرارت زائل ہو جائے گی حتیٰ کہ کچھ نہ رہے گی۔ (ایضاً ص ۹۷)

⑤ فرمایا: ''سبحانی ما اعظم شانی۔'' (فوائد فریدیہ مترجم ص ۷۳)

⑥ فرمایا: ''میرا جھنڈا محمد (ﷺ) کے جھنڈے سے زیادہ ہے۔'' (ایضاً) (نعوذ باللہ!)

⑦ فرمایا: ''میرے دل میں دنیا کا خیال آتا ہے تو وضو کرتا ہوں، آخرت کا خیال آتا ہے تو غسل جنابت کرتا ہوں۔'' (کشف المحجوب باب ۳۱۔ص ۴۰۳)

⑧ آپ حج کے لیے جا رہے تھے، راستہ میں ایک مفلس ملا، اس نے کہا: ''یہ رقم مجھے دے کر سات مرتبہ میرا طواف کر لیجیے، آپ کا حج ہو جائے گا۔'' آپ نے اس کے کہنے پر عمل کیا۔ (تذکرہ اولیاء ص ۱۰۱۔ شیخ فرید الدین عطار)

⑨ فرمایا: ''چالیس برس تک عام انسانوں کی غذا چکھی تک نہیں کیونکہ میرا رزق کہیں اور سے

آتا ہے۔" (ایضا ص ۱۰۳)

⑩ فرمایا: "خدا کو طالب اور خود کو مطلوب پایا۔" (ایضاً)

⑪ فرمایا: "اگر تجھ کو صفات آدم (علیہ السلام)، قدس جبریل (علیہ السلام)، خلعت ابراہیم (علیہ السلام)، شوق موسیٰ (علیہ السلام)، پاکیزگی عیسیٰ (علیہ السلام) اور حب محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سب کچھ عطا ہو جائے، جب بھی خوش نہ ہونا کیونکہ یہ سب حجابات ہیں۔" (ایضاً ص ۱۰۵)

⑫ فرمایا: "میں اب ایسا بے نیاز ہو چکا ہوں کہ مجھے نماز معاف ہو چکی ہے۔" (ایضاً ص ۱۰۵)

⑬ کسی نے پوچھا: "آپ کے پاس عورتوں کا اجتماع کیوں رہتا ہے، اس میں کیا راز ہے؟" فرمایا: "یہ ملائکہ ہیں، میں انھیں علمی مسائل سمجھاتا ہوں۔" (ایضاً۔ ص ۱۰۸)

⑭ خدا نے جن قلوب کو بار محبت اٹھانے کے قابل نہیں پایا ان کو عبادت کی طرف لگا دیا۔

(ایضاً ص ۱۱۸)

⑮ پوچھا گیا: "آپ رات میں نماز کیوں نہیں پڑھتے؟" فرمایا: "مجھے عالم ملکوت کے چکر لگانے ہی سے فرصت نہیں ملتی، اس کے علاوہ لوگوں کی اعانت کرتا رہتا ہوں۔"

(ایضاً۔ ص ۱۲۰)

⑯ میں خدا کو دوست نہیں بلکہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ (ایضاً۔ ص ۱۲۱)

⑰ مجھے وہ اوصاف حاصل ہوئے کہ اگر ان میں ایک حبہ کے برابر بھی سایہ آئے تو نظام عالم درہم برہم ہو جائے۔ (ایضاً۔ ص ۱۱۶)

⑱ عرش، کرسی، قلم، ابراہیم (علیہ السلام)، موسیٰ (علیہ السلام)، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم)، ملائکہ میں ہوں۔

(ایضاً۔ ص ۱۲۲)

⑲ میرے علم کے نیچے مخلوق کے علاوہ انبیائے کرام بھی ہوں گے۔ (ایضاً۔ ص ۱۲۴)

⑳ فضیل بن عیاض نے فرمایا: "میں عرش، کرسی، لوح اور قلم ہوں، میں جبرائیل، میکائیل، اسرافیل، عزرائیل ہوں، میں موسیٰ (علیہ السلام) اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔"

(فوائد فریدیہ ص ۷۲۔ مصنف خواجہ غلام فرید)

㉑ حمزہ خراسانی نے دنبے کی آواز سن کر فرمایا: "لبیک جل شانہ" اور وجد میں آ گئے۔

(ایضاً۔ ص ۷۴)

㉒ حسین بن منصور نے فرمایا: "عارف ایمان نہیں لاتا تا کہ کافر نہ بن جائے۔" (ایضاً۔ ص

۷۶۔

۴۳ کسی نے کہا: ''اے حسین بن منصور! تو پیغمبر ہونے کا دعویٰ کرتا ہے۔'' فرمایا: ''افسوس ہے تجھ پر تو نے میری قدر کم کر دی، میں تو خدائی کا دعویٰ کرتا ہوں تو پیغمبری کا دعویٰ کہتا ہے۔'' (ایضاً۔ ص ۷۶) (العیاذ باللہ)

۴۴ ابوالعباس نے فرمایا: ''سورج میرے حکم سے طلوع ہوتا ہے۔'' (ایضاً ص ۷۸)

۴۵ ابوالحسن خرقانی نے فرمایا: ''صبح سویرے اللہ تعالیٰ نے میرے ساتھ کشتی کی اور ہمیں پچھاڑ دیا۔'' (ایضاً ص ۷۸)

۴۶ فرمایا: ''میں اپنے رب سے دو سال چھوٹا ہوں۔'' (ایضاً۔ ص ۷۸)

۴۷ حضرت جنید بغدادی کا ایک مرید بد اعتقاد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا میں نے تجھے ولایت سے برطرف کر دیا۔ اسی وقت اس کا چہرہ سیاہ پڑ گیا، وہ چلا رہا تھا کہ راحت میرے دل سے غائب ہو گئی۔ وہ توبہ میں مشغول ہو گیا۔ جنید نے کہا تو نہیں جانتا کہ اللہ عز و جل کے اولیاء رازوں اور پوشیدہ باتوں سے بھی واقف ہوتے ہیں اور تو ان کے ضرب کی تاب نہیں لا سکے گا۔ پھر انھوں نے اس پر دم کیا، وہ مراد کو پہنچ گیا۔

(کشف المحجوب، مترجم ص۲۰۵)

۴۸ علی ہجویری نے کئی بار بایزید کے مزار کی مجاورت کی۔ (کشف المحجوب)

۴۹ جنید یا اللہ! کہتے ہوئے زمین کی مثل چل کر دجلہ نہر کو پار کرنے لگے۔ ایک شخص نے کہا میں کس طرح آؤں؟ فرمایا یا جنید، یا جنید کہتا ہوا چلا آ۔ چنانچہ وہ بھی دریا پر زمین کی مثل چلنے لگا۔ بیچ دریا میں پہنچا تو شیطان نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ! کہیں اور مجھ سے یا جنید! کہلواتے ہیں۔ اس نے یا اللہ! کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا۔ فرمایا یہی کہہ یا جنید، یا جنید۔ جب کہا، دریا سے پار ہوا۔ عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی، آپ یا اللہ! کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں؟ فرمایا اے نادان! ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

(ملفوظات ص ۱۱۷۔از احمد رضا خاں)

۵۰ ایک مرتبہ آپ کے وعظ کے دوران چالیس افراد میں سے ۲۲ پر غشی طاری ہو گئی اور ۸ انتقال کر گئے۔ (تذکرہ اولیاء۔ ص۲۱۸)

۳۱ ایک ہندو لڑکا بے گناہ پھانسی چڑھ گیا۔ خواجہ قطب الدین بختیار کالی کی دعا سے دوبارہ زندہ ہوگیا۔ یہ کرامت دیکھ کر ہزاروں ہندو مسلمان ہو گئے۔

(اسرار الاولیاء ص ۱۱۰، ۔ نوظات خواجہ فرید الدین گنج شکر، مرتبہ خواجہ بدر اسحاق)

۳۲ تین ابدال اڑتے ہوئے شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ کی خانقاہ سے گزرے، دو تو ادب سے دائیں بائیں ہٹ گئے ایک نے عین اوپر سے گزرنا چاہا تو گر گیا۔ اس کے ہاتھ پاؤں ٹوٹ گئے اور حالت خراب ہوگئی۔

(فوائد الفواد ص ۴۵۔ ملفوظات نظام الدین اولیاء مرتبہ خواجہ حسن دھلوی)

۳۳ شب معراج جب رسول اللہ ﷺ کی موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو امام غزالی بھی حاضر ہو گئے۔ (امداد المشتاق، مصنفہ اشرف علی تھانوی۔ ص ۹۲)

۳۴ خواجہ عثمان ہارونی کی مہربانی سے معین الدین اجمیری کو عرش، تحت الثریٰ، حجاب، عظمت اور پھر دو انگلیوں کے درمیان ۱۸ ہزار عالم نظر آئے۔ (انیس الارواح ص ۴، ۵)

۳۵ نبی اکرم ﷺ کے معجزہ سے ابوبکر صدیق (رضی اللہ عنہ)، عمر فاروق (رضی اللہ عنہ)، علی بن ابی طالب (رضی اللہ عنہ)، ابوذر غفاری (رضی اللہ عنہ) بذریعہ ہوائے سلیمانی ایک کمبل کے ساتھ اڑ کر اصحاب کہف کو مسلمان بنا آئے۔ (فوائد الفواد ص ۲۰۹)

۳۶ شیخ مودود چشتی اور ایک درویش مراقبہ میں خرقے کے اندر ہی اندر سے غائب ہو کر کوہ قاف کی سیر کر آئے۔ (دلیل العارفین۔ ص ۸۵)

۳۷ جب خواجہ مودود چشتی کو اشتیاق کعبہ غالب ہوتا تو فرشتوں کو حکم ہوتا کہ خانہ کعبہ کو چشت میں پہنچا دیں اور خواجہ کے آگے کر دیں۔ جب خواجہ اسے دیکھتے، طواف کرتے، نماز پڑھتے پھر فرشتے اس کو اس کے مقام پر پہنچا دیتے۔

(فوائد السالکین۔ ص ۱۲۸۔ملفوظات بختیار کاکی مرتبہ فرید الدین گنج شکر)

۳۸ قیوم ثالث خواجہ محمد نقش بندی مکہ پہنچے تو کعبہ معظمہ آپ کے استقبال کو آیا اور گلے ملا۔

(مشائخ نقش بندی ص : ۴۱۳)

۳۹ شیخ عبدالقادر جیلانی نے فرمایا میں نے داروغہ جہنم سے دریافت کیا میرے مریدوں میں سے تمھارے پاس کوئی ہے؟ جواب دیا عزت پروردگار کی قسم! کوئی بھی نہیں۔ دیکھو میرا دست حمایت میرے مریدوں پر ایسا ہے جیسے آسمان زمین کے اوپر۔ اگر میرا مرید اچھا نہیں تو

لیا ہوا، میں تو اچھا ہوں۔ جلال پروردگار کی قسم! جب تک میرے تمام مرید بہشت میں نہیں چلے جائیں گے میں بار گاہ خداوندی میں نہیں جاؤں گا اور اگر مشرق میں میرے ایک مرید کا پردہ عفت گر رہا ہو اور میں مغرب میں ہوں تو یقیناً میں اس کی پردہ پوشی کروں گا۔ (اخبار الاخیار مترجم مولانا سبحان محمود صاحب مصنفہ عبدالحق صاحب محدث دہلوی)

۴۰ آپ کی مجالس وعظ میں تمام اولیاء و انبیاء جو زندہ تھے وہ اپنے جسموں کے ساتھ اور جو زندہ نہیں تھے وہ اپنی روحوں کے ساتھ موجود ہوتے تھے۔ (ایضاً۔ ص ۳۹)

۴۱ جب آپ منبر پر بیٹھ کر الحمدللہ کہتے تو روئے زمین کا ہر غائب و حاضر ولی خاموش ہو جاتا۔ (ایضاً۔ ص ۳۸)

۴۲ انسانوں کے بھی پیر ہیں، جنات اور فرشتوں کے بھی لیکن میں تمام پیروں کا پیر ہوں۔ (ایضاً۔ ص ۴۱)

۴۳ جب بھی اللہ سے کوئی چیز مانگو تو میرے وسیلہ سے مانگو۔ (ایضاً۔ ص ۴۹)

۴۴ جب میں تم سے کوئی بات کہوں تو تم پر اس کی تصدیق ضروری ہے۔ میری تکذیب تمھارے لیے زہر قاتل ہے۔ (ایضاً ص ۴۲) جس نے واصل باللہ ہونے کے لیے عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔

۴۵ میرا یہی قدم ہر ولی کی گردن پر ہے۔ (ایضاً۔ ص ۸۱)

۴۶ آپ کے بارے میں عبدالحق محدث دہلوی فرماتے ہیں: ''باذن الٰہی حوادث زمانہ کا تصرف و انقلاب، مارنے اور زندہ کرنے کے ساتھ متصف ہونا، اندھے اور کوڑھی کو اچھا کردینا، مریضوں کی صحت، بیماروں کی شفائے طبع، زمان و مکاں، زمین و آسمان پر اجرائے حکم، پانی پر چلنا، ہوا میں اڑنا، لوگوں کے تخیل کا بدلنا، اشیاء کی طبع کا تبدیل کرنا، غیب کی اشیاء کا منگانا، ماضی و مستقبل کی باتوں کا بتلانا اور اس طرح کی دوسری کرامات مسلسل اور ہمیشہ عام و خاص کے درمیان آپ کے قصد و ارادہ سے بلکہ اظہار حقانیت کے طریقہ پر ظاہر ہوئیں۔'' (اخبار الاخیار۔ ص ۴۵)

۴۷ آپ کی کرامت سے بارہ برس بعد ڈوبی ہوئی کشتی مع اسباب اور گھوڑے، اونٹ، چھکڑے (براتی، دولہا اور دلہن) باعافیت تمام اسی مقام سے کہ جہاں وہ کشتی ڈوبی تھی باہر نکل آئی۔ (زندہ اور نادرہ کرامات، شائع کردہ بزم احناف مسجد غوثیہ کوچہ غوثیہ لاہور۔ ماخوذ از سلطان

الاذکار فی مناقب غوث الابرار۔ بحوالہ خلاصہ القادریہ من تصنیف شیخ شہاب الدین سہروردی)

۴۸ خواجہ معین الدین چشتی نے امتحان کی غرض سے مرید کو یہ کلمہ پڑھایا: ''چشتی رسول اللہ۔''

(فوائد السالکین۔ ص ۱۲۷)

۴۹ آپ ہر شب خانہ کعبہ کے طواف کو جاتے، رات بھر وہیں رہتے، فجر سے پہلے پہلے یہاں پہنچ جاتے۔ (ایضاً)

۵۰ رابعہ بصریہ شب و روز میں ایک ہزار رکعت نماز نفل پڑھتی تھیں۔ دوران حج ان کی دعا سے ایک گدھا زندہ ہو گیا۔ (تذکرہ اولیاء۔ ص ۴۷)

۵۱ بصرہ کے جنگل سے کروٹ کے بل لڑھکتے ہوئے سات سال میں عرفات پہنچیں۔

(ایضاً ص ۴۸)

۵۲ فرمایا: ''مخلوق سے طلب کرنا درکنار اپنے مالک حقیقی سے کبھی کچھ نہیں مانگا۔'' (ایضاً ص ۵۸)

۵۳ ابراہیم بن ادھم نے فرمایا: ''ایک مرتبہ میں کثیف کپڑوں اور بڑھے ہوئے بالوں کی حالت میں کشتی پر سوار ہو گیا اور اہل کشتی میرا مذاق اڑانے لگے حتیٰ کہ ایک مسخرہ بار بار میرے بال نوچتا اور گھونسے مارتا، چنانچہ اس وقت مجھے اپنے نفس کی رسوائی پر بے حد مسرت ہوئی۔'' (ایضاً ص ۷۵)

۵۴ ایک مرتبہ لوگوں نے زد و کوب کر کے مسجد کی سیڑھیوں پر سے نیچے پھینک دیا اور ہر ہر سیڑھی پر جب سر میں چوٹ لگتی تو میرے اوپر اسرار و رموز آشکار ہو جاتے۔ (ایضاً)

۵۵ آپ کی کرامت سے پہاڑ چلنے لگا۔ (ایضاً۔ ص ۷۵)

۵۶ بشر حافی نے مُردوں کو لڑتے دیکھا جو سورۂ اخلاص کے ثواب کی تقسیم پر جھگڑ رہے تھے۔

(ایضاً۔ ص ۸۴)

۵۷ امام شافعی رحمہ اللہ نے پانی کے اوپر مصلیٰ بچھا کر فرمایا یہاں آ کر مناظرہ کرو۔ (ایضاً۔ ص ۱۴۹)

۵۸ سہل بن عبداللہ تستری سطح آب پر چلتے تو قدم کبھی تر نہ ہوتے۔ (ایضاً۔ ص ۱۷۴)

۵۹ کبھی چالیس شبانہ روز کے بعد صرف ایک بادام کھا لیا۔ (ایضاً۔ ص ۱۷۳)

۶۰ سری سقطی نے فرمایا: ''محشر میں امتوں کو انبیائے کرام کی جانب سے ندا دی جائے گی لیکن اولیائے کرام کو خدا کی جانب سے پکارا جائے گا۔'' (ایضاً۔ ص ۱۸۵)

۶۱ ابوتراب بخشی نے فرمایا: ''مجھے خدا سے بھی حاجت نہیں۔'' (ایضاً۔ ص ۱۹۵)

۴۲ ابو حفص حداد نے کہا: ''تیس برس قبل ایک حدیث سنی تھی اور آج تک اس پر مکمل عمل نہیں کر سکا پھر مزید حدیث سن کر کیا کروں گا۔'' (ایضاً۔ ص۲۰۶)

۴۳ اللہ تعالیٰ سے عرض کیا کہ اگر آج تو نے مجھے کچھ عنایت نہ کیا تو کعبہ کی تمام قندیلیں اس پتھر سے توڑ دوں گا۔ (ایضاً۔ ص۲۰۹)

۴۴ عمرو بن عثمان مکی نے کہا: ''فرشتوں نے اس لیے سجدہ کیا کہ وہ تخلیق آدم کے بھید سے واقف نہیں تھے، ابلیس نے واقف اسرار ہونے کی وجہ سے سجدہ سے انکار کیا۔''

(ایضاً۔ ص ۲۳۰)

۴۵ ابو سعید خزار نے کہا: ''ایک مرتبہ خواب میں رسول اللہ ﷺ نے سوال کیا: ''کیا تو مجھے دوست رکھتا ہے؟'' میں نے عرض کیا کہ اللہ ہی کی دوستی میرے قلب میں اس طرح سرایت کیے ہوئے ہے کہ دوسرے کے لیے جگہ نہیں۔'' (ایضاً۔ ص۲۳۲)

۴۶ عبداللہ خفیف نے وقتاً فوقتاً چار سو نکاح کیے۔ (ایضاً۔ ص ۲۷۸)

۴۷ حسین بن منصور نے کہا پچاس برس میں ایک ہزار سال کی نمازیں ادا کر چکا ہوں اور ہر نماز کے لیے غسل ضروری تصور کیا۔ (ایضاً۔ ص ۲۸۵)

۴۸ آپ کعبہ کے پاس ننگے سر، برہنہ جسم مکمل ایک سال تک کھڑے رہے۔ (ایضاً۔ص ۲۸۵)

۴۹ آپ کے استغراق کا یہ عالم تھا کہ آپ کے تہ بند میں ایک بچھو نے رہنے کی جگہ بنا لی تھی۔ (ایضاً۔ ص ۲۸۶)

۵۰ فرمایا: ''موسیٰ بھی برحق اور فرعون بھی سچا تھا۔'' (ایضاً۔ ص ۲۸۶)

۵۱ عبداللہ طوسی کہتے ہیں: ''روز محشر منصور کو اس لیے زنجیروں میں جکڑ کر پیش کیا جائے گا کہ کہیں میدان حشر زیر و زبر نہ ہو جائے۔'' (ایضاً۔ ص۲۹۰)

۵۲ ابو بکر واسطی نے کہا: ''معلوم ہوا طریقت شیطان ہی سے سیکھنی چاہیے جس نے نہ تو خدا کے علاوہ کسی کے سامنے سر جھکایا اور نہ عالم کی ملامت قبول کر کے اس راستہ پر گامزن ہوا، اس سے معلوم ہوا کہ صحیح معنوں میں جوانمرد وہی نکلا۔'' (ایضاً۔ ص۲۹۶)

۵۳ ابو الحسن خرقانی نے کہا: ''حدیث تو میں نے خود رسول اکرم ﷺ سے پڑھی ہے۔''

(ایضاً۔ ص ۳۱۷)

۵۴ ابو سعید اور ابو الحسن نے باہم اپنے (مزاج) قبض و بسط کے احوال تبدیل کر لیے۔ (ایضاً۔

ص ۳۱۸)

۷۵ ابوالحسن نے ابوسعید سے کہا: ''آج میں نے تمھیں موجودہ دور کا ولی مقرر کر دیا۔''
(ایضاً۔ ص ۳۱۹)

۷۶ ابوالحسن نے محمود غزنوی سے کہا: ''میں اطیعو اللہ میں ایسا غرق ہوں کہ اطیعو الرسول میں بھی ندامت محسوس کرتا ہوں۔'' (ایضاً۔ ص ۳۲۱)

۷۷ ایک دن کوئی صوفی ہوا میں پرواز کرتا ہوا آپ کے سامنے آکر اترا اور زمین پر پاؤں مار کر کہنے لگا کہ میں اپنے دور کا جنید اور شبلی ہوں۔ آپ نے بھی کھڑے ہو کر پاؤں مارتے ہوئے فرمایا کہ میں بھی خدائے وقت اور مصطفیٰ وقت ہوں۔ (ایضاً۔ ص ۳۲۴)

۷۸ فرمایا: ''اگر میں چاہوں تو ایک اشارے میں آسمان پکڑ کر کھینچ لوں۔'' (ایضاً۔ ص ۳۲۵)

۷۹ فرمایا: ''میں چالیس قدم چلا، جس میں ایک قدم عرش سے تحت الثریٰ تک تھا اور باقی قدموں کے متعلق کچھ نہیں کہہ سکتا۔'' (ایضاً۔ ص ۳۳۱)

۸۰ فرمایا: ''محشر میں جب رسول اکرم ﷺ مخلوق کے معائنہ کے لیے جنت میں تشریف لے جائیں گے تو ایک جماعت کو دیکھ کر سوال کریں گے یہ لوگ کون ہیں اور یہاں کیسے پہنچ گئے؟ کیونکہ فنا فی اللہ ہونے والی جماعت کو ایسی راہوں سے جنت میں پہنچایا جائے گا کہ کوئی انھیں دیکھ نہیں سکے گا۔ فرمایا خدا تعالیٰ تک رسائی کے لیے ایک ہزار منزلیں ہیں جن میں سب سے پہلی منزل کرامت ہے۔ (ایضاً۔ ص ۳۳۶)

۸۱ شبلی نے کہا: ''عارف کی شان یہ ہے کبھی تو اپنے جسم پر مچھر بیٹھنے نہیں دیتا اور کبھی پلکوں پر ساتوں افلاک اور زمینوں کو اٹھا لیتا ہے۔'' (ایضاً۔ ص ۳۵۵)

۸۲ ابوالعباس قصاب نے کہا: ''محشر میں تمام پرچموں سے زیادہ بلند پرچم میرا ہو گا اور جب تک آدم (علیہ السلام) سے لے کر موسیٰ (علیہ السلام) تک میرے پرچم تلے نہیں آجائیں گے، میں باز نہیں آؤں گا۔'' (ایضاً۔ ص ۳۶۲)

۸۳ ابراہیم بن احمد خواص نے کہا: ''خضر (علیہ السلام) مرغ کی طرح اڑ کر میرے پاس تشریف لائے میں نے توکل حفاظت سے انھیں سلام تک نہ کیا۔'' (ایضاً۔ ص ۳۶۴)

۸۴ ابوعلی دقاق نے بے حد اصرار کے بعد منبر پر دائیں جانب اللہ اکبر، بائیں جانب "وَاللّٰهُ خَيْرٌ وَّ اَبْقٰى" اور قبلہ رو "رِضْوَانٌ مِّنَ اللّٰهِ اَكْبَرُ" کہا، بہت سے لوگ جاں بحق ہو گئے۔

(ایضاً۔ ص۳۸۰)

۸۵ اکبر بادشاہ کی قسمت میں اولاد نہیں تھی، شیخ سلیم چشتی نے اپنی بیوی کا حمل بذریعہ کرامت اکبر کی بیوی کے پیٹ میں منتقل کر دیا تو جہانگیر پیدا ہوا۔ (تذکرہ اولیاء پاک و ہند۔ ص ۲۴۹)

۸۶ درس و تدریس چھوڑ کر بو علی قلندر بارہ (۱۲) سال تک پانی میں کھڑے رہے، پنڈلیوں کا گوشت مچھلیاں کھا گئیں۔ (ایضاً۔ ص۱۰۶)

۸۷ بو علی قلندر شیر بھی بن جاتے تھے۔ (ایضاً۔ ص ۱۱۳)

۸۸ خواجہ شمس الدین ترک نے اپنے سید ہونے کا ثبوت یہ پیش کیا کہ سید کا بال آگ میں نہیں جلتا اور پھر آگ میں کود گئے۔ (ایضاً۔ ص ۹۴)

۸۹ شیخ جلال الدین نے حجرہ پر تھوکا اور وہ سونے کا بن گیا۔ (ایضاً۔ ص ۱۳۵)

۹۰ جلال الدین بخاری نے اپنے چار سالہ بچے کو نماز میں خلل اندازی کی وجہ سے بذریعہ کرامت مار ڈالا۔ (ایضاً۔ ص ۱۴۵)

۹۱ علاؤالدین صابر نے اپنی بیوی دختر فریدالدین گنج شکر کو بذریعہ کرامت جلا دیا۔

(ایضاً۔ ص ۱۷۸)

۹۲ شاہ بدیع الدین کے مزار سے مٹھی خاک لے کر دریا میں ڈالی گئی، ڈوبی ہوئی کشتی برآمد ہو گئی۔ (ایضاً۔ ص۱۸۹)

۹۳ عبدالعزیز دباغ نے احمد سلج ماسی سے کہا: ''رات کو تم نے ایک بیوی کے جاگتے دوسری سے ہم بستری کی۔'' عرض کیا: ''آپ کو کس طرح علم ہوا؟'' فرمایا: ''جہاں وہ سو رہی تھی کوئی پلنگ اور بھی تھا؟'' عرض کیا: ''ہاں! ایک پلنگ خالی تھا۔'' فرمایا: ''اس پر میں تھا۔''

(ملفوظات احمد رضا خاں۔ ص: ۱۶۹)

۹۴ ایک خضر وقت نے ایک ہی دن اور ایک ہی وقت میں پورے قافلے کو آٹھ دن کے لیے ایک شہر کی سیر کرائی۔

۹۵ پھر بہادر شاہ گڑھ کی مسجد میں ایک گدھی سے مصروف بھی ہوئے، پھر اپنا لنگوٹ دھلوانے کے لیے میرا اعظم علی شاہ کو دیا۔ شہر میں آدھی رات تھی اور باہر دو پہر لگی ہوئی تھی۔

(تذکرہ غوثیہ)

مندرجہ بالا بریلوی صوفیوں کی کرامات کو آپ نے ملاحظہ فرمایا، اب ہم دیو بندی بھائیوں

کے صوفیائے کرام کی کرامات کا ذکر ان کی کتابوں سے کریں گے:

① عبدالقدوس گنگوہی نے ایک جوگی سے مقابلہ کیا۔ جوگی پانی بن گیا مگر وہ پانی بدبودار تھا۔ پھر یہ پانی بن گئے اور یہ پانی خوشبودار تھا۔ فرمایا: ''یہ کفر و اسلام کا فرق ہے۔'' وہ مع چیلوں کے مسلمان ہوگیا۔ آپ نے اسے صاحب ولایت مقرر کر کے کہیں بھیج دیا۔

(ماهنامه دارالعلوم دیوبند، جنوری ۱۹۶۰ء)

② عبداللہ شاہ قریشی نے بکری مار کر دوبارہ زندہ کر دی۔ (ایضاً جنوری ۱۹۵۸)

③ ایک بزرگ نے اپنے مرید سے کہا: ''رسول اللہ ﷺ کو میرا اسلام کہنا۔'' رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا: ''اپنے بدعتی پیر کو ہمارا بھی سلام کہنا۔'' یہ پیغام سن کر پیر صاحب خوشی سے ناچنے لگے۔ (ماهنامه البلاغ بابت ماه صفر ۱۹۳۴ء زیر سرپرستی مفتی محمد شفیع)

④ یوسف بنوری صاحب نے اپنے والد مولانا محمد زکریا کے بارے میں لکھا ہے کہ انھوں نے امام بخاری رحمہ اللہ سے خواب میں پوری صحیح بخاری پڑھ کر اجازت لی اور حافظ بدر الدین عینی رحمہ اللہ سے عمدۃ القاری اور ابن حجر عسقلانی رحمہ اللہ سے فتح الباری پڑھ کر اجازت لی۔

(البینات اگست ۱۹۷۵ء)

## دیوبندی بھائیو! سوچیے ذرا:

عقائد کی ابتدا سے پہلے ہم انھی کی زبانی ان کے مسلک کی ترجمانی کروا دینا زیادہ بہتر سمجھتے ہیں۔ مولانا خلیل احمد سہارنپوری فرماتے ہیں: ''ہم اور ہمارے مشائخ اور ہماری جماعت بحمداللہ فروعات میں مقلد ہیں، مقتدائے خلق امام ہمام امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمہ اللہ کے اور اصول و اعتقادیات میں پیرو ہیں امام ابوالحسن اشعری اور امام منصور ماتریدی کے اور طریق ہائے صوفیہ میں ہم کو انتساب حاصل ہے سلسلہ عالیہ حضرت نقشبندیہ اور طریقہ زکیہ مشائخ چشت اور سلسلہ بہیہ حضرات قادریہ اور طریقہ مرضیہ مشائخ سہروردیہ کے ساتھ۔''

(المهند علی المفند: ۲۲)

مولانا محمد یوسف بنوری صاحب مسلک دیوبند کے بارے میں فرماتے ہیں: ''اکابر دیوبند کا مسلک وہی رہا ہے کہ حدیث کے بعد فقہ و اجتہاد کی اہمیت کے پیش نظر فقیہ امت حضرت امام ابوحنیفہ کو امام تسلیم کر لیا جائے اور ساتھ ہی ساتھ ارباب قلوب کے علوم تصوف و علوم تزکیہ

علوب کا صحیح امتزاج لیا جائے۔ اگر ایک طرف ابن تیمیہ کی جلالت قدر کا اعتراف ہو تو دوسری طرف شیخ اکبر محی الدین ابن عربی کے کمالات کا اعتراف ہو۔ امام ابوحنیفہ کی تقلید و اتباع کے ساتھ احادیث نبویہ اور علوم صوفیہ دونوں کو جمع کر کے ایک خوبصورت، مؤثر، دل نشین مسلک ظہور میں آ گیا، اس کا نام دیو بند مکتب فکر کا مسلک بن گیا۔" (مسلك علمائے دیو بند : ص۵)

## وحدت الوجود:

دیو بندیوں کے امام حاجی امداد اللہ مہاجر مکی (جن کی بڑے بڑے دیو بندی علماء نے بیعت کی مثلاً مولوی محمد قاسم نانا توی، مولوی محمد یعقوب صاحب، مولوی احمد حسن صاحب اور مولوی رشید گنگوہی صاحب وغیرہ) اور جن کی تعریف تبلیغی جماعت کے امیر زکریا صاحب ان الفاظ میں کرتے ہیں کہ "حاجی صاحب عالم گر تھے۔" (آپ بیتی نمبر۷ ص۱۵۳) اور حاجی صاحب خود بھی قاسم نانا توی اور رشید احمد گنگوہی کے حق میں رطب اللسان ہیں اور اپنے معتقدین کو ان کی صحبت بابرکت سے استفادہ کا حکم دے رہے ہیں۔ (المهند علی المفند: ص٦)

حاجی صاحب مسئلہ وحدت الوجود کے بارے میں کہتے ہیں "مسئلہ وحدت الوجود حق و صحیح ہے، اول جس شخص نے اس مسئلہ میں خوض فرمایا شیخ محی الدین ابن عربی ہیں۔" (شمائم امدادیه ص۳۲) اور ابن عربی کا عقیدہ تو واضح ہے جیسا کہ کہتا ہے: "اِنَّ الْوُجُوْدَ الْمَخْلُوْقَ هُوَ الْوُجُوْدُ الْخَالِقُ" "مخلوق کا وجود دراصل خالق کا وجود ہے۔" (شرح طحاويه : ۵۵٦)

"وَفِيْ كُلِّ شَيْءٍ آيَتُهُ دَلَّ عَلٰى عَيْنِهِ" "ہر چیز میں اس کی نشانی ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اس کا عین ہے۔" "فَمَا فِي الْوُجُوْدِ اِلَّا اللّٰهُ" "پس وجود میں اللہ کے سوا کوئی نہیں۔" (فتوحات مکیه ۱/ ۲/۲)

حاجی امداد اللہ مہاجر مکی نے دلائل قرآنی سے اس کو ثابت کرنے کی کوشش بھی کی ہے، مثلاً لکھتے ہیں: "رسول اللہ ﷺ واصل بحق ہیں، عباد اللہ کو عباد الرسول کہہ سکتے ہیں، جبکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: قُلْ يٰعِبَادِيَ الَّذِيْنَ اَسْرَفُوْا عَلٰٓى اَنْفُسِهِمْ مرجع ضمیر متکلم رسول اللہ ﷺ ہیں۔ مولوی اشرف علی تھانوی صاحب نے فرمایا کہ قرینہ بھی اسی معنی کا ہے (اس لیے) آگے فرمایا: لَا تَقْنَطُوْا مِنْ رَّحْمَةِ اللّٰهِ اگر مرجع اس کا "اللہ" ہوتا تو فرماتا "مِنْ رَحْمَتِيْ" تاکہ مناسبت "عِبَادِيَ" کی ہوتی۔" (شمائم امدادیه: ص۷۱)

حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (ال عمران : ۳/ ۷۹)

''کسی بشر کے لیے لائق نہیں کہ اللہ اس کو کتاب و حکمت اور نبوت دے پھر وہ (لوگوں سے) یہ کہے کہ اللہ کی بجائے میرے بندے بن جاؤ۔''

لیکن حاجی امداد اللہ کہتے ہیں: ''عابد و معبود میں فرق کرنا شرک ہے۔'' (شمائم امدادیہ: ص ۳۷) لہٰذا آپ کی خاص امت میں سے بایزید بسطامی قدس سرہ نے اور منصور حلاج نے "سبحانی ما أعظم شانی" اور "أنا الحق" کہا یہ سب اسی باب (وحدة الوجود) میں سے ہے۔ اسی طرح حاجی صاحب فرماتے ہیں:

''بندہ قبل وجود خود باطن خدا تھا اور ظاہر بندہ "كُنْتُ كَنْزًا مَّخْفِيًّا" اس پر دلیل ہے۔ مثلاً اللہ کی مثال تخم کی اور مخلوق کی مثال درخت کی سی ہے، درخت مع تمام شاخوں اور پتوں و پھل و پھول کے اس میں چھپا تھا۔ جب تخم نے اپنے باطن کو ظاہر کیا خود چھپ گیا، جو کوئی دیکھتا ہے درخت ہے تخم دکھائی نہیں دیتا۔''

(شمائم امدادیہ ص۳۸)

حالانکہ قرآن کہتا ہے:

لَمْ يَلِدْ ۙ وَلَمْ يُوْلَدْ ۙ (الاخلاص : ۳)

''نہ اس نے کسی کو جنا نہ وہ کسی سے جنا گیا۔''

اور یہ دیوبندی عالم کہتا ہے کہ اللہ (نعوذ باللہ) کتے، بلی، چوہے، گدھے و گھوڑے کی شکل میں ظاہر ہو رہا ہے۔ اس لیے حاجی امداد اللہ کہتے ہیں: "مَنْ اَرَادَ اَنْ يَّجْلِسَ مَعَ اللّٰهِ فَلْيَجْلِسْ مَعَ اَهْلِ التَّصَوُّفِ" ''جو اللہ کے ساتھ بیٹھنا چاہے اسے چاہیے کہ اہل تصوف کے ساتھ بیٹھے۔''

یا "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَى الْحَقَّ" اس کا دوسرا معنی یہ ہے کہ: "مَنْ رَاٰنِیْ فَقَدْ رَأَى اللّٰهَ تَعَالٰى" (شمائم امدادیہ۴۹) ''جس نے مجھ کو دیکھا اس نے اللہ کو دیکھا۔'' اسی طرح اِنِّیْٓ اَنَا رَبُّكَ فَاخْلَعْ نَعْلَيْكَ ''بے شک میں تیرا رب ہوں اپنے جوتے اتار دے'' جو طور پر آواز آئی تھی وہ موسیٰ کے باطن سے آئی تھی۔ (شمائم امدادیہ : ۵۹)

اسی طرح علامہ محمد فضل حق خیر آبادی دیو بندی لکھتے ہیں: ''اگر انبیاء وحدت الوجود کی دعوت دیتے تو ان کی رسالت کا فائدہ فوت ہو جاتا، یہ عقیدہ عوام کے ذہنوں کی سطح سے بلند ہے، اسی لیے ان حضرات کو یہ حکم دیا گیا کہ وہ لوگوں کی ذہنی سطح کو سامنے رکھ کر گفتگو کریں۔''

(الروض المجود از خیر آبادی: ص ۴۴)

غور کیجیے! اگر یہ عقیدہ وحدت الوجود واقعی انبیاء علیہم السلام پر اترا تھا تو انبیاء نے اس کو امت تک کیوں نہ پہنچایا...... حالانکہ انھیں اللہ تعالیٰ نے بڑی سختی کے ساتھ تاکید فرمائی تھی:

يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ بَلِّغْ مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكَ مِنْ رَّبِّكَ ؕ وَاِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهٗ ؕ (المائدۃ: ۵/ ۶۷)

''اے رسول! پہنچا دے جو تیرے رب کی طرف سے تجھ پر نازل کیا گیا ہے، اگر تو نے یہ کام نہ کیا تو تو نے رسالت کو نہیں پہنچایا۔''

اور سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے تنبیہ فرمائی: ''جو شخص یہ کہے کہ اللہ کے رسول نے کچھ چھپا لیا ہے، وہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر بہتان باندھتا ہے۔'' ❶

اسی طرح مولوی انور شاہ کاشمیری جو دیو بندیوں کے مشہور عالم ہیں، حدیث ((فَكُنْتُ سَمْعُهُ الَّذِىْ يَسْمَعُ بِهٖ)) کے تحت لکھتے ہیں:

" قُلْتُ وَ هٰذَا عَدُوْلٌ عَنْ حَقِّ الْاَلْفَاظِ لِاَنَّ قَوْلَهٗ كُنْتُ سَمْعُهُ الَّذِىْ بِصِيْغَةِ الْمُتَكَلِّمِ يَدُلُّ عَلٰى اَنَّهٗ لَمْ يَبْقَ مِنَ الْمُتَقَرِّبِ بِالنَّوَافِلِ اِلاَّ بِجَسَدِهٖ وَشَبَهُهٗ وَصَارَ الْمُتَصَرِّفُ فِيْهِ الْحَضْرَةُ الْهٰيِئَةُ فَسَحِبَ وَ هٰذَا الَّذِىْ عَنَّاهُ الصُّوْفِيَّةُ بِالْفَنَاءِ فِى اللّٰهِ تَعَالٰى اَىِ الْاِنْسِلَاخُ عَنْ دَوَاعِىْ نَفْسَهٗ حَتّٰى لَا يَكُوْنَ الْمُتَصَرِّفُ فِيْهِ اِلاَّ هُوَ وَ فِى الْحَدِيْثِ لَمْعَةٌ اِلٰى وَحْدَةِ الْوُجُوْدِ وَكَانَ مَشَائِخُنَا مُوْلِعُوْنَ بِتِلْكَ الْمَسْئَلَةِ اِلٰى زَمَنِ الشَّاهُ عَبْدِ الْعَزِيْزِ اَمَّا اَنَا لَسْتُ بِمُتَشَدِّدٍ فِيْهَا " ❷

''كُنْتُ سَمْعُهُ الَّذِىْ'' کے یہ معنی بیان کرنا کہ بندہ کے کان، آنکھ وغیرہ اعضاء حکم

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃ والنجم) باب: ۴۸۵۵

❷ فیض الباری: ۴/ ۴۲۸

الٰہی کی نافرمانی نہیں کرتے، حق الفاظ سے عدول کرنا ہے۔ اس لیے اللہ تعالیٰ کے قول ''کُنتُ سَمْعُهُ الَّذِیْ'' میں کُنتُ صیغہ متکلم اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ متقرب بالنوافل یعنی بندہ میں سوائے جسد وصورت کے کوئی چیز باقی ہی نہیں رہی اور اس میں صرف اللہ تعالیٰ ہی متصرف ہے اور یہی وہ معنی ہے جن کو صوفیائے کرام فنا فی اللہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یعنی بندہ کا دواعی نفس سے بالکل پاک ہو جانا، یہاں تک کہ اس بندہ میں اللہ کے سوا کوئی شے متصرف نہ رہے اور حدیث مذکور میں وحدت الوجود کی طرف چمکتا ہوا اشارہ ہے، ہمارے مشائخ شاہ عبدالعزیز صاحب کے زمانے تک اس مسئلہ وحدت الوجود میں بڑے متشدد اور حریص تھے لیکن میں متشدد نہیں ہوں۔''

اس طرح زکریا صاحب لکھتے ہیں:

''اس جگہ دو واقعے اپنے اکابر کے نمونے کے لیے لکھنے کو دل چاہتا ہے، ایک تو وہ مکتوب گرامی جو شیخ المشائخ قطب الارشاد حضرت گنگوھی قدس سرہ نے اپنے پیر و مرشد شیخ العرب والعجم حاجی امداد اللہ صاحب اعلی اللہ مراتبہ کی خدمت میں لکھا، جو مکاتیب رشیدیہ میں بھی طبع ہو چکا ہے، پس زیادہ عرض کرنا گستاخی اور شوخ چشمی ہے، یا اللہ! معاف فرمانا کہ حضرت کے ارشاد کے تحریر ہوا ہے۔ جھوٹا ہوں، کچھ نہیں ہوں، تیرا ہی ظل ہے، تیرا ہی وجود ہے، میں کیا ہوں کچھ نہیں ہوں اور جو میں ہوں وہ تو ہے اور میں اور تو خود شرک در شرک ہیں۔'' (فضائل صدقات: ۵۵۶) (اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ)

تعلیم الاسلام کے دیوبندی مصنف لکھتے ہیں:

علم تصوف کا ایک نہایت باریک مسئلہ وحدت الوجود یا ''ہمہ اوست'' ہے یعنی تمام موجودات کو حق تعالیٰ کا وجود سمجھنا اور وجود ماسوا کو محض معتبر سمجھنا، شمار کرنا جیسے موج حباب قطرہ اور برف کو پانی خیال کرنا، چنانچہ مولانا جامی فرماتے ہیں:

لَیْسَ فِی الْکَائِنَاتِ غَیْرُکَ شَیْءٌ اَنْتَ شَمْسُ الضُّحٰی وَغَیْرُکَ

نی چہ باشد بفاری سایہ
سایہ از روشنی بر بمایہ
دو جہاں مایہ است و معنی تو
نیست موجود صورتے بے تو

امیر شاہ خان صاحب رشید احمد گنگوھی سے بیان کرتے ہیں: ''سید صاحب کی نسبت میں ذات بحت کی تجلی تھی۔'' (ارواح ثلاثہ ۱۸۵) ''ذات بحت'' کا معنی ذات الٰہی ہے۔

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں: ''کاملین میں ایک درجہ ہے ابوالوقت کہ وہ جس وقت تجلی کو چاہیں اپنے اوپر وارد کرلیں، کذا سمعت مرشدی. عجب نہیں کہ حضرت شاہ صاحب نے اس وقت اپنے پر جبار کی تجلی کو وارد کیا ہو اور اس کی مظہریت کی حیثیت سے اس کو توجہ سے دفع فرمادیا ہو۔'' (ارواح ثلاثہ : ۸)

زکریا صاحب منصور حلاج کے بارے میں لکھتے ہیں: ''دی گئی منصور کو پھانسی ادب کے ترک پر......تھا اناالحق ''حق'' مگر ایک لفظ گستاخانہ تھا۔'' ( ولی کامل ازمفتی عزیز الرحمٰن : ص ۲۴۹)ایک دوسری جگہ زکریا صاحب فرماتے ہیں: ''حق سجانہ وتقدس جو حقیقتاً ہر جمال وحسن کا منبع ہیں اور حقیقتاً دنیا میں کوئی بھی جمال ان کے علاوہ نہیں ہے۔'' (فضائل قرآن ص ۳۰۰)

اسی طرح زکریا صاحب کے مرید خاص صوفی اقبال لکھتے ہیں: ''عشق ومعشوق و عاشق ایک کہہ کر سر وحدت سمجھا دیا کس نے۔'' (محبت ص ۷۰)

''انکشاف'' کے دیوبندی مصنف لکھتے ہیں: ''کشف کبریٰ کو کشف الٰہی بھی کہتے ہیں یعنی ذات حق سجانہ کا مشاہدہ اور معائنہ ہو جانا اور جملہ حجابات اور اعتبارات کا اٹھ جانا اور نور بصیرت سے خلق کو عین حق اور حق کو عین خلق دیکھنا، سالک کا مقصود اصلی کشف یہی ہے۔

(انکشاف : ص ۳۶)

نظریہ وحدت الوجود میں ڈوبا ہوا ایک قصہ پڑھیے جو تذکرۃ الرشید میں پیر جیو محمد جعفر صاحب ساڈھوری بیان کرتے ہیں:

''ایک روز مولانا خلیل احمد صاحب زید مجدہ نے دریافت کیا کہ یہ حافظ مینڈھو شیخ پوری کیسے شخص تھے۔'' آپ نے فرمایا: ''پکا کافر تھا۔'' اور اس کے بعد مسکرا کر ارشاد فرمایا کہ ''ضامن علی جلال آبادی تو توحید میں غرق تھے۔'' ایک بار ارشاد فرمایا: ''ضامن علی جلال

آبادی کی سہارنپور میں بہت سی رنڈیاں مرید تھیں، ایک بار یہ سہارنپور میں کسی رنڈی کے مکان پر ٹھہرے ہوئے تھے۔ سب مریدنیاں اپنے میاں صاحب کی زیارت کے لیے حاضر ہوئیں مگر ایک رنڈی نہیں آئی۔ میاں صاحب بولے کہ ''فلانی کیوں نہیں آئی؟'' رنڈیوں نے جواب دیا: ''میاں صاحب ہم نے اس کو بہت سمجھایا کہ چل میاں صاحب کی زیارت کو تو اس نے کہا میں بہت گنہگار ہوں اور بہت روسیاہ ہوں، میاں صاحب کو کیا منہ دکھاؤں، میں زیارت کے قابل نہیں۔'' میاں صاحب نے کہا: ''نہیں جی! تم اسے ہمارے پاس ضرور لانا۔'' چنانچہ رنڈیاں اسے لے کر آئیں۔ جب وہ سامنے آئی تو میاں صاحب نے پوچھا: ''بی! تم کیوں نہیں آئی تھیں؟'' اس نے کہا کہ جناب روسیاہی کی وجہ سے زیارت کو آتے ہوئے شرماتی تھی۔ میاں صاحب بولے: ''بی! تم کیوں شرماتی ہو؟ کرنے والا کون ہے اور کروانے والا کون؟ وہ تو وہی ہے۔'' رنڈی یہ سن کر آگ بگولا ہو گئی اور خفا ہو کر کہا: ''لاحول ولا قوۃ، اگرچہ میں روسیاہ، گنہگار ہوں مگر ایسے پیر کے منہ پر پیشاب بھی نہیں کرتی۔'' میاں صاحب تو شرمندہ ہو کر سرنگوں رہ گئے اور وہ اٹھ کر چل دی۔'' (تذکرۃ الرشید: ۲/ ۲۴۲)

## بزرگوں کی روحوں سے امداد:

دیوبندیوں کے مشہور عالم احسن گیلانی صاحب لکھتے ہیں: ''پس بزرگوں کی ارواح سے مدد لینے کے ہم منکر نہیں۔'' (حاشیہ سوانح قاسمی: ۱/ ۳۳۷)

مولانا نجم الدین دیوبندی لکھتے ہیں:

علمائے دیوبند اس بات کے بھی قائل نہیں ہیں کہ انسان اپنی زندگی میں یا مرنے کے بعد سرے سے کوئی تصرف نہیں کر سکتا۔'' (زلزلہ در زلزلہ ص ۱۰۱)

اس عقیدے پر مبنی مندرجہ ذیل واقعہ اس عقیدے کو قاری کے لیے اور واضح کرتا ہے۔

مولانا اشرف علی تھانوی مولوی نظام الدین صاحب کرانوی سے، وہ مولوی عبداللہ براقی سے روایت کرتے ہیں، ایک نہایت معتبر شخص ولایتی بیان کرتے ہیں کہ میرے ایک دوست جو کہ بقیۃ السلف، حجۃ الخلف، قدوۃ السالکین، زبدۃ العارفین، شیخ الکل فی الکل مولانا حاجی امداد اللہ صاحب چشتی صابری تھانوی ثم المکی سلمہ اللہ سے بیعت تھے، حج خانہ کعبہ کو تشریف لے جاتے

تھے۔ بمبئی سے آگبوٹ میں سوار ہوئے، آگبوٹ نے چلتے چلتے ٹکر کھائی اور قریب تھا کہ چکر کھا کر غرق ہو جائے یا دوبارہ ٹکرا کر پاش پاش ہو جائے۔ انھوں نے جب دیکھا کہ اب مرنے کے سوا چارہ نہیں، اسی مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا: ''اس وقت سے زیادہ کون سا وقت امداد کا ہوگا؟'' اللہ تعالیٰ سمیع وبصیر کارساز مطلق ہے۔ اسی وقت ان کا آگبوٹ غرق سے نکل گیا اور تمام لوگوں کو نجات ملی۔ ادھر تو یہ قصہ پیش آیا ادھر اگلے روز مخدوم جہاں اپنے خادم سے بولے: ''ذرا میری کمر تو دباؤ نہایت درد کرتی ہے۔'' خادم نے کمر دباتے دباتے پراہن مبارک جو اٹھایا تو دیکھا کمر چھلی ہوئی ہے اور اکثر جگہ سے کھال اتر گئی ہے۔ پوچھا: ''یہ کیا بات ہے، کمر کیوں چھلی؟'' فرمایا کچھ نہیں، پھر پوچھا آپ خاموش رہے، تیسری مرتبہ پھر دریافت کیا: ''یہ کہیں سے رگڑ لگی ہے اور آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔'' فرمایا: ''ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا، اس میں تمھارا دینی اور سلسلے کا بھائی تھا، اس کی گریہ وزاری نے مجھے بے چین کر دیا، آگبوٹ کو کمر کا سہارا دے کر اوپر اٹھایا، جب آگے چلا اور بندگان خدا کو نجات ملی، اسی سے چھل گئی ہوگی اور اس وجہ سے درد ہے مگر اس کا ذکر نہ کرنا۔'' (کرامات امدادیہ: ص۳۶)

اس واقعہ کی ایک اور روایت یوں ہے: ''ایک طالب علم قدرت علی ساکن ایندری ملک پنجاب مرید و خادم حاجی صاحب کی خدمت میں حاضر تھا۔ اس نے بیان کیا کہ بے شک فلاں وقت میں حاضر تھا، حاجی صاحب حجرے سے باہر تشریف لائے اور اپنی لنگی بھیگی ہوئی مجھ کو دی اور فرمایا: ''اس کو کنویں کے پانی سے دھو کر صاف کرلو۔'' اس لنگی کو جب سونگھا، اس میں دریا شور کی بو اور چکنا پن معلوم ہوا۔ اس کے بعد حافظ صاحب اپنے حجرے سے برآمد ہوئے اور اپنی لنگی دی، اس میں بھی اثر دریا کا معلوم ہوتا تھا۔ (کرامات امدادیہ: ص ۱۴)

## مشرکین مکہ سے سبقت لے جانا:

اس ایک من گھڑت قصے میں حاجی امداد اللہ کو حاجت روا، مشکل کشا، عالم الغیب اور حاضر و ناظر ثابت کیا گیا ہے اور مرید صاحب گمراہی میں مشرکین مکہ سے بھی سبقت لے گئے، اس لیے کہ جب مشرکین مکہ کسی کشتی میں سوار ہوتے اور طوفان آنے کی وجہ سے:

ظَنُّوْٓا اَنَّهُمْ اُحِيْطَ بِهِمْ ۙ دَعَوُا اللّٰهَ مُخْلِصِيْنَ لَهُ الدِّيْنَ ۚ (یونس: ۱۰/ ۲۲)

''انھیں یقین ہو جاتا کہ وہ گھیر لیے گئے ہیں تو اللہ کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے صرف اللہ ہی کو پکارتے۔''

لیکن یہاں مرید صاحب کا عقیدہ دیکھیے جب انھوں نے دیکھا کہ مرنے کے سوا چارہ نہیں، اس مایوسانہ حالت میں گھبرا کر اپنے پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کیا اور عرض کیا۔ مشرکین اللہ کو پکاریں اور یہ مرید صاحب پیر روشن ضمیر کی طرف خیال کریں اور عرض کریں۔ یہ عجب تقسیم ہے۔ اسی لیے ابوجہل کا بیٹا عکرمہ رضی اللہ عنہ مسلمان ہوا کہ اے مشرکین مکہ! طوفان آنے پر تم صرف اللہ کو پکارتے ہو اور اپنے بنائے ہوئے معبود بھول جاتے ہو، اگر اللہ نے مجھے نجات دی تو میں خشکی پر بھی اللہ ہی کو پکاروں گا۔ زمین پر قدم رکھتے ہی اللہ کی توحید کا اعلان کر دیا، جیسا کہ قرآن بھی مشرکین مکہ کی عادت کا تذکرہ کرتا ہے:

فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ (العنکبوت: ۲۹/ ۶۵)

''جب وہ کشتی میں سوار ہوتے تو اللہ کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے صرف اسی کو پکارتے ہیں، جب اللہ انھیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو وہ شرک کرنے لگ جاتے ہیں۔''

اور مرید صاحب گمراہی اور ضلالت میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ جب کشتی طوفان میں گھر جاتی ہے اور موت سامنے ہوتی ہے تو اللہ کو بھول کر غیر اللہ سے عرض کرنے لگ جاتے ہیں۔ وہ شاید اس لیے کہ تھانوی صاحب کے بقول ہر قریہ میں ایک قطب ہوتا ہے اور ایک غوث ہوتا ہے۔ بعض نے کہا قطب الاقطاب کو ہی غوث کہتے ہیں۔ (تعلیم الدین: ۱۲۰)

مرید پھر غوث کو جو فریاد سن رہا ہوتا ہے، اسے نہ پکارے تو کسے پکارے۔ ایک جگہ اللہ مشرکین مکہ سے یہ سوال کرتا ہے:

قُلْ مَنْ يُنَجِّيكُمْ مِنْ ظُلُمَاتِ الْبَرِّ وَالْبَحْرِ تَدْعُونَهُ تَضَرُّعًا وَخُفْيَةً ۖ لَئِنْ أَنْجَانَا مِنْ هَٰذِهِ لَنَكُونَنَّ مِنَ الشَّاكِرِينَ ﴿٦٣﴾ قُلِ اللَّهُ يُنَجِّيكُمْ مِنْهَا وَمِنْ كُلِّ كَرْبٍ ثُمَّ أَنْتُمْ تُشْرِكُونَ ﴿٦٤﴾

(الأنعام: ۶/ ۶۳، ۶۴)

''اے نبی (ﷺ)! ان سے پوچھیے کہ تمھیں خشکی اور تری کے اندھیروں سے کون نجات دیتا ہے اور تم اسی (اللہ) کو گڑگڑا کر اور آہستہ پکارتے ہو کہ اگر ہمیں اس مصیبت سے نجات دے دے تو ہم ضرور شکر گزار بندے بن جائیں گے۔ اے نبی! کہہ دیجیے اللہ ہی تمھیں اس مصیبت اور ہر مصیبت سے نجات دیتا ہے۔ پھر تم شرک کرنے لگ جاتے ہو۔''

اللہ کا تو یہ دعویٰ ہے کہ اللہ نجات دیتا ہے اور مرید کا یہ عقیدہ کہ اے پیر! اس سے زیادہ کون سا وقت امداد کا ہوگا؟ مشرکین مکہ کی تو یہ عادت تھی کہ وہ اللہ کو پکارتے تھے اور ادھر یہ مرید ہے کہ پیر صاحب کو۔ فرق ملاحظہ فرمائیں۔ ایک جگہ اللہ تعالیٰ نے مشرکین سے یوں فرمایا:

وَإِذَا مَسَّكُمُ الضُّرُّ فِي الْبَحْرِ ضَلَّ مَنْ تَدْعُونَ إِلَّا إِيَّاهُ ۖ فَلَمَّا نَجَّاكُمْ إِلَى الْبَرِّ أَعْرَضْتُمْ ۚ وَكَانَ الْإِنْسَانُ كَفُورًا ﴿٦٧﴾ (بنی إسرائیل: ۱۷/ ۶۷)

''اور جب تمھیں سمندر میں تکلیف پہنچتی ہے تو اللہ کے سوا جن کو تم پکارتے ہو وہ تمھیں بھول جاتے ہیں۔ پھر جب وہ تمھیں خشکی کی طرف نجات دیتا ہے تو تم پھر جاتے ہو اور انسان ناشکرا ہے۔''

مشرکین کو تو سمندر میں غیر اللہ بھول جاتے ہیں صرف اللہ ہی یاد رہتا ہے اور دیوبندی مرید کو سمندر میں غیر اللہ کی یاد ستاتی ہے اور غیر اللہ کو پکارنے میں مشغول ہو جاتا ہے۔ یہ عجیب تقسیم ہے۔ مشرکین کے بارے میں اللہ فرماتا ہے:

وَإِذَا غَشِيَهُمْ مَوْجٌ كَالظُّلَلِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ الدِّينَ ۚ

(لقمان: ۳۱/ ۳۲)

''اور جب انھیں سائبان کی طرح موج ڈھانپ لیتی ہے تو وہ اللہ کے لیے دین کو خالص کرتے ہوئے اللہ کو پکارتے ہیں۔''

ایک جگہ اللہ کافروں سے یہ سوال کرتا ہے کہ اگر تم پر اللہ کا عذاب آ جائے:

أَغَيْرَ اللَّهِ تَدْعُونَ إِنْ كُنْتُمْ صَادِقِينَ ﴿٤٠﴾ بَلْ إِيَّاهُ تَدْعُونَ

(الأنعام: ۶/ ۴۰، ۴۱)

''کیا اس وقت بھی غیر اللہ کو پکارو گے اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو (نہیں) بلکہ تم

خاص اللہ ہی کو پکارتے ہو۔''

اورتمھاری یہ حالت ہو جاتی ہے:

وَ تَنْسَوْنَ مَا تُشْرِكُوْنَ ﴿٤١﴾ (الأنعام: ٦/ ٤١)

''اور جن کو تم نے اللہ کا شریک بنایا تھا ان کو بھول جاتے ہو۔''

لیکن یہاں تو مرید صاحب کا باوا آدم ہی نرالا ہے۔ حاجی امداد اللہ صاحب کو مشکل کشا حاجت روا مان کر عذاب وطوفان میں بھی غیر اللہ سے یہ عرض کی جاتی ہے کہ اس وقت سے زیادہ اور کون سا وقت امداد کا ہو گا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَ يَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل: ٢٧/ ٦٢)

''آیا کون ہے جو مصیبت زدہ کی پکار کو سنتا ہے، جس وقت وہ اسے پکارتا ہے اور مصیبت کو دور کرتا ہے۔''

پھر خود ہی جواب دیتا ہے:

ءَاِلٰهٌ مَّعَ اللّٰهِ ؕ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿٦٢﴾ (النمل: ٢٧/ ٦٢)

''(کیا اب بھی یہی کہو گے کہ) اللہ کے علاوہ کوئی اور الٰہ ہے، تم بہت کم نصیحت پکڑتے ہو۔''

اب مرید صاحب جن کو پکار رہے ہیں کیا ان میں مصیبت دور کرنے کی طاقت ہے، حالانکہ اللہ فرماتا ہے:

فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَ لَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ (بنی إسرائیل: ١٧/ ٥٦)

''وہ تو اتنا اختیار بھی نہیں رکھتے کہ تم سے مصیبت کو ہٹا دیں یا پھیر دیں۔''

لیکن ذرا پیر صاحب کی جسارت ملاحظہ فرمائیں، فرماتے ہیں ''ایک آگبوٹ ڈوبا جاتا تھا، اس میں ایک تمھارا دینی سلسلے کا بھائی تھا، اس کی گریہ و زاری نے مجھے بے چین کر دیا'' اس لیے انڈیا سے چلے سمندر میں اکیلے یا حافظ ضامن کے ساتھ مل کر جہاز کو اٹھا کر سیدھا کر دیا، اگر اتنا بھاری جہاز اٹھا کر سیدھا کرنا اتنا ہی آسان تھا تو جہاز کے مسافر ہی اسے کاندھا دے کر ڈوبنے سے بچا لیتے۔

اسی طرح حاجی صاحب کو عالم الغیب ثابت کیا گیا ہے کہ اتنی دور سے گریہ و زاری سن

لی۔ اسی طرح حاجی صاحب کو ہر جگہ حاضر و ناظر بنا دیا گیا ہے کہ بغیر کسی ذریعے کے بیچ سمندر کے پہنچ کر واپس تھانہ تشریف لے آتے ہیں، جب کہ کسی کو کانوں کان خبر نہیں ہوتی، جیسا کہ خادم کہتا ہے ''آپ تو کہیں تشریف بھی نہیں لے گئے۔'' ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فاصلے اور ذرائع ان کے لیے کوئی حقیقت نہیں رکھتے۔

## مردہ بزرگوں سے مدد:

احسن گیلانی فرماتے ہیں: ''وفات یافتہ بزرگوں کی ارواح سے امداد کے مسئلہ میں علمائے دیوبند کا خیال بھی وہی ہے جو عام اہل سنت والجماعت کا ہے، آخر جب ملائکہ جیسی روحانی ہستیوں سے خود قرآن ہی میں ہے کہ حق تعالیٰ اپنے بندوں کی امداد کرواتے ہیں۔ صحیح حدیثوں میں ہے کہ واقعہ معراج میں رسول اللہ ﷺ کو موسیٰ علیہ السلام سے تخفیف صلوٰۃ کے مسئلے میں امداد ملی اور دوسرے انبیائے کرام علیہم السلام سے ملاقاتیں ہوئیں، بشارتیں ملیں تو اس قسم کی ارواح طیبہ سے کسی مصیبت زدہ مومن کی امداد کا کام قدرت اگر لے تو قرآن کی کس آیت یا حدیث سے اس کی تردید ہوتی ہے۔'' (حاشیہ سوانح قاسمی: ۱/ ۳۳۲)

''انکشاف'' کے دیوبندی مصنف امام غزالی کی کتاب احیاء العلوم سے کچھ حوالے ذکر کر کے لکھتے ہیں: ''اب مذکورہ اثبات سے آپ یہ بخوبی نتیجہ نکال سکتے ہیں کہ ارواح اولیاء کو کس قدر من جانب اللہ اختیارات ہیں۔'' (انکشاف: ص ۷، ۷۰)

ایک جگہ لکھتے ہیں:

> ''اولیاء اللہ کی ولایت اور ان کی کرامت ان کی وفات کے بعد بھی باقی اور باذن اللہ جاری رہتی ہے۔ اس ضمن میں اتنا سمجھ لیجیے کہ اللہ کے حکم سے ارواح اولیاء دنیا میں بھی آ سکتی ہیں اور بحکم الٰہی دوسرے کی مدد بھی کر سکتی ہیں۔'' (انکشاف: ص ۶۷)

اخلاق حسین قاسمی صدر جمعیت علماء صوبہ دہلی فرماتے ہیں: ''مومن کی روح خاص کر اولیائے حق اور صلحائے امت کی روحیں جسم سے جدائی کے بعد اس عالم مادی میں تصرف کی قدرت رکھتی ہیں اور ان ارواح کا تصرف قانون الٰہی کے مطابق ہوتا ہے۔''

(اھل اللہ کی عظمت علمائے دیوبند کی نظر میں از اخلاق حسین قاسمی)

فتاویٰ امدادیہ میں ہے: ''استمداد ارواح مشائخ سے صاحب کشف الارواح کے لیے قسم

ثابت ہے۔'' (فتاویٰ امدادیہ : ۴/ ۱۰۴)

سوانح قاسمی کے مصنف ایک واقعہ ذکر کرتے ہیں: ''ایک بریلوی عالم اور ایک دیوبندی طالب علم کا مناظرہ طے ہوا، (دیوبندی طالب علم نے) مناظرے کا وعدہ ڈرتے ڈرتے کر لیا۔ تاریخ ومحل و مقام سب کا مسئلہ طے ہو گیا۔ واعظ مولانا صاحب بڑا زبردست عمامہ طویلہ وعریضہ سر پر لپیٹے ہوئے کتابوں کے پشتارے کے ساتھ مجلس میں اپنے حواریوں کے ساتھ جلوہ افروز ہوئے۔ ادھر یہ غریب دیوبندی امام منحنی وضعیف، مسکین شکل، مسکین آواز، خوفزدہ، لرزاں و ترساں بھی اللہ اللہ کرتے ہوئے سامنے آیا۔ سننے کی بات یہی ہے کہ اس کے بعد اس دیوبندی امام نے مشاہدہ کے بعد بیان کی۔ کہتے تھے کہ مولانا واعظ صاحب کے سامنے میں بھی بیٹھ گیا۔ ابھی گفتگو شروع نہیں ہوئی تھی کہ اچانک اپنے بازو میں مجھے محسوس ہوا کہ ایک شخص اور جسے میں نہیں پہچانتا وہ بھی آ کر بیٹھ گیا اور مجھ سے وہ اجنبی اچانک نمودار ہونے والی شخصیت کہتی ہے: ''گفتگو شروع کرو اور ہرگز نہ ڈرو'' دل میں غیر معمولی قوت اس سے پیدا ہوئی۔ اس کے بعد کیا ہوا (دیوبندی امام صاحب کا بیان سنیے) کہ میری زبان سے کچھ فقرے نکل رہے تھے اور اسی طور پر نکل رہے تھے کہ میں خود نہیں جانتا تھا کہ کیا کہہ رہا ہوں جس کا جواب مولانا واعظ صاحب نے ابتدا میں تو دیا لیکن سوال و جواب کا سلسلہ ابھی دراز بھی نہیں ہوا تھا کہ ایک دفعہ مولانا واعظ کو دیکھتا ہوں کہ اٹھ کھڑے ہوئے، میرے قدموں میں سر ڈالے ہوئے رو رہے ہیں، پگڑی بکھری ہوئی ہے اور کہتے جاتے ہیں میں نہیں جانتا تھا کہ آپ اتنے بڑے عالم ہیں، للہ مجھے معاف کیجیے۔ آپ جو کچھ فرما رہے ہیں یہی صحیح اور درست ہے، میں ہی غلطی پر تھا۔ یہ منظر ہی ایسا تھا کہ مجمع دم بخود تھا، کیا سوچ کر آیا تھا اور کیا دیکھ رہا تھا۔ دیوبندی امام نے کہا کہ اچانک نمودار ہونے والی شخصیت میری نظر سے اس کے بعد اوجھل ہو گئی اور کچھ نہیں معلوم کہ کون تھے اور قصہ کیا تھا۔ قصہ تو ختم ہو گیا۔ قصبہ کے مسلمان جو پہلے ہی سے دیوبندی امام صاحب کے معتقد تھے، ان کے عقیدتمندوں میں اس واقعہ نے چار چاند لگا دیے اور پہلے سے بھی زیادہ راحت و آرام میں دیوبندی امام صاحب کے اضافہ ہو گیا۔ شیخ الہند فرماتے ہیں: ''میں نے ان مولوی صاحب سے دریافت کیا کہ اچانک نمودار ہو کر غائب ہو جانے والی شخصیت کا حلیہ کیا تھا، حلیہ جو بیان کیا، فرماتے تھے کہ سنتا جاتا تھا اور الاستاد کا

ایک ایک خال و خط نظر کے سامنے آتا چلا جا رہا تھا۔ جب وہ بیان ختم کر چکے تو میں نے ان سے کہا کہ یہ تو الاستاذ رحمہ اللہ تھے جو تمھاری امداد کے لیے حق تعالیٰ کی طرف سے ظاہر ہوئے۔''

(سوانح قاسمی: ۱/ ۳۳۱)

''اشرف السوانح'' کے مصنف اشرف علی تھانوی صاحب کے پردادا محمد فرید صاحب کی وفات کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''صاحب کسی بارات میں تشریف لے جا رہے تھے کہ ڈاکوؤں نے آ کر بارات پر حملہ کیا، ان کے پاس کمان تھی اور تیر تھے، انھوں نے ڈاکوؤں پر دلیرانہ تیر برسانا شروع کیے، چونکہ ڈاکوؤں کی تعداد کثیر تھی اور ادھر بے سروسامانی تھی، یہ مقابلے میں شہید ہو گئے۔ شہادت کے بعد ایک عجیب واقعہ ہوا۔ شب کے وقت اپنے گھر میں مثل زندہ تشریف لائے اور اپنے گھر والوں کو مٹھائی لا کر دی اور فرمایا: ''اگر تم کسی پر ظاہر نہ کرو گی تو اسی طرح سے روز آیا کریں گے۔'' لیکن ان کے گھر والوں کو اندیشہ ہوا کہ گھر والے جب بچوں کو مٹھائی کھاتے دیکھیں گے تو معلوم نہیں کیا شبہ کریں گے۔ اس لیے ظاہر کر دیا اور آپ تشریف نہیں لائے۔ یہ واقعہ خاندان میں مشہور ہے۔'' (اشرف السوانح: ۱/ ۱۰)

اللہ تو اس شخص کا تذکرہ کرتا ہے جسے تبلیغ کے جرم میں شہید کر دیا گیا:

قِيلَ ادْخُلِ الْجَنَّةَ ۖ قَالَ يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ ﴿٢٦﴾ بِمَا غَفَرَ لِي رَبِّي وَجَعَلَنِي مِنَ الْمُكْرَمِينَ ﴿٢٧﴾ (یٰس: ۳۶/ ۲۷)

''کہا گیا جنت میں داخل ہو جا، کہنے لگا اے کاش! میری قوم جان لیتی کہ میرے رب نے مجھے معاف کر دیا ہے اور مجھے مقربین میں سے کر دیا ہے۔''

اگر اس شہید کو دنیا میں واپس آنے کی اجازت ہوتی تو وہ یہ بات نہ کہتا: يَا لَيْتَ قَوْمِي يَعْلَمُونَ بلکہ خود آ کر بتلا دیتا۔ روح تو اس وقت بھی واپس نہیں ہو سکتی جب یہ حالت ہوتی ہے:

فَلَوْلَا إِذَا بَلَغَتِ الْحُلْقُومَ ﴿٨٣﴾ (الواقعة: ۵۶/ ۸۳)

اور اللہ یہ چیلنج کرتا ہے: ''جب روح حلق میں آ کر پھنس جاتی ہے۔''

فَلَوْلَا إِن كُنتُمْ غَيْرَ مَدِينِينَ ﴿٨٦﴾ تَرْجِعُونَهَا إِن كُنتُمْ صَادِقِينَ ﴿٨٧﴾

(الواقعة: ۵۶/ ۸۶، ۸۷)

''پس اگر تم کسی کے محکوم نہیں ہو تو روح کو لوٹا دو اگر تم سچے ہو۔''

اللہ اس شہید کی اس تمنا کو بھی رد کر دیتا ہے جو کہتا ہے کہ اللہ! میری روح کو میرے جسم میں لوٹا دے تا کہ میں تیرے راستے میں جہاد کروں۔ ❶

اللہ تعالیٰ تو کہتا ہے:

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَآءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾

(النحل: ۱۶/ ۲۱)

''مردہ ہیں زندہ نہیں اور ان کو تو یہ شعور بھی نہیں کہ انھیں کب اٹھایا جائے گا۔''

اور دیو بندیوں کے نزدیک الاستاد کو سب کچھ معلوم تھا۔ اللہ تو کہتا ہے:

فَيُمْسِكُ الَّتِي قَضَىٰ عَلَيْهَا الْمَوْتَ وَيُرْسِلُ الْأُخْرَىٰ إِلَىٰ أَجَلٍ مُّسَمًّى

(الزمر: ۳۹/ ۴۲)

''پھر جن پر موت کا حکم کر چکتا ہے ان کو روک رکھتا ہے اور باقی روحوں کو ایک وقت مقرر تک کے لیے چھوڑ دیتا ہے۔''

اللہ موت والوں کی روحوں کو روک لیتا ہے اور ان (دیو بندی علماء) کے بقول روح ہر جگہ آجا سکتی ہے۔

## مخلوق سے مشکل کشائی اور دیو بندی:

دیو بندیوں کے نزدیک خالق کے بجائے مخلوق بھی مشکل کشائی اور حاجت روائی کرتی ہے، جیسا کہ ''انکشاف'' کے دیو بندی مصنف اصطلاحات صوفیہ نامی کتاب کے حوالے سے لکھتے ہیں: ''یہی لوگ مسند ارشاد کے وارث ہوتے ہیں، ان سے مخلوق کی حاجت روائی ہوتی ہے۔'' (انکشاف: ۲۵۰)

اشرف علی تھانوی صاحب لکھتے ہیں:

① میں قسم کھاتا ہوں کہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی شکستہ حال دعا کے لیے عرض کرنے کو نہیں پہنچا مگر یہ کہ اس کی شکستگی کی اصلاح ہوگئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا کی اور وہ کامیاب ہوگیا)۔

---

❶ مسلم، كتاب الإمارة، باب بيان أن أرواح الشهداء فی الجنة و أنهم أحياء عند ربهم يرزقون: ۱۸۸۷

﴿۲﴾ اور نہ کسی پناہ لینے والے نے گھبرا کر آپ کے دربار پر پناہ لی مگر یہ امن وامان کے ساتھ واپس ہوا۔ اس کی حالت سے اس کو (اپنی حاضری پر) شرمندگی نہیں ہوئی (جیسا ناکام ہو جانے میں ہوتی ہے)۔

﴿۳﴾ اور نہ آپ کے پاس (مزار شریف پر) کوئی فقیر حال امیدوار (دعا کے لیے عرض کرنے کو) حاضر ہوا مگر یہ کہ اس کے نشان قدم ہی سے اس کے لیے نہر (حوائج کی) جاری ہو گئی (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا)۔

﴿۴﴾ اور نہ کسی مغموم نے کسی حادثہ کے وقت آپ کو (مزار پر حاضر ہو کر دعا کے لیے) پکارا مگر آپ کی جانب سے عون اور آسانی نے جواب دیا اس کو (اس طرح سے کہ حیات برزخیہ کے سبب آپ نے سن کر دعا فرمائی اور وہ کامیاب ہوگیا)۔

دیوبندیوں کے غیر اللہ سے مشکل حل کروانے والے عقیدہ کو سمجھنے کے لیے مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیے۔ لیجیے دیوبندیوں کے پیر و مرشد حاجی امداد اللہ صاحب کا عقیدہ مشکل کشائی، سنیے اور دربار خداوندی میں حاجی امداد اللہ صاحب کے پیر و مرشد کے اثر ورسوخ کی شان ملاحظہ فرمایئے:

تم ہو اے نور محمد! خاص محبوب خدا
ہند میں ہو نائب محمد مصطفیٰ (ﷺ)
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا
عشق کی پر سن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا
اے شاہ نور محمد! وقت ہے امداد کا
آسرا دنیا میں ہے از بس تمھاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شاہ نور محمد! وقت ہے امداد کا

یہ حاجی صاحب کو کیسے علم ہوگیا کہ ان کے پیر خاص محبوب خدا ہیں، جب کہ اللہ کے رسول ﷺ فرماتے ہیں: ((وَاللّٰهِ مَا أَدْرِیْ وَ أَنَا رَسُوْلُ اللّٰهِ مَا يُفْعَلُ بِیْ...... و فِیْ رِوَايَةٍ: مَا يُفْعَلُ بِهِ وَ لَا بِكُمْ)) ❶

''میں نہیں جانتا کہ اللہ میرے ساتھ کیا سلوک کرے گا، حالانکہ میں اللہ کا رسول ہوں اور تمھارے ساتھ کیا معاملہ ہوگا۔''

اور پھر جس دن یہ حالت ہوگی کہ فرشتے اور جبرائیل صف باندھے کھڑے ہوں گے اور:

لَا يَتَكَلَّمُوْنَ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَقَالَ صَوَابًا ﴿۳۸﴾ (النبا: ۷۸/ ۳۸)

''رب جسے اجازت دے گا وہی کلام کرے گا اور وہ بھی صحیح صحیح۔''

کیا اس وقت نور محمد صاحب مدد کریں گے جس کی وجہ سے حاجی صاحب بے خوف ہو رہے ہیں، جب اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِيْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِيْنَ اتَّبَعُوْا وَرَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِهِمُ الْاَسْبَابُ ﴿۱۶۶﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۶۶)

''جب براءت کا اظہار کریں گے وہ لوگ جن کی پیروی کی جاتی ہے ان لوگوں سے جو پیروی کرتے ہیں اور وہ عذاب دیکھ لیں گے اور ان کے اسباب منقطع کر دیے جائیں گے۔''

اسی طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلَقَدْ جِئْتُمُوْنَا فُرَادٰى كَمَا خَلَقْنٰكُمْ اَوَّلَ مَرَّةٍ وَّ تَرَكْتُمْ مَّا خَوَّلْنٰكُمْ وَرَآءَ ظُهُوْرِكُمْ ۚ وَمَا نَرٰى مَعَكُمْ شُفَعَآءَكُمُ الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ اَنَّهُمْ فِيْكُمْ شُرَكٰٓؤُا ؕ

(الأنعام: ۶/ ۹۴)

''تم البتہ تحقیق میرے پاس اکیلے آ گئے ہو جیسا کہ میں نے تمھیں پہلی مرتبہ پیدا کیا تھا اور جو کچھ ہم نے تمھیں دیا اس کو اپنی پیٹھوں پیچھے چھوڑ آئے اور ہم تمھارے ساتھ وہ سفارشی نہیں دیکھتے جن کے بارے میں تمھیں یقین تھا کہ وہ تمھارے

---

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب الدخول علی المیت بعد الموت إذا أُدرج فی أکفانه: ۱۲۴۳ وکتاب التعبیر، باب العین الجاریة فی المنام: ۷۰۱۸

بارے میں اللہ کے شریک ہیں۔''

عام انسان تو کجا اللہ پاک فرشتوں کے بارے میں فرماتا ہے:

وَكَمْ مِّنْ مَّلَكٍ فِي السَّمٰوٰتِ لَا تُغْنِيْ شَفَاعَتُهُمْ شَيْـًٔا اِلَّا مِنْۢ بَعْدِ اَنْ يَّاْذَنَ اللّٰهُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيَرْضٰى ﴿٢٦﴾ (النجم : ۵۳/ ۲۶)

''اورآسمان میں کتنے فرشتے ہیں کہ ان کی سفارش ان کو کچھ فائدہ نہیں دے گی مگر اس کے بعد کہ اللہ اجازت دے جس کے لیے چاہے اور وہ راضی ہو جائے۔''

ایک جگہ فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَئِذٍ لَّا تَنْفَعُ الشَّفَاعَةُ اِلَّا مَنْ اَذِنَ لَهُ الرَّحْمٰنُ وَرَضِيَ لَهٗ قَوْلًا ﴿١٠٩﴾

(طٰہٰ : ۲۰/ ۱۰۹)

''جس دن کوئی سفارش فائدہ نہیں دے گی مگر اس کی جسے رحمٰن اجازت دے اور اس کی بات سے راضی ہو جائے۔''

حاجی صاحب کے پاس اپنے پیر نور محمد صاحب کے بارے میں کیا سند ہے کہ اللہ ان کو اجازت دے گا اور ان سے راضی ہو گا، حاجی صاحب تو یہ کہہ رہے ہیں کہ ''اے شاہ نور محمد! وقت ہے امداد کا'' اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِيْنَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُوْنِهٖ فَلَا يَمْلِكُوْنَ كَشْفَ الضُّرِّ عَنْكُمْ وَلَا تَحْوِيْلًا ﴿٥٦﴾ (بنی إسرائیل : ۱۷/ ۵۶)

''اے نبی! ان سے کہہ دیجیے جن کو تم اللہ کے علاوہ (کچھ) سمجھتے ہو، ان کو پکارو، وہ تکلیف کو ہٹانے اور دور کرنے کے بھی مالک نہیں ہیں۔''

اور حاجی امداد اللہ صاحب کا یہ کہنا ہے: ''تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا'' اور قرآن میں ہے کہ رسول ﷺ فرماتے ہیں:

قُلْ لَّآ اَمْلِكُ لِنَفْسِيْ نَفْعًا وَّلَا ضَرًّا اِلَّا مَا شَآءَ اللّٰهُ (الأعراف : ۷/ ۱۸۸)

''میں اپنی جان کے لیے بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے۔''

اسی طرح اللہ نے اپنے نبی ﷺ سے کہلوایا:

قُلْ اِنِّيْ لَآ اَمْلِكُ لَكُمْ ضَرًّا وَّلَا رَشَدًا ﴿٢١﴾ (الجن : ۷۲/ ۲۱)

''اے نبی! کہہ دیجیے کہ میں تمھارے لیے کسی بھی دکھ سکھ کا مالک نہیں۔''

جب اللہ کے رسول ﷺ نے جنگ احد میں زخمی ہونے کے بعد بددعا دی :

«كَيْفَ يُفْلِحُ قَوْمٌ قَدْ شَجُّوا نَبِيَّهُمْ» ❶

''وہ قوم کیسے فلاح پائے گی جس نے اپنے نبیکو زخمی کر دیا۔''

تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیات اتاریں:

لَيْسَ لَكَ مِنَ الْأَمْرِ شَيْءٌ (آل عمران : ۳/ ۱۲۸)

''(اے نبی! تقدیر کے معاملے میں) تیرا کوئی اختیار نہیں۔''

نبی ﷺ نے اپنے رشتہ داروں کو اکٹھا کر کے کہا تھا:

« لاَ أُغْنِي عَنْكُمْ مِنَ اللهِ شَيْئًا » ❷

''میں اللہ کی پکڑ سے تمھیں نہیں بچا سکتا۔''

تم عمل کرنا، کیونکہ :

فَأَمَّا مَنْ ثَقُلَتْ مَوَازِينُهُ ﴿٦﴾ فَهُوَ فِي عِيشَةٍ رَّاضِيَةٍ ﴿٧﴾ (القارعة : ۱۰۱/ ۶، ۷)

''جس کے عمل بھاری ہوں گے، وہ عیش کی زندگی میں ہوگا۔''

کسی انسان کے سہارے بے خوف ہو جانا عقلمندی کی دلیل کہاں، حاجی صاحب کی ایک ایک بات شرک میں ڈوبی ہوئی ہے۔ لکھتے ہیں: ''آسرا دنیا میں ہے از بس تمھاری ذات کا۔''

اور مسلمانوں کا قول کیا ہے:

حَسْبُنَا اللَّهُ وَنِعْمَ الْوَكِيلُ ﴿١٧٣﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۷۳)

''انھوں نے کہا اللہ ہمیں کافی ہے اور وہ اچھا کارساز ہے۔''

فَنِعْمَ الْمَوْلَىٰ وَنِعْمَ النَّصِيرُ ﴿٧٨﴾ (الحج : ۲۲/ ۷۸)

''اچھا دوست اور اچھا مددگار ہے۔''

اور:

وَمَنْ يَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ فَهُوَ حَسْبُهُ (الطلاق : ۶۵/ ۳)

---

❶ مسلم، كتاب الجهاد، باب أحد : ۱۷۹۱

❷ مسلم، كتاب الإيمان، باب في قوله تعالى : ﴿و أنذر عشيرتك الأقربين﴾ : ۲۰۶

''جو اللہ تعالیٰ پر بھروسا کرے اللہ اسے کافی ہے۔''

ایک جگہ اللہ فرماتا ہے:

وَمَا لَكُمْ مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ مِنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ (التوبة: ۹/ ۱۱۶)

''اللہ کے سوا تمھارا کوئی دوست اور مددگار نہیں۔''

ایک جگہ اللہ یوں فرماتا ہے:

وَتَوَكَّلْ عَلَى الْحَيِّ الَّذِيْ لَا يَمُوْتُ (الفرقان: ۲۵/ ۵۸)

''اور توکل اس ذات پر کر جس کو موت نہیں آئے گی۔''

یعنی آسرا صرف اللہ ہی بن سکتا ہے، حاجی صاحب تو التجائیں بھی غیر اللہ سے کرتے ہیں۔ لکھتے ہیں:

''تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا'' اور اللہ فرماتا ہے:

اَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل: ۲۷/ ۶۲)

''کون ہے جو بے چین کی پکار کو سنتا ہے، جب وہ اسے پکارتا ہے اور اسے تکلیف سے نجات دیتا ہے۔''

مسلمان تو ہر نماز میں یہ دعا کرتا ہے:

اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (الفاتحة: ۱/ ۴)

''ہم صرف تجھی سے مدد مانگتے ہیں۔''

اللہ غیر اللہ سے التجا کرنے سے منع کرتا ہے، جیسا کہ فرمایا:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ (یونس: ۱۰/ ۱۰۶)

''اللہ کے علاوہ ان کو نہ پکارو جو نہ تجھے نفع دے سکتے ہیں اور نہ نقصان، اگر تو نے یہ کیا تو ظالموں میں سے ہوگا۔''

اور یہاں التجائیں ہی غیر اللہ سے۔ حالانکہ ابراہیم علیہ السلام فرماتے ہیں:

وَاَعْتَزِلُكُمْ وَمَا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَاَدْعُوْا رَبِّيْ (مریم: ۱۹/ ۴۸)

''میں تم سے اور جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو دور ہوتا ہوں اور اپنے رب کو پکارتا

ہوں۔''

اسی طرح جب زکریا علیہ السلام نے اولاد مانگی تو اپنے رب کے سامنے یوں التجائیں کیں:

قَالَ رَبِّ اِنِّيْ وَهَنَ الْعَظْمُ مِنِّيْ وَاشْتَعَلَ الرَّأْسُ شَيْبًا وَّلَمْ اَكُنْۢ بِدُعَآئِكَ رَبِّ شَقِيًّا ۝ (مریم: ۱۹/ ۴)

''اے میرے رب! میری ہڈیاں کمزور ہوگئیں اور بڑھاپے سے میرا سر سفید ہو گیا اور میں اے رب! ناامید بھی نہیں۔''

سوال و التجا رب ہی سے کرنی چاہیے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں:

(( سَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ فَاِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّسْأَلَ )) ❶

''اللہ سے اس کا فضل مانگو، بے شک اللہ سوال کرنے والے کو پسند کرتا ہے۔''

اسی طرح نبی ﷺ نے اپنے چچا زاد بھائی سے کہا تھا:

(( اِذَا سَأَلْتَ فَاسْئَلِ اللّٰهَ وَ اِذَا اسْتَعَنْتَ فَاسْتَعِنْ بِاللّٰهِ )) ❷

''جب تو سوال کرے تو اللہ سے کر اور مدد مانگے تو اللہ سے مانگ۔''

اسی طرح آپ ﷺ کی زوجہ محترمہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں:

(( سَلُوا اللّٰهَ كُلَّ شَيْءٍ حَتَّى الشَّسْعَ ...... الخ )) ❸

''ہر چیز اللہ سے مانگو یہاں تک کہ تسمہ بھی جب وہ ٹوٹ جائے۔''

کیا اب بھی آپ اس عقیدے کو درست مانیں گے کہ ''تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا۔'' حالانکہ ابن کثیر رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"اَلْإِسْتِعَاذَةُ هِيَ الْإِلْتِجَاءُ اِلَى اللّٰهِ" ❹

''استعاذہ دراصل اللہ سے التجا ہے۔''

اور شیخ الاسلام رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

---

❶ ترمذی، کتاب الدعوات، باب فی انتظار الفرج وغیر ذلك: ۳۵۷۱

❷ ترمذی، کتاب صفة القيامة، باب (حديث حنظلة): ۲۵۱۶

❸ مسند أبی يعلى: ۴/ ۱۳۴، ح: ۴۵۴۲

❹ تيسير العزيز الحميد: ۱/۷۸

" اَوْ قَدْ نَصَّ الْأَئِمَّةُ كَأَحْمَدَ وَ غَيْرِهِ عَلٰى اَنَّهٗ لاَ يَجُوْزُ الْإِسْتِعَاذَةَ بِمَخْلُوْقٍ" ❶

''امام احمد اور دوسرے ائمہ کے نزدیک مخلوق سے التجا کرنا جائز نہیں۔''

مسلمانوں کے لیے حکم ہے:

اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّخُفْيَةً ؕ (الأعراف: ۷/ ۵۵)

''گڑگڑا کر اور آہستہ سے اپنے رب کو پکارو۔''

اور یہ کہنا بھی بڑی جسارت ہے ؎

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا
آپ کا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
اے شاہ نور محمد! وقت ہے امداد کا

جس دن کے بارے اللہ یوں فرماتا ہے:

اَفَمَنْ حَقَّ عَلَيْهِ كَلِمَةُ الْعَذَابِ ؕ اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِى النَّارِ ﴿١٩﴾

(الزمر: ۳۹/ ۱۹)

''کیا پس جس پر اللہ کا عذاب ثابت ہو گیا پس تو (اے نبی!) ان کو جو آگ میں ہیں نکال سکتا ہے؟''

جہاں نبی کچھ نہیں کر سکتے وہاں نور محمد صاحب کیا کر سکتے ہیں؟ اور حاجی صاحب کا نور محمد سے امداد طلب کرنا صریح شرک ہے، کیونکہ بغیر اسباب کے مدد اللہ ہی کی طرف سے آ سکتی ہے:

وَمَا النَّصْرُ اِلَّا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ ؕ (الأنفال: ۸/ ۱۰)

''مدد تو صرف اللہ ہی کی طرف سے ہے۔''

اور استغاثہ صرف اللہ ہی سے کیا جا سکتا ہے کیونکہ استغاثہ:

''هِىَ طَلَبُ الْغَوْثِ هُوَ اِزَالَةُ الشِّدَّةِ كَالْإِسْتِنْصَارِ طَلَبُ النَّصْرِ وَ الْإِسْتِعَانَةُ طَلَبُ الْعَوْنِ......اَلْإِسْتِغَاثَةُ هِىَ الْإِسْتِعَانَةُ ❷

❶ أيضا: ۱۷۸ ❷ تيسير العزيز الحميد: ۱۸۰

''استعانہ اور استغاثہ مدد طلب کرنا اور مشکل حل کروانا ہے، دونوں ہم معنی ہیں۔''
اور مسلمان مدد اللہ سے طلب کرتے ہیں جیسا کہ قرآن میں ہے:
إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (الأنفال: ۸/ ۹)
''جب تم اپنے رب سے مدد مانگ رہے تھے اللہ نے قبول کیا۔''
اب مدد کے معاملے میں پیر کو رب کا شریک کرنا کیا شرک نہیں۔ جب پیر صاحب اور حاجی امداد اللہ صاحب خود غیر اللہ سے فریادیں کر رہے ہیں تو مرید بے چارہ کیا کرے، فرماتے ہیں ؎

یا محمد مصطفیٰ! فریاد ہے
اے حبیب کبریاؐ! فریاد ہے
سخت مشکل میں پھنسا ہوں آج کل
اے میرے مشکل کشا! فریاد ہے

(نالہ امداد غریب: ۲۲)

مولانا قاسم نانوتوی فرماتے ہیں...... ؎

مدد کر اے کرم احمدی کہ تیرے سوا
نہیں ہے قاسم بے کس کا کوئی حامی کار

(قصائد قاسمی: ٦)

حالانکہ ہر نبی نے مدد کے لیے التجا مخلوق کی بجائے رب سے کی ہے جیسا کہ سیدنا یونس علیہ السلام کے بارے میں آتا ہے کہ جب یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں قید کر دیے گئے تو انھوں نے بھی غیر اللہ کی بجائے اللہ سے التجائیں کیں، جیسا کہ قرآن میں ہے:
فَنَادَىٰ فِي الظُّلُمَاتِ أَن لَّا إِلَٰهَ إِلَّا أَنتَ سُبْحَانَكَ

(الأنبياء: ۲۱/ ۸۷)

''یونس (علیہ السلام) نے اندھیروں میں پکارا، یہ کہ تیرے علاوہ کوئی الہ نہیں، تو پاک ہے۔''
مخلوق سے التجا اس لیے نہیں کی جا سکتی کہ وہ تو مجبور انسان ہیں، مختار کل تو اللہ تعالیٰ ہے، جیسا کہ اللہ فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللّٰهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ

(الأعراف: ۷/ ۱۹۴)

''جن کو تم اللہ کے علاوہ پکارتے ہو وہ تمھاری طرح انسان تھے۔''

اس سے بڑی بے وقوفی اور کیا ہو سکتی ہے کہ ایسے انسان سے کچھ مانگا جائے، التجائیں کی جائیں، دنیا میں اسے سہارا بنایا جائے جس کی ملکیت میں کچھ نہیں جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلِ ادْعُوا الَّذِينَ زَعَمْتُمْ مِّنْ دُونِ اللّٰهِ ۚ لَا يَمْلِكُونَ مِثْقَالَ ذَرَّةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَلَا فِي الْأَرْضِ (سبا: ۳۴/ ۲۲)

''اے نبی! ان سے کہہ دیجیے جن کو تم اللہ کے علاوہ سمجھتے ہو ان کو پکارو وہ زمین و آسمان میں ایک ذرے کے بھی مالک نہیں ہیں۔''

فریاد کے لائق اللہ ہی ہے، جیسا کہ قرآن مجید میں آپ ﷺ اور آپ ﷺ کے ساتھیوں کے بارے میں آتا ہے:

إِذْ تَسْتَغِيثُونَ رَبَّكُمْ فَاسْتَجَابَ لَكُمْ (الأنفال: ۸/ ۹)

''(وہ وقت یاد کرو) جب آپ اپنے رب سے طلب کر رہے تھے، سو اس نے تمھاری دعا قبول کی۔''

یعنی ظاہری اسباب نہ ہونے کی وجہ سے مدد اللہ ہی سے طلب کی جاتی ہے، اسی طرح آپ دعا کرتے ہیں:

《 اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا، اَللّٰهُمَّ اَغِثْنَا 》 [1]

''اے اللہ! ہماری مدد فرما، اے اللہ! ہماری مدد کر، اے اللہ! ہماری مدد کر۔''

جنگ بدر کے موقع پر نبی ﷺ یوں دعائیں کرتے ہیں:

《 اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تُهْلِكْ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ مِنْ اَهْلِ الْإِسْلَامِ فَلَا تُعْبَدْ فِي

---

[1] بخاری، کتاب الاستسقاء، باب الاستسقاء فی خطبة الجمعة غير مستقبل القبلة: ۱۰۱۴

الْأَرْضِ اَبَدًا قَالَ فَمَا زَالَ يَسْتَغِيثُ رَبَّهُ عَزَّ وَجَلَّ وَيَدْعُو »❶

''اے اللہ! اگر تو نے مسلمانوں کی اس جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر کبھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔'' راوی کہتے ہیں کہ نبی ﷺ مسلسل اپنے رب سے ایسے ہی دعا مانگتے اور اسے پکارتے رہے۔''

اسی طرح آپ ﷺ نے دجال کے فتنے کا تذکرہ کرتے ہوئے فرمایا:

« اِنَّ مِنْ فِتْنَتِهٖ اَنَّ مَعَهٗ جَنَّةً ونَارًا فَنَارُهٗ جَنَّةٌ وَ جَنَّتُهٗ نَارٌ فَمَنِ ابْتُلِيَ بِنَارِهٖ فَلْيَسْتَغِثْ بِاللّٰهِ وَلْيَقْرَأْ فَوَاتِحَ الْكَهْفِ فَتَكُوْنَ عَلَيْهِ بَرْدًا وَّسَلَامًا كَمَا كَانَتِ النَّارُ عَلَى اِبْرَاهِيْمَ » ❷

''اس کے فتنہ میں سے ہے کہ اس کے ساتھ جنت اور دوزخ ہوگی، اس کی دوزخ دراصل جنت اور جنت دراصل دوزخ ہوگی۔ پس جو کوئی اس کی آگ سے آزمایا جائے وہ اللہ سے مدد مانگے اور سورۂ کہف کی شروع کی آیات تلاوت کرے تو وہ آگ اس پر ٹھنڈی اور سلامتی والی ہو جائے گی جیسے سیدنا ابراہیم علیہ السلام پر ہوئی تھی۔''

ان تمام دلائل سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ دنیا و آخرت میں التجائیں صرف اللہ سے کرنی چاہییں۔

## قبروں سے استفادہ اور دیوبندی:

خلیل احمد سہارنپوری صاحب لکھتے ہیں: ''مشائخ کی روحانیت سے استفادہ اور ان کے سینوں اور قبروں سے باطنی فیوض پہنچنا سو بے شک صحیح ہے۔'' (المہند علی المفند: ص۳۹)

اس عقیدے کو واضح کرنے کے لیے مندرجہ ذیل واقعہ پڑھیے جسے ارواح ثلاثہ کے مصنف ذکر کرتے ہیں:

''مولوی معین الدین صاحب مولانا محمد یعقوب صاحب کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے۔ وہ مولانا کی ایک کرامت (جو بعد وفات واقع ہوئی) بیان

❶ مسند أحمد ۱/۳۰، ح: ۲۰۸

❷ ابن ماجه، أبواب الفتن، باب فتنة الدجال و خروج عيسى ابن مريم و خروج يأجوج ومأجوج: ۴۰۷۷

فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ ہمارے نانوتہ میں جاڑے بخار کی بہت کثرت ہوئی، سو جو شخص مولانا کی قبر سے مٹی لے جا کر باندھ لیتا اسے بھی آرام ہو جاتا۔ بس لوگ اس کثرت سے مٹی لے گئے کہ جب بھی قبر پر مٹی ڈالو تب ہی ختم۔ کئی مرتبہ ڈال چکا، پریشان ہو کر ایک دفعہ مولانا کی قبر پر جا کر کہا (یہ صاحبزادے بہت تیز مزاج تھے) آپ کی تو کرامت ہو گئی اور ہماری مصیبت۔ یاد رکھو! اگر اب کے کوئی اچھا ہوا تو ہم مٹی نہ ڈالیں گے، ایسے ہی پڑے رہو گے، لوگ جوتا پہنے تمھارے اوپر ایسے ہی چلیں گے۔ بس اسی دن سے کسی کو آرام نہ ہوا۔ جیسے شہرت آرام کی ہوئی تھی ویسے ہی یہ شہرت ہو گئی، اب آرام نہیں ہوتا۔ پھر لوگوں نے مٹی لے جانا بند کر دیا۔'' (ارواح ثلاثه : ص۳۳۹)

## عقیدہ علم الغیب اور اہل دیو بند:

''زلزلہ در زلزلہ'' کے دیو بندی مصنف نجم الدین صاحب لکھتے ہیں: ''علمائے دیو بند ہرگز یہ نہیں کہتے کہ اللہ کے علاوہ غیب کی کوئی بات کسی کو معلوم نہیں ہو سکتی۔'' (زلزلہ در زلزلہ: ص۱۰۱)

ایک جگہ نجم الدین صاحب یوں فرماتے ہیں: ''علمائے دیو بند اس بات کے بھی قائل ہیں کہ بعض علوم غیبیہ انبیاء، اولیاء، اصفیاء کو تو چھوڑیے معمولی لوگوں کو بھی معلوم ہو جاتے ہیں۔''

(زلزله در زلزله ص ۹۸)

ایک جگہ یوں کہتے ہیں: ''ہر دور میں ایسے لوگ پیدا ہوتے رہے جنھیں پروردگار عالم نے نوازا اور بہت سی مخفی باتیں بتائیں۔'' (زلزله در زلزله : ص۱۱۴)

''انکشاف'' کے دیو بندی مصنف لکھتے ہیں: ''رہا اولیاء اللہ کو احیاناً عالم برزخ میں دنیا کے احوال کا علم ہو جانا تو ایسے علم کو علم غیب سے تعبیر کرنے والا سخت نادان اور جہالت میں مبتلا ہے۔'' (انکشاف: ص۹۳)

دیوبندی مولوی محمد یاسین صاحب لکھتے ہیں: ''شیخ ہرچہ گوید دیدہ گوید۔'' (تذکرۃ الرشید: ۲/ ۱۲۲) ''شیخ جو بات کہتا ہے دیکھ کر کہتا ہے۔''

دیوبندیوں کے امام حاجی امداد اللہ صاحب لکھتے ہیں: ''لوگ کہتے ہیں کہ علم غیب انبیاء اور اولیاء کو نہیں ہوتا، میں کہتا ہوں کہ اہل حق جس طرف نظر کرتے ہیں دریافت و ادراک و

غیبات کا ان کو علم ہوتا ہے۔'' (شمائم امدادیہ: ص۶۱) مولوی انوار الحسن ہاشمی مبلغ دار العلوم دیو بند فرماتے ہیں: ''بعض کامل الایمان بزرگوں کو جن کی عمر کا بیشتر حصہ تزکیہ نفس اور روحانی تربیت میں گزرتا ہے باطنی اور روحانی حیثیت سے ان کو منجانب اللہ ایسا ملکہ راسخہ حاصل ہو جاتا ہے کہ خواب اور بیداری میں ان پر وہ امور خود بخود منکشف ہو جاتے ہیں جو دوسروں کی نظروں سے پوشیدہ ہیں۔'' (مبشرات دار العلوم ص۱۲) حالانکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ (النمل: ۲۷/ ۶۵)

''اے نبی! کہہ دیجیے کہ زمین اور آسمان میں رہنے والوں میں سے غیب سوائے اللہ کے کوئی نہیں جانتا۔''

فَقُلْ اِنَّمَا الْغَيْبُ لِلّٰهِ (یونس: ۱۰/ ۲۰)

''اے نبی! آپ کہہ دیں کہ غیب اللہ ہی کے لیے ہے۔''

اللہ تعالیٰ اپنے نبی سے یہ بات کہلواتا ہے:

قُلْ لَّآ اَقُوْلُ لَكُمْ عِنْدِيْ خَزَآىِٕنُ اللّٰهِ وَلَآ اَعْلَمُ الْغَيْبَ (الأنعام: ۶/ ۵۰)

''اے نبی! کہہ دیجیے کہ میں یہ نہیں کہتا کہ میرے پاس اللہ کے خزانے ہیں اور نہ میں غیب جاننے والا ہوں۔''

نیز فرمان باری تعالیٰ ہے:

وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ وَمَا مَسَّنِيَ السُّوْٓءُ (الأعراف: ۷/ ۱۸۸)

''اور اگر میں غیب جانتا تو میں بھلائیوں میں سبقت لے جاتا اور مجھے کوئی برائی نہ پہنچتی۔''

نیز فرمان الٰہی ہے:

اِنَّ اللّٰهَ عٰلِمُ غَيْبِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (فاطر: ۳۵/ ۳۸)

''بے شک اللہ ہی زمین و آسمان کا غیب جاننے والا ہے۔''

## اتحاد ثلاثہ:

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسی مقام پر آپ کی خدمت میں یہ بات رکھ دوں کہ اس سلسلہ میں آپ کا مجھ سے قرآن اور حدیث کی دلیلیں طلب کرنا انصاف نہیں ہے۔ کیونکہ یہ شریعت کا معاملہ نہیں، یہ تو دین طریقت کا میدان ہے اور ان دونوں چیزوں میں مشرق ومغرب کا بعد اور زمین وآسمان کی دوری ہے۔ شریعت کی بنیاد جس طرح تین چیزوں پر ہے، قرآن وحدیث و اجماع اور اس کے بعد کہیں قیاس کا نمبر آتا ہے۔ اسی طرح اس دین طریقت کی بھی تین بنیادیں ہیں جن کو اتحاد ثلاثہ کا نام دیا جاتا ہے۔ میری خواہش یہ ہے کہ آپ کے سامنے مختصر ترین الفاظ میں دین طریقت کا لب لباب رکھ دوں، اس سے واقف ہو جانے کے بعد آپ تصوف کے سلسلہ کی ہر مشکل چٹکیوں میں حل کر لیں گے۔

''اتحاد ثلاثہ'' کا پہلا اصول یہ ہے:

## ا۔ حلول:

اس نظریہ کی بنیاد یہ ہے کہ اگر کوئی شخص غیر معمولی ریاضتوں کے ذریعے نفس کی صفائی اور روح کی بالیدگی پیدا کر لے یا کسی کو ورثہ میں یہ چیزیں ملی ہوں تو ذات خداوندی اس کے اندر حلول کر جاتی ہے یعنی لاہوت ناسوت میں اور موجد موجود میں اتر آتا ہے۔ اسی لیے ہندوؤں کے رشی، منی اور بدھ مت کے پیرو جنگلوں اور پہاڑوں میں گوشہ نشین ہو کر سخت ریاضتیں کرتے ہیں۔ یہی نظریہ عیسائیوں کا بھی ہے اور ان کی غیر معمولی ریاضتیں تاریخ کا جزو بن چکی ہیں۔ ان کے ریاضت کرنے والے اپنے بدن کو رسیوں کے ذریعہ ستون سے باندھ کر ایک ہی حالت میں قائم رہنے کی کوشش کرتے تھے۔ یہاں تک کہ دن گزرتے جاتے اور رسی ان کے گوشت کو کاٹ کر اندر اترتی چلی جاتی اور زخم پیدا ہو کر ان میں کیڑے پڑ جاتے لیکن یہ لوگ اپنی یہ ریاضت ختم نہیں کرتے تھے بلکہ اس میں اضافہ کے لیے برابر کوشاں رہتے۔ زخم کے کیڑوں میں سے کوئی کیڑا اگر گر کر الگ ہو جاتا تو وہ اس کو پھر اٹھا کر زخم پر ڈال دیتے اور کہتے: ''کھا! جو تجھ کو تیرے مالک نے دیا ہے۔''

بہت سے ایسے بزرگ جنگلوں میں مارے مارے پھرتے اور گھاس پر گزارا کرتے، کچھ حضرات جانوروں کے بھٹوں میں، کچھ پرانی قبروں میں اور بعض کنوؤں میں اپنا گھر بنا لیتے

تھے۔کوئی سالوں چپ رہتا اورکوئی ہاتھوں اور پیروں میں لوہے کی زنجیریں ڈالے دکھائی دیتا تھا۔

اس آخری امت میں اس نظریہ کی ابتدا عبداللہ بن سبا (یمنی یہودی جو خلافت عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں منافقانہ طور پر اسلام میں داخل ہوا تھا) کے پیروکاروں سے ہوئی۔ان کا عقیدہ یہ تھا کہ اللہ تعالیٰ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات میں اوران کی اولاد میں حلول کر آیا ہے اوراس طرح یہ حضرات اللہ کے ''اوتار'' ہیں۔ پھر حلول کا یہ عقیدہ عبداللہ بن سبا کے ماننے والوں نصیریہ، کیسانیہ،قرامطہ اور باطنیہ سے ہوتا ہوا صوفیاء کے اندر داخل ہو گیا اور یہاں پہنچ کر وہ اصلی برگ و بار لایا۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدائی کا عقیدہ خود سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہو گیا تھا۔ ''قوم زط'' کے ستر آدمی جو عبداللہ بن سبا کے چیلے تھے،سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو اعلانیہ ''اِلٰہ'' پکارتے تھے۔سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے انھیں بہت سمجھایا لیکن جب وہ اپنا یہ عقیدہ بدلنے پر تیار نہ ہوئے تو آپ رضی اللہ عنہ نے ان کو آگ میں جھونک دیے جانے کا حکم دیا لیکن یہ لوگ اپنے ''الوہیت علی'' کے اس عقیدہ میں اس قدر پختہ تھے کہ آگ میں جل کر بھی پکارتے رہے کہ علی یقیناً رب ہیں۔ کیونکہ:

(( لَا يُعَذِّبُ بِالنَّارِ اِلَّا رَبُّ النَّارِ )) ❶

''آگ کا عذاب کوئی نہیں دیتا مگر وہ جو آگ کا رب ہے۔''

اس طرح یہ لوگ اپنے آخری لمحات میں بھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی خدائی کی گواہی دے کر مرے۔

یہی عقیدہ فرقہ سبائیہ ونصیریہ کا بھی ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے اندر اللہ تعالیٰ حلول کر گیا ہے اوراس لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ رب ہیں۔ بنوری صاحب نے اپنے والد صاحب کے عقد نکاح کے سلسلہ میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو عرش پر بٹھا کر اسی عقیدہ کو رونمائی کا موقع دیا ہے اور اسی لیے خواجہ حیدر علی آتش لکھنوی فرما گئے ہیں کہ:

دل مرا بندہ نصیری کے خدا کا ہو گیا

اسی عقیدہ کے زیر اثر یہ کہا جاتا ہے کہ موسیٰ علیہ السلام نے کوہ طور پر جو آواز سنی تھی وہ سیدنا

❶ سنن أبی داود، کتاب الجهاد، باب فی کراهية حرق العدو بالنار : ۲۶۷۳

علی رضی اللہ عنہ کی آواز تھی۔ صوفیاء میں حسین بن منصور حلاج اس عقیدہ کے پہلے علمبردار سمجھے جاتے ہیں۔ ان کا عقیدہ یہی تھا کہ لاہوت ناسوت میں حلول کر جاتا ہے، خاص کر اپنے متعلق تو ان کا صریح دعویٰ تھا کہ مجھ میں اللہ حلول کر گیا ہے اور اسی وجہ سے وہ "انا الحق" کا نعرہ لگاتے تھے۔ "حلول مطلق" کا یہ عقیدہ یعنی اللہ تعالیٰ کی ذات ساری کائنات میں حلول کیے ہوئے ہے، جو پہلے جہمیہ کا عقیدہ تھا، حسین بن منصور حلاج اور ان کے ساتھیوں کے ذریعہ اس امت میں در آیا اور آج یہ دین تصوف کی رگوں کا خون بنا ہوا ہے۔ یاد رہے احمد رضا صاحب نے عقیدہ حلول کے قائل کو کافر کہا ہے۔ (دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر المائدۃ: ۱۷، ۷۷)

جنید بغدادی کے شاگرد اور مرید شبلی نے بھی انھیں ساتھی قرار دیا اور اپنے سے زیادہ عقلمند ٹھہرایا۔ بہرحال کچھ ہو ان میں جرأت ضرور تھی کہ اپنے عقیدہ پر جمے رہے اور سر دے دیا، آج بھی یہی عقیدہ ہے مگر خوف کی وجہ سے تدلی اور تجلی کے نام سے اس کا اظہار کیا جاتا ہے۔ یہ ہے اتحاد ثلاثہ میں سے ایک نظریہ کی کارفرمائی۔ رہا اس اتحاد کا دوسرا جزو تو وہ اس سے بھی زیادہ "عظیم الشان" ہے۔

## ۲۔ وحدۃ الوجود:

"اتحاد ثلاثہ" کا دوسرا جزو جس نے قرآن وحدیث کے بتلائے ہوئے خالق ومخلوق کے فرق کو بدل ڈالا ہے وحدۃ الوجود کا نظریہ ہے۔ اس کا کہنا یہ ہے کہ کائنات کی ہر چیز ایک ذات کے پھیلے ہوئے حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔ کسی ایک چیز میں دوسرے سے غیریت نہیں یعنی خالق ومخلوق میں وحدت ہے اور دونوں ایک ہیں۔ اس نظریہ کے لحاظ سے کافر ومشرک، فاسق و فاجر، مومن ومسلم، شیطان وجن، کتا و بلی، نجاست و غلاظت یہ سب اللہ کے عین وجود ہیں۔ انھیں ذات الٰہی سے الگ نہیں کیا جا سکتا اور نہ ان میں اور ذات الٰہی میں کوئی غیریت ہے اور کائنات میں جو مختلف چیزیں نظر آتی ہیں یہ حس و ادراک کا ظاہری پہلو ہے۔ ابن عربی جو صوفیاء میں شیخ اکبر کے نام سے پکارے جاتے ہیں، اس نظریہ کے موجد سمجھے جاتے ہیں، مگر حقیقت یہ ہے کہ ہندومت سے لیا ہوا یہ نظریہ شروع ہی سے فن تصوف کی جان بنا رہا ہے۔ ہاں! ابن عربی اس امت مسلمہ کے اندر اس کے علمبردار بن کر ضرور اٹھے ہیں۔ فتوحات مکیہ اور فصوص الحکم جیسی مشہور کتابیں لکھ کر اس کو حق ثابت کرنے کی کوشش کی ہے اور اپنی پوری

زندگی اس نظریہ کو پھیلانے میں لگا دی ہے۔ ان کی اس کوشش کا ثمرہ یہ ہے کہ آج ہر صوفی کے یہاں اس بات کی کسی نہ کسی شکل میں نمائش ضرور ہے۔ ابن عربی کہتا ہے:

اَلرَّبُّ حَقٌّ وَ الْعَبْدُ حَقٌّ
يَا لَيْتَ شِعْرِىْ مَنِ الْمُكَلَّفُ

''پروردگار بھی حق ہے اور بندہ بھی حق، کاش! میں معلوم کر سکتا کہ ان میں سے مکلّف کون ہے؟''

اِنْ قُلْتَ عَبْدٌ فَذَاكَ مَيِّتٌ
اَوْ قُلْتَ رَبٌّ اَنّٰى يُكَلَّفُ

(فتوحات مکیہ: جلد ۱، ص ۱)

''اگر تم کہو کہ مکلّف بندہ ہے تو بندہ مردہ اور میت ہے، اگر تمھارا کہنا یہ ہے کہ ''رب'' تو وہ کیسے مکلّف ہو سکتا ہے؟''

اور لکھتا ہے:

فَيَا لَيْتَ شِعْرِىْ مَنْ يَكُوْنُ مُكَلَّفًا
وَ مَا ثَمَّ اِلَّا اللّٰهُ لَيْسَ سِوَاهُ

(رسائل ابن عربی کتاب الجلالۃ: ص ۱۲)

''کاش کہ مجھے معلوم ہوتا کہ مکلّف کون ہے؟ درآں حالیکہ یہاں اللہ کے علاوہ کسی کا وجود ہی نہیں ہے۔''

اپنی کتاب فصوص الحکم کی فص ہارونیہ میں لکھتا ہے:

فَاِنَّ الْعَارِفَ مَنْ يَرَى الْحَقَّ
كُلَّ شَىْءٍ بَلْ يَرَاهُ عَيْنٌ كُلَّ شَىْءٍ

''پس عارف وہ ہے جو ہر چیز میں حق کو دیکھے بلکہ حق تعالیٰ کو ہر چیز کا عین دیکھے۔''

اور فص ہود میں لکھا:

"اِنَّهٗ عَيْنُ الْاَشْيَاءِ"

''بے شک اللہ تعالیٰ اشیاء کا عین ہے۔''

اسی بات کو فتوحات مکیہ میں یوں کہتا ہے:

هُوَ الْحَقُّ عَيْنُ الْخَلْقِ اِنْ كُنْتَ ذَا عَيْنٍ
وَ فِي الْخَلْقِ عَيْنُ الْحَقِّ اِنْ كُنْتَ ذَا عَقْلٍ

''پس حق میں عین الخلق ہے اگر تو چشم بینا رکھتا ہے اور خلق میں عین الحق ہے اگر تو صاحب عقل ہے۔''

اس نظریہ کے لحاظ سے ہر چیز ذات الٰہی کا جزو اور حصہ ہے۔ کوئی چیز دوسری چیز سے غیریت نہیں رکھتی، صرف فرق مراتب کی وجہ سے صورتیں بدل گئی ہیں۔ کوئی انسان نظر آتا ہے، کوئی جانور، کوئی درخت نظر آتا ہے، کوئی پہاڑ، کوئی ولی اور کوئی نبی لیکن ایک فاسق و فاجر بھی دراصل ذات خداوندی کا ایسا ہی حصہ ہے جیسا ایک بزرگ ولی۔ اسی طرح ایک جانور بھی ذات حق کا ایک جزو ہے اور ایک پرندہ بھی۔ اسی لیے اس فن کے کاملین کبھی کسی جانور کے بولنے پر لبیک لبیک کا نعرہ لگاتے ہیں اور کبھی کوے کی آواز پر اور اگر دریافت کیا جائے کہ یہ کیا، یہ تو جانور اور کوے کی آواز ہے تو جواب ملتا ہے کہ مجھے تو ہر آواز، آواز خداوندی معلوم ہوتی ہے، اسی لیے میں لبیک لبیک کا نعرہ لگاتا ہوں۔ (نعوذ باللہ!) ابن عربی کے اس نظریہ نے قرآن و حدیث کی ساری قدروں کو بدل ڈالا ہے، عالم دنیا حادث کے بجائے قدیم بن گیا، اللہ تعالیٰ معطل کر ڈالا گیا، خیر و شر کی تمیز باقی نہ رہی، تکلیف اٹھا لی گئی، جنت و جہنم بے معنی چیزیں بن گئیں۔ آخر وہ کون سا اللہ ہے جو اپنی ذات کو جہنم کے سپرد کر دے گا۔ ابن عربی کا ارشاد ہے کہ جہنم کی آگ ٹھنڈی ہو کر لطف و لذت کا سامان مہیا کرے گی۔ اس نظریہ نے اس قدر زور پکڑا کہ ساری دنیا میں اس کے حامی، اس کے علمبردار پیدا ہو گئے۔ کہیں مولانا جلال الدین رومی نے اس کا نعرہ لگایا اور کہیں خاندان ولی اللہ نے اس کے جھنڈے اٹھائے اور آج اسلام کی جو صورت بنی ہے اس میں سب سے بڑا ہاتھ اس نظریہ کا ہے۔

### ۳۔ وحدۃ الشہود:

''اتحادِ ثلاثہ'' کا تیسرا ٹکڑا ''وحدۃ الشہود'' ہے۔ اس کو ''فنا فی اللہ'' ہونا بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ بندہ اپنی محبت اور ریاضت کو اس قدر فروغ دے کہ حلولیوں کی طرح اللہ تعالیٰ کو عرش سے اتار کر کسی ذات میں داخل کرنے کی بجائے خود عروج کرے اور بلند ہو کر

ذات الٰہی میں داخل ہو جائے اوراس طرح اپنی ذات کو فنا کر کے بقا حاصل کر لے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ نظریہ ابن عربی کے وحدۃ الوجود کے مقابلہ میں شیخ علاء الدولہ سمنانی المتوفی ۷۳۶ھ نے ایجاد کیا ہےاور برصغیر ہندو پاک میں مجدد الف ثانی سرہندی نے اسے اوج کمال تک پہنچایا ہے۔ مگر واقعہ یہ ہے کہ یہ نظریہ شروع ہی سے تصوف کے ہر سلسلہ میں موجود رہا ہے۔ ابو اسماعیل ہروی (وفات ۴۸۱ھ) اس کے مبلغ اعظم اور علی ہجویری کشف المحجوب کے مصنف (وفات ۴۶۵ھ) اور شیخ عبدالقادر جیلانی غنیۃ الطالبین، فتوح الغیب، الفتح الربانی کے مصنف (وفات ۵۶۱ھ) نے اس نظریہ کے جھنڈے اٹھائے ہیں، چاہے اس کو یہ نام نہ دیا ہو۔ ان تینوں نظریوں کی ایجاد کا مقصد یہ تھا کہ خالق ومخلوق، عبدومعبود کا وہ فرق باقی نہ رہے جو ذوق خدائی کی راہ میں سب سے بڑی رکاوٹ ہے اور جس کو قرآن وحدیث نے ہر جگہ، ہر مرحلہ پر، ہر وقت، ہر آن بیان کیا ہے اور انجام کار ایسی ذاتیں وجود میں آئیں جو خالق ومخلوق، عبد و معبود دونوں کی صفات کی حامل ہوں۔ کبھی خالق بنیں کبھی مخلوق، کبھی عبد کبھی معبود اور زمانہ گواہ ہے کہ اس معاملہ میں ان حضرات کو پوری کی پوری کامیابی حاصل ہوئی اور عبدومعبود دونوں کی صفات سے مرکب ایسی بے شمار مخلوط ذاتیں وجود میں آئیں جو کبھی مشکل کشا بنائی گئیں اور کبھی داتا و دستگیر کہلائیں۔

''اتحاد ثلاثہ'' کے ان تینوں اجزاء پر نگاہ ڈالی جائے تو پہلی بات یہ سامنے آئے گی کہ یہ تینوں کے تینوں قرآن وحدیث کے یکسر خلاف ہیں لیکن ان تینوں نظریات میں صرف وحدت الوجود کے نظریہ میں یکسانی وہمرنگی پائی جاتی ہے۔ کیونکہ اس کے مطابق ہر چیز ذات الٰہی کا ایک ٹکڑا ہے اوراس لیے ہم جنس۔ اور اگر اتحاد ہوتا ہے تو ہم جنس میں اتحاد ہوتا ہے۔ باقی دو نظریے حلول اور وحدت الشہود، تو وہ بالکل غیر معقول ہیں کیونکہ ان میں غیر جنسوں میں اتحاد کا دعویٰ کیا جاتا ہے۔ حلول ذات الٰہی کو ذات انسانی میں داخل کرتا ہے مگر عرش سے اتار کر اور وحدت الشہود ذات انسانی کو ذات الٰہی میں سموتا ہے اوپر اٹھا کر۔ لیکن اتنی بات تو بہر حال کہنی پڑے گی کہ ضرورت ایجاد کی ماں ہے اور یہ بھی کہ ''یہ دھوپ چھاؤں حسب ضرورت بھی خوب ہے'' مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اس دین کے علمبرداروں کی اپنی کتابوں سے نمونہ کے طور پر چند

اورحدیث کے مقابلے کے لیے ان حضرات نے اس قدر مواد جمع کر رکھا ہے کہ اس کے لیے ہزاروں صفحات بھی کم ہیں۔

## تصوف کی کتابوں کے نام:

اگر آپ تصوف کے بارے میں مکمل تحقیق اور آگاہی چاہتے ہیں تو ان کتابوں کا مطالعہ فرمائیں، حقیقت واضح ہو جائے گی:

| | |
|---|---|
| ① انیس الارواح۔ | ② دلیل العارفین۔ |
| ③ کشف المحجوب۔ | ④ تذکرۃ الاولیاء۔ |
| ⑤ فوائد فریدیہ۔ | ⑥ ملفوظات احمد رضا۔ |
| ⑦ اسرار الاولیاء۔ | ⑧ فوائد الفواد۔ |
| ⑨ امداد المشتاق۔ | ⑩ فوائد السالکین۔ |
| ⑪ مشائخ نقشبندی۔ | ⑫ اخبار الاخیار۔ |
| ⑬ تذکرۂ اولیاء پاک و ہند | ⑭ تذکرہ غوثیہ۔ |
| ⑮ کلام المرغوب۔ | ⑯ راحت القلوب۔ |
| ⑰ انفاس العارفین۔ | ⑱ رسائل ابن عربی۔ |
| ⑲ فیوض یزدانی۔ | ⑳ فتوحات مکیہ۔ |
| ㉑ مشکوٰۃ الانوار۔ | ㉒ رسالہ قشیریہ |

یاد رہے کہ مندرجہ بالا باب میں یہ چند جھلکیاں بطور نمونہ پیش کی گئی ہیں، ظاہر ہے صحیح العقیدہ سنی مسلمانوں کے نزدیک ان کی حیثیت خرافات سے بڑھ کر نہیں۔ مذکورہ اولیائے کرام اگر واقعی بزرگ تھے تو پھر ان سے منسوب یہ باتیں صحیح نہیں اور اگر یہ باتیں صحیح ہیں تو پھر ان کی بزرگی مشتبہ ہے۔

جو لوگ ان باتوں کو کرامات سمجھتے ہیں اور ان کرامات سمیت مسلمانوں کو ان کی بزرگی منوانے پر مصر ہیں حقیقت میں یہی لوگ ان کی بدنامی کا باعث ہیں۔ حوالہ جات مذکورہ کی وجہ سے اگر کوئی شخص بزرگوں کی شان میں گستاخی کر بیٹھے تو بہت حد تک اس کی ذمہ داری انھی اندھے مریدوں پر عائد ہوتی ہے۔

فصل : ۹

# توحید فی العادت اور شرک فی العادت

توحید فی العادت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عادتوں میں اللہ تعالیٰ کو اکیلا اور لاشریک سمجھنا اور شرک فی العادت کا مطلب یہ ہے کہ اپنی عادات میں توحید کو مدنظر نہ رکھنا۔ اس میں مندرجہ ذیل امور قابل ذکر ہیں :

## ۱ شرکیہ نام رکھنا :

شرکیہ نام رکھنا مثلاً پیر بخش، میانداد، تحفۂ دستگیر وغیرہ۔ یہ نام بدل کر اللہ بخش، اللہ داد، تحفہ رحمٰن، عبدالرحمٰن، عبدالوہاب، عبداللہ جیسے توحید والے نام رکھنے چاہییں، جیسا کہ احادیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے کئی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نام تبدیل کیے۔

## ۲ غیر اللہ کی قسم کھانا :

اللہ کے سوا کسی اور کی قسم کھانا شرک ہے۔ جیسا کہ صحیح احادیث میں تفصیل کے ساتھ مذکور ہے کہ اول تو مسلمان قسم ہی نہ اٹھائے لیکن اگر مجبور ہو جائے تو صرف اللہ کی قسم اٹھائے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ غیر اللہ کی قسم کھانا شرک ہے۔

## ۳ غیب کی باتیں پوچھنا :

نجومیوں وغیرہ سے غیب کی باتیں معلوم کرنے جانا اور ان پر یقین بھی رکھنا شرک ہے، جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ''جو شخص خبریں دینے والے کے پاس جائے، اس سے کوئی بات پوچھے تو اس کی چالیس دن کی نماز قبول نہیں ہوتی۔'' [1]

اس وقت میرے سامنے اخبار جنگ لاہور مؤرخہ ۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء ہے۔ جس کے صفحہ ۸ پر روحانیات کے ماہر اور دست شناس ایک بارلیش نجومی محمد یٰسین وٹو کی پیشین گوئیاں بیان کی گئی

[1] مسلم، كتاب السلام، باب تحريم الكهانة و إتيان الكهان : ۲۲۳۰

ہیں۔جن کا عنوان ہے مستقبل میں کیا ہونے والا ہے؟اس مضمون میں نجومی مذکور نے مندرجہ ذیل پشین گوئیاں کی ہیں:

(۱) صدر کلنٹن کسی بڑے حادثے سے دوچار ہو جائیں گے۔

(۲) بھارتی وزیراعظم واجپائی اقتدار سے محروم ہو جائیں گے۔

(۳) پاکستان میں وافر مقدار میں معدنیات دریافت ہوں گئیں، جس سے ملک خوشحال ہو جائے گا۔

(۴) نواز شریف اپنا موجودہ دور حکومت مکمل کریں گے۔

(۵) مارشل لاء کا دور دور تک امکان نہیں۔

اب مارچ ۲۰۰۴ء ہے یعنی ان پشین گوئیوں کو ۵ سال مکمل ہو چکے ہیں۔آپ خود اندازہ لگائیں کہ یہ باتیں سو فیصد جھوٹ ثابت ہو چکی ہیں۔

۱ کلنٹن اب تک کسی حادثے سے دوچار نہیں ہوا۔

۲ نہ واجپائی وزیراعظم بھارت اب تک اقتدار سے محروم ہوا ہے۔

۳ نہ معدنیات مذکور اب تک دریافت ہوئیں ہیں اور نہ ہی پاکستان خوشحال ہوا ہے۔

۴، ۵ جنرل مشرف نے اکتوبر ۱۹۹۹ء میں حکومت پاکستان پر قبضہ کر لیا، نواز شریف اور اس کی حکومت برطرف کر دی گئی۔اب تک نواز شریف جدہ میں ہیں اور وہاں جلاوطنی کی زندگی گزار رہے ہیں۔سچ فرمایا خالق کائنات نے:

قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ ۭ وَمَا يَشْعُرُوْنَ اَيَّانَ يُبْعَثُوْنَ ۝ (النمل: ۲۷/ ۶۵)

”کہہ دیجیے! اللہ کے سوا آسمان اور زمین میں کوئی بھی غیب کی باتیں نہیں جانتا، انھیں اس کی بھی خبر نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔“

میں نوائے وقت کا باقاعدہ قاری ہوں، پچھلے کئی سالوں سے نوائے وقت لاہور میں چھپنے والی نجومیوں کی پیش گوئیاں جمع کر رہا ہوں، ان کی تفصیل کچھ یوں ہے۔

**یٰسین وٹو کی پیش گوئیاں:**

◇ نوائے وقت لاہور کا سنڈے میگزین صفحہ ۱۵ مورخہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۸ء:۔ (ا) نواز شریف

بطور وزیراعظم پانچ سال پورے کریں گے، البتہ شہباز شریف نواز شریف سے آگے نکلتے نظر آرہے ہیں۔ (۲) مسئلہ کشمیر نواز دور ہی میں حل ہو گا اور اس ضمن میں عمل میں آنے والا فیصلہ پاکستان کے حق میں بہتر ہو گا۔ (۳) ۲۰۰۱ء سے ۲۰۰۳ء کے درمیان جماعت اسلامی نواز شریف کی سپورٹ کرے گی اور خارجہ سطح پر ایک اسلامی بلاک وجود میں آئے گا جس میں پاکستان کے علاوہ سعودی عرب، ایران، عراق اور سوڈان وغیرہ شامل ہوں گے۔ (۴) سرحد اسمبلی میں تبدیلی کا کوئی امکان نہیں۔

❁ آپ نوٹ فرمائیں کہ مندرجہ بالا سب پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ اکتوبر ۱۹۹۹ء میں نواز شریف کی حکومت ختم کردی گئی اور وہ اب جدہ میں ہیں۔

۲ روزنامہ جنگ لاہور ۱۷ اپریل ۱۹۹۹ء صفحہ ۸:۔ (۱) رواں سال میں امریکہ کے صدر بل کلنٹن کسی حادثے سے دوچار ہوں گے۔ (۲) واجپائی وزیراعظم بھارت اس سال اقتدار سے محروم ہو جائیں گے اور بھارت میں شدید انتشار پھیلے گا۔ (۳) اس سال سرزمین پاکستان سے نایاب معدنیات نکلیں گی۔ (۴) اس سال کے اختتام تک نواز حکومت کئی کامیابیاں حاصل کرے گی۔ (۵) نواز شریف کی حکومت اپنی میعاد پوری کرے گی۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۹۹ء کے بعد اپوزیشن مزید کمزور ہو گی۔ (۶) ملک میں مارشل لاء کا دور دور تک کوئی امکان نہیں۔ (۷) عمران خان اور جمائما میں کبھی علیحدگی نہیں ہو گی۔ (۸) شریعت بل اسی سال منظور ہو جائے گا۔

❁ آپ نے غور فرمایا کہ وٹو صاحب کی مندرجہ بالا سب پیش گوئیاں ۱۰۰ فیصد غلط ثابت ہوئیں۔

۳ نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۲۹ اپریل ۲۰۰۴ء:۔ (۱) مستقبل قریب میں ملک میں غیر معمولی تبدیلیاں رونما ہوں گی۔ (۲) پیٹریاٹس کی وساطت سے پیپلز پارٹی کا جنرل مشرف کے ساتھ سمجھوتا ہوتا نظر آرہا ہے۔ (۳) آئندہ سال ملک میں عام انتخابات ہوں گے جن میں پیپلز پارٹی کو واضح اکثریت حاصل ہو گی۔ (۴) جنرل پرویز مشرف ۳۱ دسمبر ۲۰۰۴ء سے پہلے بہرصورت وردی اتار دیں گے اور صدر پاکستان کی حیثیت سے کام کرتے رہیں گے۔

❁ وٹو صاحب کی مندرجہ بالا سب پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔ اس وقت نوائے وقت

لاہور مؤرخہ ۱۷مارچ ۲۰۰۵ء میرے سامنے ہے، جس کے صفحہ۱۲ پر بے نظیر کا بیان ہے کہ حکومت پیٹریاٹس کو وزارتوں سے ہٹا دے تو مفاہمت میں پیش رفت ہو سکتی ہے۔ حالانکہ وٹو صاحب اس کے الٹ فرما رہے ہیں۔

۴ نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء:۔ (۱) جمالی حکومت کو بیرونی اور اندرونی نامساعد حالات کے باوجود سال رواں میں کوئی خطرہ نہیں، تاہم آئندہ سال ۲۰۰۵ء غیر معمولی تبدیلیوں کا سال ہے اور اسی سال جنرل الیکشن بھی ہوں گے جس میں پیپلز پارٹی واضح اکثریت حاصل کرے گی۔ (۲) واجپائی کی پارٹی کی طرح امریکہ کے صدر بھی الیکشن ہار جائیں گے۔

❁ وٹو صاحب کا کہنا سب غلط ثابت ہوا۔

۵ نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۵ نومبر ۲۰۰۴ء:۔ (۱) نومبر ۲۰۰۵ء تک اتحادی فوجیں عراق سے نکل جائیں گی۔ (۲) صدر پرویز مشرف سال رواں میں ۳۱ دسمبر سے پہلے وردی اتار دیں گے۔

❁ وٹو صاحب کی سب پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں۔

۶ نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء:۔ (۱) آئندہ امریکی صدارتی انتخابات میں صدر جارج ڈبلیو بش جیت جائیں گے۔ (۲) صدر مشرف کالا باغ ڈیم کی تعمیر کا آغاز کر دیں گے۔ (۳) حکمرانوں کو سال رواں کی اس آخری سہ ماہی میں مشکلات اور پیچیدگیاں درپیش ہوں گی۔

❁ سب پیش گوئیاں غلط ثابت ہوئیں، پہلے لیٹین وٹو صاحب نے مندرجہ بالا تحریر میں ۱۴ مئی ۲۰۰۴ء کی پیش گوئی میں کہا کہ واجپائی کی پارٹی کی طرح امریکہ کے صدر بھی الیکشن ہار جائیں گے اور پھر ۱۵ اکتوبر ۲۰۰۴ء کی پیش گوئی میں فرمایا کہ آئندہ امریکی صدارتی انتخابات میں صدر جارج ڈبلیو بش جیت جائیں گے۔ ان کی ان دو متضاد پیش گوئیوں سے مجھے ایک لطیفہ یاد آ گیا، ایک جاہل میراثی کا جاہل پیر تھا، جاہل میراثی نے جاہل پیر سے عرض کی کہ میری بھینس حاملہ ہے، بتائیں وہ کٹی دے گی یا کٹا؟ جاہل پیر نے جواب دیا اول تو کٹی دے گی، نہیں تو کٹا وٹ پر پڑا ہوا ہے۔ یہی بات لیٹین وٹو صاحب نے کہی

کہ صدر بش یا تو الیکشن ہار جائے گا یا پھر جیت جائے گا۔

⑦ نوائے وقت لاہور سنڈے میگزین صفحہ ۱۹ مؤرخہ ۱۲ اپریل ۱۹۹۸ء میں خالد پرویز ملک صاحب ایڈووکیٹ کا مضمون شائع ہوا کہ ۲۰۰۰ء تک تیسری عالمی جنگ متوقع ہے۔ ۲۰۰۰ء کرۂ ارض کا آخری سال ہو گا، سب موت کی نیند سو جائیں گے، ۲۰۰۰ء میں دنیا ختم ہو جائے گی۔

❁ یہ سب غلط ثابت ہوا۔

⑧ جنگ لاہور مؤرخہ ۲۲ فروری ۲۰۰۰ء میں ہمایوں افضل کی چار پیش گوئیاں ہیں:۔(۱) سیارگان کی چال کے مطابق مسلم لیگ (ن) اور پیپلز پارٹی میں اتحاد نہ ہو سکے گا۔(۲) الطاف حسین کو ذہنی تفکرات کی وجہ سے اگست ۲۰۰۰ء تک ہارٹ اٹیک ہونے کا خطرہ ہے۔(۳) مسلم لیگ (ن) جون ۲۰۰۰ء تک کئی دھڑوں میں تقسیم ہو جائے گی۔(۴) بے نظیر بھٹو جون ۲۰۰۰ء کے بعد سے اپنے آپ کو احتساب کے لیے پیش کر دیں گی۔

❁ یہ چاروں پیش گوئیاں غلط ثابت ہو چکی ہیں۔

⑨ اور پھر نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۳۰ جون ۲۰۰۴ میں ان کی تین پیش گوئیاں ہیں:۔ (۱) ۲۹ جون ۲۰۰۴ء کے پاکستانی زائچہ کے مطابق موجودہ اسمبلیاں ستمبر اکتوبر تک چل سکیں گی۔ (۲) موجودہ سسٹم میں شوکت عزیز کا وزیراعظم بننے کا امکان نہیں۔(۳) پیش گوئی کے مطابق ستمبر تا نومبر ۲۰۰۴ء کے درمیانی عرصہ میں نئے سسٹم کے تحت حکومت سازی ہو گی۔

❁ یہ سب کی سب غلط ثابت ہوئیں۔

⑩ اسی طرح نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۲۷ فروری ۲۰۰۴ء میں مشہور نجومی ڈاکٹر محمد اسحاق کی ۹ پیش گوئیاں تھیں: (۱) ڈاکٹر عبد القدیر خان ۱۹ مئی کے بعد اپنے زوال سے نکل جائیں گے اور آئندہ پاکستان کے صدر ہوں گے۔(۲) اگست تک کا عرصہ حکمرانوں کے لیے اچھا نہیں۔(۳) کسی سرکردہ لیڈر کی اچانک موت ہوگی، جس سے ملک میں سیاسی ماحول پیچیدہ اور افراتفری ہوگی۔ (۴) ۱۵ مارچ کے بعد تبدیلیوں کا دور ہو گا۔(۵) میاں شہباز شریف پندرہ مارچ کے بعد کسی بھی وقت پاکستان میں ہوں گے، ان کو ستمبر سے قبل بہت بڑی ذمہ داری سونپی جائے گی۔(۶) محترمہ بے نظیر بھٹو اپریل میں ایک بڑے ملکی سانحہ کے بعد واپس آجائیں گی۔(۷) امریکی صدر جارج بش الیکشن ہار جائیں گے۔ (۸) ہندوستان میں

بھارتیہ جنتا پارٹی دوبارہ الیکشن جیت جائے گی۔(۹) سونیا گاندھی پر قاتلانہ حملہ ہوگا۔

❁ یہ سب کی سب غلط ثابت ہوئیں۔

⑪ اسی طرح ثناء خاں نجومی کی نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۱۱ جولائی ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ ۵ پیش گوئیاں غلط اور لغو ثابت ہوئیں: (۱) اگلے تین مہینے اہم ہیں۔(۲) مرکز اور صوبوں میں سیاسی رد و بدل ہوگا۔(۳) شوکت عزیز جمالی کی طرح نہیں جائیں گے۔ (۴) شوکت عزیز اور جنرل مشرف کی کبھی ہم آہنگی ممکن نہیں۔(۵) یقیناً ملک میں ڈرامائی تبدیلی آئے گی، خاص طور پر دسمبر کا مہینا بہت بھاری ہے۔

⑫ زمرد حسین نقوی کی نوائے وقت لاہور میں یکم اکتوبر ۲۰۰۴ء کی پانچ پیش گوئیاں: (۱) صدر پرویز مشرف کے حوالے سے اکتوبر ۲۰۰۴ء انتہائی حساس اور نازک ہے۔خاص طور پر اکتوبر کا دوسرا اور تیسرا ہفتہ۔(۲) وزیراعظم شوکت عزیز کے معاملہ میں اکتوبر نومبر ۲۰۰۴ء اور فروری ۲۰۰۵ء کے آخری تین ہفتے اہم ہیں۔(۳) موجودہ اسمبلیاں کب اپ سیٹ ہوتی ہیں، اثرات کا آغاز ۱۲ نومبر ۲۰۰۴ء سے سترہ اٹھارہ دسمبر ۲۰۰۴ تک کے درمیانی عرصہ میں ہوگا۔ (۴) بے نظیر اور آصف زرداری کے مستقبل کے ضمن میں اکتوبر نومبر ۲۰۰۴ء فیصلہ کن مہینے ہیں۔(۵) نواز شریف اور شہباز شریف اپنے نحس وقت کا بیشتر حصہ گزار چکے ہیں۔پاکستان واپسی کے حوالے سے ۱۲ نومبر ۲۰۰۴ء سے ۱۴ دسمبر ۲۰۰۴ء تک کا عرصہ انتہائی اہم ہے۔

❁ یہ سب پیش گوئیاں غلط ثابت ہو چکی ہیں۔

⑬ اور ۲ نومبر ۲۰۰۴ء کی یہ پیش گوئی کہ ۲ نومبر کے امریکی الیکشن متنازع رہیں گے، غلط ثابت ہوئی۔

⑭ اسی طرح بھارتی نجومی کچھمن کی نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۳۰ اکتوبر ۲۰۰۴ء میں شائع شدہ یہ پیش گوئی کہ بش کے ستارے گردش میں ہیں، کیری انتخاب جیت لیں گے، غلط ثابت ہوئی۔علم نجوم کے متعلق ہم دو احادیث اس کتاب کے صفحہ ۳۲۷ اور ۳۲۸ پر بیان کر چکے ہیں اور مختلف نجومیوں کی پیش گوئیوں کی صداقت کے متعلق آپ اس باب میں پڑھ چکے ہیں، لیکن تفسیر مراد آبادی میں لکھا ہے: ''علم نجوم حق ہے۔'' (الصافات: ۸۹، ف ۸۷)

## ۴ اللہ پر ایمان اور ستاروں پر ایمان:

ستاروں کے بارے میں یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ انسان کی قسمت پر اثر انداز ہوتے ہیں،

سراسر غلط ہے۔ قرآن مجید میں ہے کہ ستاروں سے لوگ رات کو راستہ معلوم کرتے ہیں، ستاروں سے اللہ تعالیٰ نے دنیا کے آسمان کو مزین فرمایا ہے اور یہ شیطانوں کے لیے مار ہیں۔ ان تین چیزوں کے علاوہ ستاروں کے متعلق کوئی چیز قرآن اور صحیح حدیث سے ثابت نہیں ہے اور اس سلسلہ میں صحیح حدیث بیان کی جاتی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حدیبیہ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو صبح کی نماز پڑھائی اور رات کو بارش ہو چکی تھی۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو آپ ﷺ نے لوگوں کی طرف چہرۂ مبارک کیا اور فرمایا: ''تم جانتے ہو تمھارا رب کیا فرماتا ہے؟'' انھوں نے عرض کیا: ''اللہ اور اس کا رسول (ﷺ) خوب جانتے ہیں۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ فرماتا ہے صبح کو کچھ بندے میرے مومن ہوئے، کچھ کافر۔ جس نے کہا کہ اللہ کے فضل سے اور اس کی رحمت سے بارش ہوئی وہ تو میرا مومن ہے اور ستاروں کا منکر اور جس نے کہا فلاں ستارے کے فلاں جگہ آنے سے بارش ہوئی، وہ میرا منکر اور ستاروں کا مومن۔''❶

## ⑤ ریا کاری:

مسلمان کو ہر کام صرف اللہ کی رضا کے لیے کرنا چاہیے۔ اگر وہ کوئی کام کرتا ہے اور اس میں دکھلاوا یعنی ریا کاری کرتا ہے تو وہ شرک ہے۔ (الماعون: ٦) اسی طرح صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت کو سب سے پہلے جن کا فیصلہ ہوگا وہ ریا کار مجاہد، ریا کار عالم اور ریا کار سخی ہوں گے، جن کو ریا کاری کی وجہ سے اوندھے منہ گھسیٹتے ہوئے فرشتے جہنم میں ڈال دیں گے۔''❷

## ⑦ جاندار کی تصویر بنانا:

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: '' تصویریں بنانے والے کو قیامت کے دن اللہ تعالیٰ فرمائے گا کہ جو تصویر تو نے بنائی اس میں جان ڈال۔''❸

اسی طرح زمانے کو برا کہنے سے بھی سختی سے منع کیا گیا ہے۔

---

❶ بخاری، کتاب الأذان، باب یستقبل الإمام الناس إذا سلم : ۸۴۱

❷ صحیح مسلم، کتاب الامارة، باب من قاتل للریاء والسمعة استحق النار : ۱۹۰۵

❸ بخاری، کتاب اللباس، باب عذاب المصورین یوم القیامة : ۵۹۵۱۔ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم تصویر صورة الحیوان...... الخ : ۲۱۰۸

# ثبوت حاضر ہے



ف : اس اثر سے کتنی باتیں معلوم ہوئیں ایک یہ کہ پہلے قعدہ میں بھی بعد تشہد کے دعا مانگنا درست ہے دوسرے یہ کہ کوئی دعا خاص نہیں جو دل چاہے پروردگار سے مانگے تیسرے یہ کہ تین سلام کرے ایک سلام داہنی طرف والوں کو دوسرے امام کو تیسرے بائیں طرف والوں کو اور جو بائیں طرف کوئی نہ ہو تو دو ہی سلام کرے۔ واللہ اعلم

(٥٦) عَنْ عَائِشَةَ زَوْجِ النَّبِيِّ ﷺ أَنَّهَا كَانَتْ تَقُوْلُ إِذَا تَشَهَّدَتْ اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

حضرت بی بی عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ کہتیں تشہد میں اَلتَّحِيَّاتُ الطَّيِّبَاتُ الصَّلَوَاتُ الزَّاكِيَاتُ لِلّٰهِ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُاللّٰهِ وَرَسُوْلُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ.

ف : امام مالکؒ نے تشہد حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا جو اوپر گزرا اختیار کیا ہے اور شافعیؒ نے تشہد عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کا جو مسلم نے اور اصحاب سنن نے روایت کیا اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ الْمُبَارَكَاتُ الصَّلَوَاتُ لِلّٰهِ الطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ اختیار کیا ہے اور اہلحدیث اور امام احمدؒ اور امام اعظمؒ اور اکثر علماء نے تشہد ابن مسعودؓ کا اختیار کیا ہے جس کو روایت کیا ائمہ ستہ نے اس لفظ سے اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ. حافظ نے کہا کہ اہل حدیث نے اتفاق کیا اس امر پر کہ کوئی تشہد عبداللہ بن مسعودؓ کے تشہد سے زیادہ صحیح نہیں ہے اور راویوں نے اختلاف نہیں کیا اس کے الفاظ میں اور اتفاق کیا اس پر ائمہ ستہ نے لفظاً و معنیً۔

ف : عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے تشہد میں اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وارد ہے اور بخاریؒ نے روایت کیا ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ہم یوں کہتے تھے نماز میں اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم کہنے لگے السلام علی النبی اور روایت کیا ابو عوانہ اور سراج اور جوزقی اور ابو نعیم اصبہانی اور بیہقی نے طرق متعددہ سے اور سب میں یہ ہے کہ جب آپ کی وفات ہوئی تو ہم السلام علی النبی کہنے لگے اور ایسا ہی روایت کیا اس کو ابوبکر بن ابی شیبہ نے ابو نعیم سے زرقانی نے کہا کہ یہ روایت ابن مسعودؓ سے بلاشک صحیح ہے اور میں نے اس کا ایک متابع قوی پایا ہے۔ ابن عبدالرزاق نے روایت کیا أَخْبَرَنَا ابْنُ جُرَيْجٍ أَخْبَرَنِيْ عَطَاءٌ أَنَّ الصَّحَابَةَ كَانُوْا يَقُوْلُوْنَ وَالنَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ فَلَمَّا مَاتَ قَالُوْا اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ یعنی کہا عطا نے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کہتے تھے جب آنحضرت ﷺ زندہ تھے اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ پھر جب آپ کی وفات ہوئی تو کہنے لگے اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ اور یہ اسناد صحیح ہے اور سعید بن منصور نے روایت کیا کہ عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے بحث کی ابن مسعود رضی اللہ عنہ سے کہ ہم اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ جب کہتے تھے کہ آنحضرت ﷺ زندہ تھے تو ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ہم کو آنحضرت ﷺ نے اسی طرح سکھایا اور ہم ایسا ہی جانتے ہیں لیکن یہ روایت ضعیف ہے۔ کیونکہ ابو عبید نے ابن مسعود رضی اللہ عنہ

جب رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے تو صحابہ کرام نے اپنی نماز میں السلام علیک ایھا النبی کہنا چھوڑ دیا اور السلام علی النبی کہنے لگے۔ کیونکہ ان کا عقیدہ وسوچ یہ تھی کہ نبی ﷺ تو فوت ہو گئے نماز میں مخاطب کا انداز السلام علیک کہنا درست نہیں لیکن آج کل بعض حضرات رسول اللہ ﷺ کو ہر وقت ہر جگہ (بلند آواز سے بھی) پکارتے نظر آتے ہیں بلکہ یوں کہیں کہ بیدار ہونے سے لے کر سوتے وقت تک آپ کو پکارتے ہیں۔ حقیقت میں انھوں نے صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ دیا ان کا یہ عمل سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ دیکھیے قرآن النساء ۴/۱۱۵ جس میں رب کائنات نے فرمایا: جو صحابہ کے طریقہ کو چھوڑ دے گا ہم اس کو جہنم رسید کریں گے۔'' اس مسئلہ پر حدیث کی مشہور کتاب موطا امام مالک کی گواہی کا فوٹو عکس ملاحظہ ہو:

# اہل سنت والجماعت کون......؟



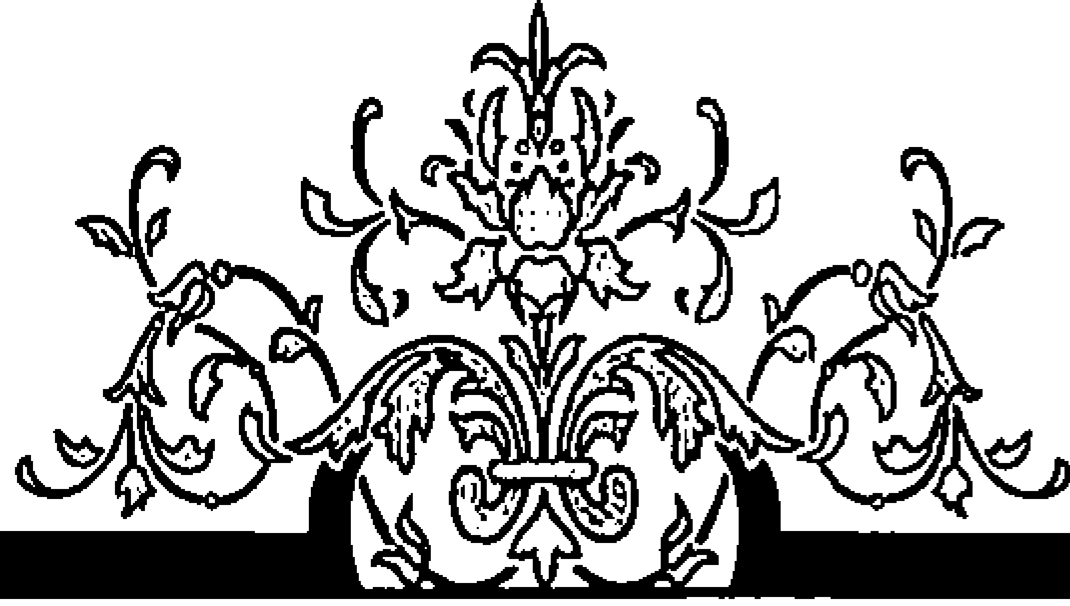



فصل اول.........ایمان و کفر

فصل دوم .........سنت و بدعت

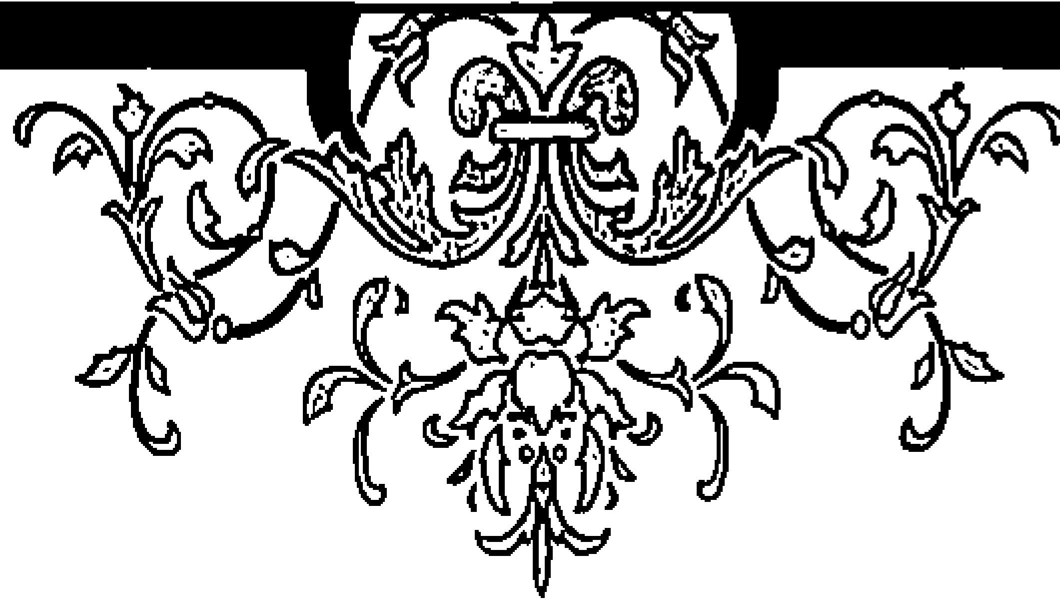
فصل سوم .........حقیقی اہل سنت والجماعت





رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے امیر کی بات سننا اور ماننا، اگرچہ وہ حبشی غلام ہی ہو، میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ سخت اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا، اسے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا اور نئے نئے کاموں سے بچنا۔"

(ابوداود، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ۴۶۰۷۔ ترمذی، کتاب العلم، باب (ما جاء فی) الاخذ، بالسنة و اجتناب البدعة، ۲۶۷۶)



فصل : ۱

# ایمان و کفر

## ایمان کی تعریف:

اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی تمام باتوں پر ایمان لانا، ان کو دل و جان سے صحیح ماننا اور قبول کرنا اور ان کے پسندیدہ کاموں پر عمل کرنا اور ناپسندیدہ کاموں سے بچنا ایمان کہلاتا ہے اور ایسے شخص کو مومن کہتے ہیں۔

## کفر کی تعریف:

اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی تمام باتوں سے انکار کرنا یا ان میں سے کسی ایک یا زیادہ فرمان کو قبول نہ کرنا اور اس پر ایمان نہ لانا کفر ہے اور ایسے شخص کو کافر کہتے ہیں۔

## کفریہ امور:

① اسلام کے منافی چیزوں میں پہلی چیز شرک کرنا ہے۔ (النساء : ۴۸) مردوں اور غائب زندوں سے دعائیں مانگنا، ان کی دہائی دینا، مردوں کے لیے نذریں ماننا اور قربانی وغیرہ پیش کرنا اس شرک میں داخل ہے۔

② جس نے اپنے اور اللہ تعالیٰ کے درمیان کچھ واسطے بنا لیے، ان سے دعائیں مانگیں، ان سے شفاعت طلب کی اور انھی پر بھروسا کیا تو بالاجماع کافر ہو گیا (جیسا کہ آج کل لوگ قبروں پر جا کر کہتے ہیں)۔ (یونس : ۱۸۔ الزمر : ۳)

③ جس نے مشرکوں کو کافر نہیں سمجھا، یا ان کے کافر ہونے میں شک کیا، یا ان کے مذہب کو صحیح سمجھا۔

④ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کا طریقۂ زندگی زیادہ مکمل اور جامع ہے یا یہ عقیدہ رکھے کہ رسول اللہ ﷺ کے طریقۂ حکمرانی سے بہتر کوئی اور طریقۂ

حکمرانی ہے تو وہ کافر ہے۔

⑤ جس نے رسول اللہ ﷺ کی لائی ہوئی شریعت کی کسی چیز کو ناپسند کیا خواہ وہ اس پر عمل ہی کیوں نہ کرتا ہو وہ شخص کافر ہو گیا۔ اس لیے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

"کیونکہ انھوں نے اس چیز کو ناپسند کیا جسے اللہ تعالیٰ نے نازل کیا ہے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کے اعمال ضائع کر دیے۔" (محمد: ۹)

⑥ جس نے رسول اللہ ﷺ کے دین کی کسی چیز کا یا اس کے جزا اور سزا کا مذاق اڑایا اس نے کفر کا ارتکاب کیا۔ (التوبہ: ۶۵، ۶۶)

⑦ جادو کیا یا اس سے رضا مند ہوا تو ایسا شخص کفر کا مرتکب ہو گیا۔ (البقرۃ: ۱۰۲)

⑧ مسلمانوں کے خلاف مشرکوں سے تعاون کرنا اور ان کو مدد بہم پہنچانا۔ (المائدۃ: ۵۱)

⑨ جس نے عقیدہ رکھا کہ کچھ مخصوص افراد شریعت رسول ﷺ کی پابندی سے آزاد ہو سکتے ہیں تو وہ کافر ہے۔ (آل عمران: ۸۵)

⑩ اللہ کے دین سے اعراض کرنا، وہ اس طرح کہ آدمی نہ اس دین کو سیکھتا ہو اور نہ اس پر عمل کرتا ہو۔ (طٰہٰ: ۱۲۳ تا ۱۲۶)

⑪ پیغمبروں کو انسانی جامہ میں اللہ سمجھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔ (المائدۃ: ۱۷)

⑫ اللہ تعالیٰ کی کسی ایک آیت یا زیادہ آیات کے انکار سے انسان کافر ہو جاتا ہے۔

(الأعراف: ۳۷ تا ۴۱)

⑬ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ باندھنے سے انسان کافر ہو جاتا ہے یعنی انسان وہ بات کہے جو اللہ نے نہ کہی ہو۔ (ایضاً)

⑭ غیر اللہ کو پکارنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (ایضاً)

غیر اللہ کو پکارنے والا کافر ہو جاتا ہے۔ (الأعراف: ۳۷ تا ۴۱) ان آیات کے متعلق احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر میں لکھا ہے کہ کفار کا جنت سے محروم رہنا قطعی ہے۔ (دیکھیے تفسیر مراد آبادی: الاعراف: ۳۷ تا ۴۱، فوائد ۵۶ تا ۷۰)

⑮ جس نے اللہ تعالیٰ کی کسی صفت کو مخلوق کی کسی صفت کے مشابہ کیا تو وہ کافر ہے۔ (فقہ

اکبر مقدمہ ھدایہ :۱/ ۴)

۱۶ نکاح کیا کسی شخص نے اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا، اس کے کفر کا فتویٰ دیا گیا ہے۔ اس کا کفر دو دلیلوں سے منقول ہے، اول یہ کہ اس نے حرام کو حلال جانا، اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ نے گواہی آدمیوں پر مخصوص کی ہے، اس کے سوا اور کی گواہی کا حکم نہیں دیا اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو گواہ قرار دیا تو رسول اللہ ﷺ کو عالم غیب ثابت کیا، حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو خاص ہے۔ (در مختار : ۲/ ۱۴۔ النمل : ۶۵)

۱۷ جو نص کا انکار کرے وہ کافر ہے۔ (مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۴۱)

۱۸ جو کوئی قرآن کی ایک آیت کا انکار کرے یا قرآن میں سے کسی چیز میں عیب رکھے تو یہ کفر ہے۔ (مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۸۴)

۱۹ جو اللہ کے کسی حکم سے مسخرا پن کرے یا اس کے وعدہ اور وعید سے انکار کرے تو وہ کافر ہے۔ (در مختار : ۲/ ۵۹۱، ۵۹۲)

۲۰ حدیث متواتر کا منکر کافر ہے۔ (ایضاً)

۲۱ ایک نے حدیث بیان کی دوسرے نے کہا یہ کچھ نہیں تو وہ کافر ہے۔ (ایضاً)

۲۲ جو سنت کو ہلکا جان کر برابر ترک کرے وہ کافر ہے۔ (مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۷۶)

۲۳ جو سنت کو حقیر جانے گا وہ کافر ہے۔ (در مختار : ۱/ ۲۳۹)

۲۴ جو سنت کو حق نہ جانے گا وہ بھی کافر ہوگا۔ (ایضاً)

۲۵ کسی نے کہا ناخن تراشنا سنت ہے، دوسرا کہے کہ میں نہیں تراشوں گا تو کفر ہے۔ (ما لا بد : ۱۴۰)

۲۶ اگر کہے کہ سنت کیا کام آوے گی تو کافر ہو جائے گا۔ (ایضاً)

۲۷ رافضی (شیعہ) جب شیخین (ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما) پر لعنت کرے تو وہ کافر ہے۔ (در مختار: ۲/ ۵۹۱)

۲۸ کوئی مقام بندے پر ایسا نہیں کہ احکام شرعی بندہ سے ساقط ہوں، اس کا خلاف کفر ہے۔ (مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۳۴)

۲۹ جو عبادت کو معاف کہے وہ کافر ہے۔ (ایضاً)

۳۰ جوشخص قرآن میں سے کسی آیت کا منکر ہو وہ کافر ہے۔(در مختار : ۲/ ۵۹۱، ۵۹۲)

۳۱ جوشخص مسخرا پن اور بے ادبی کسی آیت سے کرے وہ کافر ہے۔ (ایضاً)

۳۲ جوقرآن کو دف وغیرہ کی گت پر پڑھے وہ کافر ہے۔(ایضاً)

۳۳ ایک شخص نے دوسرے سے کہا کہ نماز پڑھ۔ اس نے جواب دیا کہ اس کو کون سر پر اٹھاوے یا بولا کہ تو نے نماز پڑھ کر کیا کیا یا یوں بولا کہ نماز پڑھنا یا نا پڑھنا برابر ہے، یہ سب کفر ہے۔ (ایضاً)

۳۴ جوشخص کہے ہم نے بہت نماز پڑھی، ہماری کوئی حاجت روائی نہ ہوئی تو وہ کافر ہے۔ (ایضاً)

۳۵ شریعت حقیقت سے باہر نہیں ہے، جو باہر جائے اس پر کفر کا خوف ہے۔ (در مختار : ۱/ ۲۰)

۳۶ رقص کرنے والے اور حلال جاننے والے اور حال کھیلنے والے کافر ہیں۔(در مختار : ۲/ ۶۱۰)

۳۷ گانے باجے سے لذت اٹھانا کفر ہے۔(در مختار: ۴/ ۲۲۲)

۳۸ صوفیا گانا سننے والے، حال کھیلنے والے مفسد، بے دین ہیں۔(هدایه : ۴/ ۳۱۷)

۳۹ جوصوفی رقص میں مشغول ہوتے ہیں، ایسے لوگ شہر سے دور کر دیے جاویں۔ (فتاویٰ عالمگیری : ۹/ ۸۴)

۴۰ یا شیخ عبد القادر جیلانی شَیْئًا لِلّٰه کہنا خوف کفر سے خالی نہیں۔(در مختار: ۶۱۰)

۴۱ جوولی کے واسطے طے مسافت کو سچ کہے وہ جاہل و کافر ہے۔(ایضاً)

۴۲ کاہن کی خبر کی تصدیق کرنا کفر ہے۔(مقدمه هدایه : ۱/ ۵۶)

۴۳ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا کفر ہے۔(ایضاً: ۸۶)

۴۴ حرام کھانے پر بسم اللہ پڑھے تو کفر ہے۔(ایضاً : ۸۴)

۴۵ جوبسم اللہ کہہ کر حرام کھاوے تو کافر ہے۔( ما لا بد : ۱۴۸)

۴۶ شراب پیتے وقت یا زنا کرتے وقت یا جوا کھیلتے وقت بسم اللہ کہے تو کافر ہے۔ (در مختار : ۲ / ۵۹۲)

۴۷ جوحرام مال سے صدقہ دے اور ثواب کی امید رکھے تو کافر ہے۔(ما لا بد : ۱۴۶)

۴۸ کوئی امر بالمعروف کرے (یعنی تبلیغ کرے) دوسرا کہے کیوں شور مچاتے ہو تو کافر ہے۔ (ما لا بد : ۱۴۰)

۴۹ کوئی گناہ سے توبہ کرنے کو کہے اور وہ یہ کہے کہ میں نے کیا کیا ہے جو توبہ کروں تو کافر ہو جائے گا۔ (ایضاً : ۱۴۶)

۵۰ اِنَّ الصَّلٰوةَ تَنْهٰى میں تَنْہٰی بطور مذاق کہے تو کفر ہے۔ (ایضاً: ۱۴۷)

۵۱ جو کہے کہ زر چاہیے علم کیا کام آئے گا تو کافر ہوگا۔ (ایضاً۔ ۱۴۷)

۵۲ جو کہے اس زمانہ میں بغیر خیانت اور دروغ گوئی گزر نہیں ہوسکتی یا روٹی نہیں ملتی تو کافر ہے۔ (در مختار : ۲/ ۵۹۳)

۵۳ اغلام بازی کا حلال جاننے والا کافر ہے۔ (ایضاً: ۲/ ۴۷۴)

خلاصۂ تحریر: ہر کلمہ گو کو چاہیے کہ ان کفریہ امور کو پڑھے، سمجھے اور ان سے پرہیز کرے، تاکہ اپنی عاقبت سنوار سکے۔

# خلوص اور نفاق

## خلوص کی تعریف:

خلوص دل سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر ایمان لانا اور ان پر خلوص دل سے عمل کرنا خالص ایمان کی نشانی ہے اور جو ایسا نہیں کرتا وہ منافق کے زمرے میں آسکتا ہے۔

## نفاق کی تعریف:

خلوص دل سے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی باتوں پر نہ ایمان لائے نہ تہ دل سے عمل کرے یعنی دل و جان سے یقین رکھ کر ایمان نہ لائے اور عمل نہ کرے۔

قرآن و حدیث میں منافق کی کچھ نشانیاں ہیں، ان سے بچنا چاہیے:

۱ منافق نماز وغیرہ کی ادائیگی میں سستی کرتا ہے۔

۲ امانت میں خیانت کرتا ہے۔ ۳ بات کرتا ہے تو جھوٹ بولتا ہے۔

۴ وعدہ کرتا ہے تو وعدہ خلافی کرتا ہے۔

۵ جھگڑتا ہے تو ناحق کی طرف جاتا ہے اور گالی دیتا ہے۔

فصل: ۲

# سنت و بدعت

## بدعت کی تعریف:

لغوی تعریف: یہ "بدع" سے لیا گیا ہے جس کا معنی ہے کسی چیز کا ایسے طریقے پر ایجاد کرنا جس کی پہلے کوئی مثال نہ ہو اور اسی سے اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے:

بَدِيْعُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ (البقرۃ: ۲/ ۱۱۷)

''آسمانوں اور زمین کو بنانے والا۔''

یعنی ان کا ایجاد کرنے والا، ایسے طریقے پر جس کی پہلے کوئی مثال نہیں ہے۔

اور اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

قُلْ مَا كُنْتُ بِدْعًا مِّنَ الرُّسُلِ (الأحقاف: ۴۶/ ۹)

''کہہ دیجیے! میں اللہ کی جانب سے بندوں کی طرف پیغام لانے والا پہلا انسان نہیں ہوں۔''

بلکہ مجھ سے پہلے بہت سے رسول گزر چکے ہیں۔

اور مثل ہے: "اِبْتَدَعَ فُلَانٌ بِدْعَةً" یعنی اس نے ایسا طریقہ ایجاد کیا ہے جسے اس سے پہلے کسی نے نہیں کیا ہے۔

## ابتداع و ایجاد کی دو قسمیں ہیں:

- عادات میں ابتداع و ایجاد، جیسے نئی نئی ایجادات، مثلاً بجلی، ٹیلیفون، کار، ہوائی جہاز، فریج وغیرہ اور یہ جائز ہے، اس لیے کہ عادات میں اصل اباحت ہے یعنی ثواب حاصل کرنے کے لیے کوئی کام کرنا۔

⌘ دین میں نئی چیز ایجاد کرنا، یہ حرام ہے۔ اس لیے کہ دین میں اصل توقیف ہے یعنی اصل پر قائم رہنا۔ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''جس کسی نے ہمارے دین میں کسی ایسی نئی چیز کی ایجاد کی جو دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''❶

اور ایک دوسری روایت میں ہے:

''جس نے کوئی ایسا کام کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''❷

## بدعت کی قسمیں:

دین میں بدعت کی دو قسمیں ہیں:

### پہلی قسم:

ایسی بدعت جس کا تعلق قول و اعتقاد سے ہے، جیسے جہمیہ، معتزلہ، رافضیہاور تمام گمراہ فرقوں کے اقوال و اعتقادات۔

### دوسری قسم:

عبادات میں بدعت، جیسے اللہ کی پرستش غیر مشروع طریقے سے کرنا اور اس کی چند قسمیں ہیں:

① نفس عبادت ہی بدعت ہو جیسے کوئی ایسی عبادت ایجاد کر لی جائے جس کی شریعت میں کوئی بنیاد اور اصل نہ ہو۔ مثلاً نماز غوثیہ، غیر مشروع نماز، غیر مشروع روزہ یا غیر مشروع عیدیں جیسے عید میلاد وغیرہ۔

② دوسری قسم جو مشروع عبادت میں زیادتی کی شکل میں ہو جیسے کوئی ظہر یا عصر کی نماز میں پانچویں رکعت زیادہ کر دے۔

③ جو عبادت کی ادائیگی کے طریقوں میں ہو یعنی اسے غیر شرعی طریقے پر ادا کرے۔ جیسے مشروع اذکار و دعائیں اجتماعی آواز اور خوش الحانی سے ادا کرنا اور جیسے اپنے آپ پر

---

❶ بخاری، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور ...... الخ: ۲۶۹۷۔ مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة و رد محدثات الأمور: ۱۷۱۸

❷ بخاری، تعلیقًا، کتاب البیوع، باب النجش، و من قال لا یجوز ذلك البیع۔ مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة و رد محدثات الأمور: ۱۸/ ۱۷۱۸

عبادت میں اتنی سختی برتنا کہ وہ سنت رسول اللہ ﷺ سے تجاوز کر جائے۔

④ جو مشروع عبادت کسی ایسے وقت کی تخصیص کی شکل میں ہو جسے شریعت نے خاص نہ کیا ہو۔ جیسے پندرھویں شعبان کی شب و روز کو نماز و روزے کے ساتھ خاص کرنا کیونکہ نماز و روزے اصلاً مشروع ہیں لیکن کسی وقت کے ساتھ خاص کرنے کے لیے دلیل کی ضرورت ہے۔

## بدعت کی تمام قسموں کا حکم دینی نقطۂ نظر سے:

دین میں ہر بدعت حرام اور باعث ضلالت و گمراہی ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے: ''دین کے اندر تمام نئی پیدا کی ہوئی چیزوں سے بچو، کیونکہ ہر نئی چیز بدعت ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے۔''❶

اور رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے بھی۔

(( مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ ))❷

''جس نے ہمارے دین میں کوئی ایسی چیز ایجاد کی جس کا تعلق دین سے نہیں ہے تو وہ مردود ہے۔''

اور ایک دوسری روایت میں ہے۔

(( مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ أَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ))❸

''جس نے کوئی ایسا عمل کیا جس کا تعلق دین سے نہیں تو وہ مردود اور نا قابل قبول ہے۔''

تو یہ احادیث اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ دین میں ایجاد شدہ نئی چیز بدعت ہی ہے اور ہر بدعت گمراہی ہے اور وہ مردود ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ عبادات و اعتقادات میں بدعتیں حرام ہیں لیکن یہ حرمت بدعت کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف ہے۔ بعض بدعتیں صراحتاً کفر ہیں جیسے صاحب قبر سے تقرب حاصل کرنے کے لیے قبروں کا طواف کرنا اور ان پر ذبیحے اور نذر و نیاز پیش کرنا۔ ان سے مرادیں مانگنا اور فریاد رسی کرنا، یا جیسے غالی قسم کے جہمیوں اور

❶ مسند أحمد: ۴/ ۱۲۶۔ أبو داود، کتاب السنة، باب في لزوم السنة: ۴۶۰۷

❷ بخاري، کتاب الصلح، باب إذا اصطلحوا علی صلح جور...... الخ: ۲۶۹۷

❸ مسلم، کتاب الأقضية، باب نقض الأحکام...... الخ: ۱۷۱۸

معتزلیوں کے اقوال ہیں بعض بدعتیں وسائل شرک میں سے ہیں جیسے قبروں پر عمارتیں تعمیر کرنا اور وہاں نماز پڑھنا اور دعائیں مانگنا۔ بعض بدعتیں فسق اعتقادی ہیں جیسے خوارج، قدریہ اور مرجیہ کے اقوال اور مشروع دلیلوں کے مخالف ان کے اعتقادات۔ بعض بدعتیں معصیت و نافرمانی کی ہیں جیسے شادی و بیاہ سے کنارہ کشی اور دھوپ میں کھڑے ہوکر روزہ رکھنے کی بدعت اور شہوت و جماع ختم کرنے کی غرض سے خصی ہونے یا کرنے کی بدعت۔

جس نے بدعت کی تقسیم اچھی اور بری بدعت سے کی ہے وہ غلطی و خطا پر ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث (( كُلُّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ )) [1] کے خلاف ہے۔ اس لیے کہ رسول اللہ ﷺ نے تمام بدعتوں پر گمراہی کا حکم لگایا ہے اور یہ صاحب کہتے ہیں کہ ہر بدعت گمراہی نہیں بلکہ کچھ بدعتیں ایسی ہیں جو نیک ہیں، اچھی ہیں۔

حافظ ابن رجب نے اپنی کتاب جامع العلوم والحکم میں رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان: (( فَإِنَّ كُلَّ بِدْعَةٍ ضَلَالَةٌ )) کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ آپ ﷺ کا مذکورہ فرمان جامع کلمات میں سے ہے جن سے کوئی چیز خارج نہیں ہے۔ وہ اصول دین میں ایک عظیم اصل ہے اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان: (( مَنْ أَحْدَثَ فِي أَمْرِنَا هٰذَا مَا لَيْسَ مِنْهُ فَهُوَ رَدٌّ )) [2] کے مشابہ ہے۔ لہٰذا جس نے بھی کوئی نئی چیز ایجاد کی اور دین کی طرف اس کی نسبت کی اور دین میں اس کی کوئی اصل مرجع نہیں ہے تو وہ گمراہی ہے اور دین اس سے بری و الگ ہے، خواہ وہ اعتقادی مسائل ہوں یا ظاہری و باطنی اعمال و اقوال ہوں۔

بدعت حسنہ کہنے والوں کے پاس کوئی حجت و دلیل نہیں ہے سوائے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے تراویح کے بارے میں اس قول کے کہ (( نِعْمَ الْبِدْعَةُ هٰذِهِ )) [3] ''یہ کیا ہی اچھی بدعت ہے۔'' ان لوگوں کا کہنا یہ بھی ہے کہ بہت ساری چیزیں ایسی رونما ہوئیں جن پر سلف نے کوئی نکیر نہیں کی ہے، جیسے کتابی شکل میں قرآن کریم کا جمع کرنا اور حدیث کی کتابت و تدوین۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ یہ چیزیں ایسی ہیں جن کی شریعت میں اصل ہے، یہ نئی نہیں ہیں اور رہا

---

[1] مسلم، کتاب الجمعة، باب تخفیف الصلاة والخطبة: ۸۶۷

[2] بخاری: ۲۶۹۷۔ مسلم: ۱۷۱۸

[3] بخاری، کتاب التراویح، باب فضل من قام رمضان: ۲۰۱۰

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان تو اس سے مراد لغوی بدعت ہے نہ کہ شرعی بدعت۔ پس شریعت میں جس کی اصل موجود ہے، جس کی جانب رجوع کیا جا سکتا ہے تو جب اسے بدعت کہا جاتا ہے تو وہ لغوی بدعت مراد ہوتی ہے نہ کہ شرعی۔ اس لیے کہ شرعی طور پر بدعت وہ ہے جس کی شریعت میں کوئی اصل نہ ہو کہ اس کی جانب رجوع کیا جا سکے اور قرآن کریم ایک کتاب کی شکل میں جمع کرنے کی اصل شریعت میں موجود ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم لکھنے کا حکم فرماتے تھے لیکن متفرق طور پر لکھا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایک مصحف میں حفاظت کی غرض سے اکٹھا کیا۔

اور تراویح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو چند راتیں پڑھائیں آخر میں فرض ہونے کے خوف سے جماعت سے پڑھنا چھوڑ دیا تھا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم برابر اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں اور وفات کے بعد الگ الگ گروپ بنا کر پڑھتے رہے یہاں تک کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے دور خلافت میں ایک امام کے پیچھے تمام لوگوں کو جمع کر دیا جیسے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے پڑھتے تھے اور یہ دین کے اندر کوئی بدعت نہیں ہے۔

اور کتابت حدیث کی بھی شریعت میں اصل ہے، اس لیے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حدیثیں لکھنے کی اجازت مرحمت فرمائی تھی اور عمومی طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں اس کے لکھنے کی ممانعت تھی، اس ڈر سے کہ کہیں قرآن کے ساتھ خلط ملط نہ ہو جائے۔

لیکن جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ہو گئی تو یہ خطرہ ٹل گیا کیونکہ قرآن کریم مکمل ہو گیا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات سے پہلے ہی محفوظ کر لیا گیا تو اس کے بعد مسلمانوں نے سنت کو ضیاع سے بچانے کی غرض سے اس کی تدوین شروع کی۔ اللہ تعالیٰ انھیں اسلام اور مسلمانوں کی طرف سے بہترین بدلا دے، اس لیے کہ انھوں نے اپنے رب کی کتاب اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو ضائع ہونے سے اور خلط ملط کرنے والوں کے کھیل سے محفوظ رکھا۔

معلوم ہونا چاہیے کہ عام بدعتیں جن کا تعلق علوم و عبادات سے ہے یہ خلفائے راشدین کے آخری دور خلافت میں رونما ہوئیں جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی خبر دی ہے۔ آپ نے فرمایا:

« مَنْ يَعِشْ مِنْكُمْ بَعْدِي فَسَيَرَى اخْتِلَافًا كَثِيرًا فَعَلَيْكُمْ بِسُنَّتِي وَ سُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِينَ مِنْ بَعْدِي »❶

''تم میں سے جو لوگ میرے بعد زندہ رہیں گے وہ بہت زیادہ اختلافات دیکھیں گے تو تم لوگ میری سنت اور میرے بعد خلفائے راشدین کی سنت کو لازم کرلو اور اسی پر جمے رہو۔''

تو سب سے پہلے انکار تقدیر، انکار عمل، تشیع اور خوارج کی بدعتیں ظاہر ہوئیں، یہ بدعتیں دوسری صدی ہجری میں رونما ہوئیں جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم موجود تھے انھوں نے ان بدعتوں پر گرفت کی پھر اعتزال کی بدعت ظاہر ہوئی اور مسلمانوں میں طرح طرح کے فتنے ظاہر ہوئے۔ پھر خیالات میں اختلافات پیدا ہوئے۔ بدعات اور نفس پرستی کی جانب میلان ہوا۔ صوفیت اور قبروں پر تعمیر کی بدعتیں بہترین زمانوں کے گزر جانے کے بعد ظاہر ہوئیں اور ایسے ہی جوں جوں وقت گزرتا گیا قسم قسم کی بدعتیں بڑھتی رہیں۔

## بدعتوں کے ظاہر ہونے کی جگہیں:

اسلامی ممالک بدعتوں کے ظاہر ہونے میں مختلف ہیں۔ شیخ الاسلام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے کہا ہے کہ وہ بڑے بڑے شہر جہاں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے سکونت اختیار کی اور جن سے علم و ایمان کی قندیلیں روشن ہوئیں پانچ ہیں۔ دونوں حرم یعنی مکہ و مدینہ دونوں عراق یعنی بصرہ، کوفہ اور شام۔ انھی جگہوں سے قرآن و حدیث، فقہ و عبادت اور دیگر اسلامی امور کی کرنیں پھوٹیں اور بجز مدینہ نبویہ کے انھی شہروں سے اعتقادی بدعتیں نکلیں۔

کوفہ سے شیعیت و ارجا کی ابتدا ہوئی، جو بعد میں دیگر شہروں میں پھیلی اور بصرہ سے قدریت و اعتزال اور غلط و فاسد عبادتوں کا ظہور ہوا جو بعد میں دوسرے شہروں میں پھیلا اور شام ناصبیت اور قدریت کا گڑھ تھا، رہی جہمیت تو اس کا ظہور خراسان کی جانب سے ہوا اور یہ سب سے بری بدعت ہے۔

---

❶ سنن أبي داوٗد، كتاب السنة، باب في لزوم السنة : ۴۶۰۷۔ مسند أحمد : ۴/ ۱۲۶، ۱۲۷۔ ح : ۱۷۱۴۵۔ سنن ابن ماجه، كتاب السنة (المقدمة) : ۴۳۔ سنن الترمذي : ۲۶۷۶۔ مسند الشاميين للطبراني : ۳/ ۱۷۳، ح : ۲۰۱۷

بدعتوں کا ظہور شہر نبوی سے دوری کے اعتبار سے ہوا اور جب سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد فرقہ بندی ہوئی تو حروری بدعت کا ظہور ہوا لیکن مدینہ نبویہ ان بدعتوں کے ظہور سے محفوظ تھا، اگرچہ وہاں بھی کچھ ایسے لوگ تھے جو دلوں میں بدعات چھپائے ہوئے تھے مگر اہل مدینہ کے نزدیک وہ ذلیل و رسوا تھے کیونکہ مدینہ میں قدریہ وغیرہ کی جماعت تھی لیکن یہ لوگ ذلیل و مغلوب تھے۔ اس کے برخلاف کوفہ میں شیعیت و ارجا، بصرہ میں اعتزال و زاہدوں کی بدعتیں اور شام میں اہل بیت سے براءت کا اظہار، تو یہ چیزیں ان مقامات پر ظاہر و باہر تھیں۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے صحیح حدیث میں ثابت ہے کہ ''دجال مدینہ میں داخل نہیں ہوگا۔'' وہاں امام مالک کے شاگردوں کے زمانے تک علم و ایمان ظاہر و غالب رہا اور یہ لوگ چوتھی صدی ہجری کے ہیں۔ رہے تین بہترین صدیوں کے زمانے تو ان میں مدینہ نبویہ میں قطعی طور پر کوئی بدعت ظاہر نہیں ہوئی تھی اور نہ ہی دین کے اعتقادی امور میں کوئی بدعت یہاں سے دوسرے شہروں کی طرح نکلی۔

## بدعات ظاہر ہونے کے اسباب:

بلاشبہ کتاب و سنت پر مضبوطی سے جمے رہنے ہی میں بدعت و گمراہی میں پڑنے سے نجات ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَاَنَّ هٰذَا صِرَاطِيْ مُسْتَقِيْمًا فَاتَّبِعُوْهُ ۚ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَنْ سَبِيْلِهٖ ۭ (الأنعام: ٦/ ١٥٣)

''اور یہی میرا راستہ سیدھا ہے، اسی کی پیروی کرو اور دیگر راستوں کی پیروی نہ کرو جو تمھیں اس کے راستے سے جدا کر دیں۔''

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو سیدنا عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی روایت میں واضح کر دیا ہے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے ایک لکیر کھینچی اور فرمایا کہ یہ اللہ کا راستہ ہے پھر اس کے دائیں بائیں چند لکیریں کھینچیں اور فرمایا یہ بہت سارے راستے ہیں اور ان میں سے ہر ایک راستے پر شیطان ہے جو اپنی جانب بلا رہا ہے۔''[1]

[1] مسند أحمد: ١/ ٤٣٥، ٤٦٥۔ النسائي في الكبرىٰ كتاب التفسير، باب قول تعالى ﴿و إن هذا صراطي﴾: ١١١٧٤۔ صحيح ابن حبان: ٦، ٧

پھر آپ ﷺ نے یہ آیت تلاوت فرمائی:

وَأَنَّ هَٰذَا صِرَاطِي مُسْتَقِيمًا فَاتَّبِعُوهُ ۖ وَلَا تَتَّبِعُوا السُّبُلَ فَتَفَرَّقَ بِكُمْ عَن سَبِيلِهِ ۚ ذَٰلِكُمْ وَصَّاكُم بِهِ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ ﴿١٥٣﴾

(الأنعام: ٦/ ١٥٣)

''اور یہ کہ یہ دین میرا راستہ ہے جو مستقیم ہے، سو اس راہ پر چلو اور دوسری راہوں پر مت چلو کہ وہ راہیں تم کو اللہ کی راہ سے جدا کر دیں گی، اس کا تم کو اللہ تعالیٰ نے تاکیدی حکم دیا ہے، تاکہ تم پرہیز گاری اختیار کرو۔''

پس جو بھی کتاب و سنت سے روگردانی کرے گا تو اسے گمراہ کن راستے اور نئی نئی بدعتیں اپنی جانب کھینچ لیں گی۔ بدعتوں کے ظہور کے اسباب کا خلاصہ درج ذیل امور میں پیش کیا جاتا ہے:

دینی احکام سے لاعلمی و جہالت، خواہشات کی پیروی، آراء و اشخاص کے لیے عصبیت برتنا، کافروں کی مشابہت اختیار کرنا اور ان کی تقلید کرنا۔ ان اسباب کو قدرے تفصیل سے بیان کریں گے۔

## دینی احکام سے لاعلمی و جہالت:

جوں جوں زمانہ گزرتا گیا اور لوگ آثار رسالت سے دور ہوتے گئے، علم کم ہوتا رہا اور جہالت عام ہوتی گئی جیسا کہ اس کی خبر نبی کریم ﷺ نے اپنی اس حدیث میں دی ہے:

''تم میں سے زندہ رہنے والا شخص بہت سارے اختلافات دیکھے گا۔''❶

اور اپنے اس فرمان میں بھی کہ ''اللہ تعالیٰ علم بندوں سے چھین کر نہیں ختم کرے گا بلکہ علماء کو ختم کر کے علم ختم کرے گا۔ یہاں تک کہ جب کسی عالم کو زندہ نہیں چھوڑے گا تو لوگ جاہلوں کو رؤسا (مفتی) بنا لیں گے اور یہ لوگ مسئلہ پوچھے جانے پر بغیر علم کے فتویٰ دیں گے، تو خود بھی گمراہ ہوں گے اور دوسروں کو بھی گمراہ کریں گے۔''❷

❶ أبو داوٗد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ۴۶۰۷

❷ بخاری، کتاب العلم، باب کیف یقبض العلم: ۱۰۰

تو علم اور علماء ہی بدعت کا منہ توڑ جواب دے سکتے ہیں اور جب علم وعلماء ہی کا فقدان ہو جائے تو بدعت کے پھلنے پھولنے اور بدعتیوں کے سرگرم ہونے کے مواقع پیدا ہو جاتے ہیں۔

## خواہشات کی پیروی:

جو کتاب وسنت سے اعراض کرے گا وہ اپنی خواہشات کی پیروی کرے گا، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

فَإِنْ لَّمْ يَسْتَجِيبُوا لَكَ فَاعْلَمْ أَنَّمَا يَتَّبِعُونَ أَهْوَاءَهُمْ ۚ وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنِ اتَّبَعَ هَوَاهُ بِغَيْرِ هُدًى مِّنَ اللَّهِ ۚ (القصص: ۲۸/ ۵۰)

''اگر یہ تیری نہ مانیں تو تو یقین کرلے کہ یہ صرف اپنی خواہشات کی پیروی کر رہے ہیں اور اس سے بڑھ کر بہکا ہوا کون ہے جو اپنی خواہش کے پیچھے پڑا ہوا ہو بغیر اللہ کی رہنمائی کے؟''

اور فرمایا:

أَفَرَءَيْتَ مَنِ اتَّخَذَ إِلَٰهَهُ هَوَاهُ وَأَضَلَّهُ اللَّهُ عَلَىٰ عِلْمٍ وَخَتَمَ عَلَىٰ سَمْعِهِ وَقَلْبِهِ وَجَعَلَ عَلَىٰ بَصَرِهِ غِشَاوَةً ۚ فَمَنْ يَهْدِيهِ مِنْ بَعْدِ اللَّهِ ۚ (الجاثیۃ: ۴۵/ ۲۳)

''کیا آپ نے اسے بھی دیکھا جس نے اپنی خواہش نفس کو اپنا معبود بنا رکھا ہے اور باوجود سمجھ بوجھ کے اللہ نے اسے گمراہ کر دیا ہے اور اس کے کان اور دل پر مہر لگا دی ہے اور اس کی آنکھ پر بھی پردہ ڈال دیا ہے، اب ایسے شخص کو اللہ کے بعد کون ہدایت دے سکتا ہے؟''

اور یہ بدعتیں اتباع خواہشات کی پیداوار ہیں۔

## مخصوص لوگوں کی رائے کے لیے تعصب برتنا:

کسی کی رائے کی طرف داری کرنا یہ انسان اور دلیل کی پیروی ومعرفت حق کے درمیان بہت بڑی رکاوٹ ہے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَإِذَا قِيلَ لَهُمُ اتَّبِعُوا مَا أَنْزَلَ اللَّهُ قَالُوا بَلْ نَتَّبِعُ مَا أَلْفَيْنَا

عَلَيۡهِ اٰبَآءَنَا﴾ (البقرة : ۲/ ۱۷۰)

''اور ان سے جب کہا جاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی اتاری ہوئی کتاب کی فرماں برداری کرو تو جواب دیتے ہیں کہ ہم تو اس طریقے کی پیروی کریں گے جس پر ہم نے اپنے باپ دادا کو پایا ہے۔''

اور آج کل یہی حالت متعصبین کی ہے، خواہ وہ مذہب صوفیت کے بعض پیروکار ہوں یا قبوری حضرات، جب انھیں کتاب وسنت کی پیروی اور ان دونوں کی مخالف چیزوں کو چھوڑنے کو کہا جاتا ہے تو یہ حضرات اپنے مذاہب، مشائخ اور آباؤ اجداد کو دلیل بناتے اور بطور حجت پیش کرتے ہیں۔

## کافروں سے مشابہت اختیار کرنا:

کافروں سے مشابہت سب سے زیادہ بدعتوں میں مبتلا کرنے والی چیزوں میں سے ہے جیسا کہ ابو واقد لیثی کی حدیث میں ہے، کہتے ہیں کہ ہم اللہ کے رسول ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف نکلے اور ہمارے کفر کا زمانہ ابھی قریب ہی تھا۔ مشرکوں کے لیے ایک بیری کا درخت تھا جہاں یہ لوگ ٹھہرتے تھے اور جس کے ساتھ اپنے ہتھیار لٹکاتے تھے، جسے ذات انواط کہا جاتا تھا۔ تو ہمارا گزر بیری کے درخت کے پاس سے ہوا۔ ہم لوگوں نے کہا کہ اے اللہ کے رسول (ﷺ)! ہمارے لیے بھی ذات انواط بنا دیجیے جیسا کہ ان کے لیے ذات انواط ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''سبحان اللہ! یہ تو ایسے ہی ہے جیسے موسیٰ (علیہ السلام) کی قوم نے کہا تھا:

﴿اجۡعَلۡ لَّنَآ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ﴾ (الأعراف : ۷/ ۱۳۸)

''ہمارے لیے بھی ایک معبود ایسا ہی مقرر کر دیجیے جیسے ان کے یہ معبود ہیں۔''

اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم ضرور پہلے لوگوں کے طریقوں پر چلوں گے۔''[1]

اس حدیث میں واضح بیان ہے کہ کفار کی مشابہت ہی نے بنی اسرائیل اور بعض صحابہ کو اس بات پر ابھارا کہ وہ اپنے نبی ﷺ سے ایسا غلط مطالبہ کریں کہ وہ ان کے لیے اللہ کو چھوڑ کر ایک ایسا معبود مقرر کر دیں جس کی وہ پرستش کریں اور اس سے تبرک حاصل کریں اور یہی آج

[1] ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لتركبن سنن من كان قبلكم : ۲۱۸۰

حقیقت میں ہو رہا ہے، اس لیے کہ اکثر مسلمانوں نے شرک و بدعت کے ارتکاب میں کافروں کی روش اپنائی ہوئی ہے۔ جیسے برتھ ڈے منانا، مخصوص اعمال کے لیے دنوں اور ہفتوں کی تعیین، یادگاری چیزوں اور مناسبتوں سے جلسے جلوس منعقد کرنا، یادگاری تصویریں و مجسمے قائم کرنا، ماتم کی محفلیں منعقد کرنا، جنازے کی بدعتیں اور قبروں پر تعمیر وغیرہ، قبروں پر غیر شرعی کام اور غیر اللہ کو پکارنا۔

## بدعتیوں کے متعلق امت مسلمہ کا موقف:

اہل سنت والجماعت ہمیشہ سے بدعتیوں کی تردید اور ان کی بدعتوں کا انکار کرتے رہے ہیں اور انھیں ایسا کرنے سے منع کرتے رہے ہیں۔ اس کی چند مثالیں آپ کے سامنے پیش کی جا رہی ہیں:

① سیدہ ام درداء رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وہ کہتی ہیں کہ ابو الدرداء (رضی اللہ عنہ) میرے پاس غصے کی حالت میں آئے۔ میں نے پوچھا: ''کیا بات ہے؟'' انھوں نے کہا: ''اللہ کی قسم! میں ان لوگوں میں محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے دین سے کچھ نہیں جانتا ہوں سوائے اس کے کہ یہ تمام لوگ نماز پڑھتے ہیں۔'' ❶

② عمرو بن یحییٰ سے روایت ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے والد سے سنا وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہم لوگ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے دروازے پر صبح کی نماز سے پہلے بیٹھے ہوئے تھے کہ جب وہ باہر نکلیں تو ہم سبھی لوگ ان کے ساتھ مسجد کو چلیں۔ اتنے میں ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ آئے اور کہا کہ کیا ابھی تک ابو عبدالرحمٰن (رضی اللہ عنہ) نہیں نکلے؟ ہم نے کہا کہ نہیں تو وہ بھی ان کے نکلنے تک بیٹھ گئے۔ جب وہ نکلے تو ہم سبھی لوگ کھڑے ہو گئے۔ ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ اے ابو عبدالرحمٰن! میں نے ابھی مسجد میں ایک ایسی چیز دیکھی ہے جو مجھے بہت ناگوار گزری اور الحمدللہ خیر ہی دیکھی ہے۔ انھوں نے پوچھا وہ کیا ہے؟ انھوں نے جواب دیا کہ اگر وہ وہاں رہیں گے تو آپ بھی دیکھ لیں گے۔ انھوں نے کہا کہ میں نے مسجد میں کچھ لوگوں کو حلقہ لگا کر بیٹھے ہوئے دیکھا، وہ نماز کے انتظار میں تھے، ہر حلقے میں ایک آدمی تھا اور ان کے ہاتھ میں کنکریاں

❶ بخاري، كتاب الأذان، باب فضل صلاة الفجر في جماعة: ٦٥٠

نھیں۔ جب وہ کہتا کہ سو بار اللہ اکبر کہو تو سب لوگ سو بار اللہ اکبر کہتے اور جب وہ کہتا کہ سو بار لا الہ الا اللہ کہو تو وہ سو بار لا الہ الا اللہ کہتے ہیں۔ جب وہ کہتا کہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہو تو وہ سو مرتبہ سبحان اللہ کہتے۔ انھوں نے کہا: ''کیوں نہیں تم نے انھیں اپنے گناہوں کو شمار کرنے کو کہا؟ اور تم ضمانت لے لیتے کہ تمھاری کوئی بھی نیکی ضائع نہیں ہو گی۔'' پھر وہ چلے ہم بھی ان کے ساتھ چل پڑے یہاں تک کہ ان حلقوں میں سے ایک حلقے کے پاس آکر کھڑے ہوئے اور کہا: ''یہ میں تمھیں کیا کرتے ہوئے دیکھ رہا ہوں؟'' تو انھوں نے جواب دیا: ''ابو عبدالرحمٰن! کنکریاں ہیں جن سے ہم تکبیر و تہلیل اور تسبیح و تحمید کا شمار کرتے ہیں۔'' سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تم لوگ اپنی اپنی خطائیں شمار کرو، میں تمھارے لیے اس بات کی ضمانت لیتا ہوں کہ تمھاری کوئی نیکی برباد نہیں ہو گی۔ اے امت محمد! تمھاری تباہی و بربادی ہو، کتنی جلدی تمھاری ہلاکت آگئی۔ یہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جماعت موجود ہے، یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کپڑے ابھی بوسیدہ نہیں ہوئے اور نہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے برتن ٹوٹے۔ اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کیا تم لوگ ایسے طریقے پر ہو جو محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے سے زیادہ بہتر ہے یا گمراہی کے دروازے کھولنے والے ہو۔''

تو ان لوگوں نے کہا کہ ''اللہ کی قسم! اے ابو عبدالرحمٰن! ہمارا مقصد صرف خیر ہی کا ہے۔'' انھوں نے کہا کہ ''کتنے خیر کے متلاشی اسے ہرگز نہیں پا سکتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک حدیث سنائی کہ ''ایک قوم قرآن مجید پڑھے گی لیکن وہ ان کے حلق سے نیچے نہیں اترے گا'' اور اللہ کی قسم مجھے معلوم نہیں، ہو سکتا ہے کہ وہ زیادہ تر تمھیں میں سے ہوں۔'' یہ کہہ کر وہاں سے واپس چلے گئے۔

عمرو بن سلمہ کہتے ہیں کہ ہم نے انھیں نہروان کے دن دیکھا کہ وہ خوارج کے ساتھ ہم سے نیزہ زنی کر رہے تھے۔ ❶

۞ ایک آدمی امام مالک بن انس رحمہ اللہ کے پاس آکر کہنے لگا کہ میں کہاں سے احرام

❶ سنن الدارمی: ۱/ ۶۸، ۶۹ و فی النسخة الأخری: ۱/ ۲۸۶، ۲۸۷، ح: ۲۱۰ و إسنادہ حسن لذاته۔ تاریخ واسط ص: ۱۹۸، ۱۹۹لأسلم بن سهل البخشل

باندھوں؟ تو آپ نے جواب دیا کہ اس میقات سے جو رسول اللہ ﷺ نے مقرر کیے، وہاں سے احرام باندھو۔ آدمی نے کہا کہ اگر اس سے دور سے احرام باندھوں تو؟ امام مالک نے کہا کہ یہ میں اچھا نہیں سمجھتا۔ تو اس آدمی نے کہا کہ اس میں آپ کیا برا سمجھتے ہیں؟ انھوں نے کہا کہ تمھارے فتنے میں پڑنے کا مجھے خوف ہے۔ اس آدمی نے کہا کہ خیر کے زیادہ چاہنے میں کیا فتنہ ہوسکتا ہے۔ تو امام مالک نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ﴿٦٣﴾ (النور: ۲۴/ ۶۳)

''سنو! جو لوگ حکم رسول (ﷺ) کی مخالفت کرتے ہیں انھیں ڈرتے رہنا چاہیے کہ کہیں ان پر کوئی زبردست آفت نہ آ پڑے یا انھیں دردناک عذاب نہ پہنچے۔''

پھر فرمایا:

''اور کون سا فتنہ اس سے بڑا ہوسکتا ہے کہ تم نے اپنے آپ کو ایسے فضل کے ساتھ خاص کیا جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خاص نہیں تھا۔''

یہ چند نمونے ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر زمانے میں علمائے کرام بدعتیوں کا انکار کرتے رہے ہیں۔

## بدعتیوں کی تردید میں اہل سنت والجماعت کا طریقۂ کار:

اس سلسلے میں ان کا طریقہ کتاب و سنت پر مبنی ہے اور یہی طریقہ فائدہ مند ہے۔ وہ اس طرح کہ بدعتیوں کے شبہات پیش کرنے کے بعد اس کا توڑ پیش کرتے ہیں اور سنتوں پر کاربند رہنے، بدعات و محدثات سے باز رہنے کے وجوب پر کتاب و سنت سے دلیلیں پیش کرتے ہیں اور اس سلسلے میں بے شمار کتابیں تالیف کی گئی ہیں اور ایمان و عقیدہ کے بارے میں شیعہ، خوارج، جہمیہ، معتزلہ اور اشاعرہ کے بدعتی اقوال پر کتب عقیدہ میں تردید کی گئی ہے۔ یاد رہے کہ قرآن و حدیث میں کسی عمل کے اللہ تعالیٰ کے ہاں قبول ہونے کی تین شرائط ہیں: ''عقیدہ کا درست ہونا، عمل خالص اللہ کی رضا کے لیے کیا جائے اور عمل رسول اللہ ﷺ کے طریقے کے مطابق کیا جائے۔''

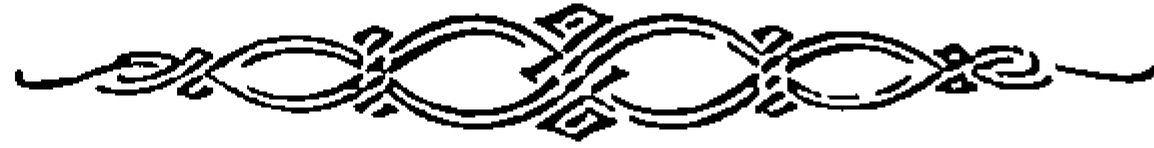
اگر مندرجہ بالا شرائط میں سے ایک یا زیادہ شرائط پوری نہ ہوں گی تو وہ عمل اللہ تعالیٰ کے ہاں نا قابل قبول ہوگا۔

## سنت کی تعریف:

سنت کے معنیٰ ہیں طریقہ یعنی دین میں عقائد واعمال واخلاق ومعاملات اور عادات میں رسول اللہ ﷺ کا جو طریقہ تھا وہ آپ ﷺ کی سنت ہے۔

## بدعت کی تعریف:

بدعت سنت کا الٹ ہے، جس کو سنت کہتے ہیں وہ بدعت نہیں ہے اور جو بدعت ہے وہ سنت نہیں ہے اور بدعت ہر وہ عمل ہے جس کی اصل دین میں نہیں لیکن لوگ اسے ثواب حاصل کرنے کی نیت سے کرتے ہیں۔



فصل: ۳

# حقیقی اہل سنت والجماعت

اہل سنت والجماعت سے مراد وہ لوگ ہیں جو سنت کی بیان کردہ تعریف پر پورے اترتے ہوئے سنت کے مطابق عمل کرتے ہیں۔ اگر دین میں کوئی نیا عقیدہ داخل کیا گیا تو وہ شرک فی الحکم میں آئے گا اور اگر دین میں کوئی نیا عمل داخل کیا گیا تو وہ بدعت ہے۔ (النساء: ۱۱۵۔ المائدۃ:۳) اور اس میں وہ حدیث بھی آتی ہے جس میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں تمھیں وصیت کرتا ہوں کہ میرے بعد اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہنا اور اپنے امیر کی بات سننا اور ماننا، اگر چہ وہ حبشی غلام ہی ہو، میرے بعد جو تم میں سے زندہ رہے گا وہ سخت اختلاف دیکھے گا۔ اس وقت تم میری سنت اور خلفائے راشدین کا طریقہ لازم پکڑنا، اسے دانتوں سے مضبوط پکڑے رہنا اور نئے نئے کاموں سے بچنا۔'' [1]

اس حدیث سے ثابت ہوا کہ ہر بدعت گمراہی ہے، کوئی بدعت حسنہ نہیں۔ خلفائے راشدین کے فیصلوں کے متعلق مندرجہ ذیل امور قابل غور ہیں:

### ا۔ رسول اللہ ﷺ کی وفات کا مسئلہ:

جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کو ایک عظیم آزمائش میں ڈالا، انھوں نے مسجد نبوی میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ اگر کوئی یہ کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے ہیں تو میں تلوار سے اس کا سر اڑا دوں گا۔ اس کے بعد سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کی میت کو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے حجرہ میں دیکھ کر مسجد نبوی ﷺ میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اجتماع میں تشریف لائے اور خطبہ دیا:

''جو شخص رسول (ﷺ) کی پوجا کرتا تھا تو رسول اللہ تو وفات پا گئے اور جو اللہ کی

---

[1] أبو داوٗد، کتاب السنة، باب فی لزوم السنة: ۴۶۰۷۔ ترمذی، کتاب العلم، باب (ماجاء فی) الأخذ بالسنة و اجتناب البدعة: ۲۶۷۶

پوجا کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ تو زندہ ہے۔‘‘

سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے، جن میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ بھی شامل تھے، اس بات سے اتفاق کیا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فوت ہو گئے اور اس کے بعد کسی صحابی رضی اللہ عنہ نے روضۂ اطہر پر جا کر کوئی عرض پیش نہیں کی بلکہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کی حکومت کے زمانہ میں جب قحط پڑتا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ روضۂ مبارک پر حاضر ہونے کی بجائے سیدنا عباس رضی اللہ عنہ سے بارش کے لیے اللہ تعالیٰ سے دعا کرواتے اور بارش ہو جاتی۔ اس بحث کے بعد یہ بات کلی طور پر ثابت ہوگئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم وفات پا چکے ہیں اور اب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ رابطہ نہیں ہوسکتا۔ لیکن اب کچھ کلمہ گو جن میں حنفی بریلوی، حنفی دیوبندی، شیعہ اور تبلیغی جماعت والوں کا عقیدہ ہے کہ فوت شدگان سے رابطہ ہوسکتا ہے اور یہ دین میں نیا عقیدہ ہے۔

## ۲۔ نماز تراویح کی جماعت:

سب کو معلوم ہے جیسا کہ صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مدینہ منورہ میں مسجد نبوی میں تین رات نماز تراویح کی جماعت کی امامت فرمائی، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے کبھی بھی نماز تراویح جماعت سے نہیں پڑھائی۔ سیدنا ابو بکر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں بھی نماز تراویح کی جماعت نہیں ہوئی۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں بھی کچھ عرصہ تک تراویح کی جماعت نہیں ہوئی۔ ایک رات سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے مسجد نبوی میں موجود صحابہ کرام کو نماز تراویح با جماعت پڑھنے کا حکم دیا۔ ❶ اور اس سے سب صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اتفاق کیا اور یہ اہل سنت والجماعت کا عمل ٹھہرا۔

## ۳۔ حج تمتع کا مسئلہ:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حج تمتع کا حکم فرمایا، اس کے بعد حج تمتع ادا کیا جاتا رہا۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے زمانۂ خلافت میں انھوں نے بعض وجوہات کی بنا پر حج تمتع سے مسلمانوں کو منع فرمایا لیکن سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے اس سے اتفاق نہیں کیا لہٰذا حج تمتع نہ کرنا اہل سنت والجماعت کا عمل نہ ٹھہرا اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقابلے میں سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے حکم کو تسلیم نہ کیا گیا۔ ❷

❶ بخاری، کتاب صلاۃ التراویح، باب فضل من قام رمضان: ۲۰۰۹، ۲۰۱۰

❷ بخاری، کتاب الحج، باب التمتع علی عهد رسول الله ﷺ: ۱۵۷۱۔ سنن الترمذی کتاب الحج، باب ماجاء فی التمتع: ۸۲۴

پھر بھی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے متعلق ہم اس معاملہ میں کوئی مخالفانہ ردعمل ظاہر نہیں کر سکتے بلکہ خاموشی اختیار کریں گے۔

## ۴۔ خلافت اور عمر رضی اللہ عنہ کا موقف:

سیدنا عمر رضی اللہ عنہ پر مسجد نبوی میں صبح کی نماز کے وقت جب حملہ ہوا تو وہ شدید زخمی ہو گئے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ان کے پاس حاضر ہوئے اور کہا میں نے لوگوں سے ایک بات سنی، وہ کہتے ہیں کہ آپ کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔ میرے کہنے سے وہ ایک گھڑی تک سر جھکائے رہے پھر سر اٹھایا اور کہا اللہ تعالیٰ اپنے دین کی حفاظت کرے گا اور میں اگر خلیفہ مقرر نہ کروں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کو خلیفہ مقرر نہیں کیا پھر اگر خلیفہ مقرر کروں تو سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خلیفہ مقرر کیا ہے۔ سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما نے کہا پھر قسم اللہ تعالیٰ کی! جب انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور ابوبکر رضی اللہ عنہ کا ذکر کیا تو میں سمجھ گیا کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کسی کو نہیں کرنے والے اور وہ خلیفہ مقرر نہیں کریں گے۔ [1]

یعنی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی سیدنا عمر و سیدنا ابوبکر (رضی اللہ عنہما) کی پیروی سے مقدم ہے۔ گو سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کے فعل بھی خلاف شرع نہ تھے۔ مومن کا یہی کام ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرے اور جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا قول یا فعل بصحت پہنچ جائے پھر اس کے خلاف کسی اور کے قول اور فعل کی کچھ پروا نہ کرے اور اپنے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے پر چلے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے قول و فعل کے مقابلہ میں سیدنا ابوبکر و سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی بات نہ مانی جائے گی تو پھر دوسرے مسلمانوں کی بات تو بالکل ہی نہ مانی جائے گی اور اگر کوئی مانے تو پھر اس کی عقل کا آپ خود اندازہ لگا لیں اور ایسے شخص کا انجام برا ہوگا۔

## سنت کو مضبوطی سے پکڑنے اور بدعت سے بچنے کا بیان:

جو شخص عقیدے اور عمل میں سنت نبوی صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرتا ہے اور خلفائے راشدین کے طریقہ پر چلتا ہے وہ کامیاب ہے اور جو انسان بدعتی ہے اور اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت پر صبر نہیں کرتا اور خلفائے راشدین کے طریقے پر نہیں چلتا بلکہ اللہ اور اس کے رسول کی مقرر کردہ حدود سے باہر نکل جاتا ہے، وہ ناکام ہے۔ یاد رہے کہ سنت کی تین قسمیں ہیں:

[1] مسلم، کتاب الإمارة، باب الاستخلاف و ترکه: ۱۸۲۳

### ① سنت قولی:

یعنی رسول اللہ ﷺ کا زبانی ارشاد مبارک سنت قولی کہلاتا ہے۔ مثلاً آپ کا فرمان: ''کھانا کھانے سے پہلے بسم اللہ پڑھو۔''❶

### ② سنت عملی:

رسول اللہ ﷺ کے عمل مبارک کو سنت عملی کہتے ہیں۔ جیسے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم فرماتے ہیں جب ہم نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو رسول اللہ ﷺ ہماری صفیں درست فرماتے اور جب ہم سیدھے کھڑے ہو جاتے تو پھر اللہ اکبر کہہ کر نماز شروع فرماتے۔❷

### ③ سنت تقریری:

رسول اللہ ﷺ کی موجودگی میں جو کام کیا گیا ہو اور آپ ﷺ نے خاموشی اختیار فرمائی ہو یا اس پر اظہار پسندیدگی کیا ہو، اسے سنت تقریری کہتے ہیں۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی کو صبح کی نماز کے بعد دو رکعتیں پڑھتے دیکھا تو فرمایا صبح کی نماز تو دو رکعت ہے۔ اس آدمی نے جواب دیا میں نے فرض نماز سے پہلے دو رکعتیں نہیں پڑھی تھیں لہٰذا اب پڑھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ یہ جواب سن کر خاموش ہو گئے (یعنی اس کی اجازت دے دی)۔❸

سنت کی یہ تینوں قسمیں ایک ہی مرتبے کی ہیں اور شریعت میں حجت کا درجہ رکھتی ہیں، کیونکہ:

- ❶ دین کے معاملہ میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کی اطاعت فرض ہے۔ (الأنفال: ۲۰۔ النور: ۵۶ ۔ النساء: ۸۰)
- ❷ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور اتباع کامیابی کی ضمانت ہے۔ (النور: ۵۱، ۵۲)
- ❸ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کے حکم کے مطابق کیے اعمال کا پورا پورا اجر و ثواب ملے گا۔ (الحجرات: ۱۴)
- ❹ گناہوں کی مغفرت رسول اللہ ﷺ کی اتباع کے ساتھ مشروط ہے۔ (آل عمران: ۳۱)

---

❶ مسلم، كتاب الأشربة، باب آداب الطعام و الشراب و أحكامهما: ۲۰۲۲

❷ أبو داود، كتاب الصلوة، باب تسوية الصفوف: ۶۶۵

❸ أبو داود، كتاب التطوع، باب من فاتته متى يقضيها: ۱۲۶۷

۵ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرنے والے لوگ قیامت کے دن نبیوں، صدیقوں، شہیدوں اور نیک لوگوں کے ساتھ ہوں گے۔ (النساء : ٦٩)

۶ اللہ اور رسول اللہ ﷺ پر ایمان لانے کے باوجود بعض لوگ عملاً اللہ اور رسول ﷺ کا حکم نہیں مانتے، ایسے لوگ مومن نہیں۔ (النساء : ٦١)

۷ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی اطاعت نہ کرنے کا نتیجہ باہمی انتشار اور لڑائی جھگڑے ہیں۔ (الأنفال: ٤٦)

۸ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی گمراہی ہے۔ (الأحزاب : ٣٦)

۹ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی کرنے والے اپنے عمل کے خود جواب دہ ہوں گے۔ (المائدة : ٩٢)

۱۰ اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کرنے کی سزا جہنم اور رسوا کن عذاب ہے۔ (الفتح : ١٧)

۱۱ سنت کی اتباع کرنے والوں کو رسول اللہ ﷺ نے جنت کی خوشخبری دی ہے۔ ❶

۱۲ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت اور فرماں برداری اللہ کی اطاعت اور فرماں برداری ہے۔ (النساء : ٦٤، ٨٠)

۱۳ امت میں اختلافات کے وقت آپ ﷺ کی سنت پر مضبوطی سے جمے رہنا ہی نجات کا باعث ہوگا۔ ❷

۱۴ وہ عمل قابل ثواب ہے جو سنت رسول اللہ ﷺ کے مطابق ہو۔ جس نے رسول اللہ ﷺ کی سنت سے منہ موڑا اس کا آپ ﷺ سے کوئی تعلق نہیں۔ ❸

۱۵ سنت کا علم ہو جانے کے بعد اس پر عمل نہ کرنے والے لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے نافرمان کہا۔ ❹

یہاں دو سوال پیدا ہوتے ہیں: ❶ کیا توحید کے بغیر انسان مسلمان کہلا سکتا ہے؟ قرآن

---

❶ بخاری، كتاب الإعتصام بالكتاب والسنة، باب الإقتداء بسنن رسول الله ﷺ: ٧٢٨٠

❷ أبو داود، كتاب السنة، باب فی لزوم السنة : ٤٦٠٧

❸ بخاری، كتاب النكاح، باب الترغيب فی النكاح : ٥٠٦٣

❹ مسلم، كتاب الصيام، باب جواز الصوم والفطر فی شهر رمضان للمسافر فی غير معصية ...... الخ : ١١١٤ف

تو یہی کہتا ہے کہ جس کے پاس توحید نہیں وہ مسلمان نہیں ہے۔ ۴ کیا اطاعت رسول ﷺ کے بغیر محبتِ رسول ﷺ کے دعویٰ کے کوئی معنی ہیں؟ اطاعت رسول ﷺ کے بغیر محبت رسول ﷺ کا دعویٰ بے معنی ہے۔

## بدعت کی حقیقت:

ان آثار ونصوص کی روشنی میں مندرجہ ذیل حقائق سامنے آتے ہیں:

① اللہ تعالیٰ نے جہاں احکامات وضع کیے ہیں وہیں ان احکامات پر عمل کرنے کا طریقہ بھی متعین فرما دیا ہے، لوگوں کی اپنی مرضی پر نہیں چھوڑ دیا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ کو ہمارے لیے نمونہ قرار دیتے ہوئے فرمایا:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ (الأحزاب: ۳۳/ ۲۱)

''یقیناً تمھارے لیے رسول اللہ (ﷺ) کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔''

اور ہمیں حکم دیا گیا کہ ہم اس نمونہ کو اختیار کریں۔ ارشاد ربانی ہے:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر: ۵۹/ ۷)

''جو رسول (ﷺ) تمھیں دیں اسے لے لو اور جس سے روک دیں رک جاؤ۔''

② اللہ تعالیٰ کی عبادت اپنی خواہشات کے مطابق نہیں بلکہ جس طریقے سے اللہ تعالیٰ نے مشروع کی ہے اسی طرح کی جائے گی۔

③ جو چیز کتاب وسنت سے ثابت ہو اس کو تقویٰ سمجھتے ہوئے ترک کر دینا گمراہی ہے۔ مثلاً نکاح جو کتاب وسنت سے ثابت ہے اگر کوئی زہد وتقویٰ سمجھتے ہوئے نکاح کو ترک کر دے تو وہ گمراہ ہے۔ اسی لیے نبی ﷺ نے ان تین آدمیوں کو جو زہد وتقویٰ میں آگے بڑھنا چاہتے تھے، سختی سے منع فرما دیا۔ ❶

④ بدعت اضافی بھی گمراہی ہے۔ بدعت اضافی اس بدعت کو کہتے ہیں جو اصل کے اعتبار سے تو مستند ہو لیکن کیفیت وہیئت کے اعتبار سے ثابت نہ ہو۔ چنانچہ جو لوگ مسجد کوفہ میں بیٹھے ہوئے تسبیحات دانوں پر شمار کر رہے تھے وہ ذکر ہی کر رہے تھے جو مشروع عمل ہے لیکن چونکہ اس کی ہیئت وکیفیت رسول اللہ ﷺ سے ثابت نہ تھی اسی لیے سیدنا عبداللہ

---

❶ بخاری، کتاب النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳

بن مسعود رضی اللہ عنہ نے انھیں اس سے منع کر دیا۔ ❶

۵ بدعت سنت کو ختم کر دیتی ہے۔ چنانچہ مسجد کوفہ میں ذکر کرنے والوں نے ذکر کا جو طریقہ اختیار کیا، اس سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پامال ہوگئی۔ [أیضًا]

اس حقیقت کو سلف صالحین نے اچھی طرح سمجھا تھا کہ بدعت اور سنت اکٹھے نہیں ہو سکتے، چنانچہ جلیل تابعی حسان بن عطیہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"مَا ابْتَدَعَ قَوْمٌ بِدْعَةً فِي دِينِهِمْ إِلاَّ نَزَعَ مِنْ سُنَّتِهِمْ مِثْلَهَا" ❷

''جب بھی کوئی قوم دین میں بدعت ایجاد کرتی ہے تو ان میں سے اس کے مثل سنت اٹھالی جاتی ہے۔''

۶ بدعت ہلاکت کا سبب ہے، کیونکہ اس سے سنت کا ترک لازم آتا ہے اور اس سے بڑھ کر ضلالت کیا ہوسکتی ہے؟ چنانچہ سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے:

"وَلَوْ تَرَكْتُمْ سُنَّةَ نَبِيِّكُمْ لَضَلَلْتُمْ" ❸

''اگر تم اپنے نبی کی سنت چھوڑ دو گے تو گمراہ ہو جاؤ گے۔''

اور بدعت ضلالت و ہلاکت کا پیش خیمہ ہے۔ اسی لیے سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے مسجد کوفہ میں ذکر کرنے والوں سے کہا تھا: ''اے امت محمد! تمھاری ہلاکت کتنی جلدی آ گئی۔'' ❹

۷ بدعت کفر کا پیش خیمہ ہے، اس لیے کہ بدعتی اپنے آپ کو مشرع اور شریک کے مقام پر لا کھڑا کرتا ہے۔

۸ بدعت اختلاف کے دروازے کو پوری طرح کھول دیتی ہے اور یہ ضلالت و گمراہی کا دروازہ ہے۔

۹ بدعات کی پروانہ کرنا انسان کو فسق و عصیان تک پہنچا دیتا ہے۔ جیسا کہ کوفہ کی مسجد والوں کا حشر ہوا کہ خوارج کے ساتھ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ مصروف جنگ ہو گئے۔

---

❶ سنن الدارمی: ۲۸۶، ۲۸۷، ح: ۲۱۰۔ و تاریخ واسط ص: ۱۹۸، ۱۹۹

❷ سنن الدارمی، المقدمة، باب اتباع السنة: ح، ۹۸ ]

❸ مسلم، کتاب المساجد، باب صلاة الجماعة من سنن الهدیٰ: ۲۵۷/ ۶۵۴۔ نسائی: ۸۵۰۔ ابن ماجه: ۷۷۷

❹ سنن الدارمی: ۱/ ۲۸۶، ۲۸۷، ح: ۲۱۰

۱۰ اعمال صالحہ کا دار و مدار نیت صالحہ پر ہے لیکن نیت کا اچھا ہونا کسی باطل کام کو صالح نہیں بنا سکتا۔ اس لیے کہ کسی عمل کے صالح ہونے کے لیے صرف نیت کافی نہیں بلکہ اتباع سنت اور شریعت کی پابندی بھی ضروری ہے۔ (مدارج السالکین لابن القیم الجوزیہ : ۱/ ۸۵)

۱۱ خیر میں زیادتی ہمیشہ خیر نہیں ہوتی بلکہ اکثر حالات میں شر میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ مثلاً شجاعت میں زیادتی جنون کی شکل اختیار کر لیتی ہے اور کمی بزدلی قرار پاتی ہے۔ اسی طرح سخاوت اگر اپنی حد سے بڑھ جائے تو اسراف وتبذیر اور اگر کم ہو جائے تو بخالت قرار پاتی ہے، لہٰذا میانہ روی ہی بہتر چیز ہے۔

## بدعات کی فہرست:

ذیل میں چند مشہور بدعات کی فہرست پیش کی جا رہی ہے، تاکہ ہمارے مسلمان بھائی جان سکیں کہ ان کے وہ کون سے اعمال ہیں جن کو وہ ثواب سمجھ کر انجام دیتے ہیں، لیکن در حقیقت ان کا ثواب سے دور کا بھی تعلق نہیں بلکہ ہمیں سنت کے اتباع سے دور کر دیتے ہیں اور بدعتی بنا دیتے ہیں:

۱ تقلید ائمہ اربعہ (کیونکہ یہ چار صدی ہجری کے بعد شروع ہوئی) تفصیل آگے آ رہی ہے۔
۲ عید میلاد النبی ﷺ۔ [1]
۳ آخری بدھ۔ ۴ شب براءت۔
۵ شب معراج۔ ۶ کونڈے۔
۷ رسومات محرم۔ ۸ گیارھویں شریف۔
۹ مزارات پر عرس اور میلے۔ ۱۰ نماز وحشت۔
۱۱ قرآن خوانی (مردے بخشوانے کیلئے) ۱۲ تیجہ، دسواں، چالیسواں (مردوں سے متعلق بدعات)
۱۳ عہد نامہ۔

---

[1] جشن عید میلاد النبیؐ کے متعلق پہلی یہ بات ہے کہ یہ نبوت اور اس کے بعد پہلے تین زمانوں یعنی خیر القرون سے ثابت نہیں، جیسا کہ طاہر القادری صاحب نے اپنی کتاب ''عید میلاد النبی'' میں خود تسلیم کیا ہے۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اس کتاب کے ص ۴۲۲، ۴۲۳ پر جلد ۲۶ فتاویٰ رضویہ از احمد رضا خان صاحب کے عکس مہیا کیے ہیں جن میں ثابت کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۸ ربیع الاول ہے اور آپ کی تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول۔ عجب بات تو یہ ہے کہ بریلوی حضرات ۱۲ ربیع الاول کو جشن مناتے ہیں جو کہ آپ کی تاریخ وفات ہے کیا یہ نادان ہیں؟

شرح مواہب میں امام ابن کثیر سے ہے:

هو المشهور عند الجمهور[1] — جمہور کے نزدیک یہی مشہور ہے۔ (ت)

اسی میں ہے: هو الذی علیه العمل[2] (یہی وہ ہے جس پر عمل ہے۔ ت)

شرح الہمزیہ میں ہے: هو المشهور وعلیه العمل[3] (یہی مشہور ہے اور اسی پر عمل ہے۔ ت)

اسی طرح مدارج وغیرہ میں تصریح کی۔

وان کان اکثر المحدثین والمؤرخین علی ثمان خلون، وعلیه اجمع اهل الزیجات واختاره ابن حزم والحمیدی وروی عن ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی الله تعالیٰ عنهم وبالاول صدر مغلطائی واعتمده الذهبی فی تهذیب التهذیب تبعاً للمزی وحکم الشهور بقیل وصحح الدمیاطی عشر اخلت اقول وحاسبنا فوجدنا غرة المحرم الوسطیة عام ولادته صلی الله تعالیٰ علیه وسلم یوم الخمیس فکانت غرة شهر الولادة الکریمة الوسطیة یوم الاحد والهلالیة یوم الاثنین فکان یوم الاثنین الثامن من الشهر ولهذا اجمع

اگرچہ اکثر محدثین ومورخین کا نظریہ ہے کہ ولادت باسعادت آٹھ تاریخ کو ہوئی، اہل زیجات کا اسی پر اجماع ہے۔ ابن حزم وحمیدی کا یہی مختار ہے اور ابن عباس وجبیر بن مطعم رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے بھی مروی ہے۔ مغلطائی نے قول اول سے آغاز فرمایا اور امام ذہبی نے مزی کی پیروی کرتے ہوئے تہذیب التہذیب میں اسی پر اعتماد کیا اور قیل کے ساتھ مشہور کا حکم لگایا اور دمیاطی نے دس تاریخ کو صحیح قرار دیا۔ اقول (میں کہتا ہوں) ہم نے حساب لگایا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ولادت اقدس والے سال محرم کا غرہ وسطیہ (آغاز) جمعرات کے روز پایا تو اس طرح ماہ ولادت کریمہ کا غرہ وسطیہ بروز اتوار اور غرہ ہلالیہ بروز پیر ہوا تو اس طرح پیر کے روز ماہ ولادت مبارکہ کی آٹھ تاریخ بنتی ہے۔ یہی وجہ

[1] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد الاول ذکر تزوج عبداللہ آمنہ دار المعرفۃ بیروت ۱/۱۳۲
[2] " " " " "
[3] الفتوحات الاحمدیۃ بالمنح المحمدیۃ شرح الہمزیۃ تحت قولہ لیلۃ المولد جمالیہ قاہرہ ص ۱۰



علیه اصحاب الزیج ومجرد ملاحظة الغرة الوسطیة یظهر استحالة سائر الاقوال ماخلا الطرفین والعلم بالحق عند مقلب الملوین۔

ہے کہ اہل زیجات کا اس پر اجماع ہے۔ محض غرہ وسطیہ کو دیکھنے سے طرفین کے علاوہ تمام اقوال کا محال ہونا ظاہر ہوجاتا ہے اور حق کا علم شب و روز کو بدلنے والے کے پاس ہے۔ (ت)

اور شک نہیں کہ تلقی امت بالقبول کے لئے شان عظیم ہے، رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

الفطر یوم یفطر الناس والاضحی یوم یضحی الناس، رواه الترمذی[1] عن ام المؤمنین الصدیقة رضی الله تعالیٰ عنها بسند صحیح۔

عیدالفطر اس دن ہے جس دن لوگ عید کریں اور عیدالاضحی اس روز ہے جس روز لوگ عید منائیں (اس کو امام ترمذی نے صحیح سند کے ساتھ ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت کیا ہے۔ (ت)

اور فرماتے ہیں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم:

فطرکم یوم تفطرون واضحاکم یوم تضحون۔ رواه ابوداؤد[2] والبیهقی فی السنن عن ابی هریرة رضی الله تعالیٰ عنه بسند صحیح ورواه الترمذی وحسنه فزاد فی اوله[3] الصوم یوم تصومون والفطر الحدیث وارسله الشافعی فی مسنده[4] والبیهقی فی سننه عن عطاء فزاد فی آخره وعرفة یوم تعرفون[5]۔

تمہاری عیدالفطر اس دن ہے جس دن تم عیدالفطر کرو اور تمہاری عیدالاضحی اس دن ہے جس دن کو تم عیدالاضحی کرو۔ اس کو ابوداؤد اور بیہقی نے سنن میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے صحیح سند کے ساتھ روایت کیا ہے۔ ترمذی نے اس کو روایت کرکے حسن قرار دیا اور اس کے شروع میں یہ بڑھایا کہ روزہ کا دن وہ ہے جس کو تم سبب روزہ کا دن قرار دو اور عیدالفطر کا دن وہ ہے (حدیث کے آخر تک)۔ امام شافعی علیہ الرحمۃ نے اپنی مسند میں اسکو بطور ارسال ذکر فرمایا۔

[1] جامع الترمذی ابواب الصوم باب ماجاء فی الفطر والاضحی متی یکون امین کمپنی دہلی ۱/۹۹
[2] سنن ابی داؤد کتاب الصیام باب اذا اخطأ القوم الہلال آفتاب عالم پریس لاہور ۱/۳۱۸
[3] جامع الترمذی ابواب الصیام باب ماجاء ان الفطر یوم تفطرون الخ امین کمپنی دہلی ۱/۸۸
[4] السنن الکبرٰی کتاب الحج باب خطأ الناس یوم عرفۃ دار صادر بیروت ۵/۱۷۶

۴۱۴

بیہقی نے اپنی سنن میں حضرت عطا سے روایت کرتے ہوئے آخر میں یہ اضافہ کیا کہ یوم عرفہ وہی ہے جس کو تم سب یوم عرفہ سمجھو۔ (ت)

یعنی مسلمانوں کا روزِ عید الفطر عید الاضحی روزِ عرفہ سب اُس دن ہے جس دن جمہور مسلمین خیال کریں اسے وان لم یصادف الواقع و نظیرہ قبلۃ التحری (اگرچہ وہ واقع کے مطابق نہ ہو اس کی نظیر قبلۂ تحری ہے۔ ت) لاجرم عید میلاد والا بھی کہ عید اکبر ہے قول و عمل جمہور مسلمین ہی کے مطابق بہتر ہے فلا وفق العمل ماعلیہ العمل (بہترین و مناسب ترین عمل وہی ہے جس پر جمہور مسلمانوں کا عمل ہو۔ ت) یہ ہے ان مسائل میں کلام مجمل اور تفصیل کے لئے دوسرا محل۔ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب والیہ المرجع والمآب۔

مسئلہ ۲۲۲: سادسہ شمسی تاریخ کیا تھی؟

## الجواب

ولادتِ اقدس ہجرتِ مقدسہ سے ترپن ۵۳ برس پہلے ہے مرفوع ۶۰ سال ۵ نداک، مرفوع ۷ سال مرکا۔ ۵لجا کہ ۱۸۷، ۱۸ یوم ہوئے یعنی اُس سال کا محرم وسطے سال ہجرت کے محرم وسطے سے اتنے دن پہلے تھا ساتوں پر تقسیم کئے سے کچھ نہ بچا اور ابتدائے سال ہجری بحساب اوسط پنجشنبہ ہے تو ان ایام مذکورہ کا پچھلا دن چارشنبہ تھا اور جبکہ یہ پورے ہفتے ہیں تو ان کا پہلا دن پنجشنبہ تھا اور جب اس سال کا مدخل پنجشنبہ ہوا تو اُس ربیع الاول کا مدخل یکشنبہ تو دوشنبہ کو نویں تھی یعنی یکم وسطی وہ ہلالی سے ایک دن پہلے ہوتی اب مابین التاریخین ہماری تحقیق میں ۱۳۳ لط ہے ۵لج ا۔ نبھہ لجحوم وصفر نط۔ ط ربیع الاول۔ ترنامو۔ ۵۰۰ سال ھہ مم مط ررضر۔ ۷سال رذر اھ تارچ الک تاریخ مطلوب بستم اپریل ۵۷۱ء معرفت یوم ہماری جداول سے ۵۷۱-۳۳۶-۲۳۵-۲۸ باقی ۱۱ پس جدول ر میں مقابل ۱۱ دیکھا مدخل ۵۷۱ء پنجشنبہ ہوا اور مدخل اپریل چارشنبہ پس بستم اپریل دوشنبہ، وھو المطلوب واللہ تعالٰی اعلم۔

## فصل دوم

مسئلہ ۲۲۳: ۱۹ ربیع الاول شریف ۱۳۱۷ھ

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ وفات شریف حضور پُرنور صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی تاریخ کیا ہے؟ بینوا توجروا (بیان کیجئے اجر دیئے جاؤ گے۔ ت)

۴۱۵

ثبوت حاضر ہے

## الجواب

قول مشہور و معتمد جمہور دوازدہم ربیع الاول شریف ہے، ابن سعد نے طبقات میں بطریق عمر بن علی مرتضٰی رضی اللہ تعالٰی عنہما امیر المومنین مولٰی علی کرم اللہ تعالٰی وجہہ الکریم سے روایت کی:

قال مات رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین لاثنتی عشرۃ مضت من ربیع الاول[1]

یعنی حضور اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کی وفات شریف روز دوشنبہ بارھویں تاریخ ربیع الاول شریف کو ہوئی۔

شرح مواہب علامہ زرقانی آخر مقصد اول میں ہے:

الذی عند ابن اسحٰق والجمھور انہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم مات لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من شھر ربیع الاول[2]

امام ابن اسحاق اور جمہور کے نزدیک رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال اقدس ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ کو ہوا۔ (ت)

اسی میں آغاز مقصد دہم میں ہے:

قول الجمھور انہ توفی ثانی عشر ربیع الاول[3]

جمہور کا قول یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم نے بارہ ربیع الاول کو وصال فرمایا۔ (ت)

خمیس فی احوال انفس نفیس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم میں ہے:

توفی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم یوم الاثنین نصف النھار لاثنتی عشرۃ لیلۃ خلت من ربیع الاول سنۃ احدی عشرۃ من الھجرۃ ضحٰی فی مثل وقت الذی دخل فیہ المدینۃ[4]

نبی اقدس صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم کا وصال مبارک بارہ ربیع الاول شریف ۱۱ھ بروز پیر دوپہر کے وقت ہوا جس وقت آپ مدینہ منورہ میں داخل ہوئے تھے۔ (ت)

[1] الطبقات الکبرٰی ابن سعد ذکر کم مرض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الخ دار صادر بیروت ۲/ ۲۷۲
[2] شرح الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ آخر البعث النبویۃ دار المعرفۃ بیروت ۱/ ۱۱۰
[3] شرح العلامۃ الزرقانی علی المواہب اللدنیۃ المقصد العاشر " " ۸/ ۲۵۰
[4] تاریخ الخمیس فی احوال انفس نفیس ذکر وقت موتہ علیہ السلام مؤسسۃ شعبان بیروت ۲/ ۱۶۲

جشن عید میلاد النبیؐ بدعت ہے۔ یہ پہلے تین زمانوں میں نہیں منائی گئی اور رسول اللہ ﷺ کی تاریخ پیدائش ۸ ربیع الاول ہے اور تاریخ وفات ۱۲ ربیع الاول ہے۔ دیکھئے احمد رضا خاں بریلوی صاحب کی تصنیف فتاویٰ رضویہ جلد ۲۶ ص ۴۱۲ تا ۴۱۵

۱۴ قبر پر اذان۔
۱۵ عرفہ۔
۱۶ تبرک کی روٹیاں اور شادی بیاہ سے متعلق رسومات اور بدعات۔
۱۷ شرع محمدی مہر۔
۱۸ چوتھی کھیلنا۔
۱۹ بی بی کی فاتحہ۔
۲۰ نو بیاہتا عورت کا محرم اور شعبان کا چاند میکے میں دیکھنا۔
۲۱ بی بی کی کہانی ماننا۔
۲۲ بی بی کی صحنک۔
۲۳ بارہ اماموں کے پیالے۔
۲۴ امام ضامن باندھنا۔
۲۵ منت کی بالی اور کڑے پہننا۔
۲۶ بڑے پیر صاحب کی ہنسلی پہننا۔
۲۷ سہاگنیں کھلانا۔
۲۸ محافل میلاد۔
۲۹ صلوٰۃ وسلام (خودساختہ)۔
۳۰ شرکیہ نعتیں لکھنا۔
۳۱ شرکیہ نعت خوانی۔
۳۲ خودساختہ درود پڑھنا۔
۳۳ انگوٹھے چومنا۔
۳۴ خودساختہ دعائیں۔
۳۵ خودساختہ وظائف۔
۳۶ دعاؤں میں اضافے۔
۳۷ نماز، روزے اور وضو کی زبان سے نیت کرنا۔

۳۸ ندا لغیر اللہ۔

۳۹ ہرے اور کتھئی رنگ کا صافہ باندھنا۔

۴۰ سلسلہ ہائے طریقت۔

۴۱ قوالیاں۔

۴۲ تعویذ گنڈے۔

۴۳ ختم خواجگان۔

۴۴ شبینہ۔

۴۵ ''بسم اللہ'' کرنا۔

۴۶ آمین۔

۴۷ روزہ کشائی۔

۴۸ مساجد پر چراغاں کرنا۔

۴۹ مساجد میں ٹوپیاں رکھنا۔

۵۰ مزارات پر گنبد بنانا۔

۵۱ مزارات پر چراغاں کرنا۔

۲۲ مزارات کو غسل دینا۔

۲۳ قبروں پر پھول چڑھانا۔

۵۴ قبر پر اگربتی جلانا۔

۵۵ بزرگوں کے ختم۔

۵۶ تلاوت قرآن مجید کے بعد صدق اللہ العظیم کہنا۔

۵۷ فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا۔

۵۸ خانقاہیں تعمیر کرنا۔

۵۹ مساجد، مدارس اور گھروں میں مُردوں کی تدفین۔

۶۰ وضو میں گردن کا مسح کرنا۔

۶۱ وضو کے دوران کلمہ شہادت پڑھنا۔

٦٢ مساجد میں مینا کاری اور آرائش۔
٦٣ گھروں اور دکانوں پر تصاویر، مزارات کے طغرے لگانا۔
٦٤ قبر پر قرآن پڑھنا اور پڑھوانا۔
٦٥ برائے دفع بلیات اذان دینا۔
٦٦ بارش روکنے کے لیے اذان دینا۔
٦٧ علاوہ نماز کے قرآن پڑھتے ہاتھ باندھنا۔
٦٨ غیر اللہ کے لیے قیام تعظیمی کرنا۔
٦٩ نماز عید سے قبل تقریر کرنا۔
٧٠ چار ہاتھوں سے مصافحہ کرنا اور سینے پر ہاتھ رکھنا۔
٧١ جمعہ کی نماز میں تین خطبے دینا۔
٧٢ خطبہ جمعہ سے قبل برائے ادائیگی سنت وقفہ دینا۔
٧٣ بعد نماز جمعہ ظہر احتیاطی پڑھنا۔
٧٤ مردوں اور عورتوں کا جدا جدا طریقے سے نماز پڑھنا۔
٧٥ چھ کلمے پڑھنا اور پڑھوانا۔
٧٦ نماز پڑھ کر امام کا صرف شمال کی طرف ہی منہ کر کے بیٹھنا۔
٧٧ نماز غوثیہ۔
٧٨ نماز رغائب یا صلوٰۃ رجبیہ۔
٧٩ نماز پڑھ کر ہتھیلیاں آسمان کی طرف کر کے سجدہ کرنا۔
٨٠ چلے لگانا اور چلہ کشی کرنا۔
٨١ عقیق کی انگوٹھی موثر سمجھ کر پہننا۔
٨٢ نویت سنت الاعتکاف کہنا۔
٨٣ قبرستان میں مساجد بنانا۔
٨٤ مردے سے معافی مانگنا اور کہا سنا معاف کرنا۔
٨٥ سوگ میں کالے کپڑے پہننا اور کالی پٹیاں باندھنا۔

بدعات کی فہرست میں دی گئی بدعات میں سے اکثر ظاہر و باہر ہیں لیکن کچھ بدعات کی وضاحت مندرجہ ذیل ہے۔اس کی غرض وغایت صرف یہ ہے کہ عوام بدعات سے آگاہ ہوں، دین کی سمجھ حاصل کریں، سنت سے آگاہی ہو، پھر بدعات سے اجتناب کرتے ہوئے سنتوں پر عمل پیرا ہوں۔

## عرفہ:

شب براءت سے دو دن پہلے عرفے کے نام سے نئے اور پرانے مردوں کی فاتحہ بڑی دھوم دھام سے حلوے اور روٹی پر دلائی جاتی ہے۔ پرانے مردوں پر عرفے کی فاتحہ واجبی طور پر دی جاتی ہے لیکن نئے مردے کی عرفہ کی فاتحہ میں پورا خاندان اور برادری کو اکٹھا کیا جاتا ہے۔ تقریب میں نہ آنے والوں پر طعن کیا جاتا ہے۔حلوہ اور روٹی نہ صرف کھلایا جاتا ہے بلکہ غریب غرباء میں تقسیم بھی کیا جاتا ہے اور یہ بدعت بھی نام نہاد اہل سنت ہی کے ہاں رائج ہے، باوجود یکہ وہ اس رسم کا احادیث صحیحہ اور سنت رسول ﷺ میں کوئی ثبوت نہیں پاتے ہیں۔

## شرع محمدی مہر:

شرع محمدی مہر عوام میں اس قدر مشہور ہے کہ نہ صرف جاہل بلکہ پڑھے لکھے لوگ بھی یہ سمجھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جتنے نکاح فرمائے سب میں اپنی ازواج کا مہر ساڑھے بتیس روپیہ مقرر فرمایا، لہٰذا ہمیں بھی اتنا ہی مہر رکھنا چاہیے۔عوام کو جاننا چاہیے کہ یہ سب عورتوں کے حقوق سلب کرنے والوں کے ڈھکوسلے اور بدعتی کام ہیں کہ ان ناجائز کاموں کو کرتے ہیں اور پھر سمجھتے ہیں شاید اب یہ ثواب کے مستحق بھی ہو گئے ہیں حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے کسی زوجہ کا مہر ساڑھے بتیس روپیہ نہیں رکھا بلکہ ہر زوجہ کو بقدر استطاعت آپ ﷺ نے بڑھ چڑھ کر مہر عطا کیا۔ چنانچہ تاریخی روایات اور احادیث سے یہ ثابت ہے کہ آپ ﷺ نے اپنی درج ذیل ازواج مطہرات کو کتنا کتنا مہر دیا:

① سیدہ خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔ (بحوالہ نور الیقین فی سیرۃ سید المرسلین)

② سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔

③ سیدہ سودہ بنت زمعہ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔

④ سیدہ حفصہ بنت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔

۵ سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔ [1]

۶ سیدہ ام حبیبہ بنت ابوسفیان رضی اللہ عنہا کا مہر نجاشی شاہ حبشہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے چار ہزار درہم دیا۔ [2]

۷ سیدہ صفیہ بنت حیی رضی اللہ عنہا غزوۂ خیبر میں قید ہوئی تھیں، آپ نے انھیں آزاد کر کے نکاح میں لے لیا تھا، یہی ان کا مہر تھا۔

۸ سیدہ میمونہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا کا مہر بارہ اوقیہ سونا و نصف اوقیہ تھا۔

۹ سیدہ جویریہ بنت الحارث رضی اللہ عنہا غزوۂ مریسیع میں قید ہو کر ثابت بن قیس اوران کے بھائی کے حصہ میں آئی تھیں اور نو اوقیہ سونے پر مکاتب بنی تھیں جسے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ادا کر کے ان سے نکاح کرلیا تھا، یہی ان کا مہر تھا۔

۱۰ سیدہ زینب بنت خزیمہ ام المساکین رضی اللہ عنہا کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک تولہ سونا اور دس تولہ چاندی مہر دیا تھا۔

۱۱ سیدہ ام سلمہ بنت ابی امیہ رضی اللہ عنہا کا مہر ساڑھے بارہ اوقیہ سونا تھا۔

۱۲ سیدہ ماریہ قبطیہ رضی اللہ عنہا کنیز تھیں، بطور ہدیہ مقوقس شاہ روم کی طرف سے ملی تھیں۔

علاوہ ازیں مہر کے سلسلے میں کچھ لوگ مبالغہ بھی کرنے لگے ہیں، شاید نام آوری کی خاطر آج کل لاکھ دو لاکھ کا مہر رکھنا ایک رواج بنتا جا رہا ہے جب کہ صحیح حدیث میں امیر المومنین جناب عمر بن خطاب کا یہ ارشاد موجود ہے کہ عورتوں کے حق مہر میں مبالغہ نہ کرو۔ اگر زیادہ حق مہر باندھنا دنیا میں عزت والی چیز ہوتی تو اللہ کے نزدیک اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم زیادہ لائق تھے کہ زیادہ حق مہر مقرر کرتے۔ میں نہیں جانتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ساڑھے بارہ اوقیہ سونے سے زائد پر اپنی بیویوں سے نکاح کیا ہو اور بیٹیوں کا نکاح کیا ہو۔

## دعاؤں میں اضافے:

وہ تمام دعائیں جو احادیث صحیحہ میں مرقوم ہیں ہمارے لیے کافی وشافی ہیں لیکن ہمارے

---

1. مسلم، كتاب النكاح، باب الصداق و جواز كونه تعليم...... الخ : ۱۴۲۶۔ بغير أسماء أزواجه صلى الله عليه وسلم

2. سنن أبي داوٗد، كتاب النكاح، باب الصداق : ۲۱۰۸

برصغیر کے نام نہاد اہل سنت جن میں بریلوی اور دیوبندی دونوں ہی شامل ہیں، انھوں نے ان مسنون دعاؤں میں بھی اپنی جانب سے کلمات بڑھا دیے ہیں۔ ان اضافوں کا یہی مطلب اخذ کیا جا سکتا ہے کہ ان حضرات کے نزدیک زبان رسالت مآب ﷺ سے نکلی ہوئی دعائیں ناقص اور ادھوری ہیں، اسی لیے ان حضرات نے دعاؤں میں اضافے کیے ہیں۔ ان اضافوں کی چند مثالیں درج ذیل ہیں:

نماز کے بعد کے اذکار جو احادیث صحیحہ میں درج ہیں، ان میں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ سلام پھیرتے تو نہ بیٹھتے مگر اتنی مقدار کہ اس میں کہتے: (( اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ )) [1] لیکن یہ دعا ہمارے برادران ان کلمات کے اضافے کے ساتھ پڑھتے ہیں: (( اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ وَ اِلَيْكَ يَرْجِعُ السَّلَامُ حَيِّنَا رَبَّنَا بِالسَّلَامِ وَ اَدْخِلْنَا دَارَالسَّلَامِ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَ تَعَالَيْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَ الْإِكْرَامِ )) (مترجم نماز محمد شفیع اوکاڑوی)

علاوہ ازیں اذان کے بعد کی دعا احادیث شریفہ میں ان کلمات کے ساتھ وارد ہوئی ہے: (( اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَا نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ )) [2] جب کہ احناف کے دونوں گروہ اس دعا کو ان کلمات میں اضافوں کے ساتھ پڑھتے ہیں: (( اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَ الصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَ الْفَضِيْلَةَ وَ دَرَجَةَ الرَّفِيْعَةَ وَبْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِیْ وَعَدْتَّهٗ وَارْزُقْنَا شَفَاعَتَهٗ يَوْمَ الْقِيَامَةِ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ )) (نماز مترجم اوکاڑوی)

مذکورہ بالا مثالوں کے علاوہ ایسی اور بھی بیسیوں مثالیں ہیں لیکن بخوف طوالت انھیں درج نہیں کر رہا، صرف انھی مثالوں کو بیان کیا ہے جو روزمرہ پڑھنے کی دعائیں کہلاتی ہیں۔

برادران اسلام!

انصاف سے کہیے کہ کیا ان دعاؤں میں اضافہ کرنا اس امر کی نشاندہی نہیں کر رہا کہ اضافہ

---

1. مسلم، کتاب المساجد، باب استحباب الذکر بعد الصلاۃ و بیان صفتہ: ۵۹۲
2. بخاری، کتاب الأذان، باب الدعاء عند الأذان: ۶۱۴

کرنے والوں کے نزدیک یہ دعائیں ناقص اور ادھوری تھیں، جبھی تو یہ اضافے کیے گئے۔ اس طرح دانستہ طور پر رسول اللہ ﷺ کی تعلیم کردہ دعاؤں میں تحریف اور اضافے کیے گئے۔ کیا ان حضرات پر وحی اتری تھی کہ انھوں نے اپنی جانب سے یہ کلمات بڑھائے یا پھر یہ لوگ تعلیمات رسول اللہ ﷺ کو ناقص و ادھورا سمجھتے ہیں کہ اپنے اضافوں سے اس کی تکمیل کر رہے ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذالک) پھر یہ لوگ کس دیدہ دلیری سے اسی منہ سے عاشق رسول ﷺ بھی بنے پھرتے ہیں جس سے نبی ﷺ کی تعلیم کردہ دعاؤں کو پڑھنے کی بجائے اضافہ شدہ دعاؤں کو پڑھتے ہیں، جبکہ یہ اضافے بدعت ہیں اور بدعتی دعاؤں کا پڑھنا رسول کریم ﷺ کی تعلیم کردہ دعاؤں کو ناقص اور ادھورا سمجھنا ہے۔ اس سے زیادہ نبی ﷺ کی اور کیا گستاخی ہو سکتی ہے جو آج کل کے نام نہاد اہل سنت کر رہے ہیں۔

## نماز، روزے اور وضو کی زبان سے نیت کرنا:

ہمارے نام نہاد سنی بھائیوں سے اگر کوئی یہ پوچھتا ہے کہ سنی کسے کہتے ہیں تو اکثریت یہ جواب دیتی ہے کہ جو لوگ سن کر مسلمان ہوئے ہیں، وہ سنی کہلاتے ہیں۔ اسی لیے ان بے چاروں کے ہاں قرآن و حدیث پر عمل کی بجائے ہمیشہ سنی سنائی باتوں پر عمل ہوتا ہے۔ جو باپ دادا سے سن لیا اور مولویوں اور ملاؤں سے سن لیا وہ عمل کے لیے کافی ہے۔ اس کی ایک مثال زبان سے نماز اور روزے کی نیت کرنا ہے۔ ہمارے یہ بھائی بہن جب نماز پڑھنے کے لیے کھڑے ہوتے ہیں تو نماز پڑھنے سے پہلے یہ کلمات زبان سے ادا کرتے ہیں: ''نیت کی میں نے چار رکعت فرض نماز ظہر واسطے اللہ تعالیٰ کے، منہ میرا کعبہ شریف کی طرف پیچھے اس امام کے......'' اگر نماز کوئی اور ہو تو اس کی وضاحت بصورت الفاظ ان کلمات نیت میں کی جاتی ہے۔ میں نے احادیث شریفہ میں ایک ایک حدیث کو چھان مارا مگر صحیح تو کیا ضعیف سے ضعیف حدیث میں بھی مجھے یہ الفاظ یا ان سے ملتے جلتے الفاظ نہیں ملے۔ نہ کسی صحابی کے عمل سے ثابت ہے کہ وہ نماز سے قبل اس قسم کے الفاظ میں نیت باندھا کرتے تھے، صرف ان دو باتوں ہی سے ثابت ہو جاتا ہے کہ یہ کلمات نیت جو زبان سے ادا کیے جاتے ہیں وہ سراسر بدعت ہیں اور یہ کلمات زبان سے ادا کرنے والے سو فیصد بدعتی اور غضب الٰہی کے مستحق ہیں۔
نیت درحقیقت دل کے ارادے کو کہتے ہیں اور اسی کے بارے میں حق تعالیٰ نے فرمایا:

إِنَّهُ عَلِيمٌ بِذَاتِ الصُّدُورِ [سورة الملك : ١٢] ''بے شک وہ سینوں میں چھپی باتوں کو جانتا ہے۔'' جب یہ واضح ہے کہ وہ ہماری نیتوں سے باخبر ہے تو پھر ان کلمات کی ادائیگی عبث اور بے فائدہ ہے۔ اسی باعث رسول اللہ ﷺ نے نہ تو خود کبھی زبان مبارک سے اس قسم کے کلمات نیت ادا کیے اور نہ آپ نے اپنے پیروکاروں کو ایسی کوئی تعلیم دی۔

نماز کی اس نیت کی مانند ان نام نہاد اہل سنت نے ایک خود ساختہ روزے کی نیت بھی بنا لی ہے جو نہ تو رسول اللہ ﷺ سے ثابت ہے اور نہ کسی صحابی کے قول سے اس کا ثبوت ملتا ہے۔ الفاظ نیت یہ ہیں "وَبِصَوْمِ غَدٍ نَوَيْتُ مِنْ شَهْرِ رَمَضَانَ" ان کلمات کو بدعت کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں، اس لیے کہ یہ خود ساختہ کلمات ہیں۔ افصح العرب ﷺ کی زبان مبارک سے ایسی گلابی عربی نہ تو کبھی سنی گئی اور نہ باسند صحیح وحسن نقل کی گئی۔

کچھ لوگ وضو کے موقع پر یہ کہتے سنے گئے ہیں کہ'' میں نیت کرتا ہوں واسطے نماز فلاں فلاں کے'' الغرض یہ تمام نیتوں کے کلمات مسنون نہیں ہیں، انھیں ان جاہلوں نے ایجاد کیا ہے جو عرف عام میں صوفیاء کہلاتے ہیں۔ وجہ ایجاد بدعت یہ ہے کہ صحیح حدیث میں ہے: (( إِنَّمَا الْأَعْمَالُ بِالنِّيَّاتِ )) [1] یعنی'' اعمال کا دار و مدار نیتوں پر ہے۔'' لہٰذا ہر عمل سے پہلے اس کی نیت کرنا واجب ہوا۔ میں کہتا ہوں کہ اگر تقاضائے حدیث یہی ہے تو صاحب حدیث نے ایسا عمل پیش کیوں نہیں کیا۔ حدیث شریف کے معنی یہ ہیں کہ زبان سے اور ظاہری عمل سے جو کچھ کہا جائے اور کیا جائے وہ عند اللہ ماجور نہیں بلکہ ارادۂ قلب بوقت عمل باعث اجر و ثواب ہے نہ کہ قول زبان۔ پس اس حدیث سے بھی اس امر کی تردید ثابت ہے اور اس میں کوئی شک نہیں کہ زبان سے نیت کرنا بدعت ہے۔

## سلسلہ ہائے طریقت:

یہ حکایت بھی ہمارے برصغیر میں بہت مشہور ہے کہ شریعت اور طریقت دونوں سے مل کر اسلام بنتا ہے، گویا اسلام نہ ہوا بھان متی کا کنبہ ہوا کہ شریعت میں چار امام مقلدوں کے اور بارہ امام رافضیوں کے جب تک شامل نہ ہوں شریعت ادھوری ہے۔ اصطلاح میں شریعت اور طریقت تقریباً ہم معنی اور مترادف الفاظ ہیں مگر مذہبی جغادریوں نے ان دونوں کو جدا جدا کر دیا

[1] بخاری، کتاب الإیمان، باب ما جاء أن الأعمال بالنية والحسبة: ۵۴

ہے۔ تقلید کے باب میں شریعت کے ناخداؤں کا ذکر آ گے آئے گا۔ اس باب میں طریقت سے اور اس کے سلسلوں سے متعلق عرض کرنا مقصود ہے۔ اس وقت جو سلسلے ہمارے درمیان پائے جاتے ہیں ان میں سے چند مشہور سلسلوں کے نام یہ ہیں: نقش بندی، چشتی، قادری، سہروردی، نظامی، گولڑی، رضوی، اشرفی، قلندری، کچھوچھوی، صابری، گونڈلوی، الوری، راشدی، وارثی، واسطی، براری وغیرہ وغیرہ۔

ان سلسلوں سے تعلق رکھنے والے افراد کو یہ تعلیم دی جاتی ہے کہ ان سلسلوں میں شامل ہونا اور کسی بزرگ کے ہاتھ پر بیعت کر کے مدارج روحانیت کا طے کرنا سنت ہے لیکن قرآن اور حدیث میں اس بات کا کوئی اشارہ تک نہیں ملتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کوئی حکم فرمایا ہو۔ کہا جاتا ہے ان تمام روحانی سلسلوں کی انتہا سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی ذات گرامی پر ہوتی ہے مگر احادیث شریفہ سے اس کا ثبوت بھی نہیں ملتا، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ یہ تمام سلسلے بدعتی سلسلے ہیں، ان کے امام اور خلیفہ وغیرہ سب کے سب پکے بدعتی اور گمراہ لوگ ہیں۔ یہ سلسلے اولیاء اللہ سے بھی ثابت نہیں ہیں۔ مثلاً قادری سلسلہ کا کوئی ثبوت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمہ اللہ سے اور آپ کی سوانح مبارکہ سے نہیں ملتا۔ یہی حال دوسرے سلسلوں کا ہے۔ باقی جو روایات ہیں وہ سب جھوٹی ہیں اور حقیقت سے کوسوں دور۔ ان سلسلوں کے ذریعے بدعت کی تعلیم دی جاتی ہے، قوالیاں اور گانے وغیرہ کی تعلیم سازو آواز کے ساتھ اس کے علاوہ ہے۔ جس خانقاہی سلسلہ میں یہ سلسلہ ہائے طریقت پھل پھول رہے ہیں یہ بھی ایک لعنت اور بدعت ہے۔ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنے امتیوں کی تعلیم کے لیے خانقاہ نہیں بلکہ مسجد تعمیر فرمائی تھی، اسلام میں اصل مرکز مسجد ہے مگر خانقاہی سلسلوں نے عوام کو مساجد سے دور اور مقبروں سے قریب کر دیا ہے۔

برادرانِ اسلام! یہ خانقاہی ڈاکو آپ کی دولت ایمانی پر شب و روز ڈاکے ڈال رہے ہیں، آپ کو اصل ایمان باللہ اور ایمان بالرسول سے دور کر کے شرک و بدعات کی ظلمتوں میں غرق کر رہے ہیں بلکہ ان میں سے کچھ دولت ایمانی پر ڈاکے ڈالنے کے ساتھ ساتھ دولت دنیاوی پر ہاتھ صاف کر رہے ہیں۔ اس سلسلے میں آپ ابھی خانقاہ چشتیہ والے حاجی عثمان کو نہ بھولے ہوں گے جس نے الائنس موٹرز کے نام پر اہل کراچی کے اربوں روپے اپنے باپ کا مال سمجھ کر ہڑپ کر لیے۔ اب بھی اگر آپ نہ سمجھیں تو پھر اللہ ہی آپ کو سمجھائے اور آپ ان بدعتی پیروں اور ان کے سلسلوں سے جان چھڑائیں۔

## تعویذ لٹکانا شرک ہے؟

1 سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو کہتے ہوئے سنا کہ ''دم (شرکیہ الفاظ ومنتر وغیرہ) تعویذ اور تولہ (محبت کا تعویذ) سب شرک ہے۔'' [1] بعض قسم کے دم جن میں شرکیہ الفاظ نہیں تھے نبی ﷺ نے ان کی رخصت دے دی مگر تعویذ گنڈے کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کو شرک قرار دیا ہے اور اسی طرح تعویذ محبت وغیرہ کو بھی شرک فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے شرک کو ظلم عظیم فرمایا۔ (لقمان: ۱۳) اور فرمایا کہ شرک کرنے والے کو کبھی معاف نہیں کیا جائے گا، وہ ابدی جہنمی ہوگا۔ (النساء: ۴۸)

2 رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جس نے تعویذ لٹکایا اس نے شرک کیا۔'' [2]

3 وکیع سعید بن جبیر رحمہ اللہ سے روایت کرتے ہیں کہ جس شخص نے کسی آدمی کا تعویذ کاٹ دیا تو گویا اس نے ایک جان آزاد کرا دی۔ [3]

4 وکیع کہتے ہیں کہ ابراہیم نخعی مشہور تابعی (امام ابوحنیفہ کے استاد کے استاد) روایت کرتے ہیں: ''صحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عزام رحمہم اللہ ہر قسم کے تعویذوں کو ناجائز سمجھتے تھے۔ ان میں قرآن لکھا ہوتا یا غیر قرآن۔'' [4]

5 قاضی ابوبکر فیصلہ فرماتے ہیں کہ قرآن کا لٹکانا سنت کا طریقہ نہیں ہے، سنت تو یہ ہے کہ قرآن سے نصیحت حاصل کی جائے، اسے لکھ کر لٹکایا نہ جائے۔ (عون المعبود: ۴/ ۶)

نبی ﷺ کا فرمان یہ ہے اور آج امت محمدیہ میں جدھر نگاہ ڈالیے کڑے ہی کڑے، چھلے ہی چھلے نظر آتے ہیں، بلاؤں اور جنات سے بچنے کے لیے لوہے کے ٹکڑے بچوں کے پاس اور اپنے پاس رکھتے ہیں۔

6 سیدنا جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے پوچھا گیا کہ جن بھوت اتارنے کے عمل کے بارے (تعویذات وغیرہ سے) آپ کا کیا حکم ہے؟ ارشاد فرمایا: ''یہ شیطانی عمل ہے۔'' [5]

---

[1] مستدرك حاكم [2] مسند أحمد: ۴/ ۱۵۶، ح: ۱۷۵۵۸۔ مستدرك حاكم: ۴/ ۲۱۹

[3] مصنف ابن ابی شیبة، حدیث: ۳۵۲۴

[4] مصنف ابن ابی شیبة، حدیث: ۳۵۱۸

[5] أبو داود، كتاب الطب، باب في النشرة: ۳۸۶۸

**بسم اللہ کرنا:**

بچوں کو قرآن مجید پڑھانا ہمارے فرائض میں شامل ہے۔ اس لیے کہ یہ قرآن اللہ تعالیٰ نے اسی مقصد کے لیے نازل فرمایا ہے کہ ہم بھی اسے پڑھیں اور ہماری اولادیں بھی اور سبھی اس پر احادیث شریفہ کی تشریحات و توضیحات کی روشنی میں عمل کریں۔ ہمارے نام نہاد سنی احباب نے یہاں بھی ایک تقریب اور ایک بدعت ''بسم اللہ'' کے نام سے ایجاد کر رکھی ہے۔ وہ یہ کہ جب بچہ چار سال چار ماہ اور چار دن کا ہو جائے تو اس کی ''بسم اللہ'' کی جاتی ہے۔ کچھ فیشن ایبل گھرانوں میں سال و ماہ کا خیال نہیں رکھا جاتا لیکن نام نہاد سنی حضرات کے دیندار گھرانوں میں سال و ماہ و ایام کا نہایت شدت سے خیال رکھا جاتا ہے۔ بسم اللہ کی تقریب میں شرکت کرنا ثواب دارین کا حاصل کرنا ہوتا ہے، یہی دعوت ناموں پر لکھا جاتا ہے۔ کوئی مشہور قاری یا مولوی آکر بچے یا بچی کو بسم اللہ شریف پڑھاتا ہے اور ساتھ میں کوئی ایک آدھ آیت یا چھوٹی سی کوئی سورت پڑھاتا ہے پھر مبارک سلامت کا شور اور میلاد وغیرہ شروع ہو جاتی ہے۔ میں نے احادیث کی تمام کتابیں اور تاریخ کی بھی تمام ہی کتابیں تقریباً دیکھ ڈالیں مگر مجھے کہیں بھی یہ نظر نہیں آیا کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے بڑے نواسے سیدنا علی بن زینب رضی اللہ عنہا اور نواسی امامہ بنت زینب رضی اللہ عنہا کی بسم اللہ کروائی ہو، یا اپنی منجھلی صاحبزادی رقیہ رضی اللہ عنہا کے صاحبزادے اور سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ کے بیٹے عبداللہ بن عثمان رضی اللہ عنہما کی بسم اللہ کروائی ہو، یا آپ ﷺ کی تیسری صاحبزادی سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کے بڑے بیٹے حسن رضی اللہ عنہ، بڑی بیٹی زینب رضی اللہ عنہا، ام کلثوم رضی اللہ عنہا اور چھوٹے بیٹے حسین رضی اللہ عنہ وغیرہ جو آپ ﷺ کے نواسے نواسیاں تھے ان کی بسم اللہ کروائی ہو۔ اسی طرح نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اس کا کوئی ثبوت ملتا ہے تو پھر ہم کون ہوتے ہیں اپنی جانب سے بسم اللہ کی بدعت ایجاد کرنے والے۔

برادران اسلام! یا تو صاف صاف کہہ دیں کہ ہم شریعت خود بناتے ہیں یا پھر ان بدعات کو پاؤں کی ٹھوکر پر رکھ دیں اور صرف وہی کریں جس کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے ہمیں حکم دیا ہے۔

## آمین:

ایک آمین تو وہ جسے اگر امام کے پیچھے کوئی باآواز بلند کہہ دے تو لوگ اسے مارنے پر تیار ہو جاتے ہیں، حالانکہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے کہ یہ آمین کہنا سنت رسول اللہ ﷺ اور سنت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہے لیکن جس آمین کا ثبوت نہ رسول اللہ ﷺ سے ملتا ہے نہ آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے اسے ہمارے نام نہاد سنیوں نے اپنے دل سے لگا رکھا ہے، وہ یہ کہ جب بچہ قرآن مجید پورا پڑھ لیتا ہے تو کوئی قاری یا مولوی بلوایا جاتا ہے، اہتمام تقریب ہوتا ہے، پھر قاری یا مولوی بچے کو سورۂ فاتحہ پڑھاتا ہے جس کے آخر میں بچہ آمین کہتا ہے، اس طرح یہ محفل ثواب دارین انعقاد پذیر ہوتی ہے، اس محفل میں بھی بسا اوقات اہتمام میلاد شریف ہوتا ہے۔
علاوہ ازیں ایک طریقہ یہ بھی جاہل گھرانوں میں ہے کہ لڑکی کی آمین اس کی شادی کے موقع پر کی جاتی ہے، قرآن ختم کرنے کے بعد نہیں کی جاتی، عین رخصتی کے موقع پر لڑکی کی استانی بلائی جاتی ہے، وہ لڑکی کو سورۂ فاتحہ پڑھاتی ہے اور آخر میں لڑکی آمین کہہ دیتی ہے۔ میں یہ کہتا ہوں کہ یہ دونوں طریقے جہلاء اور پیٹ کے پجاریوں کے ایجاد کردہ ہیں، نہ اللہ کے رسول ﷺ نے اپنی اولاد کی آمین کی نہ اپنے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کی تعلیم دی، نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے ایسے عمل ایجاد کیے، نہ مقلدوں کے خود ساختہ اماموں سے ایسے احکام ثابت ہیں، پھر کون ہے جس نے یہ ساری خرافات دین کے نام پر ایجاد کی ہیں؟
میرے دوستو! یہ شیطان اور اس کے چیلوں کی ایجاد کردہ اور انھی کی پھیلائی ہوئی ہیں، کیا ان پر عمل کرنا شیطان کی فرماں برداری کرنا نہیں ہے؟

## روزہ کشائی:

روزہ رکھنا ہر عاقل و بالغ مسلمان پر فرض ہے لیکن فسادات کے اس دور میں یہ عبادت بھی اب ریاکاری میں بدلتی جا رہی ہے۔ اپنی دولت اور شان و شوکت کے اظہار کے لیے دین کے نام پر لوگوں نے جو نت نئی رسومات اور بدعات نکالی ہیں ان میں سے ایک روزہ کشائی بھی ہے، جس کی تقریب بڑی دھوم دھام سے منائی جاتی ہے۔ روزہ کشائی کرنے والے اپنے زعم باطل میں بہت بڑی نیکی کرتے ہیں، اس لیے آنے والے مہمان روزہ رکھنے والے بچے کے لیے تحفے تحائف وغیرہ لاتے ہیں، اس کے والدین کو ہار پہناتے ہیں اور مبارک باد دیتے ہیں کہ ماشاء اللہ آج ان کے بچے نے روزہ رکھا۔ ہماری گنہگار آنکھوں نے بارہا ان محافل میں یہ

مشاہدہ کیا کہ مبارک باد دینے والے اور وصول کرنے والے زیادہ تر بے روزہ دار ہی ہوتے ہیں، علاوہ ازیں نمازوں سے تو بالکل بیگانے ہوتے ہیں الا ماشاء اللہ۔ سوال یہ ہے کہ جب بچی یا بچہ پہلا روزہ رکھے تو اس کے لیے ایسی تقاریب لازمی ہیں؟ کیا اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات یہی ہیں؟ جب بچہ پہلی بار کلمہ پڑھتا ہے تو پھر کلمہ کشائی، جب پہلی بار مسجد جائے تو مسجد کشائی، جب پہلی بار نماز پڑھتا ہے تو نماز کشائی، جب پڑھائی شروع کرتا ہے تو تعلیم کشائی، جب سکول جانا شروع کرتا ہے تو مدرسہ کشائی، جب پہلی بار زکوٰۃ ادا کرتا ہے تو زکوٰۃ کشائی، جب پہلی بار جہاد کرتا ہے تو جہاد کشائی، جب پہلی بار عمرہ کرتا ہے تو عمرہ کشائی، جب پہلی بار حج کرتا ہے تو حج کشائی کیوں نہیں کی جاتی ہیں؟ کیا یہ کشائی صرف روزے ہی کے ساتھ لازم وملزوم ہے؟ اگر ہے تو کرنے والے قرآن وحدیث سے اس کا ثبوت دیں، ورنہ اسے بدعت سمجھتے ہوئے فوراً ترک کر دیں۔

## فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا:

جب بھی امام فرض نماز سے سلام پھیر کر فارغ ہوتا ہے تو وہ اور اکثر تمام نمازی مل کر دعا کرتے ہیں، امام دعا پڑھتا جاتا ہے اور مقتدی آمین آمین کہتے رہتے ہیں۔ یہ بات تقریباً تمام ہی مساجد میں نظر آتی ہے لیکن اس کا خصوصی اہتمام نام نہاد اہل سنت بالاستمرار اور بالتشدد کرتے ہیں۔ گویا اگر اجتماعی دعائے نہ ہو تو ان کی نماز نہیں ہوتی۔ میں کہتا ہوں کہ ہر نماز کے بعد عادت بنا کر اجتماعی دعا معمولات نبی ﷺ میں شامل نہیں ہے۔ نماز کے بعد اذکار مسنونہ تو البتہ احادیث سے ثابت ہیں جنھیں اجتماعی دعا پر قیاس نہیں کیا جا سکتا، اس لیے یہ بات کہنے میں مجھے کوئی باک نہیں کہ روزانہ ہر نماز کے بعد اجتماعی دعا ایک بدعت اور اس کے مرتکب بدعتی ہیں، خواہ ان کا تعلق کسی بھی مکتبۂ فکر سے ہو۔ اجتماعی دعا کے بارے میں چند لوگ احادیث ضعیفہ سے دلیل پکڑتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ ان احادیث کی بنیاد پر کبھی کبھی اجتماعی دعا مانگی جا سکتی ہے، اسے بدعت نہیں کہا جا سکتا۔ اس لیے ان احادیث ضعیفہ سے کبھی کبھی اجتماعی دعا کا ثبوت ملتا ہے لیکن استمرار کا ثبوت نہیں ملتا اور میرا کہنا بھی یہی ہے کہ اجتماعی دعا پر ہمیشگی یعنی استمرار کرنا ہی بدعت ہے نہ کہ فی الذات اجتماعی دعا بدعت ہے۔

## چھ کلمے پڑھنا اور پڑھانا:

نام نہاد سنی اپنے مدارس میں بچوں کو چھ کلموں کی تعلیم دیتے ہیں اور انھیں یہ چھ کلمے یاد کراتے ہیں۔ اول کلمہ طیب، دوسرا کلمہ شہادت، تیسرا کلمہ تمجید، چوتھا کلمہ توحید، پانچواں کلمہ استغفار اور چھٹا کلمہ ردِ کفر۔ نام نہاد سنی ان کلموں پر بڑا زور دیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ جس مسلمان کو یہ چھ کلمے یاد نہیں یا اس کا ان چھ کلموں پر ایمان نہیں اس کا یا تو ایمان نہیں یا پھر اس شخص کو کامل الایمان نہیں سمجھا جائے گا۔ میں کہتا ہوں کہ ان چھ کلموں کی یہ خاص ترتیب و ترکیب کی ایجاد، ان کی لازمی تعلیم اور ایمان کا لازمی جزو سمجھ کر یاد کرنا بدعت ہے۔ کسی حدیث سے ثابت نہیں کہ اللہ کے رسول جناب محمد مصطفیٰ ﷺ نے ان چھ کلموں کی اس طرح سے تعلیم اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دی ہو۔ یہ چھ کے چھ کلمے اس ترتیب سے اپنے ان ناموں سمیت کسی بھی حدیث کی کتاب موجود نہیں۔

## مردوں اور عورتوں کا جدا جدا طریقے سے نماز پڑھنا:

نام نہاد سنی جب نماز پڑھتے ہیں تو اپنے ہاتھ ناف کے نیچے باندھتے ہیں اور ان کی عورتیں اپنے ہاتھ سینے پر باندھتی ہیں۔ اسی طرح جب نام نہاد سنی مرد سجدہ کرتے ہیں تو ناک، پیشانی، ہتھیلیاں، گھٹنے اور قدموں کے کنارے یعنی انگلیاں زمین پر رکھتے ہیں اور بقیہ بدن کو زمین سے بلند رکھتے ہیں لیکن ان کی عورتیں جب سجدہ کرتی ہیں تو اعضائے سجدہ کو زمین پر رکھنے کے ساتھ ساتھ بقیہ بدن کو زمین سے لگا لیتی ہیں اور بدن کو سکیڑ لیتی ہیں۔ نام نہاد سنی مرد اور عورتوں کی نماز میں یہ فرق بدعت ہے۔ اس لیے کہ نہ تو قرآن مجید میں ایسا کوئی حکم پایا جاتا ہے نہ احادیث شریفہ میں اس فرق کا ثبوت ملتا ہے، بلکہ احادیث سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ عورت اور مرد کی نماز میں کوئی فرق نہیں سوائے لباس اور ستر پوشی کے۔ جن کے احکامات صاف الفاظ میں احادیث میں موجود ہیں۔ لہٰذا یہ بات ایک مضبوط دلیل کے طور پر کہی جا سکتی ہے کہ نام نہاد سنی مرد اور عورتوں کی نماز میں یہ فرق بدعت ہے اور اس فرق کے مطابق پڑھی جانے والی نماز خلاف سنت اور بدعت ہے نیز بدعت پر عمل پیرا لوگ بدعتی ہیں جن کی کوئی بھی عبادت عند اللہ ماجور و قبول نہیں۔

اگر آپ بدعات کی مکمل تفصیل معلوم کرنا چاہتے ہیں تو کتاب ''بدعات اوران کا تعارف'' مصنفہ علامہ سعید بن عزیز یوسف زئی کا ضرور مطالعہ فرمائیں جو اردو بازار لاہور سے باآسانی دستیاب ہے۔ یہ کتاب ۱۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔

لوگ آج کل عید میلاد النبی ﷺ بڑے زور شور سے مناتے ہیں، حالانکہ یہ ثابت نہیں ہے۔ مندرجہ ذیل نقشہ اسلام پنجاب (اسلام مکہ مدینہ نہیں) کی کچھ ضروری بدعات کے سن ایجاد بتاتا ہے۔ اب کچھ لوگوں نے ماہانہ محفل میلاد بھی منعقد کرنا شروع کر دی ہے، میرے سامنے اس وقت نوائے وقت لاہور مؤرخہ ۷ فروری ۲۰۰۵ء موجود ہے جس میں لکھا ہے کہ جامعہ مسجد قادریہ شیر ربانی میں ۱۷۳ ویں ماہانہ محفل میلاد آج ہوگی۔ (اس سے پہلے ہم نے ماہانہ محفل میلاد کا وجود کبھی نہ سنا تھا)

## اسلام پنجاب کے ضروری ارکان

| نمبر شمار | نام رکن | سن ایجاد | کیفیت |
|---|---|---|---|
| ① | قیام مجلس میلاد النبی ﷺ | ۶۰۴ھ | تاریخ ابن خلکان میں ملاحظہ ہو |
| ② | گیارھویں شریف | ۵۰۰ھ کے بعد | |
| ③ | رسول اللہ ﷺ کو بشر کہنے والے کافر ہیں | یہ عقیدہ چودھویں صدی ہجری کی ایجاد معلوم ہوتی ہے۔ | |

یاد رہے رسول اللہ ﷺ دس ہجری میں فوت ہوئے، ابوحنیفہ رحمہ اللہ ایک سو پچاس ہجری میں فوت ہوئے اور شیخ عبدالقادر جیلانی ۵۶۱ ہجری میں فوت ہوئے۔

## حاصل بحث سنت و بدعت:

بدعت میں مبتلا ہونے کے بعد قلب کی نورانیت وصلاحیت زائل ہو جاتی ہے۔ آدمی حق و باطل (قرآن وحدیث اور بدعت) کی تمیز کھو بیٹھتا ہے۔ اس کی مثال اس اناڑی کی سی ہو جاتی ہے جس کو کسی نوسر باز نے روپیہ بڑھانے کا جھانسا دے کر اس سے اصلی نوٹ (قرآن و حدیث) چھین لیے ہوں اور جعلی نوٹوں (بدعات) کی گڈی اس کے ہاتھ میں تھما دی ہو۔ وہ احمق خوش ہے کہ اسے ایک کے بدلے میں سو مل گئے مگر یہ خوشی اسی وقت تک ہے جب تک وہ

انھیں لے کر بازار کا رخ نہیں کرتا۔ بازار جاتے ہی اس کو نہ صرف کاغذ کے ان بے قیمت پرزوں کی حقیقت معلوم ہو جائے گی بلکہ جعلی کرنسی کے الزام میں اسے ہتھکڑی بھی لگا دی جائے گی۔

خوب سمجھ لیجیے کہ آخرت کے بازار میں صرف اور صرف رسول اللہ ﷺ کی سنت کا سکہ چلے گا اور جن لوگوں نے بدعتوں کی جعلی کرنسیوں کے انبار لگا رکھے ہیں وہاں ان کی قیمت ایک کوڑی بھی نہ ہو گی، بلکہ سرکاری مہر والے سکۂ محمدی کے مقابلے میں غیر سرکاری مہر والی جعلی کرنسی بنانے اور رکھنے کے الزام میں پابند سلاسل (دوزخ) کر دیے جائیں گے۔ یہی وجہ ہے کہ کتب احادیث کے مطالعہ سے پتا چلتا ہے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سختی سے سنت کے پابند تھے اور ہر نئی چیز سے سخت متنفر تھے۔

## صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے چند واقعات:

ایک دیہاتی صحابی رسول کائنات ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ ''مجھے ایسا عمل بتائیے کہ میں اس کو کروں تو جنت میں داخل ہو جاؤں۔'' تو آپ ﷺ نے ارکان خمسہ کی تعلیم دی۔ سننے پر اس نے کہا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! میں نہ اس سے زیادہ کروں گا اور نہ اس سے کم۔'' جب وہ واپس ہوا تو رسول کائنات ﷺ نے فرمایا: ''جس شخص کی یہ خواہش ہو کہ جنت والوں میں سے کسی آدمی کو دیکھے تو اس کو دیکھ لے۔'' [1]

اس سے معلوم ہوا کہ احکام دینی کو بلا کم و کاست قائم رکھ کر عمل کرنا بڑی سعادت اور وسیلۂ نجات ہے اور ان میں ذاتی تصرف یا تحریف کرنا بڑی شقاوت اور عذاب ابدی کا ذریعہ ہے، اسی وجہ سے صحابہ رضی اللہ عنہم کو اتباع نبوی ﷺ کا پورا خیال اور کامل اہتمام تھا۔ چنانچہ فرائض و واجبات وغیرہ امور عظیمہ کا تو ذکر ہی کیا ہے خفیف خفیف باتوں بلکہ امور اتفاقیہ میں بھی مخالفت روا نہ رکھتے تھے، جیسا کہ مندرجہ ذیل واقعات سے اس کی تصدیق ہوتی ہے:

- آپؐ نے ایک خاص ضرورت سے انگوٹھی بنوائی اور پہنی تو سب نے انگوٹھیاں بنوا لیں اور پہن لیں۔ جب آپؐ نے اس کو اتار کر پھینک دیا تو سب نے اتار کر پھینک دیں۔ [2]

---

1. بخاری، کتاب الزکاۃ، باب وجوب الزکاۃ: ۱۳۹۷
2. بخاری، کتاب اللباس، باب من جعل فص الخاتم فی بطن کفه: ۵۸۷۶

۲ ایک مرتبہ آپ ﷺ نعلین پہنے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے تو آپ ﷺ نے نماز کے دوران کسی ضرورت سے نعلین اتار دیے تو صحابہ نے بھی آپ کو اتارتے دیکھ کر اتار دیے۔ ❶

۳ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے رسول کائنات ﷺ کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ کے قمیص کا بٹن کھلا ہوا تھا تو انھوں نے عمر بھر بٹن کھلا رکھا۔ ❷

۴ ایک دفعہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ گھوڑے پر سوار ہو کر ہنسے، وجہ دریافت کرنے پر سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس جگہ گھوڑے پر سوار ہو کر اسی طرح ہنستے دیکھا۔'' ❸

۵ ایک مرتبہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے وضو کے بعد کھڑے ہو کر پانی پیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا تھا جیسا میں نے کیا۔ ❹

۶ ایک سفر میں سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما ایک مقام پر راہ سے ہٹ کر چلنے لگے، ان سے دریافت کیا گیا تو انھوں نے کہا کہ ''میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایسا کرتے دیکھا ہے۔'' ❺

۷ اسی طرح نافع کہتے ہیں کہ سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما رسول اللہ ﷺ کے آثار کی اتباع کرتے تھے اور جہاں کہیں آپ ﷺ سفر میں اترے تھے وہیں اترتے تھے۔ آپ ﷺ ایک درخت کے نیچے اترے تھے تو سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اس درخت کی آبیاری کرتے تھے، تاکہ سوکھ نہ جائے اور اسی درخت کے نیچے جا کر قیلولہ کرتے اور خبر دیتے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اسی طرح کرتے دیکھا ہے۔ ❻

۸ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے تھے میں نے تو اس کٹورے سے رسول اللہ ﷺ کو اتنی اتنی بار سے

---

❶ أبو داوٗد، کتاب الصلاۃ، باب الصلاۃ فی النعل: ٦٥٠

❷ أبو داوٗد، کتاب اللباس، باب فی حل الأزار: ۴٠٨٢

❸ مسند أحمد: ١/ ٩٧۔ المستدرك للحاكم: ٢/ ٩٨، ٩٩، صحيح ابن حبان، ح: ٢٦٩٨۔ ترمذی، ح: ٣۴۴٦۔ سنن أبی داوٗد: ٢٦٠٢

❹ نسائی، کتاب الطهارة، باب صفة الوضوء: ٩٥

❺ سنن أبی داوٗد، کتاب الأدب، باب کراهية الغناء والزمر: ۴٩٢۴

❻ صحيح ابن حبان، ح: ٧٠٧۴

زیادہ پلایا ہے۔ عاصم نے کہا ابن سیرین کہتے تھے اس کٹورے میں ایک کنڈا لوہے کا لگا تھا سیدنا انس رضی اللہ عنہ نے چاہا کہ اس کے بدلے سونے یا چاندی کا کنڈا لگا دیں۔ سیدنا ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے ان کو سمجھایا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کوئی چیز مت بدل۔ تب انس رضی اللہ عنہ نے اسی طرح رہنے دیا۔ ❶

۹ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''جب تو اپنی سونے کی جگہ آئے تو نماز کا سا وضو کر پھر داہنی کروٹ لیٹ اور یہ دعا پڑھ (ترجمہ): ''یا اللہ! میں نے اپنی جان تیرے سپرد کر دی اور اپنا سارا کام بھی تجھ کو سونپ دیا اور تجھی پر میں نے تیرے عذاب سے ڈر کر اور تیرے ثواب کی امید کر کے بھروسا کیا، تجھ سے بھاگ کر کہیں پناہ یا چھٹکارے کی جگہ تیرے سوا نہیں ہے، میں اس کتاب پر جو تو نے اتاری، ایمان لایا اور نبی (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) پر جن کو تو نے بھیجا۔'' آپ نے فرمایا: ''جو شخص اس دعا کو پڑھ کر سو جائے اور پھر مر جائے تو اسلام پر مرے گا اور ایسا کر کہ یہ دعا سب باتوں کے اخیر میں پڑھ۔'' براء نے کہا: ''اے اللہ کے رسول (صلی اللہ علیہ وسلم)! میں اس کو یاد کرلوں، انھوں نے پڑھا تو یوں کہا: ﴿وَ بِرَسُوْلِكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ﴾ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نہیں یوں پڑھ ﴿وَبِنَبِیِّكَ الَّذِیْ اَرْسَلْتَ﴾ ❷ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہی الفاظ سکھائے تھے۔

۱۰ سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما کے سامنے ایک آدمی کو چھینک آئی تو اس نے: '' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ السَّلَامُ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہا یہ سن کر سیدنا ابن عمر رضی اللہ عنہما فرمانے لگے: میں بھی ''اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَالسَّلَامُ عَلَی رَسُوْلِ اللّٰهِ'' کہہ سکتا ہوں مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس موقع پر ہمیں یہ تعلیم نہیں دی، بلکہ فرمایا کہ ''چھینک آنے پر'' اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ عَلٰی کُلِّ حَالٍ'' پڑھا جائے۔ ❸

ثابت ہوا کہ رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے الفاظ میں ایک لفظ بھی بدلنے کی اجازت نہیں ہے کیونکہ دین کے معاملہ میں آپ کے منہ مبارک سے نکلی ہوئی بات وحی ہے اور

❶ بخاری، کتاب الأشربة، باب الشرب من قدح النبی ﷺ و آنیته: ۵۶۳۸، ۳۱۰۹

❷ بخاری، کتاب الوضوء، باب فضل من بات علی الوضوء: ۲۴۷

❸ ترمذی، کتاب الأدب، باب ما یقول العاطس إذا عطس: ۲۷۳۸۔ مستدرك حاکم: ۴/ ۲۶۵، ۲۶۶

وحی میں ردو بدل نہیں ہو سکتا۔

حدیث نبوی ﷺ میں ارشاد ہے: ''میں حوض کوثر پر تم سے پہلے موجود ہوں گا، جو شخص میرے پاس آئے گا وہ اس کا پانی پیے گا اور جو ایک بار پی لے گا پھر اسے کبھی پیاس نہیں لگے گی۔ کچھ لوگ میرے پاس وہاں آئیں گے جن کو میں پہچانتا ہوں گا (کیونکہ جہاں جہاں وضو کا پانی لگے گا وہ اعضا قیامت کے دن چمکتے ہوں گے اور حدیث کے مطابق یہ کسی اور امت کی خصوصیت نہ ہوگی) اور وہ مجھے پہچانتے ہوں گے (کیونکہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو قیامت کے دن حوض کوثر دینے کا قرآن میں وعدہ فرمایا) مگر میرے اور ان کے درمیان رکاوٹ پیدا کر دی جائے گی، میں کہوں گا: ''یہ تو میرے امتی ہیں۔'' مجھے جواب ملے گا کہ آپ (ﷺ) نہیں جانتے، انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا۔ یہ جواب سن کر میں کہوں گا: ''دور ہوں، دور ہوں وہ لوگ جنھوں نے میرے بعد میرا طریقہ بدل ڈالا۔'' [1]

اس حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ جن لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی سنت چھوڑ کر دین میں نئی نئی بدعتیں ایجاد کر لی ہیں وہ قیامت کے دن رسول اللہ ﷺ کے حوض کوثر سے محروم رہیں گے۔ ذرا سوچیے! کیا اس سے بڑی محرومی کوئی ہو سکتی ہے، حالانکہ وہ نمازی ہوں گے۔



---

[1] بخاری کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ۶۵۸۳، ۶۵۸۴

الْاَرْضَ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ الْاٰخِرَةِ جِئْنَا بِكُمْ لَفِيْفًا ﴿۱۰۴﴾ وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ

و۲۱۸ پھر جب آخرت کا وعدہ آئے گا و۲۱۹ ہم تم سب کو گھال میل (لپیٹ کر) لے آئیں گے۔ و۲۲۰ اور ہم نے قرآن کو حق ہی کے ساتھ اتارا

وَبِالْحَقِّ نَزَلَ ؕ وَمَآ اَرْسَلْنٰكَ اِلَّا مُبَشِّرًا وَّنَذِيْرًا ﴿۱۰۵﴾ وَقُرْاٰنًا فَرَقْنٰهُ

وقف لازم

اور حق ہی کے لئے اترا؛ و۲۲۱ اور ہم نے تمہیں نہ بھیجا مگر خوشی اور ڈر سناتا۔ اور قرآن ہم نے جدا جدا کر کے و۲۲۲

لِتَقْرَاَهٗ عَلَى النَّاسِ عَلٰى مُكْثٍ وَّنَزَّلْنٰهُ تَنْزِيْلًا ﴿۱۰۶﴾ قُلْ اٰمِنُوْا بِهٖۤ

اتارا کہ تم اسے لوگوں پر ٹھہر ٹھہر کر پڑھو و۲۲۳ اور ہم نے اسے بتدریج رہ کر اتارا۔ و۲۲۴ تم فرماؤ کہ تم لوگ اس پر

اَوْ لَا تُؤْمِنُوْا ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ مِنْ قَبْلِهٖۤ اِذَا يُتْلٰى عَلَيْهِمْ

ایمان لاؤ نہ لاؤ؛ و۲۲۵ بے شک وہ جنہیں اس کے اترنے سے پہلے علم ملا و۲۲۶ جب ان پر پڑھا جاتا ہے

يَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ سُجَّدًا ۙ﴿۱۰۷﴾ وَّيَقُوْلُوْنَ سُبْحٰنَ رَبِّنَاۤ اِنْ كَانَ

ٹھوڑی کے بل سجدہ میں گر پڑتے ہیں، اور کہتے ہیں پاکی ہے ہمارے رب کو بیشک ہمارے

وَعْدُ رَبِّنَا لَمَفْعُوْلًا ﴿۱۰۸﴾ وَيَخِرُّوْنَ لِلْاَذْقَانِ يَبْكُوْنَ وَيَزِيْدُهُمْ

رب کا وعدہ پورا ہونا تھا۔ و۲۲۷ اور ٹھوڑی کے بل گرتے ہیں و۲۲۸ روتے ہوئے اور یہ قرآن ان کے دل کا جھکنا

خُشُوْعًا ﴿۱۰۹﴾ (السجدۃ) قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ

السجدۃ ۳

بڑھاتا ہے۔ و۲۲۹ تم فرماؤ اللہ کہہ کر پکارو یا رحمٰن کہہ کر؛ جو کہہ کر پکارو سب اسی کے

الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ

اچھے نام ہیں، و۲۳۰ اور اپنی نماز نہ بہت آواز سے پڑھو نہ بالکل آہستہ اور ان دونوں کے

و۲۱۸ یعنی زمین مصر وشام میں (خازن وقرطبی) و۲۱۹ یعنی قیامت و۲۲۰ موقف قیامت میں پھر سعداء اور اشقیاء کو ایک دوسرے سے ممتاز کر دیں گے۔ و۲۲۱ شیاطین کے خلط سے محفوظ رہا اور کسی تغیر نے اس میں راہ نہ پائی تبیان میں ہے کہ مراد سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات مبارک ہے فائدہ آیت شریفہ کا یہ جملہ ہر ایک بیماری کے لیے عمل مجرب ہے موضع مرض پر ہاتھ رکھ کر پڑھ کر دم کر دیا جائے تو باذن اللہ بیماری دور ہو جاتی ہے محمد بن سماک بیمار ہوئے تو ان کے متوسلین قارورہ لے کر ایک نصرانی طبیب کے پاس بغرض علاج گئے راہ میں ایک صاحب ملے نہایت خوش رو خوش لباس ان کے جسم مبارک سے نہایت پاکیزہ خوشبو آ رہی تھی انہوں نے فرمایا کہاں جاتے ہو ان لوگوں نے کہا ابن سماک کا قارورہ دکھانے کے لیے فلاں طبیب کے پاس جاتے ہیں انہوں نے فرمایا سبحان اللہ اللہ کے ولی کے لیے خدا کے دشمن سے مدد چاہتے ہو قارورہ پھینکو واپس جاؤ اور ان سے کہو کہ مقام درد پر ہاتھ رکھ کر پڑھو وَبِالْحَقِّ اَنْزَلْنٰهُ وَبِالْحَقِّ نَزَلَ یہ فرما کر وہ بزرگ غائب ہو گئے ان صاحبوں نے واپس ہو کر ابن سماک سے واقعہ بیان کیا انہوں نے مقام درد پر ہاتھ رکھ کر یہ کلمے پڑھے فوراً آرام ہو گیا اور ابن سماک نے فرمایا کہ وہ حضرت خضر تھے علیٰ نبینا وعلیہ السلام و۲۲۲ تئیس سال کے عرصہ میں و۲۲۳ تاکہ اس کے مضامین بآسانی سننے والوں کے ذہن نشین ہوتے رہیں۔ و۲۲۴ حسب اقتضائے مصالح وحوادث و۲۲۵ اور اپنے لیے نعمت آخرت اختیار کرو یا عذاب جہنم۔ و۲۲۶ یعنی مؤمنین اہل کتاب جو رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے پہلے انتظار وجستجو میں تھے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کی بعثت کے بعد شرف اسلام سے مشرف ہوئے جیسے کہ زید بن عمرو بن نفیل اور سلمان فارسی اور ابوذر وغیرہم رضی اللہ تعالیٰ عنہم۔ و۲۲۷ جو اس نے اپنی پہلی کتابوں میں فرمایا تھا کہ نبی آخر الزمان محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرمائیں گے۔ و۲۲۸ اپنے رب کے حضور عجز ونیاز سے نرم دلی سے۔ و۲۲۹ مسئلہ قرآن کریم کی تلاوت کے وقت رونا مستحب ہے ترمذی ونسائی کی حدیث میں ہے کہ وہ شخص جہنم میں نہ جائے گا جو خوف الٰہی سے روئے۔ و۲۳۰ شان نزول حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ ایک شب سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے طویل سجدہ کیا اور اپنے سجدہ میں یا اللہ یا رحمٰن فرماتے رہے ابوجہل نے سنا تو کہنے لگا کہ (حضرت) محمد مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہمیں تو کئی معبودوں کے پوجنے سے منع کرتے ہیں اور اپنے آپ دو کو پکارتے ہیں اللہ کو اور رحمٰن کو (معاذ اللہ) اس کے جواب میں یہ آیت نازل ہوئی اور بتایا گیا اللہ اور رحمٰن دو نام ایک ہی معبود برحق کے ہیں خواہ کسی نام سے پکارو۔



غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک وکافر ہے

اللہ کے علاوہ اوروں کو پکارنے والا کافر ومشرک ہوتا ہے...... یہی مسئلہ اس تفسیر سے بھی ثابت ہو رہا ہے جس کا اعتراف قرآن کی آیت کے تحت تفسیر کرتے ہوئے نعیم الدین مراد آبادی صاحب کو بھی کرنا پڑا۔

تفصیل کے لیے دیکھئے کنز الایمان ص ۵۲۷ سورۃ نمبر ۱۷ آیت نمبر ۱۱۰ فائدہ نمبر ۲۳۰

## ثبوت حاضر ہے



عَلَيْهِ وَسَلَّمَ التَّشَهُّدَ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ وَقَالَ كَعْبُ بْنُ مَالِكٍ: دَخَلْتُ الْمَسْجِدَ فَإِذَا بِرَسُولِ اللهِ صَلَّى اللهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَقَامَ إِلَيَّ طَلْحَةُ بْنُ عُبَيْدِ اللهِ يُهَرْوِلُ حَتَّى صَافَحَنِي وَهَنَّأَنِي.

١١٩٣- حَدَّثَنَا عَمْرُو بْنُ عَاصِمٍ، حَدَّثَنَا هَمَّامٌ، عَنْ قَتَادَةَ قَالَ: قُلْتُ لِأَنَسٍ: أَكَانَتِ الْمُصَافَحَةُ فِي أَصْحَابِ النَّبِيِّ ﷺ؟ قَالَ: نَعَمْ.

١١٩٤- حَدَّثَنَا يَحْيَى بْنُ سُلَيْمَانَ قَالَ: حَدَّثَنِي ابْنُ وَهْبٍ، قَالَ: أَخْبَرَنِي حَيْوَةُ قَالَ: حَدَّثَنِي أَبُو عَقِيلٍ زُهْرَةُ بْنُ مَعْبَدٍ سَمِعَ جَدَّهُ عَبْدَ اللهِ بْنَ هِشَامٍ قَالَ: كُنَّا مَعَ النَّبِيِّ ﷺ وَهُوَ آخِذٌ بِيَدِ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ.

### ٧٠٧- باب الأَخْذِ بِالْيَدَيْنِ

وَصَافَحَ حَمَّادُ بْنُ زَيْدٍ ابْنَ الْمُبَارَكِ بِيَدَيْهِ.

١١٩٥- حَدَّثَنَا أَبُو نُعَيْمٍ، حَدَّثَنَا سَيْفٌ قَالَ: سَمِعْتُ مُجَاهِدًا يَقُولُ: حَدَّثَنِي عَبْدُ اللهِ بْنُ سَخْبَرَةَ أَبُو مَعْمَرٍ، قَالَ: سَمِعْتُ ابْنَ مَسْعُودٍ يَقُولُ: عَلَّمَنِي رَسُولُ اللهِ ﷺ وَكَفِّي بَيْنَ كَفَّيْهِ التَّشَهُّدَ، كَمَا يُعَلِّمُنِي السُّورَةَ مِنَ الْقُرْآنِ ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) وَهُوَ بَيْنَ ظَهْرَانَيْنَا، فَلَمَّا قُبِضَ قُلْنَا: السَّلاَمُ، يَعْنِي عَلَى النَّبِيِّ ﷺ.

طرح کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا- اور کعب بن مالک نے کہا میں مسجد میں گیا دیکھا تو آنحضرت ﷺ وہاں موجود ہیں- اس وقت طلحہ بن عبیداللہ دوڑتے ہوئے (سب لوگوں سے پہلے) اٹھے اور مجھ سے مصافحہ کیا- مجھ کو (توبہ قبول ہونے کی) مبارک باد دی-

۱۱۹۳- ہم سے عمرو بن عاصم نے بیان کیا- کہا ہم سے ہمام نے انہوں نے قتادہ سے- میں نے انس رضی اللہ عنہ سے کہا آنحضرت ﷺ کے اصحاب مصافحہ کیا کرتے تھے- انہوں نے کہا ہاں!

۱۱۹۴- ہم سے یحییٰ بن سلیمان نے بیان کیا کہا مجھ سے عبداللہ بن وہب نے کہا مجھ کو حیات بن شریح نے خبر دی کہا مجھ سے ابو عقیل زہرہ بن معبد نے بیان کیا انہوں نے اپنے دادا عبداللہ بن ہشام سے سنا- انہوں نے کہا ہم آنحضرت ﷺ کے ساتھ تھے- آپ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے (ان سے مصافحہ کئے ہوئے)

### باب: مصافحہ دونوں ہاتھوں سے کرنا

حماد بن زید نے عبداللہ بن مبارک سے دونوں ہاتھ سے مصافحہ کیا-

۱۱۹۵- ہم سے ابو نعیم نے بیان کیا کہا ہم سے سیف بن سلیمان نے کہا میں نے مجاہد سے سنا- وہ کہتے تھے- مجھ سے ابو معمر عبداللہ بن سخبرہ نے بیان کیا وہ کہتے تھے میں نے ابن مسعود سے سنا وہ کہتے تھے- آنحضرت ﷺ نے مجھ کو تشہد اس طرح سکھلایا کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں میں تھا- جیسے قرآن کی کوئی سورت سکھلاتے- ((التَّحِيَّاتُ لِلَّهِ، وَالصَّلَوَاتُ، وَالطَّيِّبَاتُ، السَّلاَمُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللهِ وَبَرَكَاتُهُ، السَّلاَمُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللهِ الصَّالِحِينَ، أَشْهَدُ أَنْ لاَ إِلَهَ إِلاَّ اللهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ)) - یہ تشہد ہم اس وقت پڑھا کرتے تھے- جب آپ ہم لوگوں میں تشریف رکھتے تھے- آپ کی وفات کے بعد ہم السلام علیک ایہا النبی کے بدل السلام علی النبی کہنے لگے- فقط-

تمّ الجزء الخامس والعشرون ويتلوه الجزء السادس والعشرون إن شاء الله تعالى

اللہ کے فضل سے پچیسواں پارہ تمام ہوا- اب چھبیسواں پارہ اس کے بعد شروع ہوتا ہے-

قرآن کے بعد صحیح ترین کتاب بخاری شریف بھی اس حقیقت کی گواہی دے رہی ہے کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد نماز میں السلام علیك ایها النبی کہنا چھوڑ دیا تھا اور السلام علی النبی کہنے لگے تھے- ملاحظہ کیجیے عکس بخاری شریف ص۵۳۴ جلد سوم

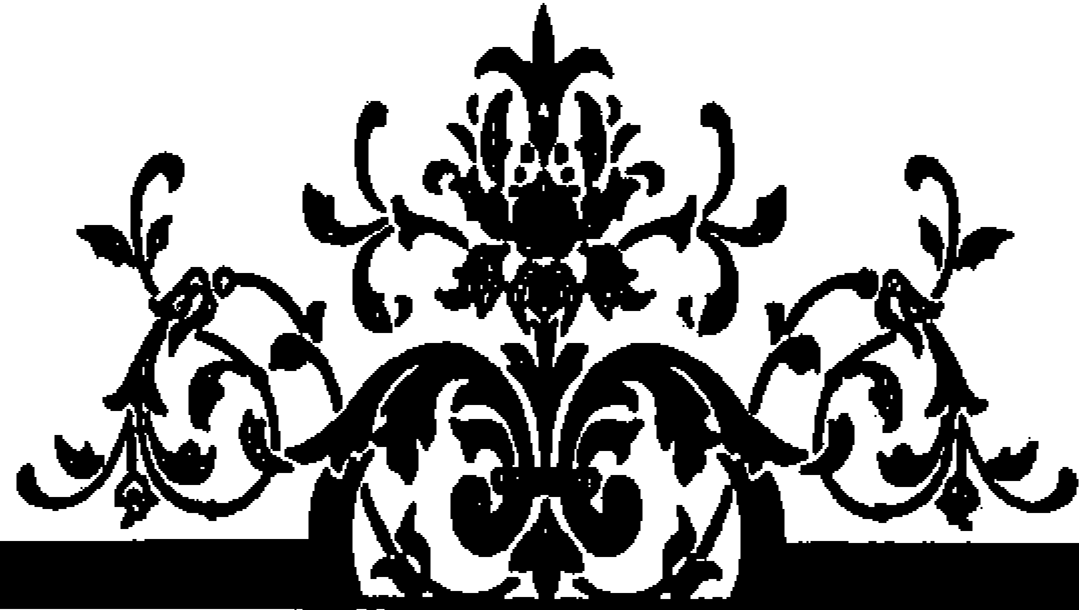
# تقلید ائمہ اربعہ









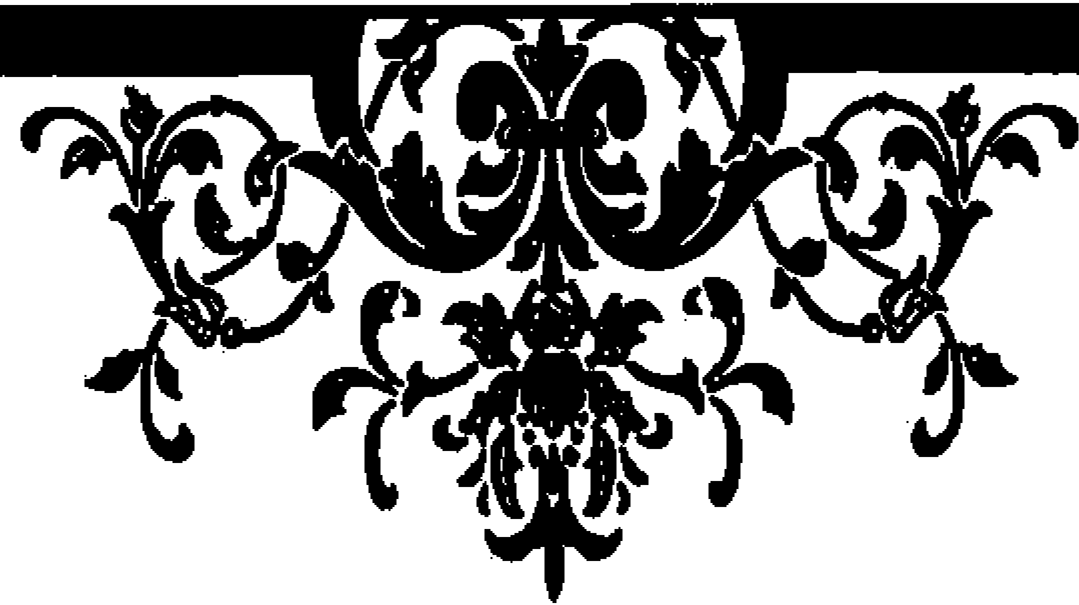



رسول ہی وہ ہستی ہے جس کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ کرنے والا ماننا اور اس کے فیصلہ کو بلا چون و چراں تسلیم کرنا حقیقی ایمان ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُونَ حَتّٰى يُحَكِّمُوكَ فِيمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوا فِيٓ أَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوا تَسْلِيمًا ﴿٦٥﴾

(النسا: ٦٥)

''اے رسول! آپ کے رب کی قسم! لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کا فیصلہ نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے بھی کسی قسم کی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ اس کو برضا ورغبت تسلیم کر لیں۔''



فصل : ۱

# اصل امام کون؟

امام سے مراد وہ امام نہیں جو نماز پڑھاتا ہو، امام سے مراد وہ امام نہیں جو کسی فن میں مہارت رکھنے کی وجہ سے اس فن میں امام کہلاتا ہو، امام سے مراد وہ امام نہیں جو امیر یا حکمران ہو، امام سے مراد وہ امام بھی نہیں جو کسی نیکی میں پہل کرنے کی وجہ سے دوسروں کے لیے پیش رو بن جائے...... بلکہ امام سے مراد وہ امام ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے منصب امامت پر سرفراز فرمایا ہو۔ جس کا ہر حکم واجب الاتباع ہو، جس کا ہر فقرہ ضابطۂ حیات ہو، جس کا ہر فعل مشعل ہدایت ہو، جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہو، جس کی امامت عارضی نہ ہو بلکہ قیامت تک کے لیے دائمی ہو اور جو معصوم ہو، جس سے دینی بات میں غلطی کا صدور ناممکن ہو اور جس کی ہر دینی بات وحی ہو۔

حاکم صرف ایک ہے یعنی اللہ تعالیٰ، اس کے بندوں پر صرف اسی کا حکم چلتا ہے، دوسروں کا نہیں لیکن اللہ تعالیٰ کا حکم ہر بندے کے پاس براہ راست نہیں پہنچتا بلکہ وہ اپنے بندوں میں سے کسی ایک بندے کو منتخب کر لیتا ہے اور اس بندے کو اپنے تمام احکام سے مطلع فرماتا ہے۔ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کے تمام احکام سے دوسروں کو مطلع کر دیتا ہے۔ ایسے بندے کو نبی یا رسول کہتے ہیں۔

## اطاعتِ رسول دراصل اطاعت الٰہی :

رسول بندوں اور اللہ تعالیٰ کے درمیان واسطہ ہوتا ہے۔ اسی کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ اس کی اطاعت عین اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہوتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

''جس نے رسول کی اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ ہی کی اطاعت کی۔'' (نساء:۸۰)

رسول خود اپنی اطاعت نہیں کراتا بلکہ اس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کے حکم سے کی جاتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے : وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا لِيُطَاعَ بِاِذْنِ اللّٰهِ (نساء : ۴/ ۶۴)

''کوئی رسول ہم نے نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ اللہ کے حکم سے اس کی اطاعت کی جائے۔''

کیونکہ اطاعت (جیسا کہ ہم پہلے بتا چکے ہیں) صرف اللہ تعالیٰ کا حق ہے، لہٰذا بغیر اس کے حکم یا اجازت کے کسی دوسرے کی اطاعت نہیں کی جا سکتی۔ اگر کوئی شخص بغیر اللہ تعالیٰ کے حکم یا اجازت کے دوسرے کی اطاعت کرتا ہے تو گویا اس نے اس دوسرے شخص کو اطاعت میں اللہ تعالیٰ کا شریک بنا لیا۔ یہ اللہ تعالیٰ کا کام ہے کہ اپنے کسی بندے کی اطاعت کو انسانوں پر فرض قرار دے دے۔ اگر بندے خود کسی کو اطاعت کے لیے منتخب کر لیں تو گویا وہ خود الٰہ بن بیٹھے۔ اللہ تعالیٰ کے حق عطائے رسالت پر خود قابض ہو گئے اور یہ شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَللّٰهُ اَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهٗ (الأنعام: ۶/ ۱۲۴)

''اللہ ہی خوب جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کس کو عطا فرمائے۔''

## امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے:

لہٰذا وہ جس کسی کو رسالت عطا فرماتا ہے اسے بنی نوع انسان کا امام و مطاع بنا دیتا ہے، امام بنانا لوگوں کا کام نہیں۔ جو لوگ رسول ﷺ کے علاوہ دوسروں کو اپنا مطاع اور امام بنا لیں پھر انھی کی اطاعت کریں، انھی کے فتووں کو سند آخر سمجھیں، وہ شرک فی الحکم کے مرتکب ہوں گے۔

صرف رسول ہی اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام انسانوں کے لیے امام بنا کر بھیجا جاتا ہے۔ رسول کو رسالت یا امامت اللہ تعالیٰ کی طرف سے عطا ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنِّيْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا (البقرة: ۲/ ۱۲۴)

''(اے ابراہیم!) میں تمھیں لوگوں کے لیے امام بنا رہا ہوں۔''

ابراہیم علیہ السلام جانتے تھے کہ امام بنانا صرف اللہ تعالیٰ کا کام ہے، لہٰذا وہ دعا فرماتے ہیں:

وَمِنْ ذُرِّيَّتِيْ (البقرة: ۲/ ۱۲۴)

''اے اللہ! میری اولاد میں سے بھی (امام بنانا)۔''

اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَا يَنَالُ عَهْدِي الظّٰلِمِيْنَ (البقرہ: ۲/ ۱۲۴)

''ہاں! بناؤں گا لیکن یہ وعدہ گنہگاروں کے لیے نہیں ہو گا۔''

آیت بالا سے ثابت ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا کام ہے نہ کہ انسانوں کا۔ دوسری بات یہ ثابت ہوئی کہ امام گنہگار نہیں ہوتا بلکہ معصوم ہوتا ہے، لہٰذا جو معصوم ہو گا وہی امام ہو گا۔ جو معصوم نہیں وہ امام بھی نہیں اور معصوم سوائے نبی کے اور کوئی نہیں ہوتا، لہٰذا سوائے نبی کے اور کوئی امام نہیں ہو سکتا۔ سیدنا ابراہیم علیہ السلام اور چند اور رسولوں کا ذکر کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَجَعَلْنٰهُمْ اَىِٕمَّةً يَّهْدُوْنَ بِاَمْرِنَا وَاَوْحَيْنَاۤ اِلَيْهِمْ فِعْلَ الْخَيْرٰتِ

(الأنبياء: ۲۱/ ۷۳)

''ہم نے ان رسولوں کو امام بنایا تھا، وہ ہمارے حکم سے ہدایت کرتے تھے اور ہم نے ان کو نیک کام کرنے کی وحی کی تھی۔''

اس آیت کے بعد بھی اللہ تعالیٰ نے بہت سے نبیوں کا ذکر فرمایا ہے اور ان کے امام بنائے جانے کی طرف اشارہ فرمایا ہے۔ ان آیات سے ثابت ہوا کہ امام بنانا اللہ تعالیٰ کا حق ہے۔ امام صرف رسول ہی ہوتے ہیں۔ رسول کے علاوہ اگر کسی دوسرے کو امام بنا لیا جائے تو یہ شرک فی الحکم ہے۔

## رسول ہی حاکم ہوتا ہے:

رسول ہی وہ ہستی ہے جس کو اپنے تمام اختلافات میں فیصلہ کرنے والا ماننا اور اس کے فیصلہ کو بلا چون و چرا تسلیم کرنا حقیقی ایمان ہے، جیسا کہ ارشاد باری ہے:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْۤ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ۝ (النساء: ۴/ ۶۵)

''اے رسول! آپ کے رب کی قسم! لوگ اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتے جب تک اپنے تمام اختلافات میں آپ کا فیصلہ نہ مان لیں اور جو فیصلہ آپ کریں اس سے کسی قسم کی تنگی نہ محسوس کریں بلکہ اس کو برضا و رغبت تسلیم کر لیں۔''

اس آیت سے معلوم ہوا کہ تمام اختلافات میں رسول آخری سند ہیں۔ جو لوگ اپنے معاملات میں کسی غیر نبی کو سند مانتے ہیں، اس کے قول و فعل کو بلا چون و چرا اور بے دلیل تسلیم کرتے ہیں، وہ گویا اس کو نبی کا درجہ دے دیتے ہیں۔ آیت بالا کی رو سے ایسے لوگ مومن نہیں ہو سکتے۔

## اطاعتِ رسول باعثِ محبت الٰہی:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی کرنے سے اللہ تعالیٰ محبت کرتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَ يَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ؕ وَ اللّٰهُ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۳۱﴾ (آل عمران: ۳/ ۳۱)

''(اے رسول!) کہہ دیجیے! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو میری پیروی کرو (میری پیروی کروگے تو) اللہ تم سے محبت کرے گا اور تمھارے گناہوں کو معاف کر دے گا۔ اللہ معاف کرنے والا، رحم کرنے والا ہے۔''

## اطاعتِ رسول سبب ہدایت:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی اطاعت اور پیروی سے ہدایت ملتی ہے۔ ارشاد باری ہے:

وَ اِنْ تُطِيْعُوْهُ تَهْتَدُوْا ؕ (النور: ۲۴/ ۵۴)

''اگر تم رسول کی اطاعت کروگے، تو ہدایت یاب ہو جاؤ گے۔''

وَ اتَّبِعُوْهُ لَعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ ﴿۱۵۸﴾ (الأعراف: ۷/ ۱۵۸)

''رسول کی پیروی کرو، تاکہ تمھیں ہدایت مل جائے۔''

کیا اللہ کی طرف سے ایسی سندیں رسول ﷺ کے علاوہ کسی اور کے حق میں بھی وارد ہوئی ہیں۔ اگر نہیں تو بے سند شخص کیسے امام ہو سکتا ہے اور کیسے اس کی اطاعت اور پیروی سے ہدایت مل سکتی ہے۔

## رسول شریعت الٰہی کا شارح:

رسول ہی وہ ہستی ہے جو اپنے منصب کے لحاظ سے اس بات کی حقدار ہے کہ وہ منزل من اللہ شریعت کی تشریح و توضیح کر سکے، کسی دوسرے کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ وہ تشریح و توضیح کرے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَ اَنْزَلْنَاۤ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ وَ لَعَلَّهُمْ

يَتَفَكَّرُوْنَ ۝ (النحل : ١٦/ ٤٤)

''(اے رسول!) ہم نے یہ شریعت آپ پر (اس لیے) نازل کی ہے تاکہ آپ لوگوں کے لیے نازل شدہ باتوں کی تشریح کر دیں اور لوگ (اپنی نجات کے متعلق) سوچ سکیں۔''

## رسول کے قول و فعل کی مخالفت فتنۂ عظیم:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کے قول و فعل کی مخالفت کرنا فتنۂ عظیم اور عذاب الیم کو دعوت دینا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

فَلْيَحْذَرِ الَّذِيْنَ يُخَالِفُوْنَ عَنْ اَمْرِهٖٓ اَنْ تُصِيْبَهُمْ فِتْنَةٌ اَوْ يُصِيْبَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ ۝ (النور : ٢٤/ ٦٣)

''ان لوگوں کو جو رسول کے قول و فعل کے خلاف چلتے ہیں، ڈرتے رہنا چاہیے۔ ایسا نہ ہو کہ کہیں وہ کسی فتنہ میں مبتلا ہو جائیں یا ان پر کوئی دردناک عذاب نازل ہو جائے۔''

## رسول کی زندگی اسوۂ حسنہ:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کا طریقہ تمام مسلمانوں کے لیے ضابطۂ حیات ہے، یہی وہ نمونہ ہے جس کے مطابق بن کر لوگ اللہ تعالیٰ سے کوئی امید رکھ سکتے ہیں۔ ارشاد باری ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَ الْيَوْمَ الْاٰخِرَ وَ ذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيْرًا ۝ (الأحزاب : ٣٣/ ٢١)

''بے شک تمھارے لیے رسول (کی زندگی) میں بہترین نمونہ ہے، اس شخص کے لیے جو اللہ اور قیامت کی امید رکھتا ہو اور کثرت سے اللہ کا ذکر کرتا ہو۔''

یہ نمونہ اللہ تعالیٰ نے بھیجا، اللہ کے نمونہ کے علاوہ دوسرے نمونے بنانا خود کو اللہ تعالیٰ کے منصب پر فائز کرنا ہے اور یہ شرک ہے۔ رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی ہر بات وحی الٰہی ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم : ٥٣/ ٣-٤)

''رسول اپنی خواہش سے کچھ نہیں کہتا، وہ جو کچھ کہتا ہے وحی ہوتی ہے۔''

کیا یہ سند کسی اور کو حاصل ہے، اگر نہیں تو پھر کسی دوسرے کی بات کیسے سند ہو سکتی ہے۔
رسول ﷺ ہی کی وہ ذات گرامی ہے جس کی ہر بات حق ہے، جو معصوم ہے، جو کبھی غلطی پر قائم نہیں رہتا۔ ارشاد باری ہے:

إِنَّكَ عَلَى الْحَقِّ الْمُبِينِ ﴿٧٩﴾ (النمل: ۲۷/ ۷۹)

''(اے رسول!) بے شک آپ درخشاں حق پر قائم ہیں۔''

کیا اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ سند کسی اور کو ملی ہے، اگر نہیں ملی تو وہ امام کیسے ہو سکتا ہے؟ امام وہی ہو سکتا ہے، جس کی ہر بات حق ہو۔

رسول ﷺ ہی وہ سراج منیر اور روشن چراغ ہے جس کی روشنی میں اللہ تعالیٰ کی نازل کردہ شریعت کا مطالعہ ہو سکتا ہے۔ اگر یہ روشن چراغ نہ ہو تو پھر تاریکی میں نہ شریعت الٰہی کا مطالعہ ہو سکتا ہے نہ صراط مستقیم مل سکتی ہے۔ ظلمت میں سوائے ضلالت کے اور کیا مل سکتا ہے۔ انسانوں میں رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کا فیصلہ مل جانے کے بعد کسی مومن کو اختیار باقی نہیں رہتا کہ وہ اس معاملہ میں خود کوئی رائے دے یا کسی دوسرے کی رائے لے۔ مومن کو رسول اللہ ﷺ کے فیصلہ ہی پر عمل کرنا ہوگا اور بس۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ لِمُؤْمِنٍ وَلَا مُؤْمِنَةٍ إِذَا قَضَى اللَّهُ وَرَسُولُهُ أَمْرًا أَنْ يَكُونَ لَهُمُ الْخِيَرَةُ مِنْ أَمْرِهِمْ ۗ وَمَنْ يَعْصِ اللَّهَ وَرَسُولَهُ فَقَدْ ضَلَّ ضَلَالًا مُبِينًا ﴿٣٦﴾

(الأحزاب: ۳۳/ ۳۶)

''مومن مرد اور عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ جب اللہ اور رسول کسی معاملہ میں فیصلہ صادر فرما دیں تو پھر بھی انھیں اس معاملہ میں کسی قسم کا اختیار باقی رہے (کہ اس فیصلہ کے مطابق کریں یا نہ کریں) اور جو شخص بھی اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرے گا گمراہی میں مبتلا ہو جائے گا۔''

کیا یہ حق اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور انسان کو دیا گیا ہے، اگر نہیں دیا گیا تو پھر وہ امام کیسے ہو سکتا ہے، وہ واجب الاتباع کیسے ہو سکتا ہے؟ کسی مومن کو اختیار نہیں کہ رسول (ﷺ) کا فیصلہ سننے کے بعد کوئی اور بات کہے سوائے اس کے کہ ''میں نے سنا اور میں اطاعت کروں گا۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّمَا كَانَ قَوْلَ الْمُؤْمِنِيْنَ اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اَنْ يَّقُوْلُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا ؕ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُفْلِحُوْنَ ﴿۵۱﴾ (النور : ۲۴/ ۵۱)

''جب مومنین کو اللہ اور اس کے رسول کی طرف بلایا جائے تا کہ اللہ اور اس کا رسول ان کے درمیان فیصلہ کریں تو ان کا قول سوائے اس کے اور کچھ نہیں ہونا چاہیے کہ ''ہم نے سن لیا اور ہم نے اطاعت کی'' ایسے ہی لوگ فلاح پانے والے ہیں۔''

کیا یہ منصب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور کو عطا ہوا ہے؟ یقیناً نہیں اور جب یہ منصب کسی کو عطا نہیں ہوا تو پھر وہ واجب الاتباع کیسے ہوسکتا ہے، وہ امام کیسے ہوسکتا ہے؟

## رسول ہی منبع ہدایت :

رسول اللہ ﷺ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ سیدھے راستے پر ہے۔ ارشاد باری ہے:

اِنَّكَ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۴۳﴾ (الزخرف : ۴۳/ ۴۳)

''(اے رسول!) بے شک آپ (ﷺ) سیدھے راستے پر ہیں۔''

رسول ﷺ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِنَّكَ لَتَدْعُوْهُمْ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ﴿۷۳﴾ (المؤمنون : ۲۳/ ۷۳)

''(اے رسول!) بے شک آپ سیدھے راستے کی طرف دعوت دیتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ ہی کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ اس کی پیروی سے سیدھا راستہ مل سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاتَّبِعُوْنِ ؕ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (الزخرف : ۴۳/ ۶۱)

''(اے رسول! کہہ دیجیے) میری پیروی کرو، یہی سیدھا راستہ ہے۔''

یہ آیات اس بات کی کھلی سند ہیں کہ رسول ﷺ صراط مستقیم پر ہیں، رسول ﷺ صراط مستقیم کی طرف دعوت دیتے ہیں۔ رسول ﷺ کی پیروی صراط مستقیم ہے۔ بتایئے! یہ سندیں اور ضمانتیں کسی اور کے پاس ہیں۔ نہیں ہیں اور یقیناً نہیں ہیں تو پھر وہ امام کیسے ہوسکتے ہیں۔ ان کی بات آخری سند کیسے ہوسکتی ہے۔ ان کے فتوے اور قیاسیات دین میں کس طرح شامل ہو

سکتے ہیں۔

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی ہر دعوت اور ہر پکار حیات جاوداں بخشتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ذوالجلال والاکرام فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اسْتَجِيبُوا لِلَّهِ وَلِلرَّسُولِ إِذَا دَعَاكُمْ لِمَا يُحْيِيكُمْ
(الأنفال: ۸/ ۲۴)

''اے ایمان والو! جب اللہ اور رسول تمھیں ایسی بات کی طرف بلائیں جو تمھارے لیے حیات بخش ہو تو فوراً ان کی بات قبول کر لیا کرو۔''

## رسول کی نافرمانی باعث حسرت و ندامت:

رسول ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی نہ کرنا میدان محشر میں باعث حسرت و ندامت ہو گا۔ اللہ عزوجل فرماتا ہے:

وَيَوْمَ يَعَضُّ الظَّالِمُ عَلَىٰ يَدَيْهِ يَقُولُ يَا لَيْتَنِي اتَّخَذْتُ مَعَ الرَّسُولِ سَبِيلًا ۝ (الفرقان: ۲۵/ ۲۷)

''روز محشر گنہگار اپنے ہاتھ کاٹ کاٹ کھائے گا اور کہے گا اے کاش! میں نے رسول کی پیروی کی ہوتی۔''

## اتباعِ رسول باعث رحمت:

رسول اللہ ﷺ ہی وہ ہستی ہے جس کی پیروی سے رحمت ملتی ہے۔ اللہ عزوجل کا فرمان ہے:

وَرَحْمَتِي وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ ۚ فَسَأَكْتُبُهَا لِلَّذِينَ يَتَّقُونَ وَيُؤْتُونَ الزَّكَاةَ وَالَّذِينَ هُم بِآيَاتِنَا يُؤْمِنُونَ ۝ الَّذِينَ يَتَّبِعُونَ الرَّسُولَ (الأعراف: ۷/ ۱۵۶، ۱۵۷)

''میری رحمت ہر چیز کو شامل ہے۔ یہ رحمت میں ان لوگوں کے لیے لکھ دوں گا جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں، زکوٰۃ دیتے ہیں اور ہماری آیتوں پر ایمان رکھتے ہیں یعنی وہ لوگ جو رسول کی پیروی کرتے ہیں۔''

## رسول صرف اللہ سے ڈرتا ہے:

رسول ہی وہ ہستی ہے جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتا، جو تقیہ نہیں کرتا، جو بے خوف وخطر حق بیان کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

الَّذِيْنَ يُبَلِّغُوْنَ رِسٰلٰتِ اللّٰهِ وَ يَخْشَوْنَهٗ وَلَا يَخْشَوْنَ اَحَدًا اِلَّا اللّٰهَ

(الأحزاب: ۳۳/ ۳۹)

''جو لوگ اللہ کی رسالت کو پہنچاتے ہیں اور اللہ ہی سے ڈرتے ہیں اور اللہ کے علاوہ کسی سے نہیں ڈرتے (وہی آپ کے لیے نمونہ ہیں)۔''

بھلا جو لوگ غیر اللہ سے ڈرتے ہوں، تقیہ کرتے ہوں، تقیہ کر کے حق کو چھپاتے ہوں وہ کیسے معصوم ہو سکتے ہیں؟ ان کی ہر بات کیسے حق ہو سکتی ہے؟ وہ کیسے امام ہو سکتے ہیں؟ امام تو درحقیقت وہ ہو سکتا ہے جو بے خوف وخطر اللہ کے احکام کی تبلیغ کرے اور کسی ملامت کرنے والے، طعنہ دینے والے کی پروا نہ کرے بلکہ اپنے مخالفین کو چیلنج دے کہ تم سب مل کر جو کچھ میرے خلاف کرنا چاہتے ہو کر گزرو اور مجھے ذرا سی بھی مہلت نہ دو۔ سیدنا نوح علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں:

فَاَجْمِعُوْٓا اَمْرَكُمْ وَ شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ لَا يَكُنْ اَمْرُكُمْ عَلَيْكُمْ غُمَّةً ثُمَّ اقْضُوْٓا اِلَيَّ وَ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۷۱﴾ (یونس: ۱۰/ ۷۱)

''تم اپنے تمام شرکاء کو جمع کرو پھر (میرے خلاف) جو کچھ کرنا چاہو سب مل کر اس کا فیصلہ کرو، تمھاری تدبیر کا کوئی گوشہ تم سے مخفی نہ رہ جائے۔ پھر میرے خلاف (جو چاہو) کر گزرو اور مجھے (ذرا سی بھی) مہلت نہ دو۔''

سیدنا ہود علیہ السلام اپنی قوم سے فرماتے ہیں:

فَكِيْدُوْنِيْ جَمِيْعًا ثُمَّ لَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۵۵﴾ (ہود: ۱۱/ ۵۵)

''تم سب مل کر میرے خلاف جو تدبیر کرنا چاہو کر لو پھر مجھے (ذرا سی بھی) مہلت نہ دو۔''

اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے:

قُلِ ادْعُوْا شُرَكَآءَكُمْ ثُمَّ كِيْدُوْنِ فَلَا تُنْظِرُوْنِ ﴿۱۹۵﴾ (الأعراف: ۷/ ۱۹۵)

''(اے رسول!) آپ کہہ دیجیے کہ اپنے شریکوں کو بلاؤ اور (سب مل کر) میرے خلاف جو تدبیر کرنی چاہو کرو، پھر مجھے (ذرا سی بھی) مہلت نہ دو۔''

اس حکم الٰہی کی تعمیل میں رسول نے بھی اپنی قوم کو چیلنج دے دیا اور کسی قسم کا خوف نہیں کیا۔ الغرض رسولوں کے متعلق اللہ تعالیٰ کی گواہی ہے کہ وہ کسی سے نہیں ڈرتے۔ وہ بے خوف وخطر ہر مسئلہ بیان کرتے ہیں۔ خواہ مخالفین اس مسئلہ کو سن کر کتنے ہی غیظ وغضب میں آئیں۔ اگر رسول ایسا نہ کریں تو حق رسالت ادا نہیں ہوگا۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ لَّمْ تَفْعَلْ فَمَا بَلَّغْتَ رِسَالَتَهُ (المائدۃ: ۵/ ۶۷)

''اگر آپ نے ایسا نہ کیا تو آپ نے اپنی رسالت کا حق ادا نہیں کیا۔''

## رسول تقیہ نہیں کرتے:

جن علماء کو لوگوں نے خود امام بنا لیا ہے اور ان کی اطاعت کو واجب قرار دے لیا ہے ان کے ایمان کے ثبوت میں بھی ان کے پاس کوئی یقینی ذریعہ نہیں۔ ہم صرف ان کے ظاہری عقائد واعمال کی بنا پر حسن ظن رکھتے ہیں کہ وہ مومن ہیں لیکن ان کے مومن ہونے سے یہ کب لازم آتا ہے کہ ان کی تمام باتیں صحیح ہی ہوں گی، وہ تقیہ نہیں کریں گے، خوف ومصلحت کی خاطر حق کو نہیں چھپائیں گے۔ نہ ہمارے پاس ان کے متعلق وحی الٰہی کی ایسی کوئی سند ہے، نہ خود ان اماموں کے پاس وحی الٰہی کی ایسی کوئی سند ہے، نہ ان کے پاس وحی آتی ہے کہ ان کو غلطی سے بچائے، تو پھر بتائیے کہ ایسی صورت میں وہ امام کیسے ہو سکتے ہیں؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ وَلَا تُبْطِلُوا أَعْمَالَكُمْ

''اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو اور اپنے اعمال ضائع مت کرو۔'' (محمد: ۴۷/ ۳۳)

آیت بالا سے معلوم ہوا کہ اعمال کی قبولیت کا دار ومدار اطاعت رسول ﷺ پر ہے۔ تمام اعمال حسنہ جو رسول اللہ ﷺ کے فرمان کے مطابق نہ کیے جائیں باطل ہیں۔ کیا یہ حیثیت بھی کسی اور کو حاصل ہے۔ اگر نہیں تو وہ امام کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

لَقَدْ مَنَّ اللَّهُ عَلَى الْمُؤْمِنِينَ إِذْ بَعَثَ فِيهِمْ رَسُولًا مِّنْ أَنفُسِهِمْ

يَتۡلُوۡا عَلَيۡهِمۡ اٰيٰتِهٖ وَيُزَكِّيۡهِمۡ وَيُعَلِّمُهُمُ الۡكِتٰبَ وَالۡحِكۡمَةَ ۚ

(آل عمران : ۳/ ۱۶۴)

''یقیناً اللہ نے مومنین پر بڑا احسان کیا ہے کہ ان میں انھی میں سے ایک رسول معبوث کیا جو ان کو اللہ کی آیتیں پڑھ پڑھ کر سناتا ہے، ان کا تزکیہ کرتا ہے اور انھیں کتاب وحکمت کی تعلیم دیتا ہے۔''

کیا ایسی سند اللہ تعالیٰ کی طرف سے کسی اور کو حاصل ہے، کیا کسی دوسرے کی اتباع سے تزکیۂ نفس ہونا یقینی ہے، کیا کسی اور شخص کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ اس نے کتاب وحکمت کا جو مفہوم بتایا ہے وہ یقیناً صحیح ہے، اگر نہیں تو وہ امام کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنۡ تَنَازَعۡتُمۡ فِىۡ شَىۡءٍ فَرُدُّوۡهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوۡلِ (النساء : ۴/ ۵۹)

''اگر تمھارا کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اس معاملہ میں اللہ اور رسول کی طرف رجوع کرو۔''

کیا آپس کے اختلافات میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے رسول (ﷺ) کے علاوہ بھی کسی اور کو آخری سند مقرر کیا گیا ہے۔ اگر نہیں تو پھر وہ امام کیسے ہو سکتا ہے؟ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّاۤ اَنۡزَلۡنَاۤ اِلَيۡكَ الۡكِتٰبَ بِالۡحَـقِّ لِتَحۡكُمَ بَيۡنَ النَّاسِ بِمَاۤ اَرٰٮكَ اللّٰهُ ؕ

(النساء : ۴/ ۱۰۵)

''(اے رسول!) ہم نے آپ کی طرف حق کے ساتھ کتاب نازل کی ہے، تا کہ آپ لوگوں کے درمیان (اس طرح) فیصلہ کریں جس طرح اللہ آپ کو بتائے۔''

کیا کسی اور کے فیصلے بھی اللہ تعالیٰ کی رہنمائی میں صادر ہوتے ہیں، اگر نہیں تو ان کی بات کیسے سند ہو سکتی ہے؟

مندرجہ بالا آیات سے ثابت ہوا کہ صرف ایک ہی ہستی ایسی ہے جس کی اطاعت اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہے، جس کی نافرمانی اللہ تعالیٰ کی نافرمانی ہے، جس کا طریقہ واجب الاتباع ہے، جس کی ہر بات وحی ہے، جو خود ہدایت پر ہے اور ہدایت کی طرف دعوت دیتا ہے، جس کی اطاعت واتباع سے ہدایت ملتی ہے، جس کی پیروی سے ولایت ملتی ہے، جس کے پاس ان تمام باتوں کے لیے وحی الٰہی کی سند ہے اور وہ ہستی صرف محمد رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی ہے، تو

پھر بتایئے رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کسی اور کی اطاعت سے، کسی اور کو آخری سند یا امام بنانے سے سوائے نقصان کے اور کیا مل سکتا ہے۔ یہ نقصان دو قسم کا ہو گا: ایک شرک فی الحکم کا، دوسرا فرقہ بندی کا۔ شرک کسی قسم کا بھی ہو بغیر توبہ کے معاف نہیں ہوتا، لہٰذا اس سے بچنا بڑا ضروری ہے، ورنہ نجات ناممکن ہے۔ فرقہ بندی اللہ تعالیٰ کا عذاب ہے اور اس سے چھٹکارا حاصل کرنے کا صرف ایک ہی ذریعہ ہے اور وہ یہ کہ صرف ایک متفق علیہ امام کو امام مانا جائے۔ ایسا امام سوائے رسول ﷺ کے اور کون ہو سکتا ہے۔ کوئی فرقہ ایسا نہیں جو رسول ﷺ کو واجب الاتباع نہ مانتا ہو، ان کی پیروی کو ذریعہ نجات نہ سمجھتا ہو۔ اتباع رسول ﷺ مقصد ہے، علماء اور فقہاء ذریعہ تو ہو سکتے ہیں، مقصد نہیں بن سکتے۔ علماء اور فقہاء امام کائنات ﷺ کی باتیں ہم تک پہنچانے والے ہیں، خود امام نہیں ہیں۔ امام ہمارا صرف ایک ہے اور وہ وہی ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارا امام بنایا ہے۔

آیئے! صرف اللہ کے بنائے ہوئے امام کو امام مانیے، فرقہ بندی ختم کر دیجیے، سب ایک مرکز پر جمع ہو جایئے اور ایک ہو جایئے۔ (( وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ))

فصل: ۲

# ردِ تقلید

## تقلید کی تعریف:

غیر نبی کی بات بلا دلیل تسلیم کر لینے کا نام تقلید ہے۔

## تقلید کی ابتدا:

ہم نے بدعات کی جو فہرست پیش کی ہے ان میں سرفہرست تقلید ائمہ اربعہ ہے۔ یاد رہے کہ امت مسلمہ کے اتحاد کو جن چیزوں نے سب سے زیادہ نقصان پہنچایا ان میں سرفہرست دو چیزیں ہیں:

① شیعہ صاحبان کا امت مسلمہ سے علیحدہ فرقہ بنانا۔

② تقلید ائمہ اربعہ۔

حوالہ نمبر 16

تقلید ائمہ اربعہ چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ حوالہ کے لیے دیکھیے ا۔ شاہ ولی اللہ صاحب کی کتاب حجۃ اللہ بالغہ۔ (مطبوعہ صدیقی بریلی ص: ۱۵۷) ۲۔ اعلام الموقعین (مطبوعہ اشرف المطالعہ۔ دہلی ۱/۱۲۲ از حافظ ابن قیم) ۳۔ محمد یوسف لدھیانوی حنفی دیوبندی کی کتاب اختلاف امت اور صراط مستقیم (از مکتبہ مدنیہ ۱۷ اردو بازار لاہور، حصہ اول: ص ۲۰ تا ۲۵)

## کیا تقلید واجب ہے؟

یہ بات بہت زیادہ مشہور ہے کہ چار امام برحق ہیں اور عوام پر ان کی تقلید کرنا واجب ہے۔ چار اماموں سے مراد مالک بن انس، ابو حنیفہ نعمان بن ثابت، محمد بن ادریس شافعی، احمد ابن حنبل رحمہم اللہ ہیں۔ چاروں صاحبان کا بہت بلند علمی مرتبہ ہے اور دین اسلام میں ان کی خدمات کسی سے ڈھکی چھپی نہیں ہیں، لیکن ان کے درجۂ امامت پر فائز ہونے اور عوام پر ان کی تقلید کے واجب ہونے کی کوئی دلیل قرآن و حدیث سے نہیں ملتی۔ قرآن و حدیث ہی اصل دین

**باب ۸۵**

## اس بیان میں کہ چوتھی صدی ہجری سے پہلے اور پیچھے لوگوں کا کیا حال تھا

معلوم کرنا چاہیے کہ چوتھی صدی سے پہلے لوگ کسی خالص ایک مذہب معین پر متفق نہ تھے۔قوت القلوب میں ابو طالب مکی نے بیان کیا ہے کہ یہ کتابیں اور مجموعی نئی چیزیں ہیں۔قرن اوّل اور دوم میں پہلے لوگ اور لوگوں کے اقوال کے قابل نہ تھے کسی مذہب معین کے موافق فتویٰ دینے کا طریقہ معین نہ تھا خاص کسی شخص کا قول اختیار نہ کیا جایا کرتا ہر ایک قسم کے امر میں اسی کے قول کو نقل نہیں کیا کرتے تھے اسی کے مذہب پر فقہ کی بنیاد قائم نہیں ہوتی تھی۔انتہیٰ میں کہتا ہوں کہ دونوں قرنوں کے بعد کسی قدر تخریج کا طریقہ پیدا ہو گیا تاہم چوتھی صدی کے لوگ مذہب معین کی تقلید پر متفق نہ تھے کسی ایک مذہب کی فقہ کی پابندی نہ تھی کہ اس کا قول نقل کیا جائے۔جیسے کہ تتبع سے ظاہر ہوتا ہے بلکہ اس زمانہ میں دو قسم کے لوگ تھے۔ ❶ علماء ❷ عامی۔عوام کی حالت یہ تھی کہ اتفاقی مسائل میں جو مسلمانوں اور جمہور مجتہدین میں مختلف فیہ نہ تھے۔وہ صرف صاحب شرع کی ہی تقلید کرتے تھے۔وضو، غسل، نماز، زکوٰۃ کا طریقہ وہ اپنے باپ دادوں یا اپنے شہروں کے علماء سے سیکھ لیا کرتے تھے اسی روش پر وہ چلتے تھے اور جو کوئی نیا واقعہ پیش آتا تو جو کوئی مفتی مل گیا اس سے مسئلہ دریافت کر لیا۔کسی مذہب معین کی تخصیص نہ تھی اور خاص درجہ کے لوگوں کی یہ حالت تھی کہ ان میں سے محدثین علم حدیث میں مصروف تھے ان کے پاس احادیث نبوی اور آثار صحابہ میں ضروری حدیثیں موجود تھیں کہ مسئلہ میں اور کسی چیز کی ان کو حاجت نہ تھی۔وہ حدیثیں مستفیض یا صحیح قسم کی جمع تھیں جن پر فقہاء عمل کر چکے تھے جو ان پر عمل نہ کرے وہ قابل عذر نہیں ہے اور نیز ان کے پاس ایک مجموعہ ان قولوں کا تھا جو جمہور صحابہ رضی اللہ عنہم اور تابعین سے ایسے مؤید تھے کہ ان کی مخالفت نازیبا تھی اگر تعارض نقل یا وجہ ترجیح ظاہر نہ ہونے وغیرہ سے مسئلہ میں ان کا دل مطمئن نہیں ہوتا تھا تو گزشتہ فقہاء میں سے کسی کے قول کی طرف رجوع کر لیا کرتے تھے۔اور اگر فقہا کے دو قول اس مسئلہ میں ان کو ملتے تھے اور ان میں سے جو زیادہ قابل اعتماد ہوتا اس کو اختیار کر لیا کرتے تھے۔خواہ وہ فقیہ اہل مدینہ سے ہوتا یا اہل کوفہ سے۔اور ایک فرقہ ان خاص لوگوں میں اصحاب التخریج کا تھا جس مسئلہ کو وہ مصرح نہ پاتے اس میں وہ تخریج کرتے تھے اور مذہب میں اجتہاد کیا کرتے تھے اور یہ لوگ اپنے اصحاب کے مذہب کی طرف منسوب ہوا کرتے تھے یوں کہا جاتا تھا کہ فلاں شخص شافعی ہے اور فلاں حنفی، اور اہل حدیث بھی جس مذہب سے زیادہ موافق ہوا کرتے تھے۔کبھی کبھی اس مذہب سے منسوب ہوتے تھے۔جیسے کہ نسائی اور بیہقی امام شافعی کی طرف منسوب ہوتے تھے اور بجز مجتہد کے کسی کو قضاء اور فتویٰ کی خدمت نہیں ملتی تھی اور صرف مجتہد ہی کو فقیہ کہتے تھے ان قرنوں کے بعد لوگ دائیں بائیں آوارہ ہو گئے اور چند امور ان میں بالکل نئے پیدا ہو گئے ❶ علم فقہ کے متعلق ان میں نزاع اور خلاف پیدا ہو گیا۔اس کی تفصیل جیسے کہ غزالی نے بیان کی ہے یہ ہے کہ جب خلفاء راشدین مہدین کا زمانہ گزر گیا۔اور خلافت ان لوگوں کو مل گئی جو اس کے قابل اور مستحق نہ تھے۔اور فتووں اور احکام دین کا مستقل علم ان کو نہ تھا اس واسطے ان کو ضرورت ہوئی کہ فقہاء سے مدد لیں اور ہر حال میں ان کو اپنے ساتھ رکھیں۔اس زمانہ میں ایسے

''تقلید'' چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔اس سے پہلے کوئی مسلمان حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی ہرگز نہ تھا۔اب جو لوگ کسی خاص امام کی تقلید نہ کرنے والے مسلمان پر طوفانی فتوے لگاتے ہیں اور ان کو غیر مقلد کہہ کر کفر کی مشینیں حرکت میں لے آتے ہیں۔ذرا غور کریں، وہ رسول اللہ ﷺ سے لے کر چار سو سال بعد تک کے مسلمانوں پر کیا فتویٰ لگائیں گے کہ وہ سب کے سب غیر مقلد تھے اور ان میں تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی شامل ہیں۔ذرا غور کیجیے اور سمجھیے اور پھر فتویٰ دیجیے۔

حدیثیں چھوڑیں اور قیاس کی ڈمیں تھام لیں تب سے ہلاکت میں گرفتار ہو گئے۔ (۷) امام اصمعی رحمۃ اللہ علیہ سے ذکر کیا گیا کہ امام خلیل بن احمد قیاس کے منکر ہیں آپ نے فرمایا ہاں! یہی مذہب ایاس بن معاویہ رحمۃ اللہ علیہ کا تھا۔ (۸) حضرت جعفر بن محمد بن علی بن حسین رحمۃ اللہ علیہ نے ایک مرتبہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ سے فرمایا اللہ سے ڈر اور قیاس نہ کیا کر۔ ہم کل اللہ کے سامنے کھڑے ہوں گے ہم بھی اور ہمارے مخالف بھی ہم تو کہیں گے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور تم اور تمہارے ساتھی کہیں گے ہماری رائے یہ تھی اور ہمارا قیاس یہ تھا۔ پس اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ وہ کرے گا جو چاہے۔ (۹) امام ابن شبرمہ رحمۃ اللہ علیہ کہتے ہیں میں اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ حضرت جعفر بن محمد بن حنفیہ کے پاس گئے۔ میرے ان کے دوستانہ تعلقات تھے۔ میں نے سلام کیا اور عرض کیا کہ جناب سے اللہ تعالیٰ ہمیں فیض پہنچاتا رہے میرے ساتھ یہ صاحب ہیں عراقی ہیں انہیں فقہ و عقل ہے۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا شاید یہی وہ ہیں جو دین کو اپنی رائے سے قیاس کرتا ہے پھر میری جانب متوجہ ہو کر مجھ سے دریافت فرمایا کہ کیا یہ نعمان ہیں؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ خود اس کے جواب میں عرض کرنے لگے کہ اللہ تعالیٰ آپ کا بھلا کرے۔ میں ہی نعمان ہوں۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا اللہ سے ڈرتا رہ دین میں اپنی رائے قیاس کو دخل نہ دے۔ سب سے پہلے جس نے قیاس کیا وہ ابلیس تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے حکم دیا کہ حضرت آدم علیہ السلام کو سجدہ کرے تو وہ بکنے لگا کہ میں اس سے بہتر ہوں تو نے مجھے آگ سے پیدا کیا ہے اور اسے مٹی سے' پھر امام صاحب نے حضرت ابو حنیفہ سے سوال کیا کہ ذرا مجھے بتلاؤ تو وہ کون سا کلمہ ہے جس کا اول حصہ شرک ہے اور آخری حصہ ایمان ہے؟ جواب دیا کہ مجھے اس کا علم نہیں۔ حضرت جعفر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا وہ کلمہ لا الٰہ الا اللہ ہے۔ اگر کسی نے لا الٰہ صرف کہا آگے نہ کہا تو وہ مشرک ہے پس یہ کلمہ ہے جس کا اول شرک ہے اور جس کا آخر ایمان ہے۔ پھر فرمایا تجھے خرابی ہو بتلا تو اللہ کے نزدیک گناہ میں بڑی کیا چیز ہے؟ کسی کو قتل کرنا یا زناکاری کرنا؟ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے جواب دیا کہ ناحق کے قتل کا گناہ اللہ کے نزدیک بڑا ہے اور یہ بہت بڑی اور اہم چیز ہے۔ حضرت جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا۔ سنو قتل کے تو دو گواہ کافی ہیں اور زنا کے جب تک چار گواہ نہ ہوں گواہی مقبول نہیں۔ اب بتلاؤ تمہارا قیاس یہاں اللہ کے دین میں کس کام کا رہا؟ اچھا اس تیسرے سوال کا جواب دو کہ اللہ کے نزدیک روزہ بڑی چیز ہے یا نماز؟ جواب دیا کہ نماز' فرمایا پھر کیا وجہ ہے کہ حائضہ عورت روزوں کی تو قضا کرے اور نمازوں کی نہ کرے؟ اے اللہ کے بندے اللہ سے ڈرا کر اور قیاس نہ کر اور قیاس چھوڑ دے کل ہمیں اور تجھے اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے۔ ہم تو اپنے بیان کردہ مسائل کی سند میں کہہ دیں گے کہ اللہ عزوجل نے فرمایا' اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لیکن تو اور تیرے ساتھی یہی کہیں گے کہ ہم نے یہ قیاس کیا ہماری رائے میں یونہی نظر آیا۔ اب اللہ تعالیٰ ہمارے اور تمہارے ساتھ وہ کرے گا جو وہ چاہے۔

(۱۰) امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حجۃ الوداع کے موقع پر جو فرمایا ہے اسے مضبوطی سے لیے رہو۔ فرمایا ہے دو چیزیں تم میں میں چھوڑے جا رہا ہوں جب تک انہیں مضبوطی سے تھامے رہو گے ہرگز گمراہ نہ ہو گے کتاب اللہ اور سُنّت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم۔ (۱۱) امام مالک رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم امام المسلمین تھے۔ سید العالمین تھے باوجود اس کے آپ سے جب سوال ہوتا تو جب تک وحی آسمانی نہ آجائے آپ جواب نہ دیتے جبکہ خود نبی صلی اللہ علیہ وسلم بے وحی کے جواب نہ دیتے اور وحی نہ آتی تو خاموش ہی رہتے پس اس شخص کی جرأت انتہائی تعجب کے قابل ہے۔ جس سے کوئی سوال کیا جائے اور وہ رائے' قیاس یا تقلید سے جواب دے دے۔ یا عرف یا عادت یا سیاست یا ذوق یا کشف یا خواب یا استحسان یا اٹکل و گمان سے کوئی جواب دے دے۔ ہم اللہ سے مدد چاہتے ہیں اور اسی پر بھروسہ رکھتے ہیں۔ (۱۲) حضرت وکیع بن جراح

## ثبوت حاضر ہے

اعلام الموقعین (۴۴۳)

ہو' خواہ قولِ صحابہ ؓ ہو' خواہ اس کے امام کے امام کا ہی قول ہو۔ کیا اس خرابی کو لازم دیکھتے ہوئے پھر بھی تقلید کے باطل ہونے تک ذہن نہ دوڑانا انسانیت ہے؟ (۱۲) مقلدو لاکھوں صحابیوں میں سے ایک صحابی تم نے ایسا پایا جو کسی ایک کے جملہ اقوال کو لینا ضروری جانتا ہو اور لے رہا ہو اور اس کے خلاف سب کے اقوال کو چھوڑنا بھی ضروری جانتا ہو اور چھوڑتا ہو؟ (۱۳) کیوں جناب تابعین میں کوئی ایسا آپ کی نگاہ سے گزرا؟ (۱۴) اچھا تبع تابعین میں کوئی ایسا ہوا ہے؟ مقلدو ان تینوں جماعتوں کے ہزاروں لاکھوں بلکہ کروڑوں انسانوں میں سے ایک تو بتلاؤ جو تمہاری طرح کسی ایک کی پوجا میں لگ گیا ہو۔ (۱۴) تمہاری یہ تقلید تو چوتھی صدی میں جنم لیتی ہے جبکہ وہ تین زمانے گزر چکتے ہیں جو بزبانِ رسولِ معصوم ﷺ اچھے زمانے تھے اور وہ زمانہ آتا ہے جو آپؐ کی زبانِ مبارک سے برا بن چکا تھا۔ (۱۵) مقلدین اپنے اماموں کے تمام اقوال کو سرو چشم پر رکھے ہوئے ہیں۔ عورتوں کی حلت و حرمت کا مدار ان کے قولوں پر ہے' خون و مال کی حلت و حرمت ان کی نوکِ زبان پر ہے۔ کام اتنا بڑا اور انہیں خطا اور صحت کا حقیقی علم کوئی نہیں لیکن حلال و حرام کا فتویٰ موجود ہے۔

دوستو! ایک روز اللہ کے سامنے کھڑا ہونا ہے' اس دن معلوم ہو جائے گا کہ اللہ کے ذمے اس کے دین میں باتیں بنانے کا انجام کیا کچھ ہوتا ہے؟ اس دن معلوم ہو جائے گا کہ فی الواقع ایسے لوگ کسی دلیل پر نہ تھے؟ (۱۶) اے جماعت مقلدین آخر اس کی وجہ کیا ہے کہ تم نے اسی ایک امام کی تقلید کی جس کی کی؟ آخر اس تخصیص کی کیا وجہ؟ کیوں تم نے اسی کی تقلید کی اور کسی کی نہ کی؟ اگر یہ جواب ہو کہ وہ اپنے زمانے میں سب سے زیادہ علم والا تھا بلکہ ممکن ہے کوئی کہہ دے کہ وہ اگلوں سے بھی افضل تھا اور یہ تو قطعاً ہے کہ اس کے بعد تو اس سے زیادہ علم والا کوئی ہو ہی نہیں سکتا۔ بہرصورت اس کے اس جواب پر ہم کہتے ہیں کہ یہ تو ظاہر ہے اور تو آپ کہتا ہے کہ تو اہل علم میں سے نہیں پھر تجھے کیسے معلوم ہو گیا کہ تیرا امام سب سے افضل اور سب سے زیادہ عالم ہے؟ یہ تو وہی معلوم کر سکتا ہے جو کل مذہب سے' ان کے دلائل سے بلکہ ان کی ترجیح کے اسباب سے بھی واقف ہو۔ اندھا ہو کر سکے پرکھنا یہ تو بالکل انوکھی چیز ہے۔ اسی طرح بے علم ہو کر علماء و فضلاء میں درجے قائم کرنا اور فیصلے کرنا بھی۔ ساتھ ہی یہ بھی بے علمی کے ساتھ اللہ پر بات بنانا ہے۔ مقلدو ذرا بتلاؤ تو؟ تمہارے امام سے حضرت ابوبکر صدیق' حضرت عمر بن خطاب' ابنِ عمر ؓ یقیناً درجہا بڑھ چڑھ کر تھے' وہ یقیناً علم و فضل میں اس سے بہت ہی اعلیٰ اور افضل تھے۔ پھر کیا وجہ کہ تم نے ان کی تو تقلید چھوڑ دی اور اس کی تقلید پکڑلی؟ (۱۸) بلکہ تمہارے امام سے تو سعید بن مسیب' شعبی' عطاء' طاؤس ؒ اور ان جیسے اور بزرگ بھی ہزاروں درجے بزرگ' افضل اور ذی علم تھے۔ پھر تُو نے ان تمام افضل و اعلم لوگوں کی تقلید ترک کر کے ان سے بہت کم درجے کے شخص کو کیوں تقلید کرنے کے لیے چن لیا؟ کیا خیریت میں' علم میں' دین میں یہ بزرگ تیرے امام کے بھی بزرگ نہ تھے؟ پھر ان کے اقوال و مذاہب کو چھوڑ کر ان سے بہت نیچے کے درجے کے ایک شخص کے اقوال و مذاہب پر آڑ جانا یہ کون سی دانشمندی ہے؟ اگر اس کے جواب میں مقلدین کی طرف سے کہا جائے کہ میرا امام مجھ سے بہت بڑا عالم تھا۔ اس کی تقلید نے مجھ پر اس کے قول کی مخالفت حرام کر دی ہے۔ بہ سبب اس کے قول کے جس کی میں تقلید کرتا ہوں۔ اس لیے کہ اس کے علم کی زیادتی اس کی کامل دینداری اسے روکتی ہے کہ وہ اپنے سے اعلیٰ اور بہت زیادہ علم والے کی مخالفت کرے مگر کسی ایسی دلیل سے ہی کرے گا جو اس کے نزدیک ان تمام کے قول سے اولیٰ ہو۔ تو ہم اسے جواب دیں گے کہ یہ تُو نے کہاں سے جان لیا کہ تیرے امام نے اپنے سے بڑے کی جو مخالفت کی ہے وہ اس دلیل کی بناء پر کی ہے جو اس کے نزدیک ہے۔ کیا خبر جس کی مخالفت کرتا ہے اس کے پاس اس سے بھی

تقلید چوتھی صدی ہجری یعنی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے چار سو سال بعد شروع ہوئی۔ اس سے پہلے اس کا وجود نہ تھا اور اس سے پہلے کوئی بھی مسلمان حنفی، شافعی، مالکی یا حنبلی وغیرہ نہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ سے لے کر چار سو سال بعد تک کے تقلید سے ناآشنا مسلمانوں پر کیا فتویٰ لگایا جائے گا؟ ذرا سوچیں... سوچیں......اور اتباع نبی ﷺ کی طرف پلٹیں۔

ہے، جب یہاں سے ہم کسی بات کا ثبوت پالیں تو پھر تاویل کی گنجائش نہیں رہتی اور جب قرآن وحدیث میں ہمیں کسی بات کا ثبوت نہیں ملتا تو پھر اسے تسلیم کرنے کی کوئی گنجائش ہمارے پاس نہیں۔ اس لیے کہ ہم شریعت کے تابع ہیں، شریعت ساز نہیں۔ چند نادان قسم کے مقلد آیت قرآنی: فَسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النحل : ٤٣] سے یہ جواز نکالتے ہیں کہ اس آیت میں عوام کو ان کی تقلید کا حکم دیا گیا ہے، حالانکہ ان کا یہ قول اللہ تعالیٰ پر افترا ہے اور اللہ تعالیٰ پر جھوٹ بولتے ہوئے ذرہ برابر بھی نہیں شرماتے۔ سورۃ النحل کی اس آیت کا ماقبل اور ما بعد اس بات کی صاف صاف وضاحت کر رہا ہے کہ یہاں اہل الذکر سے مراد اہل انجیل ہیں نہ کہ امت محمدیہ کے علماء۔ پھر یہ نادان مقلد جواز تقلید اپنے زعم باطل میں ثابت تو کر دیتے ہیں لیکن ہمارا سوال ابھی بھی خم ٹھونک کر کھڑا ہے کہ اس آیت سے اب اپنے چار مزعومہ ائمہ کی تقلید کا بھی ثبوت دو کہ ''اہل ذکر'' سے صرف یہی چار مراد ہیں اور یہاں یہ حوالہ بھی بے جا نہ ہوگا کہ مذکورہ بالا آیت سے مراد قرآن وحدیث کا حکم دریافت کرنا ہے، لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں ہے۔

یہود ونصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرک فرمایا۔ مومنوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کا کیا حکم ہے۔ (مقدمہ عالمگیری : ۱/ ۱۴)

حقیقت یہ ہے کہ اسلام کی حقیقی تعلیم سے لوگوں کو سب سے زیادہ برگشتہ کرنے والی بدعت یہی تقلید ائمہ اربعہ ہے کہ اس کے سبب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اقوال، احادیث وسنن مبارکہ ترک کر دیں اور ان لوگوں کے اقوال وافعال کی پیروی کرنے لگے ہیں جن کی تقلید کرنے کا حکم نہ اللہ تعالیٰ نے دیا اور نہ رسول اللہ ﷺ نے، کیونکہ وہ نبی نہیں تھے بلکہ امتی تھے۔

یہاں یہ سوال بھی پیدا ہوتا ہے کہ جب یہ تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی تو وہ مسلمان جو اس تقلید کے شروع ہونے سے پہلے ہی تقلید پر عمل کیے بغیر اس دنیا سے رخصت ہو گئے ان کا کیا بنے گا اور ان میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین اور تبع تابعین سب لوگ شامل ہیں جو قرون ثلاثہ کے لوگ ہیں کہ جن زمانوں کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے خیر کی خبر دی اور یہ حدیث بخاری (۲۶۵۱) میں ہے۔ نتیجہ یہ نکلا کہ تقلید سراسر بدعت ہے۔

**ثبوت حاضر ہے**



قربت کی تو بھی باقی رہے گا اختیار زوج کو نکاح کے صحیح رکھنے میں اور باطل کر دینے میں، سو اگر صحیح رکھے گا تو مہر مسمی قبول کریگا اور اگر فسخ کرے گا تو عورت کو کمتر مہر مسمی اور مہر مثل سے ملے گا یعنی مہر مسمی زوج پر واجب ہوگا اگر مہر مسمی مہر مثل سے کم ہوگا اور مہر مثل واجب ہوگا، اگر مہر مثل مسمی سے کم ہوگا، اس واسطے کہ نکاح غیر نافذ جس کو نکاح موقوف کہتے ہیں نکاح فاسد کے برابر ہے تو نکاح فاسد کا حکم نکاح موقوف میں جاری ہوگا اور نکاح فاسد کا یہی حکم ہے کہ اس میں کمتر مہر ملتا ہے، تزوج بشہادۃ اللہ ورسولہ لم یجز بل قیل یکفرہ، نکاح کیا کسی شخص نے خدا اور رسول کی گواہی سے تو نکاح درست نہ ہوگا، بلکہ بعضوں نے یعنی ابوالقاسم صفار نے اس کے کفر کا فتویٰ دیا ہے، کفر اس کا دو دلیلوں سے منقول ہے، اول یہ کہ اس نے حرام کو حلال جانا اس واسطے کہ اللہ اور اس کے رسول نے نکاح کی گواہی آدمیوں پر مخصوص کی ہے، اس کے سوا اور کی گواہی کا حکم نہیں دیا، اور دوسری دلیل یہ ہے کہ جب اس نے رسول کو گواہ قرار دیا تو رسول کو عالم غیب ثابت کیا، اور حالانکہ علم غیب حق تعالیٰ کو خاص ہے، واللہ اعلم، کذا فی حاشیۃ المدنی۔

**فصل فی المحرمات**

اس فصل میں بیان ہے محرمات کا یعنی وہ عورتیں جن کا نکاح مرد کو شرع میں درست نہیں، اسباب التحریم انواع۔ اسباب تحریم کے چند قسم ہیں یعنی تو مین قرابۃ پہلا سبب حرمت کا قرابت ہے یعنی نسبی سات عورتیں حرام ہیں، ماں، بیٹی، بہن، عمہ، خالہ، بھتیجی، بھانجی۔ مصاہرہ دوسری حرمت سسرالی رشتہ سے جیسے خوش دامن اور مدخولہ کی لڑکیاں اور بہو، رضاع تیسری حرمت شیر خوارگی کی چنانچہ دایہ اور اس کی لڑکیاں، جمع چوتھی حرمت اجتماع کرنے سے جیسے دو بہنوں کو یا عورت اور اس کی عمہ یا خالہ کو نکاح میں جمع کرنا، ملک پانچویں حرمت ملکیت کے سبب سے جیسے مالک کا نکاح اپنی لونڈی سے یا بی بی کا نکاح اپنے غلام سے، شرک چھٹی حرمت مشرک ہونے سے جیسے مجوسیہ اور بت پرست سے نکاح کرنا، ادخال امۃ علی حرۃ ساتویں حرمت بی بی پر لونڈی لانا۔ یعنی زوجہ حرہ کے ہوتے لونڈی سے نکاح کرنا۔ فہی سبعۃ ذکرہا المصنف بہذا الترتیب، یہ سات سبب حرمت کے مصنف نے اسی ترتیب سے ذکر کیے، وبقیت التطلیق ثلثا وتعلق حق الغیر بنکاح اوعدۃ ذکرہا فی الرجعۃ، باقی رہا تین بار کی طلاق دینا اور حرمت بسبب تعلق ہونے حق غیر کے نکاح سے یا عدت سے یعنی مطلقہ ثلثہ بھی حرام ہے اور غیر کی منکوحہ اور معتدہ بھی حرام ہے، ان دو سببوں کو مصنف نے فصل رجعت میں مذکور کیا، تو نو سبب حرمت کے ہو گئے۔ اور محشیوں نے اکیس سبب حرمت کے شمار کیے ہیں جیسے لعان اور خنثیٰ مشکل اور جنیہ اور دریائی انسان، مترجم نے خوف تطویل سے سب کا شمار کرنا ضرور نہ جانا، اس واسطے کہ اگر عاقل آدمی کتاب النکاح میں غور کرے تو جا بجا سے سب معلوم ہو سکتے ہیں (حرم) علی المتزوج ذکرا کان او انثی نکاح (اصلہ وفرعہ) علا او نزل، حرام ہے نکاح کرنے والے پر مرد ہو یا عورت نکاح کرنا اپنی جڑ کا اور شاخ کا، اگرچہ جڑ نہایت اونچی ہو جیسے ماں اور باپ دادا دادی پر دادا پر دادی اور نانا نانی پر نانا پر نانی سر نانا سر نانی اور شاخ بھی حرام ہے اگرچہ جڑ نہایت نیچی ہو جیسے بیٹا، بیٹی، پوتا پوتی، پر پوتا پر پوتی، اور ناتی ناتن، پر ناتی پر ناتن وعلی ہذا القیاس (وبنت اخیہ) اور حرام ہے اپنی بھتیجی سے سگے بھائی کی بیٹی ہو یا سوتیلے کی، (واختہ) اور حرام ہے اپنی بہن سگی ہو یا سوتیلی یا اخیافی (وبنتہا) اور حرام ہے اپنی بھانجی سگی بہن کی بیٹی ہو یا سوتیلی کی، ولو من زنا، اگرچہ یہ سب رشتہ زنا سے ہوں تو بھی حرام ہیں یعنی اصل اور فروع اور بھتیجی اور بہن اور بھانجی ہر طرح سے حرام ہیں یہ رشتے نکاح سے ہوں یا زنا سے (وعمتہ) اور اپنی پھوپھی حرام ہے نکاح سے ہو یا زنا سے (وخالتہ) اور اپنی خالہ حرام ہے نکاح سے ہو یا زنا سے۔ شارح اگر قید زنا کی محرمات نسبیہ کے آخر میں لگاتا تو نہایت مناسب ہوتا کہ سب کو حکم شامل ہو جاتا

---

رسول اللہ ﷺ کے لیے علم غیب کو ثابت کرنے والا کافر ہے کیونکہ یہ صرف اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ یہ فتویٰ فقہ حنفی کی مشہور کتاب "در مختار" کا ہے۔ جس کا عکس آپ کو اوپر نظر آ رہا ہے اور فیصلے کے نیچے لائن لگا دی گئی ہے تا کہ تلاش کرنے میں دقت نہ ہو۔ (اردو ترجمہ در مختار ص ۱۴ جلد دوم، شائع کردہ مکتبہ رحمانیہ لاہور)

یہاں ایک اعتراض کیا جاتا ہے کہ شریعت مطہرہ کا بیشتر حصہ وہ ہے جس پر یہ چاروں امام متفق ہیں اور بقول شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمہ اللہ ان چاروں بزرگوں کا کسی مسئلہ پر اتفاق کرنا ''اجماع امت'' کی علامت ہے یعنی جس مسئلہ پر ائمہ اربعہ متفق ہوں، سمجھ لینا چاہیے کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے لے کر آج تک پوری امت اس پر متفق چلی آئی ہے۔ اس لیے ائمہ اربعہ کے اتفاقی مسئلہ سے باہر نکلنا جائز نہیں۔

جواباً عرض ہے کہ ائمہ اربعہ کسی مسئلہ پر متفق ہوں وہ اگر اجماع امت ہے تو سب سے پہلے ائمہ کے مقلدین خصوصاً حنفی اس کے مخالف ہیں۔ مثال کے طور پر دو مسئلے جس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں لیکن مقلدین اس کے منکر ہیں۔ الا ماشاء اللہ!

## ⌘ تقلید سے ائمہ اربعہ کی ممانعت:

ا: امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''حَرَامٌ عَلٰی مَنْ لَمْ یَعْرِفْ دَلِیْلِیْ اَنْ یُّفْتِیَ بِکَلَامِیْ'' ❶

''میری بات کی دلیل (قرآن وحدیث سے) جس کو معلوم نہ ہو، اس کے لیے میرے کلام پر فتویٰ دینا حرام ہے۔''

درمختار میں ہے:

''اِذَا صَحَّ الْحَدِیْثُ فَھُوَ مَذْھَبِیْ اَنْ تَوَجَّهَ لَکُمْ دَلِیْلٌ فَقُوْلُوْا بِهٖ'' ❷

''صحیح حدیث سے جو مسئلہ ثابت ہو جائے وہی میرا مذہب ہے۔ اگر تم کو کوئی دلیل قرآن وحدیث میں مل جائے تو اسی پر عمل کرو اور اسی پر فتویٰ دیا کرو۔''

ب: امام مالک رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

''اِنَّمَا اَنَا بَشَرٌ اُخْطِئُ وَاُصِیْبُ فَانْظُرُوْا فِیْ رَأْیِیْ فَکُلُّ مَا وَافَقَ الْکِتَابَ وَ السُّنَّةَ فَخُذُوْهُ وَکُلُّ مَا لَمْ یُوَافِقْ فَاتْرُکُوْهُ'' ❸

''اے لوگو! میں ایک انسان ہوں کبھی میری بات ٹھیک ہوتی ہے اور کبھی غلط، تم میری اس بات کو تو لے لو جو کتاب وسنت کے مطابق ہو اور جو اس کے خلاف ہو اس کو چھوڑ دو۔''

---

❶ میزان شعرانی: ۳۸ ❷ درمختار: ۱/ ۵۰ ❸ ایقاظ طبع ہند: ۱۰۲-

شاہ ولی اللہ صاحب امام مالک کا قول نقل فرماتے ہیں:

" مَا مِنْ اَحَدٍ اِلاَّ وَهُوَ مَأْخُوْذٌ مِنْ كَلاَمِهِ وَمَرْدُوْدٌ عَلَيْهِ اِلاَّ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ" ❶

''دنیا میں کوئی ایسا شخص نہیں کہ اس کی تمام باتیں قبول کی جائیں سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔''

یعنی دوسروں کی باتوں میں غلطی کا ہونا ممکن ہے لیکن رسول اللہ ﷺ کی باتیں سو فیصد سچی اور حق ہیں، لہٰذا ماننے کے قابل صرف آپ ﷺ ہی کی بات ہے۔

**جواب:** امام شافعی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" اِذَا صَحَّ الْحَدِيْثُ فَهُوَ مَذْهَبِيْ وَاِذَا رَأَيْتُمْ كَلاَمِيْ يُخَالِفُ الْحَدِيْثَ فَاعْمَلُوْا بِالْحَدِيْثِ وَاضْرِبُوْا كَلاَمِيَ الْحَائِطَ" ❷

''صحیح حدیث میں جو کچھ ہے وہی میرا مذہب ہے، جب تم میرے کلام کو حدیث کے خلاف پاؤ تو حدیث پر عمل کرو اور میرے قول کو دیوار پر دے مارو۔''

نیز آپ فرماتے ہیں کہ تمام مسلمانوں کا اجماع ہے کہ جب بھی کسی پر سنت رسول اللہ ﷺ ظاہر ہو جائے، اس شخص کے لیے اس سنت کو چھوڑ کر اوروں کے قول پر عمل کرنا حرام ہے۔ (اعلام: ۲/ ۱۶۱۔ایقاظ: ۸۵)

د: امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

" لَيْسَ لِاَحَدٍ مَعَ اللّٰهِ وَرَسُوْلِهِ كَلاَمٌ" ❸

''اللہ و رسول کے مقابلہ میں کسی کا کلام کوئی حقیقت نہیں رکھتا۔''

شاہ ولی اللہ صاحب ہی مزید نقل فرماتے ہیں کہ امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا:

" لاَ تُقَلِّدُوْنِيْ وَ لاَ تُقَلِّدُنَّ مَالِكًا وَ لاَ الْاَوْزَاعِيَّ وَ لاَ الثَّوْرِيَّ وَ خُذُوا الْاَحْكَامَ مِنْ حَيْثُ اَخَذُوْا مِنَ الْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ" ❹

''خبردار! ہرگز ہرگز نہ میری تقلید کرنا، نہ امام مالک کی، نہ اوزاعی کی، نہ ثوری کی، بلکہ

---

❶ الانصاف: ۱۳۔ عقد الجید: ۸۰ ❷ عقد الجید: ۸۱
❸ عقد الجید: ۸۱ ❹ عقد الجید: ۸۱

جہاں سے یہ بزرگ احکام لیا کرتے تھے وہیں سے تم بھی لیا کرو یعنی قرآن وحدیث سے۔"

یہ ائمہ اربعہ کے اقوال ہیں جو تقلید شخصی کی تردید کرتے ہیں۔ گویا ائمہ اربعہ اس بات پر متفق ہیں کہ تقلید حرام ہے اور بقول شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ یہ اجماع امت کی علامت ہے۔ اب مقلدین ہی اپنے گریبان میں منہ ڈال کر فرمائیں کہ اس اجماع کی وہ مخالفت کیوں کرتے ہیں۔ خصوصاً حنفیہ جب کہ ان کی مذہبی کتابوں میں بھی تقلید سے روکا گیا ہے۔ مثلاً شیخ ابن الہمام حنفی فتح القدیر (۳/۲۴۷) میں فرماتے ہیں:

" فَلاَ دَلِيْلٌ عَلٰى وَجُوْبِ اِتِّبَاعِ الْمُجْتَهِدِ الْمُعَيَّنِ بِاِلْزَامِ نَفْسِهِ ذٰلِكَ قَوْلاً اَوْ نِيَّةً"...... "کسی ایک ہی مجتہد اور امام کی ہر ایک بات اپنے اوپر لازم اور واجب کر لینے کی قطعاً کوئی دلیل نہیں ہے۔"

⌘ائمہ اربعہ کا عقیدہ: دوسرا مسئلہ جس پر ائمہ اربعہ متفق ہیں عقائد ہے، تمام عقائد کی کتابیں اس پر متفق ہیں کہ ائمہ اربعہ عقائد کے معاملہ میں تفویضی تھے لیکن امام احمد رحمہ اللہ کے مقلدین کے علاوہ ائمہ ثلاثہ کے مقلدین نے اپنے امام کا یہ عقیدہ چھوڑ کر تاویلی عقیدہ جو بعد میں آنے والے متکلمین جیسے اشعری و ماتریدی وغیرہ نے بیان کیا ہے، اختیار کیا ہے۔ اب ان ائمہ ثلاثہ کے مقلدین سے عموماً اور امام ابوحنیفہ کے مقلدین سے خصوصاً یہ سوال ہے کہ اس اجماعی عقیدہ کو کیوں چھوڑا گیا ہے؟ اور اس کو چھوڑنے کی وجہ سے آپ حضرات اجماع کے منکر ہوئے یا نہیں؟ آخر کچھ اختلاف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے مابین بھی تھے لیکن ان میں یہ فرقہ بندی اور فقہی اختلافات کی شدت نہ تھی۔ اس کی وجہ یہی تھی کہ وہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تلاش میں رہتے تھے اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم مل جانے کے بعد وہ اس کی دوراز کار تاویلیں اور رکیک توجیہیں نہیں کرتے تھے بلکہ اس کے آگے سر تسلیم خم کر دیتے تھے۔ آج بھی اگر مقلدین صدق دل سے احادیث کی وہ حیثیت واہمیت تسلیم کر لیں جو عہد صحابہ و تابعین میں تھی اور جس کو شریعت نے فی الواقع جو اہمیت وحیثیت دی ہے تو آج بھی اختلافات کی شدت میں معتدبہ کمی آسکتی ہے:

۱۔ قرآن کریم نے یہ بتایا کہ رسول اس لیے آئے کہ جاہلوں اور گمراہوں کو ہدایت پر لائیں۔

۲۔ قرآن کریم کو اللہ نے آسان اور عام فہم بنایا تاکہ اس سے ہر شخص فائدہ اٹھائے۔

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں آسان دین لے کر آیا ہوں۔

فصل : ۳

# تقلید کے متعلق اہل سنت کا عقیدہ

اصلی سنی کہتے ہیں کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے جو کچھ فرمایا وہ حق ہے۔ اگر کوئی شخص یہ کہتا ہے کہ قرآن و حدیث کا سمجھنا مشکل ہے، تو گویا وہ اللہ و رسول ﷺ کو چیلنج کر رہا ہے، جس کا وہ بروز قیامت جواب دہ ہوگا اور جو کچھ اصلی سنی کہتے ہیں اس کا عملی ثبوت صحابہ رضی اللہ عنہم کی زندگی میں موجود ہے کہ انھوں نے قرآن و حدیث کو رسول ﷺ کی زبان مبارک سے سنا اور سمجھ کر عمل کیا اور یہ تمام احکام عبادات ومعاملات پر رسول اللہ ﷺ کے شروع زمانے میں عمل ہوا اور وہ بتواتر نسلاً بعد نسلٍ ہم تک پہنچا اور یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔ گویا بشکل کتابت وبشکل عمل دونوں طریقوں سے ہمارے پاس وہ احکام من وعن موجود ہیں۔ اگر کبھی عمل میں بر بنائے ذہول ونسیان نقصان واقع ہو جائے تو مکتوبات سے اس کی تشریح کر لی جائے۔

اصلی سنی یہ بھی کہتے ہیں کہ پڑھے لکھے براہ راست قرآن وحدیث سے اس نقص کی تصحیح کر سکتے ہیں اوران پڑھ کسی عالم سے جا کر سوال کرے گا کہ اس باب میں قرآن وحدیث میں کیا وارد ہے اور وہ عالم قرآن وحدیث کا حکم بتا دے گا جس سے اس نقص وخامی کی تصحیح ہو جائے گی اور اس سوال کے لیے کسی ایک ہی کو معین نہیں کیا جائے گا بلکہ جو بھی وقت پر مل جائے گا اس سے پوچھا جائے گا کیونکہ صحابہ کی روش یہی تھی۔ قرآن نے فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النحل : ٤٣] فرمایا، جس کا مفہوم یہ ہے کہ زندہ وموجود عالم سے روبرو پوچھ لو، اور کیا پوچھ لو قرآن و حدیث کا یہ حکم نہیں کہ فلاں نے کیا کہا اور فلاں نے کیا کہا۔ گویا اصلی سنی ان پڑھ کسی پڑھے لکھے عالم سے مسئلہ قرآن وحدیث کا معلوم کرے گا اور یہ تحقیق ہے تقلید نہیں۔ آپ فقہ حنفی میں دیکھتے ہیں کہ امام ابو حنیفہ کے شاگردوں نے اپنے استاد کے ہزاروں استنباطات کو رد کر دیا

اور یہی حال دوسرے ائمہ کا ہے۔

## امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا حقیقی دشمن کون؟

حنفی کہتے ہیں کہ نعوذ باللہ اصلی سنی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی توہین کو "سرمایۂ سعادت" سمجھتے ہیں۔ حالانکہ اصلی سنی پر یہ ایسے ہی بہتان عظیم ہے جس طرح بریلوی اہل حدیث پر توہین اولیاء بلکہ گستاخیٔ پیغمبر (صلی اللہ علیہ وسلم) تک کے الزام عائد کرتے ہیں۔ حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی شان میں گستاخی کفر ہے۔ پھر اس الزام کی نوعیت کیا ہے؟ وہ یہ کہ اہل حدیث اولیاء اور انبیاء کو اس طرح نہیں مانتے جس طرح بریلوی مانتے ہیں۔ بریلوی اولیاء اور انبیاء علیہم السلام کو خدائی صفات میں شریک گردانتے ہیں۔ مثلاً وہ عالم الغیب، حاضر و ناظر، نافع و ضار، متصرف فی الامور وغیرہ وغیرہ ہیں، جو شخص بھی اولیاء اور انبیاء کی بابت یہ غالیانہ عقائد نہ رکھے وہ ان کے نزدیک گستاخ اولیاء اور گستاخ رسول ہے۔

ہم پوچھتے ہیں کہ کیا بریلویوں کا یہ الزام صحیح ہے؟ اگر صحیح ہے تو اعلان کر دیجیے ہم بھی اعتراف کر لیں گے کہ اصلی سنی واقعی گستاخ ابوحنیفہ ہیں لیکن غلو عقیدت سے اجتناب گستاخی نہیں بلکہ عین مطلوب ہے۔ تو پھر بریلویوں کی طرح دیوبندیوں کی یہ رٹ کہ اصلی سنی ائمہ کرام بالخصوص امام ابوحنیفہ کے گستاخ ہیں، ایک ہذیان گوئی کے سوا کوئی حیثیت نہیں رکھتی۔

اگر ان کے فقہی اقوال سے اختلاف گستاخی ہے تو یہ گستاخی سب سے پہلے ان کے ارشد تلامذہ قاضی ابو یوسف اور امام محمد وغیرہ نے کی ہے، پہلے ان پر فرد جرم عائد کیجیے، اصلی سنی کا نمبر بعد میں آتا ہے۔ پھر ائمہ کے اقوال اور ان کے اجتہادات سے اختلاف اگر گستاخی ہے تو سارے حنفی گستاخ ہیں۔ جنھوں نے امام مالک رحمہ اللہ، امام احمد رحمہ اللہ اور امام شافعی رحمہ اللہ اور دیگر ائمہ کے اقوال و اجتہادات سے اختلاف کیا ہے اور مسلسل کر رہے ہیں۔

دراصل امام ابوحنیفہ کے دشمن خود مقلدین حنفیہ ہی ہیں کہ انھوں نے اس امام عالی مقام کے نورانی چہرے پر اس قدر کیچڑ فرضی مسائل کے نام سے اچھالا ہے کہ کسی کے لیے ان کا صحیح چہرہ دیکھنا مشکل ہو گیا ہے۔ اس کے باوجود مجھے معلوم نہیں کہ کسی اصلی سنی نے انھیں برا بھلا کہا ہو یا ان سے عداوت کا اظہار کیا ہو لیکن اگر حنفی صاحبان کے علم میں یہ بات ہو تو اس کے ذمہ دار بھی انھی کے اکابر ہیں یعنی مصنفین فقہ حنفیہ۔ باقی الزامات کے بارے میں مختصراً عرض

ہے:

❶ اگر نقل صحیح سے ثابت ہو جائے تو ان کی تابعیت کے انکار کی ضرورت کیا ہے بلکہ بعض علمائے جماعت محمدی نے تو احناف ہی پر اعتبار کرتے ہوئے امام صاحب کو تابعی بھی لکھا ہے۔

❷ امام صاحب کی مرتب کردہ کتاب کہاں غائب ہوگئی، امام مالک کی مؤطا تو موجود ہے۔

❸ اگر یہ حضرت امام ہمام کے شاگرد ہیں تو یہ ان کے لیے ذخیرہ عاقبت ہوگا، لیکن اس سے آپ حضرات کو کیا ملا، حالانکہ تاریخ اور سیر سے اس کا ثبوت پیش کرنا بھی مشکل ہے۔ جن لوگوں کو امام ہمام کا شاگرد بتلایا گیا ہے ان سب کی روایتیں کتب صحاح و مسانید میں موجود ہیں، ان میں سے ان کی وہ روایات جمع کر دی جائیں جو امام صاحب سے مروی ہیں تا کہ عوام کو معلوم ہو جائے کہ امام صاحب کے شاگردوں نے ان سے کتنا استفادہ کیا ہے۔

❹ وہ اگر غلطی نہیں کر سکتے تھے تو کیا وجہ ہے کہ انھوں نے غلطیاں کیں۔ اگر ان سے غلطیاں نہ ہوتیں تو ان کے تلامذہ ان سے اختلاف نہ کرتے حالانکہ یہ واقعہ ہے کہ امام ابو یوسف اور امام محمد نے ایک دو مسائل میں نہیں بیسیوں مسائل میں اپنے استاد (امام ابو حنیفہ) سے اختلاف کیا ہے۔

امام ابو یوسف امام ابو حنیفہ کے سب سے اہم شاگرد ہیں بلکہ ان کے بارے میں یہاں تک کہا گیا ہے کہ اگر وہ نہ ہوتے تو امام ابو حنیفہ کا نام تک کوئی نہ جانتا:

"مَا كَانَ فِيْ اَصْحَابِ اَبِيْ حَنِيْفَةَ مِثْلَ اَبِيْ يُوْسُفَ لَوْلاَ اَبُوْ يُوْسُفَ مَا ذُكِرَ اَبُوْ حَنِيْفَةَ" ❶

''ابو حنیفہ کے شاگردوں میں ابو یوسف جیسا کوئی نہیں، اگر ابو یوسف نہ ہوتے تو ابوحنیفہ کا ذکر تک نہ ہوتا۔''

یہاں تک کہ ان دونوں نے اپنے استاد کی اصول میں بھی مخالفت کی ہے اور انھوں نے متعدد مسائل میں اپنے استاد امام ابو حنیفہ سے اختلاف کیا ہے: "وَخَالَفَهُ فِيْ مَوَاضِعٍ كَثِيْرَةٍ"[حواله مذكور : ٤٢١] کہ انھوں نے بہت سے مسائل میں اختلاف کیا ہے۔ اسی

❶ وفیات الأعیان: ۵/ ۴۲۴۔ الطبعة الاولی

طرح امام محمد ہیں، یہ بھی امام ابو یوسف کے بعد سب سے اہم شاگرد ہیں بلکہ انھی کی تصنیفات فقہ حنفی کی بنیاد ہیں لیکن انھوں نے بھی بے شمار مسائل میں اپنے استاد سے اختلاف کیا ہے حتیٰ کہ یہاں تک کہا گیا ہے کہ یہ دونوں شاگرد (امام ابو یوسف اور امام محمد) اپنے استاد کی اصول تک میں مخالفت کرتے ہیں: "فَاِنَّهُمَا يُخَالِفَانِ اُصُوْلَ صَاحِبِهِمَا" ❶

نیز کہا گیا ہے:

"اِسْتَنْكَفَ مُحَمَّدُ بْنُ الْحَسَنِ وَ اَبُوْيُوْسُفَ عَنْ مُتَابَعَتِهِ فِیْ ثُلُثَیْ مَذْهَبِهِ وَ وَافَقَا الشَّافِعِیَّ فِیْ اَكْثَرِ الْمَسَائِلِ" ❷

''ان دونوں شاگردوں محمد بن حسن اور ابو یوسف نے اپنے امام سے دو تہائی مذہب میں اختلاف کیا ہے اور اکثر مسائل میں امام شافعی کی موافقت کی ہے۔''

اور مولانا عبدالحی لکھنوی حنفی بھی اس کا اعتراف کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

" فَاِنَّ مُخَالِفَتَهُمَا لِاَبِیْ حَنِيْفَةَ فِی الْاُصُوْلِ غَيْرَ قَلِيْلَةٍ حَتّٰى قَالَ الْاِمَامُ الْغَزَالِیُّ فِیْ كِتَابِ الْمَنْخُوْلِ اِنَّهُمَا خَالَفَا اَبَاحَنِيْفَةَ فِیْ ثُلُثَیْ مَذْهَبِهِ "❸

''محمد اور ابو یوسف نے ابوحنیفہ کی اصول میں بھی جو مخالفت کی ہے وہ قلیل نہیں ہے، حتیٰ کہ امام غزالی نے ''منخول'' میں صراحت کی ہے کہ محمد اور ابو یوسف نے ابو حنیفہ کی دو تہائی مسائل میں مخالفت کی ہے۔''

حوالہ نمبر 20

## تقلید اور تحقیق میں فرق:

ہم رسول کریم ﷺ کے فرمان کے مطابق ہر عالم کی عزت کرتے ہیں لیکن مطاع کسی کو تسلیم نہیں کرتے، لہٰذا اس سے ہم پر حجت قائم کرنا لاعلمیت کی دلیل ہے۔ ہم پر حجت تو صرف قرآن وحدیث سے قائم کی جاسکتی ہے۔

یاد رہے کہ نصوص قرآن وحدیث کے مقابلے میں کسی کا قول اور قیاس کوئی اہمیت نہیں رکھتا

❶ طبقات الشافعیة : ۲/ ۱۰۲ طبع جدید

❷ مغیث الخلق فی ترجیح القول الحق، لامام الجوینی :۴۴

❸ مقدمة عمدة الرعایة فی حل شرح الوقایة :۸۔ طبع مجتبائی دهلی

اور ایسی صورت میں تقلید قطعاً حرام ہے۔

کیا رسول اللہ ﷺ نے ان صحابہ کو جو بدوی تھے یہ حکم دیا کہ تم قرآن یا میری سنت پر عمل کرنے کے اہل نہیں، لہٰذا کسی مجتہد صحابی کے توسط سے عمل کرنا؟ عدم علم کی بنا پر کسی صاحب علم سے معلومات حاصل کرنے کو تقلید نہیں کہا جاتا بلکہ یہ عین تحقیق ہے، اس کو تقلید سے تعبیر کرنا غلط مبحث کی بدترین مثال ہے۔

## ائمہ کی شان بہت بڑھا دینا:

اماموں کو ان کی شان سے بڑھانا بھی ان کی بے ادبی ہے۔ انسان کو گرانے کی دو صورتیں ہیں، ایک تو یہ کہ جس مرتبے کا وہ ہو اس سے کم مرتبہ اس کے لیے ہم ثابت کریں۔ مثلاً ایک بادشاہ کو وزیر کہہ دیں یا اس سے بھی کم، اسی طرح دوسری صورت اسے گرانے کی یہ بھی ہے کہ اس کے مرتبے سے اسے بڑھا دیں۔ مثلاً کسی پولیس والے کو ہم بادشاہ کہہ دیں۔ بزرگوں کی دشمنی کے بھی یہی دو درجے ہیں، کسی بزرگ کو ان کی حیثیت سے گرانا بھی ان کی بے ادبی اور خلاف شرع ہے۔ مثلاً ائمہ دین و مجتہدین شرع متین کو گستاخانہ لفظوں سے برائی سے یاد کرنا۔ اسی طرح ان کی بے ادبی کا ایک طریق یہ بھی ہے کہ انھیں ان کے مرتبے سے بڑھا دیں، مثلاً کسی ولی اللہ کو اللہ کہہ دیں، کسی امام کو رسول اللہ ﷺ بتا دیں۔ جس طرح ان دونوں طریقوں سے بے ادبی ہوتی ہے اسی طرح خیالات بھی انھی دو طریق پر ہیں اور وہ بھی دونوں بے دینی کے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح ان کے ساتھ معاملہ جو برتا جائے وہ بھی انھی دو طریق کا ہوتا ہے۔ پس کسی امام دین کی جس طرح یہ توہین ہے کہ اسے سرے سے امام یا بزرگ ہی نہ مانا جائے اسی طرح ان کی یہ بھی توہین ہے کہ انھیں خدائی درجے یا نبوت کی کرسی پر بٹھا دیا جائے۔ تقلید شخصی میں امام کو گویا نبی ماننا ہے۔

## چاروں مذہب برحق نہیں:

چاروں مذہب برحق نہیں، ارشاد باری ہے:

وَقُلِ الْحَقُّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَمَنْ شَآءَ فَلْيُؤْمِنْ وَّمَنْ شَآءَ فَلْيَكْفُرْ

(الکہف: ۱۸/ ۲۹)

”یہی وہ حق ہے جو اللہ کی طرف سے ہے، اب جو چاہے مانے جو چاہے انکار کر دے۔“

ہے کوئی جو اس امر کا انکاری ہو کہ حق ایک ہے، اس حق کے سوا جو ہے وہ باطل ہے۔ اس حقیقت کو مانتے ہوئے جو حضرات چاروں مذہبوں کو حق کہتے ہیں، وہ سوچیں کہ کیا کہہ رہے ہیں ؟ اگر سارا حق ایک مذہب میں ہے تو ظاہر ہے کہ باقی تینوں مذہب حق نہ رہے، اگر چاروں میں سے ہر ایک میں حق ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں حق کا چوتھائی حصہ ہے نہ کہ پورا۔ جب ایک چوتھائی حق ہو تو یہ بھی مسلم ہے کہ ہر مذہب میں تین چوتھائی باطل ہے۔ آپ ایک روپے کے چار حصے کریں، چار ڈھیریاں ریت کی کریں اور اس ایک روپے کو ان چار میں رکھیں۔ تو ظاہر ہے کہ ہر ایک میں آپ ایک چوانی رکھ سکتے ہیں۔ جس جس ڈھیر پر جو جماعت قبضہ کر کے بیٹھے گی وہ بہت کچھ محنت کرنے کے بعد رول رول کر اس ڈھیر میں سے چوانی نکال سکتی ہے نہ کہ پورا روپیہ، پس اگر حق ان چاروں میں ہے تو زیادہ سے زیادہ ہر مذہب میں ایک چوتھائی حق ہے اور تین چوتھائیاں باطل کی ہیں۔ ہے کوئی جو اس کھلی حقیقت سے انکار کرے؟

## جماعت محمدی کا حق پر ہونا:

ہاں وہ جماعت جو اس ایک حق کے ٹکڑے نہ کرے، اسے چار حصوں میں اور چار ڈھیروں میں اور چار مذہبوں میں تقسیم نہ کرے وہ بے شک پورے حق کی مالک رہ سکتی ہے، اس کے قبضہ میں پورا روپیہ رہ سکتا ہے، مندرجہ بالا چار جماعتیں چاروں مذہب والوں کی تھیں اور یہ ایک جماعت اصلی اہل سنت کی ہے، اسے آپ اس طرح بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ہر ایک مذہب والا اسی آیت وحدیث پر عمل کر سکتا ہے، جو اس کے مذہب میں ہو، جس پر اس کے امام کی مہر لگی ہو، جو اس کے مذہب کی فقہ کی کتابوں میں قابل عمل قرار دی گئی ہو، جسے اس کے مذہب کے بانی نے مانا ہو اور قابل عمل قرار دیا ہو۔ پس ہر ایک کے لیے ایک روک ہے لیکن جماعت محمدی اس روک سے بالکل الگ ہے۔ اس لیے وہ ہر آیت وحدیث پر عملی عقیدہ رکھ سکتی ہے ۔

کسی کو دے کے دل کوئی نوا سنج فغاں کیوں ہو
نہ ہو جب دل ہی پہلو میں تو پھر منہ میں زباں کیوں ہو

## حنفی اور جماعت محمدی کی مثال:

اس کو آپ یوں بھی سمجھ سکتے ہیں کہ ایک وسیع مکان ہے، جس کے چار حصے کر دیے گئے

اور ہر حصے کو دیواریں بنا کر دوسرے سے بالکل الگ کر دیا گیا اور چاروں حصوں میں مختلف لوگوں نے رہائش شروع کر دی۔ ظاہر ہے کہ ہر قبیلے والوں کے لیے وہی وسعت رہی جو اس اصلی مکان کی وسعت کی چوتھائی ہے۔ پورے مکان کی وسعت ان چاروں قبیلوں میں سے کسی کو حاصل نہیں لیکن جو قبیلہ اس وسیع مکان کے چار حصے نہ کرے، اسے اس کی اصلی وسعت وکشادگی پر رہنے دے۔ ظاہر ہے کہ اس کے لیے بہت وسیع میدان ہے۔ یہ قدرت کی وسیع فضا میں، کھلی ہوا میں اور صاف روشنی میں اپنا گزر کر سکتا ہے اور کر رہا ہے۔ جن لوگوں نے دین ربانی کے چار حصے کیے ہیں دراصل انھوں نے زیادہ سے زیادہ چوتھائی دین کو لیا ہے نہ کہ کامل دین کو۔ کامل دین ان کے ہاتھ میں ہے جو اس حصے سے الگ ہیں، جو اس بٹوارے سے ناراض ہیں۔

## مقلد آزادی سے حدیث پر عمل نہیں کر سکتا:

آپ آزمالیں ایک صحیح حدیث ایک حنفی کے پاس رکھیں۔ اس کا صاف جواب ہوگا کہ میرا مذہب اس کے مطابق نہیں۔ میرے مذہب میں تو یوں ہے اور اس کی دلیل فلاں دوسری حدیث ہے۔ اب وہ دلیل ہو یا نہ ہو، مضبوط ہو یا ضعیف ہو، بہرصورت اس صحیح حدیث پر اس کا عمل وعقیدہ نہیں۔ یہی حالت آپ شافعیہ کی پائیں گے اور اسی حالت پر آپ حنبلیوں کو دیکھیں گے اور یہی نقشہ آپ مالکیوں کے ہاں پائیں گے لیکن بحمد اللہ جماعت محمدیہ کے سامنے جہاں آپ نے کوئی صحیح حدیث پیش کی، اس نے سر جھکا دیا اور کہہ دیا کہ ہر فرمان رسول ﷺ سر آنکھوں پر۔ صرف اس امر کے ثبوت کے لیے کہ بہت سی صاف، صریح اور صحیح حدیثیں ایسی ہیں جنھیں مذہب وتقلید کی آڑ عمل وعقیدے میں نہیں آنے دیتی۔ چونکہ ہم برصغیر کے اصلی سنیوں کا ساتھ حنفی بھائیوں ہی سے ہے، اس لیے ہم نے اپنے انھی پڑوسیوں سے خطاب رکھا ہے اور اس کتاب میں شمع محمدی (تصنیف محمد جوناگڑھی) کی ڈیڑھ سو حدیثیں وہ نقل کر دی ہیں جو صحیح ہیں، صریح ہیں لیکن حنفی حضرات کے نزدیک وہ متروک ہیں۔ لاکھوں حنفیوں میں سے ایک بھی نہیں جو ان پر عمل کرے۔

## آؤ! اپنے نبی کی طرف:

دوستو! یا تو کہہ دو کہ ہم حدیث رسول پر عمل نہیں کرتے یا آؤ ان پر بھی عمل شروع کر دو،

پروردگار تو خوب دانا و بینا ہے، میری یہی عرض ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی احادیث پر مسلمان عامل ہو جائیں۔

اے لوگو، جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لائے ہو! میری بات ذرا غور سے سنو!

❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن پر اللہ اپنی رحمتیں نازل فرماتا ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے لیے فرشتے دعائے رحمت کرتے ہیں۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی عمر کی قسم اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب مقدس میں اٹھائی ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی زندگی کو اللہ تعالیٰ نے بہترین نمونہ قرار دیا ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن پر ایمان لانے کا وعدہ تمام انبیائے کرام علیہم السلام سے عالم ارواح میں لیا گیا۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جنھیں اللہ تعالیٰ نے معراج جسمانی کے شرف سے نوازا۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے بعد قیامت تک اب کوئی دوسرا نبی آنے والا نہیں۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے خوش ہونے سے اللہ خوش ہوتا ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے ناراض ہونے سے اللہ ناراض ہوتا ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی نافرمانی اللہ کی نافرمانی ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے کسی بھی فیصلے یا حکم سے روگردانی سارے نیک اعمال برباد کر دیتی ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن سے آگے بڑھنے کی کسی کو اجازت نہیں۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کے حضور اونچی آواز میں بات کرنا اپنی دنیا و آخرت برباد کرنا ہے۔
❀ وہ رسول محترم (ﷺ) جن کی اطاعت میں جنت اور نافرمانی میں جہنم ہے۔

ہم سب اسی رسول محترم (ﷺ) کی امت سے ہیں۔ ہم سب نے اسی رسول محترم (ﷺ) کا کلمہ پڑھا ہے۔ ہماری نسبت اسی رسول محترم (ﷺ) کے ساتھ ہے تو پھر یہ کیا کہ ہم نے علیحدہ علیحدہ نسبتیں قائم کر رکھی ہیں۔ علیحدہ علیحدہ فرقے اور مسلک بنا لیے ہیں۔

علیحدہ علیحدہ نام رکھ لیے ہیں اور پھر اپنی اپنی نسبت، اپنے اپنے فرقے، اپنے اپنے مسلک اور اپنے اپنے نام پر فخر جتانے میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔

اے لوگو جو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) پر ایمان لانے کا دعویٰ رکھتے ہو! کیا ہمارے دل اپنے اپنے پسندیدہ مسلکوں اور طور طریقوں پر پتھروں سے بھی زیادہ سختی سے جمے ہوئے ہیں کہ سنت رسول ﷺ جان لینے کے باوجود ہم انھیں چھوڑنے کو تیار نہیں۔

اللہ اور رسول ﷺ پر ایمان لانے والو! ذرا کان لگا کر میری بات تو سنو، صحابیٔ رسول سیدنا انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

(( مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِيْ فَلَيْسَ مِنِّيْ )) [1]

''جس نے میرے طریقے سے منہ موڑا اس کا میرے ساتھ کوئی تعلق نہیں۔''

اے لوگو جو ایمان لائے ہو! ہم سب نے اپنے رسول محترم ﷺ کا ارشاد مبارک سن لیا، آیئے! ذرا غور کریں کہ ہمارے پاس اس کا کیا جواب ہے؟

جماعت محمدی اور اہل سنت رسول اللہ ﷺ کے پیروکاروں کا نام ہے۔ قرآن مجید سچی کتاب ہے، سب مسلمان اس کو مانتے ہیں۔ اگر کوئی آیت آپ کو ناگوار گزرے تو سمجھ لو کہ ایمان مفقود ہے اور اگر غصے سے کوئی شخص قرآن مجید کی کوئی آیت پھاڑ دے تو سمجھ لو کہ وہ مسلمان نہیں۔ قرآن کریم کو مان کر اس کی آیات کا احترام کرو............ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

إِنَّ الَّذِينَ فَرَّقُوا دِينَهُمْ وَكَانُوا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِي شَيْءٍ

(الأنعام: ٦/ ١٥٩)

''جن لوگوں نے دین کو فرقوں میں تقسیم کر کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا، (اے رسول!) تمھارا ان سے کوئی تعلق نہیں۔''

تقلید چوتھی صدی میں شروع ہوئی، اس سے پہلے کوئی حنفی، مالکی، شافعی اور حنبلی نہ تھا۔ مدرسہ دیوبند ۱۸۶۷ء میں بنا؟ اس سے پہلے کوئی دیوبندی نہ تھا۔ مولانا احمد رضا خان بریلوی ۱۹۱۱ء میں فوت ہوئے اس سے پہلے کوئی بریلوی نہ تھا۔ یہ سب فرقے جدید ہیں۔ اہل سنت ہی

---

[1] بخاري، كتاب النكاح، باب الترغيب في النكاح: ٥٠٦٣۔ مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح ...... الخ: ١٤٠١

صرف ''جماعت'' ہے، باقی سب فرقے ہیں۔ ہم کو صرف رسول اللہ ﷺ کی پیروی کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ ﷺ کے فرامین کو حدیث کہتے ہیں۔ حدیث رسول ﷺ کو مان کر محمدی بنو۔ پھر ان کے بتائے ہوئے طریقے پر چل کر اہل سنت بنو، یہی نبی ﷺ کی سنت پر چلنے والی جماعت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

«مَنْ خَرَجَ مِنَ الْجَمَاعَةِ قَيْدَ شِبْرٍ فَقَدْ خَلَعَ رِبْقَةَ الْإِسْلَامِ مِنْ عُنُقِهِ» [1]

''جو جماعت سے بالشت بھر پیچھے ہٹا، اس نے ایمان کا حلقہ اپنی گردن سے اتار دیا۔''

اہل سنت نبی ﷺ کے فرماں برداروں کا نام ہے اور سب فرقے امتیوں کے نام پر نئے بنے ہیں۔ نبی ﷺ کے مقابلے میں کسی امتی کی کوئی حیثیت نہیں، اپنی نسبت نبی ﷺ کی طرف کرو، امتی کی طرف نہ کرو کیونکہ رسول اللہ ﷺ کی ذات جیسی کسی کی ذات نہیں اور ان کی بات جیسی کسی کی بات نہیں ؎

چھوڑ کر راہ سنت کی مگن بیٹھے ہو
اپنے فرقوں کی لگائے لگن بیٹھے ہو
جب محمد (ﷺ) کا کسی فرقے سے تعلق ہی نہیں
کیوں مانتے اور چھوڑتے فرقوں کو نہیں

## بریلوی حضرات کی مزید دورخی:

• اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے احکامات (جو دونوں وحی ہیں، دیکھیے ترجمۂ قرآن از احمد رضا: الأنعام: ۱۴۵، ف ۲۹۷) کے بارے میں نعیم مراد آبادی صاحب نے اپنی تفسیر الأنعام (۵۶، ف ۱۲۴) میں لکھا: ''یعنی تمھارا طریقہ اتباع نفس وخواہش ہوا ہے نہ کہ اتباع دلیل، اس لیے اختیار کرنے کے قابل نہیں۔'' الأنعام (۱۲۱، ف ۲۴۲) میں لکھا: ''کیونکہ دین میں حکم الٰہی کو چھوڑنا اور دوسرے کے حکم کو ماننا اللہ کے سوا اور کو حاکم قرار دینا شرک ہے۔'' اور الاعراف (۱۲، ف ۱۷) میں لکھا: ''نص کے موجود ہوتے ہوئے اس کے مقابل قیاس کیا اور جو قیاس کہ نص کے خلاف ہو، وہ ضرور مردود۔''

---

[1] مسند أحمد: ۴/ ۱۳۰۔ المستدرك للحاكم: ۱/ ۱۱۸۔ صحیح ابن حبان: ۶۲۳۳

اوراس کے باوجود کہ دین مکمل ہو چکا (المائدۃ : ۳) اور اس کے باوجود کہ جن صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو دنیا میں جنت کی خوش خبری دی گئی انھوں نے صرف قرآن و حدیث پر عمل کر کے یہ اعزاز حاصل کیا کیونکہ امام صاحبان تو بعد میں پیدا ہوئے۔

اور اس کے باوجود کہ احمد رضا خان صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں حدیث کی کتابوں کا کافی ذکر ہے۔ بخاری و مسلم کی متفق علیہ احادیث کا ذکر (۴۵) بار ہے اور ان دونوں کتب احادیث کو صحیحین کہا ہے۔ (الأنفال: ٦٩، ف ۱۲۸) صرف بخاری کا ذکر بائیس (۲۲) بار، صرف مسلم کا ذکر (۲۹) بار، ترمذی (۴۶) بار، ابو داؤد (۱۲) بار، نسائی دو بار اور ان سب کو پانچ بار صحاح لکھا ہے۔ دارمی اور مؤطا امام مالک کا ذکر بھی موجود ہے۔ یعنی قرآن و حدیث کا مکمل مطالعہ کیا لیکن اسے کافی نہ سمجھا اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کا ذکر بار بار کیا اور فقہ حنفی کی کتابوں ہدایہ، عالمگیری، درمختار کا ذکر کیا۔

مندرجہ بالا صورت حال کو سامنے رکھتے ہوئے یہ باتیں سامنے آئیں جو کہ عظیم دو رخی ہے:

۱۔ وحی والا دین یعنی قرآن و حدیث اپنے پاس موجود ہوتے ہوئے بھی امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور فقہ حنفی کی طرف رخ کیا، حالانکہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے، ۱۵۰ھ میں فوت ہوئے، تقلید ۴۰۰ھ کے بعد شروع ہوئی، تقریباً ۲۰۰ سال فقہ حنفی کو امت مسلمہ نے تسلیم نہ کیا۔ تقلید کے پودے کا پھل یہ نکلا کہ خانہ کعبہ میں پانچ مصلے رکھے گئے اور امت میں فرقہ بندی ہوگئی۔ یاد رہے کہ ائمہ اربعہ کی تقلید کے بعد رفتہ رفتہ ان کے مقلدین بھی بڑھ گئے اور سلاطین کا میلان بھی تقلید ہی کی طرف ہوگیا۔ ہر بادشاہ اپنے ہم مذہب کو قاضی مقرر کرتا۔ ہر فرقہ اپنے مذہب کو فروغ اور دوسرے مذہب کو زیر کرنے کی تدبیریں اور کوشش کرتا اور ایک دوسرے پر حملہ آور ہوتا، کبھی کوئی غالب ہو جاتا اور کبھی کوئی مغلوب۔ بالآخر شاہ بیبرس کے زمانے میں ٦٦٥ھ ہجری میں چار مذہبوں کے چار قاضی مقرر ہوئے۔ گویا سرکاری طور پر چاروں مذاہب تسلیم کر لیے گئے۔ آخر سلطان فرح بن برقوق نے اول نویں صدی میں کعبہ شریف کے اندر مصلیٰ ابراہیم کے علاوہ چار مصلے قائم کر دیے، اس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دین کے چار ٹکڑے کر دیے گئے۔ ایک مصلے پر نماز ہوتی تو تینوں

مصلے والے بیٹھے ہوئے دیکھا کرتے تھے اور اسی طرح یکے بعد دیگرے چاروں مصلوں پر نماز ہوتی تھی۔ یہ سلسلہ تقریباً ۵۰۰ سال تک چلتا رہا۔ اب سعودی عرب کے موجودہ حکمرانوں نے چاروں مصلوں کو ختم کر کے امتِ مسلمہ کو ایک مصلیٰ پر جمع کر دیا ہے۔ آپ پاکستان میں یہی فرقہ بندی دیکھ سکتے ہیں۔ یہاں ہم خیر القرون کے سلف صالحین کے نہایت ہی اہم اقوال نقل کرنا چاہتے ہیں جو مخلص کلمہ گو بھائیوں کے لیے کافی ہونے چاہئیں

۱ مشہور ثقہ امام عامر بن شراحیل الشعبی التابعی (المتوفی ۱۰۴ھ) فرماتے ہیں:

" مَا حَدَّثُوكَ هٰؤُلَاءِ عَنْ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فَخُذْ بِهِ وَمَا قَالُوهُ بِرَأْيِهِمْ فَأَلْقِهِ فِي الْحُشِّ " ❶

''یہ لوگ تجھے رسول اللہ ﷺ کی جو حدیث بیان کریں اسے (مضبوطی سے) پکڑ لو اور جو بات وہ اپنی رائے سے (خلاف قرآن و حدیث اور اجماع ثابت) کہیں اسے بیت الخلا میں پھینک دو۔''

۲ ثقہ محدث امام عبدالعزیز بن رفیع (المتوفی ۱۳۰ھ) فرماتے ہیں:

''امام عطاء ابن ابی رباح رحمہ اللہ (المتوفی ۱۱۴ھ علی المشہور) سے کوئی مسئلہ پوچھا گیا تو انھوں نے کہا: "لَا أَدْرِيْ" (مجھے اس کے متعلق علم نہیں) امام عبدالعزیز بن رفیع فرماتے ہیں کہ امام عطاء ابن ابی رباح سے کہا گیا: " أَلَا تَقُوْلُ فِيْهَا بِرَأْيِكَ؟" ''آپ نے اپنی رائے سے جواب کیوں نہیں دیا؟'' اس کے جواب میں امام عطاء ابن ابی رباح نے فرمایا: "إِنِّي اَسْتَحْيِ مِنَ اللّٰهِ أَنْ يُّدَانَ فِي الْأَرْضِ بِرَأْيِيْ" ❷ ''میں اللہ سے اس بات میں حیا کرتا ہوں کہ زمین میں میری رائے کو دین بنایا جائے۔''

۳ تابعی صغیر مشہور ثقہ وثبت امام الحکم بن عتیبہ (المتوفی ۱۱۵ھ) فرماتے ہیں:

"لَيْسَ أَحَدٌ مِنْ خَلْقِ اللّٰهِ إِلَّا يُؤْخَذُ مِنْ قَوْلِهِ وَ يُتْرَكُ إِلَّا النَّبِيُّ ﷺ" ❸

---

❶ سنن الدارمی: ۱/ ۶۷ ح: ۲۰۶ و إسنادهٗ صحیح

❷ سنن الدارمی: ۱/ ۴۷، ح: ۱۰۸، و إسناده صحیح و أخرج عنه ابن عساکر فی تاریخ دمشق: ۴۳/ ۲۶، ۲۷ و إسناده صحیح

❸ جامع بیان العلم و فضله: ۲/ ۹۱، إسناده حسن لذاته۔ الأحکام لابن حزم: ۶/ ۲۹۳ وإسنادهٗ حسن لذاته

''نبی اکرم ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی) کے علاوہ اللہ کی مخلوق میں کوئی بھی شخص ایسا نہیں ہے کہ جس کی بات لی اور چھوڑی نہ جا سکتی ہو۔ صرف آپ ﷺ ہی ایسی بابرکت اور پاکیزہ) شخصیت ہیں جن کی ہر بات لی جائے گی۔''

۴ مشہور ومعروف ثقہ ومتقن محدث ابراہیم بن یزید النخعی کے سامنے کسی نے امام سعید بن جبیر تابعی رحمہ اللہ کا قول پیش کیا تو آپ نے فرمایا:

" مَا تَصْنَعُ بِحَدِيثِ سَعِيدِ بْنِ جُبَيْرٍ مَعَ قَوْلِ رَسُولِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ؟ " ❶

''رسول اللہ ﷺ کی حدیث کے مقابلے میں تم سعید بن جبیر کی بات کو کیا کرو گے؟''

۵ امام الائمہ الحافظ الکبیر ثقہ ومتقن محدث محمد بن اسحاق بن خزیمہ نیشاپوری (المتوفی: ۳۱۱ھ) فرماتے ہیں:

" لَيْسَ لِأَحَدٍ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ قَوْلٌ إِذَا صَحَّ الْخَبَرُ عَنْهُ "

''جب نبی کریم ﷺ (فداہ ابی وامی وروحی) کی صحیح حدیث آجائے گی اس کے مقابلے میں کسی بھی شخص کی کوئی بات قابل التفات واتباع نہیں ہوگی۔'' ❷

۶ اہل رائے کے مشہور امام جناب ابوحنیفہ نے ایک دن اپنے شاگرد قاضی ابو یوسف سے فرمایا:

" وَيْحَكَ يَا يَعْقُوبُ! لَا تَكْتُبْ كُلَّ مَا تَسْمَعُ مِنِّي فَإِنِّي قَدْ أَرَى الرَّأْيَ الْيَوْمَ وَ أَتْرُكُهُ غَدًا وَّ أَرَى الرَّأْيَ غَدًا وَّ أَتْرُكُهُ بَعْدَ غَدٍ " ❸

''اے یعقوب! (قاضی ابو یوسف) تیرا ستیاناس ہو! میری ہر بات نہ لکھا کر، میری آج ایک رائے ہوتی ہے اور کل بدل جاتی ہے، کل دوسری رائے ہوتی ہے تو پھر پرسوں وہ بھی بدل جاتی ہے۔''

---

❶ الأحكام لابن حزم : ۶/ ۲۹۳ و إسنادهٗ صحيح ❷ معرفة علوم للحاكم نيشاپوری، ص: ۸۴، دوسرا نسخة، ص: ۲۸۶، ح: ۱۹۰ و إسناده صحيح

❸ تاريخ يحيى بن معين : ۲/ ۶۰۷، ت: ۲۴۶۱ و إسنادهٗ صحيح، تاريخ بغداد: ۱۳/ ۴۲۴

تنبیہ:

اس موضوع پر ایک روایت پیش کی جاتی ہے کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے تورات پڑھنے پر رسول اللہ ﷺ کے چہرۂ اقدس پر ناراضگی کے آثار دیکھے گئے...... اور پھر آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو میری اتباع کے بغیر کوئی راہ نہ پاتے۔ یہ روایت مجالد بن سعید، جابر بن یزید الجعفی، ابو شیبہ عبدالرحمٰن بن اسحاق الواسطی کے سخت ضعیف اور ابو عامر القاسم بن محمد الاسدی کے غیر معروف ہونے کی وجہ سے تمام اسانید کے ساتھ ضعیف ہے۔ [1]

ان آثار سلف صالحین اور امام ابو حنیفہ کے قول کو پیش نظر رکھ کر غور فرمائیں کہ سلف صالحین اتباع سنت کو کس قدر مضبوطی سے تھامنے کی تلقین و نصیحت فرماتے اور خلاف قرآن و سنت آراء کو بیت الخلا میں پھینکنے کی نصیحت کرتے اور اپنی رائے سے فتویٰ دینا اللہ کی زمین پر ایک نیا دین کھڑا کرنے کے مترادف گردانتے تھے، ان عمدہ اقوال سلف صالحین سے اہل رائے کو عبرت حاصل کرنی چاہیے جو اپنے اندھے مقلدین کو قیل و قال، رُوِیَ، یُقَالُ اور خلاف قرآن و سنت اور اجماع مسائل سے بھری کتابوں پر عمل کرنے اور ان کے نفاذ پر ابھارتے ہیں۔



[1] دیکھیے: مجمع الزوائد: ۱/ ۱۷۳، ۱۷۴، ۱۸۲

فصل : ۴

# فقہ حنفی کی حقیقت

فقہ حنفی کی حالت زار سب کے سامنے ہے۔ جیسا کہ آپ نے گزشتہ فصل میں ملاحظہ فرمایا۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ ﷺ کی عظمت ظاہر و باہر ہے، جیسا کہ نعیم مراد آبادی صاحب کی تفسیر میں بار بار اس بات کا تذکرہ ہے کہ آپ ﷺ اللہ کے قریب ترین بندے اور رسول ہیں اور آپ ﷺ مخلوق میں سب سے افضل ہیں۔ اس کے بعد امام ابو حنیفہ کی تقلید کا کیا جواز بنتا ہے، حالانکہ اس تفسیر میں لکھا ہے: ''ولی کو نبی سے افضل جاننا انتہائی خطرناک ہے۔''

(الکہف، ف ۱۷۸)

پتا ہے اس دورخی کا قیامت کے دن کیا نتیجہ نکلے گا۔ قیامت کے دن لوگوں کو ان اماموں کے نام پر بلایا جائے گا جن کی وہ اطاعت کرتے تھے۔ ظاہر ہے حنفیوں کو امام ابو حنیفہ کے نام پر پکارا جائے گا اور جو کلمہ گو رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کرتے ہیں ان کو رسول اللہ ﷺ کے نام پر بلایا جائے گا۔ (دیکھیے تفسیر مراد آبادی، بنی إسرائیل: ۷۱، ف ۱۵۹۔ المؤمن: ۳۲، ف ۷۱)

## موجودہ فقہ حنفی کی حالت زار:

ہمارے ملک میں چونکہ حنفی بھائیوں کی غالب اکثریت ہے، اس لیے ہم صرف حنفی فقہ کے بارے میں اس کتاب میں بحث کریں گے، تاکہ معاملہ بالکل صاف ہو جائے۔ اس وقت حنفی فقہ کی جو معتبر کتابیں دستیاب ہیں ان کی فہرست پہلے ہی دی جا چکی ہے۔ ان کتابوں کا بغور مطالعہ کرنے کے بعد انسان اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ فقہ کی ان کتابوں میں دو قسم کے مسائل درج ہیں:

ا: وہ مسائل جو قرآن و حدیث اور اخلاق و تہذیب کے سراسر خلاف ہیں۔

ب: وہ مسائل جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں۔

پہلے فقہ کی ان کتابوں سے وہ مسائل درج کیے جاتے ہیں قرآن و حدیث اور اخلاق و تہذیب کے سراسر خلاف ہیں۔

## حصہ اول:

اس میں کتب فقہ حنفی کے وہ مسائل درج ہیں جو خلاف شرع ہیں، ایسے مسائل چھ سو سے زائد ہیں، اختصار کی خاطر یہاں کم درج کیے جا رہے ہیں۔ یاد رہے کہ یہ سب حنفی فقہ کی کتابیں ہیں جو بریلویوں اور دیو بندیوں کے نزدیک قابل تسلیم ہیں کیونکہ دونوں امام ابوحنیفہ کو اپنا امام اعظم مانتے ہیں:

① رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوحنیفہ میری امت کا چراغ ہے۔.........(در مختار: ۱/ ۳۱)

❁ مشہور حنفی عالم ملا علی قاری نے اپنی کتاب موضوعات کبیر میں لکھا ہے کہ یہ حدیث باتفاق محدثین موضوع ہے یعنی من گھڑت ہے۔

② امام ابوحنیفہ نے سو بار اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا۔..............(در مختار: ۱/ ۲۹)

❁ اور فتاویٰ قاضی خاں جلد چہارم میں لکھا ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ میں نے اللہ تعالیٰ کو خواب میں دیکھا تو وہ شخص اور بتوں کی پوجا کرنے والا برابر ہیں۔

③ امام نے اپنے آخری حج میں کعبہ شریف کے خادموں سے ایک رات اندر داخل ہونے کی اجازت لی۔ ایک رکعت میں ایک ٹانگ پر آدھا قرآن شریف ختم کیا پھر رکوع اور سجدہ کیا پھر دوسری رکعت میں کھڑے ہوئے، یہاں تک کہ دوسری ٹانگ پر باقی آدھا قرآن ختم کیا۔..........................................(در مختار: ۱/ ۳۰)

❁ حدیث شریف میں ہے کہ قرآن مجید کو تین دن سے کم میں ختم نہ کیا جائے۔ ❶

④ امام صاحب کے والد گرامی ثابت رحمہ اللہ اپنے بیٹے امام ابوحنیفہ کو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے پاس لے گئے اور دعا کروائی۔...................................(در مختار: ۱/ ۳۶)

❁ یہ امر کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کا چالیس ہجری میں وفات پانا اور امام ابوحنیفہ کا ۸۰ ہجری میں پیدا ہونا مسلمہ ہے مگر یہ مؤلف صاحب کی تاریخ دانی اور صحت روایت کا نمونہ ہے۔

⑤ امام ابو یوسف قاضی تھے بعضوں نے آپ کو سخت سست لکھا ہے۔

(مقدمہ فتاویٰ عالمگیری: ۱/ ۵۳)

---

❶ بخاری، کتاب فضائل القرآن، باب فی کم یقرأ القرآن: ۵۰۵۴ (اور فقہ حنفی)

ثبوت حاضر ہے



سے مقدم ہے اور اجتہاد کا دروازہ انہیں نے کھول دیا کما لایخفی علی العلماء وصنف غیرہ اکثر من ذلک اور اس کے سوا اور علماء نے ان کے فضائل اور مناقب میں اس سے زیادہ بہت کچھ تصنیف کیا بعض مختصر ہیں اور بعض مبسوط والحاصل ان ابا حنیفۃ النعمان من اعظم معجزات المصطفیٰ بعد القرآن اور حاصل کلام یہ ہے کہ بے شک امام ابوحنیفہ رحمہ نعمان معجزات مصطفوی صلی اللہ علیہ وسلم میں سے قرآن کے بعد بڑا معجزہ ہیں ہم معجزہ کہا امام کو اس واسطے کہ ان کی خبر کر دی قبل ان کے وجود کے ان احادیث میں جو مذکور ہو چکیں عنقریب اس واسطے کہ احادیث علم ثریا امام اعظم پر قطعاً محمول ہیں بخلاف عالم قریش کی حدیث کے کہ اس کو بعضوں نے ابن عباس پر محمول کیا ہے اور عالم مدینہ کی حدیث کو اور علما مدینہ پر محمول کیا ہے بخلاف حدیث مذکور کے کہ اس کا کوئی محمل واقعی صحیح نہیں سوائے ابوحنیفہ رح اور ان کے اصحاب کے اور یہاں معجزات سے مراد معجزات حقیقیہ نہیں ہیں اس واسطے کہ معجزہ وہ ہے جو مقترن بتحدی[۵۱] ہو بلکہ معجزات سے مراد کرامات ہیں کذا فی الطحطاوی وحسبک من مناقبہ اشتہار مذہبہ ما قال قولاً الا اخذ بہ امام من الائمۃ الاعلام اور امام کے مناقب سے تجھ کو کفایت کرتا ہے ان کے مذہب کا مشہور ہونا امام نے کوئی قول ایسا نہیں کہا جس کو کسی امام نے ائمہ اعلام سے نہ لیا ہو اخذ سے مراد موافقت ہے اجتہاد میں نہ تقلید اس واسطے کہ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرتا وقد جعل اللہ الحکم لاصحابہ واتباعہ من زمنہ الیٰ ہذا الایام الیٰ ان یحکم بمذہبہ عیسیٰ علیہ السلام اور البتہ حق تعالیٰ نے ٹھہرایا ہے حکم شریعت اور سیاست کا تصرف میں امام کے اصحاب اور اتباع کے امام کے زمانے سے ان دنوں تک تا اینکہ امام کے مذہب کے موافق عیسیٰ علیہ الصلوۃ والسلام حکم کریں گے ہم یعنی احکام مذہب حنفی کے روم اور توران کی سلطنت میں تازمان شارح بلکہ اب تک جاری ہیں اور یہ جو کہا کہ حضرت عیسیٰ بھی اسی مذہب کے موافق عمل کریں گے سو حلبی محشی نے اس کا مطلب یوں بیان کیا ہے کہ حضرت مسیح اجتہاد کریں گے اور ان کا اجتہاد ابوحنیفہ کے اجتہاد کے موافق پڑے گا لیکن شافعیہ توافق اجتہاد شافعی کے مدعی ہوں گے انتہی اور سید احمد طحطاوی حنفی نے بعد نقل کلام حلبی کے کہا میں کہتا ہوں کہ جماعت حنفیہ کو ایسے الفاظ موہمہ[۵۲] بولنا ہرگز لائق نہیں ایسے امور سے شہرت نہیں مذمت قائل کی ثابت ہوتی ہے ذخائر بہمات کے مصنف نے صاحب اشاعت سے نقل کیا کہ بعض جہال حنفیوں نے دعویٰ کیا کہ عیسیٰ اور مہدی دونوں بزرگ مذہب حنفی کے مقلد ہوں گے اور ملا علی قاری حنفی نے اپنی کتاب المشرب الوردی فی مذہب المہدی میں اس کو خوب رد کیا ہے اور امام مہدی کو مجتہد مطلق کہا ہے لیکن صاحب فتوحات ان کے اجتہاد کے منکر ہیں کیوں کہ ان کو احکام شریعت کے خدا کی طرف سے تعلیم ہوں گے بواسطہ ملک اور منجملہ دلائل استحالہ[۵۳] تقلید ان حضرات کے یہ سبب ہے کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی معصوم ہیں مطلقاً اور امام مہدی معصوم ہیں احکام میں اور ابوحنیفہ رح مجتہد ہیں اور مجتہد قد یخطی ویصیب ولہذا ان کے صاحبین نے اکثر میں ثلث احکام سے ان کا خلاف کیا ہے تو کیوں کر تقلید کرے وہ شخص جو معصوم ہے کبھی خطا نہیں کرتا اس شخص کی جس کی صورت یخطی ویصیب ہے مگر نظر جاہلوں کا فرط تعصب اور عناد سے کچھ نہیں مگر ابوحنیفہ کی تفضیل اگرچہ بے اصل چیز سے ہو گو وہ کلام مودی الی الکفر ہو اور ان جاہلوں کو علم نہیں امام اعظمؒ کے ان خصائل جمیلہ حسنہ کا جن میں علماء محققین نے کتابیں تصنیف کی ہیں ولہذا انھوں نے اس کذب اور افترا کو پسند کیا ہے جس سے اللہ اور اس کا رسول راضی نہیں بلکہ خود ابوحنیفہ راضی نہیں اور اگر ابوحنیفہ رح ایسا افترا کو سنتے تو قائل کفر کے قائل ہوتے امام کے دوستوں کو ان کے فضائل واقعیہ کافی ہیں اثبات تفضیل کے واسطے ایسے اقاویل کاذبہ کی حاجت نہیں جن سے تنقیص انبیاء علیہم السلام کی لازم آوے فانا للہ وانا الیہ راجعون تو اے مخاطب تو اپنے اوپر اتباع سنت غرا[۵۴] لازم کر کہ وہ پناہ ہے ہوا پرستی سے اور سپر ہے سہام شیطانی سے اور چھوڑ تعصب اور ناحق جانب داری کو کہ وہ باب عظیم ہے ابواب شیطانیہ سے کذا

۵۱ یعنی جس کے ساتھ دعوی نبوت ہو یا معارضہ یا مقابلہ کفار کا مطلوب ہو ۱۲ ۔ ۵۲ وہم میں ڈالنے والے ۱۲ ۔ ۵۳ یعنی کبھی خطا کرتا ہے اور کبھی صواب کو پہنچتا ہے ۱۲ ۔ ۵۴ ہم خدا ہی کے ہیں اور ہم کو اسی طرف پھر جانا ہے ۱۲

امام ابو حنیفہ کے شاگردوں امام ابو یوسف اور محمد نے اپنے استاد کی اصول میں دو تہائی مسائل میں مخالفت کی ہے (جو تقلید شخصی کی بنیادیں اکھاڑ دیتی ہے)

یعنی امام صاحب کے دونوں قابل شاگردوں نے اپنے استاد کے ٦٠ سے ٦٥ فیصد فیصلوں کو رد کر دیا ہے اگر اگر کسی امام کی تقلید کرنا ضروری و لازمی ہوتا تو امام محمد اور ابو یوسف سب سے مقلد بنتے ہوئے تمام دلائل کو ردی کی ٹوکری میں پھینک دیتے۔ (دیکھئے عکس اردو ترجمہ درمختار جلد اول مقدمہ ص ۳۳)

❁ یادر ہے کہ امام ابو یوسف حنفیوں کے مشہور امام ہیں۔
۶۔ معتزلہ (شیعہ) فروع میں حنفی ہیں۔ (در مختار : ۱/ ۱۰۸) سنی کا نکاح معتزلی سے جائز نہیں، اس لیے کہ وہ کافر ہیں۔.................................(در مختار : ۲/ ۲۲)
❁ غور کی ضرورت ہے۔
۷۔ لعنت ہو ہمارے رب کی بقدر شمار ریت کے ذرات کے اس شخص پر جو ابو حنیفہ کے قول کو رد کر کے یعنی قبول نہ کرے۔ (درمختار : ۳۶/۱) صاحبین یعنی امام ابو حنیفہ کے شاگردوں امام محمد و ابو یوسف نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ کا خلاف کیا ہے۔
(در مختار : ۱/ ص ۳۴)
❁ قابل غور بات ہے۔ پھر اور لوگ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ سے اختلاف کرتے ہیں ان پر غصہ کیوں؟ جب کہ ان کے شاگردوں نے ان سے اتنا اختلاف کیا۔
۸۔ امام ابوحنیفہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہ ہو۔
(شرح وقایہ : ۱/ ۱۱)
❁ اس بات کی صداقت ہی کا اس باب میں جائزہ لیا جا رہا ہے۔
۹۔ امام ابو حنیفہ و صاحبین کا قول صحیح حدیث کے خلاف ہو تو اپنے ائمہ کے قول پر عمل ہوگا، حدیث پر نہیں۔.................................(مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۱۱۰)
❁ کیا ہی انصاف ہے!! یہ بات سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے، کیا حنفی ائمہ صاحب وحی تھے؟.................................(النساء : ۶۵، ۸۰)
۱۰۔ فتویٰ طلب کرنے والا پوچھے کہ اس مسئلہ میں شافعی رحمہ اللہ کا کیا قول ہے تو مفتی جواب میں ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول بیان کردے۔.........................(در مختار : ۴/ ۲۷۲)
❁ دیانتداری کا تقاضا بھی یہی ہے۔
۱۱۔ ہمارا مذہب حق ہے اور دوسرے کا مذہب خطا۔...................(در مختار : ۱/ ص ۲۶)
❁ یہ سارے کرشمے تقلید کے ہیں، حق اور خطا کا پتا اسی باب میں چل جائے گا۔
۱۲۔ اگرچہ مفتی نے خطا کی ہو جب بھی عامی کو اس کی تقلید لازم ہے۔......(شرح وقایہ : ۱۳)
❁ دلیل کیا ہے۔
۱۳۔ اجماع ہے عوام کے لیے کہ تقلید صحابہ کی، ائمہ کے مقابلہ میں نہ کی جائے۔ (شرح وقایہ :

حوالہ نمبر 20

۱۳)

❁ قرآن کے خلاف ہے۔................................(النساء : ۱۱۵، البقرۃ : ۱۳۷)

۱۴۔ ایک مجتہد دوسرے مجتہد کی تقلید نہیں کرسکتا بلکہ اس کو حرام ہے۔

(در مختار : ۱/ ۳۳، مقدمہ عالمگیری : ۱/ ۴۷)۔

❁ اگر حرام ہے تو سب کے لیے حرام ہے اور اگر تقلید محمود ہے تو سب کے لیے ہے۔

## فقہ کے متعلق :

۱۵۔ فقہ کا سیکھنا افضل ہے باقی قرآن سیکھنے سے۔...(در مختار : ۱/ ۱۹ اور عالمگیری :۹/ ۱۲۹)

۱۶۔ پورا قرآن پڑھنے سے فقہ پڑھنا افضل ہے۔..................(عالمگیری :۹/ ۱۲۹ ایضاً)

۱۷۔ کتاب درمختار باذن نبوی تالیف ہوئی۔..............................(در مختار : ۱/ ۱۱)

❁ درمختار کی بابت لکھا ہے بوجہ ایجاز قابل افتاء نہیں۔..............(مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۱۰۷)

۱۸۔ مصنف درمختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔..........................(در مختار : ۱/ ۱۳)

❁ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ظاہراً کفر ہے۔.............................(مقدمہ ھدایہ :۱/ ۸۶)

## عقائد کے متعلق :

۱۹۔ ایمان اہل آسمان و اہل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ گھٹتا ہے۔............(مقدمہ ھدیہ : ۱/ ۲۱)

❁ قرآن کی بہت سی آیات کے خلاف ہے اور دیکھیے صحیح بخاری [کتاب الإیمان، باب قول النبی ﷺ (( بنی الإسلام علی خمس)) ]

## ایمان کے متعلق :

۲۰۔ مومن ایمان اور توحید میں برابر ہیں۔.........................(مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۲۱)

❁ معاذ اللہ! انبیاء اور ادنیٰ درجہ کے ایمان والے کا ایمان اور توحید کیسے برابر ہو سکتے ہیں۔

۲۱۔ جو اہل قبلہ صحابہ رضی اللہ عنہم کو گالی دینا جائز سمجھے وہ کافر نہیں۔...............(در مختار : ۱/ ۲۹۲)

❁ انصاف کی دہائی ہے۔

۲۲۔ جو اللہ کی صفت اور دیدار کے منکر ہیں، وہ کافر نہیں۔...............(درمختار : ۱/ ۲۹۲)

❁ نہ معلوم پھر کون کافر ہوں گے؟

۲۳۔ حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں۔..........................(در مختار : ۲/ ۵۹۲)

## ثبوت حاضر ہے



کفر کی نہیں ہے اور سجدہ سوائے اللہ تعالیٰ کے غیر کو حرام ہے ہاں ایمان البتہ صرف اللہ تعالیٰ و ملائکہ و رسل ہیں بگر ایمان کبھی بمعنی اعتقاد آتا ہے اول ظاہراً اس نے سجدہ تعظیم و تحیہ مراد لیا ہے جیسا کہ قرینہ سے ظاہر ہے اور سجدہ عبادت مراد نہیں جو اللہ تعالیٰ کے واسطے مخصوص ہے پھر سجدہ تکریم حرام ہے جیسا کہ قاریؒ نے کہا۔ اور مسئلہ کی تکفیر میں بہت تامل ہے واللہ اعلم۔

وفی المحیط اگر کسی نے کہا کہ اس خمر میں سے اگر کچھ گرے تو جبرئیل علیہ السلام اس کو اپنے پروں پر اٹھائیں تو یہ کفر ہے۔ قاریؒ نے کہا کہ علی ہذا ابن فارض کے قصیدۂ میمیہ خمریہ کی بعض عبارات اور اشعار حافظیہ وقاسمیہ و اُن کی امثال کے کلمات کفریہ ہیں اگر اُن کو معانی ظاہری پر محمول کیا جاوے جیسے ملحدین و اباحیہ کرتے ہیں مترجم کہتا ہے کہ باقی یہ رہا کہ ایسے کلمات و اشعار جن سے ظاہر حقیقت کے معنی لینے پر کفر لازم ہے اور معنی مجازی سے کفر نہیں ہوتا جو حکم ایسے کلمات کا ہے جن کا ظاہر کفر ہو وہی اُن کا حکم ہونا چاہیئے اور فتاویٰ صغریٰ میں ہے کہ جس نے کہا خمر حلال ہے کفر ہے وغیرہ فی المحیط۔ جو شخص مال حرام سے اس نیت سے صدقہ کرے کہ اُس کو ثواب صدقہ مالی حاصل ہو تو کفر ہے کمافی المحیط لیکن مترجم نے نیت کی قید اس واسطے بڑھا دی کہ جس کے پاس مال حرام ہو جس کو وہ کسی شخص کو واپس نہیں دے سکتا ہے مثلاً مال بذریعہ ناجائز کمایا جاوے اس کی راہ یہ کہ فقراء پر صدقہ کر دے جیسا کہ مصرح ہے تو اس حکم کے موافق صدقہ کرنے میں فرمانبرداری کا اس کو ثواب ہے نہ صدقہ مال کا۔ اور محیط میں کہا کہ اگر فقیر نے جان لیا کہ یہ مال حرام ہے پھر اُس کو دعا دی تو وہ بھی کافر ہوا اور اگر دینے والے نے برکت فقیر کے دعا کی آمین کہی تو بھی کافر ہوگا و نحوہ فی الظہیریہ۔ اگر کسی نے تبیح شرعی کیا اور دوسرے نے کہا کہ خوب کیا تو یہ کفر ہے کمافی الخلاصہ۔ مترجم کہتا ہے کہ ایک نے کہا کہ ؎

اے دیانت بر تو لعنت کز تو رحمی یافتم ۔۔۔ وائے خیانت بر تو رحمت کز تو گنجی یافتم

یا ترجمہ اس کا کہا ؎

اے دیانت تجھ پہ لعنت تجھ سے پایا میں نے رنج ۔۔۔ وائے خیانت تجھ پہ رحمت میں نے پایا تجھ سے گنج

تو یہ کفر ہے۔ قاریؒ نے کہا کہ یہ جو نام مشہور ہوئے ہیں مانند عبدالنبی وغیرہ کے تو ظاہر کفر ہے مگر جب کہ عبد سے مملوک مراد لیا جاوے۔ قاریؒ نے کہا کہ جو شخص چاہے کہ وہ جمیع اہل اسلام کے نزدیک مسلم ہو تو اس کو لازم ہے کہ تمام گناہوں سے خواہ صغیرہ ہوں یا کبیرہ ہوں خواہ متعلق باعمال ظاہرہ ہوں یا متعلق بافعال و اخلاق باطنہ ہوں سب سے توبہ کرے پھر اس پر لازم ہے کہ اپنے اقوال و افعال و اعمال و احوال کو کفریات و ارتداد میں پڑنے سے بچائے رکھے۔ نعوذ باللہ من ذلک کیونکہ ارتداد سے اعمال صالحہ مٹ جاتے ہیں اور خوف سوء خاتمہ کا ہے اور حدیث شریف میں ہے قل اٰمنت باللہ ثم استقم۔ یعنی کہ میں اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لایا پھر استقامت رکھ۔ وھذا آخر ما اوردنا من ترجمۃ العقائد والحمد للہ رب العالمین۔

## فروع اعمال و ظہور اجتہاد

اعتقادات اصلیہ کا مفصل بیان ہو چکا تو بعد ایمان کے بمقتضائے تصدیق ایمانی اس پر عمل صالحات لازم ہے اور

---

فقہ حنفی کی مشہور و معروف کتاب کا فیصلہ:

''عبدالنبی نام رکھنا ظاہراً کفر ہے۔'' (عکس مقدمہ ہدایہ ملحقات عقائد ص ۸۶)

عشق نبی کا دعویٰ کر کے ایسے نام رکھنے والے خود ہی اپنے انجام کا فیصلہ کر لیں۔

## وضو کے متعلق:

۲۴۔ بے ترتیب وضو کرے (پہلے پاؤں دھوئے پھر منہ پھر کلی وغیرہ) تو جائز ہے۔
(هدایه: ۱/ ۳۲، ۳۳)

❁ رسول اللہ ﷺ کا طریقہ کدھر گیا؟

۲۵۔ اعضائے وضو پر مکھیوں کا اخراج لگا ہو اور پانی اس کے نیچے نہ پہنچے تو وضو جائز ہے۔
(عالمگیری: ۱/ ۵)

۲۶۔ وضو میں کوئی عضو دھونا بھول جائے تو بایاں پیر دھولے تو وضو درست ہے۔ (هدایه: ۱/ ۶۶)

۲۷۔ مستحب ہے سورۃ "إنا أنزلنا" کا پڑھنا وضو کے بعد۔............(در مختار: ۱/ ۴۷)

۲۸۔ بلا نیت وضو سے نماز ادا ہو جائے گی۔..................(در مختار: ۱/ ۶۱ و منیة: ۲۲)

❁ "اعمال کا دارو مدار نیتوں پر ہے" (بخاری: ۵۴) والی مشہور حدیث کدھر گئی؟

۲۹۔ بھیگے ہوئے چھوارے کا پانی (نبیذ تمر) جو شیریں ہو گیا ہو تو اس سے وضو جائز ہے۔
(عالمگیری: ۱/ ۳۲)

## مسواک کے تعلق:

۳۰۔ مسواک لیٹ کر کرنے سے تلی بڑھ جاتی ہے اور مسواک کو مٹھی بھر پکڑنے سے بواسیر پیدا ہوتی ہے اور مسواک کو چوسنے سے آدمی اندھا ہو جاتا ہے اور مسواک کر کے نہ دھونے سے شیطان مسواک کرتا ہے اور مسواک ایک بالشت سے زیادہ لمبی رکھنے سے شیطان سوار ہوتا ہے اور مسواک پڑی رکھنے سے جنون کا خوف ہے۔....(در مختار: ۱/ ۶۵، ۶۶)

## جن چیزوں سے وضو نہیں ٹوٹتا:

۳۱۔ اپنے ذکر کو یا دوسرے کے ذکر کو پکڑنے سے وضو نہیں ٹوٹتا۔.........(عالمگیری: ۱/ ۱۸)

۳۲۔ زندہ یا مردہ جانور یا کم عمر لڑکی سے جماع کیا تو وضو نہیں ٹوٹتا۔
(عالمگیری: ۱/ ۲۲ اور در مختار: ۱/ ۹۵، ۹۶)

❁ شرم تم کو مگر نہیں آتی۔

## جن چیزوں سے غسل لازم نہیں آتا:

۳۳۔ بوجھ اٹھانے سے منی بلا شہوت نکلے تو غسل فرض نہیں۔...........(در مختار: ۱/ ۹۱)

۳۴۔ منی شہوت سے جدا ہو تو ذکر پکڑ لے، پکڑے بعد دور ہونے شہوت کے منی نکلے تو غسل فرض نہیں۔(ابو یوسف)(در مختار: ا/ ۹۲۔ عالمگیری : ا/ ۲۰۔شرح وقایہ : ا/ ۳۳)

۳۵۔شہوت کے بغیر منی نکلی تو غسل واجب نہیں۔(ابو یوسف)..............(در مختار : ا/ ۹۲)

۳۶۔جانور یا مردہ یا کم عمر لڑکی سے جماع کرے اور انزال نہ ہو تو غسل فرض نہیں۔(در مختار : ا/ ۹۵ عالمگیری : ا/ ۲۲۔ھدایہ : ا/ ۸۷)

۳۷۔کسی جانور کا ذکر فرج یا دبر میں داخل کرے تو غسل لازم نہیں۔.........(در مختار : ا/ ۹۵)

۳۸۔ باکرہ سے جماع کرے اور بکارت قائم رہے تو غسل لازم نہیں۔(در مختار : ا/ ۹۶)

❁ کیا یہ ممکن ہے؟

۳۹۔ حیض کے دن پورے ہونے پر بغیر غسل صحبت جائز ہے۔(قول ابو حنیفہ۔ ھدایہ :ا/ ۸۸۔ شرح وقایہ : ۶۵۔ قدوری : ۲۴)

❁ خلاف قرآن وحدیث ہے۔[البقرۃ : ۱۲۲۔ السنن الکبریٰ للبیھقی: ا/ ۴۶۲]

۴۰۔ نفاس والی کے چالیس دن گزرنے کے بعد بغیر غسل کے صحبت جائز ہے۔(شرح وقایہ : ۶۵)

## پانی کے بیان میں:

۴۱۔ دہ در دہ حوض میں آدمی کا پیشاب یا نجاست پڑ جائے تو وہ پاک ہے۔(در مختار: ا/ ۱۰۸)
اور ایسے حوض میں شیرہ انگور بھرا ہو اور پیشاب پڑ گیا تو وہ پاک ہے۔(ھدایہ : ا/ ۱۳۹، ۱۴۰)
ایسے حوض میں کتا مرا پڑا ہو تو اس کی دوسری طرف وضو جائز ہے۔(بھشتی زیور : ا/ ۴۷)

۴۲۔حوض میں کتا گر کر مر گیا، اگر تہ میں بیٹھ گیا تو وضو جائز ہے۔.........(در مختار : ا/ ۱۱۲)

۴۳۔سوائے سؤر کے سب کے بال اگر پانی میں گر جائیں تو پانی پاک ہے۔(در مختار : ا/ ۱۱۸)

## پیشاب کے متعلق:

۴۴۔ پتلی نجاست (آدمی کا پیشاب) ہتھیلی کی گہرائی کے برابر معاف ہے۔(در مختار : ا/ ۱۶۷۔ عالمگیری : ا/ ۷۱۔ ھدایہ : ا/ ۲۸۸) جن جانوروں کا گوشت حلال ہے ان کے پیشاب میں چوتھائی سے کم کپڑا بھر جائے تو معاف ہے۔(در مختار ج ا، ص ۱۶۸۔ عالمگیری ا/ ۷۱۔شرح وقایہ : ۷۹۔کنز : ۲۵)

۴۵۔ مغلظ نجاست یعنی پاخانہ، منی، مذی بمقدار ۵/۳ ماشے کپڑے کو لگ جائے تو کپڑا پاک

ہے۔..........................(عالمگیری : ۱/ ۱۷۔قدوری : ۸۲)

۴۶۔سینکڑوں پیشاب کے چھینٹے سوئی کی نوک کے برابر پڑیں تو پاک ہے۔

(عالمگیری : ۱/ ۱۷۔ درمختار : ۱/ ۱۶۹)

۴۷۔ پیشاب اور خون پینا اور مردار کھانا بیمار کو جائز ہے حکیم حاذق کے کہنے سے۔

(درمختار : ۴/ ۲۴۹۔ شرح وقایہ : ۴/ ۶۲)

۴۸۔ جو گیہوں پیشاب میں پھول گیا وہ بھگو کر تین بار خشک کیا جائے تو پاک ہے۔

(درمختار : ۱/ ۱۷۲)

## عام نجاستوں کے متعلق:

۴۹۔ نجاست بھرا کپڑا اس قدر چاٹے کہ نجاست کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔

(ھدایہ : ۱/ ۲۷۸۔ عالمگیری : ۱/ ۷۰)

۵۰۔ جس عضو پر نجاست لگی ہو وہ تین بار چاٹنے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(عالمگیری : ۱/ ۷۰)

❁ منہ ناپاک ہو جائے تو بلا سے۔

۵۱۔ چھری پر نجاست لگے تو چاٹنے سے پاک ہے۔(عالمگیری : ۱/ ۷۰۔ ھدایہ : ۱/ ۲۸۲)

۵۲۔ جو انگلی یا پستان ناپاک ہو جائے چاٹنے سے پاک ہو جاتی ہے۔...(درمختار : ۱/ ۱۶۴)

۵۳۔ نجس دودھ تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔.................(درمختار : ۱/ ۱۷۲)

۵۴۔ نجس شہد تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔اسی طرح نجس تیل، شیر، خورما تینوں کو تین بار جوش دینے سے پاک ہیں۔اسی طرح گوشت کا شوربہ جس میں نجاست پڑی ہو تین بار جوش دینے سے پاک ہے۔..........................................(ایضاً)

۵۵۔حرام چیز سے دوا کرنا اگر شفا کا یقین ہو تو جائز ہے۔.................(ھدایہ : ۱/ ۱۳۹)

## شراب کے متعلق:

۵۶۔ جو گوشت شراب میں پکایا گیا ہو وہ تین بار جوش دینے اور خشک کرنے سے پاک ہے۔

(درمختار : ۱/ ۱۷۲)

۵۷۔ جو گیہوں شراب میں پکایا گیا وہ کئی بار جوش دے کر سکھانے سے پاک ہو جاتا ہے۔

[ایضاً]

۵۸۔ شراب میں گوندھے ہوئے آٹے کی روٹی پکائی گئی ہو، اگر اس قدر سرکہ ڈالا جائے کہ شراب کا اثر جاتا رہے تو پاک ہے۔.................................. (ایضا)

۵۹۔ سور نمک سار میں گر کر نمک ہو جائے تو پاک ہے۔ (عالمگیری : ۱/ ۲۹۔ درمختار : ۱۷۰)

## کتے کے متعلق:

۶۰۔ کتا نجس العین نہیں، کتے کی بیع جائز ہے۔..................(در مختار : ۱۱۹، ۱۱۸)

۶۱۔ مٹی کے برتن میں کتا منہ ڈالے تو تین بار دھونے سے پاک ہو جاتا ہے۔

(بهشتی زیور : ۱/ ۵۱)

❁ حدیث میں سات بار دھونے کا حکم ہے۔

۶۲۔ کتے کے بالوں کا تکما بنانے میں مضائقہ نہیں۔..................(هدایه : ۱/ ۲۹۴)

۶۳۔ کتے کی ہڈی اور بال اور پٹھے پاک ہیں اور کتے کی کھال کا ڈول اور جائے نماز بنانا جائز ہے۔ (درمختار : ۱/ ۱۱۹، ۱۱۸۔ هدایه : ۱/ ۱۳۵) سور کی کھال کے سوا ہر جانور کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ (در مختار : ۱/ ۱۱۷) سور کی کھال بھی دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ (منیه : ۴۷) آدمی کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔ کتے اور ہاتھی کی کھال دباغت سے پاک ہو جاتی ہے۔..................(در مختار : ۱/ ۱۱۷)

## متفرق نجاستیں:

۶۴۔ سوائے سور کے حرام جانوروں پر بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا گیا تو اس کے کل اجزاء چربی اور گوشت پاک ہیں۔.................. ..................(هدایه : ۴/ ۱۷۳۔ ۱۷۴)

۶۵۔ سوائے سور کے سب کے بال پاک ہیں۔..................(در مختار : ۱/ ۱۱۸)

۶۶۔ مردار کا چستہ اور دودھ پاک ہے۔..................(در مختار : ۱/ ۱۱۸)

## تیمم کا بیان:

۶۷۔ تیمم میں ترتیب شرط نہیں۔..................(سرح وقایه : ۱/ ۵۴)

۶۸۔ کیچڑ سے تیمم جائز ہے۔.................. (هدایه : ۱/ ۱۷۹)

❁ فَتَيَمَّمُوا صَعِيدًا طَيِّبًا [النساء : ۴۳] کا حکم کدھر گیا؟

۶۹۔سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمم جائز ہے۔ (ابوحنیفہ)..................(هدايه : ۱/ ۱۸۲)

## اذان کا بیان:

۷۰۔اذان فارسی وغیرہ ہر زبان میں جائز ہے، اگر لوگ یہ سمجھ لیں کہ اذان ہوئی ہے۔

(در مختار : ۱/ ۲۴۷۔هدايه : ۱/ ۴۴۹)

## نماز کی کیفیت کا بیان:

۷۱۔شروع کرنا نماز کا سوائے عربی کے درست ہے۔بجائے اللہ اکبر کے اللہ کبیر یا اللہ کبار کہنا جائز ہے۔ بجائے اللہ اکبر کے الحمد للہ یا تبارک اللہ کہے تو جائز ہے۔بجائے اللہ اکبر کے سبحان اللہ یا لا الہ الا اللہ کہے تو جائز ہے۔ اللہ اکبر کا ترجمہ فارسی میں پڑھے تو بھی جائز ہے۔ نماز کے سب اذکار اور خطبہ و ثنا وغیرہ ہر زبان میں درست ہیں۔ (در مختار، عالمگیری) سب اذکار سوائے قراءت کے باوجود عربی جاننے کے غیر زبان میں جائز ہیں۔(قول ابوحنیفہ)..............................(درمختار : ۱/ ۲۴۷۔ هدايه : ۱/ ۴۴۹)

۷۲۔نماز کے سب اذکار اور خطبہ وغیرہ ہر زبان میں درست ہے۔

(درمختار : ۱/ ۲۴۶، هدايه: ۱/ ۴۴۶)

۷۳۔عورت سینے پر ہاتھ باندھے۔(درمختار، عالمگیری، هدايه : ۱/ ۴۵۱۔شرح وقايه: ۱/ ۸۴)

۷۴۔امام قراءت شروع کرلے تو مقتدی سبحانك اللهم پڑھ لے۔(عالمگيری : ۱/ ۱۴۱)

❁ اب آیت: وَإِذَا قُرِئَ الْقُرْآنُ [الأعراف : ٢٠٤] کا حکم کہاں گیا؟

۷۵۔بسم اللہ کا منکر کافر نہیں۔..............................(درمختار : ۱/ ۲۵۱)

❁ حالانکہ یہ قرآن ہے۔(النمل: ۳۰)

۷۶۔درود پڑھنا ہمارے نزدیک فرض نہیں۔......................(هدايه - شرح وقايه : ۹۶)

۷۷۔سلام کے وقت قصداً حدث کرے (ہوا خارج کرے) تو نماز فاسد نہیں ہوگی، سلام پھیرنے کی بھی ضرورت نہیں۔............(در مختار، هدايه : ۶۲۰۔ شرح وقايه : ۱۰۴)

۷۸۔سلام کے وقت عمداً قہقہہ کرے تو نماز نہیں ٹوٹتی۔......................(هدايه : ۱/ ۶۲۰)

۷۹۔امام نے بعد تشہد کے باتیں کیں یا مسجد سے نکل گیا تو نماز جائز ہے۔(شرح وقايه : ۱۰۵)

## وہ امور جن سے نماز فاسد نہیں ہوتی:

۸۰۔ نمازی جنبی آدمی یا کتا منہ بندھا لے کر نماز پڑھے تو جائز ہے۔........(درمختار : ۱/ ۱۱۹)
۸۱۔ پیشاب کی جگہ یا دبر پر نجاست لگی ہو، گو بکثرت ہو تو نماز جائز ہے۔ (درمختار : ۱/ ۱۷۳)
۸۲۔ کتے بلی کو بلائے یا گدھے کو ہانکنے سے نماز فاسد نہیں ہوتی۔

(درمختار : ۱/ ۳۲۲۔ ھدایہ ۱/ ۱۲۴)

۸۳۔ امام کی قراءت مقتدی کو اچھی معلوم ہو اور رو کر کہے کیوں نہیں یا ہاں یا البتہ تو نماز فاسد نہیں ہوتی۔ (درمختار: ۱/ ۳۲۵)
۸۴۔ نماز میں قبلہ سے منہ پھیر لینے سے، اگرچہ سارا پھیر لے، نماز فاسد نہیں ہوگی۔

(درمختار : ۱/ ۳۳۰)

۸۵۔ مرد نماز پڑھ رہا ہے اور عورت نے بوسہ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوتی، ہاں اگر مرد نمازی عورت کو بوسہ دے تو نماز فاسد ہوگی۔....(درمختار : ۱/ ۳۰، ۳۲۹۔ عالمگیری : ۱/ ۱۶۴)
۸۶۔ فقہ حنفی کے مطابق حنفی صاحبان کی نماز کا ایک نادر نمونہ، کتاب حیاۃ الحیوان الکبریٰ، مطبوعہ مصر (۲/ ۲۱۴) میں ہے کہ بادشاہ سلطان محمود رحمہ اللہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب پر تھا اور علم حدیث کی حرص رکھتا تھا اور مشائخ سے حدیث سنتا اور استفسار کیا کرتا تھا۔ اکثر احادیث کو اس نے شافعی مذہب کے موافق پایا۔ اس نے فقہاء کو جمع کیا اور ان سے ایک مذہب کے دوسرے مذہب پر ترجیح کا مطالبہ کیا تو اس بات پر سب کا اتفاق ہوا کہ دونوں مذہب کے موافق دو دو رکعت نماز پڑھنی چاہیے۔ پس اس نماز میں نظر و فکر کرنے سے جو مذہب اچھا معلوم ہو اس کو اختیار کرنا چاہیے۔ پس قفال مروزی نے نماز پڑھنی شروع کی تو وضو کو پوری شرطوں سے ادا کیا اور لباس اور استقبال قبلہ بھی بخوبی کیا اور نماز کے ارکان فرض اور سنتیں اور آداب کو بدرجۂ کمال ادا کیا اور ایسی نماز پڑھی جس سے کمی کرنا امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک درست نہیں۔ پھر اور دو رکعت اس طور سے ادا کیں کہ جو امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک جائز ہوں۔ کتے کی کھال دباغت دی ہوئی کو پہن لیا اور اس کو چوتھائی نجاست سے آلودہ کیا اور نبیذ کھجور سے وضو کیا، چونکہ گرمی کا موسم تھا، اس لیے مکھیاں اور مچھر اس پر جمع ہوگئے اور بے نیت کے وضو کیا اور وضو بھی الٹا کیا، یعنی پہلے بایاں پاؤں دھویا پھر داہنا پاؤں پھر چوتھائی سر کا الٹا مسح کیا۔ پھر الٹا منہ دھویا پھر تین بار

ناک میں پانی دیا پھر تین بار کلی کی پھر ہاتھ دھوئے۔ پھر نماز میں داخل ہوا تو بجائے تکبیر کے فارسی زبان میں کہا خدائے بزرگ است۔ پھر قراءت کی تو بجائے: ﴿مُدْهَا مَّتَانِ﴾ کے فارسی میں کہا برگ سبز، پھر بجائے سجود کی جگہ مرغ کی طرح ٹھونگیں مارتے رہے اور آخر پر تشہد میں گوز مار کر نماز سے بغیر سلام کے نکلا اور کہا اے بادشاہ! یہ نماز امام ابوحنیفہ کی ہے۔ بادشاہ نے کہا کہ اگر اس طرح کی نماز ابوحنیفہ کی نہ ہوئی تو میں تجھ کو قتل کر ڈالوں گا، اس لیے کہ ایسی نماز تو کوئی صاحب دین جائز نہ رکھے گا۔ پس حنفیوں نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کی اس طرح نماز ہونے سے انکار کر دیا۔ (جیسے اب کر جاتے ہیں) تو قفال مروزی نے حنفی مذہب کی کتابیں طلب کیں۔ بادشاہ نے منگوا دیں اور ایک نصرانی عالم کو بلایا اور اس کو شافعی اور حنفی مذہب کی کتابوں کے پڑھنے کا حکم دیا تو ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کی نماز ویسی ہی پائی گئی جیسی کہ قفال مروزی نے پڑھ کر دکھائی تھی، تو بادشاہ نے امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے مذہب کو چھوڑ دیا اور امام شافعی رحمہ اللہ کے مذہب کو اختیار کر لیا۔

اے میرے مکرم احناف! اگر آپ کو بھی قفال مروزی کی نماز کے متعلق تسلی و تشفی کرنا ہے تو مسائل بحوالہ مندرجہ بالا نمبر ۶۳، ۴۴، ۲۹، ۲۴، ۱۷، ۷۷ بغور ملاحظہ فرمائیں اور بعد اس کے چاہیں تو مثل سلطانِ محمود کے اس مذہب کو خیر باد کہہ دیں، ورنہ کم از کم اس کی تصدیق کر دیں۔

## متعلقات نماز:

۸۷۔ افعال نماز میں ترتیب شرط نہیں ہے۔.................................(هدایه : ۱/ ۶۱۹)

۸۸۔ جو چاہے کہ فجر سے پہلے سنت پڑھے اس کا حیلہ یہ ہے کہ پہلے فرض سے سنت پڑھے پھر اسے توڑ ڈالے، اب بعد فرض سنت پڑھ لے۔.........(عالمگیری: ۱۰/ ۳۴۴۔ ہدایہ: ۴/ ۹۳۲)

۸۹۔ مستحق امامت وہ ہے جس کی بیوی زیادہ اچھی ہو۔..........(در مختار : ۱/ ۲۹۰)

۹۰۔ عورتوں کی جماعت مکروہ تحریمی اور بدعت ہے۔.......................(هدایه :۱/ ۵۷۴)

❁ خلاف حدیث ہے۔[1]

۹۱۔ سجدۂ تلاوت محض رکوع سے بھی ہو جاتا ہے۔......................(در مختار : ۱/ ۳۹۸)

[1] سنن الدارقطني : ۱/ ۲۷۹ ح : ۱۰۷۱ إسنادہٗ حسن لذاته۔ سنن أبی داود، کتاب الصلاۃ، باب إمامة النساء: ۵۹۲۔ صحیح ابن خزیمة : ۱۶۷۶۔ المنتقی ابن الجارود : ۳۳۳

۹۲۔ قنوت میں درود نہ پڑھے۔..............................(عالمگیری : ۱/ ۱۷۷)

❁ یہ موقوف حدیث کے خلاف ہے۔ ❶

۹۳۔فوت شدہ نماز کے بدلے کفارہ دینا جائز ہے۔..................(درمختار : ۱/ ۳۷۹)

۹۴۔قضا نمازوں کے کفارے کا طریقہ یہ ہے کہ دو سیر گیہوں فقیر کو دے پھر اس سے بطور ہبہ مانگ لے، روزانہ ایسا کرے جب تک کہ سب نمازوں کا فدیہ نہ ہو جائے۔

(عالمگیری : ۱۰/ ۳۳۷۔ هدایه : ۴/ ۹۳۴، ۹۳۵)

۹۵۔ قنوت نہ پڑھے کسی نماز میں سوائے وتر کے۔..................(هدایه : ۱/ ص۲۸۵)

❁ آگے جا کر لکھا ہے۔نماز فجر میں قنوت پڑھنا چاروں خلفائے راشدین اور اکثر صحابہ رضی اللہ عنہم سے ثابت ہے۔(هدایه : ۱/ ۶۸۳) دونوں قول قابل غور ہیں۔

## متعلقات جمعہ:

۹۶۔ جمعہ کی شرطوں میں سے یہ ہے کہ شہر ہو، جہاں حدود شرعیہ قائم ہوں۔

(درمختار، عالمگیری، هدایه : ۱/ ۸۲۱۔شرح وقایه : ۱/ ۱۳۴)

❁ یہ شرط دنیا بھر میں مفقود ہے، لہٰذا جمعہ ناجائز ہے۔

۹۷۔ جمعہ کی شرطوں میں بادشاہ یا نائب کا ہونا بھی ہے۔..(هدایه : ۱/ ۸۲۳۔ شرح وقایه : ۱/ ۱۳۹)

❁ اکثر جگہ یہ بھی مفقود ہے۔

۹۸۔ جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بھی پڑھنا جائز ہے۔..............(هدایه : ۱/ ص۸۲۷قدوری:۱/ ۱۴۵)

❁ خلاف قرآن ہے۔..........................................(الجمعه : ۱۱)

۹۹۔ جمعہ کے روز روحیں اکٹھی ہوتی ہیں۔..........................(درمختار : ۱/ ۴۲۷)

❁ محض بے اصل ہے۔البزازیہ میں ہے کہ ہمارے علماء فرماتے ہیں کہ جو یہ کہے کہ مشائخ کی روحیں حاضر ہوتی ہیں اور تعلیم بھی دیتی ہیں یا ان کو علم بھی ہوتا ہے، ایسے شخص کی تکفیر کی جائے گی یعنی وہ کافر ہو جائے گا۔

(عکس و ترجمه بحرالرائق شرح کنز الدقائق لا بن نجیم : ۵/ ۱۲۴)

۱۰۰۔جو شرطیں جمعہ میں ہیں وہی عیدین میں بھی واجب ہیں۔...(شرح وقایه : ۱/ ۱۳۷ و کنز)

---

❶ ابن خزیمة: ۲/ ۱۵۶، ح : ۱۱۰۰ و إسنادهٗ صحیح۔ فضل الصلاة علی النبی للقاضی اسماعیل: ۱۰۷

۱۰۱۔ تکبیراتِ عید الاضحیٰ جہر سے کہنا بدعت ہے۔..................(ھدایہ : ۱/ ۸۴۶۔درمختار)

❁ ہدایہ اور شرح وقایہ (۱/ ۱۳۹) میں یہ ہے کہ عیدین میں تکبیر جہر سے کہے، یہی سنت ہے (راستے اور عید گاہ میں)۔

## زکوٰۃ کا بیان:

۱۰۲۔ کسی کو انعام کا نام لے کر زکوٰۃ دی، دل میں نیت کر لی تو زکوٰۃ ادا ہو جائے گی۔

(بھشتی زیور : ۳/ ۲۴)

۱۰۳۔ زکوٰۃ نہ دینے کا حیلہ یہ ہے کہ جس کے پاس مال ہو بقدر نصاب سال گزرنے سے پہلے ایک درہم خیرات کر دے یا بعض درہم اپنی اولاد کو ہبہ کر دے تا کہ مال نصاب سے کم ہو جائے تو زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔(ابو یوسف)

(درمختار : ۱/ ۵۰۵۔عالمگیری : ۱۰/ ۳۳۴۔ ھدایہ: ۴/ ۹۳۲)

۱۰۴۔ جو شخص زکوٰۃ اپنے قرضہ میں وصول کرنا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ اپنے رشتہ دار محتاج کو زکوٰۃ حوالہ کرے پھر اس سے واپس اپنے قرضہ میں وصول کر لے، اگر وہ نہ دے تو چھین لے۔..................(درمختار، عالمگیری : ۱۰/ ۳۳۶۔ ھدایہ : ۴، ۹۳۳)

۱۰۵۔ دوسرا حیلہ یہ ہے کہ قرضہ دار سے کہے کہ میرے خادم کو اپنا وکیل کر لے کہ وہ مجھ سے زکوٰۃ وصول کر کے واپس تیرے قرضہ میں مجھ کو دے دے۔

(عالمگیری : ۱۰/ ۳۳۶۔ ھدایہ : ۴/ ۹۳۳)

۱۰۶۔ جو شخص زکوٰۃ مسجد کی تعمیر میں لگانا چاہے تو اس کا حیلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی کو دے دے اور وہ مسجد میں لگا دے۔..............................(درمختار : ۱/ ۴۸۷)

## روزوں کے متعلق:

۱۰۷۔ شک کے دن کا روزہ خاص رکھیں، اس طرح کہ عوام کو نہ معلوم ہو۔ شک کے دن نفل کی نیت سے روزہ رکھنا بالاتفاق افضل ہے۔..........................(درمختار : ۱/ ۵۵۳)

❁ افضل نہیں بلکہ خلاف حدیث ہے، ایسا کرنے والا رسول اللہ ﷺ کا نافرمان ہے۔ [1]

---

[1] سنن ترمذی، کتاب الصوم، باب ما جاء فی کراھیة صوم یوم الشك : ٦٨٦۔ أبوداؤد، کتاب الصیام، باب کراھیة صوم یوم الشك : ۲۳۳۴۔ نسائی، کتاب الصیام، صیام یوم الشك : ۲۱۹۰

## وہ چیزیں جن سے روزہ فاسد نہیں ہوتا:

حوالہ نمبر 22

۱۰۸۔روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔(درمختار: ۱/ ۵۶۴۔ ھدایہ: ۱/ ۱۱۱۲)

۱۰۹۔اگر زنا کے خوف سے جلق لگا کر منی نکال دے تو توقع ہے کہ وبال نہ ہو۔

(درمختار: ۱/ ۵۶۴۔ ھدایہ: ۱/ ۱۱۱۲)

۱۱۰۔جانور کی فرج کے ہاتھ لگایا یا منہ چوما اور انزال ہو تو روزہ فاسد نہیں۔

(درمختار: ۱/ ۵۶۴۔ عالمگیری: ۲/ ۱۹۔ھدایہ: ۱/ ۱۱۱۶)

۱۱۱۔ مردہ عورت سے وطی کی تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔.....................(درمختار: ۱/ ۵۶۷)

۱۱۲۔عورت کو کپڑے کے اوپر سے مساس کیا اور انزال ہوا اگر حرارت معلوم نہ ہوئی ہو تو روزہ فاسد نہیں۔.........................................(عالمگیری: ۲/ ۱۹)

۱۱۳۔ران وغیرہ میں جماع کرے اور انزال ہو جائے تو روزہ کا کفارہ نہیں۔(القدوری: ۱۸۹)

۱۱۴۔روزہ کی حالت میں بوسہ دینے سے منی نکل پڑے تو کفارہ نہیں۔........(القدوری: ۱۸۹)

## حج کا بیان:

۱۱۵۔مدینہ حرم نہیں۔...........................................(درمختار: ۱/ ۶۷۶)

❁ سراسر حدیث کے خلاف ہے۔[1]

## نکاح کا بیان:

۱۱۶۔شب کو جگانے میں مرد کا ہاتھ اپنی بیٹی پر گیا یا عورت کا ہاتھ اپنے بیٹے پر لگا تو میاں بیوی باہم حرام ہیں۔.....................(درمختار: ۲/ ۱۸۔ عالمگیری: ۲/ ۱۴۰)

۱۱۷۔اپنی بیٹی کی شرمگاہ شہوت سے دیکھنے سے جورو حرام ہو جاتی ہے۔

(درمختار: ۲/ ۱۹۔ عالمگیری: ۲/ ۱۳۹)

۱۱۸۔ عورت نے جھوٹے گواہ پیش کر کے دعویٰ کیا کہ میرا فلاں مرد سے نکاح ہو گیا اور قاضی نے تسلیم کر لیا تو مرد کو اس سے وطی کرنا جائز ہے۔(ابوحنیفہ)

(درمختار: ۲/ ۲۶۔ عالمگیری: ۲/ ۱۵۵)

---

[1] مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدينة......الخ : ۱۳۶۰۔ أبو داوٗد، کتاب المناسك، باب تحريم المدينة : ۲۰۳۴

ثبوت حاضر ہے



کے ساتھ ہو نہ خالی لنظر وانزال سے۔ م ف۔ دصار کالمتفکر اذا امنی۔ اور یہ نظر کنندہ مثل متفکر کے ہو گیا جب کہ اس کے منی نکل آوے۔ ف: یعنی جس نے کسی عورت کی خوبصورتی میں فکر و تصور کیا حتی کہ منی نکل آئی تو یہ بالاتفاق مفطر نہیں ہے۔ مع۔ اگرچہ دیر تک تصور میں رہا ہو۔ المجتبیٰ۔ دکالمستمنی بالکف۔ اور مانند اس شخص کے ہو گیا جس نے ہتھیلی کے ذریعہ سے منی گرائی۔ ف: یعنی ہاتھ سے زلق لگا کر انزال کیا۔ علی ماقالوا۔ بنا بر اس قول کے جو مشائخ نے کہا ہے۔ ف: واضح ہو کہ امام مصنف کی عادت ہے کہ اس لفظ سے اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ قول ضعیف اور اس میں خلاف ہے چنانچہ ہاتھ سے زلق میں انزال ہوا تو عامہ مشائخ کے نزدیک روزہ انطار و قضاً واجب ہے مصنف نے تجنیس میں کہا کہ یہی مختار ہے۔ گویا مباشرت سے ظاہری بشرہ کے ذریعہ سے انزال خواہ غیر کا بشرہ ہو یا اپنی ہتھیلی وغیرہ جس سے انزال ہوتا ہے اور خواہ وہ عادت میں قابل شہوت ہو جیسے عورت زندہ کا بدن یا نہ ہو جیسے اپنی ہتھیلی یا مردہ عورت یا چوپایہ جانور کہ ان میں جب انزال ہو تو افطار ہوا بعض پھر کیا زلق لگانا جائز ہے تجنیس جواب عینی وغیرہ یہ ہے کہ جس شخص نے اس سے شہوت کا مزہ چاہا تو یہ حرام ہے چنانچہ مشائخ نے حدیث لکھی کہ ناکح الید ملعون۔ ہاتھ کا جماع کرنے والا ملعون ہے اور زیلعیؒ نے بعض بزرگوں سے ذکر کیا کہ حشر میں جو لوگ ایسے کے ہاتھ حاملہ ہوں گے۔ تو میرا گمان یہ کہ یہی زلق لگانے والے ہوں گے۔ بالجملہ شہوت پرستی سے یہ فعل بالاتفاق حرام ہے اور اگر اس نے اس سے غلبہ شہوت کو دبانا چاہا درحالیکہ اس کو حلال جماع میسر نہیں ہے۔ تو شیخ ابوبکر الاسکاف نے کہا کہ اس کو ثواب ملے گا۔ فقیہ ابوالليث نے کہا ابوحنیفہؒ سے روایت آئی کہ اس کو یہی بہت ہے کہ برابر چھوٹ جاوے لہٰذا مشائخ نے کہا کہ امید ہے کہ عذاب نہ ہو۔ اتراریؒ نے غایۃ البیان میں کہا کہ میرے نزدیک قول ابوبکر الاسکاف صحیح ہے۔ عینیؒ نے کہا کہ امام احمد سے اجازت اور جدید قول شافعی میں حرمت ہے۔

مترجم کہتا ہے کہ یہاں یہ اشکال وارد ہے کہ حضرت عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ وغیرہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اختصاء کی اجازت چاہی تھی اور مخنث ہو جانا مقصود نہ تھا کیونکہ اس کی لعنت تو بدنہی ہے بلکہ کمی شہوت پس اگر زلق جائز ہوتا تو یہ مقصود حاصل ہو جاتا لہٰذا صحیح وہ ابوحنیفہؒ سے مروی ہے اور شیخ ابوبکرؒ وغیرہ کے قول میں تاویل یہ کہ اگر مرد کو اجنبیہ عورت سے تخلیہ ملا کہ خوف زنا ہے پس اس نے زلق سے مادہ ہیجہ نکال دیا تو اس حالت میں روا بلکہ امید ثواب ہے۔ فافہم واللہ تعالیٰ اعلم م اگر دو عورتوں نے مرد و عورت کی طرح چپٹی بازی کی پس اگر انزال ہوا تو اس پر قضا واجب ہے ورنہ قضا نہیں اور نہ غسل ہے۔ (السراج)۔ میں کہتا ہوں کہ اگر آلہ بنا کر ایسا کیا پس اگر اس پر تیل لگا ہو تو بھی مثل انگلی کے فاسد ہونا چاہیے اور اگر نہ ہو پس اگر ایک طرف اس کی خارج رہے تو بغیر انزال مفسد نہیں ورنہ مفسد ہے۔ واللہ تعالیٰ اعلم م۔ مرد نے اپنی مقعد میں یا عورت نے اپنی فرج میں انگلی ڈالی تو روزہ فاسد نہیں۔ یہی مختار ہے مگر جب کہ انگلی پانی یا تیل سے تر ہو۔ (الظہیریہ) جورو کے ہاتھ میں آلہ تناسل دیا کہ انزال ہوا تو روزہ قضا کرے۔ (السراج)۔ چوپایہ جانور یا مردہ عورت سے جماع

روزہ کی حالت میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (بلکہ ثواب ہوتا ہے) (دیکھئے عکس کتاب عین الہدایہ کتاب الصوم جلد اول ص ۱۱۱۲)

# ثبوت حاضر ہے



کیا یا زندہ عورت کی فرج کے سوائے مباشرت کی پس اگر انزال نہ ہو تو قضا نہیں اور اگر انزال ہوا تو قضا ہے نہ کفارہ (القاضی خاں)۔ اگر عورت نے مرد کو مساس کیا جس سے مرد کو انزال ہوا تو مرد کا روزہ نہیں گیا (المحیط)۔ اور اگر عورت کو کپڑوں کے اوپر سے مساس کیا پس اگر اس کے بدن کی حرارت پائی اور انزال ہوا تو فاسد ہوا ورنہ نہیں۔ (المعراج)۔ چوپایہ کی فرج چھوئی کہ انزال ہوا تو قضا نہیں ہے۔ (السراج)۔ ولو ادھن لم یفطر۔ اور اگر صائم نے تیل لگایا تو افطار نہ ہوا۔ لعدم المنافی. بوجہ منافی نہ ہونے کے۔ ف کیونکہ صوم کا منافی کھانا پینا و جماع ہے نہ سر و داڑھی وغیرہ میں تیل لگانا لیکن اگر کانوں میں ڈالا تو قضا ہے نہ کفارہ بخلاف اس کے اگر کان میں پانی ڈالا تو اس میں تحقیق و تفصیل ہے م۔ وکذا اذا احتجم اور یوں ہی جب پچھنے لگا دے۔ ف تو افطار نہیں۔ لھذا. بوجہ اسی دلیل کے ف کہ یہ صوم کا منافی نہیں ہے۔ ولما رویناہ۔ اور بوجہ اس حدیث کے جو ہم روایت کر چکے۔ م یعنی ثلث لایفطرن الصیام الخ مسئلہ احتجام میں افطار نہ ہونا قول ابوحنیفہ و مالک و شافعی وغیرہ ہے اور شیخ زین الدین العراقی نے شرح ترمذی میں کہا کہ یہی اکثر علماء صحابہ و تابعین و فقہاء کا قول ہے۔ اور امام احمد و بعض شافعیہ کے نزدیک حجامت سے افطار ہو جاتا ہے بدلیل حدیث افطر الحاجم والمحجوم۔ یعنی افطار ہوا پچھنے دینے والا اور پچھنے دلوانے والا۔ (رواہ الترمذی عن رافع بن خدیج وقال حدیث حسن صحیح)۔ اور یہ حدیث ایک جماعت صحابہ رضی اللہ عنہم سے جن میں انس بن مالک بھی ہیں سنن ابوداؤد و نسائی وغیرہ میں مروی ہے۔ لیکن اس کے معارض اول تو حدیث لایفطرن الصیام الخ ہے اور دوم حدیث کہ حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پچھنے دلوائے حالانکہ آپ احرام میں تھے اور آپ نے پچھنے دلوائے حالانکہ آپ روزہ سے تھے۔ (رواہ البخاری وغیرہ)۔ سوم حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کیا آپ لوگ زمانہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں صائم کے واسطے پچھنے دلوانا مکروہ رکھتے تھے انس نے فرمایا کہ نہیں مگر بجہت ضعف کے۔ (رواہ البخاری)۔ چہارم۔ دارقطنی نے انس سے روایت کی کہ کراہت حجامت کی ابتداء یہ تھی کہ جعفر بن ابی طالب نے روزہ میں پچھنے دلوائے پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس پر گزرے تو فرمایا کہ ان نے افطار کیا پھر اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صائم کو پچھنے دلوانے میں اجازت دے دی اور انس خود روزہ میں پچھنے دلواتے تھے۔ دارقطنی نے کہا کہ اس کے راوی سب ثقہ ہیں اور مجھے اس میں کوئی علت نہیں معلوم ہوتی یعنی جس سے اسناد صحیح ہونے میں کچھ قدح ہو۔ اور ایک جماعت نے ذکر کیا کہ حدیث افطر الحاجم والمحجوم سال فتح مکہ یعنی آٹھویں سال ہجرت میں ہے اور آپ کا خود پچھنے دلوانا دسویں سال واقع ہوا ہے لہذا ابن عبدالبر نے کہا کہ حدیث افطار منسوخ ہے مفح۔ اگر کسی شخص نے پچھنے دلوائے اور اس کو حدیث افطر الحاجم والمحجوم پہنچی پس اس نے اعتماد کر کے روزہ توڑ دیا اور کھایا پیا تو اس پر قضا واجب ہے اور کفارہ نہیں ہے۔ کما صرحوا بذلک م۔ ولو اکتحل لم یفطر۔ اور اگر صائم نے سرمہ لگایا تو افطار نہیں ہوا۔ ف اگرچہ اس کو حلق میں سرمہ کا مزہ معلوم ہو مف۔ لانہ لیس بین العین والدماغ منفذ۔ کیونکہ آنکھ و دماغ کے درمیان میں کوئی راستہ نہیں ہے۔ ف تو مزہ صرف مسام کے ذریعے سے پہونچا اور آنسو کی وجہ سے راستہ ہونے کا وہم غلط

(روزہ کی حالت میں) زندہ عورت کی فرج کے سوا مباشرت کی، پس اگر انزال نہ ہو تو قضاء نہیں اگر انزال ہوا تو قضاء دینی ہوگی۔

(دیکھئے اوپر عکس عین الهدایہ جلد اول کتاب الصوم ص ۱۱۱۳)

ثبوت حاضر ہے



نہ نکالا اور اسی حالت پر باقی رہا تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں ظاہر الروایت میں اور روایت ہے امام ابو یوسف سے کہ کفارہ صرف طلوع فجر میں واجب ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اس واسطے کہ ابتداءً جماع قصداً نہ تھی اور جماع ابتداءً وانتہاءً ایک ہی ہے تو جماع بالقصد سے کفارہ واجب ہوا اور وجہ ظاہر الروایت کی یہ ہے کہ کفارہ واجب ہوتا ہے روزہ کے توڑنے سے اور توڑنا ہوتا ہے بعد وجود کے اور اس کا جماع میں مشغول رہنا وجود صوم کو منع کرتا ہے پس چونکہ توڑنا صوم کا متحقق نہ ہوا اس لیے کفارہ بھی لازم نہ آیا انتہی پس یہ عبارت دلالت کرتی ہے کہ عدم وجوب کفارہ یاد آنے کی صورت میں متفق علیہ ہے کیونکہ ابتداءً جماع اس صورت میں عمداً نہ تھی اور جماع فعل واحد ہے پس اس وجہ سے شبہ آگیا اور دوسری وجہ یہ ہے کہ اس میں شبہ ہے خلاف امام مالک کے یعنی ان کے نزدیک بھول کر کھانے یا جماع سے بھی روزہ جاتا رہتا ہے اب اگر قصداً جماع کرے گا تو ان کے نزدیک کفارہ نہیں غرض کہ خلاف صرف طلوع فجر میں ہے نہ یاد آنے کی صورت میں اور ظاہر الروایت کی وجہ کی تقریر سے معلوم ہوتا ہے کہ تحریک نفس اور غیر تحریک میں کچھ فرق نہیں ہے قال الشامی کما لو نزع ثم ادخل جیسا کفارہ واجب ہے اگر نکال لیا پھر داخل کیا م یعنی دونوں مسئلوں میں کیونکہ خلاصہ میں ہے اگر یاد آنے پر نکال لیا پھر عود کیا تو کفارہ واجب ہے اور ایسا ہی مسئلہ صبح کا الخ لیکن مسئلہ مذکور میں چاہیے کہ کفارہ نہ ہو جیسا معلوم ہو چکا کہ اس میں شبہ خلاف امام مالک کا ہے اور شاید یہ دوسرے قول پر مبنی ہو جس میں اعتبار اس کا نہیں ہے اور فی الفتح من فیہ عندذکرہ او طلوع الفجر ولو ابتلعہا ان قبل اخراجہا کفر ولبعدہ لا پھینک دیا لقمہ اپنے منہ میں سے روزہ یاد آتے ہی یا فجر ہوتے ہی روزہ نہیں جاتا اور اگر نگل لیا اس طرح کہ منہ میں سے نہیں نکالا اور نگل گیا تو کفارہ لازم ہے اور اگر منہ سے نکال کر نگلے ہوئے کو کھا لیا تو کفارہ لازم نہیں م کیونکہ طبیعت اس سے نفرت کرتی ہے اور یہی اصح ہے جیسا شرح وہبانیہ میں میلے سے منقول ہے قال الشامی او جامع فیما دون الفرج ولم ینزل یعنی فی غیر السبیلین کسرۃ وفخذ یا جماع کیا بغیر فرج میں یعنی قبل اور دبر کے سوا یعنی اور کسی جگہ میں مثل ناف اور ران کے اور انزال نہ ہوا تو روزہ نہ جاوے گا م یہاں مراد فرج سے قبل اور دبر دونوں ہیں اس واسطے کہ فرج اگرچہ دبر کو شامل نہیں لغۃً لیکن باعتبار حکم کے شامل ہے کیونکہ مغرب میں کہا ہے کہ فرج آگے کا عضو مخصوص مرد اور عورت کا ہے بالاتفاق اہل لغت کے پھر کہا ہے کہ قبل اور دبر دونوں فرج ہیں حکم میں قال الشامی وکذا الاستمناء بالکف وان کرہ تحریما لحدیث ناکح الید ملعون اور ایسا ہی منی نکالنا ہاتھ سے بغیر مفسد ہے گو مکروہ تحریمی ہے بموجب حدیث ناکح الید ملعون کے م یہ حکم اس صورت میں ہے کہ انزال نہ ہو لیکن اگر انزال ہو تو قضا لازم ہوگی جیسا منظرات میں تصریح آوے گی اور یہی مختار ہے مگر شارح کے کلام سے متبادر انزال ہی ہے بقرینہ مابعد کے پس یہ مبنی ہے غیر مختار پر قال الشامی ولو خاف الزنی یرجی ان لا وبال علیہ اور اگر زنا کے خوف سے منی ہاتھ سے نکال لی ہو تو توقع ہے خدا سے کہ اس فعل کا اس پر کچھ وبال نہ ہو م سراج میں ہے کہ اگر اس فعل سے ارادہ تسکین شہوت مفرطہ کا ہے جو دل کو احاطہ کر رہی ہے اور یہ شخص بے نکاح ہے نہ بی بی ہے نہ باندی ہے لیکن اس تک پہنچنے کی قدرت نہیں تو ابو اللیث نے کہا ہے کہ میں توقع رکھتا ہوں کہ اس پر وبال نہ ہو لیکن جس صورت میں کہ مزہ لینے کے لیے کرے گا تو گناہ گار ہو گا کذا فی الشامی او ادخل ذکرہ فی بہیمۃ او میتۃ من غیر انزال یا اپنا عضو مخصوص کسی چوپایہ میں داخل کیا یا انسان مردہ میں بغیر انزال کے یعنی اس سے روزہ نہیں جاتا اگر انزال ہو گا تو قضا لازم ہو گی او مس فرج بہیمۃ او قبلہا فانزل یا کسی جانور کی پیشاب گاہ کو ہاتھ لگایا یا اس کا منہ چوم لیا پھر انزال ہوا م باوجود انزال کے اس صورت میں بھی نہیں جاتا تو بغیر انزال بطریق اولیٰ نہ جاوے گا اور بحر اور زیلعی وغیرہ میں اجماع نقل کیا ہے کہ روزہ نہیں جاتا اس صورت میں اگرچہ انزال ہو جاوے قال الشامی او اقطر فی احلیلہ ماء او دہنا وان وصل الی المثانۃ علی المذہب یا ٹپکایا اپنے عضو کے سوراخ میں پانی یا تیل اگرچہ مثانہ تک پہنچ جاوے صحیح مذہب پر م یعنی اس سے بھی روزہ نہیں جاتا یہ قول ہے ابو حنیفہؒ کا اور محمدؒ بھی ان کے ساتھ ہیں اظہر روایت کے موافق اور ابو یوسف کہتے ہیں کہ روزہ جاتا رہتا ہے اور اختلاف مبنی ہے اس بات پر کہ مثانہ اور جوف میں منفذ ہے یا نہیں اور ظاہر یہ ہے کہ اس میں منفذ نہیں اور

؎ مقصود یہ ہے کہ استمنا باطل ملعون ہے ۱۲

روزہ کی حالت میں ہاتھ سے مادہ نکالنے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (فقیہ حنفیہ در مختار جلد اول کتاب الصوم ص ۵۶۴)

۱۱۹۔ اسی طرح مرد عورت پر جھوٹا دعویٰ کر کے ڈگری حاصل کر لے تو مرد کو اس عورت سے وطی کرنی جائز ہے۔ (ابوحنیفہ)............................(عالمگیری : ۲/ ۱۵۵)

۱۲۰۔ نکاح متعہ منعقد ہوگا جب کہ اس کی مدت اس قدر دراز ہو کہ آدمی اس مدت تک زندہ نہیں رہ سکتا۔ (ابوحنیفہ)..........................................(عالمگیری : ۲/ ۱۵۵)

۱۲۱۔ متعہ درست ہے۔ (امام زفر)..............................................(شرح وقایہ : ۲/ ۱۱)

## رضاعت کا بیان :

۱۲۲۔ رضاعت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اڑھائی برس ہے۔

(در مختار : ۲/ ۸۸۔ شرح وقایہ : ۲/ ۳۱۔ قدوری : ۳۱۰)

❁ صریح نص قرآنی کے خلاف ہے۔.........................(البقرۃ :۲۳۳)

## نسب کا بیان :

۱۲۳۔ مرد انتہائے مغرب میں ہو اور عورت انتہائے مشرق میں، اتنے فاصلہ پر کہ دونوں کے درمیان سال بھر کی راہ ہو، کسی طرح ان کا نکاح کر دیا گیا، اگر بعد تاریخ نکاح کے عورت چھ مہینے میں بچہ جنے تو یہ بچہ ثابت النسب ہوگا، حرامی نہ ہوگا بلکہ اس مرد کی کرامت تصور کی جائے گی۔..................................(در مختار : ۲/ ۲۶۸، ۲۶۹)

❁ اللہ کی پناہ۔

۱۲۴۔ کسی نے اپنی بیوی کو طلاق رجعی دی، دو برس سے کم میں لڑکا پیدا ہوا تو لڑکا اسی شوہر کا ہے، حرامی نہیں۔..........................................(بہشتی زیور : ۴/ ۲۹)

۱۲۵۔ نکاح ہو گیا اور رخصتی نہ ہوئی، لڑکا پیدا ہو گیا تو شوہر ہی کا ہے، حرامی نہیں ہے۔

(بہشتی زیور : ۴/ ۳۰)

۱۲۶۔ میاں پردیس میں ہے، برسوں گزر گئے، یہاں لڑکا پیدا ہو گیا تو شوہر کا ہے، حرامی نہیں۔

(بہشتی زیور :۴/ ۶۰)

## حدود کا بیان :

۱۲۷۔ جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں (ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔ (ابوحنیفہ)

**ثبوت حاضر ہے**



نوحہ کرنے کی وصیت کیا کرتے تھے اس لیے آپ نے ایسا فرمایا کذافی البحر اور شامی نے کہا کہ حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آپ نے یہ ارشاد
اس وقت فرمایا تھا کہ آپ ایک یہودی کی قوم پر گذرے جو اس یہودی کو رو رہے تھے آپ نے فرمایا کہ اس کو تو عذاب ہوتا ہے اور یہ لوگ اس پر روتے
ہیں کتب علی جبھۃ المیت او عمامتہ او کفنہ عہد نامہ یرجی ان یغفر اللہ للمیت مردہ کی پیشانی یا عمامہ یا کفن پر عہد نامہ لکھا گیا تو توقع ہے کہ میت
کو اللہ تعالیٰ بخش دے م عہد نامہ کی دعا یہ ہے اللھم فاطر السموات والارض عالم الغیب والشہادۃ الرحمن الرحیم انی اعھد الیک فی ہذہ الحیوۃ
الدنیا انی اشھد انک انت اللہ لا الہ الا انت وحدک لا شریک لک وان محمدا عبدک ورسولک فلا تکلنی الی نفسی فانک ان تکلنی الی نفسی تقربنی
من الشر وتباعدنی من الخیر وانی لا اثق الا برحمتک فاجعل لی عہدا عندک توفینیہ یوم القیامۃ انک لا تخلف المیعاد اور اس کے الفاظ اور
طرح بھی لوگوں نے لکھے ہیں باقی رہا اس دعا کا لکھنا مردہ کی پیشانی وغیرہ پر سو اس کو بعض فقہا نے بقصد تبرک جائز لکھا ہے مگر ابن صلاح نے
فتویٰ دیا ہے کہ قرآن اور اسماء معظم میں سے کچھ نہ لکھا جائے کیونکہ کفن وغیرہ پر ان کلمات محترمہ کو لکھنا جائز نہیں بوجہ کہ مردہ کی نجاستیں انکو آلودہ کرتا
ہے اور فتح القدیر میں ہے کہ قرآن اور اسماء الٰہی کا لکھنا روپیوں اور دیواروں پر مکروہ ہے اس لیے کہ خوف ان کے پاؤں تلے آنے اور اہانت
کا ہے اس سے معلوم ہوا کہ مردہ کے بدن یا کفن پر لکھنا بطریق اولیٰ مکروہ ہوگا جب تک کہ مجتہد سے ثابت نہ ہو یا کسی حدیث صحیح میں اس کی اجازت
نہ ہو کذافی الشامی مختصرا اوصی بعضھم ان یکتب فی جبھتہ وصدرہ بسم اللہ الرحمن الرحیم ثم رئی فی المنام فسئل فقال لما وضعت فی القبر جاءتنی ملائکۃ
العذاب فلما رأوا مکتوبا علی جبھتی بسم اللہ الرحمن الرحیم قالوا امنت من عذاب اللہ کسی شخص نے وصیت کی کہ میری پیشانی اور سینہ پر بسم اللہ
الرحمن الرحیم لکھ دینا سو لکھ دی گئی بعد اس کے کسی نے اس کو خواب میں دیکھ کر اس کا حال پوچھا اس نے کہا کہ جب میں قبر میں رکھا گیا تو میرے
پاس عذاب کے فرشتے آئے سو جب انھوں نے میری پیشانی پر بسم اللہ لکھی دیکھی انھوں نے کہا کہ تو خدا کے عذاب سے مامون ہوا م چونکہ اوپر
کے بیان سے معلوم ہو چکا ہے کہ لکھنا کلمات متبرکہ کا بخوف نجاست اور پامالی کے مکروہ ہے تو یہ واقعہ شاید اس طرح ہوا ہو کہ صرف انگشت
شہادت سے بدون کسی سیاہی و قلم کے پیشانی پر بسم اللہ لکھ دی ہو چنانچہ بعض فقہا اس طرح انگلی ہی سے لکھنا بسم اللہ کا پیشانی پر اور کلمہ طیبہ
کا چھاتی پر بعد نہلانے کے کفن دینے سے پیشتر تجویز کرتے ہیں مگر بہر حال کسی طرح ہوا ہو شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہو سکتا واللہ اعلم

**باب الشہید** یہ باب ہے شہید کے احکام میں م ہر چند شہید بھی مردہ ہے مگر اس کو نماز جنازہ سے جدا باب کر کے اس لیے بیان کیا کہ جو فضیلت
شہید کو ہے وہ دوسرے مردے کو نہیں کذافی النہر فعیل بمعنی مفعول لانہ مشہود لہ بالجنۃ او فاعل لانہ حی عند ربہ فھو شاہد
شہید بروزن فعیل ہے بمعنی مفعول اس وجہ سے کہ اس کے لیے جنت سامنے کی گئی یا بمعنی فاعل ہے کیونکہ وہ زندہ ہے اپنے پروردگار کے پاس م شہید
مشتق شہود سے ہے یا شہادت سے تو مشہود بھی ہو سکتا ہے کہ فرشتے اس کی تعظیم کو آتے ہیں اور جنت اس کے سامنے پیش کی جاتی ہے اور شاہد
بھی ہو سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ کے پاس حاضر ہوتا ہے یا یہ کہ اس کا خون اور زخم اس کے شاہد موجود ہیں ہو کل مکلف طاہر شہید جس کا حکم آگے مذکور
ہے وہ ہر عاقل بالغ مسلمان پاک شخص ہے م یہ تعریف شہید کی باعتبار حکم آئندہ کے ہے مطلق شہید کی نہیں چنانچہ آگے بیان ہوگا کہ شہید اور بھی

اے اللہ پیدا کرنے والے آسمانوں اور زمین کے جاننے والے پوشیدہ اور ظاہر کے بہت رحم والے رحیم میں اقرار کرتا ہوں تیرے سامنے اس دنیا کی زندگی میں کہ میں گواہی
دیتا ہوں کہ تو معبود ہے کوئی معبود نہیں سوا تیرے تو اکیلا ہے کوئی تیرا شریک نہیں اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم تیرے بندے اور رسول ہیں پس تو مجھ کو میرے
نفس کے حوالہ کرے گا تو وہ مجھ کو بدی سے نزدیک اور نیکی سے دور کرے گا اور میں نہیں اعتماد رکھتا ہوں مگر تیری رحمت پر پس کر دے میرے لیے
اپنے پاس ایک عہد کہ پورا کرے تو اس کو مجھ سے قیامت کے دن بیشک تو وعدہ کو خلاف نہیں کرتا ۱۲

شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہو سکتا۔ (ترجمہ اردو درمختار کتاب الصلوٰۃ ص ۴۷۲)

لیکن آج کل حنفی حضرات زیادہ تر خواب ہی سناتے ہیں اور ان کے مطابق عمل کرتے ہیں حالانکہ شریعت تو رسول رحمتؐ کے زمانے میں دس ہجری میں مکمل ہو چکی ہے اور اس کے بعد کسی کو آنے والا خواب شریعت نہیں بن سکتا۔

## ثبوت حاضر ہے



اقرار کریں کہ ہم حرمت سے واقف تھے یہ کافی میں ہے۔ اور اگر دونوں میں سے ایک غائب ہو پس حاضر نے کہا کہ میں نے جانا کہ وہ مجھ پر حرام ہے تو حاضر کو حد ماری جائیگی یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر اپنے بھائی یا چچا کی لونڈی سے زنا کیا اور کہا کہ میرا گمان تھا کہ وہ مجھ پر حلال ہے تو اسکو حد ماری جاویگی اور یہی حکم باقی محارم میں ہے سوائے قرابت اولاد کے یہ کافی میں ہے اسیطرح اگر اپنی جورو کے کسی محرم کی باندی سے وطی کی تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ اور اگر مستعار باندی سے وطی کی تو اسپر حد لازم آویگی اگرچہ دعوی کرے کہ میرا گمان تھا کہ یہ مجھ پر حلال ہے کذا فی محیط السرخسی۔ اسیطرح اگر مستاجرہ باندی سے جو خدمت کے لیے نوکر رکھی ہے یا ودیعت کی باندی سے وطی کی تو بھی حد لازم آویگی یہ سراج الوہاج میں ہے۔ شبہہ در محل کی یہ صورتیں ہیں کہ اپنے ولد کی باندی یا ولد الولد کی باندی سے وطی کی کذا فی الکافی خواہ اسکا ولد زندہ ہو یا مر گیا ہو یہ عتابیہ میں ہے پھر اگر وہ حاملہ ہو گئی اور بچہ پیدا ہوا تو باپ سے اسکا نسب ثابت ہوگا اور عقر واجب نہ ہوگا اور اگر حاملہ نہ ہوئی تو باپ پر عقر واجب ہوگا اور باپ کی ملک اس باندی میں ثابت نہ ہوگی اور دادا مثل باپ کے ہے لیکن باپ کے ہوتے دادا کا نسب ثابت نہ ہوگا۔ یا ایسی جورو سے عدت میں وطی کی جسپر کنایہ طلاق واقع ہوئی ہے یا بائع نے قبل سپرد کرنے کے بیعہ باندی سے وطی کی یہ کافی میں ہے۔ یا اپنے مکاتب کی باندی سے وطی کی یا ایسے غلام ماذون کی باندی سے وطی کی جسپر اسقدر قرضہ ہے کہ اسکے رقبہ و مال کو محیط ہے یا شوہر نے ایسی باندی سے قبل وجہ کے سپرد کرنے کے وطی کر لی جسکو مہر میں دیا ہے یا ایسی باندی سے وطی کی جو اسکے اور دوسرے کے درمیان مشترک ہے یہ تبیین میں ہے۔ اور اگر دو شریکوں میں سے ایک نے باندی کو آزاد کر دیا پس اگر شریک کو تاوان دیدیا پھر اس سے وطی کی تو حد نہ ماری جائیگی اور اگر شریک نے اس سے وطی کی تو حد ماری جائیگی اور اگر وہ باندی سعایت کرتی ہو پس اگر آزاد کنندہ نے اس سے وطی کی تو اسکو حد ماری جائیگی اور اگر دوسرے شریک نے اس سے وطی کی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے۔ اور اسیطرح اگر پوری باندی ایک شخص کی ہو اور اسمیں سے نصف آزاد کر دیا پھر اس سے وطی کی تو بالاتفاق اسپر حد لازم نہ ہوگی کذا فی المحیط اور اگر اپنی باندی کو جس سے وطی کر رہا تھا اسی حالت میں آزاد کر دیا پھر اس سے جدا ہو گیا پھر اسی مجلس میں اس سے وطی کر لی تو اسکو حد نہ ماری جائیگی یہ خزانۃ المفتین میں ہے اور اگر جورو مرتد ہو گئی نعوذ باللہ منہا اور شوہر پر حرام ہو گئی یا بدیں وجہ حرام ہو گئی کہ شوہر نے اسکی ماں یا بیٹی سے وطی کر لی یا بدیں وجہ کہ عورت نے شوہر کے پسر کی مطاوعت کی پھر شوہر نے اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہو گئی ہے تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اور اسی طرح اگر پانچ عورتوں سے ایک عقد میں نکاح کیا یا چار کے نکاح میں پانچویں کا نکاح کیا یا اپنی جورو کی بہن یا ماں سے نکاح کیا پس اس سے جماع کیا اور کہا کہ میں جانتا تھا کہ یہ مجھ پر حرام ہے یا عورت سے بطور متعہ تزوج کیا تو ان صورتوں میں وطی کنندہ پر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ اسنے کہا کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے یہ فتاوی قاضی خان میں ہے۔ اور اگر غنائم جہاد دار الحرب سے دار الاسلام میں آ گئے پھر قبل تقسیم کے کسی غازی نے لوٹ کی باندیوں میں سے کسی سے وطی کی تو اسپر حد واجب نہ ہوگی اگرچہ وہ کہے کہ میں جانتا تھا کہ وہ مجھ پر حرام ہے اور اسیطرح اگر دار الحرب میں بھی اسنے ایسا کر لیا تو بھی یہی حکم ہے یہ سراج وہاج میں ہے۔ شبہہ در عقد کی صورت یہ ہے کہ ایسی کسی محرمہ سے نکاح کر کے وطی کر لے تو امام اعظم رح کے نزدیک اسپر حد واجب نہ ہوگی ولیکن اگر وہ جانتا ہو کہ یہ حرام ہے تو اسکو کوئی سزا

ف یعنے جو عورت اسپر ہمیشہ کے واسطے حرام ہے ۱۲ ع جو دوسرے شوہر سے ہے ۱۲ منہ

محرمات ابدیہ جو عورتیں (ماں، بہن، بیٹی وغیرہ) ہمیشہ کے لیے حرام ہیں ان سے نکاح کرنے اور حلال جان کر صحبت کرنے سے (حد نہیں لگتی (یعنی ایسے آدمی کو کوئی سزا نہیں دی جائے گی)۔ (دیکھئے کتاب فقہ حنفیہ ترجمہ فتاویٰ عالمگیری) حصہ سوم ص ۲۶۴

(در مختار: ۲/ ۴۷۲۔ عالمگیری: ۳/ ۲۶۴۔ ھدایہ: ۲۔ شرح وقایہ: ۲/ ۹۵۔کنز: ۴۱۱۔ قدوری: ۴۹۵)

❁ یاد رہے کہ قرآن میں ان عورتوں کو حرام قرار دیا گیا ہے۔.............(النساء: ۲۲، ۲۳)

۱۲۸۔محرمات (جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں) سے حرام جان کر بھی نکاح کر لے تو حد نہیں۔ (ابو حنیفہ) .........................................(در مختار: ۲/ ۴۷۲)

۱۲۹۔جس عورت کو اجارہ پر لیا ہو (خرچی دے کر) زنا کرے تو حد نہیں۔

(در مختار: ۲/ ۴۷۴۔ عالمگیری: ۳، / ۲۶۵)

❁ زانی کیوں نہ خوش ہوں گے۔

۱۳۰۔خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔

(درمختار: ۲/ ۴۷۶۔عالمگیری: ۳/ ۲۷۰۔ ھدایہ: ۲/ ۴۶۳۔ شرح وقایہ: ۲/ ۹۶۔کنز: ۴۱۱)

❁ ہمارا چیلنج ہے کہ قرآن وحدیث سے ثابت کریں۔

۱۳۱۔جانور سے جماع کرنے پر حد نہیں آتی۔

(در مختار: ۲/ ۴۷۲۔عالمگیری: ۳/ ۲۶۸۔ ھدایہ: ۲/ ۵۴۵۔ شرح وقایہ: ۲/ ۹۵، ۹۶)

❁ حدیث میں ہے کہ اس شخص اور جانور کو قتل کر دیا جائے۔ [1]

۱۳۲۔کفن چور پر حد نہیں۔.................(درمختار: ۲/ ۵۱۷۔ عالمگیری: ۳/ ۳۱۶)

۱۳۳۔کسی کا دودھ یا گوشت چرالے تو حد نہیں، کسی کی لکڑیاں یا گھاس یا میوہ یا کھڑی کھیتی چرالے، مسجد کا دروازہ چرا لے، قرآن چرالے، کسی کا لڑکا چرالے، مال لوٹ لے، شاہی خزانے میں سے چرالے تو حد نہیں۔.......................(شرح وقایہ: ۲/ ۱۰۱تا ۱۰۳)

❁ سراسر قرآن وحدیث کے خلاف ہے۔

## گم شدہ کا بیان:

۱۳۴۔زوجہ مفقود الخبر نوے برس انتظار کرے۔

(عالمگیری: ۳/ ۵۱۰، ۵۱۱۔ ھدایہ: ۴/ ۹۳۶۔ شرح وقایہ: ۲/ ۱۲۲ کنز: ۴۶۰)

❁ عقل سے کام لیں، کیا یہ ممکن ہے؟

---

[1] ترمذی، کتاب الحدود، باب ما جاء فیمن یقع علی البھیمة: ۱۴۵۵

## ذبح کا بیان:

۱۳۵۔آگ سے ذبح کرنا جائز ہے۔..............................(درمختار : ۴/ ۱۸۴)

۱۳۶۔بسم اللہ، اللہ اکبر پڑھنا مکروہ ہے۔...............(درمختار : ۴/ ۱۸۸۔ عالمگیری؛

❁ خلاف حدیث ہے۔ ❶

۱۳۷۔ جو جانور کھائے جاتے ہیں ان کو شراب پلائی گئی پھر اسی وقت ذبح کر دیا گیا تو حلال ہے۔.............(درمختار : ۴/ ۲۱۷ اور هدایه : ۴/ ۳۰۳)

۱۳۸۔ جو کوا مردار اور دانہ دونوں کھاتا ہو وہ حلال ہے۔(ابوحنیفہ)(عالمگیری:۸/۴۳۹۔درمختار:۴/۱۹۳)

۱۳۹۔سانڈا کھانا مکروہ ہے۔...................................(هدایه : ۴/ ۱۸۱)

❁ صحیح بخاری کی حدیث کے خلاف ہے۔ ❷

## قربانی کا بیان:

۱۴۰۔غصب کے جانور کی قربانی جائز ہے۔......................(شرح وقایه : ۴/ ۵۳)

۱۴۱۔گاؤں میں عیدالاضحیٰ سے پہلے اور صبح کی نماز کے بعد قربانی درست ہے۔

(کنز : ۲/ ۳۲۸۔ بهشتی زیور :۳/ ۲۸)

❁ خلاف حدیث ہے۔ ❸

## حلال وحرام کا بیان:

۱۴۲۔سؤر کے بال سے موزہ سینا جائز ہے۔............................(هدایه : ۴/ ۳۲۲)

۱۴۳۔ کتے کی ہڈی سے دوا کرنا جائز ہے۔.........(عالمگیری : ۹/ ۸۸۔ هدایه : ۴/ ۳۲۲)

۱۴۴۔زمین غصب کر کے مسجد بناوے توڑ نہیں۔......................(عالمگیر ی : ۹/ ۲۶)

---

❶ مسلم، کتاب الأضاحی، باب استحباب استحسان الضحية...... الخ : ۱۹۶۶

❷ بخاری، کتاب الأطعمة باب ما كان النبی ﷺ لا یأكل حتی يسمی له فيعلم ما هو: ۵۳۹۱، ۵۵۳۷

❸ بخاری، کتاب الأضاحی، باب من ذبح قبل الصلاة أعاد : ۵۵۶۱

## مشروب کا بیان:

۱۴۵۔ابو یوسف نے ایک قسم کی انگوری شراب خلیفہ ہارون الرشید کے واسطے تیار کی تھی ،اس شراب کو ابا یوسفی کہتے تھے۔...............(درمختار : ۴/ ۲۹۰، عالمگیری : ۹/ ۱۸۱)

۱۴۶۔شراب گیہوں، جو،شہد اور جوار کی حلال ہے۔.....................(ھدایہ : ۴/ ۴۳۵)

❁ خلاف حدیث ہے۔[1]

۱۴۷۔شراب چھوہارے اور منقیٰ کی حلال ہے۔............................(قدوری : ۵۰۸)

۱۴۸۔جس نے شراب کے نو پیالے پیے اور نشہ نہ ہوا پھر دسواں پیالہ پیا تو نشہ ہوا تو یہ دسواں پیالہ حرام، پہلے کے نو نہیں۔...............................(درمختار : ۴/ ۲۹۴)

❁ قرآن کے خلاف ہے۔...........................................(المائدة : ۹۰)

۱۴۹۔سوا شراب کے دیگر مسکرات میں جب تک نشہ نہ ہو پینا حرام نہیں۔.....(ھدایہ : ۲/ ۵۶۶)

۱۵۰۔تحقیق یہ ہے کہ بھنگ مباح ہے۔...................................(ھدایہ : ۲/ ۵۶۷)

❁ خلاف حدیث ہے کیونکہ جو چیز نشہ کرے حدیث کی رو سے حرام ہے۔

## فقہ حنفی میں حیلہ سازی:

فقہ حنفی میں حیلہ سازی کے متعلق ہم نے گزشتہ صفحات میں بھی کچھ باتوں کا تذکرہ کیا ہے اور اب ہم امام ابوحنیفہ کے استاذ الاستاذ ابراہیم نخعی کے حیلوں کے بارے میں بیان کریں گے:

۱۔ آپ جب سونے جاتے تو خادم سے فرماتے کہ جو شخص گھر میں آنے کی اجازت مانگے تو کہنا کہ یہاں نہیں ہیں اور یہ مراد لینا کہ جہاں تو کھڑا ہے وہاں کھڑے نہیں ہیں۔

(عالمگیری : ۱۰/ ۴۰۵۔ ھدایہ : ۴/ ۹۴۳)

۲۔ جو شخص آپ سے ملنا چاہتا اور آپ کو ملنا منظور نہ ہوتا تو تکیہ وغیرہ پر سوار ہو جاتے اور خادم سے کہتے کہ کہہ دے وہ تو سوار ہو گئے۔ (ایضاً)

۳۔ جو شخص آپ سے کوئی چیز مستعار مانگتا اور آپ کو دینی نہ ہوتی تو ہاتھ زمین پر رکھ کر فرماتے کہ یہاں نہیں ہے۔...........................................[ایضاً]

❁ قرآن کی صریحاً خلاف ورزی ہے۔...................................(الماعون : ۷)

---

[1] أبو داوٗد، کتاب الأشربة، باب تحریم الخمر : ۳۶۶۹۔ مسلم، کتاب الأشربة، باب تحریم الخمر و بیان...... الخ : ۱۹۸۰

## فقہ کی حقیقت:

حنفی مذہب کی فقہی کتابیں دراصل امام ابوحنیفہ کی اپنی لکھی ہوئی نہیں ہیں بلکہ یہ تو بعد کے لوگوں نے کئی صدیوں بعد مرتب کی ہیں۔ کیا یہ دعویٰ کیا جا سکتا ہے کہ ان میں ان کی طرف منسوب سب اقوال و آراء صحیح ہیں۔

کتب احناف اور کتب احادیث دنیا میں موجود و متداول اور تقریباً ہر جگہ دستیاب ہیں، اگر کسی کو رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے محبت ہے اور ان کا عمل قابل قبول ہے تو فقہ حنفی کے ہر مسئلے کو کتب احادیث پر رکھ کر دیکھ لیا جائے اور اس کام کو بہت جلد انجام دینے کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی رمق ایمانی ہو تو آج ہی سے کام شروع کر دینا چاہیے، تاکہ فقہ حنفی کی حیثیت کھل کر سامنے آجائے اور عوام کو بھی معلوم ہو جائے کہ فقہ حنفی میں جو گھناؤنے مسئلے ہیں وہ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے تعامل پر ہیں یا نہیں، مثلاً زانیہ کی اجرت کا جواز، جھوٹا دعویٰ دائر کر کے ڈگری کرانے پر عورت سے وطی جائز۔ جانوروں سے بدفعلی پر کوئی حد نہیں بلکہ محرمات ابدیہ (ماں بہن) وغیرہ سے منہ کالا کرنے پر بھی حد نہیں۔ ان مسائل کے لیے شرح وقایہ، ہدایہ اور فتاویٰ عالمگیری وغیرہ سے رجوع کیا جائے۔ رہی بات اکابر فقہائے احناف کی جیسے امام ابو حنیفہ، قاضی ابو یوسف وغیرہ کی تصانیف، تو ان کی جو تصانیف اس وقت دنیا میں موجود ہیں خود حنفیہ بھی غالباً ان پر عمل کرنے کو تیار نہ ہوں جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا ہے۔

## من و سلویٰ کے بدلے لہسن و پیاز:

الغرض مسلمانوں نے منہ کا ذائقہ بدلنے کے لیے من و سلویٰ (یعنی قرآن و حدیث) کے بدلے لہسن و پیاز لیا۔ من و سلویٰ ان سے چھین لیا گیا اور ان کے پاس صرف لہسن و پیاز ہی رہ گیا۔ حوالہ جات کے لیے دیکھیے:........(البقرۃ: ۶۱، ۴۲، ۷۹۔ الأنعام: ۱۵۳۔ الزخرف: ۴۳)

حوالہ نمبر 24

## حنفی فقہ کے وہ مسائل جو قرآن مجید کے خلاف ہیں

۱۔ اور اپنے کپڑے پاک رکھو۔ (المدثر ۷۴/۴) اور فقہ میں لکھا ہے مغلظ نجاست یعنی پاخانہ، منی، مذی بمقدار ۳.۵ ماشے کپڑے کو لگ جائے تو اس کے ساتھ بھی نماز پڑھنا جائز ہے۔

(قدوری ص ۷۵ عالمگیری ج ۱ ص ۷۱)

۲۔ ایمان اہل آسمان اور اہل زمین کا نہ بڑھتا ہے نہ کم ہوتا ہے۔ (مقدمہ عین الهدایہ ج ۱ ص ۲۱)

تبصرہ: یہ قرآن کے خلاف ہے۔ ایمان ہر ایک مومن کا اس کے مدارج عمل وعقیدہ کے موافق کم وزیادہ ہوتا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں درج ذیل مقامات پر واضح طور پر بیان کیا گیا ہے: (آل عمران: ۳/ ۱۷۳- التوبہ ۹/ ۱۲۴- الکہف: ۱۸/ ۱۳- مریم ۱۹/ ۷۶- الاحزاب ۳۳/ ۲۲- محمدؐ ۴۷/ ۱۷- الفتح ۴۸/ ۴)

کتب احادیث میں کثرت سے اس مسئلہ میں روایات ہیں۔ غرض یہ مسئلہ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے۔

۳۔ جو اللہ کی صفات اور دیدار کے منکر ہیں وہ کافر نہیں۔............(در مختار ج۱ ص ۲۹۲)

تبصرہ: جو اللہ کی صفات کا منکر ہے وہ سارے قرآن کا منکر ہے نا معلوم پھر کافر کون ہوں گے؟

۴۔ حدیث مشہور کا منکر بقول صحیح کافر نہیں۔....................(در مختار ج۲ ص ۵۹۲)

تبصرہ: حدیث صحیح کا منکر کم از کم قرآن کی ۳۱ آیات کا منکر ہوا جن میں رسول ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ مثلاً النساء۴/۱۳، ۱۴، ۵۶، ۶۴، ۶۵ تا ۶۸ تا ۷۰، ۸۰، ۱۱۵ نا معلوم پھر کافر کون ہوں گے؟

۵۔ بسم اللہ کا منکر کافر نہیں۔.............................(در مختار ج۱ ص ۲۵۱)

تبصرہ: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم قرآن کی آیت ہے (النمل ۲۷/ ۳۰) قرآن کی ایک آیت کا منکر بھی کافر ہے۔

۶۔ رضاعت (ماں کا بچے کو دودھ پلانا) امام ابوحنیفہ کے نزدیک اڑھائی برس ہے۔

(در مختار ج۲ ص ۸۸، قدوری ص ۲۱۰، شرح وقایہ ج۲ ص ۳۱)

تبصرہ: صریح نص قرآنی کے خلاف ہے۔............................(البقرہ ۲/ ۲۳۳)

۷۔ جو عورتیں ہمیشہ کے لیے حرام ہیں (ماں، بہن، بیٹی، خالہ، پھوپھی وغیرہ) ان سے نکاح کر کے اور حلال جان کر صحبت کرے تو حد نہیں۔ (در مختار ج۲ ص ۲۷۲، عالمگیری ج۳/ ۲۶۴، عین الهدایہ ج۲ ص ۲۵۷، شرح وقایہ ج۲ ص ۹۵، ۹۶ کنز ص ۲۱۱ قدوری ص ۲۹۵)

تبصرہ: یاد رہے محرم عورتوں کو قرآن میں ہمیشہ کے لیے حرام قرار دیا گیا ہے۔ (النساء ۴/ ۲۳) اور رضا خانی قرآن مجید میں ہے۔ نص قرآنی کا منکر کافر ہے۔

اور حدیث براء بن عازبؓ سے روایت ہے انھوں نے کہا کہ میرے ماموں ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ میرے پاس سے گزرے ان کے ساتھ نشان تھا۔ میں نے کہا ''کدھر کا ارادہ ہے؟''

کہنے لگے کہ رسول اللہؐ نے ایک ایسے آدمی کی طرف بھیجا ہے جس نے اپنے باپ کی بیوی سے نکاح کر لیا ہے۔ رسول ﷺ کا حکم ہے کہ میں اس کا سر تن سے جدا کر کے) لے کر آؤں۔ .....(ترمذی و ابوداود، النسائی ابن ماجہ اور دارمی) بحوالہ کتاب الظفر المبین ص ۲۰۳

۸۔ خلیفہ اور امام اور بادشاہ زنا کرے تو حد نہیں۔ (درمختار ج۲ ص ۴۷۶ عالمگیری ج۳ ص ۲۷۰ شرح وقایہ ص ۹۶ کنز ص ۴۱۱ عین الھدایہ ج۲ ص ۴۶۳)

تبصرہ: سراسر قرآن کے خلاف ہے۔..........................(النور: ۲۴/ ۲)

۹۔ روزہ میں ہاتھ سے منی نکالنے سے روز فاسد نہیں ہوتا۔ اگر زنا کے خوف سے جلق لگا کر منی نکال دے تو توقع ہے کہ وبال نہ ہو، جانور کی فرج کے ہاتھ لگایا، منہ چوما اور انزال ہوا تو روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ سوئی عورت یا مجنونہ سے جماع کیا گیا تو روزے کا کفارہ نہیں۔ (در مختار ج۱ ص ۵۶۴ تا ۵۶۸) جو روزے میں زنا کے ڈر سے جلق لگائے اور منی نکال دے تو امید ثواب ہے۔..........................(عین الھدایہ ج ۳ ص ۲۷۲)

تبصرہ: اللہ تعالیٰ نے البقرہ ۱۸۳/۲ میں فرمایا کہ ''اے مومنو! تم پر روزے فرض کیے گئے جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کیے گئے تا کہ تم پرہیز گار بن جاؤ۔ اور حنفی فقہ مندرجہ بالا مسائل میں مسلمانوں کو کیسی پرہیز گاری کی راہ دکھا رہی ہے!!؟ (اللہ کی پناہ)

۱۰۔ نماز کے دوران دیکھ کر قرآن کی قرأت کی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (عین الہدایہ ج۱ ص ۶۴۰) اور نماز کے دوران اگر متعلقہ رجعیہ کی فرج کو شہوت سے دیکھا تو نماز فاسد نہیں ہو گی۔..........................(عین الھدایہ ج۱ ص ۶۵۰)

تبصرہ: اوہ اے تم نے قرآن کا خوب احترام کیا حنفیو!

۱۱۔ قول امام و صاحبین کی اتباع واجب ہے حدیث کی نہیں۔ (مقدمہ عین الھدایہ ج۱ ص ۱۱۰)

تبصرہ: حدیث، رسول اللہ ﷺ کے قول کو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ، اللہ کے رسول ہیں اور ہم نے ان کا کلمہ پڑھا ہے ان کی اطاعت کو اللہ نے قرآن میں فرض قرار دیا ہے اور ان پر وحی آتی تھی جبکہ امام ابوحنیفہ و صاحبین کا ذکر قرآن و حدیث میں نہیں ہے۔ کیا امام ابوحنیفہ اور صاحبین کا آپ نے کلمہ پڑھا، کیا ان کی طاعت اللہ اور اس کے رسول نے واجب قرار دی؟ کیا وہ صاحب وحی تھے؟ یاد رہے تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔ اس سے پہلے صحابہ اور سب مسلمان صرف قرآن اور حدیث پر عمل کرتے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: فاستمسك بالذی اوحی الیك انك علی صراط مستیم۔ تم مضبوط تھامے رہو اسے جو تمھاری طرف وحی کی گئی ہے بے شک تم سیدھی راہ پر ہو۔ (الزخرف ۴۳/ ۴۳) اور وحی قرآن و حدیث ہے۔ نیز دیکھئے توبہ ۹/ ۳۱، شوریٰ: ۴۲/ ۲۱

۱۲۔ اللہ تعالیٰ قرآن حکیم میں ارشاد فرماتے ہیں، ترجمہ: اے ایمان والو! مشرک تو پلید ہیں تو اس برس کے بعد وہ مسجد حرام کے قریب نہ پھٹکنے پائیں۔ (التوبہ: ۹/ ۲۸) اور سادات حنفیہ فرماتے ہیں: ترجمہ: اہل ذمہ کے مسجد حرام میں داخل ہونے میں کوئی حرج نہیں۔

(عین الهدایه ج ۴ ص ۳۱۱)

۱۳۔ اے ایمان والو! مقتول کے بارے میں قصاص (خون کے بدلے خون) تم پر فرض کیا گیا ہے۔ (البقرہ: ۲/ ۱۷۸) لیکن سادات حنفیہ بتاتے ہیں ایک شخص کسی کو زہر کھلا دے اور وہ اس سے مر جائے اس کے منہ میں زبردستی ڈالا ہو یا اسے پکڑا دیا۔ پھر اسے پینے پر مجبور کیا ہو یہاں تک کہ وہ پی لے یا وہ مجبور کیے بغیر از خود پی لے اور مر جائے تو ان تمام صورتوں میں زہر دینے والے اور پلانے والے سے قصاص نہیں لیا جائے گا تاہم اس کا عاقلہ (قبیلہ) دیت دینے کا ذمہ دار ہے۔ (عالمگیری ج ۹ ص ۳۰۰)

۱۴۔ قرآن کہتا ہے ترجمہ: ”پس اگر کوئی تم پر زیادتی کرے تو جیسی زیادتی تم پر کرے ویسی ہی زیادتی تم اس پر کرو۔ (البقرہ: ۲/ ۱۹۴) اور فقہ کہتی ہے کہ قصاص صرف تلوار کے ساتھ لیا جائے گا۔............(عین الهدایه ج ۴ ص ۶۱۹، عالمگیری ج ۹ ص ۲۹۷)

۱۵۔ امام نے آخری حج میں کعبہ شریف کے خادموں سے ایک رات داخل ہونے کی اجازت لی۔ اور اللہ نے فرمایا ہم نے تجھ کو اور اس کو بخشا جو تیرا تابعدار ہو ان لوگوں میں سے جو تیرے مذہب پر ہیں قیامت تک۔ (درمختار ج ۱ ص ۳۰) اور سارے قرآن میں لکھا ہے کہ جو اللہ کی اطاعت کرے گا اور اس کے رسولؐ کی اطاعت کرے گا اس کو اللہ بخش دے گا اور یہ کہ دین رسول پاک ﷺ کی زندگی میں ہی مکمل ہو گیا تھا۔ اور امام صاحب تو بعد اس کے بعد ۸۰ ھ میں پیدا ہوئے اور فقہ حنفی کے بہت سارے مسائل قرآن و صحیح احادیث کے خلاف ہیں اس لیے مندرجہ بالا دعویٰ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے اور امام ابوحنیفہ کا مکمل شدہ دین میں کہیں ذکر تک نہیں۔

۱۶۔ فقہ میں ہے عیسیٰ علیہ السلام نازل ہو کر امام ابوحنیفہ کے مذہب پر حکم کریں گے۔

(در مختار ج ۱ ص ۳۳)

تبصرہ: وہی جو اوپر والے نمبر میں گزر چکا ہے اس کا مطلب ہے عیسیٰ علیہ السلام امام ابوحنیفہ کی تقلید کریں گے جو سراسر غلط ہے۔ کیا امام ابوحنیفہ پر وحی آئی تھی؟

۱۷۔ فقہ میں ہے محمود بن عمر معتزلی تھے۔ ناصر بن عبدالستار معتزلی حنفی تھے مختار بن محمود معتزلی حنفی تھے۔ امام زاہدی معتزلی تھے اور فروع میں حنفی ہیں۔

(مقدمہ عالمگیری ص ۷۶ تا ۸۴، در مختار ج ۱ ص ۹۵)

تبصرہ: یہی وجہ ہے کہ فقہ حنفی قرآن و حدیث کے خلاف بول رہی ہے اور فقہ کے بہت سے مسائل شیعہ حضرات سے ملتے جلتے ہیں جو کہ سراسر قرآن کے خلاف ہے۔ دیکھئے شیعہ سے متعلق باب

۱۸۔ صاحبین یعنی امام ابوحنیفہ کے شاگردوں امام محمد و ابو یوسف نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ کا خلاف کیا ہے۔ (در مختار ج ۱ ص ۳۳، مقدمہ عین الھدایہ ص ۹۲)

امام ابوحنیفہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن و حدیث سے نہ ہو۔

(شرح وقایہ ص ۱۱)

تبصرہ: اگر امام ابوحنیفہ کا کوئی قول اس قسم کا نہیں کہ جس کی دلیل قرآن وحدیث سے نہ ہو تو امام صاحب کے شاگرد امام محمد و امام ابو یوسف نے دو ثلث سے زیادہ مسائل میں امام ابوحنیفہ کے خلاف کیوں کیا۔ حالانکہ قرآن کہتا ہے کہ اللہ کے کلام میں اختلاف نہیں۔

(النساء ۴/ ۸۲)

۱۹۔ فقہ کہتی ہے کہ ہمارا مذہب حق ہے۔ دوسروں کا مذہب خطاء (در مختار ج ۱ ص ۲۶ ج ۴ ص ۲۷۲)

تبصرہ: جب فقہ قرآن حدیث سے ٹکرا رہی ہے تو حنفی مذہب حق کیسے ہوا؟ حق تو وہ ہے جو اللہ کے قرآن اور نبی ﷺ کے فرمان میں ہے۔

۲۰۔ اجماع ہے عوام کے لیے کہ تقلید صحابہ کی آئمہ کے مقابلے میں نہ کی جائے۔

(شرح وقایہ ص ۱۳)

تبصرہ: پہلے نمبر ۱۶ میں اوپر عیسیٰ علیہ السلام کو امام ابوحنیفہ کا مقلد بنایا گیا اب صحابہ کا درجہ امام ابوحنیفہ سے گرایا جا رہا ہے۔ یہ باتیں قرآن کے خلاف ہیں۔ دیکھئے (البقرہ ۱۳۷، اور النساء

۱۱۵) ان دو آیات میں صحابہ کا طریقہ اختیار کرنے کا اللہ نے حکم دیا ہے۔
۲۱۔ فقہ کا سیکھنا افضل ہے۔ باقی قرآن کے سیکھنے سے۔ پورے قرآن سے فقہ پڑھنا افضل ہے۔............................(عالمگیری ج۹ ص ۱۲۹، در مختار ج۱ ص ۱۹)

تبصرہ: تبصرے کی ضرورت نہیں سارا قرآن تلاوت کے لیے، سمجھنے کے لیے اور اس پر عمل کرنے کے لیے اترا ہے۔

۲۲۔ کتاب درمختار باذن نبوی تالیف ہوئی۔ (در مختار ج۱ ص ۱۱) خواب میں رسول اللہ ﷺ نے اپنی زبان ماتن کے منہ میں داخل کی اس کے بعد تالیف اس متن کی شروع کی۔

(در مختار ج۱ ص ۱۲)

تبصرہ: اس کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خود مکمل شدہ دین کے بعد بھی درمختار کے مؤلف کو اور کتاب لکھنے کی اجازت دی۔ بتایئے اس سے بڑا بہتان رسول اللہ ﷺ پر کیا ہوگا؟ اور درمختار کا حال حقیقۃ لفقہ کتاب سے آپ کو معلوم ہو جائے گا۔ درمختار میں ۲۴۰ سے زیادہ ایسے مسائل درج ہیں جو قرآن وحدیث، تہذیب واخلاق کے خلاف ہیں۔

۲۳۔ درمختار کی اسناد رسول اللہ ﷺ کے واسطے سے اللہ تک پہنچتی ہیں۔..(در مختار ج۱ ص ۱۳)

تبصرہ: رسول اللہ ﷺ کو وحی تو جبریل کے ذریعے پہنچی اور یہاں کوئی اور ہی سند بتلائی جارہی ہے۔ جس سے صاف ظاہر ہے کہ یہ دعویٰ سراسر جھوٹ ہے اور قرآن کے خلاف ہے اور دوسری اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی فقہ کے مسئلے کی سند امام صاحب تک نہیں پہنچتی۔ آپ فقہ کی ساری کتابیں چیک کر کے دیکھ سکتے ہیں۔

۲۴۔ جو اہل قبلہ صحابہ کو گالی دینا جائز سمجھے وہ کافر نہیں۔.............(در مختار ج۱ ص ۲۹۲)

تبصرہ: نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (النساء۴/۱۱۵، البقرہ۲/۱۳۷، الفتح ۴۸/۲۹، خاص طور پر ۱۸ تا ۲۰)

۲۵۔ پانچ مسئلے (عین الہدایہ ج۸ ص ۷۵۰ تا ۷۵۲ پر درج ہیں۔ جن میں زکوٰۃ نہ دینے کے حیلے بیان کیے گئے ہیں۔

تبصرہ: اللہ تعالیٰ تو قرآن میں بار بار کہہ رہا ہے کہ زکوٰۃ کو مسلم معاشرے کی بنیادی ضرورت قرار دیا گیا ہے۔ فقہ میں زکوٰۃ نہ دینے کے حیلے بیان کر کے زکوٰۃ نہ دینے کی ترغیب دی جارہی ہے جو سراسر قرآن کی منشا کے خلاف ہے۔

۲۶۔ لونڈے بازی کا جنت میں بھی وجود ہوگا لیکن یہ ضعیف ہے۔ (در مختار ج۲ ص ۴۷۴)

تبصرہ: یاد رہے کہ قرآن میں ہے کہ قوم لوط اسی گناہ کی وجہ سے عذاب الٰہی میں مبتلا ہوئی۔ (الحجر۱۵/ ۵۷یا۷۷) (فقہ حنفی کا حال قابل رحم ہے)

۲۷۔ سوائے شراب کے جتنی چیزیں پینے کی حرام ہیں۔ سب کی فروخت جائز ہے (ابوحنیفہ) شیرہ انگور شراب بنانے والے کو فروخت کرے تو جائز ہے۔

(عالمگیری ج۴ ص ۳۹۶، فتاویٰ عالمگیری ج۹ ص۱۹۱)

کتا اور گدھا ذبح کر کے اس کا گوشت فروخت کرنا جائز ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری ج۴ص۳۹۴)

تبصرہ: قرآنی نص کے خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ نیکی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کرو برائی کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد نہ کرو.....(المائدہ ۵/ ۲)

۲۸۔ کسی شخص نے مسلمان کے واسطے شراب رکھ چھوڑی تو مکروہ نہیں اور کافر کے لیے رکھے تو مکروہ ہے۔..........................................(عالمگیری ج۹ ص ۱۱۹)

تبصرہ: وہی داوپر ۲۷ میں گزرا ہے۔

۲۹۔ تیمّم میں ترتیب شرط ہیں۔ (شرح وقایہ ج۱ص۵۴) صاف چکنے پتھر پر تیمّم جائز ہے اگر چہ دھلا ہوا ہو۔ بہشتی زیور حصہ ا ص۴) کیچڑ سے تیمّم جائز ہے۔ سور یا کتے کی پیٹھ پر غبار ہو تو تیمّم جائز ہے۔ (عین الھدایہ ج۱ ص ۱۸۲، در مختار ج۱ ص ۱۴۸، عالمگیری ج۱ ص۴۰)

تبصرہ: قرآنی نص کے خلاف ہے جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پاک مٹی سے تیمّم کرو۔

(النساء : ۴/ ۴۳)

۳۰۔ جمعہ کا خطبہ بیٹھ کر بھی پڑھنا جائز ہے۔..................(عین الھدایہ ج۲ ص ۵۳۳)

تبصرہ: نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (الجمعہ۶۲/ ۱۱) اور صحیح مسلم کی حدیث کے بھی خلاف ہے۔

۳۱۔ مصنف در مختار کے استاد کا نام عبدالنبی تھا۔.....................(در مختار ج۱ ص ۱۳)

تبصرہ: نص قرآنی کے خلاف ہے۔..........................(آل عمران ۳/ ۷۹، ۸۰)

اور مقدمہ عین الہدایہ ج۱ص ۸۶ پر لکھا ہے کہ عبدالنبی وغیرہ نام رکھنا ظاہر کفر ہے۔

حنفی فقہ کے وہ مسائل جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ ایسے مسائل کی تعداد دو سو سے اوپر ہے جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں۔ اختصار کی خاطر ہم آپ کو مشورہ دیں گے کہ اس سلسلے میں دو کتابوں کا ضرور مطالعہ فرمائیں: (۱) الظفر المبین (تالیف) مولانا محمد ابو الحسن

سیالکوٹی (۲) حقیقة الفقه (تالیف) مولانا محمد یوسف جے پوری۔ یہ دونوں کتابیں آپ کو مکتبہ دارالابلاغ غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور سے مل جائیں گی۔ ان کا فون نمبر 042-,7361428 ہے

نوٹ: یادرہے یہ سب حنفی فقہ کی کتابیں ہیں جن کے حوالے اس مضمون میں دیے گئے ہیں۔

## فقہ حنفی کا باب دوم:

اس باب میں وہ مسائل درج ہیں جو قرآن اور صحیح حدیث کے مطابق ہیں اور حنفی فقہ کی کتابوں میں درج ہیں، ان کی تعداد چھ سو سے اوپر ہے، اختصار کی خاطر یہاں کم درج کیے جا رہے ہیں۔

## قرآن و حدیث ایک مکمل دین:

۱۔ کتاب وسنت میں سب کچھ موجود ہے۔..................(مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۱۱۷)

۲۔ اَلْيَوْمَ اَكْمَلْتُ لَكُمْ دِيْنَكُمْ [المائدة: ۳] سے دین قرآن و حدیث میں مکمل ہو چکا ہے۔ (مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۳۴)



۳۔ کتاب وسنت کے موافق عمل کرے اور تعصب، باطل اور کجروی سے بچے اور یہ مراد نہیں کہ جو کہے میں حنفی ہوں اس کی مغفرت ہو جائے گی۔..........(درمختار: ۱/ ۳۰)

۴۔ فتویٰ میں یہ نہ لکھا کرو کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں بلکہ یوں لکھا کرو کہ اس واقعہ میں اللہ ورسول کا حکم تم کو کیونکر معلوم ہے؟

(مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۱۴)

۵۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول خلاف کتاب وسنت کے معتبر نہ ہوگا۔...(درمختار: ۲/ ۷۰۹)

## حجیت حدیث:

۶۔ حدیث وحی خفی ہے۔..............................(مقدمہ ھدایہ: ۱/ ۱۱۰)

۷۔ حدیث حجت ہے۔.............................(درمختار: ۱/ ۴۵)

۸۔ حدیث بھی قطعی ہے، اس لیے کہ موزہ کا مسح حدیث سے ہے، بلا تامل اس کا منکر کافر ہے۔.............................(ھدایہ: ۱/ ۲۰۱)

اور یہاں کی چیزوں سے انتفاع کی ضروری اجازت ہوئی اور آدمیوں میں خواہش نفس ہر طرح کے انتفاع کی طرف راغب کرنے والی موجود ہے حالانکہ ہر چیز کے عجائب آثار سے ایسے اثر کو متمیز کرنا مشکل ہوا جو راہ آخرت و مرضی الٰہی سے برگشتہ و خلاف ہو تو اللہ تعالےٰ نے اپنے فضل سے ایک راہ مقرر فرمائی جس پر مستقیم ہو کر مضرت سے امان ہے اور میری مراد مضرت سے یہ ہے کہ دنیاوی حیات و حاجات باوجود راہ آخرت سے موڑ کر غضب الٰہی میں لاوے ورنہ بہت چیزیں ایسی طرح اپنا اثر دکھلاتی ہیں کہ ظاہر میں آدمی انکو اپنی خواہش میں بہت پسند کرتا ہے لیکن ملک آخرت سے نادان ہو کر تمیز نہیں کر سکتا حالانکہ اسکی پسند نادانی ہے جو اسکو سخت مضر ہے پس اس راہ کو اپنے انبیاء و رسل صلوات اللہ تعالےٰ علیہم اجمعین کی وساطت سے خلق کو تعلیم فرمایا اور اس خاص طریقہ میں نہایت بلیغ حکمت ہے جسکا بیان یہاں گنجائش نہیں رکھتا چنانچہ آخر عہد میں خاتم المرسلین سیدنا و مولانا محمد صلوات اللہ تعالےٰ علیہ و علے آلہ و اصحابہ اجمعین کی بعثت عامہ سے جو آپ کا خاصہ ہے تمام سب مخلوق پر متعین کر دیا جسکا اصلی نتیجہ یہ ہے کہ اس فنا گاہ سے نکلکر اصلی قرارگاہ آخرت میں ایسی نعمتوں و اوصاف کے ساتھ متمکن ہوں جو انکے خیالات و اوہام سے باہر ہیں اور علم اسکا علم قلبی ہے اور اسیواسطے اس امت کے فقہاء و علماء جو ریاضی فلسفہ وغیرہ میں کامل ماہر تھے قطعاً متفق ہیں کہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کے صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی فرد افضل نہیں ہو سکتا اور ظاہر ہے کہ نسبتہً سب رضی اللہ عنہم ان فنون رسمی سے ماہر نہ تھے بلکہ علم الآخرۃ میں البتہ کامل و مکمل تھے اور یہ علم اسیطرح حاصل ہوتا ہے کہ ظاہری شریعت پر عامل رہے یعنے دنیاوی زندگانی میں افعال و اعمال کو اسی طریقہ پر رکھے جو وحی رسالت سے تعلیم ہوا اور ایسے آثار کی طرف قدم نہ بڑھائے جو اسکو مضر ہیں اور انکے علاوہ جو خاصہ بندگی و اطاعت ہے کہ اسمیں قائم رہے پس اہل ایمان نے اس طریقہ کو حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم کے واسطہ سے حاصل کیا اور یہی طبقہ تابعین رضی اللہ عنہم کا ہے اور انھیں دو طبقہ کی نسبت آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم نے بہتر ہونے کی خبر فرمائی ہے پھر انکے بعد جو طبقہ آیا انمیں اختلاط نیک و بد شروع ہوا اور یہ ظاہر ہے کہ نفس کی خواہش طرح طرح کی اور افعال کے طریقے عجیب عجیب پیدا ہوتے ہیں تو ضرور ہوا کہ حکمت بالغہ الٰہیہ من جانب حکیم قولہ الیوم اکملت لکم دینکم الآیہ تمام دین پورا ہو چکا ہے ضرور قرآن پاک و حدیث شریف میں سب موجود ہوا اور بیشک ہے لیکن ظہور اسکا بنور عقل ممکن ہے حالانکہ نور عقل پر خواہش نفس کا غبار چھایا جیساکہ حدیث صحیح میں متاخر زمانے کے لیے آیا تو اللہ تعالیٰ نے کچھ بندے ایسے کر دیے جو ہر زمانہ میں ہر طرح کے افعال کو نور عقل سے صراط المستقیم کے احاطہ سے باہر ہونے دینے کے لیے مقید کر دے بلکہ اسکے لیے پابندان حواس کو قاعدہ بتلا دیا کہ جس سے مدد پاویں کیونکہ قاعدہ کو حواس سے مناسبت ہے اور اگلی امتوں میں بعض عہد میں کثرت سے انبیاء ہوتے تھے چنانچہ ہر فرقہ و شہر میں و ہر قوم میں ایک نبی جداگانہ ہوتا جو خفی وحی سے انکو انکے فعل جدید کا حکم بتلاتا اور اس امت میں یہ مقصود اسی امت کے علماء رحمہم اللہ تعالیٰ سے

دین اسلام قرآن اور حدیث کی شکل میں مکمل ہو چکا ہے (اسکے بعد کسی چیز کی ضرورت و اہمیت نہیں کہ اس کو دین قرار دیا جا سکے) (فقیہ حنفی کی گواہی بحوالہ دیکھیے عکس مقدمہ فتاویٰ ہندیہ ص ۳۴)

ثبوت حاضر ہے

ظاہر ... عربیہ کا پورا ہونا ظاہر ہے تو حکم ملزوم ہوگا لہذا حکم ملزوم کا مل بحجۃ ہوا اور قولہ علیہ السلام
ابعضکم الحن بحجۃ الحدیث سے متوافق عدم نفاذ قضا ہی ہوا اور لابول ابن الہمام درایت اور روایت متوافق ہوا اس سے
عدول روا نہیں ہی پس ظاہر ہی ماںع وہی قول ہے جو تصحیح القدوری میں مذکور ہے و فی شرح الاشباہ لبیری زادہ رح
نقلا عن شرح الہدایہ لابن الشحنہ جب کوئی حدیث صحیح ہوجائے اور مذہب کے خلاف ہو تو اس حدیث پر عمل کیا
جائیگا اور یہی مذہب قرار دیا جائیگا اور اسپر عمل کرنیسے حنفی مذہب ہونے سے مقلد خروج باہر نہیں ہو جائیگا کیونکہ
امام اعظم رحمہ اللہ سے صحیح روایت آئی ہے کہ جب کوئی حدیث صحیح ہو جائے تو وہی میرا مذہب ہے قال المترجم ایسا
ہی بعض ائمہ شافعیہ نے کہا کہ صلوۃ الوسطی بقول شافعی نماز فجر ہے اور حدیث مسلم میں نماز عصر ثابت ہوئی تو گویا
کہ شافعی کا قول یہی مذہب ہوا اور علماء اہل دیانت بلا تعصب کے اپنے اپنے اماموں سے ایسا ہی روایت کرتے
ہیں کہ یہ چاروں مذاہب تو درحقیقت ایک ہی ہیں کیونکہ سب ہی سنت و حدیث کیطرف مستند ہیں اور جن
لوگوں نے باہم جدائی و تفریق کرکے تعصب کو راہ دی اور اتفاق باہمی جو صحابہ رضی اللہ عنہم میں تھا جسپر اللہ
تعالیٰ جل شانہ نے اپنے حبیب رسول سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا احسان رکھا تھا اسکو برباد کیا تو میں نہیں جانتا سوائے
اسکے کہ وے سخت گنہگار ہیں جنہوں نے اہل السنۃ والجماعت میں تفرقہ ڈالا اور ایسی باتیں پیدا کیں جن سے آنحضرت
صلے اللہ علیہ وسلم کی ناراضی ظاہر ہے اور کثرت سے احادیث دلالت کرتی ہیں کہ آپس میں اتحاد و اتفاق ضروری ہی
اور عمل کی صورت میں اختلاف ہونا کچھ بھی مضر نہ تھا دیکھو صحابہ رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین باہم اعمال کو
بصور تہائے مختلفہ بہ نیت خالصہ ثواب الٰہی ادا کرتے اور کسیکو دوسرے کیطرف خیال بھی نہ ہوتا ملال کا کیا ذکر ہی
پھر مترجم کہتا ہی کہ اس مقام پر ایک بات ضرور یاد رکھنا چاہیے کہ بعض مسائل ایسے ہیں جن میں احادیث صحیحہ کئی وارد ہیں اور
تھوڑے علم والے آدمی کو یہ نظر آتا ہے کہ انسے مختلف احکام نکلتے ہیں حالانکہ جب عالم والا انمیں فکر صحیح کو دخل دیکر اجتہاد و
کوشش کرتا ہے تو سب میں اختلاف نہیں رہتا ایک حکم نکلتا ہی لیکن دوسرا عالم ذالا انمیں دوسرے طریقہ سے فکر کرتا ہی
تو سب میں اتفاق ہوکر دوسرا حکم نکلتا ہی مگر دونوں طریقے فکر کے علیحدہ علیحدہ ہیں اس بنا پر کہ مثلاً آیت جو قطعی ہوتی ہی اس کو
حدیث احاد سے تخصیص کرسکتے ہیں یا نہیں تو اسپر ایک مجتہد کے نزدیک کرسکتے ہیں اور دوسرے کے نزدیک نہیں اور
دونوں کے دلائل اپنے اپنے مقام پر مذکور ہیں ایسی صورت میں توفیق احادیث کے راہ میں تفاوت ہوگا اور ایسے ہی
عمل کی صورت میں تفاوت نکلیگا مگر جب حقیقی کو دیکھو کہ حق تعالیٰ عز وجل نے ہر مجتہد کے فعل پر اپنے فضل سے ثواب
عطا فرمایا ہے تو دونوں ایک ہیں ہاں یہ اعمال جو ہر طرح خلوص نیت سے ثمرہ ثواب دیتے ہیں جب ہی مستقیم ہیں کہ
ایمانی نیت صحیح ہو اور وہ جب ہی ہے کہ حضرت سید المرسلین صلے اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کے موافق حضرات صحابہ
رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین سے متوافق ہو اور یہی لوگ اہل السنۃ والجماعۃ ہیں کا فہم مستقیم اور فاضل لکھنوی نے
تذنیب اصبارہ ملا علی قاری سے نقل کیا کہ قاری نے لکھا کہ کیدانی نے اپنے رسالہ خلاصہ میں عجیب بات لکھی کہ نماز کے
اندر جو افعال حرام ہیں انمیں سے دسواں فعل التحیات کے آخر میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا جیسے اہل حدیث کا عمل ہے

دین قرآن و حدیث کی شکل میں مکمل ہو چکا ہے اور امام ابو حنیفہ نے فرمایا: جو کوئی صحیح حدیث (میرے قول) کے مقابلے میں آ جائے یعنی میرے مؤقف کے مخالف ہو تو وہی حدیث میرا مذہب ہے۔ لہٰذا ایسے موقع پر حدیث پر عمل کرو اور میرے فیصلے و قول کو چھوڑ دو۔

۹۔ حدیث کا رد کرنے والا گمراہ ہے۔..............................(مقدمہ هدایہ: ۱/ ۳۰)

۱۰۔ جو بات رسول اللہ ﷺ کے بال برابر خلاف ہو اس کو ترک کرے۔......(ما لا بد: ۱۰)

۱۱۔ رسول اللہ ﷺ کی محبت محض زبان کے کہنے سے نہیں ہوتی بلکہ اتباع سے ہوتی ہے۔

(شرح وقایہ: ۹۷)

۱۲۔ حدیث امام کے قول پر مقدم ہے۔..............................(ھدایہ: ۱/ ۵۰۲)

۱۳۔ موضوع حدیث سے استدلال کرنا حرام ہے اور عمل کرنا بھی حرام ہے۔

(در مختار: ۱/ ۷۳۔ مقدمہ هدایہ: ۱/ ۱۱۶)

## اقوال امام ابوحنیفہ اور مقام حدیث:

حوالہ نمبر 25

۱۴۔ فرمایا جب حدیث صحیح مل جاوے وہی میرا مذہب ہے۔..(مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۱۲۹)

۱۵۔ فرمایا چھوڑ دو میرے قول کو حدیث کے سامنے۔..................(شرح وقایہ: ۱۰)

## کتب احادیث کے متعلق:

۱۶۔ اجماع ہے کہ بعد قرآن کے بخاری پھر مسلم۔(مقدمہ هدایہ: ۱/ ۱۱۳) بخاری و مسلم دونوں میں موجود حدیث متفق علیہ کہلاتی ہے۔ یہ حدیث سب سے مقدم ہے۔ پھر جو تنہا صحیح بخاری میں پھر جو تنہا صحیح مسلم میں۔...........(مقدمہ هدایہ: ۱/ ۱۱۵۔ شرح وقایہ: ۵)

۱۷۔ طبقہ اول میں بخاری، مسلم اور مؤطا امام مالک ہیں۔ طبقہ ثانی میں ترمذی، نسائی اور ابوداؤد ہیں۔ ان کا مرتبہ بخاری و مسلم سے کم ہے۔ طبقہ ثالث میں مسند شافعی، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ، سنن ابن ماجہ، دارقطنی، صحیح ابن حبان، مستدرک حاکم، کتب بیہقی، کتب طحاوی، کتب طبرانی۔ ان کتابوں کی احادیث بغیر تنقید اعتبار کے قابل نہیں ہیں۔ طبقہ رابعہ میں باقی حدیث کی کتابیں آتی ہیں۔..(مقدمہ هدایہ: ۱/ ۱۱۴، ۱۱۵)

حیرانی کی بات ہے کہ صاحب ہدایہ نے حنفی فقہ کی کتابوں کا اس درجہ بندی میں کہیں ذکر تک نہیں کیا۔ شاید یہ کتابیں اس قابل نہیں تھیں کہ کسی طبقہ میں آسکیں۔

## کتب فقہ کتب حدیث کے مقابل:

۱۸۔ فقہ کے لیے اصل کتاب وسنت ہے۔..........................(مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۳۶)

۱۹۔ ہدایہ کے مصنف کا شغل حدیث سے کم تر رہا ہے۔........(مقدمہ عالمگیری: ۱/ ۱۴۰)

۲۰۔ درمختار بوجہ ایجاز قابل افتاء نہیں۔.................................(مقدمه هدايه : ۱۰۷)

۲۱۔ فقہ میں جو احادیث ہیں ان پر اعتماد کلی نہیں ہو سکتا (جب تک کہ کتب حدیث سے تصحیح نہ کر لی جائے) حالانکہ فقہ میں احادیث موضوع بھی ہیں۔......(مقدمه هدايه : ۱/ ۱۰۷)

## اجماع:

۲۲۔ اسی واسطے بعض اکابرین نے ہر ایسے قول و فعل سے انکار کر دیا ہے جو عہد اول میں نہ تھا۔

(مقدمه عالمگیری : ۱/ ۳۰)

## اہل سنت کی تعریف:

۲۳۔ افضل جاننا ابوبکر و عمر رضی اللہ عنہما کو، محبت رکھنا عثمان و علی رضی اللہ عنہما سے، موزوں پر مسح کرنا۔

(ابو حنيفه) (درمختار : ۱/ ۱۴۴)

## تقلید اور کتب فقہ:

۲۴۔ ائمہ اربعہ آپس میں کسی کے مقلد نہ تھے۔..............................(درمختار : ۱/ ۴۳)

۲۵۔ آفت تقلید سے پڑی ہے۔.............................(درمختار : ۱/ ۶۲۔ هدايه : ۱/ ۱۴)

۲۶۔ فَاسْئَلُوْٓا اَهْلَ الذِّكْرِ اِنْ كُنْتُمْ لَا تَعْلَمُوْنَ [النحل : ٤٣] سے مراد قرآن و حدیث کا حکم دریافت کرنا ہے، لوگوں کی باتیں مان لینے کا حکم نہیں ہے۔ (مقدمه عالمگيری : ۱/ ۱۴)

۲۷۔ یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے، اس لیے اللہ نے مشرک فرمایا۔ مومنوں کو حکم کیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ پوچھو اللہ و رسول کا کیا حکم ہے۔

(عالمگيری : ۱/ ۱۴)

## بدعت اور اہل بدعت:

۲۸، ۲۹۔ تعریف اہل بدعت یہ ہے جو لوگ دین میں خواہ اصول میں ہو یا فروع میں بدون دلیل شرعی کے کوئی نئی بات پیدا کرے ان کو اہل ہوا بھی کہتے ہیں۔ (عالمگيری : ۱/ ۱۹۶، ۱۹۷)

۳۰، ۳۱۔ اہل ہوا وہ ہے کہ مخالف سنت ہو۔.............................(در مختار : ۳/ ۳۱۷)

## عقائد کا بیان:

۳۲۔ آیت مَا كَانَ لِلنَّبِيِّ وَالَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اَنْ يَّسْتَغْفِرُوْا [التوبة : ١١٣] اور آیت : اِنَّكَ لَا

تَهۡدِیۡ [القصص : ٥٦] ابوطالب کے حق میں ہیں۔ (هدایه : ۱/ ۲۹۔ شرح وقایه : ۱/ ۱۳۶) (فقه اکبر) اس کے لیے احمد رضا صاحب کا قرآنی ترجمہ مع تفسیر دیکھیں۔

۳۳۔ سوائے انبیاء اور عشرہ مبشرہ کے اولیاء صاحب کرامات اور علماء اصفیاء کو قطعی جنتی نہیں کہہ سکتے۔............................................................(مقدمه هدایه: ۱/ ۲۸)

## علم غیب کا بیان:

۳۴۔ علم غیب سوائے اللہ تعالیٰ کے کسی مخلوق کو نہیں ہے۔....(درمختار : ۱/ ۲۵۔ هدایه : ۱/ ۵۹)

۳۵۔ عقائد و اعمال کفریہ کے لیے سابقہ ابواب دیکھیں۔

## مسائل متفرقہ:

۳۶۔ سلف صالحین سے مراد خصوصاً صحابہ ہیں اور عموماً صحابہ و تابعین۔ (مقدمه عالمگیری: ۱/ ۹۲)

۳۷۔ معجزہ وہ ہے جو نبی کے ہاتھ پر ہو، کرامت وہ ہے جو متقی کے ہاتھ پر ہو، استدراج وہ ہے جو فاسق کے ہاتھ پر ہو۔..............................................(درمختار : ۱/ ۲۶۹)

۳۸۔ پیران پیر عبدالقادر جیلانی حنبلی تھے۔.............................(هدایه : ۱/ ۵۷۳، ۶۹۰)

## وضو کے متعلق:

۳۹۔ نیت دل کے ارادہ کو کہتے ہیں نہ کہ زبان کے بولنے کو۔ (درمختار: ۱/۴۶۔ ہدایہ: ۲۹۔ درمختار: ۱/۶۹)

۴۰۔ نیت زبان سے کرنا بدعت ہے۔........................(درمختار : ۱/ ۶۱۔ هدایه : ۱/ ۲۶)

۴۱۔ سر کے مسح میں ہاتھ آگے سے پیچھے اور پیچھے سے آگے لے جانا چاہیے۔

(هدایه : ۱/ ۲۹، درمختار : ۱/ ۶۹)

۴۲۔ گردن کا مسح بدعت ہے۔..........................................(هدایه : ۱/ ۲۰، ۲۱)

## مسح کے متعلق:

۴۳۔ گاڑھی جرابوں پر مسح جائز ہے۔..(درمختار، عالمگیری، شرح وقایه : ۱/ ۷۰۔ قدوری: ۱/ ۶۹)

## پانی کے متعلق:

۴۴۔ مسئلہ دہ دردہ کی اصل مذہب میں نہیں ہے۔(عالمگیری : ۱/ ۱۰۳۔ مقدمه هدایه : ۱/ ۱۰۰)

## اوقات نماز کے متعلق:

۴۵۔ ظہر کا وقت ایک مثل تک ہے۔ (صاحبین) امام ابوحنیفہ سے بھی ایک روایت ہے۔ یہی مذہب زفر اور امام شافعی اور امام مالک اور امام احمد کا ہے۔

(درمختار، کنز، عالمگیری: ۱/ ۰...۔ ھدایه: ۱/ ۳۲۹۔ شرح وقایه: ۷۳)

۴۶۔ عصر کا وقت ایک مثل سے شروع ہوتا ہے۔ (مذہب صاحبین) (درمختار: ۱/۱۸۲۔ ہدایہ ۱/۳۲۹)

## اذان و نماز کے متعلق:

۴۷۔ صحیح حدیث سے اذان کے کلمے دو دو بار اور تکبیر کے ایک ایک بار ہیں۔

(شرح وقایه: ۱/ ۷۹)

۴۸۔ جب منہ کعبہ کی طرف ہے تو کعبہ کی نیت کرنی جائز نہیں۔..................(منیه: ۲۶)

۴۹۔ نماز فرض میں نیت تعداد رکعات کی فرض نہیں۔..................(شرح وقایه: ۸۲)

۵۰۔ قیام فرض ہے۔..............................(شرح وقایه: ۱/ ۸۳۔ قدوری: ۱/ ۱۰۱)

۵۱۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی حدیث باتفاق ائمہ محدثین ضعیف ہے۔

(ھدایه: ۱/ ۴۵۰، ۴۴۹)

۵۲۔ مرزا مظہر جان جاناں مجددی حنفی سینے پر ہاتھ باندھنے کی حدیث کو بسبب قوی ہونے کے ترجیح دیتے تھے اور خود سینے پر ہاتھ باندھتے تھے۔..................(ھدایه: ۱/ ۴۵۰)

۵۳۔ ﴿لَا صَلٰوةَ اِلاَّ بِفَاتِحَةِ الْكِتَابِ﴾ یہ حدیث بسند صحیح صحاح ستہ و ابن حبان و سنن دارقطنی وغیرہ میں مروی ہے۔..............................(ھدایه: ۱/ ۴۶۴)

۵۴۔ ابن ہمام نے ﴿ثقلت القرآن﴾ والی حدیث کے راوی کو ثقہ بتا کر کہا کہ اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جہری نماز میں امام کے پیچھے فاتحہ پڑھے۔ ...(ھدایه: ۱/ ۵۴۹، ۵۵۰، ۵۵۵)

۵۵۔ امام کے پیچھے فاتحہ نہ پڑھنے کی احادیث ضعیف ہیں۔............(شرح وقایه: ۹۸۔۹۹)

۵۶۔ فاتحہ خلف الامام مقتدی کو مستحسن ہے، بطور احتیاط کے۔ (محمد رحمہ اللہ).....(ھدایه: ۱/ ۵۵۰)

۵۷۔ رفع الیدین کرنے کی حدیثیں بہ نسبت ترک رفع کے قوی ہیں۔........(ھدایه: ۱/ ۴۹۹)

۵۸۔ حق یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے رفع الیدین ثابت ہے۔..............(ھدایه: ۱/ ۴۹۶)

۵۹۔ رفع الیدین اکثر فقہاء اور محدثین اس کو سنت ثابت کرتے ہیں۔.........(مالا بد: ۴۳)

۶۰۔عصام ابن یوسف امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگردان شاگرد ہیں، رفع الیدین کرتے تھے۔

(عالمگیری : ۱/ ۵۴)

۶۱۔ امیر کاتب العمید متعصب حنفی تھا، جس کو رفع الیدین کرتا دیکھتا نماز باطل ہونے کا فتویٰ دیتا۔ فاضل لکھنوی نے تردید کر کے کہا کہ رفع الیدین کی روایات صحیح بکثرت موجود ہیں، اس میں امام ابوحنیفہ سے کچھ مروی نہیں۔..............(مقدمہ عالمگیری : ۱/ ۸۷)

۶۲۔انکساری کے لیے سر کھول کر نماز پڑھنا درست ہے۔(درمختار:۱/۴۳۷۔عالمگیری:۱/۱۶۹۔ہدایہ:۱/۶۵۵)

۶۳۔ سات جگہوں میں نماز مکروہ ہے: حمام، راستہ، اونٹوں کے بیٹھنے کی جگہ، قبرستان، نجاست ڈالنے کی جگہ، کمیلہ وغیرہ۔..............................(درمختار : ۱/ ۱۹۲)

۶۴۔ چار رکعت قبل عشاء کے مستحب ہیں نہ سنت۔.........................(ھدایہ : ۱/ ۶۹۶)

۶۵۔ تین میل تک کی مسافت میں قصر جائز ہے۔..........................(شرح وقایہ : ۱۳۲)

## امامت کے متعلق:

۶۶۔ جو امامت مزدوری لے کر کرے تو اس کی امامت مکروہ ہے۔.........(درمختار : ۱/ ۲۹۳)

۶۷۔اجرت پر حافظ مقرر کرنا مکروہ ہے۔...................................(ھدایہ :۱/ ۷۲۵)

۶۸۔ بدعتی کی امامت مکروہ ہے۔.........................(درمختار : ۲۹۲۔ شرح وقایہ : ۱/ ۱۰۱)

۶۹۔ امام مقتدیوں کو حکم کرے کہ ایک دوسرے سے ملے رہیں اور بیچ کی جگہ بند کر دیں۔

(درمختار: ۱/ ۲۹۶۔شرح وقایہ : ۱/ ۱۰۳)

۷۰۔صف میں جگہ چھوڑنا ثواب فوت کرنا ہے۔..........................(درمختار : ۱/ ۲۹۶)

## وتر کا بیان:

۷۱۔ وتر ایک رکعت بھی ہے، اس پر مسلمانوں کا اجماع ہو چکا ہے۔...(ھدایہ : ۱/ ۶۷۵، ۶۷۶)

۷۲۔سجدہ سہو دونوں طرف سلام پھیرنے کے بعد کرے اور سلام سے پہلے بھی جائز ہے۔

(درمختار : ۱/ ۳۸۱۔ ھدایہ : ۱/ ۷۵۰)

۷۳۔سجدہ سہو میں ایک سلام پھیرنے والا بدعتی ہے۔........................(ھدایہ : ۱/ ۷۵۰)

## نماز کے متعلق:

۷۴۔نماز کا منکر کافر ہے، بے نمازی کو نزدیک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ ہمیشہ قید رکھنا واجب ہے۔

امام شافعی رحمہ اللہ کے نزدیک قتل کیا جائے۔ امام شافعی و امام احمد رحمہ اللہ کے نزدیک ایک نماز ترک کرنے والا کافر ہے۔..........(در مختار : ۱/ ۱۸۰، هدایه: ۱/ ۳۲۴۔ ما لا بد: ۱۴)

۷۵۔ صبح کی فرض کے بعد سنت پڑھ سکتا ہے۔..................(هدایه : ۱/ ۶۹۴)

۷۶۔ التحیات میں مٹھی باندھ کر انگلی اٹھاوے۔..................(هدایه : ۱/ ۵۰۲۔ شرح وقایه)

۷۷۔ جلسۂ استراحت میں مضائقہ نہیں۔..........................(در مختار : ۱/ ۲۵۹)

۷۸۔ صبح کی سنت پڑھنے کے بعد داہنی کروٹ پر لیٹے۔....(در مختار: ۱/ ۵۵۔ هدایه : ۱/ ۶۹۴)

۷۹۔ ظہر احتیاطی نہ پڑھنا بہتر ہے۔..............................(در مختار : ۱/ ۴۱۲)

۸۰۔ جس نے نماز فجر یا مغرب تنہا شروع کی اور پھر تکبیر کہی گئی تو نماز توڑ دے، اگرچہ ایک رکعت پڑھ چکا ہو۔..................(شرح وقایه : ۱۲۳۔ هدایه : ۱/ ۴۲۸۔کنز : ۱۵۹)

۸۱۔ حدیث صحیح ہے کہ اقامت ہونے کے بعد سوا فرض کے کوئی نماز نہیں۔....(هدایه :۱/ ۶۹۴)

۸۲۔ سنت کو جماعت کے درمیان پڑھنا مکروہ ہے اور مغرب سے پہلے دو رکعت ثابت ہیں۔ نماز تحیۃ المسجد بیٹھنے سے پہلے پڑھے اور مستحب ہے وضو کے بعد دو رکعت کا پڑھنا سوائے وقت کراہت کے۔..............................(در مختار : ۱/ ۳۵۲ تا ۳۵۶)

۸۳۔ بعد نماز فجر و عصر قضا نماز پڑھ سکتا ہے۔..............................(هدایه : ۱/ ۳۶۷)

## تراویح کے متعلق:

۸۴۔ تراویح بیس رکعت کی حدیث ضعیف ہے۔ (ہدایہ: ۱/۲۲۷۔ درمختار: ۱/۳۶۷۔ شرح وقایہ: ۱۲۱)

۸۵۔ تراویح آٹھ رکعت کی حدیث صحیح ہے۔..............................(شرح وقایه : ۱۲۱)

۸۶۔ تراویح صحیح حدیث سے مع وتر کے گیارہ رکعت ثابت ہیں۔ (ہدایہ: ۱/۲۲۷۔ شرح وقایہ: ۱۲۲)

۸۷۔ مع وتر کے تراویح گیارہ رکعت سنت رسول اللہ ﷺ ہیں اور بیس سنت خلفائے راشدین۔..............................(ایضاً)

## جمعہ کے متعلق:

۸۸۔ جمعہ کو زوال کے وقت نفل پڑھنے جائز ہیں۔........(در مختار : ۱/ ۴۲۷، شرح وقایه)

۸۹۔ ابو بکر رضی اللہ عنہ کا قبل زوال کے خطبہ پڑھنا ثابت ہے۔..................(شرح وقایه)

۹۰۔ جمعہ کو ایک اذان رسول اللہ ﷺ، ابو بکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں تھی اور دوسری اذان

عثمان رضی اللہ عنہ کے زمانہ میں شروع ہوئی۔..............(در مختار : ۱/ ۴۲۴ اور ھدایه)

۹۱۔خطیب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام سن کر اپنے جی میں درود پڑھے۔...(در مختار : ۱/ ۴۲۴)

۹۲۔خطبہ کے وقت نہ کلام ہے نہ سبحان اللہ، یہ سب سامع کو حرام ہے۔..(در مختار : ۱/ ۴۲۳)

## عیدین کے متعلق:

۹۳۔عیدین میں تکبیر جہر سے کہے یہی سنت ہے، راستہ میں اور عید گاہ میں۔(در مختار ، ھدایه)

۹۴۔نماز عیدین میں بارہ تکبیروں کی حدیث صحیح ہے۔....(ھدایه : ۱/ ۸۵۰۔ شرح وقایه : ۱۳۸)

۹۵۔مصافحہ بعد عید کے مکروہ ہے، یہ طریقہ رافضیوں کا ہے۔معانقہ بھی بعد عید کے بے اصل اور مکروہ ہے۔............................................(در مختار : ۱/ ۴۳۰)

## دفن کے متعلق:

۹۶۔قبروں پر قرآن پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے۔......(عالمگیری : ۹/ ۸۱۔ ھدایه: ۴/ ۳۱۴)

۹۷۔پختہ قبر نہ بنائی جائے۔...........................(در مختار : ۱/ ۴۶۸ ، ۴۶۹۔کنز : ۱۹۲)

۹۸۔عمارت بنانا قبر پر زینت کے لیے حرام ہے۔........................(در مختار :۱/ ۴۶۹)

۹۹۔اولیاء اللہ کی قبروں پر بلند مکان بنانا اور چراغ جلانا بدعت ہے، حرام ہے۔

(ھدایه : ۴/ ۳۱۵۔ در مختار : ۴/ ۲۷۰۔ ما لا بد : ۷۸)

۱۰۰۔انبیاء اور اولیاء کی قبروں کو سجدہ کرنا اور طواف کرنا اور مراد مانگنا اور نذریں چڑھانا حرام ہیں اور کفر ہیں۔..................................................(مالا بد : ۸۲)

۱۰۱۔قبر پر اذان دینا بدعت ہے۔............................(بهشتی گوهر : ۱۲۶)

۱۰۲۔قبر کو بوسہ دینا جائز نہیں کہ نصاریٰ کی عادت ہے۔...............(در مختار : ۴/ ۲۷۰)

۱۰۳۔تین دن سے زیادہ سوگ حرام ہے۔..................................(مالا بد :۸۰)

۱۰۴۔اہل مصیبت کے گھر سے کھانا کھانا حرام ہے۔..........................(ھدایه :۱/ ۹۲۵)

۱۰۵۔فرش بچھانا یعنی موت پر دریاں وغیرہ زمین پر بچھانا بری حرکت ہے۔

(فتاویٰ عالمگیری : ۱/ ۲۶۵۔ ھدایه : ۱/ ۹۲۳)

۱۰۶۔سنت سے قبر کی زیارت اور صاحب قبر کے لیے دعا کے علاوہ کچھ ثابت نہیں۔

(عالمگیری : ۱/ ۲۶۴)

۱۰۷۔ تیجا، دسواں، چالیسواں نہایت مذموم اور بدعت ہے۔...........(بهشتی زیور : ۶ / ۸۹)

۱۰۸۔ فاتحہ مروجہ بدعت ہے۔.........................(بهشتی زیور حصه : ۶/ ۸۰)

## روزوں کے متعلق:

۱۰۹۔شک کے دن کا روزہ نہ رکھے۔............(درمختار : ۱/ ۵۵۳۔ شرح وقایه : ۱/ ۱۶۷)

۱۱۰۔ شک کے دن کا روزہ مکروہ تحریمی ہے، اہل کتاب کی مشابہت ہے۔ (درمختار : ۱/ ۵۵۳)

## نکاح کے متعلق:

۱۱۱۔ جو اللہ اور رسول ﷺ کو نکاح میں گواہ کرے تو نکاح درست نہیں بلکہ وہ کافر ہے۔

(درمختار : ۲/ ۱۴۔ ما لا بد : ۱۳۹)

## طلاق کے متعلق:

۱۱۲۔ بعضوں کے نزدیک تین طلاق ایک جلسہ میں ایک طلاق ہوگی۔....(شرح وقایه : ۲/ ۳۴)

## گم شدہ کے متعلق:

۱۱۳۔ زوجہ مفقود الخبر کو قاضی چار برس کے بعد تفریق کرا دے، عمر، علی اور عثمان رضی اللہ عنہم کا یہی فیصلہ ہے، بلکہ اس پر اجماع صحابہ ہے۔................................(هدایه : ۲/ ۷۳۶)

## ذبح کے متعلق:

۱۱۴۔جس جانور پر نام غیر اللہ کا پکارا گیا ہو اگرچہ وقت ذبح کے بسم اللہ اللہ اکبر کہا ہو، ذبیحہ حرام ہے۔.................................................(درمختار : ۴/ ۱۹۵)

۱۱۵۔سید احمد کبیر کی گائے، شیخ سدو کا بکرا اور اجالا شاہ کا مرغا حرام ہے۔

(درمختار : ۴/ ۱۹۶، شرح وقایه : ۴/ ۴۹)

۱۱۶۔ نبی اور ولی کے نام سے ذبح کرنا حرام ہے۔.......................(شرح وقایه : ۴/ ۴۶)

## قربانی کے متعلق:

۱۱۷۔میت کی طرف سے قربانی جائز ہے۔......................(درمختار ، بهشتی زیور)

۱۱۸۔ ابوحنیفہ رحمہ اللہ گھوڑے کو حرام جانتے تھے، مرنے سے پہلے آپ نے رجوع کیا۔

(درمختار: ۴/ ۱۹۱)

## شہادت کے متعلق:

۱۱۹۔ تارک جمعہ کی گواہی قبول نہیں، زکوٰۃ نہ دینے والے، یتیم کا مال کھانے والے، گانے والی عورت، راگ سننے والے، نشہ باز، چوسر کھیلنے والے، رنڈی باز، لونڈے باز، کبوتر باز، مرغ باز، شطرنج کھیلنے والا، سودخور، صحابہ کی بدگوئی کرنے والا ان سب کی گواہی قبول نہیں۔

(ھدایہ : ۳/ ۴۰۲۔درمختار : ۳/ ۳۲۶تا۳۳۴۔ عالمگیری : ۵/ ۲۷۲)

## قاضی کے متعلق:

۱۲۰۔ نص قرآنی کے خلاف جو مسئلہ ہو قاضی اس کو باطل کر دے اور نص حدیث کے خلاف جو مسئلہ ہو قاضی اس کو باطل کر دے۔..........(درمختار : ۲/ ۷۰۹۔۷۱۰)

## حلال وحرام کے متعلق:

۱۲۱۔علم راگ حرام ہے۔..........(درمختار: ۱/ ۲۵۔ما لابد : ۱۲۵)

۱۲۲۔ نے کا راگ، باجوں اور بانسری کی آواز سننا حرام ہے۔

(درمختار : ۴/ ۲۲۲۔ ھدایہ : ۴/ ۲۴۶۔ ما لا بد : ۱۲۶)

۱۲۳۔ پہلا گانے والا شیطان ہے۔ ..........(درمختار : ۴/ ۲۲۲۔ ھدایہ : ۴/ ۲۴۶)

۱۲۴۔گانا نفاق اگاتا ہے۔..........(درمختار : ۴/ ۲۲۲۔ ھدایہ : ۴/ ۲۴۶)

۱۲۵۔گانا حرام ہے اور سننا معصیت، اسی طرح قوالی۔(عالمگیری : ۹/ ۸۳۔ھدایہ: ۴/ ۳۱۶)

۱۲۶۔گانا، قوالی، رقص جو ہمارے زمانہ کے صوفی لوگ کرتے ہیں، حرام ہے۔

(عالمگیری : ۹/ ۸۴۔ ھدایہ : ۴/ ۳۱۶)

۱۲۷۔اس زمانے میں عورتوں کا ڈھول بجانا امام ابو یوسف رحمہ اللہ کے نزدیک مکروہ ہے۔

(عالمگیری : ۹/ ۸۴)

۱۲۸۔دعوت ولیمہ میں ناچ گانا اگر دستر خوان کے پاس ہو تو ہر ایک کو واپس آنا چاہیے۔

(درمختار : ۴/ ۲۲۱۔ھدایہ : ۴/ ۲۴۵۔شرح وقایہ : ۴/ ۵۵۔کنز : ۳۷۹۔ ما الابد: ۱۲۵)

۱۲۹۔اگر جانے سے پہلے ناچ گانے کا علم ہو جائے تو وہاں نہ جائے۔(درمختار: ۴/۲۲۱ ہدایہ: ۴/۲۴۵)

۱۳۰۔مولود میں راگنی سے اشعار سننا اور پڑھنا حرام ہے۔ ..........(ھدایہ : ۴/ ۲۴۷)

۱۳۱۔لحن وگنگری کے ساتھ قرآن سننا معصیت اور پڑھنے و سننے والا دونوں گنہگار ہیں۔(ھدایہ

: ۴/ ۲۴۶)

۱۳۲۔قرآن سے فال نکالنا حرام ہے۔........................(مقدمہ ھدایہ : ۱/ ۵۷)

۱۳۳۔نقش اور طلسم حرام ہیں۔..........................(در مختار : ۱/ ۲۵)

۱۳۴۔تعویذ بیچنا حلال نہیں۔..............................(ھدایہ : ۴/ ۳۱۳)

۱۳۵۔تعویذ قرآن یا حدیث یا عربی زبان میں ہو اور اس کو متاثر حقیقی نہ جانا جائے تو جائز ہے اور جس کے معنی معلوم نہ ہوں تو جائز نہیں۔فرشتہ یا ولی یا مخلوقات عرش کے نام ہوں تو ترک کرنا بہتر ہے۔..............................(در مختار : ۱/ ۱۰۳)

۱۳۶۔قرآن اگر گر جائے تو اس کے برابر اناج تولنا کوئی شرح کا حکم نہیں ہے۔(بہشتی زیور: ۷۹/۱۰)

۱۳۷۔قرآن اونچی جگہ پر ہو تو اس کی طرف پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں۔...(در مختار : ۱/ ۳۴۴)

۱۳۸۔مصحف (قرآن) بوسیدہ ہو جائے تو دفن کیا جائے۔.............(در مختار : ۱/ ۱۰۲)

۱۳۹۔قرآن اگر دور رکھا ہو تو اس طرف پاؤں پھیلانا مکروہ نہیں۔.....(در مختار : ۱/ ۳۴۴)

۱۴۰۔عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما دعائے استعاذہ اپنی اولاد کو سکھاتے اور صغیر کے گلے میں لکھ کر ڈال دیتے تھے۔..............................(ھدایہ : ۴/ ۳۲۳)

۱۴۱۔ایک روز میں قرآن ختم کرنا مکروہ ہے اور قرآن کی تعظیم کے واسطے تین روز سے کم میں ختم نہ کرے۔..............................(عالمگیری : ۹/ ۲۱)

۱۴۲۔تین دن سے کم قرآن پڑھنا مکروہ ہے۔....................(شرح وقایہ : ۱۰۲)

۱۴۳۔ادیب کا شعر پڑھنا جس میں ذکر فسق وشراب وامرد کا ہے مکروہ ہے۔(ھدایہ : ۴/ ۳۱۶)

۱۴۴۔حکمت یونان (فلسفہ) رمل، نجوم، شعبدہ، کہانت سیکھنا حرام ہے۔...(در مختار : ۱/ ۲۵)

۱۴۵۔منطق سیکھنا حرام ہے (مگر مخالفین کے جواب کے لیے)۔.........(در مختار : ۱/ ۲۵)

۱۴۶۔کیمیا حرام ہے۔..............................(در مختار : ۱/ ۲۵)

۱۴۷۔ریشمی کپڑا اور زیور بچے کو پہنانا حرام ہے۔..................(در مختار : ۱/ ۳۴۳)

۱۴۸۔نوحہ کرنا اور پیٹنا اور کپڑے پھاڑنا حرام ہے۔..................(مالابد : ۸۰)

۱۴۹۔سلام کے وقت جھکنا مکروہ ہے، اس کی حدیث میں ممانعت آئی ہے۔..(ھدایہ : ۴/ ۳۲۰)

۱۵۰۔سلطان وغیرہ کے سامنے جھکنا ممنوع ہے کہ یہ مجوس کے ساتھ مشابہت ہے۔(عالمگیری

:۹/ ۱۱۳۔ ھدایہ : ۴/ ۳۲۰)

۱۵۱۔مصافحہ داہنے ہاتھ سے کرنے پر اتفاق ہے۔...................(ھدایہ : ۴/ ۳۲۰)

۱۵۲۔مصافحہ ایک ہاتھ سے کرنا اکثر روایات صحیحہ سے ثابت ہے۔.........(ھدایہ : ۴/ ۳۲۰)

۱۵۳۔بیعت میں عورت سے مصافحہ کرنا جائز نہیں۔....................(ھدایہ : ۴/ ۲۶۷)

۱۵۴۔دوست سے ملاقات کے وقت اپنا ہاتھ چومنا، جیسا جاہل لوگ کیا کرتے ہیں، بالا جماع مکروہ ہے۔..............................................(عالمگیری : ۹/ ۱۱۳)

۱۵۵۔انگلیوں اور رکابی کا چاٹنا سنت ہے۔...............................(در مختار :۴/ ۲۱۶)

۱۵۶۔برہنہ سر کھانے میں مضائقہ نہیں۔...............................(درمختار :۴/ ۲۱۶)

۱۵۷۔شطرنج حرام ہے اور گنجفہ اور چوسر بالا جماع حرام ہے۔..............(ھدایہ : ۴/ ۳۱۸)

۱۵۸۔کبوتر بازی اور مرغ بازی حرام ہے۔............(شرح وقایہ: ۴/ ۶۴۔ ما لا بد : / ۱۲۹)

۱۵۹۔کشتی کرنا حصول قوت اور جہاد جائز ہے اور بقصد بازی مکروہ۔(شرح و قایہ : ۴/ ۶۴)

۱۶۰۔ ننگے ہو کر نہانا اگر پردہ ہو، خواہ کھڑے ہو کر یا بیٹھ کر، غسل خانہ کی چھت پڑی ہو یا نہیں، جائز ہے۔..............................................(بہشتی زیور : ۱/ ۴۴)

۱۶۱۔خشک منی رگڑ ڈالنے سے پاک ہے۔.....................(بہشتی زیو ر : ۲/ ۵۱)

۱۶۲۔ طاعون و ہیضہ وغیرہ میں اذان دینا بے وقوفی ہے۔.....................(ھدایہ : ۴/ ۳۷۵)

۱۶۳۔فجر کی اذان آدھی رات سے دینی درست ہے۔....................(شرح وقایہ : ۷۸)

۱۶۴۔اذان اور اقامت پر اور تعلیم فقہ اور دیگر عبادات پر مزدوری لینی جائز نہیں۔(ابوحنیفہ)
(درمختار : ۴/ ۳۸۔ ھدایہ : ۱/ ۵۷۳۔ شرح وقایہ : ۲/ ۲۰)

۱۶۵۔چغل خوروں کی امامت مکروہ ہے۔...............................(شرح وقایہ : ۱/ ۱۰)

۱۶۶۔اصل ہر شے میں اباحت ہے۔.....................................(درمختار : ۱/ ۶۰)

۱۶۷۔تمباکو کی حرمت پر کوئی دلیل نہیں لیکن ترک اولیٰ ہے۔.....(مقدمہ عالمگیری : ۱/ ۱۲۶)

۱۶۸۔ بلی کا جوٹھا مکروہ نہیں۔.........................(ابویوسف رحمہ اللہ ۔ ھدایہ : ۱/ ۱۵۸)

۱۶۹۔ جوان مرد اپنی بیوی کا دودھ پی لے تو بیوی حرام نہیں ہوتی۔......(بہشتی زیور : ۴/ ۱۴)

۱۷۰۔خواجہ سرا سے عورت کو پردہ کرنا چاہیے۔.........................(درمختار :۴/ ۲۳۴)

۱۷۱۔ چھینکنے والا ﴿ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ ﴾ کہے تو سننے والا ﴿ یَرْحَمُكَ اللّٰهُ ﴾ کہے اگرچہ دس دفعہ۔

(درمختار : ۱/ ۴۰۱)

۱۷۲۔ فطرت کی دس چیزوں میں سے داڑھی بڑھانا اور مونچھیں کترانا ہے۔....( هدایه : ۱/ ۷۱)

۱۷۳۔ مونچھیں کترانا سنت ہے۔ ...............................(درمختار :۴/ ۲۶۲)

۱۷۴۔ داڑھی منڈوانا اور کتروانا حرام ہے، کفار اور مجوس کی رسم ہے، عورتوں سے تشبیہ ہے۔

(درمختار : ۴/ ۲۶۲)

۱۷۵۔ داڑھی ایک مشت سے کم کتروانی حرام ہے اور بڑھانی سنت ہے۔.......(مالابد : ۱۳۰)

۱۷۶۔ کسی نے عمداً یا خطاً داڑھی مونڈی اگر پوری مونڈی ہو تو پوری دیت اور آدھی مونڈی تو آدھی دیت لی جائے۔ (عالمگیری : ۹/ ۳۳۳) (ضرور لی جائے تاکہ نائیوں کو عبرت ہو )

۱۷۷۔ سر کچھ منڈانا اور کچھ چھوڑنا مکروہ ہے۔.........................(هدایه : ۴/ ۳۲۵)

۱۷۸۔ لنگوری بال جو پیشانی پر بڑھائے جاتے ہیں جائز نہیں۔..........(بهشتی گوهر :۱۰۹)

۱۷۹۔ ازار آدھی پنڈلی سے لے کر ٹخنوں تک جائز ہے، ٹخنوں سے نیچے حرام ہے۔ (مالا بد: ۱۱۰)

۱۸۰۔ دعا بحق ولی مانگنا مکروہ ہے، اس لیے کہ مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں ہے۔ حوالہ نمبر 26

(درمختار : ۴/ ۲۵۵۔ عالمگیری : ۹/ ۲۳۔ هدایه : ۴/ ۳۵۷)

۱۸۱۔ شرعی احکام کا مدار خواب پر نہیں ہوسکتا۔..........................(درمختار : ۱/ ۴۷۲)

۱۸۲۔ شرط یک طرفہ درست ہے۔..............................(درمختار : ۴/ ۵۱۵)

۱۸۳۔ مردہ بدعتی کی برائی کرنا درست ہے تاکہ اور لوگ بدعت سے باز رہیں۔ (درمختار: ۱/ ۴۷۰)

۱۸۴۔ اعلانیہ گناہ کرنے والے اور بدعقیدہ کی غیبت جائز ہے۔..........(درمختار : ۴/ ۲۶۳)

۱۸۵۔ رات کے وقت درخت سوتے ہیں، یہ بات غلط ہے۔..........(بهشتی زیور : ۱۰/ ۸۹)

۱۸۶۔ جو بھنگ کو حلال جانے وہ ملحد اور بدعتی ہے، اس کا قتل مباح ہے۔ (درمختار : ۴/ ۲۹۸)

۱۸۷۔ جس نے مولود پڑھوانے یا مزار پر چادر چڑھوانے یا عبدالحق کا توشہ یا سید کبیر کی گائے یا مسجد میں گلگلے چڑھانے یا اللہ میاں کے طاق بھرنے یا بڑے پیر کی گیارھویں، مولا مشکل کشا کا روزہ، یا آس بی بی کا کونڈا کرنے کی منت مانی ہو تو اس کو پورا کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ سب واہیات وخرافات ہیں اور روزہ ماننا تو شرک ہے۔

(بهشتی زیور: ۳/ ۳۷)

## ثبوت حاضر ہے



اس کو اختیار کیا ہے تو اس کی یہی وجہ وجیہ ہے واللہ اعلم بالصواب والاحوط الامتناع لکونہ خبر واحد فیما یخالف القطعی اذ المتشابہ انما یثبت بالقطعی ہدایہ اور زیادہ تر احتیاط اس دعا کی امتناع میں ہے اس واسطے کہ خبر واحد ہے اس امر میں جو دلیل قطعی کے مخالف ہے اس واسطے کہ متشابہ تو قطعی سے ثابت ہوتا ہے کذا فی الہدایۃ ۱۲ م یعنے تنزیہ رب العالمین شوائب حدوث اور جسمانیت سے بدلیل قطعی ثابت ہے اور یہ خبر موہم حدوث ہے تو اس کی ترک میں احتیاط ہے بلکہ جب اس کا موضوع ہونا ثابت ہوا تو ترک واجب ہے وفی التاتارخانیۃ معزیا للمنتقی عن ابی یوسف عن ابی حنیفۃ رح لاینبغی لاحد ان یدعو اللہ الا بہ والدعاء المأذون فیہ المأمور بہ ما استفید من قولہ تعالٰی وللہ الاسماء الحسنٰی فادعوہ بہا قال وکذا لا یصلی احد علی احد الا علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم اور تاتارخانیہ میں منسوب بمنتقی ابو یوسف سے عن ابی حنیفہ منقول ہے کہ کسی کو دعا مانگنا لائق نہیں مگر بذریعہ ذات اور صفات اور اسماء الٰہی کے اور دعا ماذون فیہ اور مامور بہ وہ ہے جو حق تعالٰی کے اس قول سے مستفاد ہے کہ حق تعالٰی کے اسماء حسنے ہیں سو انہیں اسماء سے دعا کیا کرو کہا اور اسی طرح صلوۃ اور درود کوئی کسی کو نہ کہے مگر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو یعنی بالاستقلال لفظ صلوۃ درست نہیں لیکن بالتبع درست ہے ۱۲ م خانیہ میں ہے کہ غیر نبی صلے اللہ علیہ وسلم پر تنہا صلوۃ کہنا اس طرح کہ اللّٰہم صلے علے فلان مکروہ ہے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ملا کر یوں کہنا اللّٰہم صلے علے محمد وعلے آلہ واصحابہ تو جائز ہے انتہی لیکن ملائکہ علیہم السلام پر بالاستقلال صلوۃ درست ہے اور سلام بجائے صلوۃ کافی ہے کذا فی الطحطاوی وکرہ قولہ بحق رسلک وانبیائک واولیائک او بحق البیت لانہ لاحق للخلق علی الخالق تعالٰی اور مکروہ ہے یوں کہنا دعا میں بحق رسلک وبحق انبیائک یا بحق بیت اللہ اس واسطے کہ خلق کا کچھ حق ثابت نہیں خالق تبارک وتعالٰی پر ۱۲ م انبیاء اور اولیاء علیہم السلام کا حق خالق تعالٰی پر وجوبا ثابت نہیں لیکن تفضلا وکرما ثابت ہے یہاں تک کہ از راہ کرم حق سائلین بھی ثابت ہے چنانچہ حصن حصین میں حدیث ثابت ہے اللّٰہم انی اسالک بحق السائلین علیک اور حق سے اگر حرمت اور عظمت اور وجاہت مراد لیجے تو بطریق وسیلہ درست ہے قال تعالٰی وابتغوا الیہ الوسیلۃ کذا فی الطحطاوی فیصرف ولو قال لآخر بحق اللہ او باللہ ان تفعل کذا لا یلزمہ ذلک وان کان الاولی فعلہ در اور اگر ایک نے دوسرے سے کہا کہ بحق خدا یا بخدا ایسا کر دو تو اس پر یہ کرنا لازم نہیں اگرچہ ویسا کر دینا بہتر ہے کذا فی الدر یعنے واجب نہیں مستحب ہے وفی المختارات قال ابن المبارک سأل لوجہ اللہ او بحق اللہ یعجبنی ان لایعطیہ شیئا لانہ عظم ما حقر اللہ اور مختارات میں ہے کہ عبداللہ بن مبارک نے کہا کہ ایک شخص نے دوسرے سے صدقہ بذات خدا یا بحق خدا سوال کیا مجھ کو یہ پسند آتا ہے کہ اس کو کچھ نہ دے اس واسطے کہ اس نے تعظیم کی اس چیز کی جس کو خدا نے حقیر اور ذلیل کیا یعنی دنیا مانگی پروردگار جل شانہ کا نام لے کر طحطاوی نے کہا یہ اس صورت پر محمول ہے جب کہ سوال سائل کا بے ضرورت معلوم ہو وفیہا قرأ القرآن ولایعمل بموجبہ یثاب علی قرأتہ کمن یصلی ویعصی اور مختارات میں ہے کہ قرآن مجید پڑھا اور اس کے موجب عمل نہ کیا تو پڑھنے کا ثواب پاوے گا مانند اس شخص کے کہ نماز پڑھتا ہے اور گناہ کرتا ہے یعنے اگرچہ ترک عمل سے گنہگار ہوگا تو ثواب ہوا ایک جہت سے اور گناہ ہوا دوسری جہت سے فرع مسئلہ ملحقہ شارح کا ہل یکرہ رفع الصوت بالذکر والدعاء قیل نعم وتمامہ قبیل جنایات البزازیۃ کیا مکروہ ہے آواز بلند کرنا ذکر اور دعا میں بعضوں نے کہا ہاں مکروہ ہے اور اس کا پورا بیان بزازیہ کی کتاب الجنایات کے پہلے مذکور ہے ۱۲ م جہر ذکر اور دعا میں اختلاف ہے اور ظاہر اس کا حکم باختلاف احوال ذاکر مختلف ہے استحضار قلب اور عدم استحضار اور ریا اور عدم ریا کے سبب سے کذا فی الطحطاوی وکرہ احتکار قوت البشر کتبن وعنب ولوز والبہائم کتبن وقت فی بلد یضر باہلہ اور احتکار یعنے بند کر رکھنا آدمی کا قوت چنانچہ انجیر اور انگور

---

۱ اللّٰہم صلوۃ نازل کر فلاں شخص پر ۱۲ ۲ الٰہی رحمت بھیج محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل اور اصحاب پر ۱۲ ۳ بحق اپنے رسول کے اور بحق اپنے انبیاء کے اور بحق اپنے اولیاء کے تو دعا قبول کر ۱۲ ۴ الٰہی میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تجھ پر سوال کرنے والوں کے حق کی وجہ سے ۱۲

دعا بحق ولی مانگنا مکروہ ہے، اس لیے کہ مخلوق کا کچھ حق اللہ پر نہیں۔ (فقہ حنفیہ)

ثبوت حاضر ہے



دیا گیا ہے تو اسی پر فتوی بہتر ہے یہی کہا ہے شیخ قاسم نے اپنی تصحیح میں لکن فی القہستانی عن المضمرات علے قولہما الفتوی فی المتون لیکن قہستانی میں مضمرات سے منقول ہے کہ صاحبین کے قول پر فتوی ہے متون میں م یہ استدراک ہے شیخ قاسم کی جمیع شروح کے قول پر اس واسطے کہ مضمرات بھی شرح ہے تو عموم جمیع شروح کا نہ ثابت ہوا وحرر فی الفتح انہا من شبہۃ المحل وفیہا یثبت النسب کما مر اور فتح القدیر میں تحریر کیا ہے کہ شبہۃ العقد شبہۃ المحل میں داخل ہے اور اس میں نسب ثابت ہوتا ہے چنانچہ مذکور ہو چکا و وطی فی نکاح بغیر شہود ولا حد لشبہۃ العقد اور نکاح بلا شہود کے جماع کرنے میں حد نہیں بسبب شبہ عقد کے وفی المجتبیٰ تزوج بمحرمہ او منکوحۃ الغیر او معتدتہ و وطیہا عالما الحل لا یحد ولیعزر وان ظانا الحرمۃ فکذلک عندہ خلافا لہما فظہر ان تقسیمہا ثلثۃ اقسام قول الامام اور مجتبیٰ میں ہے کہ نکاح کیا مرد نے اپنی محرم عورت سے یا غیر کی منکوحہ سے یا اپنی عدت والی سے اور اس سے جماع کیا حلال جان کر کے تو اس پر حد نہ ماری جائے گی اور تعزیر دی جائے گی اور اگر اس نے حرام جان کر وطی کی تو اسی طرح اس پر بھی حد نہیں امام کے نزدیک بخلاف صاحبین کے کہ ان کے نزدیک اس پر حد ہے تو اس تقریر سے ظاہر ہو گیا کہ شبہ کو تین قسم پر تقسیم کرنا یعنی شبہۃ المحل اور شبہۃ الفعل اور شبہۃ العقد یہ قول ہے امام کا مطلب یہ نے کہا کہ اگر تقسیم من حیث الحکم مراد ہے تو سب کے نزدیک شبہہ دو ہی قسم ہے غایۃ الامر یہ ہے کہ شبہۃ العقد کا حکم امام کے نزدیک شبہۃ المحل کا حکم ہے اور صاحبین کے نزدیک شبہۃ الفعل کا حکم ہے اور اگر تقسیم من حیث المفہوم مراد ہے تو بھی شبہۃ دو ہی قسم ہے اس واسطے کہ بعضا شبہۃ العقد شبہۃ الفعل میں داخل ہے جیسے معتدہ ثلث اور بعضا شبہۃ المحل میں داخل ہے چنانچہ مسئلہ متن کا وحد بوطی امۃ اخیہ وعمہ وسائر محارمہ سوی الولاد لعدم البسوطۃ اور حد ماری جائے اپنے بھائی کی لونڈی اور چچا کی لونڈی کی وطی سے اور سوائے ولادت کے باقی محارم کی لونڈیوں کی وطی سے بسبب عدم انبساط کے یعنی بھائی یا چچا وغیرہ کے مال میں توسع اور بے تکلفی جاری نہیں۔ چنانچہ باپ اور بیٹے کے مال میں جاری ہے ولہذا ظن حلت اور حرمت یہاں برابر ہے وبوطی امراۃ وجدت علی فراشہ فظنہا زوجتہ ولو ہو اعمی لتمیزہ بالسؤال الا اذا دعاہا فاجابتہ قائلۃ انا زوجتک او انا فلانۃ باسم زوجتہ فواقعہا لان الاخبار دلیل شرعی حتی لو اجابتہ بالفعل بنعم حد اور حد ماری جائے گی اس عورت کے جماع سے جو پائی گئی مرد کے بستر پر سو اس نے گمان کیا کہ وہ اس کی زوجہ ہے اگرچہ وہ شخص اندھا ہو تو بھی حد ہے بسبب امتیاز حاصل کر سکنے اندھے کے سوال کر کے مگر جب کہ اس نے عورت کو بلایا سو اس نے جواب دیا اس کو یوں کہہ کر کہ میں تیری جورو ہوں یا میں فلانی ہوں اس کی جورو کا نام لیکر پھر اس نے اس سے جماع کیا تو اندھے پر حد نہیں اس لئے کہ خبر دینا دلیل شرعی ہے یہاں تک کہ اگر عورت اجابت فعل کرے گی یعنی جماع پر قادر کریگی یا فقط ہاں کہے گی تو مرد پر حد ماری جائے گی م بستر پر عورت کے پانے سے اس واسطے حد ہے کہ بعد طول صحبت کے اپنی زوجہ کا امتیاز کر لینا مرد پر مخفی نہیں ہو سکتا لہذا ظن حلت یہاں مستند بدلیل نہیں بخلاف شب زفاف کے جب عورتوں نے غیر عورت کو کہا کہ یہ تیرا جورو ہے و ذمیۃ عطف علی ضمیر حد وجاز للفصل زنی بہا حربی مستامن اور حد ماری جائے ذمیہ عورت پر جس سے مستامن حربی نے زنا کیا شارح نے کہا ذمیہ کا لفظ حد کی ضمیر پر معطوف ہے اور عطف اسم ظاہر کا ضمیر متصل پر بلا اعادہ ضمیر جائز ہے بسبب جدائی واقع ہونے کے اور عدم جواز در صورت عدم فصل ہے وحد ذمی زنی بحربیۃ مستامنۃ فلا یحد الحربی فی الاولی والحربیۃ فی الثانیۃ والاصل عند الامام الحدود کلہا لا تقام علی مستامن الا حد القذف اور حد مارا جائے مرد ذمی جس نے حربیہ مستامنہ سے زنا کیا نہ حد واقع ہوگی مرد حربی پر پہلی صورت میں اور نہ حربیہ عورت پر دوسری صورت میں اور قاعدہ امام اعظم کے نزدیک یہ ہے کہ جمیع حدود کی اقامت نہیں ہوتی مستامن پر سوائے حد قذف کے ولا یحد بوطی بہیمۃ بل یعزر وتذبح ثم تحرق ویکرہ الانتفاع بہا حیۃ ومیتۃ مجتبیٰ اور حد نہ ماری جائے جانور کے جماع سے بلکہ اس کو تعزیر دی جائے اور جانور ذبح کیا جائے پھر جلایا جائے اور مکروہ ہے فائدہ لینا اس کے جیتے اور مرے کذا فی المجتبیٰ م ذبح کرنا جانور کا واجب نہیں بلکہ مستحب ہے تاکہ اس فعل قبیح کی جس سے طبع سلیم نفرت کرتی ہے گفتگو منقطع ہو جائے یہ جلانا اس وقت ہے جب جانور فاعل کا ہو اور اگر غیر کا ہو تو اس کو اختیار ہے کہ قیمت لے کر فاعل کو جانور دے ڈالے کذا فی المنح وفی النہر الظاہر انہ یطالب

۱۸۸۔ مولود مروجہ بدعت ہے۔ (بہشتی زیور: ۶/۶۱)
۱۸۹۔ بسم اللہ کی رسم بے اصل اور لغو ہے۔ (بہشتی زیور: ۶/۱۵)
۱۹۰۔ شب برأت کا حلوہ اور دیگر رسومات اور رسومات محرم سب بدعت ہیں۔
(بہشتی زیور: ۶/۶۸)

۱۹۱۔ غیر اللہ کی قسم کھانا قسم نہیں بلکہ شرک ہے۔ (بہشتی زیور: ۳/۳۸)
۱۹۲۔ غیر اللہ کی منت ماننا شرک ہے اور اس چیز کا کھانا حرام ہے۔ (بہشتی زیور: ۳/۳۷)

## حاصل بحث فقہ حنفی:

پچھلی دو بحثوں کا ماحصل یہ ہے کہ فقہ حنفی میں حق (آسمانی ہدایت یعنی قرآن و حدیث) میں باطل (یعنی خود ساختہ مسائل) شامل کر دیے گئے ہیں۔ یہ خطرناک بات ہے۔ تحقیق کی ضرورت ہے، احتیاط کی ضرورت ہے۔ کتاب حقیقۃ الفقہ کا تحقیق کے لیے ضرور مطالعہ فرمائیں، جو حافظ محمد یوسف صاحب جے پوری کی تحریر ہے اور ۱۳۴۰ ہجری میں لکھی گئی ہے، اب ۱۴۲۴ھ ہے آج تک کوئی حنفی بریلوی یا حنفی دیوبندی اس کتاب کا جواب نہیں دے سکا، حالانکہ ۸۷ سال گزر گئے ہیں۔

## تقلید کے گڑھ ”دارالعلوم دیوبند“ کے مہتمم کی حقیقت بیانی:

جامع مسجد منصورہ میں قاضی حسین احمد اور نائب مہتمم جامعہ اشرفیہ کی موجودگی میں مولانا محمد قاسم کے پڑپوتے قاری محمد طیب صاحب کے بیٹے، مرکزی دارالعلوم دیوبند کے مہتمم قاری محمد سالم نے خطاب کرتے ہوئے فرمایا: ”مسلمانوں کے مختلف مکاتب فکر کے اندر اختلافات کی وجہ یہ ہے کہ ہم نے دین کی تبلیغ کی بجائے مذہب و مسلک کی تبلیغ شروع کر دی ہے۔ فطری بات یہ ہے کہ ہر خطے اور ہر طبقے کے اہل فکر اور اہل علم کی سوچ کا انداز مختلف ہوتا ہے۔ یہ اجتہادی رائے قابل ترجیح تو ہوسکتی ہے قابل تبلیغ نہیں ہوتی۔ حجت صرف اللہ کا دین ہوسکتا ہے۔ مذہب و فقہ اور مسلک حجت نہیں بن سکتا۔ اسے قبول کرنے کا حق بھی ہے اور رد کرنے کا بھی۔“ (ہدایہ عوام کی عدالت میں، ص ۷۱، بحوالہ روزنامہ جنگ لاہور ص ۴، مؤرخہ ۱۹۸۷-۱۱-۲۵)

کیا تقلید کے شیدائی، دیوبندیت کے دعویدار اپنے مرکزی رہنما کا مشورہ مان لیں گے؟ یا خلاف کر کے تعلق دیوبندیت کو مشکوک بنا دیں گے؟ دیکھا جائے گا۔

## یہود ونصاریٰ قرآن وحدیث اور حنفی فقہ کی روشنی میں :

یاد رہے کہ عیسائیوں اور یہودیوں کا ذکر قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے اوران کے باطل عقائد کی اللہ تعالیٰ نے قرآن پاک میں بار بار تردید فرمائی ہے:

① سورۂ بقرہ، آیات ۴۰۔ ۱۴۷۔
② سورۃ آل عمران، آیات ۱ تا ۸۳۔۱۰۷۔
③ سورۃ النساء، آیات ۴۴ تا ۵۷ تا ۹۵۔۱۵۳ تا ۱۷۵ تا ۱۹۹
④ سورۃ المائدۃ، آیات ۱۲ تا ۲۶۔۴۱ تا ۱۲۰۔
⑤ سورۃ الاعراف، آیات ۱۶۰ تا ۱۷۹۔
⑥ سورۃ التوبہ، آیات ۳، ۷، ۹۔ ۲۹ تا ۳۵۔
⑦ سورۃ بنی اسرائیل: ۵۷، ۱۱۱۔
⑧ سورۃ مریم، آیات: ۳۰ تا ۶۰۔

قبروں کے بارے میں احادیث میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ یہودیوں اورنصاریٰ پرلعنت کرے کہ انھوں نے اپنے پیغمبروں کی قبروں کومسجد بنالیا۔'' آپ یہ فرما کر (اپنی امت کو) ایسے کام سے ڈراتے تھے۔ [1]

یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں مسلمانوں کو اہل کتاب کا طرز عمل اختیار کرنے سے منع فرمایا:

أَلَمْ يَأْنِ لِلَّذِينَ آمَنُوا أَنْ تَخْشَعَ قُلُوبُهُمْ لِذِكْرِ اللَّهِ وَمَا نَزَلَ مِنَ الْحَقِّ وَلَا يَكُونُوا كَالَّذِينَ أُوتُوا الْكِتَابَ مِنْ قَبْلُ فَطَالَ عَلَيْهِمُ الْأَمَدُ فَقَسَتْ قُلُوبُهُمْ وَكَثِيرٌ مِنْهُمْ فَاسِقُونَ ﴿١٦﴾

(الحدید: ۵۷/ ۱۶)

''کیا ایمان والوں کے لیے اس بات کا وقت نہیں آیا کہ ان کے دل اللہ کی نصیحت اور جو دین حق نازل ہوا ہے اس کے سامنے جھک جائیں اوران لوگوں کی طرح نہ ہو جائیں جنھیں ان سے پہلے کتاب (آسمانی) ملی تھی، پھر ان پر مدت لمبی ہوگئی اور

[1] بخاری، کتاب الصلوٰۃ، باب: ۴۳۵۔ مسلم، کتاب المساجد، باب النهی عن بناء المسجد علی القبور......الخ: ۵۲۹ تا ۵۳۲ تو کیا امت مسلمہ ڈری؟

ان کے دل سخت ہو گئے اور ان میں سے بہت سے نافرمان ہیں۔‘‘

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ’’تم اپنے سے پہلی امتوں کی ایک ایک بالشت اور ایک ایک گز میں اتباع کرو گے یہاں تک کہ وہ اگر کسی سانڈے کے سوراخ میں داخل ہوئے ہوں گے تو تم اس میں بھی ان کی اتباع کرو گے۔‘‘ صحابہ نے پوچھا: ’’یا رسول اللہ! کیا یہود ونصاریٰ مراد ہیں؟‘‘ فرمایا: ’’پھر اور کون؟‘‘ ❷

اللہ تعالیٰ نے نصاریٰ کو قرآن مجید میں گمراہ قرار دیا اور یہود کو مغضوب (جن پر اللہ تعالیٰ کا غضب ہوا) قرار دیا اور قرآن میں ان کو جگہ جگہ مختلف جرائم میں ملوث مجرم قرار دیا اور مسلمانوں کو ان کے طرز عمل اختیار کرنے سے منع فرمایا ہے اور حکم دیا کہ دین کا علم تمھارے پاس آنے کے بعد تم ان کی پیروی نہ کرنا ورنہ نہ کوئی تمھارا حمایتی ہوگا اور نہ کوئی بچانے والا:

وَلَئِنِ اتَّبَعْتَ أَهْوَآءَهُمْ مِّنْ بَعْدِ مَا جَآءَكَ مِنَ الْعِلْمِ إِنَّكَ إِذًا لَّمِنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿١٤٥﴾ (البقرۃ: ۲/ ۱۴۵)

’’اور اگر آپ ان کی خواہشوں کی پیروی کریں گے، اس کے بعد کہ آپ کے پاس علم آچکا تو بے شک آپ بھی ظالموں میں سے ہوں گے۔‘‘

مقصد امت کو متنبہ کرنا ہے کہ قرآن وحدیث کا علم آجانے کے بعد یہود ونصاریٰ اور اہل بدعت کے پیچھے لگنا اپنے اوپر ظلم ہے اور یہ سراسر گمراہی ہے اور رسول اللہ ﷺ نے مندرجہ بالا حدیث میں فرمایا کہ تم ان کی اتباع کرو گے۔

لہٰذا ہم یہاں قرآن وحدیث کی روشنی میں یہود ونصاریٰ کے جرائم کی ایک فہرست مرتب کریں گے اور موجودہ کلمہ گو صاحبان کے طریقوں کا یہود ونصاریٰ کے طریقوں سے تقابلی جائزہ پیش کریں گے، تاکہ اگر ہم یہود ونصاریٰ کا کوئی طرز عمل اختیار کر رہے ہیں تو اس سے دور رہیں۔ یہ سب کچھ ہمدردی اور احساس کی خاطر کیا جارہا ہے، تنقید کی خاطر نہیں۔

## قرآن نے یہود ونصاریٰ کو مشرک قرار دیا:

انھیں شرک فی الحکم کا مرتکب قرار دیا۔ (التوبہ: ۳۱) اور فرمایا انھوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنالیا یعنی انھوں نے اللہ تعالیٰ کے احکامات ماننے کی بجائے

❷ بخاری، کتاب الاعتصام بالکتاب والسنة، باب قول النبی ﷺ: ((لتتبعن سنن من کان قبلکم)): ۷۳۲۰۔ مسلم، کتاب العلم، باب اتباع سنن الیهود و النصاریٰ: ۲۶۶۹

اپنے مولویوں اور درویشوں کے احکامات مانے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا، جیسا کہ فقہ کی مشہور کتاب میں ہے کہ یہود و نصاریٰ اپنے مولویوں اور درویشوں کا کہنا مانتے تھے اس لیے اللہ تعالیٰ نے مشرک فرمایا، مومنوں کو حکم دیا کہ لوگوں کے قول مت پوچھو بلکہ یہ پوچھو کہ اللہ و رسول ﷺ کا کیا حکم ہے؟..........................(مقدمہ عالمگیری : ۱/ ۱۴)

اب ہمیں دیکھنا چاہیے کہ کیا ہم اللہ اور اس کے رسول ﷺ ہی کا حکم مان رہے ہیں یا اور لوگوں کا بھی حکم مان رہے ہیں۔ (مزید تشریح کے لیے فصل توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم دیکھیے۔

## انھیں شرک فی الذات کا مرتکب قرار دیا:

انھیں شرک فی الذات کا مرتکب قرار دیا نیز فرمایا:

''اور یہودی کہتے ہیں کہ عزیر (علیہ السلام) اللہ کا بیٹا ہے اور نصاریٰ کہتے ہیں مسیح اللہ کا بیٹا ہے، یہ ان کے منہ کی باتیں ہیں، لگے اگلے کافروں کی سی باتیں بنانے۔ اللہ ان کو غارت کرے، کہاں بہک گئے ہیں۔ ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا اپنے رب بنا لیا ہے، حالانکہ ان کو یہی حکم ہوا تھا کہ ایک اللہ کی پرستش کریں، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں، وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک ہے۔''..................................(التوبہ : ۳۰، ۳۱)

اور فرمایا:

لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ﴿۱۱﴾ (الشوریٰ : ۴۲/ ۱۱)

''اس جیسا کوئی نہیں اور وہ سنتا جانتا ہے۔''

اور فرمایا: ''وہ کافر اور مشرک ہیں جنھوں نے کہا مریم کا بیٹا مسیح ہی اللہ ہے۔''

(المائدۃ : ۱۷، ۷۲ تا ۷۷)

اور فرمایا:

وَجَعَلُوْا لَهٗ مِنْ عِبَادِهٖ جُزْءًا ۭ اِنَّ الْاِنْسَانَ لَكَفُوْرٌ مُّبِيْنٌ ﴿۱۵﴾

(الزخرف : ۴۳/ ۱۵)

''اور انھوں نے اللہ کے بندوں کو اسی کا جزو قرار دیا، بے شک آدمی کھلم کھلا کافر ہو گیا۔''

اور فرمایا مریم اور عیسیٰ علیہ السلام کس طرح اللہ ہو سکتے ہیں، وہ تو کھانا کھاتے تھے اور عیسیٰ مریم کا بیٹا تھا اور مریم کے شکم میں رہے۔ ❶

اور فرمایا: ’’اللہ کو موت نہیں باقی سب کو موت ہے۔‘‘ ...............(الانبیاء : ۳۴، ۳۵)

مزید تفصیل کے لیے توحید فی الذات اور شرک فی الذات کی بحث دیکھیے۔

انھیں شرک فی العبادت کا مرتکب قرار دیا۔ (التوبہ : ۲۹ تا ۳۳۔المائدۃ :۷۲ تا ۷۷) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک قرار دیا کہ وہ عیسیٰ علیہ السلام کی عبادت کر رہے ہیں اور المائدۃ (۱۱۶ تا ۱۲۰) میں قیامت کے دن اللہ تعالیٰ اور عیسیٰ علیہ السلام کے درمیان گفتگو کا ذکر ہے جو قابل غور ہے۔ آج کل امت مسلمہ کے کچھ لوگ بھی بزرگوں کی عبادت کر رہے ہیں۔

اور فرمایا کہ نصاریٰ عیسیٰ علیہ السلام کو پکارتے ہیں۔ (بنی إسرائیل : ۵۷۔ الجن:۱۸تا ۲۰۔ الأعراف : ۳۵ تا ۴۲) دیکھیے قرآن کا ترجمہ مع تفسیر از احمد رضا خاں صاحب اور یہاں لفظ ”یدعون“ وغیرہ ہیں۔ مزید تفصیل کے لیے توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت کی بحث ملاحظہ فرمائیں۔

انھیں شرک فی التصرف اور شرک فی العلم کا مرتکب قرار دیا۔ (المائدۃ : ۷۶، ۱۱۶، ۱۱۷) یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ عیسیٰ علیہ السلام سے فرمائے گا کہ کیا تو نے نصاریٰ کو کہا تھا کہ مجھے اور میری والدہ کو معبود بنانا؟ تو عیسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے کہ جب تک میں ان میں رہا ان کا حال دیکھتا رہا پھر جب تو نے مجھے اپنے پاس اٹھا لیا تو تو ہی ان کا نگہبان رہا اور سب چیزیں تیرے سامنے ہیں (یعنی جب اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو اپنی طرف اٹھا لیا تو عیسیٰ علیہ السلام کو پتا نہیں کہ ان کی امت کیا کر رہی ہے) اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جب میرے کچھ ساتھی قیامت کے دن پکڑے جائیں گے تو میں بھی عیسیٰ علیہ السلام والا جواب دوں گا۔ ❷

مزید تفصیل کے لیے توحید فی العلم کی بحث دیکھیں۔ چونکہ اہل کتاب مشرک ہیں اس لیے ان کا اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان نہیں۔ (التوبہ : ۲۹) اور ہر مشرک کا یہی حکم ہے جیسے مشرکین مکہ (الانعام : ۱۵۰) حالانکہ وہ اللہ کو مانتے تھے۔ (یونس : ۱۸ تا ۲۳، ۳۱) اہل کتاب کے

---

❶ المائدۃ : ۷۵۔آل عمران : ۴۵ تا ۶۰۔ مریم : ۲۰ تا ۳۲

❷ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃ الأنبیاء) باب ﴿ کما بدأنا أوّل خلق نعیدہ وعدا علینا ﴾ : ۴۷۴۰

مولوی اور درویش لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ (التوبہ:۳۴) غور کریں آج کیا ہو رہا ہے۔ آج کل بھی اکثر مولوی اور درویش جاہل ہیں اور لوگوں کو قرآن و حدیث سنانے کی بجائے ''اللہ ھو'' ''اللہ ھو'' کی تعلیم دیتے ہیں حالانکہ اس کا معنی کوئی نہیں ہے۔

## اہل کتاب کا غلو:

غلو کا مطلب ہے اعتدال کا راستہ چھوڑ دینا، یہ افراط وتفریط دونوں صورتوں میں ہے۔غلو کے لیے دیکھیے (النساء : ۱۷۱ تا ۱۷۵۔ المائدۃ : ۷۲ تا ۷۷) ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے اہل کتاب! غلو نہ کرو اور اللہ پر وہی بات کہو جو سچ ہو، اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے اس کا وہی مالک ہے اور وہی کافی ہے کارساز اور سب اس کے عبادت گزار ہیں اور اللہ کے سوا نہ کوئی تمھارا ولی ہے نہ کوئی مددگار۔ (النساء : ۱۷۱ تا ۱۷۳) اور فرمایا کہ مسیح (علیہ السلام) نے کہا اے بنی اسرائیل! اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو جو میرا اور تمھارا رب ہے اور جس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا اللہ نے اس پر جنت کو حرام قرار دیا۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تو اللہ سے استغفار کرو۔ اللہ کے سوا ایسے کی بندگی نہ کرو (عیسیٰ علیہ السلام) جو تمھارے نفع ونقصان کا مالک نہیں۔ اے اہل کتاب! غلو نہ کرو اور ان لوگوں کے خیال پر مت چلو جو پہلے گمراہ ہو چکے اور بہتوں کو گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بہک گئے۔ (المائدۃ : ۷۲ تا ۷۷)

قرآن مجید کے مندرجہ بالا مقامات پر اگر تھوڑا سا بھی غور کیا جائے تو معلوم ہو جائے گا کہ اہل کتاب غلو کی وجہ سے مشرک ہوئے، اسی لیے ہمارے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اس قسم کے رویہ سے سختی سے منع کیا ہے اور فرمایا ہے کہ تم مجھے نصاریٰ کی طرح نہ بڑھانا جیسا کہ انھوں نے عیسیٰ علیہ السلام کے معاملہ میں کیا۔ میں تو اللہ کا بندہ اور اس کا رسول ہوں۔ ❶

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بلکہ ان سے کمتر بزرگوں کے معاملے میں بھی ہمیں امت مسلمہ میں لاؤڈ سپیکروں پر ہر طرف غلو سنائی دے رہا ہے، یہ معاملہ انتہائی خطرناک ہے، اس طرز عمل کو بدلنے کی ضرورت ہے۔

ہم نے احمد رضا خان کا ترجمہ مع تفسیر گہری نظر سے کئی ماہ لگا کر پڑھا۔اس میں ہر طرف غلو ہی غلو نظر آیا۔(غلو کے معنی ہیں کسی ہستی کو اس کے جائز مقام سے بڑھانا یا گھٹانا) رسول

❶ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب: ۳۴۴۵

اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر لکھا، حالانکہ اللہ تعالیٰ بھی ناظر ہیں، یعنی رسول اللہ ﷺ کو بلکہ تمام انبیاء کو اس صفت میں اللہ کے برابر قرار دیا۔ انبیائے کرام علیہم السلام کو بشر کہنا کفار کا شیوہ قرار دیا، یہ غلو کی انتہا ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے کے اپنے عقیدہ کو درست ثابت کرنے کے لیے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بار بار تحریف کی۔ صرف اپنا عقیدہ غلو ثابت کرنے کے لیے امام ابو حنیفہ کو امام اعظم لکھا، حالانکہ امام اعظم ہمارے پیارے رسول ﷺ ہیں۔

اور حد تو یہ ہے کہ عبد القادر جیلانی رحمہ اللہ کو سورۂ مریم (۹۶، ف ۱۵۶) میں غوث اعظم لکھا، حالانکہ غوث اعظم صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ (النمل: ۶۲۔ الأنفال: ۱۹ اور الأحقاف: ۱۷) یہ ظاہر غلو اور شرک ہے۔ غیر اللہ کو پکارنے والے باب میں ہم اس کا بڑی تفصیل کے ساتھ قرآنی حوالوں کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں۔ ان ساری باتوں سے پرہیز کرنا چاہیے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات، صفات، اختیارات اور حقوق میں اس کا کوئی شریک نہیں، اللہ جیسا کوئی نہیں، اللہ کے برابر کوئی نہیں، کیونکہ وہ خالق ہے اور باقی سب مخلوق۔ رسول اللہ ﷺ ایسی ہستی ہیں کہ کوئی بڑے سے بڑا صحابی، کوئی بڑے سے بڑا امام، کوئی بڑے سے بڑا بزرگ، کوئی بڑے سے بڑا نبی ان کی برابری نہیں کر سکتا۔ صرف اور صرف اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنی چاہیے۔

شرک کے علاوہ قرآن نے اہل کتاب کو مندرجہ ذیل جرائم کا مرتکب قرار دیا ہے:

1. یعنی ﴿سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا﴾ کے اقرار سے پھر گئے، وعدہ یہ کیا تھا کہ ہم نے سنا اور ہم نے اطاعت کی لیکن ایسا نہ کیا اور دوسرا اقرار یہ تھا کہ اللہ نے عالم ارواح میں ہر انسان سے سوال کیا کہ کیا میں تمھارا رب یعنی داتا نہیں ہوں؟ تو روحوں نے جواب دیا کہ ہاں! تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ قیامت کے دن یہ نہ کہنا کہ شرک تو ہمارے باپ دادا نے کیا، کیا تو ہم کو ہلاک کرتا ہے؟ اس بات سے اہل کتاب پھر گئے یعنی صرف اللہ کو رب یعنی داتا ماننے کی بجائے پیغمبروں کو داتا بنا لیا اور یہی حال آج کل کے کلمہ گو صاحبان کا ہے، بلکہ انھوں نے تو ہزاروں داتا بنا لیے۔ اگر لاہور والا داتا ہے تو سب صحابہ داتا ہو گئے کیونکہ وہ ان سے افضل ہیں۔ اگر صحابی داتا ہو گئے تو سب انبیاء داتا ہو گئے کیونکہ وہ صحابہ سے افضل ہیں۔ اس طرح لاکھوں داتا بن گئے تو اللہ کی توحید کدھر گئی؟

- اللہ تعالیٰ کے انعامات یاد نہ رکھے۔ (البقرۃ : ۴۷) آسمانی ہدایت کو یاد نہ رکھا، اس سے پھر گئے تو اللہ تعالیٰ نے دنیاوی انعامات بھی چھین لیے۔ یہی کچھ امت مسلمہ نے کیا، یہی کچھ ان کے ساتھ ہوا۔
- حق کو باطل کے ساتھ ملا دیا، حق کو چھپا لیا (البقرۃ : ۴۲، ۴۶، ۱۵۹، ۱۷۴) اور آسمانی ہدایت کے ساتھ اور لوگوں کے احکامات بھی ملا دیے، یہی کچھ امت مسلمہ نے کیا۔ یہی وجہ ہے کہ آج امت مسلمہ ذلیل وخوار ہو رہی ہے۔
- اہل کتاب کے مزید جرائم کے لیے البقرۃ (۴۰ تا ۱۴۷) اور آل عمران (اتا۸۳) دیکھیں اور فرمایا اللہ سے ملاقات یاد رکھو۔ (البقرۃ : ۴۶) اور فرمایا شرک نہ کرو۔ (البقرۃ : ۵۱، ۶۲) اور فرمایا اللہ کی نعمتوں کا شکر ادا کرو۔ (البقرۃ : ۵۲) اور فرمایا اللہ تعالیٰ کے حکم نہ بدلو۔ (البقرۃ : ۵۹) اور فرمایا اللہ کی آیتوں کا انکار نہ کرو۔ (البقرۃ : ۶۱، ۹۴) اور فرمایا کہ ہمارا یہ امی نبی اہل کتاب سے وہ بوجھ اور پھندے اتارتا ہے جو ان کے علماء نے خود ساختہ دین کے ذریعے پیدا کر لیے تھے۔ (الأعراف : ۱۵۷، ۱۵۸) یہود و نصاریٰ کے مندرجہ بالا طرز عمل کو سامنے رکھ کر ہر کلمہ گو کو اپنے طرز عمل کا جائزہ لینا چاہیے کہ کہیں ہمارے علماء نے بھی خود ساختہ بوجھ اور پھندے ہمارے گلے میں تو نہیں ڈال دیے۔ یہ وہ بوجھ اور پھندے ہیں جن کا اصل دین میں وجود تک نہیں (یعنی شرک اور بدعات کے بوجھ اور پھندے) اور پھر اپنا طرز عمل درست کرنا چاہیے اور سب سے بڑا جرم اہل کتاب نے یہ کیا کہ اللہ کی کتاب کے کچھ حصے کو مان لیا اور کچھ کو نہ مانا۔ (البقرۃ :۸۵) اور اللہ تعالیٰ نے یہاں فرمایا کہ جو ایسا کرے گا اس کو ہم دنیا میں بھی ذلیل کریں گے اور قیامت کے دن بھی اور یہی کچھ آج کل امت مسلمہ کر رہی ہے کہ قرآن کے کچھ حصے کو مانتی ہے اور کچھ کا انکار کرتی ہے بلکہ پاکستان میں اکثر لوگ تو قرآن کو سمجھ کر پڑھتے ہی نہیں۔

## تبلیغی جماعت :

تبلیغی جماعت رائے ونڈ کے متعلق بھی بحث ضروری ہے، اس سلسلہ میں مندرجہ ذیل نکات قابل توجہ ہیں :

1. یاد رہے یہ حنفی دیوبندی ہیں۔تبلیغی جماعت کے لوگوں سے تبادلہ خیال اکثر ہوتا رہتا ہے،

جن میں عالم پڑھا لکھا طبقہ اور عام اراکان تبلیغی جماعت شامل ہیں۔ جب ان سے یہ سوال کیا جاتا ہے کہ اس وقت امت مسلمہ میں کتنی قسم کا شرک ہو رہا ہے اور عبادت کتنی قسم کی ہو رہی ہے تو آج تک تبلیغی جماعت کا کوئی بھی رکن ایسا نہیں ملا جو ان باتوں کو جانتا ہو۔ یہ بہت افسوسناک بات ہے، توحید و شرک اور ان باتوں کی اقسام اور عبادت کی اقسام کا قرآن و حدیث کی روشنی میں مکمل علم تبلیغی جماعت والوں کو ہونا چاہیے، اگر اسلام کے ان بنیادی عقائد کا بھی کسی شخص کو علم نہ ہو تو وہ تبلیغ کس چیز کی کرے گا۔ اس کی مثال تو ایسی ہے کہ کوئی جہاد کے لیے نکلے، جب میدان گرم ہو تو وہ کہے کہ میرے پاس تو اسلحہ ہی کوئی نہیں۔ یہ بات انتہائی حیران کن ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی تیرہ سالہ مکی زندگی میں اسلام کے انھی بنیادی عقائد کی تبلیغ فرمائی، قرآن و حدیث اس پر گواہ ہیں۔

۲ تبلیغی جماعت کی تین کتابیں فضائل اعمال، فضائل صدقات اور خاص طور پر فضائل درود فوت شدگان اور اہل دنیا کے زندہ افراد کے درمیان رابطہ سے بھری پڑی ہیں۔ یہ باتیں شرک فی العلم اور شرک فی التصرف میں آتی ہیں جیسا کہ پہلے شرک فی العلم، توحید فی العلم اور شرک فی التصرف اور توحید فی التصرف کے تحت بیان ہو چکا ہے، یہ امور غور طلب ہیں۔

۳ تبلیغی جماعت کی مندرجہ بالا کتابوں میں کثرت سے ایسی باتیں لکھی ہیں اور بزرگوں کے ایسے اعمال لکھے ہیں جو رسول اللہ ﷺ کی سنت کے براہ راست خلاف ہیں، ان باتوں پر غور کی ضرورت ہے۔ مثلاً: (۱) فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ اس کتاب کا آغاز مولانا زکریا نے اس وقت کیا جب وہ دماغی کام کرنے کے قابل نہ تھے۔ (۲) تلاوت قرآن پاک سے جن مرنے لگے۔ (۳) رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع ہر شخص کو نہ کرنا چاہیے۔ (فضائل اعمال کی تلقین) (۴) صحابی شافعی المذہب۔ (عجیب منطق) (۵) شہید کی بیوہ سے بغیر عدت دوسرا نکاح۔ (فضائل اعمال کا کارنامہ) (۶) حسن رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں چند احادیث یاد تھیں۔ (۷) حسین رضی اللہ عنہ کو چھ برس میں صرف آٹھ احادیث یاد تھیں (۸) مولوی زکریا کے والد نے صرف دو سال کی عمر میں پاؤ پارہ

حفظ کر لیا تھا۔

قرآن جیسی عظیم کتاب سے ہدایت اور رہنمائی لینے سے منع کرنا، فضائل اعمال کو پڑھنے کی تلقین کرنا، اجتماع میں اس کو پھیلانے کی بیعت لینا وغیرہ۔ یہ صرف دعویٰ ہی دعویٰ ہے جبکہ عملی طور پر محبت اپنے بزرگوں کے طریقے سے ہے جن کو پھیلا رہے ہیں۔ لہٰذا عام مسلمانوں کو اس حقیقت سے آگاہ کرنا ضروری تھا جس کے لیے اپنی استطاعت کے مطابق کوشش کی گئی ہے، اسی طرح تبلیغی جماعت کے اکابرین اور عقیدت مندوں سے بھی درخواست ہے کہ دین کے معاملے کو اپنی انا وضد اور عزت کا مسئلہ نہ بنائیں اور فضائل اعمال کی اصلاح کر لیں یا پھر اس کو تبلیغ کے لیے پیش نہ کریں اور اس سے بہتر کتاب قرآن کریم کو دعوت و تبلیغ کے لیے پڑھیں اور سنائیں۔ اسی طرح تبلیغی اجتماعات میں بعض رسومات اور بدعات پر قائم رہنے کی بجائے ان کی اصلاح کر لیں:

1. آیات قرآنی کی تحریف کا دھندہ ترک کر کے قرآن کریم کو اسی طرح پیش کریں جس طرح اللہ نے اتارا اور نبی ﷺ نے امت کو سمجھایا۔
2. جہاد کی مخالفت چھوڑ دیں اور لوگوں کو کفر کے خلاف لڑنے کے لیے تیار کریں، تاکہ زمین سے فتنے ختم ہوں، اسلام غالب ہو، مسلمان آزادی کے ساتھ اللہ کے دین پر عمل کر سکیں اور دنیا میں امن قائم ہو۔ اللہ ہمیں دین اسلام کی خدمت کرنے کی توفیق عطا فرمائے اور خاتمہ ایمان پر کرے اور موت شہادت کی نصیب فرمائے۔ آمین!!
3. ہم نے کئی دفعہ عملی طور پر آزمایا کہ تبلیغی جماعت رائے ونڈ والے نہ قرآن سناتے ہیں اور نہ سنتے ہیں، نہ احادیث کی کتابیں سنتے ہیں اور نہ سناتے ہیں۔ آزمائش شرط ہے۔
4. اور آج کل امت مسلمہ میں جو شرک وکفر اور بدعات کی بھرمار ہے اس کا ذکر تک نہیں کرتے۔ اہل باطل سے اس قسم کی معرکہ آرائی اور مناظرے ہمیشہ اہل حق کا سرمایۂ عمل رہے ہیں اور یہ بات کہ ان مناظروں میں کسی نے کفر و الحاد سے کھلی توبہ نہ کی، آئندہ مناظروں کی راہ میں کبھی رکاوٹ نہ بن سکی۔ یہ سب انبیاء کی سنت ہے۔ عمل بالمعروف

کے ساتھ نہی عن المنکر کی تبلیغ سنت انبیاء ہے۔اگر آپ عمل بالمعروف کی تاکید کریں اور نہی عن المنکر کا ذکر تک نہ کریں تو یہ سنت انبیاء تو نہیں ہو سکتی بلکہ یہ تو طریقۂ یہود تھا جس پر قرآن نے یوں تنقید کی ہے:

''کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے بعض کا انکار کرتے ہو۔'' [البقرة : ۸۵]

رسول اللہ ﷺ نے تو نہی عن المنکر کے ساتھ اہل باطل کے فتنوں کا توڑ کرنے کا بھی بڑی صراحت کے ساتھ ذکر فرمایا ہے۔ ❶

❺ نیز دیکھئے صفحہ ۷۲۴ سوال نمبر ۶ اور دیکھئے صفحہ ۷۴۴، سوال نمبر ۳۹، ص ۷۹۸ تا ۸۰۰

❶ دیکھئے مسلم کتاب الایمان، باب بیان کون النھی عن المنکر من الایمان ... الخ ۸۰/ ۵۰، ۷۸/ ۴۹

# فضائل اعمال کے سات مختلف ایڈیشنوں کے حوالہ جات

| نمبر شمار | مضامین حکایات صحابہ | کتب خانہ رحمانیہ صفحہ نمبر | کتب خانہ فیضی لاہور صفحہ نمبر | قدیمی کتب خانہ صفحہ نمبر | محمد عبدالرحیم صفحہ نمبر | خواجہ محمد اسلام لاہور صفحہ نمبر | مکتبہ مدینہ لاہور صفحہ نمبر | کتب خانہ مدینہ صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۔ | اس کتاب کا آغاز مولانا زکریا نے اس وقت کیا جب وہ دماغی کام کرنے کے قابل نہ تھے۔ | ۷ | ۶ | ۸ | ۵ | ۷ | ۶ | ۷ |
| ۲۔ | تلاوت قرآن سے جن مرنے لگے۔ (انوکھا انداز) | ۴۲ | ۴۲ | ۴۰ | ۳۶ | ۳۸ | ۴۰ | ۳۸ |
| ۳۔ | نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع ہر شخص کو نہ کرنا چاہیے۔ (فضائل اعمال کی تلقین) | ۵۰ | ۵۰ | ۴۷ | ۴۲ | ۴۴ | ۴۷ | ۴۵ |
| ۴۔ | صحابی شافعی المذہب۔ (عجیب منطق) | ۶۶ | ۶۷ | ۴۲ | ۵۶ | ۵۸ | ۵۲ | ۵۹ |
| ۵۔ | شہید کی بیوہ سے بغیر عدت دوسرا نکاح۔ (فضائل اعمال کا کارنامہ) | ۱۳۹ | ۱۴۲ | ۱۳۳ | ۱۲۳ | ۱۲۵ | ۱۳۳ | ۱۲۷ |
| ۶۔ | حضرت حسن رضی اللہ عنہ کو سات سال کی عمر میں چند احادیث یاد تھیں۔ | ۱۵۷ | ۱۷۸ | ۱۶۹ | ۱۵۶ | ۱۵۸ | ۱۴۹ | ۱۶۲ |
| ۷۔ | حضرت حسین رضی اللہ عنہ کو چھ برس میں صرف آٹھ احادیث یاد تھیں۔ | ۱۷۶ | ۱۷۹ | ۱۷۰ | ۱۵۷ | ۱۵۹ | ۱۷۰ | ۱۶۳ |
| ۸۔ | مولوی زکریا کے والد نے صرف دو سال کی عمر میں پاؤ پارہ حفظ کر لیا تھا۔ | ۱۷۷ | ۱۸۰ | ۱۷۱ | | ۱۶۰ | ۱۷۱ | ۱۶۴ |

۹۔ قواعد وضوابط سے بالاتر۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۴۱ | ۲۰۹ | ۵۴۷ | ۴۷۳ | ۵ | ۵۴۷ | ۵ |

۱۰۔ پندرہ علوم پر مہارت کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۵۳ | ۲۲۰ | ۵۵۹ | ۴۸۲ | ۱۵ | ۵۵۹ | ۱۵ |

۱۱۔ عشق۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۴۲ | ۲۱۰ | ۵۴۸ | ۴۷۳ | ۶ | ۵۴۸ | ۶ |

۱۲۔ پندرھواں علم وہبی ہے جس کا شاید کوئی دعوے دار نہ ہو۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۵۳ | ۲۲۱ | ۵۶۱ | ۴۶۳ | ۱۶ | ۵۶۱ | ۱۶ |

۱۳۔ عشق کی ممانعت بھی اور دوسرے مقامات پر فضیلت بھی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۷۶ | ۲۴۵ | ۵۴۷ | ۵۰۴ | ۲۷ | ۵۶۸_۸۷ | ۲۷ |

۱۴۔ روزانہ آٹھ قرآن ختم۔ (فضائل اعمال کا ریکارڈ)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۸۴_۸۵ | ۲۵۴ | ۵۷۹ | ۵۱۲ | ۴۵ | ۵۹۷ | ۴۵ |

۱۵۔ قرآن سے مذاق۔ (سارا قرآن ایک نقطہ میں)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۹۰ | ۲۶۰ | ۶۰۳ | ۵۱۷ | ۵۰ | ۶۰۳ | ۵۰ |

۱۶۔ عشق پیدا کرنے کی تدبیر۔ عشق مبارک دولت ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۲۹۹_۳۰۰ | ۷۲ تا ۲۷۰ | ۶۱۴ | ۵۲۵ | ۵۸ | ۶۱۴ | ۵۸ |

۱۷۔ محبوبہ برقع میں، آنکھیں اوپر ہی سے ٹھنڈی کرے گا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | ۲۷۹ | ۶۲۳ | ۵۳۳ | ۶۶ | ۶۲۳ | ۶۶ |

۱۸۔ محبوب کی ہر ادا بھاتی ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۳۲۴ | ۲۹۷ | ۲۰۰ | ۱۸۱ | ۷ | ۲۰۰ | ۸ |

۱۹۔ گرتے پانی سے جھڑتے گناہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دیکھ لیتے تھے۔ (فضائل اعمال کا دعویٰ)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۳۰۴ | ۲۰۴ | ۲۰۸ | ۱۸۸ | ۱۴ | ۲۰۸ | ۱۵ |

۲۰۔ نبی پر موت مگر اپنے بزرگ مرتے نہیں۔ (فضائل اعمال کی دورخی)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۲ | ۲۶۱ | ۲۱ | ۱۹۵ | ۲۱۶ | ۳۱۲ | ۳۳۸ | | |

۲۱۔ صحابی دو رکعت نماز نہ پڑھ سکا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۳ | ۲۱۸ | ۲۱ | ۱۹۶ | ۲۱۷ | ۳۱۳ | ۳۹۳_۳۳۸ | | |

۲۲۔ زندوں کا عمل مردوں پر پیش ہوتا ہے۔(ایمان شکن دعویٰ)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۴ | ۲۱۸ | ۶۲ | ۱۹۶ | ۲۱۸ | ۳۱۳ | ۳۳۹ | | |

۲۳۔ ایمان اور کفر کے درمیان فرق۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۶ | ۲۲۰ | ۲۴ | ۱۹۸ | ۲۲۰ | ۳۱۶ | ۳۴۲ | | |

۲۴۔ نبی ﷺ کا ہجرت سے قبل جہادی ذوق۔ (مگر تبلیغی اس کے مخالف ہیں)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۰ | ۲۲۵ | ۲۸ | ۲۰۲ | ۲۲۵ | ۳۲۰ | ۳۴۶ | | |

۲۵۔ سفیان ثوری پر دورہ غلبہ حال۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۲ | ۲۳۹ | ۴۰ | ۲۱۴ | ۲۳۹ | ۳۳۲ | ۳۵۸ | | |

۲۶۔ شیطان سے دھوکا۔(بزرگ کا کمال)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۷ | ۲۳۲ | ۳۵ | ۲۰۹ | ۲۳۲ | ۳۲۷ | ۳۵۳ | | |

۲۷۔ تین کروڑ نماز کا ثواب۔(مبالغہ کی حد)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۵ | ۲۴۲ | ۴۳ | ۲۱۷ | ۲۴۲ | ۳۳۷ | ۳۶۲ | | |

۲۸۔ دو سو رکعات روزانہ یا تین سو۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۴۶ | ۲۴۳ | ۴۴ | ۲۱۸ | ۲۴۳ | ۳۳۷ | ۳۶۲ | | |

۲۹۔ جاہل صوفی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۵۶ | ۴۶۴ | ۵۴ | ۲۲۸ | ۲۵۴ | ۲۴۳ | ۳۴۱ | ۳۷۱ | |

۳۰۔ دن بھر روزہ رات بھر تہجد۔(بڑا بزرگ)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۳ | ۲۶۱ | ۶۲ | ۲۳۶ | ۲۶۱ | ۳۵۷ | ۳۸۱ | | |

۳۱۔ چیخ ماری اور مر گئی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۳ | ۲۶۲ | ۲۶ | ۲۳۶ | ۲۶۴ | ۳۵۷ | ۳۸۱ | | |

۳۲۔ چالیس سال تک بے قراری۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۲ | ۲۶۱ | ۶۱ | ۲۳۵ | ۲۶۱ | ۳۵۶ | ۳۸۰ | | |

۳۳۔ قصہ مچھلی کا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۴ | ۲۶۳ | ۶۳ | ۲۳۷ | ۲۶۳ | ۳۵۸ | ۳۸۲ | | |

۳۴۔ ایک وضو سے بارہ دن ساری نمازیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۵ | ۲۶۴ | ۶۴ | ۲۳۸ | ۲۶۴ | ۳۶۰ | ۳۸۴ | | |

۳۵۔ مردہ قبر میں کھڑا ہو گیا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۷ | ۲۶۶ | ۶۶ | ۲۴۰ | ۲۶۶ | ۳۶۱ | ۳۸۵ | | |

۳۶۔ ایک بزرگ کی بیوی روتی رہی اور وہ عبادت میں مشغول رہا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۸ | ۲۶۷ | ۶۷ | ۲۴۱ | ۲۶۶ | ۳۶۲ | ۳۸۶ | | |

۳۷۔ پچاس برس تک ایک وضو سے عشاء اور صبح کی نماز پڑھی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۸ | ۲۶۷ | ۶۷ | ۲۴۱ | ۲۶۷ | ۳۶۲ | ۳۸۶ | | |

۳۸۔ ہمیشہ روزہ سے رہے۔ (خلاف حدیث)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۶۸ | ۲۶۷ | ۶۷ | ۲۴۱ | ۲۶۷ | ۳۶۳ | ۳۸۷ | | |

۳۹۔ نماز میں بارہ ہزار چیزیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۰ | ۲۸۰ | ۷۹ | ۲۵۳ | ۲۸۰ | ۳۷۵ | ۳۹۹ | | |

۴۰۔ رسی سے باندھ لیتے۔ (نبی ﷺ پر بہتان)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۷۸ | ۲۷۸ | ۷۸ | ۲۵۲ | ۲۷۸ | ۳۸۴ | ۳۹۸ | | |

۴۱۔ ایک ہزار رکعات روزانہ۔ (ریکارڈ)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۳ | ۲۸۳ | ۸۲ | ۲۵۲ | ۲۸۳ | ۳۷۸ | ۴۰۲ | | |

۴۲۔ نماز، ڈھول اور بزرگ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۵ | ۲۸۵ | ۸۵ | ۲۵۹ | ۲۸۵ | ۳۸۱ | ۴۰۵ | | |

۴۳۔ ظہر سے اگلے دن تک انتظار، بزرگ اور مہمان۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۶ | ۲۸۶ | ۸۶ | ۲۶۰ | ۲۸۶ | ۳۸۲ | ۴۰۶ | | |

۴۴۔ عبادت کا انوکھا انداز۔

۴۵۔ عشق۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۰۱ | ۴۰۸ | ۳۰۷ | ۲۷۹ | ۱۸ | ۳۰۷ | ۱۸ |

۴۶۔ ستو پھانک رہے تھے۔ (بزرگ کا کمال)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۰۷ | ۴۱۴ | ۳۱۴ | ۲۸۵ | ۲۴ | ۳۱۳ | ۲۴ |

۴۷۔ قصہ بادشاہ کا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۱۴ | ۴۲۲ | ۳۲۲ | ۲۹۱ | ۳۰ | ۳۲۲ | ۳۰ |

۴۸۔ شیطان اور عابد۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۱۴ | ۴۲۲ | ۳۲۲ | ۲۹۱ | ۳۰ | ۳۲۲ | ۳۰ |

۴۹۔ حرم میں لوڈشیڈنگ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۲۰ | ۴۲۷ | ۳۲۸ | ۲۹۶ | ۳۵ | ۳۲۸ | ۳۵ |

۵۰۔ عشق۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۲۹ | ۴۳۷ | ۳۳۹ | ۳۰۴ | ۴۳ | ۲۳۹ | ۴۳ |

۵۱۔ شیطان سے ملاقات۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۲۹ | ۴۳۷ | ۳۳۹ | ۳۰۴ | ۴۳ | ۳۳۹ | ۴۳ |

۵۲۔ درس قرآن کی ممانعت۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۵۷ | ۴۶۵ | ۳۶۱ | ۳۲۹ | ۶۸ | ۳۶۰ | ۶۸ |

۵۳۔ چیخ ماری اور مرگئی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۶۹ | ۴۷۶ | ۳۸۰ | ۳۳۸ | ۷۷ | ۳۸۰ | ۷۷ |

۵۴۔ جوتیاں سیدھی کرنا پڑتی ہیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۷۴ | ۴۸۲ | ۳۸۶ | ۳۴۴ | ۸۳ | ۳۸۶ | ۸۱ |

۵۵۔ پچیس ہزار روزانہ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۷۶ | ۴۸۴ | ۳۸۸ | ۳۴۵ | ۸۴ | ۳۸۸ | ۸۳ |

۵۶۔ دوسومرتبہ ایک سانس میں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۵۷۶ | ۴۸۴ | ۳۸۸ | ۳۴۵ | ۸۴ | ۳۸۸ | ۸۳ |

۵۷۔ قصہ ایک کافر بادشاہ کا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۹ | ۳۹۵ | ۹۰ | ۳۵۱ | ۳۹۵ | ۴۹۱ | ۵۸۳ | | |

۵۸۔ بزرگ، سپاہی اور گدھا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۹۸ | ۴۰۵ | ۹۹ | ۳۶۰ | ۴۰۵ | ۵۰۱ | ۵۹۲ | | |

۵۹۔ جھڑتے گناہوں کا نظارہ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴۹ | ۴۶۶ | ۱۵۰ | ۴۱۱ | ۴۶۶ | ۵۶۱ | ۶۴۸ | | |

۶۰۔ استنجے سے اجتناب۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴۹ | ۴۶۶ | ۱۵۰ | ۴۱۱ | ۴۶۶ | ۵۶۱ | ۶۴۹ | | |

۶۱۔ بزرگی میں اضافے کے خطرے کے پیش نظر اور ذکر کی ممانعت۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۴۹ | ۴۶۵ | ۱۵۰ | ۴۱۱ | ۴۶۵ | ۵۶۱ | ۶۴۸ | | |

۶۲۔ جمادات وحیوانات کی تسبیح۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۵۰ | ۴۶۶ | ۱۴۹ | ۴۱۰ | ۴۶۵ | ۵۶۱ | ۶۴۸ | | |

۶۳۔ اللہ کو دیکھنے کا جھوٹا دعویٰ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶۱ | ۴۸۰ | ۱۶۱ | ۴۲۲ | ۴۸۰ | ۵۷۴ | ۴۶۱ | | |

۶۴۔ جنت اپنے سازوسامان کے ساتھ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶۲ | ۴۸۱ | ۱۶۲ | ۴۲۳ | ۴۸۱ | ۵۷۵ | ۴۶۲ | | |

۶۵۔ حدیث تسبیح۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۶۵ | ۴۸۵ | ۱۶۴ | ۴۲۶ | ۴۸۵ | ۵۷۹ | ۶۶۶ | | |

۶۶۔ جسے اچھا سمجھتا ہے ان کے قول پر عمل کرے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۲۸ | ۵۳۵ | ۲۸ | ۴۶۴ | ۵۳۵ | ۶۳۸ | ۴۲۹ | | |

۶۷۔ پیشہ کرنے کا حکم کرتے۔ (پیشہ کریں)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۳۱ | ۵۳۸ | ۳۰ | ۴۶۶ | ۵۳۸ | ۶۳۱ | ۴۳۴ | | |

۶۸۔ جنت دوزخ کا نظارہ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۸۳ | ۳۸۸ | ۸۴ | ۳۴۵ | ۳۸۸ | ۴۸۴ | ۵۷۶ | | |

۶۹۔ تراویح چھوڑنے پر مقاتلہ۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۳۱۴ | ۶۳۸ | ۶۳۸ | ۵۴۲ | ۵ | ۶۳۸ | ۶ |

۷۰۔ بزرگوں کی اتباع کی تلقین۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۱۶ | ۶۴۰ | ۶۴۱ | ۵۴۴ | ۷ | ۶۴۱ | ۵ |

۷۱۔ گھر کی عورتوں کو دیکھ کر خوش ہوتا ہوں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۲۹ | ۶۵۳ | ۶۵۶ | ۵۵۷ | ۲۰ | ۶۵۶ | ۲۰ |

۷۲۔ کوئی جماعت جس نے کئی حاکم ہلاک کیے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۳۳ | ۶۵۷ | ۶۶۰ | ۵۶۰ | ۲۳ | ۶۶۰ | ۲۳ |

۷۳۔ پندرہ روز میں ایک مرتبہ کھانا کھایا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۳۵ | ۶۵۹ | ۶۶۳ | ۵۶۲ | ۲۵ | ۶۶۳ | ۲۵ |

۷۴۔ جنت کا لطف حاصل ہو رہا ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۴۱ | ۶۶۵ | ۶۶۱ | ۵۶۸ | ۳۱ | ۶۶۹ | ۳۰ |

۷۵۔ عمر بھر نہ روزہ رکھا نہ نماز پڑھی۔ (کرامت)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۴۴ | ۶۶۸ | ۶۷۳ | ۵۷۰ | ۳۳ | ۶۷۳ | ۳۳ |

۷۶۔ ایک رات میں پورا قرآن پڑھ دیا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۵۰ | ۶۷۴ | ۶۸۰ | ۵۷۶ | ۳۸ | ۶۸۰ | ۳۹ |

۷۷۔ حضرت علی رضی اللہ عنہ نے صحابی کو جگایا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۵۵ | ۶۷۹ | ۶۸۶ | ۵۸۰ | ۴۴،۴۳ | ۶۸۶ | ۴۴ |

۷۸۔ پچاس برس تک ایک وضو سے عشاء اور صبح کی نمازیں پڑھیں۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۴۵۰ | ۶۷۴ | ۶۸۰ | ۵۷۶ | ۳۹ | ۶۸۰ | ۳۹ |

۷۹۔ قبر سے سلام کا جواب سنا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۶۹۸ | | ۷۳۱ | ۶۴۱ | ۱۹ | ۷۳۱ | ۱۹ |

۸۰۔ بیس جہادوں سے زیادہ ثواب۔ (نئی دریافت)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۱۰ | | ۷۴۲ | ۶۵۳ | ۳۰ | ۷۴۲ | ۲۸ |

۸۱۔ نبی ﷺ کو خواب میں بوڑھا دیکھا یا جوان۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۳۶ | | ۷۲۹ | ۶۷۵ | ۵۳ | ۷۶۹ | ۵۱ |

۸۲۔ شراب پی۔ (نبی ﷺ پر بہتان)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۳۶ | | ۷۷۰ | ۶۷۷ | ۵۵ | ۷۷۰ | ۵۱ |

۸۳۔ عمر بھر میں درود ایک بار فرض ہے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۷۰ | | ۸۰۷ | ۷۰۸ | ۸۶ | ۸۰۷ | ۸۱ |

۸۴۔ نبیٔ اکرم ﷺ کے داڑھی کے بالوں کی تقسیم۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | ۸۲۱ | ۷۲۱ | ۹۹ | ۸۲۱ | ۹۳ |

۸۵۔ مردوں سے ملاقات کا طریقہ (۷۰) ہزار بخشے گئے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۸۵ | | ۸۲۳ | ۷۲۲ | ۱۰۰ | ۸۲۳ | ۹۵ |

۸۶۔ ایک بڑا گناہ گار پورے قبرستان کی بخشش کا ذریعہ بن گیا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۸۵ | | ۸۲۳ | ۷۲۲ | ۱۰۰ | ۸۲۳ | ۹۵ |

۸۷۔ کثرت درود سے نبی ﷺ گھبرا گئے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۸۸ | | ۸۲۵ | ۷۲۵ | ۱۰۳ | ۸۲۵ | ۹۷ |

۸۸۔ شبلی پاگل اور یا محمد (ﷺ) کی پکار۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۸۷ | | ۸۲۶ | ۷۲۶ | ۱۰۴ | ۸۲۶ | ۹۸ |

۸۹۔ منہ کالا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۹۰ | | ۸۲۷ | ۷۲۷ | ۱۰۵ | ۸۲۷ | ۹۹ |

۹۰۔ سود خود سور بن گیا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | | | ۸۲۸ | ۷۲۸ | ۱۰۵ | ۸۲۸ | ۹۹ |

۹۱۔ منہ کالی کے پیٹ پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا۔ (نعوذ باللہ!)

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۹۳ | | ۸۳۱ | ۷۳۰ | ۱۰۸ | ۸۳۱ | ۱۰۲ |

۹۲۔ نبیٔ اکرم ﷺ کی روح آسمان سے اتری، روٹی ساتھ تھی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| | | ۷۹۷ | | ۸۳۵ | ۷۳۴ | ۱۱۲ | ۸۳۵ | ۱۰۶ |

۹۳۔ نبی ﷺ کی توجہات۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰۶ | ۸۳۵ | ۱۱۲ | ۷۳۴ | ۸۳۵ | | ۷۹۷ | | |

۹۴۔ داڑھی کے بال ہاتھ میں تھے۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰۶ | ۸۳۵ | ۱۱۲ | ۷۳۴ | ۸۳۵ | | ۷۹۸ | | |

۹۵۔ روٹی اور عثمان (رضی اللہ عنہ) کی گستاخی۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰۶ | ۸۳۵ | ۱۱۳ | ۷۳۴ | ۸۳۵ | | ۷۹۸ | | |

۹۶۔ زعفران کی خوشبو۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۰۷ | ۸۳۶ | ۱۱۳ | ۸۳۵ | ۸۳۶ | | ۷۹۹ | | |

۹۷۔ قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۱ | ۸۴۱ | ۱۱۷ | ۷۳۹ | ۸۴۱ | | ۸۰۳ | | |

۹۸۔ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ۱۱۴ | ۸۴۴ | ۱۲۰ | ۷۴۲ | ۸۴۴ | | | | |

یہاں تبلیغی جماعت کی کتاب ''فضائل اعمال'' کے کچھ مسائل پر تبصرہ کریں گے:

۱۔ اس کتاب کا آغاز مولانا زکریا نے اس وقت کیا جب وہ دماغی کام کرنے کے قابل نہ تھے۔

❃ یہی وجہ ہے کہ اس کتاب میں حق و باطل کو گڈ مڈ کر دیا گیا ہے۔

۳۔ نبی ﷺ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی اتباع ہر شخص کو نہ کرنی چاہیے۔ (فضائل اعمال کی تلقین)

❃ آیت سورۃ النساء (۱۱۵) کے صریحاً خلاف ہے۔ اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کے طریقے پر چلنے کی سختی سے تاکید فرمائی ہے اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا جو اس راستے سے ہٹ جائے گا وہ دوزخی ہے۔ (نیز البقرہ: ۱۳۷)

۴۔ صحابی شافعی المذہب۔ (عجیب منطق)

یاد رہے امام شافعی ۱۵۰ ہجری میں پیدا ہوئے اور تقلید چوتھی صدی ہجری میں شروع ہوئی۔

۵۔ شہید کی بیوہ سے بغیر عدت دوسرا نکاح۔ (فضائل اعمال کا کارنامہ)

❁ کوئی صحابی رضی اللہ عنہ ایسا نہیں کر سکتا، لہٰذا یہ جھوٹ ہے۔

۸۔ مولوی زکریا کے والد نے صرف دو سال کی عمر میں پاؤ پارہ حفظ کر لیا تھا۔

❁ کیا یہ ممکن ہے؟

۱۰۔۱۲۔ پندرہ علوم میں مہارت کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے اور پندرھواں علم وہبی ہے، جس کا شاید کوئی دعویدار نہ ہو۔

❁ نص قرآنی کے خلاف ہے۔ (القمر: ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کو سمجھنے میں آسان کر دیا ہے۔

۱۴۔ آٹھ قرآن روزانہ ختم۔ (فضائل اعمال کا ریکارڈ)

❁ ناممکن بھی اور حدیث بخاری (۵۰۵۲، ۵۰۵۴) کے خلاف بھی۔ نیز دیکھیے یہ کتاب ص ۵۲۶ سے نمبر شمار ۱۴۱، ۱۴۲۔

۱۹۔ گرتے پانی سے جھڑتے گناہ امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ دیکھ لیتے تھے۔ (فضائل اعمال کا دعویٰ)

❁ یہ صریحاً غلو ہے، رسول کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان دیکھیے:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنٰفِقُوْنَ ۛ وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ ۛ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ ۣ لَا تَعْلَمُهُمْ ۭ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۭ سَنُعَذِّبُهُمْ مَّرَّتَيْنِ ثُمَّ يُرَدُّوْنَ اِلٰى عَذَابٍ عَظِيْمٍ ۝ (التوبۃ: ۹/ ۱۰۱)

''اور تمھارے گرد و نواح کے بعض منافق ہیں اور بعض مدینہ والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، تم انھیں نہیں جانتے، ہم انھیں جانتے ہیں، ہم انھیں دوگنی سزا دیں گے، پھر وہ بڑے عذاب کی طرف لوٹائے جائیں گے۔''

حالانکہ منافق آپ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے سامنے نمازیں پڑھتے، آپ کے ساتھ سفر کرتے، آپ کی مجلس میں حاضر ہوتے تھے اور آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ منافق ہیں۔ یاد رہے کہ یہ سورت ''التوبہ'' فتح مکہ کے بعد ۹ ہجری میں نازل ہوئی اور آپ کی وفات ۱۰ ہجری میں ہوئی۔

۲۲۔ زندوں کا عمل مردوں پر پیش ہوتا ہے۔ (ایمان شکن دعویٰ)

❁ محض باطل ہے۔ دیکھیے یہ کتاب، صفحہ ۱۷۶-۵۵۸۔

۳۰۔ دن بھر روزہ رات بھر تہجد۔ (بڑا بزرگ)

❁ کیا ایسا عمل کرنے والا شخص امت محمدیہ سے خارج نہ ہوا؟ کیونکہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے

عمل اور فرمان کے سراسر خلاف ہے۔

۳۴، ۸۷۔ ایک وضو سے بارہ دن ساری نمازیں۔

❁ کیا ایسا عمل کرنے والا شخص امت محمدیہ سے خارج نہ ہوا؟ یہ عملی طور پر ناممکن ہے۔

۳۷، ۳۸، ۸۷۔ پچاس برس تک ایک وضو سے عشاء اور صبح کی نماز۔

کیا ایسا عمل کرنے والا شخص امت محمدیہ سے خارج نہ ہوا؟

۳۵، ۷۹، ۹۱، ۹۲، ۹۳، ۹۶، ۸۵، ۸۶، ۹۴، ۹۵، ۹۷۔ مردہ قبر میں کھڑا ہو گیا۔

❁ یہ سب قبر پرستی کی باتیں ہیں۔ نیز دیکھیں یہ کتاب، صفحہ ۱۷۶۔

۴۱۔ ۱۰۰۰ ہزار رکعت روزانہ۔ (ریکارڈ)

❁ ہر پڑھا لکھا نمازی جانتا ہے کہ نماز کی ایک رکعت پر اوسطاً سوا منٹ لگتا ہے۔ ایک ہزار رکعت پر بارہ سو پچاس منٹ یعنی اکیس گھنٹے صرف ہوئے، اس طرح باقی لوازمات کے لیے صرف تین گھنٹے بچے۔ کیا روزانہ کا یہ معمول ممکن ہے؟ کیا یہ سنت رسول ﷺ یا طریقہ صحابہ رضی اللہ عنہم ہے؟

۶۳۔ اللہ کو دیکھنے کا جھوٹا دعویٰ۔

❁ محض باطل ہے۔ دیکھیے یہ کتاب صفحہ ۴۸۳ سے نمبر شمار ۲۔ اور ص ۵۵۷ نمبر ۳

۶۶، ۷۰۔ بزرگوں کی اتباع کی تلقین۔

❁ یاد رہے علماء اور بزرگوں کی غیر مشروط اطاعت حرام ہے۔ دیکھیں یہ کتاب صفحہ ۷۴۹، ۷۵۰۔

۸۸۔ شبلی پاگل اور یا محمد ﷺ کی پکار۔

❁ پھر بریلوی صاحبان اور تبلیغی جماعت کی تعلیمات میں کیا فرق رہ گیا؟

۹۸۔ نبی ﷺ کا سایہ نہ تھا۔

❁ پھر بریلوی صاحبان اور تبلیغی جماعت کی تعلیمات میں کیا فرق رہ گیا؟

## رسول اللہ ﷺ کا سایہ مبارک:

بعض لوگ کہتے ہیں کہ نبی ﷺ بشر نہیں بلکہ صرف نور ہیں، اسی لیے آپ کا سایہ نہیں، یہ بھی جھوٹ ہے۔ آؤ میں قرآن و سنت سے ثابت کرتا ہوں کہ آپ ﷺ کا سایہ تھا:

## پہلی دلیل:

وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ طَوْعًا وَّكَرْهًا وَّظِلٰلُهُمْ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۩ (الرعد : ۱۳/ ۱۵)

''اور اللہ کو ہر وہ چیز سجدہ کرتی ہے جو آسمانوں میں ہے اور زمین میں، خوشی سے اور ناخوشی سے اور ان سب کے سائے بھی سجدہ کرتے ہیں، صبح وشام۔''

اس آیت میں فرمایا جو آسمان اور زمین میں ہے، تو رسول اللہ ﷺ بھی زمین ہی میں ہیں، لہٰذا آپ بھی اللہ کو سجدہ کرتے تھے اور آپ کا سایہ بھی تھا۔ قرآن سے آپ ﷺ کا سایہ ثابت ہوا۔

## دوسری دلیل:

اَوَلَمْ يَرَوْا اِلٰى مَا خَلَقَ اللّٰهُ مِنْ شَيْءٍ يَّتَفَيَّؤُا ظِلٰلُهٗ عَنِ الْيَمِيْنِ وَالشَّمَآئِلِ سُجَّدًا لِّلّٰهِ وَهُمْ دٰخِرُوْنَ ۝ (النحل : ۱۶/ ۴۸)

''کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے جو بھی چیز پیدا کی ہے سب کے سائے دائیں بائیں پھرتے ہوئے نہایت عاجزی سے اللہ کے حضور سجدہ ریز ہیں۔''

تمام مخلوقات کے سائے اس آیت میں ثابت ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ بھی مخلوق ہیں، لہٰذا آپ ﷺ کا سایہ بھی ہوا۔

## تیسری دلیل:

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں تھیں کہ سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا کا اونٹ بیمار ہو گیا۔ سیدہ زینب رضی اللہ عنہا کے پاس زائد اونٹ موجود تھا۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا: ''زینب! یہ اونٹ سواری کے لیے صفیہ کو دے دو۔'' سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے کہا: ''میں اس یہودیہ کو دوں۔'' (سیدہ صفیہ رضی اللہ عنہا یہودی خاندان سے مسلمان ہوئی تھیں) رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ناراض ہو گئے اور سیدہ زینب رضی اللہ عنہا سے کلام ترک کر دیا۔ ذوالحجہ کے چند دن، ماہ محرم، ماہ صفر اور ربیع الاول کے کچھ دن گزر گئے، طویل بائیکاٹ سے سیدہ زینب رضی اللہ عنہا نے خیال کیا کہ اب رسول اللہ ﷺ کو میری حاجت نہیں رہی۔ اپنا سامان اور چارپائی کو اٹھانا چاہا اور فرماتی ہیں:

(( فَبَيْنَمَا أَنَا يَوْمًا بِنِصْفِ النَّهَارِ إِذَا أَنَا بِظِلِّ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ مُقْبِلٌ )) کہ میں اسی سوچ بچار میں بیٹھی تھی، دوپہر کا وقت تھا اچانک میں نے رسول اللہ ﷺ کا سایہ دیکھ لیا۔ ❶

احمد رضا خانی ترجمہ میں رسول اللہ ﷺ کے سایۂ مبارک کا ذکر موجود ہے لیکن حسب عادت تھوڑی سی گڑ بڑ کے ساتھ۔ (دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر (النور: ۱۱، ف ۱۵)

## چوتھی دلیل:

سیدنا انس بن مالک رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ہم کو نبی ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی، نماز کے دوران آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ آگے بڑھایا پھر پیچھے کر لیا۔ جب آپ ﷺ سلام پھیر کر فارغ ہوئے تو آپ ﷺ سے صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کے بارے میں پوچھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں نے نماز کے دوران (کشفی حالت میں) جنت کو اپنے سامنے دیکھا تو اس کے میوے قریب ہی جھک رہے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ ان میں سے کچھ میوے توڑ لوں تو جنت بحکم الٰہی غائب کر دی گئی۔ پھر میں نے جہنم کو دیکھا: (( ثُمَّ عُرِضَتْ عَلَيَّ النَّارُ، بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ حَتّٰى رَأَيْتُ ظِلِّيْ وَ ظِلَّكُمْ )) ''پھر مجھ پر جہنم کو میرے اور تمھارے درمیان پیش کیا گیا، یہاں تک کہ اس آگ کی روشنی میں میں نے اپنا سایہ اور تمھارا سایہ دیکھ لیا۔'' ❷

قرآن و سنت کے دلائل سے میں نے ثابت کیا ہے کہ آپ ﷺ کا سایہ ہے۔

۹۱۔ منہ کالی کے پیٹ پر نبی ﷺ نے ہاتھ پھیرا۔ (استغفر اللہ)

❀ یہ عصمت رسول (ﷺ) پر کھلا حملہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے غیر محرم عورت کے پیٹ پر ہاتھ پھیرا۔ (نعوذ باللّٰه من ذلك!)

آخر میں تبلیغی جماعت کے ایک بہت بڑے عالم اور مبلغ کی کیسٹ کا حوالہ دینا بے جا نہ ہو گا۔ یہ کیسٹ وسیع پیمانے پر ملک میں تقسیم کی گئی ہے اور اس میں ان (ط۔ج) کی ایک لمبی

❶ مسند أحمد: ٦/ ١٣٢، ٢٦١، ح: ٢٥٥١٦، ٢٦٧٨٠ و سنده صحيح في إسناده شميسة و ثقها يحيى بن معين تاريخ عثمان بن سعيد الدارمي ص: ١٣١، ت ٤١٨۔ ومجمع الزوائد: ٤/ ٣٢٣

❷ صحيح ابن خزيمة: ٢/ ٥٠، ٥١، ح: ٨٩٢ و إسناده صحيح۔ المستدرك للحاكم: ٤/ ٤٥٦ و في النسخة الجديدة: ٤/ ٥٠٣، ح: ٨٤٠٨ و إسناده حسن لذاته

چوڑی تقریر ہے۔ جس میں وہ اور بہت سی چیزوں کے علاوہ یہ بھی فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اپنے رب کے پاس گئے تو نور کے سب پردے ہٹ گئے اور اللہ تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ آمنے سامنے موجود تھے اور رسول اللہ (ﷺ) نے اپنے رب کا دیدار کیا۔ حالانکہ یہ بات قرآن مجید کے صریحاً خلاف ہے (الأنعام: ۱۰۱ تا ۱۰۳) اور حدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بھی خلاف ہے، جس میں انھوں نے فرمایا کہ ''جو شخص کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو دیکھا وہ شخص جھوٹا ہے۔'' ❶

ہم تبلیغی جماعت والوں سے دست بستہ عرض کریں گے کہ قرآن کو بغور پڑھیں، بخاری و مسلم اور دیگر کتب احادیث بغور پڑھیں، حنفی فقہ کی مشہور کتابیں بغور پڑھیے، حقیقة الفقه کتاب پڑھیے، علماء کا ایک بورڈ بنایئے جو قرآن و حدیث اور فقہ کی روشنی میں عقائد کی کتابیں لکھے۔ پھر تبلیغ کیجیے، شوق سے کیجیے، تبلیغی جماعت کے ہر رکن کو عقائد کی تعلیم دیں، تاکہ وہ عوام کو بتا سکیں۔

نیز دیکھیں یہ کتاب ص ۷۰۵ تا ۷۶۶

اور مندرجہ بالا مسائل کی مکمل تحقیق کے لیے کتاب ''تبلیغی جماعت کا تحقیقی جائزہ'' کاوش عبیدالرحمٰن محمدی کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ اور کتاب ''تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں'' تالیف ڈاکٹر محمد سلیم کا بھی ضرور مطالعہ فرمائیں۔

# فضائل اعمال کے کارنامے

(۱) کھلے شرک اور کفر کی ترغیب۔ غیر اللہ کی عبادت کی ترغیب

(I) قرآن کہتا ہے غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے: ملاحظہ ہو: (النساء ۴۰- ۴۱، ۶۳ تا ۶۶ الاعراف ۱۸۹ تا ۱۹۸) خاص طور پر ۱۹۴) یونس ۲۶ الرعد ۱۴ تا ۲۱ النمل ۵۳، ۵۴، ۸۶۔ القصص ۶ تا ۶۴ الکہف ۵۲۔ الروم ۱۱ تا ۴۰۔ سبا ۲۲۔ فاطر ۱ تا ۲۶، ۳۳ تا ۴۱

(II) قرآن کہتا ہے غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے، ملاحظہ ہو: (الاعراف ۳۷ تا ۴۱، الرعد ۱۴

❶ بخاری، كتاب التفسير، سورة والنجم: ۴۸۵۵

تا ۲۱، بنی اسرائیل ۶۷ تا ۶۹، المومن ۱۱۶، ۱۱۷ فاطر ۳۳ تا ۴۱، الزمر ۸ تا ۱۶ المومن ۱۲ تا ۱۴، ۷۳ تا ۷۶۔

(III) غیر اللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے۔ (قرآنی فیصلے) الانعام ۵۶، یونس ۱۰۴ تا ۱۰۷، ہود ۱۰۱، النمل ۱ تا ۲۳، الکہف ۱۴، ۱۵، مریم ۴۸ تا ۵۰، الاحقاف ۲ تا ۶، الشعراء ۲۱۳، النمل ۶۲، المومنون ۱۱۶، ۱۱۷

تبصرہ: ثابت ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنے والا مشرک ہے، کافر ہے۔ وہ یقیناً غیر اللہ کی عبادت کر رہا ہے لیکن فضائل اعمال میں مثنوی مولانا جامی کا حوالہ دے کر ایک نعت لکھی گئی اور رسول اللہ ﷺ کو پکارنے کی کھلی ترغیب دی گئی ہے، جو کہ غیر اللہ کی عبادت ہے۔ اس طرح یہ لوگ کلمہ سے ہی مکر گئے کیونکہ کلمہ کا مطلب ہے اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں حالانکہ یہ بخاری میں ہے کہ صحابہ نے آپ کی وفات پر التحیات میں ایھا النبی کہنا چھوڑ دیا اور اس کے بجائے السلام علی النبی کہنا شروع کر دیا۔ (بخاری جلد سوم پارہ ۲۵ باب ۷۰۸، حدیث نمبر ۱۱۹۳) اور فضائل اعمال صفحہ ۸۰۵ پر لکھا ہے کہ رسول اللہؐ فوت ہونے کے بعد جنت میں اعلیٰ ترین مقام پر ہیں اور قرآن میں ہے کہ رسوؐل اللہ کو حجرے سے باہر سے پکارنے والے بے عقل ہیں اور اللہ تعالیٰ نے اسی جگہ فرمایا کہ اِن بے عقلوں کو آپ کے حجرے سے باہر آنے کا انتظار کرنا چاہیے تھا۔ (الحجرات ۴۹/ ۴، ۵)

اور جب آپ ان کے پاس آ جاتے تو پھر آپ سے باادب بات کرنی چاہیے تھی جنھوں نے آپ کو حجرے کے اندر ہوتے ہوئے باہر سے پکارا وہ قرآن کی رو سے بے عقل ٹھہرے اور جو لوگ آپ کو زمین سے جبکہ آپ کو ان کے جنت میں ہوتے ہوئے پکار رہے ہوں ان کی عقل کا آپ خود اندازہ لگا لیں حالانکہ جنت عرش کے نیچے زمین سے کروڑوں میل دور ہے۔ نیز دیکھئے فضائل اعمال ص ۸۷۵، ۸۷۷۔

یاد رہے کہ صحیح بخاری و صحیح مسلم کا فضائل اعمال میں بار بار ذکر ملتا ہے اور ان دونوں کتابوں کو صحیحین لکھا اور تسلیم کیا گیا ہے دیکھئے فضائل اعمال ص ۷۳۵، ۷۳۷، ۵۲۹، ۷۲۷۔

## فضائل اعمال کی وہ باتیں جو قرآن کے خلاف ہیں

(ا) رسول اللہ ﷺ کا سایہ نہ تھا۔ فضائل اعمال صفحہ ۸۹۳✯✯✯ (باب فضائل درود)

تبصرہ: حالانکہ قرآن سے ثابت ہے کہ زمین اور آسمان میں موجود ہر چیز کا سایہ ہے۔
(الرعد ۱۵، النحل ۴۸)

(۲) امام اعظمؒ کا قصہ مشہور ہے کہ وضو کا پانی گرتے ہوئے آپ یہ محسوس فرما لیتے تھے کہ کون سا گناہ اس میں ڈھل رہا ہے، زنا، شراب وغیرہ۔ ☆☆ (فضائل اعمال ص۳۷۹، ۷۲۳)

تبصرہ: اور قرآن میں ہے "اور تمھارے گرد و نواح کے بعض منافق ہیں اور بعض مدینے والے بھی نفاق پر اڑے ہوئے ہیں، تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں خوب جانتے ہیں ہم انھیں دوگنی سزا دیں گے۔

یعنی رسول اللہ ﷺ کے سامنے منافق وضو کرتے، نمازیں پڑھتے، آپؐ کے ساتھ سفر کرتے، آپ کی مجلس میں حاضر رہتے تھے جبکہ آپ کو بالکل معلوم نہ تھا کہ یہ منافق ہیں، یعنی امام اعظم رسول اللہ ﷺ سے بازی لے گئے حالانکہ ایسا سوچنا بھی خوف کفر سے خالی نہیں۔
(فضائل اعمال ص۷۳۷)

(۳) فضائل اعمال کا ایمان شکن دعویٰ کہ ایک شخص خدا کو دیکھتا تھا۔

تبصرہ: عام مسلمان بھی یہ جانتا ہے کہ دنیا میں اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھنے کا آج تک کسی نے دعویٰ نہیں کیا اور اللہ کریم کو دیکھنے کا دعویٰ سراسر قرآن و حدیث کے خلاف ہے۔ موسیٰ علیہ السلام کو دنیا میں اللہ کا دیدار نہ ہوا۔ (الاعراف ۱۴۳) دنیا میں کسی کو اللہ کا دیدار نہیں ہوسکتا (الانعام ۱۰۳) بخاری شریف میں سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ جس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے معراج کی رات اللہ کو دیکھا وہ جھوٹا ہے۔ اور عین الہدایہ میں ہے جو دعویٰ کرے میں نے اللہ کو دیکھا وہ جھوٹا اور گمراہ ہے۔ (عین الهدایه ص۴۸ جلد اول)

(۴) قرآن و حدیث میں جہاں جہاں تبلیغ دین کا ذکر ہے وہاں وہاں نیکی کا حکم دینے کا حکم ہے اور برائی سے روکنے کا حکم بھی ہے لیکن تبلیغی جماعت والے صرف نیکی کا حکم دیتے ہیں برائی سے بالکل منع نہیں کرتے۔

تبصرہ: تبلیغی جماعت والوں کا مندرجہ بالا رویہ قرآن حکیم کے سراسر خلاف ہے اور ایسا کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں سخت سزا کی وعید سنائی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا

"کیا تم کتاب کے بعض حصے پر ایمان لاتے ہو اور دوسرے بعض کا انکار کرتے ہو
اور جو تم میں ایسا کرے اس کا بدلہ یہ ہے کہ وہ دنیا میں تو رسوا ہو اور آخرت میں

سخت عذاب میں مبتلا کر دیا جائے۔'' ......................(البقرہ: ۲/ ۸۵)

عام تبصرہ: قرآن میں ہے اللہ کے سوا کوئی زمین و آسمان میں غیب نہیں جانتا۔ (النمل ۶۵)

(علیہم السلام) فقہ حنفی کی مشہور کتاب عین الہدایہ میں لکھا ہے ''جو کوئی دعویٰ کرے کہ نبی علم غیب جانتے ہیں تو وہ کافر ہے۔'' ......................(مقدمہ عین الہدایہ ص ۵۹)

(ii) اور فقہ حنفی کی مشہور کتابوں میں یہ مسئلہ لکھا ہے کہ جس شخص نے کسی عورت سے نکاح کیا اور یہ کہا کہ ہم اللہ اور اس کے رسول کو گواہ بناتے ہیں تو وہ کافر ہو جائے گا اور اسکی وجہ یہ لکھی ہے کہ اس شخص نے رسول اللہ ﷺ کو عالم غیب جانا حالانکہ علم غیب اللہ تعالیٰ کو خاص ہے۔

(در مختار ج ۲ ص ۱۴)

(iv) قرآن میں ہے (قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدَ اللّٰهِ) ''تم فرما دو سب اللہ کی طرف سے ہے''

(النساء ۴/ ۷۸)

تفسیر کنز الایمان، سورت نساء آیت ۷۸ تفسیر نعیم الدین مراد آبادی ف ۲۰۳، گرانی ہو یا ارزانی قحط ہو یا فراخ حالی، رنج ہو یا راحت، آرام ہو یا تکلیف، فتح ہو یا شکست حقیقت میں یہ سب اللہ کی طرف سے ہے۔

تبصرہ: امام اعظم نے کتاب الوصیۃ میں فرمایا: پھر اقرار کرتے ہیں تقدیر بھلائی و برائی کی سب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے۔ بقولہ تعالیٰ قُلْ كُلٌّ مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ یعنی کہہ دے اے محمد! کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی کل ہے (یعنی سب خیر و شر) اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی بشرطیکہ اس کی توحید ہو۔ ......................(مقدمہ عین الہدایہ ص ۱۰)

(v) ۱۵ علوم پر مہارت کے بغیر قرآن کا بیان ممنوع ہے۔ ............(فضائل اعمال ۲۹۳)

تبصرہ: ان کا یہ دعویٰ و نظریہ نص قرآنی کے خلاف ہے (القمر ۱۷، ۲۲، ۳۲، ۴۰) جس میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ ہم نے قرآن کو سمجھنے میں آسان کر دیا۔

(vi) زندوں کا عمل مردوں پر پیش ہوتا ہے۔ ....(ایمان شکن دعویٰ، فضائل اعمال ۳۸۹)

تبصرہ: صریحاً قرآن و حدیث کے خلاف ہے جس میں فرمایا گیا کہ ہر انسان کے اعمال اللہ کے سامنے پیش ہوتے ہیں۔ ......................(فضائل اعمال ص ۵۱۹)

# فضائل اعمال حدیث کے خلاف

جو عمل سنت کے مطابق نہ ہو اللہ تعالیٰ کے ہاں مردود (نا قابل قبول) ہے اور بدعتی کا امت مسلمہ سے کوئی تعلق نہیں۔ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ''جس نے دین میں کوئی ایسا کام جس کی بنیاد شریعت میں نہیں تو وہ کام مردود ہے۔''

(بخاری، مسلم)

دوسری روایت میں ہے ''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' ..................................(بخاری، مسلم)

یعنی لغو اور مردود ہے، اس سے بچنا چاہیے اور اس پر عمل ہرگز نہیں کرنا چاہیے۔ یہ تینوں احادیث (تیسری حدیث کا حوالہ آگے آ رہا ہے) تمام بدعات اور نئی چیزوں کو جو لوگوں نے دین میں داخل کی ہیں، جامع ہیں اور دوسری حدیث پہلی حدیث سے بھی زیادہ واضح ہے۔ ان تینوں احادیث نے بدعتیوں کا سارا ڈھانچہ توڑ پھوڑ دیا اور ان کا بظاہر خوش نما گھر اجڑ گیا کیونکہ انھوں نے دین میں جو نئے کام نکالے یہ احادیث ان سب کو رد کرتی ہیں۔

تیسری حدیث جس کا ذکر ہوا وہ یہ ہے: ''سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما اور سیدنا عثمان بن مظعون رضی اللہ عنہ کے متعلق ہے کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بیویوں اور امت کی ماؤں کے پاس آئے اور آپ کی عبادت کا حال پوچھا جب ان کو بتلایا گیا تو انھوں نے اس عبادت کو کم خیال کیا (جو وہ کرتے تھے) کہنے لگے: ہم کہاں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہاں! ہم لوگ تو گناہ گار ہیں۔ ایک کہنے لگا: میں تو ساری عمر رات بھر نماز ہی پڑھتا رہوں گا، دوسرا کہنے لگا: میں ہمیشہ روزہ دار رہوں گا۔ تیسرے نے کہا میں تو عمر بھر عورتوں سے الگ رہوں گا اتنے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لے آئے۔ فرمایا: میں روزہ بھی رکھتا ہوں افطار بھی کرتا ہوں رات کو نماز بھی پڑھتا ہوں اور سوتا بھی ہوں اور عورتوں سے نکاح بھی کرتا ہوں جو کوئی میرے طریقے کو ناپسند کرے وہ میرا نہیں۔'' ..................................(بخاری و مسلم)

یاد رہے جس طرح نبی کی ذات تمام بزرگوں اور اماموں سے اعلیٰ و ارفع ہے اسی طرح آپ کی تعلیم ''سنت'' طریقہ بھی روئے زمین کے تمام طریقوں سے اعلیٰ و ارفع ہے اور پیغمبر کی بات سب باتوں سے اعلیٰ ہے۔

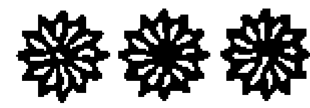
ہر کلمہ گو آپؐ کے طریقے کو اختیار کرے اور آپ کے اقوال و افعال کی پیروی کرے۔ آپ کے احکامات کی بجا آوری کرے اور آپ نے جن چیزوں سے روک دیا ہے ان سے پرہیز کرے، خوشی میں، غم میں، رنج میں، تنگی میں اور وسعت میں ہر حال میں آپؐ کے طریقے پر چلے۔............................ فضائل اعمال ص ۲۳۰، ۲۷۰، ۲۷۱، ۲۲۶، ۴۲۸۔

روز و شب میں سے آدھا وقت دین کے لیے خرچ ہونا چاہیے اور آدھا دنیا کے لیے

(فضائل اعمال ص ۲۵۷)

مندرجہ بالا حقائق کو سامنے رکھ کر ذرا سوچیں کہ فضائل اعمال میں دیے گئے ان اعمال کرنے والوں کا امت محمدیہ سے کیا تعلق رہ گیا جن کی فہرست آیندہ صفحات میں دی گئی ہے اور ان کی تعداد ۱۸ ہے اور امام ابوحنیفہ بھی زد میں آ گئے کیونکہ انھوں نے بھی بقول مولانا زکریا ۵۰ سال تک عشاء کے وضو سے فجر کی نماز پڑھی۔......................(فضائل اعمال ص ۴۴۳)

تبلیغ کیجیے، ضرور کیجیے لیکن توحید پر پرمبنی تبلیغ کیجیے سنت پر مبنی تبلیغ کیجیے۔ نیکی کا حکم دیجیے برائی سے روکیے، قرآن کے مطابق تبلیغ کیجیے۔ صحیح احادیث کے مطابق تبلیغ کیجیے اس کے لیے ضروری ہے کہ تبلیغی جماعت والے قرآن اور صحیح احادیث کی تعلیم حاصل کر کے تبلیغ پر نکلیں۔ لیکن دیکھا گیا ہے کہ تبلیغی جماعت والے سب لوگ قرآن و حدیث کی تعلیم سے ناواقف ہیں نہ جانے پھر کس چیز کی تبلیغ کرتے ہیں!!!؟



# ثبوت حاضر ہے

تبلیغی جماعت کی طرف سے شرک و بدعت کی تبلیغ۔ لمحہ فکریہ!

ایک سابقہ تبلیغی بھائی جس نے قرآن و حدیث کا مطالعہ کیا تو اس پر حق واضح ہو گیا اور پھر اس نے خوب تحقیق و مطالعہ کر کے ایک کتاب ''تبلیغی جماعت اور تبلیغی جماعت کی علمی و عملی کمزوریاں'' لکھی۔ اس کتاب کے چند صفحات کا عکس اہل دل اہل فکر، اہل دانش اور اہل حل وعقد کے لیے حاضر پڑھتے جائیں اور سوچتے جائیں اور غور وفکر کے سمندر میں ڈوبتے جائیں۔

﴿اِنَّ اللّٰہَ عِنْدَہٗ عِلْمُ السَّاعَةِ وَیُنَزِّلُ الْغَیْثَ وَیَعْلَمُ مَا فِی الْاَرْحَامِ وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ مَّاذَا تَکْسِبُ غَدًا وَمَا تَدْرِیْ نَفْسٌ بِاَیِّ اَرْضٍ تَمُوْتُ اِنَّ اللّٰہَ عَلِیْمٌ خَبِیْرٌ﴾ [لقمٰن: ۳۴]

''بے شک قیامت کا علم اللہ ہی کے پاس ہے، وہی بارش برساتا ہے، وہی جانتا ہے کہ رحم مادر میں کیا ہے، کوئی شخص نہیں جانتا کہ وہ کل کیا کرے گا اور کوئی نہیں جانتا کہ کس زمین پر مرے گا، بے شک اللہ ہی جاننے والا خبردار ہے۔''

صحیح بخاری میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے یہ آیت تلاوت کی اور فرمایا:

''یہ غیب کی باتیں ہیں: لایعلمهن الا الله ''ان کو اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا۔''

لیکن تبلیغی نصاب کے یہ واقعات ثابت کرتے ہیں کہ ایک مرید نے یہ بتا دیا کہ میں کل ظہر کے وقت مر جاؤں گا اور ہوا بھی یہی۔ وہ مرید دوسرے دن ظہر کے وقت مر گیا۔ گویا کل کا علم اس مرید کو تھا۔ دوسرے واقعہ میں یہ بیان کیا گیا کہ ایک فقیر کو اپنے مرنے کا علم پہلے سے ہو گیا اور اس نے اپنے لیے جگہ کا تعین بھی کر لیا اور پھر واقعی وہ مر گیا۔ مزید برآں دونوں واقعات میں یہ چیز موجود ہے کہ ...... ''مرنے کے بعد آنکھیں کھول دیں، بات بھی کی اور کہا کہ میں زندہ ہوں اور اللہ کا ہر عاشق زندہ ہوتا ہے''! ......[اب فیصلہ قارئین پر ہے]

تیسرا واقعہ

۳)......مزید سنیے: جناب محمد زکریا صاحب تحریر فرماتے ہیں: ''ایک بزرگ کہتے ہیں کہ میں نے ایک مرید کو غسل دیا اس نے میرا انگوٹھا پکڑ لیا۔ میں نے کہا کہ میرا انگوٹھا چھوڑ دے، مجھے معلوم ہے کہ تو مرا نہیں ہے۔ یہ ایک مکان سے دوسرے مکان میں انتقال ہے۔ اس نے میرا انگوٹھا چھوڑ دیا۔'' [فضائل صدقات حصہ دوم: ص: ۳۰۰]

قارئین کرام غور فرمائیں، کیا دین اسلام میں روایت کرنے کا یہی طریقہ ہے کہ ایک بزرگ فرماتے ہیں۔ ان بزرگ کا نام ونشان تک نہیں۔ آخر روایت بیان کرنے کے لیے کوئی اصول تو ہونا چاہیے۔ آگے چوتھے واقعہ میں لکھتے ہیں:



چوتھا واقعہ

۴)......''شیخ ابن الجلاء مشہور بزرگ ہیں۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب میرے والد کا انتقال ہوا، ان کو نہلانے کے لیے تختہ پر رکھا تو وہ ہنسنے لگے۔ نہلانے والے چھوڑ کر چل دیے۔ کسی کی ہمت ان کو نہلانے کی نہ پڑتی تھی۔ ایک اور بزرگ ان کے رفیق آئے۔ انہوں نے غسل دیا (روض) غرض صاحب روض نے بہت سے واقعات ان مُردوں کے مرنے کے ایسے لکھے ہیں کہ جن سے ان کے مرنے کے وقت اور مرنے کے بعد نہایت بشاش ہونا، ہنسنا، مذاق کرنا، لطف اڑانا معلوم ہوتا ہے۔'' [فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ: ۳۰۰]

یہ واقعات تبلیغی نصاب (حصہ فضائل صدقات) میں موجود ہیں اور تصدیق کرنے والے جناب محمد زکریا صاحب ہیں۔ کاش! ان واقعات کے دلائل بھی قرآن وحدیث سے دیے جاتے۔ کیا ان واقعات کو ماننے سے قرآن کریم کا انکار لازم نہیں آتا؟ مالک الملک کا ارشاد ہے:

ثبوت حاضر ہے

﴿اِنَّکَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتٰی﴾ [النمل: ۸۰]

''(اے نبی) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔''

اللہ کے نبی (ﷺ) تو مردوں کو سنا نہ سکیں، مگر یہ بزرگ مرنے والوں کو نہ صرف سناتے ہیں بلکہ خوب باتیں کرتے ہیں اور مردہ بھی خوب مردہ ہے کہ زندوں سے مذاق کرتا ہے انگوٹھا پکڑ لیتا ہے پھر یہ سن کر کہ ''تو زندہ ہے'' انگوٹھا چھوڑ دیتا ہے۔ جب کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿وَمَا یَسْتَوِی الْاَحْیَآءُ وَلَا الْاَمْوَاتُ﴾ [فاطر: ۲۲]

''زندہ اور مردہ برابر نہیں ہوتے۔''

لیکن یہاں زندہ بھی بات کرتا ہے اور مردہ بھی بات کرتا ہے۔ زندہ بھی زندہ ہے اور مردہ بھی زندہ ہے یعنی دونوں برابر ہیں۔ کیا یہ عقیدہ قرآن مجید کی مندرجہ بالا آیت کے خلاف نہیں! ......[اب فیصلہ قارئین خود ہی کر لیں!] مزید سنیے، مولانا لکھتے ہیں:

**پانچواں واقعہ**

۵)...... ''عرب کی ایک جماعت ایک مشہور سخی کریم کی قبر کی زیارت کو گئی۔ دور کا سفر تھا۔ رات کو وہاں ٹھہرے۔ ان میں سے ایک شخص نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ اس سے کہہ رہا ہے کہ تو اپنے اونٹ کو میرے بختی اونٹ کے بدلہ میں فروخت کرتا ہے (بختی اونٹ اعلیٰ قسم کے اونٹوں میں شمار ہوتا ہے جو اس میت نے ترکہ میں چھوڑا تھا) خواب دیکھنے والے نے خواب ہی میں معاملہ کر لیا۔ وہ صاحب قبر اٹھا اور اس کے اونٹ کو ذبح کر دیا۔ جب یہ اونٹ والا نیند سے اٹھا تو اس کے اونٹ سے خون جاری تھا۔ اس نے اٹھ کر اسے ذبح کر دیا (کہ اس کی زندگی کی امید نہ رہی تھی) اور گوشت تقسیم کر دیا۔ سب نے پکایا، کھایا۔ یہ لوگ وہاں سے واپس ہو گئے، جب اگلی منزل پر پہنچے تو ایک شخص بختی اونٹ پر سوار ملا۔ جو یہ تحقیق کر رہا تھا کہ فلاں نام کا شخص تم میں کوئی ہے۔ اس خواب والے شخص نے کہا کہ یہ میرا نام ہے۔ اس نے پوچھا کہ تو نے فلاں قبر والے کے ہاتھ کوئی چیز فروخت کی ہے۔ خواب دیکھنے والے نے اپنا خواب کا قصہ سنایا۔ جو شخص بختی اونٹ پر سوار تھا اس نے کہا وہ میرے باپ کی قبر تھی۔ یہ اس کا بختی اونٹ ہے۔ اس نے مجھے خواب میں کہا ہے کہ اگر تو میری اولاد ہے تو میرا بختی اونٹ فلاں شخص کو دے دے، تیرا نام لیا تھا۔ یہ بختی اونٹ تیرے حوالہ ہے۔ یہ کہہ کر وہ اونٹ دے کر چلا گیا (اتحاف) یہ سخاوت کی حد ہے کہ مرنے کے بعد بھی اپنی قبر پر آنے والوں کی مہمانی میں اپنے اصیل اونٹ کو فروخت کر کے آنے والوں کی مہمانی کی۔ باقی یہ بات کہ مرنے کے بعد اس قسم کا واقعہ کیونکر ہوگا اس میں کوئی محال چیز نہیں ہے۔ عالم ارواح میں اس قسم کے واقعات ممکن ہیں۔'' [فضائل صدقات حصہ دوم صفحہ: ۳۵۱، ۳۵۲]

قارئین کرام اس واقعہ کو دوبارہ پڑھیں اور پھر قرآن وحدیث کے فیصلہ پر غور کریں۔ کیا یہ واقعہ قرآن وحدیث کے انکار کے لیے کافی نہیں؟ جبکہ قرآن وحدیث کا یہ متفقہ فیصلہ ہے کہ مرنے کے بعد کوئی شخص دنیا میں نہیں آ سکتا۔ شہید جو کہ عام مرنے والوں پر فوقیت رکھتا ہے اس کو بھی دنیا میں واپس آنے کی اجازت نہیں ملتی اگرچہ وہ چاہتا ہے کہ ایک مرتبہ پھر دنیا میں شہادت کے لیے لوٹایا جائے۔ صحیح مسلم میں ہے کہ اللہ تعالیٰ تین مرتبہ شہداء سے پوچھتا ہے: هل تشتهون شيئا ''کیا تمہیں کسی اور چیز کی خواہش ہے؟'' شہداء جواب میں کہتے ہیں:

''یارب نريد ان ترد ارواحنا في اجسادنا حتى نقتل في سبيلك مرة اخرى فلما رأى ان ليس لهم حاجة تركوا'' (صحیح مسلم)

''اے ہمارے رب! ہماری یہ خواہش ہے کہ تو ہماری روحوں کو ہمارے جسموں میں لوٹا دے تاکہ ہم دوبارہ تیری راہ میں قتل ہوں، جب اللہ تعالیٰ نے دیکھا کہ اب ان کو کوئی خواہش نہیں ہے تو ان سے پوچھنا چھوڑ دیا۔''




حضرت جابرؓ کے والد نے اللہ تعالیٰ سے عرض کیا تھا:

((یارب تحيينى فاقتل فيك ثانية......))

''اے میرے رب! تو مجھے زندہ کر دے تاکہ میں تیرے راستہ میں دوبارہ قتل کیا جاؤں۔'' تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''انه قد سبق منى انهم لا يرجعون.'' (ترمذی ابواب تفسیر القرآن، سندہ حسن ج ۲ ص ۱۳۴)

''میری طرف سے یہ (فیصلہ) پہلے ہی ہو چکا ہے کہ وہ (دنیا) میں لوٹ کر نہیں جائیں گے۔''

قارئین! غور فرمائیں کہ جب مرنے کے بعد دنیا میں آنے کی اجازت ہی نہیں ملتی تو یہ بزرگ دنیا میں کس طرح آ کر اونٹ ذبح کرتے ہیں اور کس طرح مہمانوں کی دعوت کرتے ہیں؟! رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اذا مات الانسان انقطع عنه عمله الا من ثلاثة الا من صدقة جارية او علم ينتفع به او ولد صالح يدعو له.'' (صحیح مسلم کتاب الوصیة باب مایلحق الانسان من الثواب بعد وفاته، ج ۲ ص ۴۱)

”جب انسان مرجاتا ہے توعمل کا سلسلہ اس سے منقطع ہوجاتا ہے، سوائے تین عملوں کے (یعنی) سوائے صدقہ جاریہ کے یا علم نافع کے یا صالح اولاد کے جو اس کے لیے دعا کرے۔“

الغرض جب عمل کا سلسلہ ہی منقطع ہوگیا تو اب یہ مردہ کس طرح اونٹ ذبح کرتا ہے اور کس طرح مہمانی کرتا ہے۔ کہا جاتا ہے کہ یہ عالم ارواح کا معاملہ ہے لیکن قارئین کرام! غور فرمائیں کہ یہ کہاں کا واقعہ ہے۔ عرب کی وہ جماعت عالم ارواح میں تو نہیں گئی تھی۔ وہ اونٹ کا گوشت عالم ارواح میں تو نہیں کھا رہے تھے!

کیا ان تمام سوالوں کا جواب صرف یہ ہے کہ یہ بات شیخ الحدیث نے لکھی ہے لہذا صحیح ہوگی۔ قارئین کرام! بتائیں کیا یہ جواب صحیح ہے؟! [میں نے تبلیغی جماعت میں دیکھا ہے کہ ایسے اعتراضات پر تبلیغی بھائی بجائے غور وفکر کے فوراً یہ کہہ دیتے ہیں کہ ”جی اگر بزرگوں نے لکھا ہے تو بس پھر یہ غلط نہیں ہوسکتا“!!...... مصنف]

ثبوت حاضر ہے

چھٹا واقعہ

اس قسم کا ایک اور واقعہ ملاحظہ کیجیے:

۶)...... ”مصر میں ایک صاحب خیر شخص تھے جو اہل ضرورت اور فقراء کے لیے چندہ کردیا کرتے تھے۔ جب کسی کو کوئی حاجت پیش آتی وہ ان سے کہتا۔ وہ اہل ثروت لوگوں سے کچھ مانگ کر اس کو دے دیا کرتے۔ ایک فقیر ان کے پاس گیا اور کہا میرے لڑکا پیدا ہوا ہے اور میرے پاس اس کی اصلاح کے انتظام کے لیے کوئی چیز نہیں ہے۔ یہ صاحب اٹھے اور لوگوں سے اس کے لیے مانگا لیکن کہیں سے کچھ نہ ملا (کہ جو آدمی کثرت سے مانگتا رہتا ہو اس کو ملنا بھی مشکل ہوجاتا ہے) یہ سب سے مایوس ہو کر ایک سخی کی قبر پر گئے اور ان کی قبر پر بیٹھ کر یہ سارا قصہ بیان کیا اور وہاں سے اٹھ کر چلے آئے اور واپس آکر اپنے پاس سے ایک دینار نکالا اور اس کو توڑ کر دو ٹکڑے کیے اور ایک ٹکڑا اپنے پاس رکھ لیا اور دوسرا اس فقیر کو دے دیا کہ یہ میں قرض دیتا ہوں۔ اس وقت تم اس سے اپنا کام چلاؤ جب تمہارے پاس کہیں سے کچھ آجائے تو میرا قرضہ



ادا کردینا۔ وہ لے کر چلا گیا اور اپنی ضرورت پوری کرلی۔ رات کو ان صاحب دینار نے اس قبر والے کو خواب میں دیکھا۔ وہ کہہ رہا ہے کہ میں نے تمہاری بات تو ساری سن لی تھی مگر مجھے جواب دینے کی اجازت نہ ہوئی، تم میرے گھر والوں کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ مکان کے فلاں حصہ میں جو چولہا بن رہا ہے اس کے نیچے ایک چینی کا مرتبان گڑا ہے۔ اس میں پانچ سو اشرفیاں ہیں وہ اس فقیر کو دے دیں۔ یہ صبح اٹھ کر اس کے مکان پر گئے اور گھر والوں سے سارا قصہ اور اپنا خواب بیان کیا۔ انہوں نے اس جگہ کو کھودا اور وہ مرتبان پانچ سو اشرفیوں کا نکال کر اس کے حوالے کردیا۔ اس شخص نے کہا خواب کوئی شرعی چیز نہیں ہے تم لوگ اس مال کے وارث ہو اور مالک ہو اس لیے میں محض اپنے خواب کی وجہ سے اس کو نہیں لیتا، مگر ان وارثوں نے اصرار کیا کہ جب وہ مرکر سخاوت کرتا ہے تو بڑی بے غیرتی ہے کہ ہم زندہ سخاوت نہ کریں۔ ان کے اصرار پر اس نے وہ اشرفیاں لے کر اس فقیر کو دے دیں اور سارا قصہ سنایا اس نے ان میں سے ایک دینار لے کر اس کے دو ٹکڑے کیے ایک ان صاحب کو اپنے قرضہ کی ادائیگی میں دیا اور دوسرا ٹکڑا اپنے پاس رکھ کر کہا کہ میری ضرورت کو تو یہ کافی ہے۔ باقی یہ سب رقم میری ضرورت سے زائد ہے میں اس کو لے کر کیا کروں گا۔ وہ سب فقراء پر تقسیم کردی۔ صاحب اتحاف کہتے ہیں کہ اس قصہ میں غور کرنے کی چیز یہ ہے کہ سب سے زیادہ سخی کون ہے؟ میت یا اس کے گھر والے یا یہ فقیر؟ اور ہمارے نزدیک تو یہ فقیر سب سے زیادہ سخی ہے کہ اپنی اس شدت حاجت کے باوجود نصف دینار سے زیادہ لینا پسند نہ کیا۔ (اتحاف)“ [فضائل صدقات حصہ دوم ص: ۳۵۶، ۳۵۷]

قارئین کرام! غور فرمائیں کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں دیا گیا کہ جب زندوں سے مایوس ہوجاؤ اور کہیں سے کچھ نہ ملے تو کسی سخی کی قبر پر جا کر سب پریشانی بیان کردو کیونکہ سخی مرنے کے بعد بھی سن لیتا ہے!...... حالانکہ یہ بات قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ﴾ [النمل: ۸۰] ”(اے نبی) آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔“

## ساتوں واقعہ

۷)...... ''شیخ ابو یزید قرطبی فرماتے ہیں۔ میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ لا الٰہ الا اللہ پڑھے اس کو دوزخ کی آگ سے نجات ملے۔ میں نے یہ خبر سن کر ایک نصاب یعنی ستر ہزار کی تعداد اپنی بیوی کے لیے بھی پڑھا اور کئی نصاب خود اپنے لیے پڑھ کر ذخیرۂ آخرت بنایا۔ ہمارے پاس ایک نوجوان رہتا تھا جس کے متعلق یہ مشہور تھا کہ یہ صاحب کشف ہے جنت دوزخ کا بھی اس کو کشف ہوتا ہے مجھے اس کی صحت میں کچھ تردد تھا۔ ایک مرتبہ وہ نوجوان ہمارے ساتھ کھانے میں شریک تھا کہ دفعۃً اس نے ایک چیخ ماری اور سانس پھولنے لگا اور کہا کہ میری ماں دوزخ میں جل رہی ہے اس کی حالت مجھے نظر آئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ میں اس کی گھبراہٹ دیکھ رہا تھا۔ مجھے خیال آیا کہ ایک نصاب اس کی ماں کو بخش دوں جس سے اس کی سچائی کا بھی مجھے تجربہ ہو جائے گا۔ چنانچہ میں نے ایک نصاب ستر ہزار کا ان نصابوں میں سے جو اپنے لیے پڑھے تھے اس کی ماں کو بخش دیا۔ میں نے اپنے دل میں چپکے ہی سے بخشا تھا اور میرے اس پڑھنے کی خبر بھی اللہ کے سوا کسی کو نہ تھی مگر وہ نوجوان فوراً کہنے لگا کہ چچا میری ماں دوزخ کے عذاب سے ہٹادی گئی۔ قرطبی کہتے ہیں کہ مجھے اس قصہ سے دو فائدے ہوئے۔ ایک تو اس برکت کا جو ستر ہزار کی مقدار پڑھی میں نے سنی تھی اس کا تجربہ ہوا، دوسرے اس نوجوان کی سچائی کا یقین ہو گیا۔ یہ ایک واقعہ ہے۔ اس قسم کے نہ معلوم کتنے واقعات اس امت کے افراد میں پائے جاتے ہیں۔'' [فضائل اعمال ص: ۵۷۶۔ فضائل ذکر ص: ۹۸، ۹۹۔ عتیق اکیڈمی بیرون بوہڑ گیٹ ملتان]

قارئین کرام غور فرمائیں کہ کیا یہ واقعہ انسانوں کے لیے علم غیب کو ثابت نہیں کرتا؟ علاوہ ازیں اس واقعہ کی چند خصوصیات پر توجہ فرمائیں:

۱۔ ابو یزید فرماتے ہیں کہ میں نے یہ سنا کہ جو شخص ستر ہزار مرتبہ کلمہ پڑھے...

یہ ابو یزید نے کہاں سے سنا۔ ایسی بات تو رسول اللہ ﷺ ہی کسی صحابی کو بتا سکتے تھے!

افسوس کہ حدیث کی کسی کتاب میں یہ مضمون نہیں ملتا پھر قرطبی صاحب کو کہاں سے



معلوم ہوا؟

۳۔ پھر قرطبی صاحب کے تجربہ سے جو سبق ملا وہ یہ ہے کہ نصاب جمع کرو اور مردوں کو بخشوا لو!

۴۔ پھر کشف یعنی پردہ کھولنا۔ جنت اور دوزخ اللہ تعالیٰ نے غیب میں رکھی ہیں۔ ان کا مشاہدہ کرنا، اپنی والدہ کو دوزخ میں دیکھنا اور پھر اس کی مغفرت کو دیکھنا کیا یہ سب علم غیب نہیں جس کو کشف کے ذریعہ معلوم کیا گیا؟ غرض یہ کہ مولانا زکریا صاحب کے بقول: ''اس امت میں علم غیب رکھنے والے بے شمار لوگ ہیں'' حالانکہ قرآن مجید میں ہے کہ علم غیب کوئی نہیں جانتا سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

﴿قُلْ لَّا يَعْلَمُ مَنْ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ الْغَيْبَ اِلَّا اللّٰهُ﴾ (النمل۔ ۶۵)

''کہہ دیجیے کہ آسمانوں میں اور زمین میں جو لوگ ہیں ان میں سے کوئی غیب نہیں جانتا سوائے اللہ کے۔''......

## آٹھواں واقعہ

۸)...... ''ایک معتمد دوست نے راقم سے ایک خوشنویس لکھنوی کی حکایت بیان کی۔ ان کی عادت تھی کہ جب صبح کے وقت کتابت شروع کرتے تو اول ایک بار درود شریف ایک بیاض پر جو اسی غرض سے بنائی تھی لکھ لیتے اس کے بعد کام شروع کرتے۔ جب ان کے انتقال کا وقت آیا تو غلبۂ فکر آخرت سے خوفزدہ ہو کر کہنے لگے کہ دیکھیے وہاں جا کر کیا ہوتا ہے۔ ایک مجذوب آنکلے اور کہنے لگے بابا کیوں گھبراتا ہے وہ بیاض سرکار میں پیش ہے اور اس پر صاد بن رہے ہیں۔'' (فضائل اعمال ص: ۷۷۳، فضائل درود ص: ۹۵)۔

غور فرمائیے کیا مجذوب صاحب علم غیب کو جذب کیے ہوئے تھے؟ انہوں نے کیسے فرمایا کہ گھبرانے کی ضرورت نہیں تمہارے درود تو سرکار نے قبول فرما لیے!؟

## نواں واقعہ

۹)...... ''حضرت ابراہیم خواص فرماتے ہیں کہ میں ایک جنگل میں جا رہا تھا، مجھے بڑی

مشقت اٹھانی پڑی اور بڑی مصیبت پیش آئی، میں نے برداشت کیا۔ اور خندہ پیشانی سے اس پر صبر کیا، جب میں مکہ مکرمہ میں داخل ہوا تو مجھ میں اس کارنامہ پر ایک عجب سا پیدا ہوا۔ طواف ہی کی حالت میں پیچھے سے ایک بڑھیا نے آواز دی کہ اے ابراہیم! اس جنگل میں یہ بندی بھی تیرے ساتھ تھی، مگر میں نے تجھ سے اس لیے کوئی بات نہیں کی تھی کہ اللہ جل شانہ سے تیرا دھیان ہٹ کر دوسری طرف لگے گا۔ یہ وسوسہ جو تجھے اس وقت آ گیا اس کو اپنے دل سے نکال دے۔ (روض)'' [فضائل حج: ص۲۵۴، ۲۵۵،۲۵۴۔ مکتبہ امدادیہ ملتان]

کیا اس واقعہ میں یہ درس نہیں کہ اولیاء اللہ اگرچہ نظروں سے غائب ہوتے ہیں مگر ساتھ ساتھ ہوتے ہیں حتیٰ کہ دلوں کے ارادوں سے بھی واقف ہوتے ہیں حالانکہ قرآن مجید میں اس طرح ہے:

ثبوت حاضر ہے

﴿وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ بِذَاتِ الصُّدُوْرِ﴾ (آل عمران:۱۵۴)

''سینوں (دلوں) کی باتوں کو اللہ ہی جانتا ہے۔''

دلوں کے خیالات کا جاننا یہ اللہ تعالیٰ کی صفت ہے۔ بندے اس صفت میں کیسے اس کے شریک ہو سکتے ہیں؟...... ایک اور جگہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

﴿وَمِنْ اَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ﴾ (التوبۃ:۱۰۱)

''بعض مدینہ والے نفاق پر اڑے ہوئے ہیں۔ (اے نبیؐ!) آپ ان کو نہیں جانتے، ہم ان کو جانتے ہیں۔''

غور فرمائیں کہ اللہ کے رسول ﷺ منافقوں کے حال سے واقف نہیں۔ صحیح بخاری میں ہے کہ منافقوں نے آپ ﷺ کو دھوکا دیا۔ وہ اس طرح کے کہ بعض منافقوں نے آپؐ کے پاس آ کر کہا کہ ہمارا قبیلہ مسلمان ہو گیا ہے اس لیے آپؐ اپنے کچھ ساتھیوں کو ہمارے ساتھ بھیج دیں جو وہاں جا کر انہیں دین کی تعلیم دیں۔ آپؐ نے ستر قاری صحابہؓ ان کے ساتھ بھیج دیے مگر ان منافقوں نے بئر معونہ کے مقام پر ان ستر قاریوں کو شہید کر دیا۔ اگر نبی ﷺ دلوں کا حال جانتے تو کیوں دھوکے میں



آتے۔ ایک طرف یہ لاعلمی دوسری طرف تبلیغی بزرگ ہیں کہ سب کچھ جانتے ہیں۔ العیاذ باللہ!......

دسواں واقعہ

۱۰)...... ''شیخ بنان فرماتے ہیں کہ میں مصر سے حج کو جا رہا تھا میرا توشہ میرے ساتھ تھا، راستہ میں ایک عورت ملی کہنے لگی بنان تم بھی عمال (مزدور) ہی نکلے، توشہ لادے لیے جا رہے ہو، تمہیں یہ وہم ہے کہ وہ تمہیں روزی نہیں دے گا۔ میں نے اس کی بات سن کر اپنا توشہ پھینک دیا۔ تین دن تک مجھے کھانے کو نہ ملا۔ راستہ میں چلتے چلتے مجھے ایک پازیب (پاؤں کا زیور) پڑا ہوا ملا، میں نے یہ سوچ کر اٹھا لیا کہ اس کا مالک مل جائے گا تو اس کو دے دوں گا، وہ شاید اس پر مجھے کچھ دے دے تو وہ عورت پھر سامنے آئی کہنے لگی تم تو دوکاندار ہی نکلے، کہ وہ پازیب کے بدلے میں شاید کچھ دے دے۔ اس کے بعد اس عورت نے میری طرف کچھ درہم پھینک دیے اور کہا: لے انہیں خرچ کرتا رہیو، میں نے ان کو خرچ کرنا شروع کیا اور واپسی مصر تک انہوں نے مجھے کام دیا۔'' [فضائل حج ص:۲۵۷]

یہ واقعہ بھی پہلے واقعہ سے ملتا جلتا ہی ہے۔ ایک عورت نے دلی خیالات پر سرزنش کی اور وہ عورت بھی بنان صاحب کے ساتھ ہی تھی مگر بنان صاحب اس کو تب دیکھتے تھے جب وہ ظاہر ہوتی تھی۔ مزید برآں یہ واقعہ سبق دیتا ہے کہ توشہ ساتھ نہیں رکھنا چاہیے حالانکہ یہ چیز قرآن مجید کے بالکل خلاف ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

﴿وَتَزَوَّدُوْا﴾ (البقرۃ:۱۹۷) ''اور توشہ ساتھ لے لیا کرو۔''

ناظرین کی خدمت میں یہ دس واقعات ہم نے تبلیغی نصاب سے نقل کیے ہیں ورنہ اس میں ایسے سینکڑوں واقعات درج ہیں۔ کاش! تبلیغی اکابرین ایسے مشرکانہ واقعات پر مشتمل تبلیغی نصاب کے ذریعہ قرآن وحدیث کے خلاف، اسوۂ رسول کے نام پر لوگوں کے عقائد واعمال کو مسخ کرنے کی تبلیغ نہ کرتے!......

بے سود خود اللہ جل جلالہ کا ارشاد ہے:

﴿اَتَاْمُرُوْنَ النَّاسَ بِالْبِرِّ وَتَنْسَوْنَ اَنْفُسَكُمْ وَاَنْتُمْ تَتْلُوْنَ الْكِتٰبَ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ﴾

''کیا تم حکم کرتے ہو لوگوں کو نیک کام کا اور بھولتے ہو اپنے آپ کو حالانکہ پڑھتے ہو کتاب کیا تم سمجھتے نہیں'' (ترجمہ عاشقی) [فضائل تبلیغ: ص ۳۰]

مولانا دوسری جگہ فرماتے ہیں:...... ''یعنی سنت الٰہی یہ ہے کہ ہر نبی اپنے ساتھیوں اور تربیت یافتہ یاروں کی ایک جماعت چھوڑ جاتا ہے یہ جماعت نبی کی سنت کو قائم رکھتی ہے اور ٹھیک ٹھیک اس کی پیروی کرتی ہے یعنی شریعت الٰہی کو جس حال اور جس شکل میں نبی چھوڑ گیا ہے اس کو بعینہٖ محفوظ رکھتے ہیں اور اس میں ذرا بھی فرق نہیں آنے دیتے لیکن اس کے بعد شر وفتن کا دور آتا ہے اور ایسے لوگ پیدا ہو جاتے ہیں جو طریقہ نبی سے ہٹ جاتے ہیں ان کا فعل ان کے دعوے کے خلاف ہوتا ہے اور ان کے کام ایسے ہوتے جن کے لیے شریعت نے حکم نہیں دیا سو ایسے لوگوں کے خلاف جس شخص نے قیام حق وسنت کی راہ میں اپنے ہاتھ سے کام لیا وہ مومن ہے، اور جو ایسا نہ کر سکا مگر زبان سے کام لیا وہ بھی مومن ہے اور جس سے یہ بھی نہ ہو سکا اور دل کے اعتقاد اور نیت کے ثبات کو ان کے خلاف کام میں لایا وہ بھی مومن ہے لیکن اس آخری درجہ کے بعد ایمان کا کوئی درجہ نہیں اس پر ایمان کی سرحد ختم ہو جاتی ہے حتی کہ اب رائی کے دانے برابر بھی ایمان نہیں ہو سکتا۔'' [مسلمانوں کی موجودہ پستی کا واحد علاج: ص ۵]

یہاں فضائل اعمال میں ایک آیت سمیت کچھ رہنما اصول لکھے ہیں خلاصہ یہ ہے:

۱۔ جو وعظ کریں اس کے مطابق خود بھی عمل کریں ورنہ ایک تو فائدہ نہ ہوگا الٹا نقصان بھی ہوگا۔

ثبوت حاضر ہے

۲۔ شریعت الٰہی میں ذرا فرق اور تبدیلی بھی گوارا نہیں۔

۳۔ شر وفتن کے دور میں لوگ طریقہ نبویؐ سے ہٹ کر اعمال کرتے ہیں اور ان سے ایسے کام ہوتے ہیں جن کا شریعت نے حکم نہیں دیا۔



۴۔ ایسے بدعتی لوگوں کو واپس راہ حق پر لانے والا شخص مومن ہوگا خواہ وہ ہاتھ سے کام لے یا زبان سے یا دل کے اعتقاد اور نیت سے۔

بات کو سمیٹتے ہوئے ایک بار پھر فضائل ذکر کے ص ۸۸ پر چلتے ہیں جہاں مولانا ذکریا لکھتے ہیں:

''اس لیے دین کے ہر کام میں نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرامؓ کے طریقہ کو اپنا رہبر بنانا نہایت ضروری امر ہے اور کسی ایسے طریقہ کو اختیار کرنا جو خلاف سنت ہو نیکی برباد گناہ لازم ہے۔''

اب اس اقتباس کی روشنی میں تبلیغی جماعت والے جواب دیں کیا:

۱۔ پچاس سال عشاء کے وضو سے فجر پڑھنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۶)

۲۔ ہمیشہ وصلی (بلا ناغہ) روزے رکھنا سنت ہے؟ (فضائل رمضان: ص ۲۵)

۳۔ چالیس سال مسلسل ستو پھانکنا سنت ہے؟ (فضائل ذکر: ص ۲۴)

۴۔ سحری نہ کھانا سنت ہے؟ (فضائل رمضان: ص ۲۴)

۵۔ ایک سانس میں ۲۰۰ مرتبہ لا الہ الا اللہ کہنا سنت ہے؟ (فضائل ذکر: ص ۸۴)

۶۔ اسم اعظم سیکھنے کے لیے فاقے اور مجاہدے کرنا سنت ہے؟ (فضائل ذکر: ص ۹۸)

۷۔ بارہ دن ایک ہی وضو سے ساری نمازیں پڑھنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۴)

۸۔ ۱۵ برس بستر پر نہ لیٹنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۴)

۹۔ کئی دن مسلسل فاقے کرنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۴)

۱۰۔ ایک رکعت میں پورا قرآن پڑھنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۵)

۱۱۔ روزانہ آٹھ قرآن ختم کرنا سنت ہے؟ (فضائل قرآن: ص ۴۴)

۱۲۔ قرآن کی تلاوت پر ذکر کو ترجیح دینا سنت ہے؟ (فضائل ذکر: ص ۶۸ فضائل قرآن ۲۵)

۱۳۔ روزانہ ایک ہزار رکعت نفل پڑھنا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۸۱)

۱۴۔ خواب میں آنے والی ایک لڑکی کی خاطر قسم کھا لینا کہ چالیس سال سوؤں گا

نہیں، کیا یہ بات سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۶۰)

۱۵۔ غلبہ حال میں سات دن تک جماعت کی نماز چھوڑ دینا سنت ہے؟ (فضائل نماز: ص ۳۸)

۱۶۔ اللہ تعالیٰ جنت پیش کریں اور صوفیا کا اس کو ٹھکرا دینا کیا سنت ہے؟ (فضائل ذکر: ص ۱۶۲)

۱۷۔ شیخ کے سامنے اپنے آپ کو مردہ بنا دینا سنت ہے؟ (فضائل تبلیغ: ص ۳۱)

۱۸۔ نہی عن المنکر کو چھوڑ دینا سنت ہے؟

ان سب سوالوں کا جواب یقیناً نفی میں ہے (جیسا کہ گزشتہ صفحات میں ہم واضح کر آئے ہیں) تو پھر قارئین آپ خود سوچیے کہ

تبلیغ اثر کیسے کرے گی؟

تو پھر امت وحی کی برکات سے کیا محروم نہ ہوگی؟

کیا پھر اللہ کی لعنت اور غضب نہ برسے گا؟

کیا پھر امت ضعف اور انحطاط کا شکار نہ ہوگی؟

کیا پھر ظالم بادشاہ مسلط نہ ہوں گے؟

پھر دعائیں کیونکر قبول ہوں گی؟

کیا پھر طرح طرح کے عذاب اور مصائب نازل نہ ہوں گے؟

ثبوت حاضر ہے

یہ باتیں قرآن و حدیث میں سے دلائل کے ساتھ ثابت کی گئی ہیں کہ صوفیا کے اعمال بدعات ہیں جو طریقہ نبویؐ اور صحابہ کرامؓ کی راہ سے کوسوں دور ہیں اور تبلیغی جماعت نے بھی ان کی تبلیغ شروع کر کے اور نہی عن المنکر کو یکسر چھوڑ کر اپنی من چاہی راہ اپنائی ہے......!

صوفیہ کی مذمت اور اتباع:

خود مولانا زکریا نے دو جگہ صوفیہ کی مذمت کی ہے اور ان کے طور طریقوں کو رد



کیا ہے، فرماتے ہیں:

۱۔ ''جاہل صوفیوں میں وظیفوں اور نفلوں کا تو زور ہوتا ہے مگر جماعت کی پرواہ نہیں ہوتی اس کو وہ بزرگی سمجھتے ہیں حالانکہ کمال بزرگی اللہ کے محبوب کا اتباع ہے۔'' [فضائل نماز: ص ۵۳]

۲۔ کشف نہ دلیل کمال ہے نہ موجب قرب کہ جو کوئی بھی اس قسم کے مجاہدے کرتا ہے وہ حاصل کر لیتا ہے خواہ اس کو حق تعالیٰ کے یہاں قرب حاصل ہو یا نہ ہو۔ اس لیے محققین اس کو غیر اہم سمجھتے ہیں۔'' [فضائل ذکر: ص ۱۴۹]

اس اعتراف اور مذمت کے باوجود اور یہ چیز روز روشن کی طرح واضح ہو جانے کے بعد کہ صوفیا کے طریقے غیر شرعی ہیں شیخ الحدیث نے انہی طریقوں کو ''اسوہ حسنہ'' کا درجہ دے کر اتباع کا حکم بھی دیا ہے! جیسا کہ ان کے درج ذیل اقتباسات سے صاف معلوم ہوتا ہے:

۱۔ ''بزرگوں کے یہ معمولات اس وجہ سے نہیں لکھے جاتے کہ سرسری نگاہ سے ان کو پڑھ لیا جائے یا کوئی تفریحی فقرہ ان پر کہہ دیا جائے بلکہ اس لیے ہیں کہ اپنی ہمت کے موافق ان کا اتباع کیا جائے اور حتی الوسع پورا کرنے کا اہتمام کیا جائے۔'' [فضائل رمضان: ص ۷]

۲۔ ''حق تعالیٰ ہم سے سیہ کاروں کو بھی ان پاک ہستیوں کا اتباع نصیب فرمائیں۔'' [فضائل رمضان: ص ۳۰]

۳۔ ''ایسے ہی لوگوں سے دنیا قائم ہے اور رزندگی کو وصول کرنے والی حقیقت میں یہی مبارک ہستیاں ہیں اللہ جل شانہ اپنے لطف اور اپنے پر مرمٹنے کے طفیل اس روسیاہ کو بھی نواز دے تو اس کے لطف عام سے کیا بعید ہے۔'' [فضائل نماز: ص ۲۱]

۴۔ ''حق تعالیٰ شانہ مجھے بھی اور ناظرین کو بھی ان حضرات (صوفیہ) کے اتباع کا کچھ حصہ اپنے لطف سے نصیب فرمائیں۔ آمین۔''

اوپر کے اقتباسات میں تین جگہ صوفیا کی ''اتباع'' کا لفظ استعمال ہوا ہے۔ یہ کیسی

جامی نور اللہ مرقدہٗ واعلی اللہ مراتبہٗ یہ نعت کہنے کے بعد جب ایک مرتبہ حج کیلئے تشریف لے گئے تو اُن کا ارادہ یہ تھا کہ روضہ اقدس کے پاس کھڑے ہو کر اس نظم کو پڑھیں گے۔ جب حج کے بعد مدینہ منورہ کی حاضری کا ارادہ کیا تو امیر مکہ نے خواب میں حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت کی۔ حضورِ اقدس ﷺ نے خواب میں اُن کو یہ ارشاد فرمایا کہ اس کو (جامی کو) مدینہ نہ آنے دیں۔ امیر مکہ نے ممانعت کردی مگر ان پر جذب و شوق اس قدر غالب تھا کہ یہ چھپ کر مدینہ منورہ کی طرف چل دیئے۔ امیر مکہ نے دوبارہ خواب دیکھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا وہ آرہا ہے اس کو یہاں نہ آنے دو۔ امیر نے آدمی دوڑائے اور ان کو راستہ سے پکڑوا کر بلایا، ان پر سختی کی اور جیل خانہ میں ڈال دیا۔ اس پر امیر کو تیسری مرتبہ حضورِ اقدس ﷺ کی زیارت ہوئی۔ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ یہ کوئی مجرم نہیں۔ بلکہ اس نے کچھ اشعار کہے ہیں جن کو یہاں آکر میری قبر پر کھڑے ہو کر پڑھنے کا ارادہ کر رہا ہے۔ اگر ایسا ہوا تو قبر سے مصافحہ کے لیے ہاتھ نکلے گا جس میں فتنہ ہوگا۔ اس پر ان کو جیل سے نکالا گیا اور بہت اعزاز و اکرام کیا گیا۔ اس قصہ کے سننے میں یا یاد میں تو اس ناکارہ کو تردد نہیں۔ لیکن اس وقت اپنے ضعف بینائی اور امراض کی وجہ سے مراجعت کتب سے معذوری ہے۔ ناظرین میں سے کسی کو کسی کتاب میں اس کا حوالہ اس ناکارہ کی زندگی میں ملے تو اس ناکارہ کو بھی مطلع فرما کر ممنون فرمائیں اور مرنے کے بعد اگر ملے تو حاشیہ اضافہ فرمادیں۔ اس قصہ ہی کی وجہ سے اس ناکارہ کا خیال اس نعت کی طرف گیا تھا اور اب تک یہی ذہن میں ہے اور اس میں کوئی استبعاد نہیں۔ سید احمد رفاعی رحمۃ اللہ علیہ مشہور بزرگ اکابر صوفیہ میں سے ہیں، ان کا قصہ مشہور ہے کہ جب ۵۵۵ھ میں وہ زیارت کے لیے حاضر ہوئے اور قبر اطہر کے قریب کھڑے ہو کر دو شعر پڑھے تو دست مبارک باہر نکلا اور انہوں نے اس کو چوما۔ اس ناکارہ کے رسالہ فضائلِ حج کی حکایات زیارتِ مدینہ کے سلسلہ میں نمبر ۳۱ پر یہ قصہ مفصل علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب الحاوی سے گذر چکا ہے اور بھی متعدد قصے اس میں روضہ اقدس سے سلام کا جواب ملنے کے ذکر کیے گئے ہیں۔ بعض دوستوں کا خیال



ہے کہ میرے خواب کا مصداق قصیدہ بردہ ہے اسی لیے اس سے پہلے نمبر پر چند اشعار اس سے بسلسلہ معراج نقل کر دیئے اور بعض دوستوں کی رائے یہ ہے کہ حضرت نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے قصائد میں سے کوئی قصیدہ مراد ہے اس لیے خیال ہے کہ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کی نعت کے بعد حضرت اقدس مولانا نانوتوی نور اللہ مرقدہٗ کے قصائد قاسمی میں سے بھی کچھ اشعار نقل کردوں اور انہیں پر اس رسالہ کو ختم کردوں۔ وَمَا تَوْفِیْقِیْ اِلَّا بِاللّٰہِ۔ مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ کا قصیدہ فارسی میں ہے اور ہمارے مدرسہ کے ناظم مولانا الحاج اسعد اللہ صاحب فارسی سے خصوصیت کے ساتھ ساتھ اشعار سے بھی خصوصی مناسبت رکھتے ہیں اور حضرت اقدس حکیم الامت مولانا اشرف علی صاحب نور اللہ مرقدہٗ کے جلیل القدر خلفاء میں ہیں جس کی وجہ سے عشق نبوی ﷺ کا جذبہ بھی جتنا ہو برمحل ہے، اس لیے میں نے مولانا موصوف سے درخواست کی تھی کہ وہ اس کا ترجمہ فرمادیں جو اس نعت کی شان کے مناسب ہو، مولانا نے اس کو قبول فرمالیا۔ اس لیے ان اشعار کے بعد اُن کا ترجمہ بھی پیش کردیا جائے گا۔ اور اس کے بعد قصائد قاسمی کے چند اشعار لکھ دیئے جائیں گے۔

ثبوت حاضر ہے

## مثنوی مولانا جامی رحمۃ اللہ علیہ

ز مہجوری برآمد جانِ عالم — ترحّم یا نبی اللہ ترحّم
نہ آخر رحمۃ للعالمینی — ز محروماں چرا غافل نشینی
ز خاک اے لالہ سیراب برخیز — چو نرگس خواب چند از خواب برخیز
بروں آور سر از برد یمانی — کہ روئے تست صبح زندگانی
شب اندوہ ما را روز گرداں — ز رویت روز ما فیروز گرداں
بہ تن در پوش عنبر بوئے جامہ — بسر بر بند کافوری عمامہ
فروز آویز از سر گیسواں را — فگن سایہ بپا سرو رواں را
ادیم طائفی نعلین پا کن — شراک از رشتہ جانہائے ما کن
جہانے دیدہ کردہ فرشِ رہ اند — چو فرش اقبال پابوس تو خواہند

(۱۲) "اگرچہ ہم گناہوں کے دریا میں از سر تا پا غرق ہیں لیکن آپؐ کی راہِ مبارک پر تشنہ و خشک لب پڑے ہیں۔"

(۱۳) "آپؐ ابرِ رحمت ہیں شایانِ شانِ گرامی ہے کہ پیاسوں اور تشنہ لبوں پر ایک نگاہِ کرم بار ڈالی جائے۔"

اب اگلے اشعار کے ترجمہ سے پہلے یہ عرض کر دینا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ اکثر حضرات کا تو خیال ہے کہ حضرت جامی رحمۃ اللہ علیہ یہاں سے زمانہ گذشتہ کی زیارتِ مقدسہ کا حال بیان فرماتے ہیں اور بعض کے کلام سے مفہوم ہوتا ہے کہ آئندہ کے لیے تمنا فرما رہے ہیں حضرت اقدس شیخ الحدیث صاحب مدظلہ کا رجحان اسی کی طرف ہے اسی لیے اب ترجمہ میں اس کی رعایت کی جائے گی۔

(۱۴) "ہمارے لیے کیسا اچھا وقت ہوتا کہ ہم گرد راہ سے آپ کی خدمت گرامی میں پہنچ جاتے اور آنکھوں میں آپ کے کوچہ مبارک کی خاک کا سرمہ لگاتے۔" نہ

وہ دن خدا کرے کہ مدینہ کو جائیں ہم
خاکِ درِ رسول ﷺ کا سرمہ لگائیں ہم

ثبوت حاضر ہے

(۱۵) "مسجد نبوی میں دوگانہ شکر ادا کرتے۔ سجدۂ شکر بجالاتے، روضہ اقدس کی شمع روشن کا اپنی جانِ حزیں کو پروانہ بناتے۔"

(۱۶) "آپ کے روضہ اطہر اور گنبد خضرا کے اس حال میں مستانہ اور بیتابانہ چکر لگاتے کہ دلِ صد مہانے عشق اور وفورِ شوق سے پاش پاش اور چھلنی ہوتا۔"

(۱۷) "حریم قدس اور روضہ پر نور کے آستانہ محترم پر اپنی بے خواب آنکھوں کے بادلوں سے آنسو برساتے اور چھڑکاؤ کرتے۔"

(۱۸) "کبھی صحن حرم میں جھاڑو دے کر گرد و غبار کو صاف کرنے کا فخر اور کبھی وہاں کے خس و خاشاک کو دور کرنے کی سعادت حاصل کرتے۔"

(۱۹) "گو گرد و غبار سے آنکھوں کو نقصان پہنچتا ہے مگر ہم اس بے مردمک چشم کے لیے سامان روشنی مہیا کرتے اور گو خس و خاشاک زخموں کیلئے مضر ہے مگر ہم اس کو جراحت دل



کے لیے مرہم بناتے۔"

(۲۰) "آپ کے منبر شریف کے پاس جاتے اور اس کے پائے مبارک کو اپنے عاشقانہ زرد چہرہ سے مل مل کر زرین و طلائی بناتے۔"

(۲۱) "آپ کے مصلائے مبارک و محراب شریف میں نماز پڑھ پڑھ کر تمنائیں پوری کرتے اور حقیقی مقاصد میں کامیاب ہوتے اور مصلے میں جس جائے مقدس پر آپ کے قدم مبارک ہوتے تھے اس کو شوق کے اشک خونیں سے دھوتے۔"

(۲۲) "آپ کی مسجدِ اطہر کے ہر ستون کے پاس ادب سے سیدھے کھڑے ہوتے اور صدیقین کے مرتبہ کی درخواست و دعا کرتے۔"

(۲۳) "آپ کی دلآویز تمناؤں کے زخموں اور دل نشین آرزوؤں کے داغوں سے (جو ہمارے دل میں ہیں) انتہائی مسرت کے ساتھ ہر قندیل کو روشن کرتے۔"

(۲۴) "اب اگر میرا جسم اس حریم انور و شبستانِ اطہر میں نہیں ہے لیکن خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ روح وہیں ہے۔"

(۲۵) "میں اپنے خود بین و خود رائے نفس امارہ سے سخت عاجز آچکا ہوں۔ ایسے عاجز و بیکس کی جانب التفات فرمایئے اور بخشش کی نظر ڈالیے۔"

(۲۶) "اگر آپ کے الطاف کریمانہ کی مدد شاملِ حال نہ ہو گی تو ہم عضو معطل و مفلوج ہو جائیں گے اور ہم سے کوئی کام انجام نہ پا سکے گا۔"

(۲۷) "ہماری بد بختی ہمیں صراطِ مستقیم و راہِ خدا سے بھٹکا رہی ہے خدارا ہمارے لیے خداوند قدوس سے دعا فرمایئے۔"

(۲۸) "(یہ دعا فرمایئے) کہ خداوند قدوس اولاً ہم کو پختہ یقین اور کامل اعتقاد کی عظیم الشان زندگی بخشے اور پھر احکام دین میں مکمل استقلال اور پوری ثابت قدمی عطا فرمائے۔"

(۲۹) "جب قیامت کی حشر خیزیاں اور اس کی زبردست ہولناکیاں پیش آئیں تو مالک یوم الدین رحمٰن و رحیم ہم کو دوزخ سے بچا کر ہماری عزت بچائے۔"

(۳۰) "اور ہماری غلط روی اور صغیرہ کبیرہ گناہوں کے باوجود آپ کو ہماری شفاعت کے لیے

| | |
|---|---|
| ز حجرۂ پائے در صحن حرم نہ | بفرقِ خاکِ رہ بوساں قدم نہ |
| بدہ دستی زپا افتادگاں را | بکن دلدارئے دل دادگاں را |
| اگرچہ غرقِ دریائے گناہم | فتادہ خشک لب بر خاکِ راہم |
| تو ابرِ رحمتی آں بہ کہ گاہے | کنی برحالِ لب خشکاں نگاہے |
| خوشاکز گرد رہ سویت رسیدم | بدیدہ گرد از کویت کشیدم |
| بمسجد سجدۂ شکرانہ کردیم | چراغت راز جان پروانہ کردیم |
| بگرد روضہ ات گشتیم گستاخ | دلم چوں پنجرۂ سوراخ سوراخ |
| زدیم از اشک ابر چشم بے خواب | حریم آستانِ روضہ ات آب |
| گہے رفتیم زاں ساحت غبارے | گہے چیدیم زد خاشاک و خارے |
| ازاں نورِ سواد دیدہ دادیم | وزیں بر ریش دل مرہم نمادیم |
| بسوئے منبرت رہ بر گرفتیم | ز چہرہ پایہ اش در زر گرفتیم |
| ز محرابت بسجدہ کام جستیم | قدم گاہت بخونِ دیدہ شستیم |
| بپائے ہر ستوں قدر است کردیم | مقامِ راستاں درخواست کردیم |
| زداغِ آرزویت باولِ خوش | زدیم از دل بہر قندیل آتش |
| کنوں گر تن نہ خاکِ آں حریم ست | بحمد اللہ کہ جان آں جا مقیم ست |
| بخود درماندہ ام از نفسِ خود رائے | ببیں درماندۂ چندیں ببخشائے |
| اگر نہ بود چو لطفت دست یارے | زدست ما نیاید ہیچ کارے |
| قضائی افگند از راہ مارا | خدا را از خدا درخواہ مارا |
| کہ بخشد از یقیں اول حیاتے | دہد آنگہ بکار دیں ثباتے |
| چو ہولِ روز رستاخیز خیزد | باتش آبروئے ما نہ ریزد |
| کند تا ایں ہمہ گمراہی ما | ترا اذنِ شفاعت خواہی ما |
| چو چوگاں سرفگندہ آوری روے | عبید ابنا شفاعت استی گوے |
| بحسن اہتمامت کار جامی | طفیلِ دیگراں یابد تمامی |

ترجمہ: از حضرت مولانا اسعد اللہ صاحب ناظم مدرسہ مظاہر علوم خلیفہ مجاز بیعت از حکیم الامت حضرت مولانا الحاج اشرف علی صاحب تھانوی نور اللہ مرقدہ۔

ثبوت حاضر ہے



(۱) ''آپ کے فراق سے کائنات عالم کا ذرہ ذرہ جاں بلب ہے اور دم توڑ رہا ہے۔ اے رسولِ خدا نگاہِ کرم فرمایئے اے ختم المرسلین رحم فرمایئے۔''

(۲) آپ یقیناً رحمۃ للعالمین ہیں ہم حرماں نصیبوں اور ناکامانِ قسمت سے آپ کیسے تغافل فرما سکتے ہیں۔''

(۳) اے لالہ خوش رنگ اپنی شادابی و سیرابی سے عالم کو مستفید فرمایئے اور خوابِ نرگس سے بیدار ہو کر ہم محتاجانِ ہدایت کے قلوب کو منور فرمایئے۔'' ب

اے بسرا پردۂ یثرب بخواب . خیز کہ شد مشرق و مغرب خراب

(۴) ''اپنے سر مبارک کو یمنی چادروں کے کفن سے باہر نکالیے کیونکہ آپ کا روئے انور صبح زندگانی ہے۔''

(۵) ''ہماری غمناک رات کو دن بنا دیجئے اور اپنے جمالِ جہاں آرا سے ہمارے دن کو فیروز مندی و کامیابی عطا کر دیجئے۔''

(۶) ''جسم اطہر پر حسب عادت عنبر بیز لباس آراستہ فرمایئے اور سفید کافوری عمامہ زیب سر فرمایئے۔''

(۷) ''اپنی عنبر بار و مشکیں زلفوں کو سر مبارک سے لٹکا دیجئے تاکہ ان کا سایہ آپ کے بابرکت قدموں پر پڑے (کیونکہ مشہور ہے کہ قامت اطہر و جسم انور کا سایہ نہ تھا۔ لہٰذا گیسوئے شب گوں کا سایہ ڈالیے)۔''

(۸) ''حسب دستور طائف کے مشہور چمڑے کی مبارک نعلین (پاپوش) پہنئے اور اُن کے تسمے اور بیٹیاں ہمارے رشتہ جان سے بنایئے۔''

(۹) ''تمام عالم اپنے دیدہ و دل کو فرشِ راہ کیے ہوئے اور بچھائے ہوئے ہے اور فرشِ زمین کی طرح آپ کی قدم بوسی کا فخر حاصل کرنا چاہتا ہے۔''

(۱۰) ''حجرۂ شریف یعنی گنبد خضرا سے باہر آکر صحن حرم میں تشریف رکھئے راہِ مبارک کے خاک بوسوں کے سر پر قدم رکھیے۔''

(۱۱) ''عاجزوں کی دستگیری، بیکسوں کی مدد فرمایئے اور مخلص عشاق کی دلجوئی و دلداری کیجئے۔''

اَعْلَمُ الْغَیْبَ لَاسْتَکْثَرْتُ مِنَ الْخَیْرِ وَ مَا مَسَّنِیَ السُّوْۗءُ اِنْ اَنَا اِلَّا نَذِیْرٌ وَّ بَشِیْرٌ لِّقَوْمٍ یُّؤْمِنُوْنَ﴾[اعراف-۷:۱۸۸]

''(اے پیغمبر) کہہ دیں میں اپنی ذات کے نفع ونقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ تعالیٰ چاہے اور اگر میں غیب کی باتیں جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائیاں (جمع کر لیتا) اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی۔ میں اگر کچھ ہوں تو بس ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔''

ان آیات سے ثابت ہوا کہ دلوں کے بھید صرف اللہ تعالیٰ جانتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ بھی دلوں کے راز نہیں جانتے اور نہ آپ کو علم غیب ہے۔

آیئے اب فضائل اعمال کے ایک اور شرکیہ پہلو پر غور کریں۔

ثبوت حاضر ہے

## رسول اللہ ﷺ قبر مبارک سے باہر نکل مدد کو پہنچتے ہیں (پہلا واقعہ):

⊕ فضائل اعمال کے عقائد کو گذشتہ صفحات پر بیان کیا گیا ہے کہ ضرورتمندوں کی حاجتیں آپ ﷺ قبر مبارک ہی سے پوری کرتے ہیں پھر یہ واضح کیا ہے۔ کہ آپ ﷺ قبر مبارک سے ہاتھ نکال کر مصافحہ بھی کرتے ہیں اور اب قبر مبارک سے باہر نکل کر ضرورتمندوں اور مشکل میں گرفتار لوگوں کی مدد کے لیے بنفس نفیس بھی پہنچ جاتے ہیں۔ فضائل اعمال میں لکھا ہے۔

⊂ سفیان ثوری سے نقل کرتے ہیں کہ میں طواف کر رہا تھا میں نے ایک شخص کو دیکھا کہ وہ ہر قدم پر درود ہی پڑھتا ہے اور کوئی چیز تسبیح تہلیل وغیرہ نہیں پڑھتا۔ میں نے اس سے پوچھا اس کی کیا وجہ ہے؟ تو اس نے پوچھا تو کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں سفیان ثوری ہوں۔ اس نے کہا کہ اگر تو اپنے زمانہ کا یکتا نہ ہوتا تو میں نہ بتاتا اور اپنا راز نہ کھولتا۔ پھر اس نے کہا کہ میں اور میرے والد حج کو جا رہے تھے ایک جگہ پہنچ کر میرا باپ بیمار ہوگیا۔ میں علاج کا اہتمام کرتا رہا کہ ایک دم ان کا انتقال ہوگیا اور منہ کالا ہوگیا۔ میں دیکھ کر بہت رنجیدہ ہوا اور اِنَّا لِلّٰہِ پڑھی اور کپڑے سے ان کا منہ ڈھک دیا۔ اتنے میں میری آنکھ لگ گئی۔ میں نے خواب دیکھا کہ ایک



صاحب جس سے زیادہ حسین میں نے کسی کو نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ صاف ستھرا لباس کسی کا نہیں دیکھا اور ان سے زیادہ بہترین خوشبو میں نے کہیں نہیں دیکھی تیزی سے قدم بڑھاتے چلے آ رہے ہیں۔ انہوں نے میرے باپ کے منہ پر سے کپڑا ہٹایا اور اس کے چہرہ پر ہاتھ پھیرا تو اس کا چہرہ سفید ہوگیا۔ واپس جانے لگے تو میں نے جلدی سے ان کا کپڑا پکڑ لیا اور میں نے کہا اللہ تعالیٰ آپ پر رحم کرے آپ کون ہیں؟ کہ آپ کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے میرے باپ پر مسافرت میں احسان فرمایا۔ وہ کہنے لگے کہ تو مجھے نہیں پہچانتا میں محمد بن عبداللہ صاحب قرآن ہوں یہ تیرا باپ بڑا گنہگار تھا لیکن مجھ پر کثرت سے درود بھیجتا تھا۔ جب اس پر یہ مصیبت نازل ہوئی تو اس کی فریاد کو پہنچا اور میں ہر اس شخص کی فریاد کو پہنچتا ہوں جو مجھ پر کثرت سے درود بھیجے۔

[فضائل اعمال-رحمانیہ: ۷۹۱ قدیمی: ۸۲۷' عبد الرحیم: ۷۲۸' مراحہ: ۱۰۰۶]

## دوسرا واقعہ۔ نبی ﷺ مدد کے لیے بادل سے نمودار ہوئے:

⊂ سفیان ثوری سے ایک اور آدمی کی ملاقات کا دوسرا واقعہ لکھا ہے کہ انہوں نے ایک جوان کو دیکھا کہ ہر قدم پر درود پڑھتا ہے تو اس سے پوچھا کہ یہ تیرا عمل کسی علمی دلیل کی وجہ سے ہے؟ (یا محض اپنی رائے سے) اس نے پوچھا تم کون ہو۔ میں نے کہا سفیان ثوری۔ اس نے کہا کیا عراق والے سفیان؟ میں نے کہا ہاں! کہنے لگا: ''تجھے اللہ تعالیٰ کی معرفت حاصل ہے؟'' میں نے کہا: ''ہاں ہے۔'' اس نے پوچھا: ''کس طرح معرفت حاصل ہے؟ میں نے کہا'' رات سے دن نکالتا ہے۔ دن سے رات نکالتا ہے ماں کے پیٹ سے بچے کی صورت پیدا کرتا ہے۔'' اس نے کہا کہ کچھ نہیں پہچانا۔ میں نے کہا تو پھر تو کس طرح پہچانتا ہے؟ اس نے کہا کسی کام کا پختہ ارادہ کرتا ہوں اس کو فسخ کرنا پڑتا ہے اور کسی کام کے کرنے کی ٹھان لیتا ہوں مگر نہیں کر سکتا۔ اس سے میں نے پہچان لیا کہ کوئی دوسری ہستی ہے جو میرے کاموں کو انجام دیتا ہے۔

میں نے پوچھا یہ درود کیا چیز ہے؟ اس نے کہا میں اپنی ماں کے ساتھ حج کو گیا تھا میری ماں وہیں رہ گئی (مرگئی) اس کا منہ کالا ہوگیا اور اس کا پیٹ پھول گیا جس سے مجھے یہ اندازہ ہوا

جائز اور باعث ثواب ہوگیا؟ اور اس پر اللہ تعالیٰ کے رسول خوش ہو رہے ہیں کس قدر افسوس کی بات ہے۔ ان لوگوں کی دورخی پر جو ایک طرف تو کہتے ہیں: "نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ہے" اور دوسری طرف من گھڑت کہانیوں سے من گھڑت درود لوگوں کو پڑھنے کی ترغیب دے رہے ہیں۔

تبلیغی بزرگ بتائیں کہ دین رسول اللہ ﷺ کی زندگی میں مکمل ہوگیا تھا یا ابھی نامکمل ہے اور خوابوں کے ذریعے آپ ﷺ اس کی تکمیل کرتے رہتے ہیں۔ (أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ)

⊛ میرے بھائیو! نبی ﷺ کے طریقوں میں کامیابی ایک سچی بات ہے مگر تبلیغی بھائی اور بزرگ اپنے اس دعویٰ کے مطابق عمل نہیں کرتے کیونکہ فضائل اعمال میں نبی کریم ﷺ کی سنت اور دین کے خلاف واقعات موجود ہیں اور یہ لوگ جگہ جگہ اسی کتاب کو پڑھ کر سنتے سناتے ہیں۔ جبکہ نبی کریم ﷺ کی پاکیزہ سنتیں کتب احادیث میں ہیں جن کے قریب جانے اور ان کو پڑھنے، سننے اور سنانے سے یہ لوگوں کو منع کرتے ہیں۔ تجربہ سے یہ ثابت ہے۔

ثبوت حاضر ہے

## نبی ﷺ کی گستاخی کا ایک اور واقعہ اور داڑھی مبارک کے بال:

⊂ شاہ صاحب بیمار ہوگئے تو خواب میں نبی ﷺ کی زیارت ہوئی آپ نے ارشاد فرمایا بیٹے کیسی طبیعت ہے اس کے بعد شفا کی بشارت عطا فرمائی اور اپنی داڑھی مبارک میں سے دو بال مرحمت فرمائے مجھے اس وقت صحت ہوگئی اور جب میری آنکھ کھلی تو وہ دونوں بال میرے ہاتھ میں تھے۔ (فضائل اعمال۔رحمانیہ:۷۹۸،قدیمی:۸۳۵،عبد الرحیم:۷۳٤،خواجہ محمد اسلام:۱۱۲،مدینہ:۸۳۵،مدنیہ:۱۰۰٦)

⊛ اس قصے سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ تبلیغی بزرگ یہ ثابت کر رہے ہیں کہ شاہ صاحب کے پاس رسول ﷺ بذات خود تشریف لائے تھے اور اپنی داڑھی مبارک کے بال بھی دیئے تھے جو مریض کی آنکھ کھلنے کے وقت اسکے ہاتھ میں موجود تھے۔ خواب میں جو چیز بھی کسی کو ملتی ہے بیداری کے وقت وہ ہاتھ میں موجود کبھی نہیں ہوتی۔



# فضائل اعمال کا بہتان

## رسول اللہ ﷺ نے فرمایا شراب پی:

⊂ حضرت شیخ علی متقی نقل کرتے تھے کہ ایک فقیر نے فقراء مغرب سے آنحضرت ﷺ کو خواب میں دیکھا کہ اس کو شراب پینے کے لیے فرماتے ہیں اس نے واسطے رفع اس اشکال کے علماء سے استفتاء کیا کہ حقیقت حال کیا ہے...... ہر ایک عالم نے محمل اور تاویل اس کی بیان کی۔ لیکن جیسا کہ اس ناکارہ نے اوپر لکھا اگر " اشرب الخمر " ہی فرمایا ہو یعنی شراب پی' تو یہ دھمکی بھی ہوسکتی ہے۔" (فضائل اعمال۔رحمانیہ:۷۳٦،قدیمی:۷۷۰،عبد الرحیم:٦۷۷،خواجہ محمد اسلام:۵۵،مدنیہ:۷۷۰،مدینہ:۵۰۱)

⊛ قارئین کرام! آپ کو معلوم ہونا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ ہمارے لیے نمونہ ہیں مسلمانوں پر آپ کے ہر حکم کی تعمیل فرض ہے۔ اگر ایسے خوابوں کو سچا مان لیا جائے تو دین میں ہر شخص اپنی مرضی کے خواب بیان کر کے تبدیلی کرلے۔ احناف میں یہ بیماری عام ہے کہ ایک من گھڑت واقعہ پیش کر کے اس پر مختلف طریقوں سے بحث کرتے ہیں اور مفروضوں کو ثابت کرنے کے لیے شریعت مطہرہ کی بنیادوں کو ہلانے سے گریز نہیں کرتے۔ یہاں بھی یہی عمل دھرایا گیا ہے۔ کبھی کہا کہ نبی ﷺ کو کوئی بڈھا دیکھے یا کوئی جوان' کوئی راضی دیکھے یا کوئی خفا اور کوئی سنے کہ آپ نے فرمایا کہ شراب پی تو یہ سب کچھ صحیح ہے اور یہ واقعی نبی ﷺ ہی ہیں اور یہ شراب پینے کا حکم بھی وہی دے رہے ہیں اور مولوی صاحب اس حکم کو دھمکی کا نام دے کر مزید ظلم کر رہے ہیں۔ (أَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ) (فضائل اعمال۔رحمانیہ:۷۳٦،قدیمی:۷۷،عبدالرحیم:٦۷۷،خواجہ:۵۵)

## نبی ﷺ خواب میں خلاف شریعت حکم نہیں دے سکتے:

چونکہ رسول اللہ ﷺ کی شکل شیطان اختیار نہیں کرسکتا۔ لہٰذا:

۱۔ اگر کسی صحابی نے خواب میں رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو یہ ایک حقیقت ہے۔ کیونکہ اس

(ہماری نہیں)۔''

یہ کام صرف اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والوں کے لیے آسان ہے۔ دیگر تمام پر یہ بھاری ہے اگر لونڈیاں اللہ تعالیٰ کی ''ولی'' دوست تھیں تو ان کو اللہ تعالیٰ کے ذکر سے صبر اور طمینان قلب کیوں حاصل نہیں ہوسکا؟ مولانا محمد زکریا کے خیال میں ایسے دیوانے اور بے صبرے لوگ جب موت کی آرزو کرتے ہیں تو چیخ مارتے ہیں اور مرجاتے ہیں۔

قارئین کرام! یہ چیخ تو درمیان میں یونہی آگئی تھی۔ بات چل رہی تھی مولانا محمد زکریا کی۔ جو کبھی تو رسول اللہ ﷺ کی جاگتے جاگتے اور کبھی خوابوں زیارت کرار ہے تھے اور کبھی اللہ تعالیٰ کا دیدار اور اب ان کے زبانی جنت کا نظارہ بھی کیجئے۔

## مُردوں سے ملاقات کا طریقہ اور ستر ہزار جہنمیوں کی بخشش کا قصہ:

فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ......ایک عورت حسن بصری کے پاس آئی اور عرض کیا'' میری لڑکی کا انتقال ہو گیا ہے میری یہ تمنا ہے کہ میں اس کو خواب میں دیکھوں' حسن بصری نے فرمایا کہ عشاء کی نماز پڑھ کر چار رکعت نفل پڑھ اور ہر رکعت میں الحمد شریف کے بعد ﴿أَلْهٰكُمُ التَّكَاثُرُ﴾ پڑھ' اور اس کے بعد لیٹ جا' اور سونے تک نبی ﷺ پر درود پڑھتی رہ۔ اس نے ایسے ہی کیا اس نے لڑکی کو خواب میں دیکھا کہ نہایت ہی سخت عذاب میں ہے۔ تارکول کا لباس اس پر ہے۔ دونوں ہاتھ اس کے جکڑے ہوئے ہیں اور اس کے پاوں آگ کی زنجیروں میں بندھے ہوئے ہیں۔ صبح کو اٹھ کر پھر حسن بصری کے پاس گئی۔ انہوں نے فرمایا کہ اس کی طرف سے صدقہ کر شاید اللہ جل شانہ اس کی وجہ سے تیری لڑکی کو معاف فرمادے۔ اگلے دن حسن بصری نے خواب میں دیکھا کہ جنت کا ایک باغ ہے اور اس میں ایک بہت اونچا تخت ہے اور اس پر ایک بہت نہایت حسین جمیل خوبصورت لڑکی بیٹھی ہوئی ہے اس کے سر پر ایک نور کا تاج ہے۔ وہ کہنے لگی حسن! تم نے مجھے نہیں پہچانا؟ میں نے کہا نہیں۔ میں نے تو نہیں پہچانا۔ کہنے لگی میں وہی لڑکی ہوں جس کی ماں کو تم نے درود شریف پڑھنے کا حکم دیا تھا (یعنی عشاء کے بعد سونے تک)



حسن نے فرمایا کہ تیری ماں نے تو تیرا (معاملہ) اس کے بالکل برعکس بتایا تھا جو میں دیکھ رہا ہوں۔ اس نے کہا میری حالت وہی تھی جو ماں نے بیان کی تھی۔ میں نے پوچھا پھر یہ مرتبہ کیسے حاصل کیا۔ اس نے کہا ہم ستر (۷۰) ہزار آدمی اسی عذاب میں مبتلا تھے جو میری ماں نے آپ سے بیان کیا۔ صلحاء میں سے ایک بزرگ کا گزر ہمارے قبرستان پر ہوا۔ انہوں نے ایک دفعہ درود پڑھ کر اس کا ثواب ہم سب کو پہنچا دیا۔ ان کا درود......اللہ تعالیٰ کے ہاں ایسے قبول ہوا کہ اس کی برکت سے ہم سب اس عذاب سے آزاد کر دیئے گئے اور اس بزرگ کی برکت سے یہ رتبہ نصیب ہوا۔ (فضائل اعمال ص رحمانیہ: ۷۸۵ قدیمی: ۸۲۲ لعبد الرحیم: ۷۲۲ خواجہ محمد اسلام: ۹۹ مدنیہ: ۸۲۲ مدینہ: ۹۰۵)

⊛ اس قصے میں عقیدے کی کئی ایک خرابیاں پائی جاتی ہیں۔ غور فرمائیں:

۱۔ مرنے والوں سے خواب میں ملاقات کا طریقہ۔

۲۔ سخت ترین عذاب میں مبتلا لڑکی کو حسن بصری اور اس کی ماں کے درمیان ہونے والی گفتگو کا علم ہو گیا تھا۔ یہ تو گنہگاروں کا حال ہے تو پھر نیک لوگوں کا تو پوچھنا ہی کیا؟

۳۔ ستر (۷۰) ہزار آدمی جو نہایت ہی سخت عذاب میں مبتلا تھے جن کو تارکول کا لباس پہنایا گیا تھا اور ہاتھوں کو جکڑ دیا گیا تھا اور پاؤں میں آگ کی زنجیریں تھیں یک لخت جہنم سے نکل کر جنت میں داخل ہو گئے۔

قارئین کرام! اس طرح کا ایک اور حیرت انگیز واقعہ بھی ملاحظہ فرمائیں۔

## گنہگار کا کمال...... پورا قبرستان جنت بن گیا:

فضائل اعمال میں لکھا ہے کہ ایک عورت تھی' اس کا لڑکا بڑا ہی گنہگار تھا' اس کی ماں اس کو بار بار نصیحت کرتی مگر وہ بالکل نہیں مانتا تھا۔ اسی حال میں مر گیا۔ اس کی ماں کو بہت ہی رنج تھا کہ وہ بغیر توبہ کے مر گیا۔ اس کو بڑی تمنا تھی کہ کسی طرح اس کو خواب میں دیکھے۔ اس کو خواب میں دیکھا تو وہ عذاب میں مبتلا تھا۔ اس کی وجہ سے اس کی ماں کو اور بھی زیادہ صدمہ

فصل : ۵

## مشرکین مکہ اور آج کے کچھ کلمہ گو

یاد رہے کہ جو صفات یہود و نصاریٰ و مشرکین مکہ وغیرہ کے لیے بری تھیں وہی صفات اسلام کے دعویداروں میں اگر آجائیں تو بھی بری ہوں گی۔ قرآن و حدیث میں ان قوموں کے حالات سے آگاہ کرنے کا مقصد دراصل ان کی بری صفات و عادات سے بچنا ہوتا ہے کیونکہ قرآن کے نزول کا مقصد صرف ان امتوں اور اشخاص کی تاریخ بیان کرنا ہی نہیں ہوتا بلکہ تاریخ کے واقعات سے عبرت و نصیحت حاصل کرنا مقصود ہوتا ہے۔ یاد رہے کہ وہ لا الہ الا اللہ کا مطلب سمجھتے تھے، اس لیے انھوں نے کلمہ نہ پڑھا یعنی وہ غیر اللہ کی عبادت کو چھوڑنے کو تیار نہ تھے اور آج کل کچھ کلمہ گو حضرات کلمہ تو پڑھ چکے لیکن اس کا مطلب نہ سمجھ سکے یعنی کلمہ پڑھنے کے باوجود بھی غیر اللہ کی عبادت کر رہے ہیں۔

اس باب میں قرآن کی روشنی میں مشرکین مکہ کے متعلق بحث کریں گے، تاکہ ہمیں ان کے عقائد کا پتا چل سکے اور ان کے غلط عقائد سے ہم پرہیز کر سکیں۔ یاد رہے رسول اللہ ﷺ نے ان کے غلط عقائد یعنی شرک کی وجہ سے ان سے جنگیں لڑیں، حالانکہ وہ اللہ تعالیٰ کو مانتے تھے۔ سب سے پہلی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ کا ذکر اور جگہوں کے علاوہ قرآن میں مندرجہ ذیل مقامات پر آیا ہے۔ سورۃ الانعام اور سورۃ یونس (مکمل)، الأنفال (۳۲ تا ۳۵)، النحل (۲۰، ۲۱، ۳۵، ۵۵)، سورۃ بنی إسرائیل (۱۷)، العنکبوت (۶۱، ۶۳، ۶۵، ۶۶)، المؤمنون (۸۴ تا ۸۹)، لقمان (۲۵، ۳۱، ۳۲)، الزمر (۳۸) اور الزخرف (۹ تا ۱۵، ۸۷)، ساری مکی سورتیں۔

قرآن مجید میں جہاں جہاں مشرکین مکہ کا ذکر ہے وہاں وہاں ان کے عقائد بیان کیے گئے ہیں۔ یہاں ہم چند کا ذکر کریں گے:

① پہلی بات یہ ہے کہ مشرکین مکہ اللہ کو مانتے تھے، اپنے طریقے سے نماز پڑھتے تھے، حج

کرتے تھے لیکن یہ سب کچھ اللہ کے بتائے ہوئے طریقے کے مطابق نہیں تھا بلکہ ان میں کافی بگاڑ پیدا ہو چکا تھا (مثلاً الأنعام : ۱۳۰ تا ۱۴۰۔ یونس : ۱۵ تا ۲۳، ۳۱، ۳۲۔ الأنفال : ۳۲ تا ۳۵) اور کہتے تھے کہ ہم دین ابراہیمی پر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا تم مشرک ہو، تمھارا دین ابراہیمی سے کوئی تعلق نہیں، قرآن اس بات پر گواہ ہے (دیکھیے تفسیر مراد آبادی الأنعام : ۱۶۱۔ النحل : ۱۲۰ تا ۱۲۳)

② وہ اپنے کچھ مویشی اور کھیتی اللہ تعالیٰ کے راستے میں خرچ کرنے کے لیے مخصوص کر دیتے اور کچھ مویشی اور کھیتی غیر اللہ کے لیے مخصوص کر دیتے تھے، اس لیے اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرک فرمایا۔ سورۃ الأنعام (۱ تا ۱۴۰) میں مشرکین مکہ کے جاہلانہ نظریات کا ذکر ہے۔

③ جب یہ لوگ زمین پر یا سمندر میں کسی مصیبت میں پھنس جاتے تھے تو غیر اللہ کو چھوڑ کر صرف اللہ کو پکارتے تھے، جیسا کہ قرآن میں بار بار اس کا ذکر ہے۔ (یونس: ۱۸ تا ۲۳۔ بنی إسرائیل : ۶۷ تا ۶۹۔ العنکبوت : ۶۱ تا ۶۶۔ الروم : ۳۳، ۳۴۔ الأنعام : ۴۰، ۴۱، ۶۳ تا ۶۶۔ الزمر: ۱ تا ۱۵، ۴۹۔ النحل : ۵۳ تا ۵۵، ۲۰، ۲۱۔ ۲۵ تا ۳۲) دیکھیے ان تمام آیات کے لیے احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ مع تفسیر مراد آبادی۔

اور کمال کی بات یہ ہے کہ ان مقامات پر احمد رضا صاحب نے بھی پکارنا ہی ترجمہ کیا ہے سوائے ایک جگہ کے۔ اس بحث کا حاصل یہ ہے کہ آج کل کے کچھ کلمہ گو صاحبان کا طرز عمل مشرکین مکہ سے زیادہ خطرناک ہے وہ اس طرح:

❶ مشرکین مکہ سکھ کے وقت غیر اللہ کو پکارتے تھے اور مصیبت کے وقت صرف خالص اللہ تعالیٰ کو پکارتے تھے، باقی سب کو چھوڑ دیتے تھے۔ (حوالہ جات کے لیے دیکھیے یونس : ۱۸ تا ۲۳۔ العنکبوت : ۶۱ تا ۶۶۔ الروم : ۳۳، ۳۴۔ الأنعام : ۴۰، ۴۱، ۶۳، ۶۴۔ لقمان : ۲۵ تا ۳۲۔ ترجمہ احمد رضا خاں صاحب وتفسیر مراد آبادی) لیکن آج کل کے کچھ کلمہ گو صاحبان مصیبت کے وقت بھی غیر اللہ کو پکارتے نظر آتے ہیں یعنی ان اہل عرب سے چند قدم آگے جا چکے ہیں۔

❷ آج کل یہ لوگ بھی غیر اللہ کے نام پر مال خرچ کرتے نظر آتے ہیں۔

❸ اہل عرب غیر اللہ کو اللہ کے ہاں سفارشی کے طور پر پکارتے اور ان کی عبادت کرتے تھے (الزمر : ۳ اور یونس : ۱۸) لیکن آج کل یہ لوگ براہ راست اپنے شریکوں کو داتا، گنج بخش،

**ثبوت حاضر ہے**



يَتَوَكَّلُونَ ﴿٥٩﴾ وَكَأَيِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اللّٰهُ يَرْزُقُهَا

بھروسا رکھتے ہیں۔ ف ۱۴۱ اور زمین پر کتنے ہی چلنے والے ہیں کہ اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے ف ۱۴۲ اللہ روزی دیتا ہے انہیں

وَإِيَّاكُمْ ۖ وَهُوَ السَّمِيعُ الْعَلِيمُ ﴿٦٠﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ

اور تمہیں ف ۱۴۳ اور وہی سُنتا جانتا ہے۔ ف ۱۴۴ اور اگر تم اُن سے پوچھو ف ۱۴۵ کس نے بنائے آسمان

وَالْأَرْضَ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۖ فَأَنّٰى يُؤْفَكُونَ ﴿٦١﴾

اور زمین اور کام میں لگائے سورج اور چاند تو ضرور کہیں گے اللہ نے، تو کہاں اوندھے (توحید سے پھرے) جاتے ہیں؟ ف ۱۴۶

اللّٰهُ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَآءُ مِنْ عِبَادِهٖ وَيَقْدِرُ لَهٗ ۚ إِنَّ

اللہ کشادہ کرتا ہے رزق اپنے بندوں میں جس کے لیے چاہے اور تنگی فرماتا ہے جس کے لیے چاہے؛ بے شک

اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيمٌ ﴿٦٢﴾ وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ مَّنْ نَّزَّلَ مِنَ السَّمَآءِ

اللہ سب کچھ جانتا ہے۔ اور جو تم اُن سے پوچھو کس نے اُتارا آسمان سے پانی؟

مَآءً فَأَحْيَا بِهِ الْأَرْضَ مِنْ بَعْدِ مَوْتِهَا لَيَقُولُنَّ اللّٰهُ ۚ قُلِ

تو اس کے سبب زمین زندہ کر دی مرے پیچھے (مرنے کے بعد) ضرور کہیں گے اللہ نے؛ ف ۱۴۷ تم فرماؤ:

الْحَمْدُ لِلّٰهِ ۚ بَلْ أَكْثَرُهُمْ لَا يَعْقِلُونَ ﴿٦٣﴾ وَمَا هٰذِهِ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَآ ع ۱۲

سب خوبیاں اللہ کو؛ بلکہ اُن میں اکثر بے عقل ہیں۔ ف ۱۴۸ اور یہ دنیا کی زندگی تو نہیں

إِلَّا لَهْوٌ وَّلَعِبٌ ۚ وَإِنَّ الدَّارَ الْآخِرَةَ لَهِيَ الْحَيَوَانُ ۘ لَوْ كَانُوا وقف لازم

مگر کھیل کود؛ ف ۱۴۹ اور بے شک آخرت کا گھر ضرور وہی سچی زندگی ہے؛ ف ۱۵۰ کیا اچھا تھا اگر

ف ۱۴۱ تمام امور میں۔ ف ۱۴۲ شان نزول: مکہ مکرمہ میں مؤمنین کو مشرکین شب و روز طرح طرح کی ایذائیں دیتے رہتے تھے سید عالم ﷺ نے ان سے مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کرنے کو فرمایا تو ان میں سے بعض نے کہا کہ ہم مدینہ شریف کو کیسے چلے جائیں نہ وہاں ہمارا گھر نہ مال کون ہمیں کھلائے گا کون پلائے گا اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی اور فرمایا گیا کہ بہت سے جاندار ایسے ہیں جو اپنی روزی ساتھ نہیں رکھتے اس کی انہیں قوت نہیں اور نہ وہ اگلے دن کے لیے کوئی ذخیرہ جمع کرتے ہیں جیسے کہ بہائم ہیں طیور ہیں۔ ف ۱۴۳ تم جہاں ہو گے وہی روزی دے گا تو یہ کیا پوچھنا کہ ہمیں کون کھلائے گا کون پلائے گا ساری خلق کا اللہ رزاق ہے ضعیف اور قوی مقیم اور مسافر سب کو وہی روزی دیتا ہے۔ ف ۱۴۴ تمہارے اقوال اور تمہارے دل کی باتوں کو حدیث شریف میں ہے سید عالم ﷺ نے فرمایا اگر تم اللہ تعالیٰ پر توکل کرو جیسا چاہیے تو وہ تمہیں ایسی روزی دے جیسی پرندوں کو دیتا ہے کہ صبح بھوکے خالی پیٹ اٹھتے ہیں شام کو سیر واپس ہوتے ہیں (ترمذی) ف ۱۴۵ یعنی کفار مکہ سے۔ ف ۱۴۶ اور باوجود اس اقرار کے کس طرح اللہ تعالیٰ کی توحید سے منحرف ہوتے ہیں۔ ف ۱۴۷ اس کے مقر ہیں۔ ف ۱۴۸ کہ باوجود اس اقرار کے توحید کے منکر ہیں۔ ف ۱۴۹ کہ جیسے بچے گھڑی بھر کھیلتے ہیں کھیل میں دل لگاتے ہیں پھر اس سب کو چھوڑ کر چل دیتے ہیں یہی حال دنیا کا ہے نہایت سریع الزوال ہے اور موت یہاں سے ایسے ہی جدا کر دیتی ہے جیسے کھیل والے بچے منتشر ہو جاتے ہیں۔ ف ۱۵۰ کہ وہ زندگی پائدار ہے دائمی ہے اس میں موت نہیں زندگانی کہلانے کے لائق وہی ہے۔

منزل ۵

مشرکین مکہ اور آج کے مسلمان میں کچھ تقابل کریں تو پتہ چلتا ہے کہ یہ ان سے بھی بڑھے ہوئے ہیں، وہ تو ہر مشکل کے وقت خالصتاً صرف اللہ کا نام لیتے تھے لیکن مصیبت سے نکل کر اوروں کو پکارنے لگتے تھے مگر یہ لوگ ہر حال میں ہر وقت بزرگوں پیروں فقیروں وغیرہ کو اللہ کا شریک بناتے ہوئے پکارتے ہیں۔ زبانی طور پر اللہ کی وحدانیت کا اعتراف بھی کرتے ہیں لیکن عملی طور پر صریحاً انحراف کرتے ہیں۔

ثبوت حاضر ہے



يَعْلَمُونَ ﴿٦٤﴾ فَإِذَا رَكِبُوا فِي الْفُلْكِ دَعَوُا اللَّهَ مُخْلِصِينَ لَهُ

جانتے؟ و۱۵۱ پھر جب کشتی میں سوار ہوتے ہیں و۱۵۲ اللہ کو پکارتے ہیں ایک اسی پر عقیدہ

الدِّينَ فَلَمَّا نَجَّاهُمْ إِلَى الْبَرِّ إِذَا هُمْ يُشْرِكُونَ ﴿٦٥﴾ لِيَكْفُرُوا بِمَا

لاکر و۱۵۳ پھر جب وہ انہیں خشکی کی طرف بچالاتا ہے و۱۵۴ جبھی شرک کرنے لگتے ہیں، و۱۵۵ کہ ناشکری کریں ہماری

آتَيْنَاهُمْ وَلِيَتَمَتَّعُوا فَسَوْفَ يَعْلَمُونَ ﴿٦٦﴾ أَوَلَمْ يَرَوْا أَنَّا جَعَلْنَا

دی ہوئی نعمت کی و۱۵۶ اور برتیں (فائدہ اٹھائیں)، و۱۵۷ تو اب جانا چاہتے ہیں۔ و۱۵۸ اور کیا انہوں نے یعنی اہل مکہ نے و۱۵۹ یہ نہ دیکھا کہ ہم نے و۱۶۰

حَرَمًا آمِنًا وَيُتَخَطَّفُ النَّاسُ مِنْ حَوْلِهِمْ أَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُونَ

حرمت والی زمین پناہ بنائی و۱۶۱ اور ان کے آس پاس والے لوگ اُچک لیے جاتے ہیں؛ و۱۶۲ تو کیا باطل پر یقین لاتے ہیں و۱۶۳

وَبِنِعْمَةِ اللَّهِ يَكْفُرُونَ ﴿٦٧﴾ وَمَنْ أَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرَىٰ عَلَى اللَّهِ

اور اللہ کی دی ہوئی نعمت سے و۱۶۴ ناشکری کرتے ہیں؟ اور اس سے بڑھ کر ظالم کون جو اللہ پر جھوٹ

كَذِبًا أَوْ كَذَّبَ بِالْحَقِّ لَمَّا جَاءَهُ ۚ أَلَيْسَ فِي جَهَنَّمَ مَثْوًى

باندھے و۱۶۵ یا حق کو جھٹلائے و۱۶۶ جب وہ اس کے پاس آئے؛ کیا جہنم میں کافروں کا ٹھکانا

لِلْكَافِرِينَ ﴿٦٨﴾ وَالَّذِينَ جَاهَدُوا فِينَا لَنَهْدِيَنَّهُمْ سُبُلَنَا ۚ

نہیں؟ و۱۶۷ اور جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ضرور ہم انہیں اپنے راستے دکھا دیں گے؛ و۱۶۸

ع ۷
وَإِنَّ اللَّهَ لَمَعَ الْمُحْسِنِينَ ﴿٦٩﴾

اور بے شک اللہ نیکوں کے ساتھ ہے۔ و۱۶۹

و۱۵۱ دنیا اور آخرت کی حقیقت تو دنیائے فانی کو آخرت کی جاودانی زندگی پر ترجیح نہ دیتے۔ و۱۵۲ اور ڈوبنے کا اندیشہ ہوتا ہے تو باوجود اپنے شرک وعناد کے بتوں کو نہیں پکارتے بلکہ۔ و۱۵۳ کہ اس مصیبت سے نجات وہی دے گا۔ و۱۵۴ اور ڈوبنے کا اندیشہ اور پریشانی جاتی رہتی ہے اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ و۱۵۵ زمانہ جاہلیت کے لوگ بحری سفر کرتے وقت بتوں کو ساتھ لے جاتے تھے جب ہوا مخالف چلتی اور کشتی خطرہ میں آتی تو بتوں کو دریا میں پھینک دیتے اور یارب یارب پکارنے لگتے اور امن پانے کے بعد پھر اسی شرک کی طرف لوٹ جاتے۔ و۱۵۶ یعنی اس مصیبت سے نجات کی۔ و۱۵۷ اور اس سے فائدہ اٹھائیں بخلاف مؤمنین مخلصین کے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے اخلاص کے ساتھ شکر گزار رہتے ہیں اور جب ایسی صورت پیش آتی ہے اور اللہ تعالیٰ اس سے رہائی دیتا ہے تو اس کی اطاعت میں اور زیادہ سرگرم ہو جاتے ہیں مگر کافروں کا حال اس کے بالکل برخلاف ہے۔ و۱۵۸ نتیجہ اپنے کردار کا۔ و۱۵۹ یعنی اہل مکہ نے۔ و۱۶۰ ان کے شہر مکہ مکرمہ کی۔ و۱۶۱ ان کے لیے جو اس میں ہوں۔ و۱۶۲ قتل کیے جاتے ہیں گرفتار کیے جاتے ہیں۔ و۱۶۳ یعنی بتوں پر۔ و۱۶۴ یعنی سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ سے اور اسلام سے کفر کرکے۔ و۱۶۵ اس کے لیے شریک ٹھہرائے۔ و۱۶۶ سید عالم محمد مصطفیٰ ﷺ کی نبوت اور قرآن کو نہ مانے۔ و۱۶۷ بیشک تمام کافروں کا ٹھکانا جہنم ہی ہے۔ و۱۶۸ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا کہ معنی یہ ہیں کہ جنہوں نے ہماری راہ میں کوشش کی ہم انہیں ثواب کی راہ دیں گے حضرت جنید نے فرمایا جو توبہ میں کوشش کریں گے انہیں اخلاص کی راہ دیں گے حضرت فضیل بن عیاض نے فرمایا جو طلب علم میں کوشش کریں گے انہیں عمل کی راہ دیں گے۔ حضرت سعد بن عبداللہ نے فرمایا جو اقامت سنت میں کوشش کریں گے ہم انہیں جنت کی راہ دکھا دیں گے۔ و۱۶۹ ان کی مدد اور نصرت فرماتا ہے۔

منزل ۵

مشرکین مکہ اور آج کے کچھ کلمہ گو......!

یہاں بھی اللہ کریم نے مشرکوں کی بے رخی اور قول وفعل میں تضاد بیان کرتے ہوئے بتایا کہ جب سمندر کی لہروں میں بھنور کے اندر ان کی کشتی پھنس جاتی ہے تو وہ خالص اللہ کو پکارنے لگتے ہیں لیکن جونہی طوفان سے زندہ وسلامت بچ نکلتے ہیں تو پھر دوبارہ سے اللہ کے ساتھ شرک کرنے لگتے ہیں۔

مشکل کشا، حاجت روا اور غوث اعظم سمجھ کر پکارتے ہیں یعنی اہل عرب سے آگے جا چکے ہیں۔

❹ یہاں ہم مشرکین مکہ کا حج کے وقت کے تلبیہ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان کا غلط عقیدہ صاف ظاہر ہو جائے۔

عبد اللہ بن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا کہ مشرکین مکہ کہتے تھے: ((لَبَّيْكَ لَا شَرِيْكَ لَكَ)) (ہم حاضر ہیں، تیرا کوئی شریک نہیں) تو رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے کہ خرابی ہو تمھاری، یہیں تک رہنے دو، یہیں تک رہنے دو (یعنی آگے نہ کہو) اور وہ اس کے آگے کہتے تھے کہ مگر وہ تیرا شریک ہے کہ یا اللہ! تو اس کا مالک ہے اور وہ کسی شے کا مالک نہیں۔ غرض یہی کہتے جاتے تھے اور بیت اللہ کا طواف کرتے جاتے تھے۔ ❶

اس سے یہ معلوم ہوا کہ مشرکین مکہ بھی اپنے شریکوں کو اللہ کے برابر نہیں جانتے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ کو ہر شے کا مالک جانتے تھے اور ان کو کسی شے کا مالک نہ جانتے تھے، تاہم ان کو پکارنا اور اپنا سفارشی اور وکیل قرار دینا اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کے مشرک ہونے کو اور ہمیشہ ہمیشہ کے لیے دوزخ میں جھونکے جانے کو کافی تھا، جیسا کہ آج کل لوگ قبروں پر جا کر کہتے ہیں۔

اب ہم مفتی احمد یار خان مشہور حنفی بریلوی عالم کا ترجمہ مشکوٰۃ مع شرح کی تیسری جلد سے کچھ اقتباسات نقل کرنا چاہتے ہیں، تاکہ ان لوگوں کی توحید کے معیار کا اندازہ لگایا جا سکے:

(: فرمایا رسول اللہ ﷺ نے کہ مچھلی والے پیغمبر کی دعا جب انھوں نے مچھلی کے پیٹ میں اپنے رب سے کی، یہ ہے: ''تیرے سوا کوئی معبود نہیں، تو پاک ہے، میں ظالموں میں سے ہوں۔'' کوئی مسلمان آدمی حاجت میں یہ دعا مانگے گا مگر قبول ہو گی۔'' ❷

اپنی تفسیر میں احمد یار فرماتے ہیں کہ علماء فرماتے ہیں کہ اس مچھلی کا پیٹ عرش عظیم سے افضل ہے کہ ایک پیغمبر کا کچھ دن تجلی گاہ رہا، جب مچھلی کا پیٹ عرش عظیم سے افضل ہو گیا تو آمنہ خاتون کا شکم پاک جس میں سید الانبیاء نو ماہ تک جلوہ افروز رہے وہ تو عرش سے کہیں افضل ہے۔ (مشکوٰۃ: ۳/ ۳۳۴ از احمد یار گجراتی)

آپ خود غور فرمائیں کہ غلو کی یہ انتہا ہے یا نہیں کہ اللہ تعالیٰ تو عرش پر ہے جیسا کہ قرآن

---

❶ مسلم، كتاب الحج، باب التلبية و صفتها و وقتها: ۲۲/ ۱۱۸۵

❷ أحمد: ۱/ ۱۷۰۔ ترمذی، كتاب الدعوات، باب فی دعوة ذی النون: ۳۵۰۵

میں بار بار مذکور ہے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی والدہ کے پیٹ کو اللہ کے عرش عظیم سے بھی کہیں افضل قرار دے دیا ہے تو پھر شرک کس چیز کا نام ہے؟

ب: اسی کتاب کے صفحہ (۳۰۱) پر ایک حدیث بیان کر کے لکھا گیا ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں سب حاجتیں اپنے رب سے مانگو حتیٰ کہ جوتی کا تسمہ اور نمک بھی اور اسی کتاب کے صفحہ (۱۴۲) پر لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سے مال، اعمال، کمال، رب کی رضا و جنت، دوزخ سے پناہ، ایمان پر خاتمہ سب کچھ مانگا جاتا ہے۔ تو پھر دینے والے دو ہو گئے تو توحید کدھر گئی۔

قرآن و حدیث میں ہے کہ دعا عبادت ہے اور غیر اللہ کی عبادت شرک ہے: (( اَلدُّعَاءُ هُوَ الْعِبَادَةُ)) یعنی ''دعا عبادت ہے۔''[1]

## حیات النبی ﷺ:

① کچھ کلمہ گو بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ حاضر و ناظر ہیں حالانکہ قرآن مجید میں جگہ جگہ یہ فرمایا گیا ہے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر ہے لیکن اپنے علم کی بنا پر سب کچھ دیکھ رہا ہے، سن رہا ہے یعنی حاضر و ناظر ہے تو رسول اللہ ﷺ کو حاضر و ناظر جاننا گویا ان کو اللہ تعالیٰ کے برابر کرنا ہے اور اللہ تعالیٰ نے غیر اللہ کو اللہ کے برابر قرار دینے کو کفر و شرک قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے برابر کوئی نہیں۔ (البقرۃ: ۲۲، ۱۶۵۔ الأنعام: ۱، ۱۵۰۔ ابراہیم: ۳۰۔ الشعراء: ۹۸۔ سباء: ۳۳۔ مریم: ۶۵۔ الزمر: ۸ اور حم السجدۃ: ۹) اس سارے معاملے کا ذکر توحید فی العلم اور شرک فی العلم کی بحثمیں تفصیل سے آچکا ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

② کچھ کلمہ گو بھائیوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ حاضر و ناظر تو نہیں البتہ اپنے روضۂ اطہر میں جسم اور جان سے زندہ ہیں اور اگر کوئی آپ ﷺ کے روضۂ اطہر کے پاس درود شریف پڑھے یا کوئی عرض کرے تو آپ ﷺ سنتے ہیں۔ اس عقیدے کا ابطال بھی توحید فی العلم اور شرک فی العلم میں آچکا ہے۔

③ قرآن و حدیث میں آپ ﷺ کے فوت ہونے کا ذکر موجود ہے۔ صحیح بخاری (کتاب الجنائز: ۱۲۴۱، ۱۲۴۲) میں آپ ﷺ کے بیمار ہونے اور فوت ہونے اور دفن ہونے کا

---

[1] ترمذی، کتاب الدعوات، باب منه: ۳۳۷۲، ۲۹۶۹، ۳۲۴۷۔ أبو داوٗد، کتاب الوتر، باب الدعاء: ۱۴۷۹۔ دیکھیے احمد رضا خان صاحب کا ترجمہ مع تفسیر سورۃ المومن آیت (۶۰) کے تحت۔

تفصیل سے ذکر موجود ہے اور یہ بھی لکھا ہے کہ جب آپ ﷺ فوت ہو گئے تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا جو کہے گا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے تو میں اس کا سر تلوار سے قلم کر دوں گا۔ بعد میں سیدنا ابوبکر رضی اللہ عنہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اس اجتماع میں تشریف لائے اور وعظ فرمایا اور قرآنی آیات کا حوالہ دیا اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو ایک موت کا مزہ چکھا چکا، دوسری موت کا مزہ آپ نہ چکھیں گے اور فرمایا آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور سب صحابہ نے اس بات سے اتفاق کیا کہ رسول اللہ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور خلفائے راشدین کو بہت سی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا لیکن کسی خلیفۂ راشد نے مصیبت کے وقت رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر پر جا کر آپ ﷺ سے رابطہ نہیں کیا۔ یہ ساری باتیں اس کتاب میں مذکور ہو چکیں اور یہ بھی بیان ہو چکا کہ یہ حدیث کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے روضۂ اطہر کے قریب درود شریف پڑھا جائے تو آپ ﷺ سنتے ہیں، پہلے اس کتاب میں بیان ہو چکا ہے کہ یہ موضوع حدیث ہے یعنی من گھڑت ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ آپ ﷺ کا جسم اطہر تو آپ ﷺ کی مدینہ منورہ والی قبر مبارک میں ہے اور آپ ﷺ کی روح مبارک جنت کے اعلیٰ ترین مقام پر عرش کے نیچے ہے اور آپ ﷺ نے روح مبارک کے قبض ہونے سے چند لمحے پہلے دعا مانگی تھی: (( اللهم بالرفيق الأعلى)) کہ یا اللہ! مجھے اعلیٰ رفیقوں یعنی انبیاء اور فرشتوں کے پاس پہنچا دے اور اس کتاب میں صحیح بخاری کی روایت سے یہ بھی ثابت کیا جا چکا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس وقت معلوم نہیں کہ ان کی امت کیا کر رہی ہے۔ [1]

## کچھ کلمہ گو صاحبان کی گوہر افشانیاں:

اب ہم کچھ کلمہ گو صاحبان کے قرآنی ترجمہ سے ان کی ذہن پرستی کے ثبوت فراہم کریں گے:

۱۔ ذہن پرستی یہ ہے کہ قرآن پاک کی تفسیر قرآن پاک کے ساتھ یا صحیح حدیث کے ساتھ یا اقوال صحابہ کے ساتھ یا پھر لغت عرب کے استعمالات کی روشنی میں کرنے کی بجائے اپنی رائے کے ساتھ کی جائے، یہی بات فرقہ پرستی کی جڑ ہے۔ یہ تو کوئی بات نہ ہوئی کہ قرآن پاک

[1] بخاري، كتاب الرقاق، باب في الحوض: ٦٥٨٦

کا ایسا ترجمہ کیا جائے جو مندرجہ بالا چاروں طریقوں سے ہٹ کر ہو بلکہ ان طریقوں کے خلاف ہو۔ مثلاً، آیت:

وَّاَنَّ الْمَسٰجِدَ لِلّٰهِ فَلَا تَدْعُوْا مَعَ اللّٰهِ اَحَدًا ﴿۱۸﴾ (الجن: ۷۲/ ۱۸)

اس کا احمد رضا صاحب بریلوی ترجمہ کرتے ہیں:

''اور یہ کہ مسجدیں اللہ ہی کی ہیں تو اللہ کے ساتھ کسی کی بندگی نہ کرو۔''

آیت میں لفظ ((تدعوا)) ہے، جس پر مفصل بحث دعا کے باب میں ہے ((تدعوا)) کا معنی پکارنا ہے، دوسرا لفظ ((مع)) ہے جس کا معنی ساتھ ہے اور تیسرا لفظ ((أحدًا)) ہے جس کا معنی ہے ایک، یعنی مندرجہ بالا آیت کا ترجمہ یہ ہوگا: ''مسجدیں سب اللہ کی ہیں، سو اللہ کے ساتھ کسی ایک کو بھی نہ پکارو۔'' مطلب یہ کہ مشرکین مکہ اور یہود و نصاریٰ اللہ تعالیٰ کے ساتھ دوسروں کو بھی مسجدوں میں پکارتے تھے، اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سے منع فرمایا لیکن احمد رضا صاحب اس آیت کا اپنی رائے سے ترجمہ فرما رہے ہیں۔ اس سلسلہ میں رسول اللہ ﷺ کی حدیث مبارکہ کا یہاں حوالہ دینا نہایت مناسب ہوگا۔

مزید حوالہ جات کے لیے ان کے قرآنی ترجمہ میں مندرجہ ذیل مقامات پر دیکھیے، وہاں بندگی ترجمہ کیا ہے۔ (الأعراف: ۳۷۔ النحل: ۲۰۔ الأحقاف:۴۶) اور لطف یہ ہے کہ "دعو" سے نکلے ہوئے انھی الفاظ کا قرآن میں کافی جگہ انھوں نے پکارنا، بلانا یا مانگنا ترجمہ کیا ہے۔

احمد رضا صاحب اپنا ایک عقیدہ بنا لیتے ہیں اور پھر قرآن کا ترجمہ اپنی رائے سے اپنے عقیدے کے مطابق کرتے چلے جاتے ہیں، قرآن مجید کے الفاظ کا کوئی خیال نہیں رکھتے مثلاً لفظ ''أخ'' کا ترجمہ آل عمران (۱۵۶، ۱۶۸) النساء (۱۱، ۱۲، ۱۷۶) اور یوسف (۱۲) میں ہر جگہ ''بھائیوں'' کیا ہے، یاد رہے کہ سورۂ یوسف میں یوسف علیہ السلام اور ان کے بھائیوں کا بار بار ذکر ہے، اسی طرح یونس (۸۷) میں ''بھائی'' کیا ہے۔ لیکن سورۃ الأعراف (۶۵، ۷۳، ۸۵) میں "أخاهم" کا ترجمہ برادری کیا، ان کا بھائی نہیں کیا۔ مطلب یہ کہ انبیائے کرام بشر نہیں، یہ ثابت کرنے کے لیے اپنی رائے سے ترجمہ کیا۔ یہی کچھ سورۂ ھود (۵۰، ۶۱، ۸۴) اور سورۃ الشعراء (۱۰۶، ۱۲۴،

۱۴۲، ۱۶۱) میں کیا۔ اس کی ایک اور مثال ان کے قرآنی ترجمہ وتفسیر (لقمان: ۳۴) میں ہے۔ اس مقام پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ پانچ چیزوں کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کو نہیں اور بخاری (۵۰) میں ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا: ''یہ پانچ باتیں غیب کی کنجیاں ہیں جن کو اللہ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔'' اورحدیث سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا گزر چکی کہ جو کوئی کہے کہ رسول اللہ ﷺ کل کی بات جانتے تھے وہ جھوٹا ہے اور یہ حدیث بھی گزر چکی کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی وفات سے ایک ماہ قبل فرمایا کہ ''قیامت کے وقت کا مجھے علم نہیں۔'' اور یہ حدیث بھی گزر چکی کہ ''جب بادل آتے تو رسول اللہ ﷺ پریشان ہو جاتے، شاید کہ ان میں عذاب نہ ہو۔'' لیکن نعیم الدین مراد آبادی کی اس جگہ تفسیر ان سب باتوں کے بالکل الٹ ہے یعنی چونکہ ان کا عقیدہ ہے کہ بزرگوں کو غیب کا علم ہوتا ہے، اس لیے قرآن و حدیث کی ایک بھی نہ مانی اور دونوں اپنی رائے سے ترجمہ وتفسیر کرتے چلے گئے۔

ہم توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم میں اور سنت وبدعت کی بحثوں میں تفصیل کے ساتھ ذکر کر چکے ہیں کہ آسمانی وحی (قرآن وحدیث) کے علاوہ نہ کوئی عقیدہ اختیار کرنا چاہیے اور نہ کوئی عمل اختیار کرنا چاہیے لیکن نعیم الدین مراد آبادی قرآن وحدیث کے سارے احکامات کو نظر انداز کرتے ہوئے سورۃ الحدید کی آیت (۲۷) کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ وہ کام جن میں لوگ طاعات وعبادات میں ذوق وشوق کے ساتھ مشغول رہتے ہیں ایسے امور کو بدعت بتانا قرآن مجید کی اس آیت کے صریح خلاف ہے۔ حالانکہ نعیم الدین مراد آبادی کا ایسا فرمانا سورۃ البقرۃ کی آیت (۱۲۰، ۱۴۵)، الرعد کی (۳۷) اور الحدید کی آیت (۱۶) کے صریحاً خلاف ہے جن میں اللہ تعالیٰ نے صرف آسمانی وحی کی پیروی کرنے اور یہود ونصاریٰ کی پیروی نہ کرنے کا حکم دیا۔ یعنی انھوں نے اپنے پیروکاروں کو قرآن وحدیث کی لگام دینے کی بجائے قطعی طور پر بے لگام کر دیا، یہی وجہ ہے کہ حنفی بریلوی صاحبان عقیدہ اور عمل کے معاملے میں بالکل آسمانی وحی (قرآن وحدیث) کی حدود سے باہر نکل چکے ہیں اور جو عقائد واعمال قرآن و حدیث سے ثابت ہیں ان صاحبان کے نہ وہ عقائد ہیں نہ وہ اعمال یعنی نہ ان کے پاس توحید

رہی اور نہ رسول اللہ ﷺ کی سنت۔ ہر معاملہ میں شرک و بدعت ان میں مکمل طور پر سرایت کر چکے ہیں۔پھر بھی یہ پکے اہل سنت و الجماعت ہیں۔ اللہ اور رسول ﷺ کے احکامات ماننے کی بجائے دوسروں کے احکامات مانتے ہیں، اللہ کی ذات و صفات میں دوسروں کو اللہ کے برابر جانتے ہیں، بزرگوں کو عالم الغیب مانتے ہیں، اللہ کے علاوہ دوسروں کی عبادت کرتے ہیں، جیسے قبروں پر سجدے کرنا، چڑھاوے چڑھانا اور غیر اللہ کو پکارنا وغیرہ اور اللہ کے علاوہ بزرگوں کو نفع ونقصان کا مالک سمجھتے ہیں جیسے کسی کو داتا، کسی کو گنج بخش، کسی کو مشکل کشا، کسی کو حاجت روا، کسی کو غریب نواز، کسی کو غوث الاعظم، کسی کو دستگیر وغیرہ مانتے اور کہتے ہیں، پھر بھی ان کی توحید کو کوئی فرق نہیں پڑتا۔ زندگی کے ہر شعبے میں سنت سے ہٹ کر عمل کرتے ہیں پھر بھی پکے سنی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔

ہم اس کتاب میں احمد رضا خان صاحب کی دو رخی کا کئی بار ذکر کر چکے ہیں، اب مزید ایسی ہی باتوں کا ذکر کیا جاتا ہے:

❶ ہم قرآن مجید میں ان آیات کا تذکرہ کریں گے جن میں اللہ تعالیٰ نے پہلے کافروں اور مشرکین (مشرکین مکہ، یہودی، عیسائی) سے فرمایا کہ میرے بندوں کو بچانے والا، کام بنانے والا، والی، کارساز، بااختیار، آقا اور مولا نہ بناؤ کیونکہ ان صفات کا مالک صرف اورصرف اللہ تعالیٰ ہے، اور کوئی نہیں اورفرمایا ایسے عقیدے کا مالک انسان (جو غیر اللہ کو کارساز سمجھے) کافر اور مشرک ہے اورمندرجہ بالا جو معنی لکھے گئے ہیں یہ احمد رضا خانی ترجمہ میں ولی اور اس سے نکلے ہوئے الفاظ یعنی ولیا، ولینا اور اولیاء وغیرہ کے معنی قرآنی ترجمہ احمد رضاخانی میں کیے گئے ہیں اور مولا سے نکلے الفاظ یعنی مولا کم، مولانا وغیرہ کے بھی۔

ولی اور اس سے متعلقہ الفاظ کے مندرجہ بالا ترجموں کے لیے دیکھیے اس قرآنی ترجمہ مع فوائد میں (۱) بچانے والا (البقرۃ: ۱۲۰)۔(۲) کام بنانے والا۔(العنکبوت: ۲۲۔ الشوریٰ: ۲۸۔یوسف ۱۰۱) (۳) والی۔ البقرۃ: ۲۵۸ ۔آل عمران : ۶۸۔ التوبہ : ۱۱۶۔ الکھف : ۲۶۔الشوریٰ: ۸، ۹۔ النساء: ۴۵۔ الانعام: ۲۴۔ الاعراف: ۱۹۶۔الزمر: ۳ ۔الشوریٰ: ۶، ۹) (۴) کارساز۔النساء (۴۵) میں معنی والی لکھا اور اس کے ف ۱۳۸ میں کارساز لکھا یعنی لکھا ہے کہ والی کا مطلب کارساز ہے۔

حوالہ نمبر 29

اور اب وہ آیات درج ہیں جن میں اللہ کے بندوں کو کارساز بنانے سے منع فرمایا گیا ہے، جیسا کہ اوپر ذکر ہو چکا، لیکن بعض جگہ حسب عادت معنوں میں دورخی اختیار کی گئی اور تفسیر میں بھی تحریف کی گئی۔ ملاحظہ فرمائیں (الأنعام : ۱۱ تا ۱۹۔ یوسف : ۱۰۱ تا ۱۰۳۔ الشوریٰ : ۱ تا ۱۲۔ الکهف : ۳۲ تا ۴۴ اور ۱۰۲ تا ۱۱۰۔ الفرقان : ۱۲ تا ۲۰۔ العنکبوت : ۱۹ تا ۲۲۔ ۴۱ تا ۴۴۔ الزمر : ۱ تا ۸)

۱ آپ کا فیصلہ حق ہے جو آپ کا فیصلہ دل و جان سے قبول نہ کریں وہ مسلمان نہیں۔
(۲۴/ ۴۷ تا ۴۹ - ۱۱۲ تا ۱۱۵) کنز الایمان ۴/ ۶۵ ف ۱۷۸

۲ آج کل مسلمانوں کی اکثریت زبانی اطاعت اور عملی مخالفت کرتی ہے، یہ پرانا طریقہ اور شیوہ ہے ۲۴/ ۵۳-۵۴ ف ۱۱۹ تا ۱۲۴-۳/ ۱۳۲ ف ۲۳۶

۳ یہود و نصاریٰ نے نافرمانی کی دین کو بدلا متغیر کیا اور اصل دین چھپایا۔ ۷/ ۱۶۸ ف ۳۲۱ تا ۳۲۳ ۷/ ف ۱۸۳ اور ۳۳۳

۴ دین چھپانا بہت بڑا جرم ہے ۲/ ۲۸۸ اور ۳۰۹-۳/ ۲/ ۳۷ اور ایسا کرنے والے اور ان کے پیروکاروں کا قیامت کے دن برا انجام ہے۔ ۲۵/ ۲۶ تا ۲۹+۳۳/ ۶۶ تا ۶۸ ف ۱۶۲ تا ۱۶۵

۵ رسول اور صحابہ کا کارساز اللہ ہے کیونکہ رسولؐ اور صحابہؓ کی موجودگی میں یہ آیات اتریں اور یہ واقعات پیش آئے ۶/ ۶۶-۱۰۷ + ۱۰/ ۱۰۸+۱۰۹ اور ۸/ ۹ ف ۱۹ تا ۲۱ میں یہ سب کچھ موجود ہے اور آپ کا کام صرف اللہ کا دین پہنچا دینا ہے (کارسازی نہیں) ۳/ ۲۰ ف ۴۷+۱۳/ ۴۰ ف ۱۰۹ تا ۱۱۲+۴۲/ ۴۸ اور کنز الایمان میں ہے کہ رسولؐ نے اللہ تعالیٰ سے تین سوال کیے ۶/ ۶۵-۶۶-۱۴۱ ف ۱۱۹ تا ۱۲۵۔ ان میں سے دو صرف مقبول فرمائے گئے۔ مزید دیکھئے کنز الایمان ۴/ ۷۸ تا ۸۲ ف ۲۰۳ اور ۳/ ۵۴ ف ۱۲۸۷ اور مقدمہ عین الهدایہ میں ہے کہ کل کان من عند الله یعنی کہہ دے اے محمدؐ اللہ تعالیٰ ہی طرف سے کل ہے اور جس نے گمان کیا کہ بھلائی یا برائی غیر کی طرف سے ہوتی ہے تو وہ اللہ تعالیٰ سے کافر ہوا اور اس کی توحید باطل ہوئی (مقدمہ ہدایہ فقہ اکبر ص ۱۰) دیکھئے یہ کتاب ص......تا......ص۔ اور کنز الایمان میں لکھا ہے کہ اولاد اللہ کی طرف سے ہے اور اولاد کو غیر اللہ سے منسوب کرنا شرک ہے (۴۲/ ۴۸ تا ۵۰ ف ۱۲۲ تا ۱۲۹ + ۷/ ۱۹۱ ف ۳۷۳ اور اللہ تعالیٰ نے فرمایا ''بے شک وہ جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے ہو تمھاری طرح بندے ہیں ف ۳۷۹ تو انھیں پکارو پھر وہ تمھیں جواب

## ثبوت حاضر ہے

# یہ کنزالایمان کے ص ۱۰۹۴ کا عکس ہے

## نشان زدہ عبارت کو غور سے پڑھیں

اللہ تعالیٰ نے منافقین کے لئے مثل (کہاوت) بنایا جو مجلس شریف میں حاضر ہوتے تو کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتے کہ کہیں حضورؐ کا کلام انہیں اثر نہ کر جائے جس سے مر ہی جائیں اور جب اُن کے مال و اولاد زیادہ ہوتے اور فتوح و غنیمت ملتی تو بجلی کی چمک والوں کی طرح چلتے اور کہتے کہ اب تو دینِ محمدی سچا ہے اور جب مال و اولاد ہلاک ہوتے اور کوئی بلا آتی تو بارش کی اندھیریوں میں ٹھٹک رہنے والوں کی طرح کہتے کہ یہ مصیبتیں اسی دین کی وجہ سے ہیں اور اسلام سے پلٹ جاتے (لباب النقول السیوطی) (۲۷) جیسے اندھیری رات میں کالی گھٹا چھائی ہو اور بجلی کی گرج و چمک جنگل میں مسافروں کو حیران کرتی ہو اور وہ کڑک کی وحشت ناک آواز سے باندیشہ ہلاک کانوں میں انگلیاں ٹھونستے ہوں ایسے ہی کفار قرآن پاک کے سننے سے کان بند کرتے ہیں اور انہیں یہ اندیشہ ہوتا ہے کہ کہیں اسکے دلنشیں مضامین اسلام و ایمان کی طرف مائل کر کے باپ دادا کا کفری دین ترک نہ کرادیں جو اُن کے نزدیک موت کے برابر ہے (۲۸) لہٰذا یہ گریز انہیں کچھ فائدہ نہیں دے سکتی کیونکہ وہ کانوں میں انگلیاں ٹھونس کر قہرِ الٰہی سے خلاصی نہیں پاسکتے (۲۹) جیسے بجلی کی چمک معلوم ہوتا ہے کہ بینائی کو زائل کر دے گی ایسے ہی دلائل باہرہ کے انوار ان کی بصر و بصیرت کو خیرہ کرتے ہیں۔ (۳۰) جس طرح اندھیری رات اور ابر و بارش کی تاریکیوں میں مسافر متحیر ہوتا ہے جب بجلی چمکتی ہے تو کچھ چل لیتا ہے جب اندھیرا ہوتا ہے تو کھڑا رہ جاتا ہے اسی طرح اسلام کے غلبہ اور معجزات کی روشنی اور آرام کے وقت منافق اسلام کی طرف راغب ہوتے ہیں اور جب کوئی مشقت پیش آتی ہے تو کفر کی تاریکی میں کھڑے رہ جاتے ہیں اور اسلام سے ہٹنے لگتے ہیں، اسی مضمون کو دوسری آیت میں اس طرح ارشاد فرمایا اِذَا دُعُوْٓا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ لِيَحْكُمَ بَيْنَهُمْ اِذَا فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ مُّعْرِضُوْنَ ○ وَاِنْ يَّكُنْ لَّهُمُ الْحَقُّ يَاْتُوْٓا اِلَيْهِ مُذْعِنِيْنَ (خازن صاوی وغیرہ) (۳۱) یعنی اگرچہ منافقین کا طرزِ عمل اس کا مقتضی تھا مگر اللہ تعالیٰ نے ان کے سمع و بصر کو باطل نہ کیا مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ اسباب کی تاثیر مشیتِ الٰہیہ کے ساتھ مشروط کہ بغیر مشیت تنہا اسباب کچھ نہیں کر سکتے مسئلہ: یہ بھی معلوم ہوا کہ مشیت اسباب کی محتاج نہیں وہ بے سبب جو چاہے کرسکتا ہے (۳۲) شئی اسی کو کہتے ہیں جسے اللہ چاہے اور جو تحتِ مشیت آسکے اس کے تمام ممکنات شئی میں داخل ہیں۔ اس لئے وہ تحتِ قدرت ہیں۔ اور جو ممکن نہیں واجب یا ممتنع ہے اس سے قدرت و ارادہ متعلق نہیں ہوتا جیسے اللہ تعالیٰ کی ذات و صفات واجب ہیں اس لئے مقدور نہیں مسئلہ: باری تعالیٰ کے لئے جھوٹ اور تمام عیوب محال ہیں اسی لئے قدرت کو ان سے کچھ واسطہ نہیں (۳۳) اول سورہ میں کچھ بتایا گیا کہ یہ کتاب متقین کی ہدایت کے لئے نازل ہوئی پھر متقین کے اوصاف کا ذکر فرمایا اس کے بعد اس سے منحرف ہونے والے فرقوں کا اور ان کے احوال کا ذکر فرمایا کہ سعادت مند انسان ہدایت و تقویٰ کی طرف راغب ہو اور نافرمانی و بغاوت سے بچے اب طریق تحصیل تقویٰ تعلیم فرمایا جاتا ہے یٰٓاَيُّهَا النَّاسُ کا خطاب اکثر اہل مکہ کو اور یٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا کا اہل مدینہ کو ہوتا ہے مگر یہاں یہ خطاب مومن کافر سب کو عام ہے اس میں اشارہ ہے کہ انسانی شرافت اسی میں ہے کہ آدمی تقویٰ حاصل کرے اور مصروف عبادت رہے عبادت وہ غایت تعظیم ہے جو بندہ اپنی عبدیت اور معبود کی الوہیت کے اعتقاد و اعتراف کے ساتھ بجالائے یہاں عبادت عام ہے اپنے تمام انواع و اقسام و اصول و فروع کو شامل ہے مسئلہ: کفار عبادت کے مامور ہیں جس طرح بے وضو ہونا نماز کے فرض ہونے کا مانع نہیں اسی طرح کافر ہونا وجوب عبادت کو منع نہیں کرتا اور جیسے بے وضو شخص پر نماز کی فرضیت رفع حدث لازم کرتی ہے ایسے ہی کافر پر وجوب عبادت سے ترکِ کفر لازم آتا ہے۔ (۳۴) اس سے معلوم ہوا کہ عبادت کا فائدہ عابد ہی کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ اس سے پاک ہے کہ اس کو عبادت یا اور کسی چیز سے نفع حاصل ہو (۳۵) پہلی آیت میں نعمت ایجاد کا بیان فرمایا کہ تمہیں اور تمہارے آباء کو معدوم سے موجود کیا اور دوسری آیت میں اسباب معیشت و آسائش و آب و غذا کا بیان فرما کر ظاہر کر دیا کہ وہی ولی نعمت ہے تو غیر کی پرستش محض باطل ہے (۳۶) توحید الٰہی کے بعد حضور سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی نبوت اور قرآن کریم کے کتاب الٰہی و معجزہ ہونے کی وہ قاہر دلیل بیان فرمائی جاتی ہے جو طالب صادق کو اطمینان بخشے اور منکروں کو عاجز کرے (۳۷) بندۂ خاص سے حضور پرنور سید عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مراد ہیں (۳۸) یعنی ایسی سورت بنا کر لاؤ جو فصاحت و بلاغت اور حسن نظم و ترتیب اور غیب کی خبریں دینے میں قرآن پاک کی مثل ہو (۳۹) پتھر سے وہ بت مراد ہیں جنہیں کفار پوجتے ہیں اور ان کی محبت میں قرآن پاک اور رسول کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا عناداً انکار کرتے ہیں (۴۰) مسئلہ: اس سے معلوم ہوا کہ دوزخ پیدا ہو چکی ہے۔ مسئلہ: یہ بھی اشارہ ہے کہ مومنین کے لئے بکرمہ تعالیٰ خلود نار یعنی ہمیشہ جہنم میں رہنا نہیں۔

دیں اگر تم سچے ہو۔ (۷/۱۹۴ ف ۳۷۹)

۶ رضا خانی ترجمہ اور تفسیر کے مطابق توحید یہ ہے (۱) تم فرماؤ اللہ مجھے بس ہے ۳۹/۳۸ ف۹۰ پھر وہ بھروسے والے اس پر بھروسہ کریں (۳۹/۷۸) اور مشرک اور موحد کی مثال اس تفسیر میں یوں بیان کی گئی ہے کہ ایک جماعت کا غلام نہایت پریشان ہوتا ہے ہر آقا اسے اپنی طرف کھینچتا ہے اور اپنے اپنے کام بتاتا ہے وہ حیران ہے کہ کس کا حکم بجا لائے اور کس طرح تمام آقاؤں کو راضی کرے اور خود اس غلام کو جب کوئی حاجت وضرورت پیش ہو تو کس آقا سے کہے بخلاف اس غلام کے جس کا ایک ہی آقا ہو وہ اس کی خدمت کر کے اسے راضی کر سکتا ہے اس کو کوئی پریشانی پیش نہیں آتی، یہ حال مومن کا ہے جو ایک مالک کا بندہ ہے صرف اسی کی عبادت کرتا ہے، اور مشرک جماعت کے غلام کی طرح ہے کہ اس نے بہت سے معبود قرار دیے دیے ہیں (۳۹/۲۹ ف ۷۲ تا ۷۵) دیکھئے یہ کتاب ص ۲۳۹ تا ۲۶۱۔

تبصرہ: مندرجہ بالا رضا خانی ترجمہ وتفسیر سے بریلویت کا سارا ڈھانچہ تباہ ہو گیا، یہ کئی ہستیوں کو پکارتے ہیں اور جب ان کو کوئی حاجت وضرورت پیش آتی ہے تو کبھی لاہور والے کو پکارتے ہیں کبھی بغداد شریف والے کو غوث الاعظم کہہ کر پکارتے ہیں اور کبھی علیؓ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں اور کبھی رسول اللہ ﷺ کو مدد کے لیے پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ اولیاء اور انبیاء سے مدد چاہنا شرک نہیں ہے (۱/۴ مسئلہ) اور بغداد شریف والے کو اپنی تفسیر میں غوث الاعظم لکھا (۱۹/ف ۱۵۶) اور یہ مندرجہ بالا تفسیر میں خود لکھ رہے ہیں کہ یہ شرک ہے، موحد صرف ایک اللہ کے سامنے اپنی حاجت وضرورت پیش کرتا ہے خود ہی تسلیم کر لیا کہ بریلوی مشرک ہیں۔

اللہ تعالیٰ کہتا ہے:

(۱) اللہ کافی ہے والی (کارساز) ۴/۴۵ ف ۱۳۸ آگے تفسیر میں لکھتے ہیں جس کا کارساز اللہ ہو اسے کیا اندیشہ (۳/۱۲۲)

(۲) اے نبی تمھیں اللہ کافی ہے۔ (۴/۶۲ تا ۶۴ + ۱۵/۹۵ + ۳۹/۳۶ اور مومنوں کو بھی۔

(۳) جو اللہ پر بھروسہ کرے اللہ اس کو کافی ہے۔ (۶۵/۳-۲ ف ۱۲-۱۳)

(۴) اللہ کافی ہے وکیل ( کارساز ) ۴/۸۱-۱۳۲+۳۳/۳-۲۵-۴۸

(۵) آسمانوں اور زمین میں سب کچھ اللہ کا ہے (۴/۱۰۹-۱۲۹-۱۸۰-۱۸۹)

(٦) وکفی باللہ ولیا وکفی باللہ (۴/۴۵) اور اللہ کافی ہے والی اور اللہ کافی ہے مددگار ف۱۳۸ کے تحت لکھتے ہیں 'اور جس کا کارساز اللہ ہو اسے کیا اندیشہ۔

(۷) اور اسی تفسیر میں لکھا گیا ہے ان اللہ لہ ملك السموات والار یحیی و یمیت ومالکم من ولی و نصیر۔ ترجمہ بے شک اللہ ہی کے لیے ہے آسمانوں اور زمین کی سلطنت زندہ کرتا ہے، مارتا ہے اور اللہ کے سوا نہ تمھارا کوئی والی نہ مددگار (۹/۱۱٦ف ۲۵۷ تا ۲۸۱ مزید دیکھئے ۲/۱۰۷-۱۲۰ف ۲۱۸ تا ۲۲۰+۴۲/۳۱+۱۱/۱۱۳)

(۸) مزید لکھتے ہیں نعم المولیٰ و نعیم النصیر ترجمہ: کیا ہی اچھا مولیٰ اور کیا ہی اچھا مددگار۔

(۹) اور کنز الایمان میں لکھا ہے الٰہیت اور ربوبیت میں اللہ کا کوئی شریک نہیں یعنی اس کے علاوہ نہ کوئی معبود ہے اور نہ کوئی رب یعنی داتا۔ لیکن آج کل لوگ کئی غیر اللہ کی عبادت بھی کر رہے ہیں اور کئی غیر اللہ کو داتا بھی مانتے ہیں۔ جو دونوں ظاہراً مشرک ہیں۔ کنز الایمان میں لکھا گیا ترجمہ ''اور اللہ کی بندگی کرو اور اس کا شریک کسی کو نہ ٹھہراؤ ف ۱۰۹ اور ۱۰۹ کے تحت لکھتے ہیں نہ جاندار کو نہ بے جان کو نہ اس کی ربوبیت میں نہ اس کی عبادت میں (شریک ٹھہراؤ) ۴/۳٦ف ۱۰۹ دیکھئے یہ کتاب ص......

◆ یہ ایک اور دو رخی ہے، احمد رضا خانی ترجمہ و تفسیر میں لکھا ہے کہ سورۃ محمد اترنے کے بعد رسول اللہ ﷺ منافقوں کو ان کی صورتوں اور ان کی باتوں سے پہچان لیتے تھے (دیکھیے محمد: ۳۰، ف ۷۸، ۷۹) لیکن سورۃ التوبہ (۱۰۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''اور تمھارے آس پاس کے کچھ گنوار منافق ہیں اور کچھ مدینہ والے، ان کی خو ہو گئی ہے نفاق، تم انھیں نہیں جانتے ہم انھیں جانتے ہیں۔'' یہ عجیب دو رخی ہے، حالانکہ اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ سورۃ التوبہ قرآن کریم کی سورتوں میں سب سے آخر میں نازل ہوئی۔

- ایک اور عجیب دو رخی نوٹ فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بار بار فرمایا کہ یہود اور نصاریٰ کے طریقے نہ اختیار کرنا بلکہ نازل شدہ اسلام کی پیروی کرنا، احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر میں یہ بھی لکھا گیا کہ یہود و نصاریٰ کا طریقہ اختیار نہیں کرنا چاہیے لیکن یہ بھی کہا گیا: نہ انھوں نے اپنے نازل شدہ دین کو چھوڑ کر جو بھی بدعات شروع کی تھیں ان میں کوئی حرج نہ تھا اور کلمہ گو مسلمانوں کو اس تفسیر میں بار بار بدعات کی ترغیب دی گئی۔ دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر: (الحدید: ۲۷، ف ۴۸، ۲۷، ف ۹۰، ۹۱۔ البقرہ: ۱۲۰، ف ۲۱۹۔۲۲۰۔ المجادلۃ: ۴، ف ۱۷، ۱۸، ۸ تا ۱۰، ف ۳۳، ۳۶، ۳۷)الفاتحہ ا/ ۷ کی تفسیر۔
- الأنعام (۱۴، ف ۳۸) میں اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ یعنی سب سے پہلے گردن رکھوں کی تفسیر میں لکھا کہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے ہیں لیکن الأنعام (۱۶۱ تا ۱۶۴، ف ۳۳۸ تا ۳۴۱) کے (ف ۳۴۰) میں لکھا: ''اولیت یا تو اس اعتبار سے ہے کہ انبیاء کا اسلام ان کی امت پر مقدم ہوتا ہے یا اس اعتبار سے کہ سیدالعالم ﷺ اول مخلوقات ہیں تو ضرور اول المسلمین ہوئے۔

یہ واضح دو رخی اور تضاد ہے کیونکہ قرآن کریم میں ہے: ''اے نبی (ﷺ)! قرآن اترنے سے پہلے تجھے قرآن اور ایمان کی خبر نہ تھی۔'' الشوریٰ (۵۲) اور البقرۃ (۲۸۵) میں ہے کہ رسول ﷺ اور مومن اللہ کی نازل کردہ وحی پر ایمان لائے۔ تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ رسول اللہ ﷺ شریعت اترنے کے بعد اس پر ایمان لائے اور سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بارے میں انھی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ سیدنا موسیٰ علیہ السلام بنی اسرائیل میں سے اول المومنین ہیں۔ (دیکھیے الأعراف: ۱۴۳، ف ۲۶۶) اور انھی کی تفسیر میں لکھا ہے کہ فرعون کے جادوگر جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے معجزات دیکھ کر ایمان لے آئے وہ رعیت فرعون میں سے یا اس مجمع کے حاضرین میں سے اول المومنین تھے۔ ان باتوں سے ان کی دو رخی صاف ظاہر ہے۔

# ثبوت حاضر ہے



وَلٰكِنْ ذِكْرٰى لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۞۶۹ وَذَرِ الَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا دِيْنَهُمْ لَعِبًا وَّلَهْوًا وَّ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلٰكِنْ | ذِكْرٰى | لَعَلَّهُمْ | يَتَّقُوْنَ | وَذَرِ | الَّذِيْنَ | اتَّخَذُوْا | دِيْنَهُمْ | لَعِبًا | وَّلَهْوًا | وَ |
| لیکن | نصیحت کرنا | تا کہ وہ | ڈریں | اور چھوڑ دے | وہ لوگ جو | انہوں نے بنا لیا | اپنا دین | کھیل | اور تماشا | اور |

لیکن نصیحت کرنا تا کہ وہ ڈریں (باز آجائیں) ۶۹ اور اُن لوگوں کو چھوڑ دے جنہوں نے اپنے دین کو کھیل اور تماشا بنا لیا ہے اور

غَرَّتْهُمُ الْحَيٰوةُ الدُّنْيَا وَذَكِّرْ بِهٖٓ اَنْ تُبْسَلَ نَفْسٌۢ بِمَا كَسَبَتْ ۖ لَيْسَ لَهَا

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| غَرَّتْهُمُ | الْحَيٰوةُ | الدُّنْيَا | وَذَكِّرْ | بِهٖ | اَنْ | تُبْسَلَ | نَفْسٌ | بِمَا | كَسَبَتْ | لَيْسَ | لَهَا |
| انہیں دھوکہ میں ڈال دیا | زندگی | دنیا | اور نصیحت کرو | اس سے | تا کہ | پکڑا (نہ) جائے | کوئی | بسبب جو | اس نے کیا | نہیں | اس کے لئے |

دنیا کی زندگی نے انہیں دھوکہ میں ڈال دیا ہے اور اس (قرآن) سے نصیحت کرو تا کہ کوئی اپنے کئے (اپنے عمل) سے پکڑا نہ جائے اس کے لئے نہیں

مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَلِيٌّ وَّلَا شَفِيْعٌ ۚ وَاِنْ تَعْدِلْ كُلَّ عَدْلٍ لَّا يُؤْخَذْ مِنْهَا ؕ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| مِنْ | دُوْنِ اللّٰهِ | وَلِيٌّ | وَّلَا | شَفِيْعٌ | وَاِنْ | تَعْدِلْ | كُلَّ | عَدْلٍ | لَا يُؤْخَذْ | مِنْهَا |
| سے | سوائے اللہ | کوئی حامی | اور نہ | کوئی سفارش کرنے والا | اور اگر | بدلہ میں دے | تمام | معاوضے | نہ لئے جائیں | اس سے |

اللہ کے سوا کوئی حامی اور نہ کوئی سفارش کرنے والا اور اگر بدلہ میں تمام معاوضے دے تو اس سے نہ لئے جائیں (قبول نہ ہوں)

اُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ اُبْسِلُوْا بِمَا كَسَبُوْا ۚ لَهُمْ شَرَابٌ مِّنْ حَمِيْمٍ وَّعَذَابٌ اَلِيْمٌۢ بِمَا

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اُولٰٓئِكَ | الَّذِيْنَ | اُبْسِلُوْا | بِمَا كَسَبُوْا | لَهُمْ | شَرَابٌ | مِّنْ | حَمِيْمٍ | وَّعَذَابٌ | اَلِيْمٌ | بِمَا |
| یہی لوگ | وہ لوگ جو | پکڑے گئے | جو انہوں نے کیا (اپنا کیا) | ان کے لئے | پینا (پانی) | سے | گرم | اور عذاب | دردناک | اس لئے کہ |

یہی وہ لوگ ہیں جو اپنے کئے پر پکڑے گئے، انہیں گرم پانی پینا ہے ، اور دردناک عذاب ہے اس لئے کہ

۸ ع ۱۰ ۱۴ كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ ۞۷۰ قُلْ اَنَدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُنَا وَلَا يَضُرُّنَا

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| كَانُوْا يَكْفُرُوْنَ | قُلْ | اَنَدْعُوْا | مِنْ | دُوْنِ اللّٰهِ | مَا | لَا يَنْفَعُنَا | وَلَا يَضُرُّنَا |
| وہ کفر کرتے تھے | کہہ دیں | کیا ہم پکاریں | سے | سوائے اللہ | جو | نہ ہمیں نفع دے | اور نہ نقصان کرے ہمیں |

وہ کفر کرتے تھے۔ کہہ دیں کیا ہم اللہ کے سوا اس کو پکاریں جو ہمیں نہ نفع دے سکے نہ وہ ہمارا نقصان کر سکے

وَنُرَدُّ عَلٰٓى اَعْقَابِنَا بَعْدَ اِذْ هَدٰىنَا اللّٰهُ كَالَّذِى اسْتَهْوَتْهُ الشَّيٰطِيْنُ فِى

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَنُرَدُّ | عَلٰى | اَعْقَابِنَا | بَعْدَ | اِذْ هَدٰىنَا | اللّٰهُ | كَالَّذِى | اسْتَهْوَتْهُ | الشَّيٰطِيْنُ | فِى |
| اور ہم پھر جائیں | پر | اپنی ایڑیاں (الٹے پاؤں) | بعد | جب ہدایت دی ہمیں | اللہ | اس کی طرح جو | بھلا دیا اس کو | شیطان | میں |

اور کیا ہم اپنے اُلٹے پاؤں پھر جائیں اس کے بعد جبکہ اللہ نے ہمیں ہدایت دیدی اس شخص کی طرح جسے شیطان نے بھلا دیا

منزل ۲

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: میرے بندوں کو اپنا بچانے والا...... بگڑے کام بنانے والا...... والی یعنی کارساز، بااختیار آقا اور مولا نہ بناؤ کیونکہ ان تمام صفات کا مالک صرف اور صرف میں ہوں اور کوئی نہیں، اور فرمایا: ایسے عقیدے کا مالک انسان (جو غیر اللہ کو کارساز سمجھے) کافر اور مشرک ہے۔ اس کے لیے ولی کا لفظ قرآن پاک میں بار بار استعمال کیا گیا ہے۔

## ثبوت حاضر ہے



بَيْنَ الصَّدَفَيْنِ قَالَ انْفُخُوْا ۭ حَتّٰٓى اِذَا جَعَلَهٗ نَارًا ۙ قَالَ اٰتُوْنِىْٓ اُفْرِغْ عَلَيْهِ قِطْرًا ؀٩٦

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بَيْنَ | الصَّدَفَيْنِ | قَالَ | انْفُخُوْا | حَتّٰٓى | اِذَا جَعَلَهٗ | نَارًا | قَالَ | اٰتُوْنِىْٓ | اُفْرِغْ | عَلَيْهِ | قِطْرًا |
| درمیان | دونوں پہاڑ | اس نے کہا | دھونکو | یہانتک کہ | جب اسے کر دیا | آگ | اس نے کہا | لے آؤ میرے پاس | میں ڈالوں | اس پر | پگھلا ہوا تانبا |

دونوں پہاڑوں کے درمیان، اس نے کہا (اب) دھونکو، یہانتک کہ جب (دھونک کر) اسے آگ کر دیا، اس نے کہا میرے پاس لاؤ میں اس پر پگھلا ہوا تانبا ڈالوں

فَمَا اسْطَاعُوْٓا اَنْ يَّظْهَرُوْهُ وَمَا اسْتَطَاعُوْا لَهٗ نَقْبًا ؀٩٧ قَالَ هٰذَا رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّىْ ۚ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَمَا اسْطَاعُوْٓا | اَنْ | يَّظْهَرُوْهُ | وَ | مَا اسْتَطَاعُوْا | لَهٗ | نَقْبًا | قَالَ | هٰذَا | رَحْمَةٌ | مِّنْ رَّبِّىْ |
| پھر نہ کر سکیں گے | کہ | اس پر چڑھیں | اور | وہ نہ لگا سکیں گے | اس میں | نقب | اس نے کہا | یہ | رحمت | میرے رب سے |

پھر وہ (یاجوج ماجوج) اس پر نہ چڑھ سکیں گے، اور نہ اس میں نقب لگا سکیں گے۔ اس نے کہا یہ میرے رب کی (طرف سے) رحمت ہے،

فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّىْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ رَبِّىْ حَقًّا ؀٩٨ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ

| | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فَاِذَا | جَآءَ | وَعْدُ | رَبِّىْ | جَعَلَهٗ | دَكَّآءَ | وَكَانَ | وَعْدُ | رَبِّىْ | حَقًّا | وَتَرَكْنَا | بَعْضَهُمْ |
| پس جب | آئے گا | وعدہ | میرا رب | اس کو کر دیگا | ہموار | اور ہے | وعدہ | میرا رب | سچا | اور ہم چھوڑ دیں گے | ان کے بعض |

پس جب میرے رب کا وعدہ (مقررہ وقت) آئے گا اس کو ہموار کر دے گا اور میرے رب کا وعدہ سچا ہے۔ اور ہم چھوڑ دیں گے ان کے بعض کو

يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِىْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِى الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ؀٩٩ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| يَوْمَئِذٍ | يَّمُوْجُ | فِىْ بَعْضٍ | وَنُفِخَ | فِى الصُّوْرِ | فَجَمَعْنٰهُمْ | جَمْعًا | وَ عَرَضْنَا | جَهَنَّمَ | يَوْمَئِذٍ |
| اس دن | ریلا مارتے | بعض (دوسرے) کے اندر | اور پھونکا جائے گا صور | | پھر ہم انہیں جمع کرینگے | سب کو | اور ہم سامنے کر دینگے | جہنم | اس دن |

اس دن دوسرے کے اندر ریلا مارتے ہوئے، اور صور پھونکا جائے گا، پھر ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ اور ہم اس دن جہنم سامنے کر دیں گے

لِّلْكٰفِرِيْنَ عَرْضَا ؀١٠٠ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِىْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِىْ وَ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لِّلْكٰفِرِيْنَ | عَرْضَا | الَّذِيْنَ | كَانَتْ | اَعْيُنُهُمْ | فِىْ غِطَآءٍ | عَنْ | ذِكْرِىْ | وَ |
| کافروں کے | بالکل سامنے | وہ جو کہ | تھیں | ان کی آنکھیں | پردہ میں | سے | میرا ذکر | اور |

کافروں کے بالکل سامنے۔ اور میرے ذکر سے ان کی آنکھیں پردہ (غفلت) میں تھیں،

١١ ع ١٩ ٢ كَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ؀١٠١ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ يَّتَّخِذُوْا عِبَادِىْ

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| كَانُوْا | لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ | سَمْعًا | اَفَحَسِبَ | الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا | اَنْ يَّتَّخِذُوْا | عِبَادِىْ |
| وہ تھے | نہ طاقت رکھتے | سننا | کیا گمان کرتے ہیں | وہ جنہوں نے کفر کیا | کہ وہ بنا لیں گے | میرے بندے |

وہ سننے کی طاقت نہ رکھتے تھے (سن نہ سکتے تھے)۔ جن لوگوں نے کفر کیا کیا وہ گمان کرتے ہیں؟ کہ وہ میرے بندوں کو بنا لیں گے

منزل ٤

اللہ کے علاوہ اوروں کو اپنا ولی و رب اور کارساز (مشکل کشا) بنانے والوں کا عبرتناک انجام اس قرآنی آیت میں ملاحظہ کرلیں......

مِنْ دُوْنِیْٓ اَوْلِیَآءَ ؕ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِیْنَ نُزُلًا ﴿۱۰۲﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ

| مِنْ دُوْنِیْٓ | اَوْلِیَآءَ | اِنَّآ | اَعْتَدْنَا | جَهَنَّمَ | لِلْكٰفِرِیْنَ | نُزُلًا | قُلْ | هَلْ | نُنَبِّئُكُمْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| میرے سوا | کارساز | بیشک ہم | ہم نے تیار کیا | جہنم | کافروں کے لیے | ضیافت | فرمادیں | کیا | ہم تمہیں بتلائیں |

میرے سوا کارساز - بیشک ہم نے کافروں کے لیے جہنم کو ضیافت تیار کیا ہے - فرمادیں کیا ہم تمہیں بتلائیں

بِالْاَخْسَرِیْنَ اَعْمَالًا ﴿۱۰۳﴾ اَلَّذِیْنَ ضَلَّ سَعْیُهُمْ فِی الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا وَهُمْ یَحْسَبُوْنَ

| بِالْاَخْسَرِیْنَ | اَعْمَالًا | اَلَّذِیْنَ | ضَلَّ | سَعْیُهُمْ | فِی | الْحَیٰوةِ الدُّنْیَا | وَهُمْ | یَحْسَبُوْنَ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| بدترین گھاٹے میں | اعمال کے لحاظ سے | وہ لوگ | برباد ہوگئی | ان کی کوشش | میں | دنیا کی زندگی | اور وہ | خیال کرتے ہیں |

اعمال کے لحاظ سے بدترین گھاٹے میں (کون ہیں)؟ وہ لوگ جن کی کوشش دنیا کی زندگی میں برباد ہوگئی، اور وہ خیال کرتے ہیں

اَنَّهُمْ یُحْسِنُوْنَ صُنْعًا ﴿۱۰۴﴾ اُولٰٓئِكَ الَّذِیْنَ كَفَرُوْا بِاٰیٰتِ رَبِّهِمْ وَلِقَآئِهٖ فَحَبِطَتْ

| اَنَّهُمْ | یُحْسِنُوْنَ | صُنْعًا | اُولٰٓئِكَ | الَّذِیْنَ كَفَرُوْا | بِاٰیٰتِ | رَبِّهِمْ | وَلِقَآئِهٖ | فَحَبِطَتْ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| کہ وہ | اچھے کر رہے ہیں | کام | یہی لوگ | جن لوگوں نے انکار کیا | آیتوں کو | اپنا رب | اور اس کی ملاقات | پس اکارت گئے |

کہ وہ اچھے کام کر رہے ہیں - یہی لوگ ہیں جنہوں نے اپنے رب کی آیتوں کا اور اس کی ملاقات کا انکار کیا، پس اکارت گئے

اَعْمَالُهُمْ فَلَا نُقِیْمُ لَهُمْ یَوْمَ الْقِیٰمَةِ وَزْنًا ﴿۱۰۵﴾ ذٰلِكَ جَزَآؤُهُمْ جَهَنَّمُ بِمَا

| اَعْمَالُهُمْ | فَلَا نُقِیْمُ | لَهُمْ | یَوْمَ الْقِیٰمَةِ | وَزْنًا | ذٰلِكَ | جَزَآؤُهُمْ | جَهَنَّمُ | بِمَا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ان کے عمل | پس ہم قائم نہ کریں گے | انکے لیے | قیامت کے دن | کوئی وزن | یہ | ان کا بدلہ | جہنم | اسلیئے کہ |

ان کے عمل، پس قیامت کے دن ان کے لئے کوئی وزن قائم نہ کریں گے (دونوں کے عمل بے وزن ہونگے) یہ ان کا بدلہ ہے جہنم اس لئے کہ

كَفَرُوْا وَاتَّخَذُوْٓا اٰیٰتِیْ وَرُسُلِیْ هُزُوًا ﴿۱۰۶﴾ اِنَّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ

| كَفَرُوْا | وَاتَّخَذُوْٓا | اٰیٰتِیْ | وَرُسُلِیْ | هُزُوًا | اِنَّ | الَّذِیْنَ | اٰمَنُوْا | وَ | عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| انہوں نے کفر کیا | اور ٹھہرایا | میری آیات | اور میرے رسول | ہنسی مذاق | بیشک | جو لوگ ایمان لائے | | اور | انہوں نے نیک عمل کیے |

انہوں نے کفر کیا اور میری آیتوں کو اور میرے رسولوں کو ہنسی مذاق ٹھہرایا - بیشک جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے نیک عمل کیے

كَانَتْ لَهُمْ جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ نُزُلًا ﴿۱۰۷﴾ خٰلِدِیْنَ فِیْهَا لَا یَبْغُوْنَ عَنْهَا حِوَلًا ﴿۱۰۸﴾

| كَانَتْ | لَهُمْ | جَنّٰتُ الْفِرْدَوْسِ | نُزُلًا | خٰلِدِیْنَ | فِیْهَا | لَا یَبْغُوْنَ | عَنْهَا | حِوَلًا |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| ہیں | انکے لیے | فردوس کے باغات | ضیافت | ہمیشہ رہیں گے | اس میں | وہ نہ چاہیں گے | وہاں سے | جگہ بدلنا |

ان کے لئے ضیافت ہیں فردوس (بہشت) کے باغات - اُن میں ہمیشہ رہیں گے، وہ وہاں سے جگہ بدلنا نہ چاہیں گے -

منزل ۴

اللہ کریم نے قرآن میں واضح کر دیا ہے کہ جو مجھے چھوڑ کر اوروں کو اپنا ولی (دوست) بناتا ہے اور پھر انھیں اپنا کارساز (بگڑی بنانے والا) سمجھتا ہے ایسے لوگوں کے لیے میں نے جہنم کی دہکتی آگ سے ضیافت (دعوت ومہمانی) تیار کر رکھی ہے۔ پس وہ اس ضیافت کے لیے تیار رہیں۔

ثبوت حاضر ہے



ع بِالَّذِيْنَ سَخِرُوْا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا بِهٖ يَسْتَهْزِءُوْنَ ﴿۱۰﴾ قُلْ سِيْرُوْا

ان سے ہنستے تھے ان کی ہنسی انہیں کو لے بیٹھی۔ ۲۶ تم فرمادو: ۲۷ زمین

فِي الْاَرْضِ ثُمَّ انْظُرُوْا كَيْفَ كَانَ عَاقِبَةُ الْمُكَذِّبِيْنَ ﴿۱۱﴾ قُلْ

میں سیر کرو پھر دیکھو کہ جھٹلانے والوں کا کیا انجام ہوا۔ ۲۸ تم فرماؤ:

لِّمَنْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ قُلْ لِّلّٰهِ ؕ كَتَبَ عَلٰى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ ؕ

کس کا ہے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ۲۹ تم فرماؤ اللہ کا ہے ۳۰ اس نے اپنے کرم کے ذمہ پر رحمت لکھ لی ہے ۳۱

لَيَجْمَعَنَّكُمْ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ؕ اَلَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ

بے شک ضرور تمہیں قیامت کے دن جمع کرے گا ۳۲ اس میں کچھ شک نہیں، وہ جنہوں نے اپنی جان نقصان میں ڈالی ۳۳

فَهُمْ لَا يُؤْمِنُوْنَ ﴿۱۲﴾ وَلَهٗ مَا سَكَنَ فِي الَّيْلِ وَالنَّهَارِ ؕ وَهُوَ السَّمِيْعُ

ایمان نہیں لاتے۔ اور اسی کا ہے جو بستا ہے رات اور دن میں ۳۴ اور وہی ہے سنتا،

الْعَلِيْمُ ﴿۱۳﴾ قُلْ اَغَيْرَ اللّٰهِ اَتَّخِذُ وَلِيًّا فَاطِرِ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ

جانتا ۳۵ تم فرماؤ: کیا اللہ کے سوا کسی اور کو والی بناؤں؟ ۳۶ وہ اللہ جس نے آسمان اور زمین پیدا کیے

وَهُوَ يُطْعِمُ وَلَا يُطْعَمُ ؕ قُلْ اِنِّيْٓ اُمِرْتُ اَنْ اَكُوْنَ اَوَّلَ مَنْ اَسْلَمَ

اور وہ کھلاتا ہے اور کھانے سے پاک ہے ۳۷ تم فرماؤ مجھے حکم ہوا ہے کہ سب سے پہلے گردن رکھوں ۳۸

وَلَا تَكُوْنَنَّ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ﴿۱۴﴾ قُلْ اِنِّيْٓ اَخَافُ اِنْ عَصَيْتُ

اور ہرگز شرک والوں میں سے نہ ہونا۔ تم فرماؤ اگر میں اپنے رب کی نافرمانی کروں

اس سے دین کے احکام معلوم کرسکیں لیکن اگر فرشتہ صورت بشری میں آتا تو انہیں پھر وہی کہنے کا موقع رہتا کہ یہ بشر ہے تو فرشتہ کو نبی بنانے کا کیا فائدہ ہوتا۔ ۲۶ وہ جتلائے عذاب ہوئے اس میں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تسلی و تسکین خاطر ہے کہ آپ رنجیدہ وملول نہ ہوں کفار کا پہلے انبیاء کے ساتھ بھی یہی دستور رہا ہے اور اس کا وبال ان کفار کو اٹھانا پڑا ہے نیز مشرکین کو تنبیہ ہے کہ پچھلی امتوں کے حال سے عبرت حاصل کریں اور انبیاء کے ساتھ طریق ادب ملحوظ رکھیں تاکہ پہلوں کی طرح جتلائے عذاب نہ ہوں۔ ۲۷ اے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم ان تمسخر کرنے والوں سے کہ تم۔ ۲۸ اور انہوں نے کفر و تکذیب کا کیا ثمرہ پایا۔ ۲۹ اگر وہ اس کا جواب نہ دیں تو۔ ۳۰ کیونکہ اس کے سوا اور کوئی جواب ہی نہیں ہے اور وہ اس کے خلاف نہیں کرسکتے کیونکہ بت جن کو مشرکین پوجتے ہیں وہ بے جان ہیں کسی چیز کے مالک ہونے کی صلاحیت نہیں رکھتے خود دوسروں کے مملوک ہیں آسمان و زمین کا وہی مالک ہوسکتا ہے جو حی و قیوم ازلی و ابدی قادر مطلق ہر شے پر متصرف و حکمران ہو تمام چیزیں اس کے پیدا کرنے سے وجود میں آئی ہوں ایسا سوائے اللہ کے کوئی نہیں اس لیے تمام سماوی و ارضی کائنات کا مالک اس کے سوا کوئی نہیں ہوسکتا۔ ۳۱ یعنی اس نے رحمت کا وعدہ کیا اور اس کا وعدہ خلافی و کذب اس کے لیے محال ہے اور رحمت عام ہے دینی ہو یا دنیوی اپنی معرفت اور توحید اور علم کی طرف ہدایت فرمانا بھی رحمت میں داخل ہے اور کفار کو مہلت دینا اور عقوبت میں تعجیل نہ فرمانا بھی کہ اس سے انہیں توبہ اور انابت کا موقع ملتا ہے (جمل وغیرہ) ۳۲ اور اعمال کا بدلہ دے گا۔ ۳۳ کفر اختیار کرکے۔ ۳۴ یعنی تمام موجودات اسی کی ملک ہے اور وہ سب کا خالق مالک رب ہے۔ ۳۵ اس سے کوئی چیز پوشیدہ نہیں ۳۶ شان نزول: جب کفار نے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے باپ دادا کے دین کی دعوت دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ۳۷ یعنی خلق سب اس کی محتاج ہے وہ سب سے بے نیاز۔ ۳۸ کیونکہ نبی اپنی امت سے دین میں سابق ہوتے ہیں۔



ایک مسلمان کسی بزرگ کے بجائے صرف اللہ کو ہی اپنا ولی بنائے فرمان الٰہی ملاحظہ کریں

(اے رسولؐ) کہہ دیں کیا میں اللہ کو چھوڑ کر کسی اور کو اپنا ولی بنا لوں؟!! (اللہ تو وہ ذات ہے کہ) جس نے زمین و آسمان کو پیدا کیا۔ وہ تمام (کائنات کی مخلوقات) کو کھلاتا ہے اور خود کھانے کی حاجت سے پاک ہے۔ (یعنی اس کو کوئی نہیں کھلاتا اور نہ ایسے کھانے پینے کی ضرورت ہی ہے) کہہ دیجیے بے شک مجھے حکم دیا گیا ہے کہ سب سے پہلے مسلمان بن جاؤں (مطیع و فرمانبردار بن جاؤں)

اور یاد رکھو!...... ہرگز شرک کرنے والوں میں سے نہ ہو جانا۔ اور کنز الایمان کا ترجمہ و تفسیر ملاحظہ کریں۔ معلوم ہوتا ہے اللہ کے علاوہ کسی کو اپنا ولی اور کارساز بنا لینا شرک ہے۔

**ثبوت حاضر ہے**



رَحْمَةٌ مِّنْ رَّبِّيْ ۚ فَاِذَا جَآءَ وَعْدُ رَبِّيْ جَعَلَهٗ دَكَّآءَ ۚ وَكَانَ وَعْدُ

میرے رب کی رحمت ہے، پھر جب میرے رب کا وعدہ آئے گا وف۲۰۶ اُسے پاش پاش کر دے گا، اور میرے رب کا

رَبِّيْ حَقًّا ﴿٩٨﴾ وَتَرَكْنَا بَعْضَهُمْ يَوْمَئِذٍ يَّمُوْجُ فِيْ بَعْضٍ وَّنُفِخَ فِي

وعدہ سچا ہے۔ وف۲۰۷ اور اس دن ہم انہیں چھوڑ دیں گے کہ اُن کا ایک گروہ دوسرے پر ریلا (سیلاب کی طرح) آوے گا اور صور پھونکا

الصُّوْرِ فَجَمَعْنٰهُمْ جَمْعًا ﴿٩٩﴾ وَّعَرَضْنَا جَهَنَّمَ يَوْمَئِذٍ لِّلْكٰفِرِيْنَ

جائے گا وف۲۰۸ تو ہم سب کو وف۲۰۹ اکٹھا کر لائیں گے، اور ہم اس دن جہنم کافروں کے سامنے

عَرْضَا ﴿١٠٠﴾ الَّذِيْنَ كَانَتْ اَعْيُنُهُمْ فِيْ غِطَآءٍ عَنْ ذِكْرِيْ

لائیں گے وف۲۱۰ وہ جن کی آنکھوں پر میری یاد سے پردہ پڑا تھا وف۲۱۱

ع ۱۱ ۱۹ ۲ وَكَانُوْا لَا يَسْتَطِيْعُوْنَ سَمْعًا ﴿١٠١﴾ اَفَحَسِبَ الَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَنْ

اور حق بات سن نہ سکتے تھے، وف۲۱۲ تو کیا کافر یہ سمجھتے ہیں کہ

يَّتَّخِذُوْا عِبَادِيْ مِنْ دُوْنِيْٓ اَوْلِيَآءَ ۭ اِنَّآ اَعْتَدْنَا جَهَنَّمَ لِلْكٰفِرِيْنَ

میرے بندوں کو وف۲۱۳ میرے سوا حمایتی بنا لیں گے وف۲۱۴ بے شک ہم نے کافروں کی مہمانی کو جہنم تیار

نُزُلًا ﴿١٠٢﴾ قُلْ هَلْ نُنَبِّئُكُمْ بِالْاَخْسَرِيْنَ اَعْمَالًا ﴿١٠٣﴾ اَلَّذِيْنَ ضَلَّ

کر رکھی ہے، تم فرماؤ کیا ہم تمہیں بتا دیں کہ سب سے بڑھ کر ناقص عمل کن کے ہیں۔ وف۲۱۵ اُن کے جن کی ساری

سَعْيُهُمْ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَهُمْ يَحْسَبُوْنَ اَنَّهُمْ يُحْسِنُوْنَ

کوشش دنیا کی زندگی میں گم گئی وف۲۱۶ اور وہ اس خیال میں ہیں کہ ہم اچھا کام کر رہے

بقیہ صفحہ ۵۴۶: ۔یہ بیچ جن کران کے درمیان لکڑی اور کوئلہ بھروا دیا اور آگ دے دی اس طرح یہ دیوار پہاڑ کی بلندی تک اونچی کر دی گئی اور دونوں پہاڑوں کے درمیان کوئی جگہ نہ چھوڑی گئی اوپر سے پگھلایا ہوا تانبا دیوار میں پلا دیا گیا یہ سب مل کر ایک سخت جسم بن گیا وف۲۰۵ ذوالقرنین نے کہ ۲۰۶ دریا جوج ماجوج کے خروج کا وقت آپہنچے گا قریب قیامت ۲۰۷ حدیث شریف ہے کہ یاجوج ماجوج روزانہ اس دیوار کو توڑتے ہیں اور دن بھر محنت کرتے کرتے جب اس کے توڑنے کے قریب ہوتے ہیں تو ان میں سے کوئی کہتا ہے اب چلو باقی کل توڑ لیں گے دوسرے روز جب آتے ہیں تو وہ بحکم الٰہی پہلے سے زیادہ مضبوط ہو جاتی ہے جب ان کے خروج کا وقت آئے گا تو ان میں کہنے والا کہے گا اب چلو باقی دیوار کل توڑ لیں گے انشاء اللہ، انشاء اللہ کہنے کا یہ ثمرہ ہوگا کہ اس دن کی محنت رائیگاں نہ جائے گی اور اگلے دن انہیں دیوار اتنی ٹوٹی ملے گی جتنی پہلے روز توڑ گئے تھے اب وہ نکل آئیں گے اور زمین میں فساد اٹھائیں گے قتل و غارت کریں گے اور چشموں کا پانی پی جائیں گے جانوروں درختوں کو اور جو آدمی ہاتھ آئیں گے ان کو کھا جائیں گے۔ مکہ مکرمہ مدینہ طیبہ اور بیت المقدس میں داخل نہ ہو سکیں گے۔ اللہ تعالیٰ بدعائے حضرت عیسیٰ علیہ السلام انہیں ہلاک کرے گا اس طرح کہ ان کی گردنوں میں کیڑے پیدا ہوں گے جو ان کی ہلاکت کا سبب ہوں گے۔ ۲۰۸ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ یاجوج ماجوج کا نکلنا قرب قیامت کی علامات میں سے ہے۔ وف۲۰۹ یعنی تمام خلق کو عذاب و ثواب کے لیے روز قیامت۔ وف۲۱۰ کہ اس کو صاف دیکھیں۔ ۲۱۱ اور وہ آیات انبیاء اور قرآن و ہدایت و بیان اور دلائل قدرت و ایمان سے اندھے بنے رہے اور ان میں سے کسی چیز کو وہ نہ دیکھ سکے وف۲۱۲ اپنی بدبختی سے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عداوت رکھنے کے باعث۔ ۲۱۳ مثل حضرت عیسیٰ و حضرت عزیر و ملائکہ کے۔ ۲۱۴ اور اس سے کچھ نفع پائیں گے یہ گمان فاسد ہے بلکہ وہ بندے ان سے بیزار ہیں اور بیشک ہم ان کے اس شرک پر عذاب کریں گے۔ وف۲۱۵ یعنی وہ کون لوگ ہیں جو عمل کر کے تھکے اور مشقتیں اٹھائیں اور یہ امید کرتے رہے کہ ان اعمال پر فضل و نوال سے نوازے جائیں گے مگر بجائے اس کے ہلاکت و بربادی میں پڑے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما نے فرمایا وہ یہود و نصاریٰ ہیں بعض مفسرین نے کہا کہ وہ راہب لوگ ہیں جو صوامع میں عزلت گزین رہتے تھے حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ یہ لوگ اہل حروراء یعنی خوارج ہیں۔ وف۲۱۶ اور عمل باطل ہو گئے۔



اللہ کے علاوہ دوسروں کو اپنا ولی (دوست و حمایتی) بنانے والوں کا انجام یہاں یوں بیان کیا گیا ہے۔

تو کیا کفر (حق کا انکار) کرنے والوں نے یہ گمان کر لیا ہے کہ وہ میرے علاوہ (مخلوق میں سے اور لوگوں کو) اپنا حمایتی (ولی) بنا لیں گے (کان کھول کر غور سے سن لیں) میں نے ایسے لوگوں کے لیے جہنم میں مہمانی (ضیافت) تیار کر رکھی ہے۔

اس اللہ کے علاوہ مخلوق کو اپنا ولی (کارساز) بنانے والوں کا اذیت ناک انجام جاننے کے لیے مزید کنز الایمان کا ترجمہ اور تفسیری حواشی ملاحظہ کیے جا سکتے ہیں۔

**ثبوت حاضر ہے**



رَبِّيْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ ﴿١٥﴾ مَنْ يُّصْرَفْ عَنْهُ يَوْمَئِذٍ فَقَدْ رَحِمَهٗ

تو مجھے بڑے دن ۳۹ کے عذاب کا ڈر ہے۔ اُس دن جس سے عذاب پھیر دیا جائے ۴۰ ضرور اس پر اللہ کی مہر (رحمت) ہوئی ؛

وَذٰلِكَ الْفَوْزُ الْمُبِيْنُ ﴿١٦﴾ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ اللّٰهُ بِضُرٍّ فَلَا كَاشِفَ

اور یہی کھلی کامیابی ہے۔ اور اگر تجھے اللہ کوئی برائی ۴۱ پہنچائے تو اس کے سوا اس کا

لَهٗٓ اِلَّا هُوَ ۭ وَاِنْ يَّمْسَسْكَ بِخَيْرٍ فَهُوَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ﴿١٧﴾

کوئی دور کرنے والا نہیں ؛ اور اگر تجھے بھلائی پہنچائے ۴۲ تو وہ سب کچھ کر سکتا ہے۔ ۴۳

وَهُوَ الْقَاهِرُ فَوْقَ عِبَادِهٖ ۭ وَهُوَ الْحَكِيْمُ الْخَبِيْرُ ﴿١٨﴾ قُلْ اَيُّ شَيْءٍ

اور وہی غالب ہے اپنے بندوں پر ؛ اور وہی ہے حکمت والا خبردار۔ تم فرماؤ سب سے بڑی

اَكْبَرُ شَهَادَةً ۭ قُلِ اللّٰهُ ۣ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَبَيْنَكُمْ ۣ وَاُوْحِيَ اِلَيَّ هٰذَا

گواہی کس کی، ۴۴ تم فرماؤ کہ اللہ گواہ ہے مجھ میں اور تم میں۔ ۴۵ اور میری طرف اس قرآن

الْقُرْاٰنُ لِاُنْذِرَكُمْ بِهٖ وَمَنْۢ بَلَغَ ۭ اَىِٕنَّكُمْ لَتَشْهَدُوْنَ اَنَّ مَعَ اللّٰهِ

کی وحی ہوئی ہے کہ میں اس سے تمہیں ڈراؤں ۴۶ اور جن جن کو پہنچے ۴۷ تو کیا تم ۴۸ یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے ساتھ

اٰلِهَةً اُخْرٰى ۭ قُلْ لَّآ اَشْهَدُ ۚ قُلْ اِنَّمَا هُوَ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ وَّاِنَّنِيْ بَرِيْۗءٌ

اور خدا ہیں ! تم فرماؤ کہ میں یہ گواہی ۴۹ نہیں دیتا، ۵۰ تم فرماؤ کہ وہ تو ایک ہی معبود ہے ۵۱ اور میں بیزار ہوں ان

مِّمَّا تُشْرِكُوْنَ ﴿١٩﴾ اَلَّذِيْنَ اٰتَيْنٰهُمُ الْكِتٰبَ يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ

سے جن کو تم شریک ٹھہراتے ہو۔ ۵۲ جن کو ہم نے کتاب دی ۵۳ اس نبی کو پہچانتے ہیں ۵۴ جیسا اپنے بیٹوں کو پہچانتے

۳۹ یعنی روز قیامت ۴۰ اور نجات دی جائے ۴۱ بیماری یا تنگدستی یا اور کوئی بلا۔ ۴۲ مثل صحت و دولت وغیرہ کے۔ ۴۳ قادر مطلق ہے ہر شے پر ذاتی قدرت رکھتا ہے کوئی اس کی مشیت کے خلاف کچھ نہیں کرسکتا تو کوئی اس کے سوا مستحق عبادت کیسے ہوسکتا ہے یہ رد شرک کی دل میں اثر کرنے والی دلیل ہے۔
۴۴ شان نزول: اہل مکہ رسول کریم ﷺ سے کہنے لگے کہ اے محمد (ﷺ) ہمیں کوئی ایسا (بڑا) دکھائیے جو آپ کی رسالت کی گواہی دیتا ہو اس پر یہ آیت کریمہ نازل ہوئی۔ ۴۵ اور اتنی بڑی اور قابل قبول گواہی اور کس کی ہوسکتی ہے۔ ۴۶ یعنی اللہ تعالیٰ میری نبوت کی شہادت دیتا ہے اس لیے کہ اس نے میری طرف اس قرآن کی وحی فرمائی اور یہ ایسا معجزہ ہے کہ تم باوجود فصیح و بلیغ صاحب زبان ہونے کے اس کے مقابلے سے عاجز رہے تو اس کتاب کا مجھ پر نازل ہونا اللہ کی طرف سے میرے رسول ہونے کی شہادت ہے جب یہ قرآن اللہ تعالیٰ کی طرف سے یقینی شہادت ہے اور میری طرف وحی فرمایا گیا تاکہ میں تمہیں ڈراؤں کہ تم حکم الٰہی کی مخالفت نہ کرو ۴۷ یعنی میرے بعد قیامت تک آنے والے جنہیں یہ قرآن پاک پہنچے خواہ وہ انسان ہوں یا جن ان سب کو میں حکم الٰہی کی مخالفت سے ڈراؤں۔ حدیث شریف میں ہے کہ جس شخص کو قرآن پاک پہنچا گویا کہ اس نے نبی ﷺ کو دیکھا اور آپ کا کلام مبارک سنا حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تو رسول کریم ﷺ نے کسریٰ اور قیصر وغیرہ سلاطین کو دعوت اسلام کے مکتوب بھیجے (مدارک و خازن) اس کی تفسیر میں ایک قول یہ بھی ہے مَنْ؟ بَلَغَ میں ''مَنْ'' مرفوع المحل ہے اور معنی یہ ہیں کہ اس قرآن سے میں تم کو ڈراؤں اور وہ ڈرائیں جنہیں یہ قرآن پہنچے ترمذی کی حدیث میں ہے کہ اللہ تروتازہ کرے اس کو جس نے ہمارا کلام سنا اور جیسا سنا ویسا پہنچایا بہت سے پہنچائے ہوئے سننے والے سے زیادہ اہل ہوتے ہیں اور ایک روایت میں ہے سننے والے سے زیادہ افقہ ہوتے ہیں اس سے فقہا کی منزلت معلوم ہوتی ہے ۴۸ اے مشرکین ۴۹ اے حبیب اکرم ﷺ ۵۰ جو گواہی تم دیتے ہو اور اللہ کے ساتھ دوسرے معبود ٹھہراتے ہو۔ ۵۱ اس کا کوئی شریک نہیں ۵۲ مسئلہ: اس آیت سے ثابت ہوا کہ جو شخص اسلام لائے اس کو چاہیے کہ توحید و رسالت کی شہادت کے ساتھ اسلام کے ہر مخالف عقیدہ و دین سے بیزاری کا اظہار کرے ۵۳ یعنی علمائے یہود و نصاریٰ جنہوں نے توریت و انجیل پائی ۵۴ آپ کے حلیہ شریف اور آپ کی نعت و صفت سے جو ان کتابوں میں مذکور ہے

## ثبوت حاضر ہے



اللّٰهُ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝۳ لَهٗ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ ۭ وَهُوَ

اللہ عزت و حکمت والا ہے۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں اور جو کچھ زمین میں ہے! اور وہی

الْعَلِيُّ الْعَظِيْمُ ۝۴ تَكَادُ السَّمٰوٰتُ يَتَفَطَّرْنَ مِنْ فَوْقِهِنَّ وَالْمَلٰۗىِٕكَةُ

بلندی و عظمت والا ہے۔ قریب ہوتا ہے کہ آسمان اپنے اوپر سے شق ہو جائیں ۳؎ اور فرشتے اپنے

يُسَبِّحُوْنَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيَسْتَغْفِرُوْنَ لِمَنْ فِي الْاَرْضِ ۭ اَلَآ اِنَّ

رب کی تعریف کے ساتھ اس کی پاکی بولتے اور زمین والوں کے لیے معافی مانگتے ہیں؛ ۵؎ سن لو! بے شک

اللّٰهَ هُوَ الْغَفُوْرُ الرَّحِيْمُ ۝۵ وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ

اللہ ہی بخشنے والا، مہربان ہے۔ اور جنہوں نے اللہ کے سوا اور والی بنا رکھے ہیں ۶؎

اللّٰهُ حَفِيْظٌ عَلَيْهِمْ ڮ وَمَآ اَنْتَ عَلَيْهِمْ بِوَكِيْلٍ ۝۶ وَكَذٰلِكَ اَوْحَيْنَآ

وہ اللہ کی نگاہ میں ہیں ۷؎ اور تم ان کے ذمہ دار نہیں۔ ۸؎ اور یونہی ہم نے تمہاری

اِلَيْكَ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ

طرف عربی قرآن وحی بھیجا کہ تم ڈراؤ سب شہروں کی اصل مکہ والوں کو اور جتنے اس کے گرد ہیں ۹؎ اور تم ڈراؤ

الْجَمْعِ لَا رَيْبَ فِيْهِ ۭ فَرِيْقٌ فِي الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِي السَّعِيْرِ ۝۷ وَلَوْ

اکٹھے ہونے کے دن سے جس میں کچھ شک نہیں، ۱۰؎ ایک گروہ جنت میں ہے اور ایک گروہ دوزخ میں۔ اور

شَاۗءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَاۗءُ فِيْ

اللہ چاہتا تو ان سب کو ایک دین پر کر دیتا لیکن اللہ اپنی رحمت میں لیتا ہے جسے

۳؎ اللہ تعالیٰ کی عظمت اور اس کے علوِ شان سے۔ ۵؎ یعنی ایمانداروں کے لیے کیونکہ کافر اس لائق نہیں ہیں کہ ملائکہ ان کے لیے استغفار کریں یہ ہو سکتا ہے کہ کافروں کے لیے یہ دعا کریں کہ انہیں ایمان دے کر ان کی مغفرت فرما۔ ۶؎ یعنی بُت جن کو وہ پوجتے اور معبود سمجھتے ہیں۔ ۷؎ ان کے اعمال افعال اس کے سامنے ہیں وہ انہیں بدلہ دے گا۔ ۸؎ تم سے ان کے افعال کا مواخذہ نہ ہوگا۔ ۹؎ یعنی تمام عالم کے لوگ ان سب کو۔ ۱۰؎ یعنی روزِ قیامت سے ڈراؤ جس میں اللہ تعالیٰ اولین و آخرین اور اہلِ آسمان و زمین سب کو جمع فرمائے گا اور اس جمع کے بعد پھر سب متفرق ہوں گے۔ ۱۱؎ اس کو اسلام کی توفیق دیتا ہے۔

منزل ۶

اور جنھوں نے اللہ کی ذات کو چھوڑ کر (مخلوق میں سے) اور لوگوں کو اپنا ولی و والی بنا لیا، اللہ ان پر نظر رکھے ہوئے ہے (یعنی وہ ہر وقت اللہ کی نگاہ (نگرانی) میں ہیں۔ (اللہ ان کو اس کا بدلہ و سزا ضرور دے گا)

اس مضمون کی وضاحت کے لیے دیکھئے اوپر متن و ترجمہ اور تفسیر میں ملاحظہ کریں کہ اللہ کے علاوہ ولی بنانے والوں کا انجام کیسا ہوگا۔

## ثبوت حاضر ہے



رَحْمَتِهٖ ۭ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِيٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۝۸ اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ

چاہے؛ ف۱۱ اور ظالموں کا نہ کوئی دوست نہ مددگار۔ ف۱۲ کیا اللہ کے سوا

دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَاۗءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِيُّ وَهُوَ يُحْيِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰي كُلِّ

اور والی ٹھہرا لیے ہیں، ف۱۳ تو اللہ ہی والی ہے اور وہ مُردے جِلائے (زندہ کرے) گا، اور وہ سب کچھ

شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝۹ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَيْءٍ فَحُكْمُهٗٓ اِلَى اللّٰهِ ۭ ع ۹/۲

کرسکتا ہے۔ ف۱۴ تم جس بات میں ف۱۵ اختلاف کرو تو اس کا فیصلہ اللہ کے سپرد ہے، ف۱۶

ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّيْ عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ڰ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۝۱۰ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ

یہ ہے اللہ میرا رب میں نے اس پر بھروسا کیا اور میں اس کی طرف رجوع لاتا ہوں۔ ف۱۷ آسمانوں اور زمین کا

وَالْاَرْضِ ۭ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّمِنَ الْاَنْعَامِ اَزْوَاجًا ۚ

بنانے والا؛ تمہارے لیے تمہیں میں سے ف۱۸ جوڑے بنائے اور نر و مادہ چوپائے،

يَذْرَؤُكُمْ فِيْهِ ۭ لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ ۚ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْبَصِيْرُ ۝۱۱ لَهٗ

اس سے ف۱۹ تمہاری نسل پھیلاتا ہے؛ اس جیسا کوئی نہیں، اور وہی سنتا دیکھتا ہے۔ اسی کے لیے

مَقَالِيْدُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ يَبْسُطُ الرِّزْقَ لِمَنْ يَّشَاۗءُ وَيَقْدِرُ ۭ

ہیں آسمانوں اور زمین کی کنجیاں، ف۲۰ روزی وسیع کرتا ہے جس کے لیے چاہے اور تنگ فرماتا ہے؛ ف۲۱

اِنَّهٗ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝۱۲ شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا

بے شک وہ سب کچھ جانتا ہے۔ تمہارے لیے دین کی وہ راہ ڈالی جس کا حکم اس نے نوح کو دیا ف۲۲

ف۱۲ یعنی کافروں کو کوئی عذاب سے بچانے والا نہیں ف۱۳ یعنی کفار نے اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر بتوں کو اپنا والی بنالیا ہے یہ باطل ہے۔ ف۱۴ تو اسی کو والی بنانا سزاوار ہے۔ ف۱۵ دین کی باتوں میں سے کفار کے ساتھ۔ ف۱۶ روزِ قیامت تمہارے درمیان فیصلہ فرمائے گا تم ان سے کہو۔ ف۱۷ ہر امر میں۔ ف۱۸ یعنی تمہاری جنس میں سے۔ ف۱۹ یعنی اس تزویج سے (خازن) ف۲۰ مراد یہ ہے کہ آسمان و زمین کے تمام خزانوں کی کنجیاں خواہ مینہ کے خزانے ہوں یا رزق کے ف۲۱ جس کے لیے چاہے وہ مالک ہے رزق کی کنجیاں اس کے دستِ قدرت میں ہیں۔ ف۲۲ نوح علیہ السلام صاحبِ شرع انبیاء میں سب سے پہلے نبی ہیں۔



اللہ تعالیٰ کے علاوہ مخلوق کو ولی بنانے والوں کے متعلق ایک جگہ فرمانِ الٰہی یوں ہے کہ:

کیا اللہ کے علاوہ انھوں نے اور لوگوں کو اپنا ولی (کارساز) بنا لیا ہے (پس یاد رکھو) اللہ ہی ولی (کارساز) ہے۔ وہ (حقیقی ولی ''اللہ'') ہی مردوں کو زندہ کرتا ہے اور وہ تو (ہر چیز پر قادر) سب کچھ کر سکتا ہے۔ مولانا اشرف علی تھانوی صاحب نے بھی یہاں ولی کا ترجمہ ''کارساز'' کیا ہے۔

## ثبوت حاضر ہے

اليه يرد ٢٥ — ١٠٣٥ — الشورىٰ ٤٢

إِنَّهُ بِعِبَادِهِ خَبِيرٌ بَصِيرٌ ﴿٢٧﴾ وَهُوَ الَّذِي يُنَزِّلُ الْغَيْثَ مِنْ بَعْدِ مَا قَنَطُوا

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| إِنَّهُ | بِعِبَادِهِ | خَبِيرٌ | بَصِيرٌ | وَهُوَ | الَّذِي | يُنَزِّلُ | الْغَيْثَ | مِنْ بَعْدِ | مَا قَنَطُوا |
| بیشک وہ | اپنے بندوں سے | باخبر | دیکھنے والا | اور وہی | وہ جو | نازل فرماتا ہے | بارش | بعد | جب وہ مایوس ہو گئے |

بیشک وہ اپنے بندوں (کی ضرورتوں) سے باخبر ہے، دیکھنے والا ہے۔ اور اس کے بعد جب وہ ناامید ہو گئے تو وہی ہے جو بارش نازل فرماتا ہے،

وَيَنْشُرُ رَحْمَتَهُ ۚ وَهُوَ الْوَلِيُّ الْحَمِيدُ ﴿٢٨﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ خَلْقُ السَّمَاوَاتِ

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَيَنْشُرُ | رَحْمَتَهُ | وَهُوَ | الْوَلِيُّ | الْحَمِيدُ | وَمِنْ | آيَاتِهِ | خَلْقُ | السَّمَاوَاتِ |
| اور پھیلاتا ہے | اپنی رحمت | اور وہی | کارساز | ستودہ صفات | اور سے | اس کی نشانیاں | پیدا کرنا | آسمانوں |

٣
اور اپنی رحمت پھیلاتا ہے، اور وہی ہے کارساز، ستودہ صفات۔ اور اس کی نشانیوں میں سے ہے پیدا کرنا آسمانوں کا

ع ١٠
وَالْأَرْضِ وَمَا بَثَّ فِيهِمَا مِنْ دَابَّةٍ ۚ وَهُوَ عَلَىٰ جَمْعِهِمْ إِذَا يَشَاءُ قَدِيرٌ ﴿٢٩﴾

٤

| | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَالْأَرْضِ | وَمَا | بَثَّ | فِيهِمَا | مِنْ دَابَّةٍ | وَهُوَ | عَلَىٰ جَمْعِهِمْ | إِذَا يَشَاءُ | قَدِيرٌ |
| اور زمین | اور جو | اس نے پھیلائے | ان کے درمیان | چوپائے | اور وہ | ان کے جمع کرنے پر | جب وہ چاہے | قدرت رکھنے والا |

اور زمین کا، اور جو اس نے ان کے درمیان چوپائے پھیلائے، اور وہ جب چاہے ان کے جمع کرنے پر قدرت رکھتا ہے۔

وَمَا أَصَابَكُمْ مِنْ مُصِيبَةٍ فَبِمَا كَسَبَتْ أَيْدِيكُمْ وَيَعْفُو عَنْ كَثِيرٍ ﴿٣٠﴾

| | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|
| وَمَا أَصَابَكُمْ | مِنْ مُصِيبَةٍ | فَبِمَا | كَسَبَتْ | أَيْدِيكُمْ | وَيَعْفُو | عَنْ كَثِيرٍ |
| اور جو پہنچی تمہیں | کوئی مصیبت | تو اس کے سبب جو | کمایا | تمہارے ہاتھوں | اور وہ معاف فرما دیتا ہے | بہت سے |

اور تمہیں جو کوئی مصیبت پہنچی تو وہ اس کے سبب (پہنچی) جو تمہارے ہاتھوں نے کمایا (کیا)، اور وہ بہت سے (گناہ) معاف ہی کر دیتا ہے۔

وَمَا أَنْتُمْ بِمُعْجِزِينَ فِي الْأَرْضِ ۖ وَمَا لَكُمْ مِنْ دُونِ اللَّهِ مِنْ وَلِيٍّ وَ

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَمَا | أَنْتُمْ | بِمُعْجِزِينَ | فِي الْأَرْضِ | وَمَا لَكُمْ | مِنْ دُونِ اللَّهِ | مِنْ وَلِيٍّ | وَ |
| اور نہیں | تم | عاجز کرنے والے | زمین میں | اور نہیں تمہارے لئے | اللہ کے سوا | کوئی کارساز | اور |

اور تم زمین میں (اللہ تعالیٰ کو) عاجز کرنے والے نہیں ہو، اور اللہ کے سوا تمہارے لئے نہ کوئی کارساز ہے اور

لَا نَصِيرٍ ﴿٣١﴾ وَمِنْ آيَاتِهِ الْجَوَارِ فِي الْبَحْرِ كَالْأَعْلَامِ ﴿٣٢﴾ إِنْ يَشَأْ يُسْكِنِ الرِّيحَ

| | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|
| لَا نَصِيرٍ | وَمِنْ آيَاتِهِ | الْجَوَارِ | فِي الْبَحْرِ | كَالْأَعْلَامِ | إِنْ يَشَأْ | يُسْكِنِ | الرِّيحَ |
| نہ کوئی مددگار | اور اس کی نشانیوں سے | جہاز | سمندر میں | پہاڑوں جیسے | اگر وہ چاہے | وہ ٹھہرا دے | ہوا |

نہ کوئی مددگار۔ اور اس کی نشانیوں میں سے سمندر میں پہاڑوں جیسے جہاز ہیں۔ اگر وہ چاہے تو ہوا کو ٹھہرا دے

منزل ٦

حافظ نذر احمد کا ترجمہ جو کہ بریلوی، دیوبندی اور اہل حدیث تمام مکاتب فکر کا مشترکہ ترجمہ قرآن ہے، اس میں "ولی" کا ترجمہ "کارساز" کیا گیا ہے۔ یہاں بتایا گیا ہے کہ بارش اللہ ہی برساتا ہے (اور کوئی نہیں) اور وہی ہے مومنوں کا (کارساز) "ولی"...... ثابت ہوا مومنوں کا ولی (کارساز) صرف اللہ کریم ہی ہوتا ہے۔

ثبوت حاضر ہے



قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا لِّتُنْذِرَ اُمَّ الْقُرٰى وَمَنْ حَوْلَهَا وَتُنْذِرَ يَوْمَ الْجَمْعِ لَا رَيْبَ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| قُرْاٰنًا | عَرَبِيًّا | لِّتُنْذِرَ | اُمَّ الْقُرٰى | وَمَنْ | حَوْلَهَا | وَتُنْذِرَ | يَوْمَ الْجَمْعِ | لَا رَيْبَ |
| قرآن | عربی زبان | تاکہ آپ ڈرائیں | امّ القریٰ (اہلِ مکہ) | اور جو | اس کے اردگرد | اور آپ ڈرائیں | جمع ہونے کا دن | نہیں شک |

قرآن عربی زبان میں تاکہ آپ ڈرائیں اہلِ مکہ کو اور انہیں جو اس کے اردگرد ہیں، اور آپ ڈرائیں جمع ہونے کے دن سے کوئی شک نہیں

فِيْهِ ؕ فَرِيْقٌ فِى الْجَنَّةِ وَفَرِيْقٌ فِى السَّعِيْرِ ۞ وَلَوْ شَآءَ اللّٰهُ لَجَعَلَهُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| فِيْهِ | فَرِيْقٌ | فِى الْجَنَّةِ | وَفَرِيْقٌ | فِى السَّعِيْرِ | وَلَوْ | شَآءَ اللّٰهُ | لَجَعَلَهُمْ | اُمَّةً وَّاحِدَةً |
| اس میں | ایک فریق | جنت میں | اور ایک فریق | دوزخ میں | اور اگر | چاہتا اللہ | ضرور بنا دیتا انہیں | ایک امت |

اس میں، ایک فریق جنت میں ہوگا، اور ایک فریق دوزخ میں۔ اور اگر اللہ چاہتا تو ضرور انہیں ایک امت بنا دیتا

وَّلٰكِنْ يُّدْخِلُ مَنْ يَّشَآءُ فِىْ رَحْمَتِهٖ ؕ وَالظّٰلِمُوْنَ مَا لَهُمْ مِّنْ وَّلِىٍّ وَّلَا نَصِيْرٍ ۞

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| وَلٰكِنْ | يُدْخِلُ | مَنْ يَّشَآءُ | فِىْ رَحْمَتِهٖ | وَالظّٰلِمُوْنَ | مَا لَهُمْ | مِنْ | وَلِىٍّ | وَلَا نَصِيْرٍ |
| اور لیکن | وہ داخل کرتا ہے | جسے چاہتا ہے | اپنی رحمت میں | اور ظالم (جمع) | نہیں ان کے لئے | کوئی | کارساز | اور نہ مددگار |

اور لیکن وہ جسے چاہتا ہے اپنی رحمت میں داخل کرتا ہے، اور ظالموں کے لئے نہ کوئی کارساز ہے، اور نہ مددگار۔

اَمِ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖۤ اَوْلِيَآءَ ۚ فَاللّٰهُ هُوَ الْوَلِىُّ وَهُوَ يُحْىِ الْمَوْتٰى ۡ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ

| | | | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| اَمِ | اتَّخَذُوْا | مِنْ دُوْنِهٖ | اَوْلِيَآءَ | فَاللّٰهُ | هُوَ الْوَلِىُّ | وَهُوَ | يُحْىِ | الْمَوْتٰى | وَهُوَ | عَلٰى | كُلِّ |
| کیا | انہوں نے ٹھہرا لئے | اس کے سوا | کارساز (جمع) | پس اللہ | وہی کارساز | اور وہی | زندہ کرتا ہے | مُردوں | اور وہ | پر | ہر |

کیا انہوں نے اللہ کے سوا کارساز ٹھہرا لئے ہیں؟ پس اللہ ہی کارساز ہے، وہی مُردوں کو زندہ کرتا ہے، اور وہی

ع ١ ٢

شَىْءٍ قَدِيْرٌ ۞ وَمَا اخْتَلَفْتُمْ فِيْهِ مِنْ شَىْءٍ فَحُكْمُهٗۤ اِلَى اللّٰهِ ؕ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبِّىْ

| | | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| شَىْءٍ | قَدِيْرٌ | وَمَا | اخْتَلَفْتُمْ | فِيْهِ | مِنْ شَىْءٍ | فَحُكْمُهٗ | اِلَى اللّٰهِ | ذٰلِكُمُ اللّٰهُ | رَبِّىْ |
| چیز | قدرت رکھنے والا | اور جو جس | اختلاف کرتے ہو تم | اس میں | کسی چیز | تو اس کا فیصلہ | طرف ۔ پاس اللہ | وہی ہے اللہ | میرا رب |

ہر چیز پر قدرت رکھنے والا ہے۔ اور جس بات میں تم اختلاف کرتے ہو تو اس کا فیصلہ اللہ کے پاس ہے، وہی ہے اللہ میرا رب

عَلَيْهِ تَوَكَّلْتُ ۖ وَاِلَيْهِ اُنِيْبُ ۞ فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ؕ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ

| | | | | | | | | | |
|---|---|---|---|---|---|---|---|---|---|
| عَلَيْهِ | تَوَكَّلْتُ | وَاِلَيْهِ | اُنِيْبُ | فَاطِرُ السَّمٰوٰتِ | وَالْاَرْضِ | جَعَلَ | لَكُمْ | مِنْ اَنْفُسِكُمْ |
| اس پر | بھروسہ کیا میں نے | اور اس کی طرف | میں رجوع کرتا ہوں | پیدا کرنے والا آسمانوں | اور زمین | اس نے بنائے | تمہارے لئے | تمہاری ذات (جنس) سے |

اس پر میں نے بھروسہ کیا، اور اسی کی طرف میں رجوع کرتا ہوں۔ آسمانوں اور زمین کا پیدا کرنے والا، اس نے تمہاری جنس سے تمہارے لئے بنائے



یہاں بھی تمام مقامات کی طرح لفظ "ولی" کا ترجمہ "کارساز" کیا گیا ہے۔

ثبوت حاضر ہے



مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾ اِنَّ اللّٰهَ لَا يَغْفِرُ اَنْ يُّشْرَكَ بِهٖ وَيَغْفِرُ مَا دُوْنَ ذٰلِكَ

اور کیا ہی بری جگہ پلٹنے کی ۳۰۴ اللہ اسے نہیں بخشتا کہ اس کا کوئی شریک ٹھہرایا جائے اور اس سے نیچے جو کچھ ہے جسے چاہے

لِمَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّشْرِكْ بِاللّٰهِ فَقَدْ ضَلَّ ضَلٰلًا بَعِيْدًا ﴿۱۱۶﴾ اِنْ

معاف فرما دیتا ہے؛ ۳۰۵ اور جو اللہ کا شریک ٹھہرائے وہ دور کی گمراہی میں پڑا یہ

يَّدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖٓ اِلَّآ اِنٰثًا ۚ وَاِنْ يَّدْعُوْنَ اِلَّا شَيْطٰنًا مَّرِيْدًا ﴿۱۱۷﴾

شرک والے اللہ کے سوا نہیں پوجتے مگر کچھ عورتوں کو، ۳۰۶ اور نہیں پوجتے مگر سرکش شیطان کو۔ ۳۰۷

لَّعَنَهُ اللّٰهُ ۘ وَقَالَ لَاَتَّخِذَنَّ مِنْ عِبَادِكَ نَصِيْبًا مَّفْرُوْضًا ﴿۱۱۸﴾

جس پر اللہ نے لعنت کی۔ اور بولا: ۳۰۸ قسم ہے میں ضرور تیرے بندوں میں سے کچھ ٹھہرایا ہوا حصہ لوں گا - ۳۰۹

وَّلَاُضِلَّنَّهُمْ وَلَاُمَنِّيَنَّهُمْ وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُبَتِّكُنَّ اٰذَانَ الْاَنْعَامِ

قسم ہے میں ضرور بہکا دوں گا اور ضرور انہیں آرزوئیں دلاؤں گا ۳۱۰ اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ چوپایوں کے کان چیریں گے ۳۱۱

وَلَاٰمُرَنَّهُمْ فَلَيُغَيِّرُنَّ خَلْقَ اللّٰهِ ۚ وَمَنْ يَّتَّخِذِ الشَّيْطٰنَ وَلِيًّا

اور ضرور انہیں کہوں گا کہ وہ اللہ کی پیدا کی ہوئی چیزیں بدل دیں گے؛ ۳۱۲ اور جو اللہ کو چھوڑ کر شیطان کو دوست

مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ فَقَدْ خَسِرَ خُسْرَانًا مُّبِيْنًا ﴿۱۱۹﴾ يَعِدُهُمْ وَيُمَنِّيْهِمْ ۭ

بنائے وہ صریح ٹوٹے (خسارے) میں پڑا - شیطان انہیں وعدے دیتا ہے اور آرزوئیں دلاتا ہے؛ ۳۱۳

وَمَا يَعِدُهُمُ الشَّيْطٰنُ اِلَّا غُرُوْرًا ﴿۱۲۰﴾ اُولٰٓئِكَ مَاْوٰىهُمْ جَهَنَّمُ ۡ وَلَا

اور شیطان انہیں وعدے نہیں دیتا مگر فریب کے۔ ۳۱۴ ان کا ٹھکانا دوزخ ہے، اس

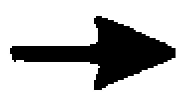
۳۰۴ یہ آیت دلیل ہے اس کی کہ اجماع حجت ہے اس کی مخالفت جائز نہیں جیسے کہ کتاب و سنت کی مخالفت جائز نہیں (مدارک) اور اس سے ثابت ہوا کہ طریق مسلمین ہی صراط مستقیم ہے حدیث شریف میں وارد ہوا کہ جماعت پر اللہ کا ہاتھ ہے ایک اور حدیث میں ہے کہ سواد اعظم یعنی بڑی جماعت کا اتباع کرو جو جماعت مسلمین سے جدا ہوا وہ دوزخی ہے اس سے واضح ہے کہ حق مذہب اہل سنت و جماعت ہے۔ ۳۰۵ شان نزول: حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما کا قول ہے کہ یہ آیت ایک کہن سال اعرابی کے حق میں نازل ہوئی جس نے سید عالم ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا نبی اللہ میں بوڑھا ہوں گناہوں میں غرق ہوں بجز اس کے کہ جب سے میں نے اللہ کو پہچانا اور اس پر ایمان لایا اس وقت سے کبھی میں نے اس کے ساتھ شرک نہ کیا اور اس کے سوا کسی اور کو ولی نہ بنایا اور جرأت کے ساتھ گناہوں میں مبتلا نہ ہوا اور ایک پل بھی میں نے یہ گمان نہ کیا کہ میں اللہ سے بھاگ سکتا ہوں شرمندہ ہوں تائب ہوں مغفرت چاہتا ہوں۔ اللہ کے یہاں میرا کیا حال ہوگا اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ یہ آیت نص صریح ہے اس پر کہ شرک بخشا نہ جائے گا اگر مشرک اپنے شرک پر مرے کیونکہ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ مشرک جو اپنے شرک سے توبہ کرے اور ایمان لائے تو اس کی توبہ و ایمان قبول ہے۔ ۳۰۶ یعنی مؤنث بتوں کو جیسے لات۔ عزیٰ۔ منات وغیرہ یہ سب مؤنث ہیں اور عرب کے ہر قبیلے کا بت تھا جس کی وہ عبادت کرتے تھے اور اس کو اس قبیلہ کی اُنثٰی (عورت) کہتے تھے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی قرأت میں اِلَّا اَوْثَانًا اور حضرت ابن عباس کی قرات میں اِلَّا اُثُنًا آیا ہے اس سے بھی ثابت ہوتا ہے کہ اناث سے مراد بت ہیں ایک قول یہ بھی ہے کہ مشرکین عرب اپنے باطل معبودوں کو خدا کی بیٹیاں کہتے تھے اور ایک قول یہ ہے کہ مشرکین بتوں کو زیور وغیرہ پہنا کر عورتوں کی طرح سجاتے تھے ۳۰۷ کیونکہ اسی کے اغواء سے بت پرستی کرتے ہیں ۳۰۸ شیطان ۳۰۹ انہیں اپنا مطیع بناؤں گا ۳۱۰ طرح طرح کی کبھی عمر طویل کی کبھی لذات دنیا کی کبھی خواہشات باطلہ کی کبھی اور کبھی اور ۳۱۱ چنانچہ انہوں نے ایسا کیا کہ اونٹنی جب پانچ مرتبہ بیاہ چکی تو وہ اس کو چھوڑ دیتے اور اس سے نفع اٹھانا اپنے اوپر حرام کر لیتے اور اس کا دودھ بتوں کے لیے کر لیتے اور اس کو بحیرہ کہتے تھے شیطان نے ان کے دل میں یہ ڈال دیا تھا کہ ایسا کرنا عبادت ہے۔ ۳۱۲ مردوں کا عورتوں کی شکل میں زنانہ لباس پہننا عورتوں کی طرح بات چیت اور حرکات کرنا جسم کو گود کر سرمہ یا سیندور وغیرہ جلد میں پیوست کر کے نقش و نگار بنانا بالوں میں بال جوڑ کر بڑی بڑی جٹیں بنانا بھی اس میں داخل ہے۔ ۳۱۳ اور دل میں طرح

منزل ۱

جس نے اللہ کے علاوہ شیطان کو اپنا ولی (کارساز) بنالیا پس اس نے نقصان اٹھایا (واضح)
نقصان اٹھانا۔ دیکھئے ترجمہ کنز الایمان اور تفسیری فوائد

## ثبوت حاضر ہے





الْأَحَادِيثِ ۚ فَاطِرَ السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ ۟ أَنْتَ وَلِيّٖ فِي الدُّنْيَا
نکالنا سکھایا اے آسمانوں اور زمین کے بنانے والے تو میرا کام بنانے والا ہے دنیا اور
وَالْاٰخِرَةِ ۚ تَوَفَّنِي مُسْلِمًا وَّأَلْحِقْنِي بِالصّٰلِحِينَ ﴿١٠١﴾ ذٰلِكَ مِنْ
آخرت میں مجھے مسلمان اٹھا اور ان سے ملا جو تیرے قرب خاص کے لائق ہیں ۲۲۵ یہ کچھ غیب کی خبریں ہیں
أَنْبَاءِ الْغَيْبِ نُوحِيهِ إِلَيْكَ ۚ وَمَا كُنْتَ لَدَيْهِمْ إِذْ أَجْمَعُوا أَمْرَهُمْ
جو ہم تمہاری طرف وحی کرتے ہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے ۲۲۶ جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا
وَهُمْ يَمْكُرُونَ ﴿١٠٢﴾ وَمَا أَكْثَرُ النَّاسِ وَلَوْ حَرَصْتَ بِمُؤْمِنِينَ ﴿١٠٣﴾
اور وہ داؤں چل رہے تھے ۲۲۷ اور اکثر آدمی تم کتنا ہی چاہو ایمان نہ لائیں گے
ع ۱۱ ۵ وَمَا تَسْأَلُهُمْ عَلَيْهِ مِنْ أَجْرٍ ۚ إِنْ هُوَ إِلَّا ذِكْرٌ لِّلْعٰلَمِينَ ﴿١٠٤﴾ وَكَأَيِّنْ
اور تم اس پر ان سے کچھ اجرت نہیں مانگتے یہ ۲۲۸ تو نہیں مگر سارے جہان کو نصیحت اور کتنی
مِّنْ اٰيَةٍ فِي السَّمٰوٰتِ وَالْأَرْضِ يَمُرُّونَ عَلَيْهَا وَهُمْ عَنْهَا
نشانیاں ہیں ۲۲۹ آسمانوں اور زمین میں کہ اکثر لوگ ان پر گزرتے ہیں ۲۳۰ اور ان سے
مُعْرِضُونَ ﴿١٠٥﴾ وَمَا يُؤْمِنُ أَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ إِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُونَ ﴿١٠٦﴾
بے خبر رہتے ہیں اور ان میں اکثر وہ ہیں کہ اللہ پر یقین نہیں لاتے مگر شرک کرتے ہوئے ۲۳۱
أَفَأَمِنُوا أَنْ تَأْتِيَهُمْ غَاشِيَةٌ مِّنْ عَذَابِ اللّٰهِ أَوْ تَأْتِيَهُمُ السَّاعَةُ
کیا اس سے نڈر ہو بیٹھے کہ اللہ کا عذاب انہیں آکر گھیر لے یا قیامت ان پر اچانک

(بقیہ صفحہ ۴۵۲) (۲۱۹) جب مصر میں داخل ہوئے اور حضرت یوسف اپنے تخت پر جلوہ افروز ہوئے آپ نے اپنے والدین کا اکرام فرمایا (۲۲۰) یعنی والدین اور سب بھائی (۲۲۱) یہ سجدہ تحیت و تواضع کا تھا جو ان کی شریعت میں جائز تھا جیسے کہ ہماری شریعت میں کسی معظم کی تعظیم کے لئے قیام اور مصافحہ اور دست بوسی جائز ہے سجدہ عبادت اللہ تعالیٰ کے سوا اور کسی کے لئے کبھی جائز نہیں ہوا نہ ہوسکتا ہے کیونکہ یہ شرک ہے اور سجدہ تحیت و تعظیم بھی ہماری شریعت میں جائز نہیں (۲۲۲) جو میں نے صغر سنی یعنی بچپن کی حالت میں دیکھا تھا (۲۲۳) اس موقع پر آپ نے کنویں کا ذکر نہ کیا تاکہ بھائیوں کو شرمندگی نہ ہو (۲۲۴) اصحاب تواریخ کا بیان ہے کہ حضرت یعقوب علیہ السلام اپنے فرزند حضرت یوسف علیہ السلام کے پاس مصر میں چوبیس ۲۴ سال بہترین عیش و آرام میں خوشحالی کے ساتھ رہے قریب وفات آپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو وصیت کی کہ آپ کا جنازہ ملک شام میں لے جا کر ارض مقدسہ میں آپ کے والد حضرت اسحٰق علیہ السلام کی قبر شریف کے پاس دفن کیا جائے اس وصیت کی تعمیل کی گئی اور بعد وفات سال کی لکڑی کے تابوت میں آپ کا جسد اطہر شام میں لایا گیا اسی وقت آپ کے بھائی عیص کی وفات ہوئی اور آپ دونوں بھائیوں کی ولادت بھی ساتھ ہوئی تھی اور دفن بھی ایک ہی قبر میں کئے گئے اور دونوں صاحبوں کی عمر ایک سو پینتالیس ۱۴۵ کی سال تھی جب حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد اور چچا کو دفن کر کے مصر کی طرف واپس ہوئے تو آپ نے یہ دعا کی کہ جو اگلی آیت میں مذکور ہے (۲۲۵) یعنی حضرت ابراہیم و حضرت اسحٰق و حضرت یعقوب علیہم السلام انبیاء سب معصوم ہیں حضرت یوسف علیہ السلام کی یہ دعا تعلیم امت کے لئے ہے کہ وہ حسن خاتمہ کی دعا مانگتے رہیں حضرت یوسف علیہ السلام اپنے والد ماجد کے بعد تیئیس سال رہے اس کے بعد آپ کی وفات ہوئی آپ کے مقام دفن میں اہل مصر کے اندر سخت اختلاف واقع ہوا ہر محلہ والے حصول برکت کے لئے اپنے ہی محلہ میں دفن کرنے پر مصر تھے آخر یہ رائے قرار پائی کہ آپ کو دریائے نیل میں دفن کیا جائے تاکہ پانی آپ کی قبر سے چھوتا ہوا گزرے اور اس کی برکت سے تمام اہل مصر فیض یاب ہوں چنانچہ آپ کو سنگ رخام یا سنگ مرمر کے صندوق میں دریائے نیل کے اندر دفن کیا گیا اور آپ وہیں رہے یہاں تک کہ چار سو برس کے بعد حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے آپ کا تابوت شریف نکالا اور آپ کو آپ کے آبائے کرام کے پاس ملک شام میں دفن کیا (۲۲۶) یعنی برادران یوسف علیہ السلام کے (۲۲۷) باوجود اس کے اے سید انبیاء صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم آپ کا ان تمام واقعات کو اس تفصیل سے بیان فرمانا غیبی خبر اور معجزہ ہے (۲۲۸) قرآن شریف (۲۲۹) خالق اور اس



یہاں بھی اللہ تعالیٰ کو ہی اپنا ولی بنانے کا حکم دیا جا رہا ہے اور مولانا احمد رضا نے ولی کا ترجمہ ''کام بنانے والا'' کیا ہے۔ معلوم ہوا مومنوں کا ولی (کارساز، بگڑے کام بنانے والا) اللہ ہی ہے۔

ثبوت حاضر ہے



مَّغْفِرَةً مِّنْهُ وَفَضْلًا ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ ﴿٢٦٨﴾ يُّؤْتِي الْحِكْمَةَ

بخشش اور فضل کا ف۵۶۱ اور اللہ وسعت والا علم والا ہے، اللہ حکمت دیتا ہے ف۵۶۲

مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَنْ يُّؤْتَ الْحِكْمَةَ فَقَدْ اُوْتِيَ خَيْرًا كَثِيْرًا ۗ وَمَا

جسے چاہے۔ اور جسے حکمت ملی اسے بہت بھلائی ملی! اور

يَذَّكَّرُ اِلَّآ اُولُوا الْاَلْبَابِ ﴿٢٦٩﴾ وَمَآ اَنْفَقْتُمْ مِّنْ نَّفَقَةٍ اَوْ نَذَرْتُمْ

نصیحت نہیں مانتے مگر عقل والے - اور تم جو خرچ کرو ف۵۶۳ یا منت مانو ف۵۶۴

مِّنْ نَّذْرٍ فَاِنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُهٗ ۗ وَمَا لِلظّٰلِمِيْنَ مِنْ اَنْصَارٍ ﴿٢٧٠﴾ اِنْ

اللہ کو اس کی خبر ہے، ف۵۶۵ اور ظالموں کا کوئی مددگار نہیں۔ اگر

تُبْدُوا الصَّدَقٰتِ فَنِعِمَّا هِيَ ۚ وَاِنْ تُخْفُوْهَا وَتُؤْتُوْهَا الْفُقَرَآءَ

خیرات علانیہ دو تو وہ کیا ہی اچھی بات ہے، اور اگر چھپا کر فقیروں کو دو

فَهُوَ خَيْرٌ لَّكُمْ ۗ وَيُكَفِّرُ عَنْكُمْ مِّنْ سَيِّاٰتِكُمْ ۗ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ

یہ تمہارے لیے سب سے بہتر ہے؛ ف۵۶۶ اور اس میں تمہارے کچھ گناہ گھٹیں گے؛ اور اللہ کو تمہارے کاموں

خَبِيْرٌ ﴿٢٧١﴾ لَيْسَ عَلَيْكَ هُدٰىهُمْ وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِيْ مَنْ

کی خبر ہے - انہیں راہ دینا تمہارے ذمہ لازم نہیں ف۵۶۷ ہاں اللہ راہ دیتا ہے جسے

يَّشَآءُ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْا مِنْ خَيْرٍ فَلِاَنْفُسِكُمْ ۗ وَمَا تُنْفِقُوْنَ اِلَّا

چاہتا ہے؛ اور تم جو اچھی چیز دو تو تمہارا ہی بھلا ہے؛ ف۵۶۸ اور تمہیں خرچ کرنا مناسب نہیں مگر

بقیہ صفحہ ۸۱ = ویاس کی کیا انتہا ہے یہی حال اس کا ہے جس نے اعمال حسنہ تو کیے ہوں مگر رضائے الٰہی کے لیے نہیں بلکہ ریا کی غرض سے اور اس گمان میں ہو کہ میرے پاس نیکیوں کا ذخیرہ ہے مگر جب شدت حاجت کا وقت یعنی قیامت کا دن آئے تو اللہ تعالیٰ ان اعمال کو نامقبول کر دے اس وقت اس کو کتنا رنج اور کتنی حسرت ہوگی ایک روز حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے صحابہ کرام سے فرمایا کہ آپ کے علم میں یہ آیت کس باب میں نازل ہوئی حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ یہ مثال ہے ایک دولت مند شخص کے لیے جو نیک عمل کرتا ہو پھر شیطان کے اغوا سے گمراہ ہو کر اپنی تمام نیکیوں کو ضائع کر دے (مدارک وخازن) ف۵۶۵ اور سمجھو کہ دنیا فانی اور عاقبت آنی ہے ف۵۶۶ مسئلہ: اس سے کسب کی اباحت اور اموال تجارت میں زکوٰۃ ثابت ہوتی ہے (خازن ومدارک) یہ بھی ہو سکتا ہے کہ آیت صدقہ نافلہ وفرضیہ دونوں کو عام ہو (تفسیر احمدی) ف۵۶۷ خواہ وہ غلے ہوں یا پھل یا معادن وغیرہ ف۵۶۸ شان نزول: بعض لوگ خراب مال صدقہ میں دیتے تھے ان کے حق میں یہ آیت نازل ہوئی مسئلہ: مصدق یعنی صدقہ وصول کرنے والے کو چاہیے کہ وہ متوسط مال لے نہ بالکل خراب نہ سب سے اعلیٰ ف۵۶۹ کہ اگر خرچ کرو گے صدقہ دو گے تو نادار ہو جاؤ گے ف۵۷۰ یعنی بخل کا اور زکوٰۃ وصدقہ نہ دینے کا اس آیت میں یہ لطیفہ ہے کہ شیطان کسی طرح بخل کی خوبی ذہن نشین نہیں کر سکتا اس لیے وہ یہی کرتا ہے کہ خرچ کرنے سے ناداری کا اندیشہ دلا کر روکے آج کل جو لوگ خیرات کو روکنے پر مصر ہیں وہ بھی اسی حیلہ سے کام لیتے ہیں ف۵۷۱ صدقہ دینے پر اور خرچ کرنے پر ف۵۷۲ حکمت سے یا قرآن وحدیث وفقہ کا علم مراد ہے یا تقویٰ یا نبوت (مدارک وخازن) ف۵۷۳ نیکی میں خواہ بدی میں۔ ف۵۷۴ طاعت کی یا گناہ کی نذر عرف میں ہدیہ اور پیشکش کو کہتے ہیں اور شرع میں نذر عبادت اور قربت مقصودہ ہے اسی لیے اگر کسی نے گناہ کرنے کی نذر کی تو وہ صحیح نہیں ہوئی نذر خاص اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے اور یہ جائز ہے کہ اللہ کے لئے نذر کرے اور کسی ولی کے آستانہ کے فقراء کو نذر کے صرف کا محل مقرر کرے مثلاً کسی نے یہ کہا یارب میں نے نذر مانی کہ اگر تو میرا فلاں مقصد پورا کر دے کہ فلاں بیمار کو تندرست کر دے تو میں فلاں ولی کے آستانہ کے فقراء کو کھانا کھلاؤں یا وہاں کے خدام کو روپیہ پیسہ دوں یا ان کی مسجد کے لیے تیل یا بوریا حاضر کروں تو یہ نذر جائز ہے (ردالمحتار) ف۵۷۵ وہ تمہیں اس کا بدلہ دے گا ف۵۷۶ صدقہ خواہ فرض ہو یا نفل جب اخلاص سے اللہ کے لیے دیا جائے اور ریا سے پاک ہو تو خواہ ظاہر کر کے دیں یا چھپا کر دونوں بہتر ہیں مسئلہ: لیکن صدقہ فرض کا ظاہر

منزل ۱

چونکہ مومنوں کا ولی (کارساز) اللہ ہی ہے، اس لیے کسی مشکل سے نکلنے کے لیے نذر بھی اس کی مانی چاہیے نہ کہ مخلوق کی، اس لیے کہ کسی کی نذر ماننا اس کی عبادت ہے اور عبادت صرف اللہ کی ہو سکتی ہے۔

ثبوت حاضر ہے



الْعَذَابُ وَهُمْ ظٰلِمُوْنَ ﴿۱۱۳﴾ فَكُلُوْا مِمَّا رَزَقَكُمُ اللّٰهُ حَلٰلًا طَيِّبًا

عذاب نے پکڑا ؀۲۶۲ اور وہ بے انصاف تھے۔ تو اللہ کی دی ہوئی روزی ؀۲۶۳ حلال پاکیزہ کھاؤ ؀۲۶۴

وَّاشْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ اِنْ كُنْتُمْ اِيَّاهُ تَعْبُدُوْنَ ﴿۱۱۴﴾ اِنَّمَا حَرَّمَ

اور اللہ کی نعمت کا شکر کرو اگر تم اسے پوجتے ہو۔ تم پر تو یہی

عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيْرِ وَمَاۤ اُهِلَّ لِغَيْرِ اللّٰهِ

حرام کیا ہے مردار اور خون اور سور کا گوشت اور وہ جس کے ذبح کرتے وقت غیر خدا کا نام

بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَيْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ ﴿۱۱۵﴾

پکارا گیا، ؀۲۶۵ پھر جو لاچار ہو ؀۲۶۶ نہ خواہش کرتا اور نہ حد سے بڑھتا ؀۲۶۷ تو بے شک اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

وَلَا تَقُوْلُوْا لِمَا تَصِفُ اَلْسِنَتُكُمُ الْكَذِبَ هٰذَا حَلٰلٌ وَّهٰذَا

اور نہ کہو اسے جو تمہاری زبانیں جھوٹ بیان کرتی ہیں یہ حلال ہے اور یہ

حَرَامٌ لِّتَفْتَرُوْا عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ ؕ اِنَّ الَّذِيْنَ يَفْتَرُوْنَ

حرام ہے کہ اللہ پر جھوٹ باندھو ؀۲۶۸ بے شک جو اللہ پر جھوٹ

عَلَى اللّٰهِ الْكَذِبَ لَا يُفْلِحُوْنَ ﴿۱۱۶﴾ مَتَاعٌ قَلِيْلٌ ۪ وَّلَهُمْ عَذَابٌ

باندھتے ہیں ان کا بھلا نہ ہوگا تھوڑا برتنا ہے ؀۲۶۹ اور ان کے لیے درد ناک

اَلِيْمٌ ﴿۱۱۷﴾ وَعَلَى الَّذِيْنَ هَادُوْا حَرَّمْنَا مَا قَصَصْنَا عَلَيْكَ

عذاب ؀۲۷۰ اور خاص یہودیوں پر ہم نے حرام فرمائیں وہ چیزیں جو پہلے تمہیں

؀۲۶۲ بھوک اور خوف کے ؀۲۶۳ جو اس نے سید عالم محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک سے عطا فرمائی ؀۲۶۴ بجائے ان حرام اور خبیث اموال کے جو کھایا کرتے تھے لوٹ غصب اور خبیث مکاسب سے حاصل کئے ہوئے جمہور مفسرین کے نزدیک اس آیت میں مخاطب مسلمان ہیں اور ایک قول مفسرین کا یہ بھی ہے کہ مخاطب مشرکین مکہ ہیں کلبی نے کہا کہ جب اہل مکہ قحط کے سبب بھوک سے پریشان ہوئے اور تکلیف کی برداشت نہ رہی تو ان کے سرداروں نے سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ سے دشمنی تو مرد کرتے ہیں عورتوں اور بچوں کو جو تکلیف پہنچ رہی ہے اس کا خیال فرمایئے اس پر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ ان کے لیے طعام لے جایا جائے اس آیت میں اس کا بیان ہوا ان دونوں قولوں میں اول صحیح تر ہے (خازن) ؀۲۶۵ یعنی اس کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو ؀۲۶۶ اور ان حرام چیزوں میں سے کچھ کھانے پر مجبور ہو ؀۲۶۷ یعنی قدر ضرورت پر صبر کر کے۔ ؀۲۶۸ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنی طرف سے بعض چیزوں کو حلال بعض چیزوں کو حرام کر لیا کرتے تھے اور اس کی نسبت اللہ تعالیٰ کی طرف کر دیا کرتے تھے اس کی ممانعت فرمائی گئی اور اس کو اللہ پر افتراء فرمایا گیا آج کل بھی جو لوگ اپنی طرف سے حلال چیزوں کو حرام بتا دیتے ہیں جیسے میلاد شریف کی شیرینی، فاتحہ، گیارہویں، عرس وغیرہ ایصال ثواب کی چیزیں جن کی حرمت شریعت میں وارد نہیں ہوئی انہیں اس آیت کے حکم سے ڈرنا چاہیے کہ ایسی چیزوں کی نسبت یہ کہہ دینا کہ یہ شرعاً حرام ہیں اللہ تعالیٰ پر افتراء کرنا ہے۔ ؀۲۶۹ اور دنیا کی چند روزہ آسائش ہے جو باقی رہنے والی نہیں۔ ؀۲۷۰ ہے آخرت میں۔

منزل ۳

غیر اللہ کے لیے، یا غیر اللہ کے نام پر جانور ذبح کرنا اس کی عبادت ہے لیکن کنز الایمان میں ترجمہ میں دھاندلی کی گئی اور کہا گیا ہے کہ اس جانور کو بتوں کے نام پر ذبح کیا گیا ہو۔ ذبح خواہ بتوں کے نام پر ہو یا بزرگوں کے نام پر، وہ جب اللہ کے علاوہ کسی ہستی کے لیے ہوگا تو حرام ہوگا۔ اس لیے کہ ذبح کرنا بھی عبادت ہے اور ہر طرح کی عبادت صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے لیے ہوتی ہے۔

ثبوت حاضر ہے



الْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۱۵۲﴾ اِذْ تُصْعِدُوْنَ وَلَا تَلْوٗنَ عَلٰٓى اَحَدٍ وَّالرَّسُوْلُ

کرتا ہے۔ جب تم منہ اٹھائے چلے جاتے تھے اور پیٹھ پھیر کر کسی کو نہ دیکھتے اور دوسری جماعت

يَدْعُوْكُمْ فِىْٓ اُخْرٰىكُمْ فَاَثَابَكُمْ غَمًّاۢ بِغَمٍّ لِّكَيْلَا تَحْزَنُوْا عَلٰى مَا

میں ہمارے رسول تمہیں پکار رہے تھے ؀۲۸۰ تو تمہیں غم کا بدلہ غم دیا ؀۲۸۱ اور معافی اس لیے سنائی کہ جو ہاتھ

فَاتَكُمْ وَلَا مَآ اَصَابَكُمْ ؕ وَاللّٰهُ خَبِيْرٌۢ بِمَا تَعْمَلُوْنَ ﴿۱۵۳﴾ ثُمَّ اَنْزَلَ

سے گیا اور جو افتاد پڑی اس کا رنج نہ کرو؛ اور اللہ کو تمہارے کاموں کی خبر ہے۔ پھر تم پر

عَلَيْكُمْ مِّنْۢ بَعْدِ الْغَمِّ اَمَنَةً نُّعَاسًا يَّغْشٰى طَآئِفَةً مِّنْكُمْ ۙ

غم کے بعد چین کی نیند اتاری ؀۲۸۲ کہ تمہاری ایک جماعت کو گھیرے تھی ؀۲۸۳،

وَطَآئِفَةٌ قَدْ اَهَمَّتْهُمْ اَنْفُسُهُمْ يَظُنُّوْنَ بِاللّٰهِ غَيْرَ الْحَقِّ ظَنَّ

اور ایک گروہ کو ؀۲۸۴ اپنی جان کی پڑی تھی ؀۲۸۵ اللہ پر بے جا گمان کرتے تھے ؀۲۸۶ جاہلیت

الْجَاهِلِيَّةِ ؕ يَقُوْلُوْنَ هَلْ لَّنَا مِنَ الْاَمْرِ مِنْ شَىْءٍ ؕ قُلْ اِنَّ

کے سے گمان؛ کہتے: کیا اس کام میں کچھ ہمارا بھی اختیار ہے تم فرما دو کہ اختیار

الْاَمْرَ كُلَّهٗ لِلّٰهِ ؕ يُخْفُوْنَ فِىْٓ اَنْفُسِهِمْ مَّا لَا يُبْدُوْنَ لَكَ ؕ يَقُوْلُوْنَ

تو سارا اللہ کا ہے؛ ؀۲۸۷ اپنے دلوں میں چھپاتے ہیں ؀۲۸۸ جو تم پر ظاہر نہیں کرتے؛ کہتے ہیں:

لَوْ كَانَ لَنَا مِنَ الْاَمْرِ شَىْءٌ مَّا قُتِلْنَا هٰهُنَا ؕ قُلْ لَّوْ كُنْتُمْ فِىْ

ہمارا کچھ بس ہوتا ؀۲۸۹ تو ہم یہاں نہ مارے جاتے! تم فرما دو کہ اگر تم اپنے

؀۲۸۰ کہ خدا کے بندو میری طرف آؤ۔ ؀۲۸۱ یعنی تم نے جو رسول کریم ﷺ کے حکم کی مخالفت کر کے آپ کو غم پہنچایا تھا اس کے بدلے تم کو ہزیمت کے غم میں مبتلا کیا۔ ؀۲۸۲ جو رعب و خوف دلوں میں تھا اس کو اللہ تعالیٰ نے دور کیا اور امن و راحت کے ساتھ ان پر نیند اتاری یہاں تک کہ مسلمانوں کو غنودگی آ گئی اور نیند نے ان پر غلبہ کیا حضرت ابو طلحہ فرماتے ہیں کہ روز احد نیند ہم پر چھا گئی ہم میدان میں تھے تلوار ہمارے ہاتھ سے چھوٹ جاتی تھی پھر اٹھاتے تھے پھر چھوٹ جاتی تھی۔ ؀۲۸۳ اور وہ جماعت مومنین صادق الایمان کی تھی۔ ؀۲۸۴ جو منافق تھے۔ ؀۲۸۵ اور وہ خوف سے پریشان تھے اللہ تعالیٰ نے وہاں مومنین کو منافقین سے اس طرح ممتاز کیا تھا کہ مومنین پر تو امن و اطمینان کی نیند کا غلبہ تھا اور منافقین خوف و ہراس میں اپنی جانوں کے خوف سے پریشان تھے اور یہ آیت عظیمہ اور معجزہ باہرہ تھا۔ ؀۲۸۶ یعنی منافقین کو یہ گمان ہو رہا تھا کہ اللہ تعالیٰ سید عالم ﷺ کی مدد نہ فرمائے گا یا یہ کہ حضور ﷺ شہید ہو گئے اب آپ کا دین باقی نہ رہے گا۔ ؀۲۸۷ فتح و ظفر قضا و قدر سب اس کے ہاتھ ہے ؀۲۸۸ منافقین اپنا کفر اور وعدہ الٰہی میں اپنا متردد ہونا اور جہاد میں مسلمانوں کے ساتھ چلے آنے پر متاسف ہونا۔ ؀۲۸۹ اور ہمیں کچھ ہوتی تو ہم گھر سے نہ نکلتے مسلمانوں کے ساتھ اہل مکہ سے لڑائی کے لیے نہ آتے اور ہمارے سردار نہ مارے جاتے پہلے مقولہ کا قائل عبداللہ بن ابی بن سلول منافق ہے اور اس مقولہ کا قائل معتب بن قشیر



اللہ کریم نے اپنے نبی سے کہا کہ (اے نبی! کہہ دو کہ کائنات میں) اختیار تو سارے کا سارا اللہ ہی ہے۔

اللہ کے اختیار میں کوئی فرشتہ، ولی، بزرگ وغیرہ شریک نہیں، نہ ہی وہ مخلوق کو فتح و کامرانی سے ہمکنار کر سکتے ہیں اور اسی طرح قضاء و قدر کے اختیار بھی اس اکیلے اللہ کے پاس ہیں، کوئی اسکے علاوہ لیکھوں میں میخیں نہیں مار سکتا۔

# ثبوت حاضر ہے

۱۱۰۷

| آیت | پارہ | سورۃ | آیت نمبر |
|---|---|---|---|
| **اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے** | | | |
| والٰھکم الہ واحد | ۲ | البقرۃ | ۱۶۳ |
| لا الہ الا ھو | ۲ | ″ | ۲۵۵ |
| وما من الہ الا اللہ | ۳ | آل عمران | ۶۲ |
| انما اللہ الہ واحد | ۶ | النساء | ۱۷۱ |
| وما من الہ الا الہ واحد | ۶ | المائدۃ | ۷۳ |
| من الہ غیر اللہ یأتیکم بہ | ۷ | الانعام | ۴۶ |
| ما لکم من الہ غیرہ | ۸ | الاعراف | ۶۵ |
| انما ھو الہ واحد | ۱۳ | ابراھیم | ۵۲ |
| الٰھکم الہ واحد | ۱۴ | النحل | ۲۲ |
| لا تجعل مع اللہ | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۲۲ |
| انما ھو الہ واحد | ۱۴ | النحل | ۵۱ |
| انما الٰھکم الہ واحد | ۱۶ | الکھف | ۱۱۰ |
| انما الٰھکم الہ واحد | ۱۷ | الانبیاء | ۱۰۸ |
| فالٰھکم الہ واحد | ۱۷ | الحج | ۳۴ |
| وما کان معہ من الہ | ۱۸ | المؤمنون | ۹۱ |
| ءالہ مع اللہ | ۲۰ | النمل | ۶۰ |
| من الہ غیر اللہ | ۲۰ | القصص | ۷۱ |
| وما من الہ الا اللہ | ۲۳ | ص | ۶۵ |
| انما الٰھکم الہ واحد | ۲۴ | حم السجدۃ | ۶ |
| وھو الذی فی السماء الہ | ۲۵ | الزخرف | ۸۴ |
| ام لھم الہ غیر اللہ | ۲۷ | الطور | ۴۳ |
| **سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے** | | | |
| ھو الذی خلق لکم | ۱ | البقرۃ | ۲۹ |
| الحمد للہ الذی خلق السموٰت | ۷ | الانعام | ۱۰۲ |
| وخلق کل شیء | ۷ | ″ | ۱۰۲ |
| لا الہ الا ھو خالق کل شیء | ۷ | ″ | ۱۰۲ |
| قل اللہ خالق کل شیء | ۱۳ | الرعد | ۱۶ |
| وھو الذی خلق اللیل | ۱۷ | الانبیاء | ۳۳ |
| ثم خلقنا النطفۃ | ۱۸ | المؤمنون | ۱۴ |
| واللہ خلق کل دابۃ | ۱۸ | النور | ۴۵ |
| خلق کل شیء | ۱۸ | الفرقان | ۲ |
| خلق السموٰت بغیر عمد | ۲۱ | لقمان | ۱۰ |
| ذلکم اللہ ربکم خالق کل شیء | ۲۴ | المؤمن | ۶۲ |
| خلق الانسان | ۲۷ | الرحمٰن | ۳،۴ |
| اقرأ باسم ربک الذی خلق | ۳۰ | العلق | ۱-۲ |
| **ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے** | | | |
| ملک یوم الدین | ۱ | الفاتحہ | ۳ |
| قل اللھم مالک الملک | ۳ | آل عمران | ۲۶ |
| قل فمن یملک لکم | ۲۶ | الفتح | ۱۱ |
| وللہ ملک السموٰت والارض | ۶ | المائدۃ | ۱۷ |
| الا ان للہ ما فی السموٰت | ۱۱ | یونس | ۵۵ |
| الم تعلم ان اللہ | ۶ | المائدۃ | ۴۰ |
| للہ ملک السموٰت | ۷ | ″ | ۱۲۰ |
| ولم یکن لہ شریک فی الملک | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۱۱۱ |
| بیدہ ملکوت کل شیء | ۱۸ | المؤمنون | ۸۸ |
| ذلکم اللہ ربکم | ۲۲ | فاطر | ۱۳ |
| لہ ملک السموٰت والارض | ۲۴ | الزمر | ۴۴ |
| سبحٰن رب السموٰت | ۲۵ | الزخرف | ۸۲ |
| وتبارک الذی لہ ملک السموٰت | ۲۵ | ″ | ۸۵ |
| وللہ ملک السموٰت والارض | ۲۶ | الفتح | ۱۴ |
| ملک الناس | ۳۰ | الناس | ۲ |
| **ہر نفع و نقصان اللہ تعالیٰ ہی کے اختیار میں ہے** | | | |
| فمن یملک لہ من اللہ شیئا | ۶ | المائدۃ | ۴۱ |
| قل لا املک لنفسی نفعا | ۹ | الاعراف | ۱۸۸ |
| قل لا املک لنفسی ضرا | ۱۱ | یونس | ۴۹ |
| وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۱۱ | ″ | ۱۰۷ |
| لھم ما یشاءون عند ربھم | ۲۴ | الزمر | ۳۴ |
| **مصیبت ٹالنا، بیماروں کو شفاء، اکیلے اولاد کو اولاد بالذات اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں دے سکتا** | | | |
| وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۱۱ | یونس | ۱۰۷ |
| وان یمسسک اللہ بضر فلا کاشف لہ | ۷ | الانعام | ۱۷ |
| واذا مس الانسان الضر دعانا | ۱۱ | یونس | ۱۲ |
| فلا یملکون کشف الضر عنکم | ۱۵ | بنی اسرائیل | ۵۶ |
| فکشفنا ما بہ من ضر | ۱۷ | الانبیاء | ۸۴ |
| واذا مرضت فھو یشفین | ۱۹ | الشعراء | ۸۰ |
| ھل ھن کاشفات ضرہ | ۲۴ | الزمر | ۳۸ |
| یھب لمن یشاء اناثا | ۲۵ | الشوریٰ | ۴۹ |
| **اللہ تعالیٰ کے سوا کسی سے دعا نہ مانگی جائے** | | | |
| اغیر اللہ تدعون | ۷ | الانعام | ۴۰/۴۱ |
| وادعوہ مخلصین لہ الدین | ۸ | الاعراف | ۲۹ |
| ولا تدع من دون اللہ | ۱۱ | یونس | ۱۰۶ |
| لہ دعوۃ الحق | ۱۳ | الرعد | ۱۴ |
| فادعوا اللہ | ۲۴ | المؤمن | ۱۴ |
| والذین لا یدعون مع اللہ | ۱۹ | الفرقان | ۶۵ |
| **اللہ تعالیٰ بے قراروں کی دعا قبول کرتا ہے** | | | |
| اجیب دعوۃ الداع | ۲ | البقرۃ | ۱۸۶ |
| امن یجیب المضطر | ۲۰ | النمل | ۶۲ |
| فاذا مس الانسان | ۲۴ | الزمر | ۴۹ |
| **رزق کی کمی بیشی بالذات اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے** | | | |
| واللہ یرزق | ۲ | البقرۃ | ۲۱۲ |
| وکلوا مما رزقکم اللہ | ۷ | المائدۃ | ۸۸ |
| وما من دابۃ | ۱۲ | ھود | ۶ |
| اللہ یبسط الرزق | ۱۳ | الرعد | ۲۶ |
| لیرزقنھم اللہ | ۱۷ | الحج | ۵۸ |
| ان الذین تعبدون من دون اللہ | ۲۰ | العنکبوت | ۱۷ |
| وکاین من دابۃ | ۲۱ | ″ | ۶۰ |
| ھل من خالق | ۲۲ | فاطر | ۳ |
| وینزل لکم من السماء | ۲۴ | المؤمن | ۱۳ |
| ولو بسط اللہ الرزق | ۲۵ | الشوریٰ | ۲۷ |
| ان اللہ ھو الرزاق | ۲۷ | الذٰریٰت | ۵۸ |
| امن ھذا الذی یرزقکم | ۲۹ | الملک | ۲۱ |

دیکھیں کس انداز میں اس حقیقت کو تسلیم کیا جا رہا ہے کہ بندوں کو بچانے والا، بگڑے کام بنانے والا، والی یعنی کارساز با اختیار آقا اور مولا مخلوق (بندوں) کو نہ بناؤ کیونکہ ان صفات کا مالک صرف اور صرف اللہ تعالیٰ ہے اور کوئی نہیں۔ فرمایا: ایسے عقیدہ کا مالک انسان (جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی کو ''کارساز'' سمجھے کافر اور مشرک ہے۔ اس کے لیے ''ولی'' کا لفظ قرآن میں بار بار استعمال ہوا ہے۔

مندرجہ بالا کنز الایمان کی فہرست سے صاف ظاہر ہے

① اللہ تعالیٰ ہی معبود ہے ② سب چیزوں کا خالق اللہ تعالیٰ ہی ہے ③ ہر چیز کا مالک حقیقی اللہ تعالیٰ ہی ہے، اور باقی چیزیں جو اس صفحہ پر لکھی گئی ہیں ان کو بار بار غور سے قرآن میں پڑھیں اور ان کے مطابق اپنا عقیدہ بنائیں۔ یہ توحید ہے توحید کے بغیر قیامت کے دن نجات ناممکن ہے۔

- مخلوق اپنی زندگی میں اپنے اختیارات کے تحت اور جو کچھ اس کے پاس ہو اس کے مطابق دوسروں کو فائدہ یا نقصان پہنچا سکتی ہے فوت ہونے کے بعد اس کے پاس کچھ نہیں رہتا اور اس کا عمل منقطع ہو جاتا ہے اور وہ کچھ نہیں کر سکتے۔ (کنز الایمان ص ۱۱۰۷)

◆ انھوں نے اپنی تفسیر میں لکھا کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو عزت دی اور آپ ﷺ کی عزت اور تکریم کی خاطر آپ ﷺ کو "یا محمد" کہہ کر نہیں خطاب کیا حالانکہ باقی انبیائے کرام علیہم السلام کو نام لے کر خطاب کیا۔ (الأحزاب: ۱، ف۲) اور اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ مومنوں کو چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ کو ادب سے خطاب کریں اور نام لے کر آپ سے خطاب نہیں کرنا چاہیے (الحجرات: ۲، ف۴) لیکن اسی تفسیر میں لکھا ہے کہ جبرئیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ کو "یا محمد" کہہ کر خطاب کیا۔ (المدثر ۱، ف۲) یہ عجیب دو رخی ہے کہ اللہ تعالیٰ تو رسول پاک ﷺ کو "یا محمد" کہنا پسند نہ فرمائیں لیکن جبرئیل "یا محمد" کہہ کر خطاب کرے۔

◆ اس تفسیر میں لکھا ہے کہ آدم علیہ السلام سے لے کر آپ ﷺ تک آپ کے سب آباؤ اجداد مومن ہیں۔ (الشعراء: ۱۲۹، ف ۱۸۳)

لیکن ابن عباس رضی اللہ عنہ نے کہا اگر تجھے عرب کی جہالت معلوم کرنا اچھا لگے تو سورۂ انعام کی ۱۳۰ آیتوں سے زیادہ پڑھ لے۔ وہ لوگ تباہ ہوئے جنھوں نے نادانی سے اپنی اولاد کو مار ڈالا، گمراہ ہیں، راہ پانے والے نہیں، اس آیت تک۔ ❶

اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے کہ عزت دار، عزت دار کا بیٹا، عزت دار کا پوتا اور عزت دار کا پڑپوتا یوسف علیہ السلام پیغمبر تھے جو یعقوب علیہ السلام کے بیٹے اسحاق علیہ السلام کے پوتے اور ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے اور براء نے کہا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں ہوں بیٹا عبدالمطلب کا۔" ❷

اور صحیح بخاری میں روایت ہے کہ ابوطالب نے مرتے وقت کہا کہ عبدالمطلب کے دین پر مر رہا ہوں اور اس وقت رسول اللہ ﷺ وہاں موجود تھے۔ ❸

❶ بخاری، کتاب المناقب، باب قصة زمزم و جهل العرب: ۳۵۲۴

❷ بخاری، کتاب المناقب، باب من انتسب إلى آبائه فی الإسلام والجاهلية، تعليقا، فوق الحديث: ۳۵۲۵۔ نیز دیکھیے: ۳۳۹۰، ۲۸۶۴

❸ بخاری، کتاب الجنائز، باب إذا قال المشرك عند الموت لا إله إلا الله: ۱۳۶۰، ۳۸۸۴

۷ ﴿علیك البلاغ﴾ قرآن مجید میں بار بار اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کے ذمے دین پہنچا دینا ہے اور آپ اپنے یا کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں۔ (دیکھیے احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر البقرۃ: ۲۷۲، ف ۵۷۷۔ المائدۃ: ۹۲، ۹۹، ف ۲۲۲، ۲۲۳، ۲۴۰، التغابن: ۱۱ تا ۱۳، ف ۱۸ تا ۲۱۔ آل عمران: ۱۸ تا ۲۰۔ الرعد: ۳۷ تا ۴۱۔ النحل: ۸۱ تا ۸۳۔ الشوریٰ: ۴۶ تا ۵۳)

تو پھر مندرجہ بالا صورت حال کے باوجود آپ ﷺ اور دوسرے بزرگوں کو پکارنا اور ان کو تصرف کے اختیار کا مالک سمجھنا دورخی نہیں تو اور کیا ہے۔

۸ احمد رضا خاں صاحب کے قرآنی ترجمہ مع تفسیر میں بار بار حدیث کی معتبر کتابوں کا ذکر ہے لیکن ہم نے اپنی اس کتاب میں حدیث کی ان معتبر کتابوں اور فقہ کی کتابوں کے جو حوالے ہر باب میں دیے ہیں ان کا احمد رضا خاں صاحب کے ترجمہ مع تفسیر میں کہیں ذکر تک نہیں، یعنی اپنے عقیدہ کی یکطرفہ ٹریفک چلاتے رہے اور حدیث کی کتابوں اور فقہ کی کتابوں میں جو حوالے ان کے عقیدہ کے خلاف ہیں ان کا ذکر تک نہیں کیا۔ یہ واضح دورخی ہے اور بار بار شرک اور بدعات کی ترغیب بھی دیتے رہے اور حق بھی لکھتے رہے، دونوں کام ساتھ ساتھ چلاتے رہے۔ (دیکھیے ان کا ترجمہ مع تفسیر النساء: ۶۴، ف ۱۷۷۔ النحل: ۱۱۶، ف ۲۶۸۔ مریم: ۹۶، ف ۱۵۶۔ طٰہٰ: ۸۵، ف ۱۲۲۔ البقرہ: ۳، ف ۷۔ آیت ۸، ف ۱۲، بہت اہم۔ آیت ۳۷، ف ۶۷۔ آیت ۵۰، ف ۸۶، آیت ۵۸، ف ۹۶۔ آیت ۶۱، ف ۱۰۶، بہت اہم۔ آیت ۷۸، ف ۱۲۹ بہت اہم۔ آیت ۸۳، ف ۱۳۴ و ف ۱۳۸، بہت اہم۔ آیت ۸۷، ف ۱۴۳ ف ۱۴۷، بہت اہم۔ آیت ۲۴۸، ف ۵۰۴۔ آیت ۲۶۱، ف ۵۴۷۔ النساء: فوائد ۲۰۔ ۲۴۔ ۴۱۵۔ المائدہ: فوائد ۱۵، ۶۶، ۱۹۸، ۲۱۱، ۲۸۲۔ الأنعام: ۵۶، ف ۱۲۴، بہت اہم۔ التوبہ: ۸۹، ف ۲۲۵۔ آیت ۱۰۳، ف ۲۳۸۔ آیت ۱۱۵، ف ۲۷۰، بہت اہم۔ آیت ۱۲۸، ف ۳۰۷)

۹ ان کا بار بار تفسیر میں یہ لکھنا کہ وہ کام نہیں کرنا چاہیے جس کے کرنے سے سنت اٹھ جائے اور اس کے علاوہ جو چاہے کرو، ان کی یہ بات بے معنی ہے کیونکہ جو شخص یا جماعت بدعات پر عمل کرے گی زندگی کے اس موقع کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی مثلاً اگر کوئی مؤذن اذان سے پہلے صلوٰۃ پڑھتا ہے تو اذان سے پہلے صلوٰۃ نہ پڑھنے کی سنت خود بخود ختم ہوجائے گی۔ اگر کوئی جماعت رسم قل، رسم چالیسواں ادا کرتی ہے تو رسول اللہ ﷺ کی سنت کہ آپ نے یہ کام نہیں کیے خود بخود ختم ہوجائے گی۔ اگر کوئی جماعت زیارت

قبور اور قبروں والوں کے لیے دعا کے علاوہ قبر پر کوئی اور کام کرتی ہے جیسے پکی قبر بنانا، قبروں پر پھول چڑھانا، قبروں پر چراغ جلانا، قبروں کو غسل دینا، عرس کرنا، قبر والوں کو پکارنا، وہاں محفل موسیقی منعقد کرنا، وہاں چڑھاوے چڑھانا تو رسول اللہ ﷺ کی یہ کام نہ کرنے کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی۔ اگر کوئی آدمی گیارھویں دیتا ہے تو رسول اللہ ﷺ کی گیارھویں نہ دینے کی سنت خود بخود اٹھ جائے گی۔ کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جو شخص ایسا کام کرے جس کے لیے ہمارا حکم نہ ہو تو وہ مردود ہے۔'' ❶

اللہ تعالیٰ نے فرمایا: ''رسول اللہ ﷺ جو چیز تمھیں دیں اسے پکڑ لو اور جس چیز سے منع کریں اس سے باز رہو۔'' (الحشر: ۷۔ احمد رضا، ف۲۲ تا ۲۴)

⓯ ایک اور مسئلے سے ان لوگوں نے شرک کا دروازہ کھولا ہے، میں بفضل اللہ عزوجل ان کے صحیح معنی کی تحقیق اور غلط سمجھے ہوئے معنی کی تردید کرتا ہوں، تاکہ مسلمان ٹھوکر نہ کھائیں، برادران بھی ذہن کو دوڑائیں اور حق کو قبول فرمانے میں تامل نہ کریں۔ اے رب العالمین! تو اپنی توحید کی طرف ہماری صحیح رہنمائی فرما اور ہم میں سے جو تیرے در سے بھٹک گئے ہیں انھیں پھر اپنے در پر جھکا لے۔ آمین۔ کہتے ہیں قرآن کریم میں ہے: ''وہ جب اپنی جانوں پر ظلم کرتے، اگر تیرے پاس آتے، پھر اللہ سے استغفار کرتے اور رسول ان کے لیے استغفار کرتا تو یہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔'' یہ کہتے ہیں کہ یہ آیت جیسے آپ ﷺ کی حیات میں تھی ایسے ہی اب بھی ہے۔ آپؐ کے روضہ پر جا کر آپ سے کہنا چاہیے کہ آپ ہمارے لیے استغفار کریں وغیرہ۔

لیکن یہ مفہوم صحیح نہیں، کیونکہ (۱) اس آیت میں لفظ "جاؤُوكَ" ہے یعنی وہ تیرے پاس آتے، یہ لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کی حیات کے ساتھ مخصوص ہے، بعد از وفات آپ ﷺ کے پاس کسی کا جانا ممکن ہی نہیں، آپ اس وقت اعلیٰ علیین میں ہیں۔ (۲) دوسرے یہ کہ خود آپ ﷺ کا صحیح فرمان موجود ہے: ((إِذَا مَاتَ ابْنُ آدَمَ انْقَطَعَ عَمَلُهُ)) ❷

❶ بخاری، کتاب البیوع، باب النجش و من قال، بجوز ذلك البیع تعلیقًا قبل الحدیث: ۲۱۴۲، موصولاً: ۲۶۹۷۔ مسلم، کتاب الأقضیة، باب نقض الأحکام الباطلة و رد محدثات الأمور: ۱۸/ ۱۷۱۸

❷ مسلم، کتاب الوصیة، باب ما یلحق الإنسان من الثواب بعد وفاته: ۱۶۳۱

"ہر انسان کا عمل اس کی موت کے ساتھ منقطع ہو جاتا ہے" پس یہ آیت آپ کی حیات کے ساتھ مخصوص تھی۔ (۳) آپ ﷺ کی وفات کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم ہزارہا کی تعداد میں تھے، نئے لوگ اسلام قبول کرتے جاتے تھے لیکن آپ کہیں بھی یہ نہ پائیں گے کہ ان میں سے کوئی بھی روضۂ رسول ﷺ پر آیا اور آپ ﷺ سے استغفار طلب کیا، حالانکہ یہ آیت ان کے سامنے تھی، قرآن میں موجود و مکتوب تھی، جس سے صاف ظاہر ہے کہ اس آیت کو وہ جملہ صاحبان آپؐ کی حیات کے ساتھ مختص مانتے تھے۔ (۴) یہاں تک کہ جب بوقت خلافت فاروقی قحط سالی پڑتی ہے، اس وقت بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین روضۂ رسول ﷺ پر جا کر آپ سے طلب استغفار نہیں کرتے، بلکہ مسنون طریقے کے مطابق جنگل میں جا کر نماز استسقا ادا کرتے ہیں اور سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو آگے کر کے ان سے دعا کراتے ہیں، وہ مسلمانوں کے لیے استغفار کرتے ہیں۔ پس ثابت ہو گیا کہ استغفار رسول ﷺ مخصوص تھا بحیات رسول ﷺ۔ (۵) ہاں یہ اور بات ہے کہ کوئی صاحب اس بات کا دعویٰ کرے کہ ہم آیات قرآنیہ کا مطلب بنسبت صحابہ رضی اللہ عنہم کے زیادہ جانتے ہیں۔ (۶) یا انھوں نے نہ اس آیت کو سمجھا نہ اس پر عمل کیا بلکہ غیر مقلد اور منکر رسول (ﷺ) ہونے کا فتویٰ صحابہ رضی اللہ عنہم پر بھی چسپاں کر دیں۔ حقیقت یہی ہے کہ یہ آیت آپ ﷺ کی زندگی کے لیے تھی، ورنہ صحابہ رضی اللہ عنہم قبر شریف پر آتے، لیکن انھوں نے ایسا نہ کیا بلکہ رسول اللہ ﷺ کے چچا کو آگے کر کے ان سے استغفار کرایا اور خود بھی کیا اور مسلمانوں پر اس آیت کی تفسیر عملی طریقہ سے بھی واضح کر دی۔ فالحمد للہ۔ (۷) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے جہاں اس آیت کی تفسیر اپنے عمل سے کر دکھائی اپنی زبان سے بھی کہہ سنائی۔ چنانچہ صحیح بخاری شریف میں ہے:

«إِنَّ عُمَرَ بْنَ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ كَانَ إِذَا قَحَطُوْا اِسْتَسْقٰى بِالْعَبَّاسِ ابْنِ عَبْدِ الْمُطَّلِبِ فَقَالَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا كُنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِنَبِيِّنَا فَتُسْقِيْنَا وَ إِنَّا نَتَوَسَّلُ إِلَيْكَ بِعَمِّ نَبِيِّنَا فَاسْقِنَا» ❶

یعنی بوقت قحط سالی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عباس بن عبدالمطلب رضی اللہ عنہ سے طلب باراں کراتے اور اپنی دعا میں کہتے کہ "الٰہی! پہلے ہم تجھ سے طلب باراں تیرے نبی ﷺ سے کراتے

❶ بخاری، کتاب الاستسقاء، باب سؤال الناس الإمام الاستسقاء إذا قحطوا: ۱۰۱۰

تھے (اب چونکہ آپ ﷺ وفات فرما چکے اس لیے) ہم اپنے نبی (ﷺ) کے چچا کے ذریعہ تجھ سے طلب باراں کرتے ہیں، پس تو ہم پر بارش برسا۔'' ابن عباس رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر جو دعا کی تھی اس کے الفاظ بھی سن لیجیے :(( اَللّٰهُمَّ لَمْ يُنْزَلْ بَلَاءٌ إِلَّا بِذَنْبٍ وَلَمْ يُكْشَفْ إِلَّا بِتَوْبَةٍ وَهٰذِهِ أَيْدِيْنَا إِلَيْكَ بِالذُّنُوْبِ لَوَاصِيْلَنَا إِلَيْكَ بِالتَّوْبَةِ فَاسْقِنَا الْغَيْثَ )) ❶

''الٰہی! گناہوں کی وجہ سے بلائیں نازل کی جاتی ہیں اور سوائے توبہ کے وہ ہٹائی نہیں جاتیں، اس لیے یہ ہمارے گنہگار ہاتھ تیری رحمتوں اور بخششوں کے طلب کرنے کے لیے تیری طرف اٹھے ہوئے ہیں اور یہ ہیں ہماری خطا کار پیشانیاں جو توبہ طلبی کے لیے تیرے سامنے جھکی ہوئی ہیں، پس تو ہمارے گناہ معاف فرما اور ہم پر اپنی رحمت سے بارشیں برسا۔'' چنانچہ بفضلہ تعالیٰ بارش ہوئی۔

اور (۸) سنیے! بے شک آپ ﷺ کا وجود اقدس امت کے لیے باعث امن تھا، کفار سے خطاب کرتے ہوئے جناب باری ارحم الراحمین فرماتے ہیں :

وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَاَنْتَ فِيْهِمْ ۚ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُوْنَ ۝ (لأنفال : ۸/ ۳۳)

''جب تک آپ (ﷺ) ان میں ہیں اور جب تک ان میں وہ لوگ ہیں جو اللہ سے استغفار کرتے ہیں، اللہ انھیں عذاب نہیں دے گا۔''

پس ان دونوں امن میں سے ایک امن اٹھ گیا، اب ایک باقی ہے، یہ آیت بھی گویا اس آیت کی تفسیر ہے اور صاف بتلا رہی ہے کہ حضور ﷺ کا استغفار کرنا آپ کی حیات تک تھا نہ کہ بعد از ممات بھی۔ اب آپ اعلیٰ علیین میں ہیں، اعمال امت سے بے خبر، استغفار امت سے سبکدوش ہیں۔ صلی اللہ علیٰ روحہ فی الارواح وعلیٰ جسدہ فی الاجساد۔

پھر (۹) کسی کے لیے آپ ﷺ کا اپنے روضہ مطہرہ سے استغفار کرنے کا عقیدہ رکھنا تب ہی صحیح و اسلامی عقیدہ ہو سکتا ہے جب اس پر قرآن، صحیح احادیث اور ثابت اجماع امت سے خیر القرون کے سلف صالحین (یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، ثقہ وصدوق تابعین ومحدثین عظام) کے فہم پر واضح اور ٹھوس دلائل صحیح وحسن سندوں کے ساتھ موجود ہوں جبکہ بکثرت دلائل اس کے خلاف

❶ فتح الباری : ۲/ ۶۴۱

موجود ہیں، جو بتلا رہے ہیں کہ آپ ﷺ فوت ہو چکے ہیں اور آپ ﷺ کی روح اقدس و اطیب جنت (الفردوس) میں ہے (بخاری: ۱۳۸۶) اور جسم اطہر و اقدس مدینہ والی قبر میں ہے۔ (بخاری: ۴۴۶۲۔ ترمذی: ۳۶۱۸ وإسنادہ حسن لذاتہ) نیز بخاری و مسلم کی احادیث میں مقام دفن کو بھی روضۃ من ریاض الجنۃ کہا گیا ہے۔ (بخاری: ۱۱۹۵۔ مسلم: ۱۳۹۰، ۱۳۹۱) جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کا جسد اطہر و اقدس بھی جنت میں ہے۔

حافظ ابن حجر العسقلانی رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"لِأَنَّهُ بَعْدَ مَوْتِهِ وَ إِنْ كَانَ حَيًّا فَهِيَ حَيَاةٌ أُخْرَوِيَّةٌ لاَ تَشْبَهُ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا، وَاللّٰهُ أَعْلَمُ" (فتح الباری: ۷/۳۴۹، تحت ح: ۴۰۴۲)

''بے شک آپ ﷺ اپنی وفات کے بعد اگرچہ زندہ ہیں لیکن یہ اخروی زندگی ہے، دنیاوی زندگی کے مشابہ نہیں ہے۔ واللہ اعلم''

معلوم ہوا کہ نبی کریم ﷺ زندہ ہیں لیکن آپ کی یہ زندگی اخروی و برزخی ہے، دنیاوی نہیں کہ آپ ﷺ امت کے حالات سے واقف ہوں۔

چنانچہ صحیح احادیث میں آتا ہے کہ جب بعض امتیوں کو فرشتے حوض کوثر سے روکیں گے اور آپ ﷺ فرمائیں گے کہ یہ میرے امتی ہیں، انھیں آنے دو تو فرشتے کہیں گے: (( إِنَّكَ لَا تَدْرِيْ مَا أَحْدَثُوْا بَعْدَكَ )) ❶

''آپ (ﷺ) نہیں جانتے کہ آپ (ﷺ) کے بعد ان لوگوں نے کیا کیا بدعتیں ایجاد کر لی تھیں؟''

فرمان باری تعالیٰ ہے:

يَوْمَ يَجْمَعُ اللّٰهُ الرُّسُلَ فَيَقُوْلُ مَاذَآ اُجِبْتُمْ ۭ قَالُوْا لَا عِلْمَ لَنَا ۭ اِنَّكَ اَنْتَ عَلَّامُ الْغُيُوْبِ ﴿۱۰۹﴾ (المائدۃ: ۵/ ۱۰۹)

''(یعنی قیامت والے دن) اللہ تبارک وتعالیٰ رسولوں کو جمع کرے گا اور ان سے پوچھے گا کہ تمھیں تمھاری امتوں کی طرف سے کیا جواب دیا گیا؟ وہ سب کہیں گے کہ الٰہی! ہمیں اس کا کوئی علم نہیں، غیبوں کا جاننے والا تو ہی ہے۔''

❶ بخاری، کتاب الرقاق، باب فی الحوض: ۶۵۸۳، ۶۵۸۴۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب إثبات حوض نبینا ﷺ و صفاته: ۲۳۰۴

اگر نبیوں کو اپنی امت کے اعمال کا علم ہوتا تو پھر نعوذ باللہ ان کا یہ جواب کہ ہمیں کوئی علم نہیں جھوٹا اور غلط ٹھہرتا ہے، انھیں تو برابر علم ہے، امت کے گنہگاران کے پاس آتے ہیں، وہ جانتے ہیں کہ فلاں نے یہ کہا، فلاں نے یوں کہا، پھر کیسے کہتے ہیں کہ ہمیں علم نہیں؟ ثابت ہوا کہ یہ عقیدہ اور یہ قول غلط بلکہ اغلط ہے۔

(۱۰) یہ بھی یاد رہے کہ دراصل یہ آیت منافقوں کے بارے میں ہے، شروع رکوع کی آیت : اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ يَزْعُمُوْنَ سے یہ مضمون شروع ہے، تفسیر کبیر اور تفاسیر اہل سنت وغیرہ میں مرقوم ہے :(( نُزِلَتُ فِي الْمُنَافِقِيْنَ )) یعنی یہ آیتیں منافقوں کے بارے میں اتری ہیں اور (۱۱) خالص اس آیت کی بابت بھی صاف لفظ ہیں : (( اَلَمْ اَدَبَّهُ مَنْ تَقَدَّمَ ذَكَرَهُ مِنَ الْمُنَافِقِيْنَ )) یعنی مراد اس سے وہی منافق ہیں جن کا ذکر اس سے پہلے گزر چکا ہے۔ تو آپ حضرات سچے مسلمانوں کو منافقوں کے حکم میں کیوں گنتے ہیں؟ (۱۲) اس سے ایک آیت پہلے بھی یہی لفظ ہیں، فرمان ہے: ثُمَّ جَآءُوْكَ يَحْلِفُوْنَ [النساء: ٦٢] پھر وہ تیرے پاس آ کر اللہ کی قسمیں کھاتے ہیں کہ ہمارا ارادہ احسان توفیق کا ہی تھا، تو ان سے منہ پھیر لے اور انھیں وعظ و نصیحت کر اور ان کے دلوں میں گھپ جانے والی مؤثر بات ان سے کہہ۔ پس آیت وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ [النساء : ٦٤] کو آپ ﷺ کی قبر شریف پر بھی چسپاں کرنے والو! کیا آپ ﷺ کے وعظ کو آپ ﷺ کے منہ پھیر لینے کو، آپ ﷺ کی مؤثر تلقین کو بھی یہیں تک پہنچاؤ گے، کیا کہو گے کہ اب بھی آپ ﷺ وعظ کرنے میں، منہ موڑنے میں اور مؤثر باتوں کی تلقین کرنے میں مصروف ہیں۔ (( وَ هَلْ يَقُوْلُ هٰذَا اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهُ )) (۱۳) ہاں کیا میں یہ بھی کہہ دوں کہ اگر روضۂ رسول ﷺ پر جا کر آپ ﷺ سے استغفار طلب کرنا لازمی ہے تو وہ کروڑوں مسلمان جنھوں نے مدینہ شریف دیکھا ہی نہیں ان کی نسبت ان مفتی صاحبان کا کیا فتویٰ ہے؟ (۱۴) کسی گنہگار کا صرف اللہ تعالیٰ سے استغفار کر لینا کافی ہے، جیسے کہ قرآن کریم کی بیسیوں آیتوں میں ہے : اِسْتَغْفِرُوْا رَبَّكُمْ ۭ اِنَّهٗ كَانَ غَفَّارًا [نوح : ۱۰] وغیرہ۔ ان منافقین کو جو آپ ﷺ کے پاس حاضر ہو کر استغفار کرنے اور آپ ﷺ سے استغفار طلب کرنے کا حکم ہوا اس کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے آپ ﷺ کا بھی قصور کیا تھا، آپ کے سوا اوروں کی طرف اپنے جھگڑے چکانے کے لیے گئے تھے، آپ کے

حکم اور فیصلے سے رضامند نہ تھے تو ان سے کہا گیا کہ اب اپنی اس روش کی مکافات کرو، آپ کے پاس جاؤ، توبہ کرو، معافی چاہو۔ چنانچہ تفسیر کبیر وغیرہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے انھیں وعظ سنایا، فرمایا: (( فَلْيَقُوْمُوْا وَ يَسْتَغْفِرُوْا اللّٰهَ )) ''یہ لوگ کھڑے ہو جائیں، اللہ سے استغفار کریں۔'' مگر ان منافقوں نے اب بھی سرتابی کی اور نہ کھڑے ہوئے، پس ان کی اس روش نے رسول اللہ ﷺ کو مغموم کیا تھا۔ ان کی روش نے آپ ﷺ کا حق سلب کیا تھا، اس لیے انھیں حکم ہوا کہ خود آپ ﷺ سے عذر خواہی کریں اور آپ ﷺ کو خوش کریں، تا کہ آپ ﷺ خود ہی ان کے لیے استغفار کریں۔ (۱۵) مسلمانوں میں سے کوئی اس بات کا قائل نہیں کہ انسان کا اللہ سے استغفار کرنا کافی نہیں، ہاں! ان منافقوں کے لیے ان کی سرتابی کے بدلے یہ خاص حکم اس حیثیت سے اور اس حیثیت سے کہ اس کا امکان ہی آپ کے وصال کے بعد نہ رہا، مخصوص ہے۔ اب اس سے دلیل پکڑنا ڈوبتے ہوئے کا تنکے کا سہارا لینے سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا۔ اور (۱۶) فرض کرو کہ اسے مان لیا جائے تو یہ خاص ہو گا ذات رسول ﷺ کے ساتھ، لیکن حالت یہ ہے کہ آج کوئی کچا پکا ٹیلا، اونچی نیچی قبر بلکہ کاغذ، ابرک اور بانس بھی نہیں چھوڑے جاتے۔ (۱۷) پھر یہ مخصوص ہو گا صرف طلب استغفار کے لیے لیکن یہاں تو اولاد، روزی، بارش، برکت اور شفا غرض کل کام طلب کیے جاتے ہیں۔ (۱۸) پھر طلب در اصل اللہ سے تھی لیکن یہاں تو براہ راست صاحب قبر سے طلب ہوتی ہے۔ ان وجوہ سے یہ دلیل مطابق دعویٰ اور قول مطابق فعل نہیں۔ (۱۹) مسلمانو! قرآن کی ایک تفسیر اس چودھویں صدی کا کوئی شخص بیان کرے اور قرآن کی ایک تفسیر رسول اللہ ﷺ کے چچا زاد بھائی، آپ ﷺ کے صحابی جن کے لیے آپ ﷺ دعا کریں کہ یا اللہ! اسے اپنی کتاب کا علم سکھا دے، جنھیں آپ ﷺ نے اپنے سینۂ پرنور سے لگا کر علم کتاب اللہ اور تفسیر کلام اللہ سکھائی، وہ بیان کریں، ایمان سے بتلاؤ کہ کس کا بیان معتبر ہو گا اور کس کا بیان غیر معتبر ہو گا؟ چنانچہ ثقہ وصدوق محدث امام عبدالرحمن بن عمرو الاوزاعی (المتوفی ۱۵۷ھ) فرماتے ہیں:

"عَلَيْكَ بِآثَارِ مَنْ سَلَفَ وَ إِنْ رَفَضَكَ النَّاسُ وَ إِيَّاكَ وَ آرَاءَ الرِّجَالِ وَ إِنْ زَخْرَفُوْا لَكَ بِالْقَوْلِ" [1]

[1] کتاب الشریعة للإمام الآجری، ص: ۵۸ ح: ۱۲۷ وإسنادہ صحیح

''اسلاف (سلف صالحین) کے آثار کو لازم پکڑو، اگرچہ لوگ آپ کو چھوڑ دیں اور لوگوں کی (قرآن وسنت، اجماع اور سلف صالحین کے خلاف) آراء (وقیاس زنی) سے بچو، اگرچہ وہ اپنی بات کو ملمع سازی، مرچ مسالا لگا کر ہی کیوں نہ بیان کریں۔''

ثقہ ومتقن محدث امام محمد بن سیرین التابعی (المتوفی ۱۱۰ھ) فرماتے ہیں:

"كَانُوا يَرَوْنَ أَنَّهُ عَلَى الطَّرِيْقِ مَا كَانَ عَلَى الْأَثَرِ" ❶

''اگلے علماء (یعنی صحابہ کرام اور کبار تابعین عظام) یہ سمجھتے تھے کہ جو شخص متبع آثار ہو (یعنی قرآن وسنت اور متفقہ آثار سلف صالحین پر قائم ہو) وہ شخص صراط مستقیم پر گامزن ہے۔''

پس ایک تو آپ کے زمانے کے کوئی صاحب ہیں، وہ تو آپ سے کہتے ہیں کہ اب بھی روضۂ رسول ﷺ پر جا کر طلب استغفار کرو اور ایک وہ بزرگ ہیں جن کا نام نامی اسم گرامی جناب عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما ہے، ان کا فرمان سنیے، فرماتے ہیں:

«كَانَ فِيهِمْ أَمَانَانِ نَبِيُّ اللّٰهِ وَ الْإِسْتِغْفَارُ، فَذَهَبَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَ بَقِيَ الْإِسْتِغْفَارُ» ❷

''اس امت میں دو امن تھے ایک تو نبی ﷺ دوسرا استغفار، پس نبی ﷺ تو تشریف لے گئے (وہ امن تو اٹھ گیا) اب ایک امن باقی ہے اور وہ استغفار ہے۔''

اور سیدنا ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

«كَانَ فِيكُمْ أَمَانَانِ مَضَتْ إِحْدَاهُمَا وَ بَقِيَتِ الْأُخْرٰى، ﴿وَمَا كَانَ اللّٰهُ لِيُعَذِّبَهُمْ وَ أَنْتَ فِيهِمْ وَمَا كَانَ اللّٰهُ مُعَذِّبَهُمْ وَهُمْ يَسْتَغْفِرُونَ﴾» ❸

---

❶ سنن الدارمی: ۱/ ۵۳، ۵۴، ح: ۱۴۲ و إسنادہٗ صحیح

❷ تفسیر الطبری: ۶/ ۲۳۳، ح: ۱۶۰۱۴ و إسنادہ حسن لذاتہ۔ سنن الکبریٰ للبیہقی: ۵/ ۴۵، ۴۶، ح: ۹۰۳۷ و إسنادہٗ حسن لذاتہ۔ شعب الإیمان: ۲/ ۱۸۲، ح: ۱۳۹۱

❸ مستدرک حاکم: ۱/ ۵۴۲، النسخۃ الجدیدۃ: ۱/ ۷۲۶ ح: ۱۹۸۸ و إسنادہٗ صحیح۔ شعب الإیمان للبیہقی: ۱/ ۴۴۲، ح: ۶۵۴ و إسنادہٗ صحیح

''(پہلے) تم میں دو امان نامے تھے، ایک تو گزر چکا ہے یعنی (رسول اللہ ﷺ کی ذات اقدس) اور ایک باقی ہے یعنی توبہ و استغفار کرنا (پھر سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت پڑھی) اللہ تعالیٰ ان کو عذاب نہیں دے گا آپ ﷺ کی موجودگی میں اور نہیں اللہ عذاب دینے والا اس حال میں کہ وہ استغفار کرنے والے ہوں۔''

ممکن ہے کہ بعض حضرات شاید اس سے زیادہ طویل بحث سے اکتا جائیں گے، اس لیے میں اس بحث کو بادل ناخواستہ ختم کرتے ہوئے فریق مخالف کے نام نہاد محقق و مناظر محترم عباس رضوی صاحب سے ایک ایسی دلیل پیش کرتا ہوں جس کے بعد فریق مخالف کو اس مسئلہ میں کوئی کلام باقی نہیں رہنا چاہیے۔ چنانچہ عباس رضوی صاحب ''مصنف ابن ابی شیبہ اور تاریخ وتفسیر طبری سے ایک ضعیف روایت (من اجل سفیان وابی اسحاق وھما مدلسان وقد عنعنا) نقل کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

''سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی یہ روایت بظاہر موقوف ہے، لیکن حکماً مرفوع ہے، کیونکہ یہ اصول ہے کہ صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہوتی ہے۔'' [آپ ﷺ زندہ هیں والله: ص ۳۸۲، ۳۰۵]

سیدنا ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کی روایت کے بارے میں امام حاکم رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

"وَ قَدِ اتَّفَقَا عَلٰی أَنَّ تَفْسِیْرَ الصَّحَابِیِّ حَدِیْثٌ مُسْنَدٌ"

''اور تحقیق امام بخاری اور امام مسلم اس بات پر متفق ہیں کہ صحابی کی تفسیر مسند (مرفوع) حدیث کے حکم میں ہے۔'' (المستدرك : ۱/۵٤۲)

یعنی فریق مخالف کے مناظر و محقق عباس رضوی صاحب کے نزدیک بھی صحابی کی تفسیر مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔ اس سے معلوم ہوا کہ سیدنا ابوہریرہ اور سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہم نے ان آیات کی تفسیر محض اپنے اجتہاد سے نہیں کی تھی بلکہ یہ مرفوع حدیث کے حکم میں ہے۔

پس معلوم ہوا کہ آپ سے طلب استغفار کرنا یہ آپ کی زندگی کے ساتھ مخصوص تھا، جب آپ نہ رہے تو وہ چیز ہی نہ رہی، اب انسان خود اللہ تعالیٰ سے بخشش طلب کریں۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ جناب باری کا وعدہ ہے: (( لَا أَزَالُ أَغْفِرُلَهُمْ مَا

اسۡتَغۡفِرُوۡنِیۡ )) ❶

''جب تک میرے بندے مجھ سے بخشش مانگتے رہیں گے میں بھی انھیں بخشتا رہوں گا۔''

ایک اور حدیث سنیے، رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں :

(( اَلۡعَبۡدُ آمِنٌ مِنۡ عَذَابِ اللّٰهِ عَزَّوَجَلَّ مَا اسۡتَغۡفَرَ اللّٰهَ عَزَّوَجَلَّ ))❷

''بندہ اللہ کے عذاب سے امن میں ہے جب تک وہ اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا ہے۔''

ان جوابات کے بعد غالباً آپ کی تسلی ہوگئی ہوگی۔ اللہ تعالیٰ ہمیں سب کے دروازوں سے ہٹا کر اپنے در پر جھکا لے۔ آمین!!

⓫ منت، نذر اور صدقہ عبادات ہیں۔ (احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر البقرۃ : ٢٧٠، ٢٧١، ف ٥٧٤تا ٥٧٦) لیکن عادت کے مطابق گڑبڑ کے ساتھ۔ (الدھر: ٧، ٨ ف ١٥تا ١٨)

⓬ ایک اور تحریف ملاحظہ فرمائیں قرآن مجید میں ہے ''یعنی تم پر حرام ہے مردار، خون، سور کا گوشت اور وہ جس کو ذبح کرتے وقت غیر اللہ کا نام پکارا جائے۔'' ف ٢٦٥، النحل: ١١٥ اور ف ٢٦٥ میں لکھا ہے یعنی اس کو بتوں کے نام ذبح کیا گیا ہو۔ آپ نے دھاندلی نوٹ فرمائی آیت میں غیر اللہ کے الفاظ وارد ہوئے یعنی اللہ کے علاوہ اور کوئی بھی ہستی لیکن یہاں صرف بتوں کا تذکرہ کیا جا رہا ہے۔ مزید وضاحت کے لیے دیکھیے یہی تفسیر الکوثر (٢، ف ٣۔٤) ان آیات سے ثابت ہوا ذبح مالی عبادت ہے اور عبادت غیر اللہ کی نہیں ہوسکتی، صرف بتوں کی بات نہیں۔ (دیکھیے یہی تفسیر الاعراف : ٥٩، ٦٥، ٧٣، ٨٥۔ ھود: ٥٠، ٦١، ٨٤)

## اللہ تعالیٰ کے ساتھ تین وعدے:

یاد رہے کہ ہر کلمہ گو نے اللہ تعالیٰ سے تین وعدے کیے ہیں:

① اللہ تعالیٰ ہمارا رب (یعنی داتا) ہے۔ (الأعراف : ١٧٢تا ١٧٤)

لیکن اب امت مسلمہ کے کچھ لوگ بہت سے دوسرے بزرگوں کو بھی اپنا داتا مانتے ہیں

❶ مسند أحمد: ٣/ ٢٩، ح: ١١٢٣٧

❷ مسند أحمد: ٦/ ٢٠، ح: ٢٣٩٥٣

یعنی اس وعدے سے پھر چکے ہیں۔ (مزید دیکھیے الأنعام : ۱۶۱ تا ۱۶۵۔ الکھف : ۳۷ تا ۴۴) ہم اس مسئلہ پر توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف کی بحث میں تفصیلی گفتگو کر چکے ہیں۔

۲ دوسرا وعدہ لا الہ الا اللہ کا یعنی اللہ کے سوا کوئی معبود حقیقی نہیں لیکن اب کچھ لوگ غیر اللہ کی عبادت بھی کرتے نظر آتے ہیں یعنی اس وعدے سے بھی پھر گئے۔ غیر اللہ کو پکارتے ہیں حالانکہ پکارنا عبادت ہے۔

۳ تیسرا وعدہ تھا (( سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا )) یعنی ہم نے سنا، ہم نے اطاعت کا وعدہ کیا۔ (البقرۃ : ۲۸۵) لیکن اب آسمانی وحی کی اطاعت سے منحرف نظر آتے ہیں، یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ نے آسمانی وحی کی پیروی کرنے کا حکم دیا، لوگوں نے تقلید اختیار کی۔ اللہ تعالیٰ نے توحید کا حکم دیا، لوگوں نے شرک اختیار کیا۔ اللہ تعالیٰ نے سنت رسول ﷺ کو اختیار کرنے کا حکم دیا، لوگوں نے سنت سے ہٹ کر بدعات اختیار کیں۔ غور و فکر اور اصلاح کی ضرورت ہے، ورنہ خطرہ ہی خطرہ۔ (الاعراف : ۱۰۲) اس سلسلہ میں ایک اور مثال بھی ضروری ہے، جو حسب ذیل ہے:

## قطعی نصوص قرآن اور احناف کی دیدہ دلیری:

قرآن مجید میں ماں کا بچے کو دودھ پلانے کا ذکر تین مقامات پر ہے البقرۃ (۲۳۳)۔ لقمان (۱۴) اور الأحقاف (۱۵) ان آیات مبارکہ سے ثابت ہوتا ہے کہ ماں بچے کو زیادہ سے زیادہ دو سال دودھ پلائے اور حمل کی کم سے کم مدت چھ ماہ ہے، قرآن مجید کی اس قطعی نص کے مقابلے میں ان کی گوہر افشانی ملاحظہ ہو۔

مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی (جس نے احمد رضا صاحب کے قرآنی ترجمہ کی تفسیر لکھی) سورۃ الاحقاف کی آیت (۱۵) کی تفسیر حاشیہ (۳۷) پر لکھتے ہیں کہ مسئلہ اسی آیت سے ثابت ہوتا ہے کہ اقل مدت حمل چھ ماہ، کیونکہ جب دودھ چھڑانے کی مدت دو سال ہوئی (البقرۃ : ۲۳۳) تو حمل کے لیے چھ ماہ باقی رہے۔ یہی قول ہے امام محمد رحمہ اللہ اور امام ابو یوسف رحمہ اللہ کا اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک اس آیت سے رضاعت کی مدت اڑھائی سال ثابت ہوتی ہے۔

اسی طرح ایک اور صاحب فرماتے ہیں : ''امام ابوحنیفہ جو اکثر مدت رضاعت اڑھائی سال بتاتے ہیں ان کے پاس کوئی اور دلیل ہوگی، جمہور کے نزدیک دو سال ہی ہے۔''
(تفسیر عثمانی: ۵۴۸)

یہ سب تقلید کی کار فرمائیاں ہیں، بہرحال ہمیں ان سب معاملات میں (( سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا)) کا رویہ اختیار کرنا چاہیے اور اللہ تعالیٰ کے فرمان جو سورۂ یونس (۶۰) اور سورۂ حم السجدۃ (۴۰) میں ہیں ان کو قطعاً نظر انداز نہیں کرنا چاہیے، ان مقامات پر ایسے لوگوں کے لیے سخت وعید ہے۔ دیکھئے صفحہ ۱۷۶ نمبر ۵۸۔



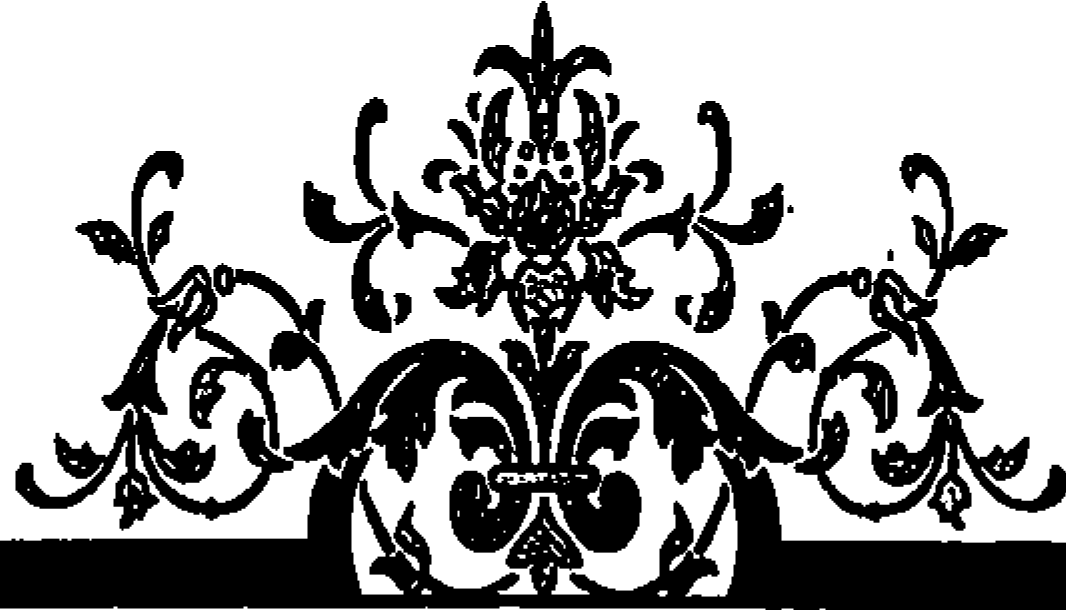
# چند اہم امور کی وضاحت






فصل اول ........... اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ وناپسندیدہ کام
فصل دوم ........... متنازعہ امور پر چند اہم قرآنی فیصلے
فصل سوم ........... موت کا بیان اور قرآنی فیصلے
فصل چہارم.......... چند دیگر امور

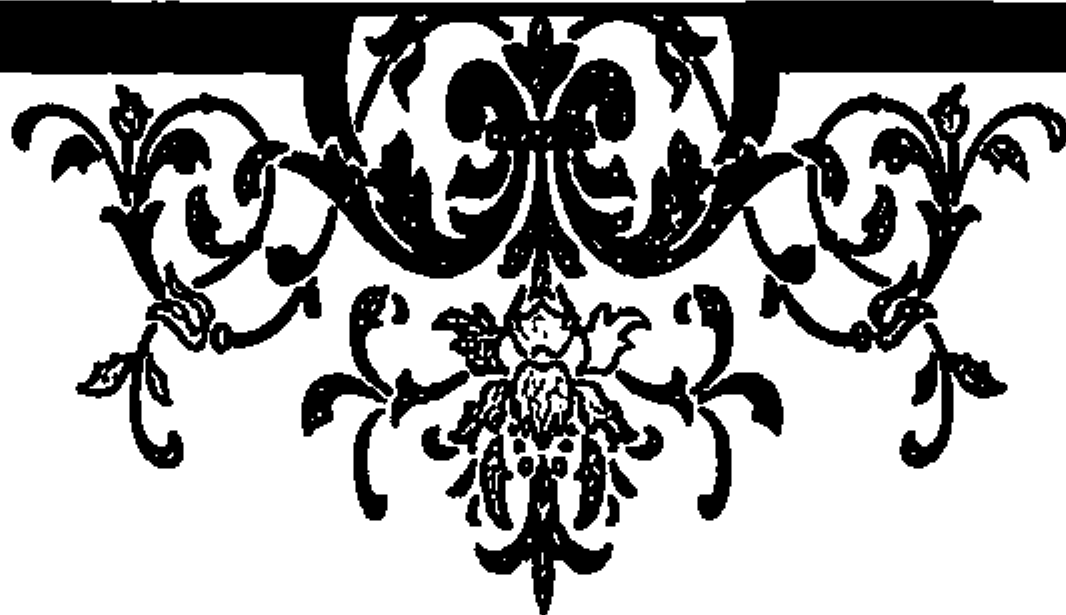




اللہ تعالیٰ دین میں اتحاد کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّ الَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ؕ

''اس نے تمھارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے تمھاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا گیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔''



فصل : ۱

# اللہ تعالیٰ کے ہاں پسندیدہ وناپسندیدہ کام

اللہ تعالیٰ کے ناپسندیدہ کاموں اور پسندیدہ کاموں کے لیے دیکھیے البقرۃ (۶ تا ۲۰، ۱۶۵ تا ۱۶۷، ۲۱۹)، الأنعام (۱۵۱، ۱۵۲)، الأعراف (۳۳)، المدثر (۴۲، ۴۸)، لقمان (۶، ۳۳)، الحاقۃ (۳۳۔ ۴۲ تا ۴۸)، الفجر (۱۷ تا ۲۰) اور سورۃ الماعون مکمل۔ ان کی مکمل فہرست قرآن وحدیث کی روشنی میں درج ذیل ہے:

## ناپسندیدہ کام:

۱۔ اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا۔
۲۔ سحر یعنی جادو۔
۳۔ اللہ نے جو حکم نازل کیا اس کے خلاف فیصلہ کرنا اور شریعت الٰہیہ کے خلاف چلنا۔
۴۔ کافر ومشرک یہودیوں، عیسائیوں اور ملحدوں سے دوستی کرنا اور جو لوگ اللہ کی پرستش کے ساتھ ساتھ نبیوں اور صالحین کی پرستش کر کے شرک کرتے ہیں ان کی ہم نوائی کرنا۔
۵۔ بدفالی اور بدشگونی لینا شرک ہے۔
۶۔ قبر کو سجدہ گاہ بنانا۔
۷۔ ان پر چراغ جلانا۔
۸۔ اللہ کو چھوڑ کر مزاروں کو بت بنا کر انھیں پکڑے رہنا۔
۹۔ ان کے گرد پھیرے لگانا۔
۱۰۔ ان کو چومنا چاٹنا۔
۱۱۔ ان کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا۔
۱۲۔ غیر اللہ کی قسم کھانا۔

۱۳۔ جان بوجھ کر نماز چھوڑ دینا۔
۱۴۔ بلا عذر نماز کو وقت سے ٹال کر پڑھنا۔
۱۵۔ بلا عذر جمعہ کی نماز ترک کر دینا۔
۱۶۔ زکوٰۃ روک لینا۔
۱۷۔ ماہ رمضان میں روزے ترک کرنا۔
۱۸۔ قدرت رکھنے کے باوجود حج نہ کرنا۔
۱۹۔ مقابلہ کے دن دشمن کے سامنے سے راہ فرار اختیار کرنا۔
۲۰۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر نہ کرنا۔
۲۱۔ ترک سنت اور اس پر مصر رہنا۔
۲۲۔ بدعت، ماتم، عرس، میلاد۔
۲۳۔ پیشاب کے وقت پردہ نہ کرنا اور پیشاب کے چھینٹوں سے نہ بچنا۔
۲۴۔ جس شخص کے قتل کو اللہ تعالیٰ نے حرام ٹھہرایا اس کو ناحق قتل کرنا۔
۲۵۔ خودکشی کرنا۔
۲۶۔ قتل کرنا اور اس سے زیادہ بدترین گناہ نسل کشی ہے۔
۲۷۔ زنا کاری اور بدترین زنا کاری اپنے پڑوسی کی بیوی سے زنا کرنا ہے۔
۲۸۔ اغلام بازی۔
۲۹۔ نشہ آور چیزوں کا استعمال، شراب اور جملہ مسکرات کے حرام ہونے کی حکمت۔
۳۰۔ قمار یعنی جوا بازی۔
۳۱۔ ایماندار، بھولی بھالی، پاکدامن عورتوں پر جھوٹی تہمت لگانا۔
۳۲۔ چوری کرنا۔
۳۳۔ جان بوجھ کر جھوٹی قسم کھانا۔
۳۴۔ حرام کھانا۔
۳۵۔ سود خوری۔
۳۶۔ یتیم کا مال کھانا۔
۳۷۔ مزدوری نہ دینا۔

۳۸۔ ورثاء کو ستانا۔

۳۹۔سودا سلف میں دھوکا دہی۔

۴۰۔ ناپ تول اور پیمائش میں کمی کرنا۔

۴۱۔ ظلم وستم کرنا۔

۴۲۔ رشوت کا لین دین کرنا۔

۴۳۔رشوت لینے اور دینے والے کے درمیان دوڑ دھوپ کرنا۔

۴۴۔جھوٹی گواہی دینا۔

۴۵۔والدین کی نافرمانی کرنا۔

۴۶۔والدین کو گالی دینا، والدین کے ساتھ نیکی نہ کرنا۔

۴۷۔ رسول اللہ ﷺ یا آپ کی آل یا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زندگی کی تصویر کشی کرنا، آل رسول ﷺ کی زندگی کا فلمانا یا اسٹیج کرنا۔

۴۸۔ کسی جاندار جیسے انسان ، چرند ، پرند وغیرہ کی تصویر بنانا اورانھیں گھروں یا دکانوں میں لٹکانا۔

۴۹۔ امانت میں خیانت۔

۵۰۔ نقض عہد، لڑائی جھگڑا اور فسق وفجور۔

۵۱۔ بات چیت میں جھوٹ بولنا۔

۵۲۔ غداری اور وعدہ خلافی کرنا۔

۵۳۔ لڑائی جھگڑے میں جھوٹ بولنا۔

۵۴۔ مذاق اور ٹھٹھا کرنا۔

۵۵۔ عیب جوئی کرنا، طعن کرنا، غیبت کرنا۔

۵۶۔ چغل خوری کرنا۔

۵۷۔ غروراور تکبر کرنا۔

۵۸۔ پڑوسی کو ستانا۔

۵۹۔ مسلمان کو گالی دینا۔

۶۰۔ اس کی عزت وآبرو میں دست درازی کرنا۔

۶۱۔ اپنے والدین کو خود تو گالی نہ دینا لیکن اس کا سبب بننا کہ کوئی دوسرا اس کے والدین کو گالی دے۔

۶۲۔ مسلمان کو لعن طعن کرنا۔

۶۳۔ دورخا ہونا۔

۶۴۔ علم کا چھپانا۔

۶۵۔ قطع رحمی کرنا۔

۶۶۔ اپنے ماں باپ یا قبیلہ کے علاوہ کسی اور کی طرف خود کو منسوب کرنا۔

۶۷۔ کافروں کی پیروی کرنا۔

۶۸۔ مردوں کا عورتوں اور عورتوں کا مردوں کی مشابہت اختیار کرنا۔

۶۹۔ عورتوں کا بے پردہ اور بن سنور کر نکلنا۔

۷۰۔ شرعی نکاح کی بجائے زنا اور فحش کاری کا رجحان۔

۷۱۔ خاندانی اور عائلی نظام میں بگاڑ اور طلاق کا عام ہونا۔

۷۲۔ فحش کاری اور شہوت رانی کا پھیل جانا۔

۷۳۔ نوع انسانی کی نسل کشی۔

۷۴۔ بالوں کو جوڑنا۔

۷۵۔ جسموں کو گودنا۔

۷۶۔ دانتوں کو الگ الگ کرنا۔

۷۷۔ حسین بننے کے لیے بھوؤں کو نوچنا۔

۷۸۔ اجنبی عورت کو شہوت کے ساتھ دیکھنا۔

۷۹۔ اجنبیہ کے ساتھ خلوت کرنا، اس کو چھونا۔

۸۰۔ نگاہ نیچی رکھنے کے فوائد اور نظر بازی کے مفاسد۔

۸۱۔ شوہر کے خلاف بیوی کو بھڑکانا۔

## اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام:

اللہ تعالیٰ کے پسندیدہ کام مندرجہ ذیل ہیں، سورۂ بقرہ کی کچھ آیات میں درج ذیل باتوں پر زور دیا گیا ہے:

۱۔ غیب کی باتوں (اللہ تعالیٰ کی ذات، وحی، عذاب قبر اور جملہ امور آخرت ) پر ایمان لانا۔

۲۔ نماز پڑھنا۔

۳۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنا۔

۴۔ وحی پر ایمان لانا۔

۵۔ آخرت پر یقین رکھنا۔

۶۔ اللہ، یوم آخرت، فرشتوں، اللہ کی کتابوں اور نبیوں پر ایمان لانا، وعدہ پورا کرنا۔

۷۔ صبر کرنا۔

۸۔ (( سَمِعْنَا وَ اَطَعْنَا )) ( ہم نے سنا، ہم نے مانا ) کا رویہ اختیار کرنا۔

۹۔ تقویٰ اختیار کرنا۔

۱۰۔ ایمان لانا اور اللہ سے گناہوں کی معافی مانگنا۔

آل عمران کی (۱۵تا۱۸،۱۳۴تا ۱۳۶) آیات میں درج ذیل احکامات کا ذکر ہے:

۱۱۔ صبر کرنا، سچ بولنا، فرماں برداری کرنا اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا اور پچھلی رات کو اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی مانگنا اور اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا۔

۱۲۔ تنگی اور فراخی میں اللہ کی راہ میں خرچ کرنا، غصہ کو پی جانا، لوگوں کو معاف کر دینا، لوگوں پر احسان کرنا، اگر گناہ کر بیٹھے تو استغفار کرنا۔

۱۳۔ صرف اللہ کی عبادت کرنا، شرک نہ کرنا، ماں باپ، رشتہ داروں، یتیموں، ہمسایوں، مسافروں، لونڈیوں اور غلاموں سے اچھا سلوک کرنا۔

۱۴۔ سچی گواہی دینا، خواہ کسی کے بھی خلاف ہو، عدل کرنا۔

۱۵۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی اطاعت کرنا۔

۱۶۔ اللہ سے ڈرنا، اللہ پر توکل کرنا۔

۱۷۔ نیکی کا حکم دینا، برائی سے منع کرنا۔

۱۸۔ اللہ کی راہ میں جہاد کرنا، توبہ کرنا، اللہ کی عبادت کرنا، اللہ کی حمد بیان کرنا، رکوع وسجود کرنا، نیکی کا حکم کرنا، برائی سے منع کرنا، اللہ تعالیٰ کی حدود کی حفاظت کرنا (ایسے لوگوں کے لیے خوشخبری ہے)۔

۱۹۔ اللہ تعالیٰ کی وحی کو حق جاننا، برے حساب سے ڈرنا، اللہ تعالیٰ کا ذکر کرنا، ایمان لانا اور نیک عمل کرنا، اللہ کے سوا کسی کو معبود نہ سمجھنا، اس پر توکل کرنا، اس کے آگے توبہ کرنا۔

اسی طرح مندرجہ ذیل مقامات پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے بیان کردہ اس کے پسندیدہ کاموں کا قرآن مجید سے مطالعہ کرنا چاہیے اور اس کے مطابق عقیدہ رکھنا اور اس کے مطابق عمل کرنا چاہیے۔ ان (حوالہ جات کے لیے دیکھیے سورۃ ابراھیم : ۳۱۔سورۃ النحل :۴۱، ۴۲۔ ۹۱ تا ۱۰۰، ۱۵۱ تا ۱۵۳۔ سورۃ بنی اسرائیل : ۱۷ تا ۴۴۔ سورۃ الشعراء : ۳۰۔ سورۃ المؤمنون : ۱تا۱۱، ۵۷ تا ۶۱۔ سورۃ النور : ۳۷، ۳۸۔ سورۃ الفرقان : ۶۳ تا ۷۶)



فصل : ۲

# متنازعہ امور پر چند اہم قرآنی فیصلے

درج ذیل باتیں انتہائی غور طلب ہیں، ان کو سمجھیں اور ان باطل عقیدوں سے بچیں۔ قرآن نازل ہوتے وقت جو جھگڑے والے امور تھے اور ان کا فیصلہ وحی کے ذریعے کیا گیا، وہ حسب ذیل ہیں:

ا۔شرک:

اہل جاہلیت اللہ تعالیٰ کی عبادت اور اس سے دعا کرتے وقت صالحین کو اس میں شریک کر لیا کرتے تھے، معنی یہ کہ یہ صالحین اللہ کے ہاں ہماری سفارش کریں گے۔ اس شرکیہ عقیدہ کی قرآن کریم یوں وضاحت کرتا ہے:

وَيَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَضُرُّهُمْ وَلَا يَنْفَعُهُمْ وَيَقُوْلُوْنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنْدَ اللّٰهِ (یونس: ۱۰/ ۱۸)

''اور یہ لوگ اللہ (کی توحید) کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کی عبادت کرتے ہیں جو نہ تو ان کو تکلیف پہنچا سکتے ہیں اور نہ نفع پہنچا سکتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس ہمارے سفارشی ہیں۔''

وَالَّذِيْنَ اتَّخَذُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ مَا نَعْبُدُهُمْ اِلَّا لِيُقَرِّبُوْنَآ اِلَى اللّٰهِ زُلْفٰى (الزمر: ۳۹/ ۳)

''اور جن لوگوں نے اس کے سوا اور دوست بنائے ہیں (وہ کہتے ہیں کہ) ہم ان کو اس لیے پوجتے ہیں کہ ہم کو اللہ تعالیٰ کا مقرب بنا دیں۔''

یہی وہ اہم اور عظیم مسئلہ ہے جس میں رسول مکرم ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور اخلاص عمل کا درس دیا یعنی خالص اللہ کو پکارو اور بتایا کہ یہی وہ دین الٰہی ہے جس کی تبلیغ کے لیے اللہ

تعالیٰ نے انبیاء علیہم السلام کو مبعوث فرمایا اور یہ کہ وہ خالص عمل ہی کو شرف قبولیت بخشتا ہے اور آپ نے یہ بھی بتایا کہ جو شخص وہ برے اعمال کرے گا جن کو مشرکین استحسان کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اس کا بہشت میں داخلہ حرام اور اس کا ٹھکانا جہنم ہوگا۔ یہی وہ اہم مسئلہ ہے جس سے مسلمان اور کافر میں فرق ہوتا ہے، یہیں سے محبت اور عداوت کی راہیں الگ ہوتی ہیں اور یہیں سے جہاد کی ابتدا ہوتی ہے، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَقَاتِلُوهُمْ حَتّٰى لَا تَكُونَ فِتْنَةٌ وَّيَكُونَ الدِّيْنُ كُلُّهٗ لِلّٰهِ ۚ (الأنفال: ۸/ ۳۹)

''اور ان لوگوں سے لڑتے رہو یہاں تک کہ فتنہ (یعنی کفر کا فساد) باقی نہ رہے اور دین سب اللہ ہی کا ہو جائے۔''

## ۲۔فرقہ بندی:

دین و دنیا میں اہل جاہلیت کی راہیں الگ الگ تھیں اور وہ اسی کو درست اور صحیح سمجھتے تھے، رب کریم ان کے افتراق کو یوں آشکار کرتا ہے:

كُلُّ حِزْبٍۢ بِمَا لَدَيْهِمْ فَرِحُوْنَ ۝ (المؤمنون: ۲۳/ ۵۳)

''جو چیزیں جس فرقے کے پاس ہیں وہ اسی سے خوش ہو رہا ہے۔''

چنانچہ اللہ تعالیٰ دین میں اتحاد کی تلقین کرتے ہوئے فرماتا ہے:

شَرَعَ لَكُمْ مِّنَ الدِّيْنِ مَا وَصّٰى بِهٖ نُوْحًا وَّالَّذِيْٓ اَوْحَيْنَآ اِلَيْكَ وَمَا وَصَّيْنَا بِهٖٓ اِبْرٰهِيْمَ وَمُوْسٰى وَعِيْسٰٓى اَنْ اَقِيْمُوا الدِّيْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِيْهِ ۭ (الشوریٰ: ۴۲/ ۱۳)

''اس نے تمھارے لیے دین کا وہی راستہ مقرر کیا جس (کے اختیار کرنے) کا نوح کو حکم دیا تھا اور جس کی ہم نے تمھاری طرف وحی بھیجی ہے اور جس کا ابراہیم اور موسیٰ اور عیسیٰ کو حکم دیا گیا تھا (وہ یہ) کہ دین کو قائم رکھنا اور اس میں پھوٹ نہ ڈالنا۔''

اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا لَّسْتَ مِنْهُمْ فِيْ شَيْءٍ ۭ

(الأنعام: ۶/ ۱۵۹)

''ان لوگوں کی طرح نہ ہونا جو متفرق ہو گئے اور احکام دین آنے کے بعد ایک دوسرے سے اختلاف کرنے لگے۔''

دین میں فرقہ بندی کو ختم کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ حکم دیتا ہے:

وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا (آل عمران: ۳/ ۱۰۳)

''اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔''

یہ تبھی ممکن ہے کہ سب فرقے سب کچھ چھوڑ کر صرف قرآن و حدیث کو اختیار کریں۔

## ۳۔ بغاوت:

مشرکین حاکم وقت کی مخالفت اور عدم اطاعت کو اپنے لیے بڑی خوبی اور اطاعت و فرماں برداری کو ذلت و رسوائی سمجھتے تھے لیکن رحمۃ للعالمین ﷺ نے ان کی مخالفت کی اور حکم دیا کہ اگر حاکم وقت ظلم کرے تو بھی صبر کیا جائے اور اطاعت و فرماں برداری کرتے ہوئے اسے نصیحت کی جائے۔ مسند احمد کی صحیح روایت کے مطابق مندرجہ بالا تینوں امور کو رسول اکرم ﷺ نے ایک ہی حدیث میں جمع کر دیا ہے۔ آپ ﷺ ارشاد فرماتے ہیں:

(( اِنَّ اللّٰهَ عَزَّوَّ جَلَّ رَضِيَ لَكُمْ ثَلَاثًا وَ كَرِهَ لَكُمْ ثَلَاثًا، رَضِيَ لَكُمْ أَنْ تَعْبُدُوْهُ وَلَا تُشْرِكُوْا بِهِ شَيْئًا وَ اَنْ تَنْصَحُوْا لِمَنْ وَلَّاهُ اللّٰهُ اَمْرَكُمْ وَ اَنْ تَعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَلَا تَفَرَّقُوْا )) [1]

''بے شک اللہ تعالیٰ نے تمھارے لیے تین چیزوں کو پسند کیا ہے اور تین کو نہ پسند کیا ہے، اس نے تمھارے لیے پسند کیا ہے کہ تم اس کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ اور جسے اللہ تعالیٰ تمھارا حاکم بنائے اسے نصیحت کرو اور تم سب اللہ کی رسی کو مضبوطی سے تھام لو اور فرقوں میں نہ بٹو۔''

مندرجہ بالا تینوں امور سے جب تک لوگ بچتے رہے امن و سکون سے زندگی بسر کرتے رہے اور جب گناہوں میں ملوث ہوئے تو جہاں ان کا دین برباد ہوا وہاں دنیاوی امور میں بھی ترقی کی راہیں بند ہو گئیں۔

## ۴۔ تقلید:

مشرکین نے اپنے مذہب کے کئی ایک اصول بنا رکھے تھے جن میں سر فہرست تقلید تھی، مشرکین عالم کا سب سے بڑا اور اہم قاعدہ اپنے پیش رو صلحاء کی تقلید کرنا تھا، ان کے اسی عقیدۂ

[1] مسند أحمد: ۲/ ۳۶۰

بدکی قرآن کریم یوں وضاحت کرتا ہے:

وَكَذٰلِكَ مَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ فِیْ قَرْيَةٍ مِّنْ نَّذِيْرٍ اِلَّا قَالَ مُتْرَفُوْهَآ ۙ اِنَّا وَجَدْنَآ اٰبَآءَنَا عَلٰٓى اُمَّةٍ وَّاِنَّا عَلٰٓى اٰثٰرِهِمْ مُّقْتَدُوْنَ ﴿۲۳﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۲۳)

''اور اسی طرح ہم نے تم سے پہلے کسی بستی میں کوئی ہدایت کرنے والا نہیں بھیجا مگر وہاں کے خوش حال لوگوں نے کہا کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو ایک راہ پر پایا ہے اور ہم قدم بقدم انھی کے پیچھے چلتے ہیں۔''

وَاِذَا قِيْلَ لَهُمُ اتَّبِعُوْا مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ قَالُوْا بَلْ نَتَّبِعُ مَا وَجَدْنَا عَلَيْهِ اٰبَآءَنَا ۭ اَوَلَوْ كَانَ الشَّيْطٰنُ يَدْعُوْهُمْ اِلٰى عَذَابِ السَّعِيْرِ ﴿۲۱﴾

(لقمان: ۳۱/ ۲۱)

''اور جب ان سے کہا جاتا کہ جو (کتاب) اللہ نے نازل فرمائی ہے اس کی پیروی کرو۔ تو کہتے ہیں کہ ہم تو اس کی پیروی کریں گے جس پر اپنے باپ دادا کو پایا۔ بھلا اگر چہ شیطان ان کو دوزخ کے عذاب کی طرف بلاتا ہو (تب بھی!)۔''

رب کریم ترک تقلید پر ان کو یوں متنبہ فرماتا ہے:

قُلْ اِنَّمَآ اَعِظُكُمْ بِوَاحِدَةٍ ۚ اَنْ تَقُوْمُوْا لِلّٰهِ مَثْنٰى وَفُرَادٰى ثُمَّ تَتَفَكَّرُوْا ۣ مَا بِصَاحِبِكُمْ مِّنْ جِنَّةٍ ۭ (سبا: ۳۴/ ۴۶)

''کہہ دو کہ میں تمھیں صرف ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں کہ تم اللہ کے لیے دو دو اور اکیلے اکیلے کھڑے ہو جاؤ پھر غور کرو، تمھارے رفیق کو جنون نہیں ہے۔''

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ ۭ قَلِيْلًا مَّا تَذَكَّرُوْنَ ﴿۳﴾ (الأعراف: ۷/ ۳)

''لوگو! (جو کتاب) تم پر تمھارے پروردگار کی طرف سے نازل ہوئی ہے اس کی پیروی کرو اور اس کے سوا اور رفیقوں کی پیروی نہ کرو اور تم کم ہی نصیحت قبول کرتے ہو۔''

### ۵۔ جمہوریت کا بت:

مشرکین کا ایک اہم اصول یہ بھی تھا کہ وہ اپنی کثرت پر نازاں تھے، کسی چیز کے صحیح یا غلط ہونے کو وہ قلت وکثرت کے ترازو میں تولا کرتے تھے، حالانکہ کسی بات کا فیصلہ دلائل سے ہوتا ہے، لوگوں کی کثرت سے نہیں۔ رب کریم نے قرآن مجید میں کئی مقامات پر اس معیار کو غلط اور بے ہودہ قرار دیا ہے۔ اس سلسلہ میں ایک علیحدہ بحث اسی کتاب میں آرہی ہے۔

### ۶۔ آباؤ اجداد کی تقلید:

اہل جاہلیت اپنے آباؤ اجداد کے طرز زندگی کو بطور حجت پیش کیا کرتے تھے۔ رب کریم ان کے اس عقیدہ کو یوں بیان کرتا ہے:

قَالَ فَمَا بَالُ الْقُرُوْنِ الْاُوْلٰى ۝ (طٰہٰ: ۲۰/ ۵۱)

''اچھا تو پہلے لوگوں کا کیا حال ہوا۔''

مَّا سَمِعْنَا بِهٰذَا فِيْٓ اٰبَآىِٕنَا الْاَوَّلِيْنَ ۝ (المؤمنون: ۲۳/ ۲۴)

''ہم نے اپنے اگلے باپ دادا میں تو یہ بات کبھی نہیں سنی تھی۔''

### ۷۔ ملوک اور صاحب ثروت:

مشرکین اپنے حق میں ان افراد کو بھی بطور استدلال پیش کیا کرتے تھے جنھیں ذہنی اور علمی صلاحیتیں دی گئی تھیں اور ان لوگوں کو بھی اپنا پیشوا سمجھتے تھے جو یا تو بادشاہ تھے یا جن کے پاس مال و دولت کی فراوانی تھی اور عیش وعشرت کی زندگی بسر کرتے تھے۔ رب ذوالجلال ارشاد فرماتا ہے:

وَلَقَدْ مَكَّنّٰهُمْ فِيْمَآ اِنْ مَّكَّنّٰكُمْ فِيْهِ (الأحقاف: ۴۶/ ۲۶)

''اور ہم نے ان کو ایسے مقدور دیے تھے جو تم لوگوں کو نہیں دیے۔''

وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا ۚ فَلَمَّا جَاۗءَھُمْ مَّا عَرَفُوْا كَفَرُوْا بِهٖ ۡ فَلَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَي الْكٰفِرِيْنَ ۝ (البقرہ: ۲/ ۸۹)

''اور پہلے (ہمیشہ) کافروں پر فتح مانگا کرتے تھے تو جس چیز کو وہ خوب پہچانتے تھے جب ان کے پاس آپہنچی تو اس سے کافر ہوگئے، پس کافروں پر اللہ کی لعنت۔''

يَعْرِفُوْنَهٗ كَمَا يَعْرِفُوْنَ اَبْنَآءَهُمْ (البقرۃ: ۲/ ۱۴۶)

''وہ اسے (رسول کو) اس طرح پہچانتے ہیں جس طرح اپنے بیٹوں کو پہچانتے ہیں۔''

## ۸۔غرباء ومساکین سے بے التفاتی:

مشرکین کی یہ بھی ایک عادت بد تھی کہ وہ کسی چیز کے غلط ہونے کے لیے یہ کہتے کہ اس کو تسلیم کرنے والے کمزور اور غریب لوگ ہیں۔قرآن کریم نے ان کی اس عادت بد سے یوں پردہ اٹھایا ہے:

قَالُوْٓا اَنُؤْمِنُ لَكَ وَاتَّبَعَكَ الْاَرْذَلُوْنَ ﴿۱۱۱﴾ (الشعراء: ۲۶/ ۱۱۱)

''وہ بولے کہ کیا ہم تم کو مان لیں اور تمھارے پیروکار تو رذیل لوگ ہوئے ہیں۔''

اَهٰٓؤُلَآءِ مَنَّ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنْۢ بَيْنِنَا (الأنعام: ۶/ ۵۳)

''کیا یہی لوگ ہیں جن پر اللہ نے ہم میں سے فضل کیا ہے۔''

اللہ کریم اس عادت بد کی تردید فرماتا ہے:

اَلَيْسَ اللّٰهُ بِاَعْلَمَ بِالشّٰكِرِيْنَ ﴿۵۳﴾ (الأنعام: ۶/ ۵۳)

''بھلا اللہ شکر کرنے والوں سے واقف نہیں۔''

## ۹۔علمائے سوء کی قیادت:

اہل جاہلیت اور مشرکین فاسق وفاجر اور علمائے سوء کو اپنا رہبر سمجھا کرتے تھے، چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی یوں رہنمائی فرمائی:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِنَّ كَثِيْرًا مِّنَ الْاَحْبَارِ وَالرُّهْبَانِ لَيَاْكُلُوْنَ اَمْوَالَ النَّاسِ بِالْبَاطِلِ وَيَصُدُّوْنَ عَنْ سَبِيْلِ اللّٰهِ (التوبۃ: ۹/ ۳۴)

''مومنو! بہت سے عالم اور مشائخ لوگوں کا مال ناحق کھاتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔''

مشرکین کو ڈانٹ پلاتے ہوئے فرمایا:

لَا تَغْلُوْا فِيْ دِيْنِكُمْ غَيْرَ الْحَقِّ وَلَا تَتَّبِعُوْٓا اَهْوَآءَ قَوْمٍ قَدْ

ضَلُّوۡا مِنۡ قَبۡلُ وَ اَضَلُّوۡا كَثِيۡرًا وَّضَلُّوۡا عَنۡ سَوَآءِ السَّبِيۡلِ ﴿۷۷﴾
(المائدۃ: ۵/ ۷۷)

"کہو کہ اے اہل کتاب! اپنے دین میں ناحق مبالغہ نہ کرو اور ایسے لوگوں کی خواہشوں کے پیچھے نہ چلو جو (خود) پہلے گمراہ ہوئے اور اکثروں کو بھی گمراہ کر گئے اور سیدھے راستے سے بھٹک گئے۔"

## ۱۰۔ قلت فہم:

مشرکین دین حق کو اس لیے بھی تسلیم نہ کرتے کہ ان کے نزدیک اس کو ان لوگوں نے مانا ہے جو فہم وفراست سے عاری اور قوت حافظہ سے محروم ہیں۔ قرآن کریم ان کی اس کج روی کو یوں واضح کرتا ہے:

اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ ۚ اَرَاذِلُنَا بَادِیَ الرَّاۡیِ ۚ وَمَا نَرٰی (ہود: ۱۱/ ۲۷)

"اور ہم یہ بھی دیکھتے ہیں کہ تمھارے پیروکار وہی لوگ ہوئے ہیں جو ہم میں ادنیٰ درجے کے ہیں اور وہ بھی رائے ظاہر سے۔"

## ۱۱۔ قیاس فاسد:

مشرکین کے ہاں غلط قیاس سے استدلال کا عام رواج تھا، جیسے:

اِنۡ اَنۡتُمۡ اِلَّا بَشَرٌ مِّثۡلُنَا ؕ (إبراهيم: ۱۴/ ۱۰)

"تم تو ہمارے ہی جیسے آدمی ہو۔"

## ۱۲۔ قیاس صحیح سے انکار کرنا:

قیاس صحیح سے انکار کرنا بھی مشرکین کی عادت تھی، قیاس فاسد سے استدلال اور قیاس صحیح سے انکار کی وجہ یہ تھی کہ انھوں نے دونوں میں وجہ امتیاز کو نہ سمجھا۔

## ۱۳۔ غلو:

اہل جاہلیت کا اپنے علماء اور صالحین امت کی تعظیم وتکریم میں مبالغہ اور ان کی شان میں غلو کرنا عام شیوہ تھا۔ رب کریم نے مبالغہ آرائی سے یوں روکا:

یٰۤاَهۡلَ الۡكِتٰبِ لَا تَغۡلُوۡا فِیۡ دِیۡنِكُمۡ وَلَا تَقُوۡلُوۡا عَلَى اللّٰهِ اِلَّا الۡحَقَّ ؕ
(النساء: ۴/ ۱۷۱)

''اے اہل کتاب! اپنے دین میں حد سے نہ بڑھو اور اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق کے سوا کچھ بھی نہ کہو۔''

### ۱۴۔ نفی و اثبات:

مشرکین کے مندرجہ بالا نمبر (۱۳) میں افعال بد کی بنیاد ایک اصول پر مبنی تھی اور وہ تھا نفی و اثبات یعنی اللہ کی نازل کردہ ہدایات سے اعراض کرنا اور اپنے ظن وتخمین کی پیروی۔

### ۱۵۔ ہٹ دھرمی:

مشرکین کی خوئے بد ایک یہ بھی تھی کہ وہ احکام الٰہیہ کو یہ کہہ کر مسترد کر دیتے تھے کہ یہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہیں، جیسے:

وَقَالُوْا قُلُوْبُنَا غُلْفٌ (البقرة: ۲/ ۸۸)

''اور کہتے کہ ہمارے دل پردے میں ہیں۔''

يٰشُعَيْبُ مَا نَفْقَهُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَقُوْلُ (هود: ۱۱/ ۹۱)

''اے شعیب! تمھاری بہت سی باتیں ہماری سمجھ میں نہیں آتیں۔''

اللہ تعالیٰ نے ان کو جھوٹا قرار دیا اور فرمایا کہ ان کی یہ ہٹ دھرمی ان کے کفر اور ان کے دلوں پر مہر لگ جانے کی وجہ سے تھی۔

### ۱۶۔ کتب سماوی کے بدلے کتب جادو:

کتب سماوی کے بدلے کتب جادو پر عمل کرنا بھی مشرکین کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے اس فعل کا یوں ذکر فرمایا ہے:

نَبَذَ فَرِيْقٌ مِّنَ الَّذِيْنَ اُوْتُوا الْكِتٰبَ ۙ كِتٰبَ اللّٰهِ وَرَآءَ ظُهُوْرِهِمْ كَاَنَّهُمْ لَا يَعْلَمُوْنَ ۝ وَاتَّبَعُوْا مَا تَتْلُوا الشَّيٰطِيْنُ عَلٰى مُلْكِ سُلَيْمٰنَ

(البقرة: ۲/ ۱۰۱، ۱۰۲)

''جن لوگوں کو کتاب دی گئی تھی ان میں سے ایک جماعت نے اللہ کی کتاب کو پیٹھ پیچھے پھینک دیا، گویا وہ جانتے ہی نہیں اور ان (ہزلیات) کے پیچھے لگ گئے جو سلیمان (علیہ السلام) کے عہد سلطنت میں شیاطین پڑھا کرتے تھے۔''

## ۱۷۔مشرکین کا ایک کفریہ اصول:

مشرکین کا ایک کفریہ اصول یہ بھی تھا کہ وہ اپنے کفریہ اور مشرکانہ افعال کو انبیاء کی طرف منسوب کر دیتے تھے جیسے رب کریم انبیائے کرام کی براءت کرتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَا كَفَرَ سُلَيْمٰنُ وَلٰكِنَّ الشَّيٰطِيْنَ كَفَرُوْا (البقرۃ: ۲/ ۱۰۲)

''اور سلیمان (علیہ السلام) نے مطلق کفر کی بات نہیں کی بلکہ شیطان ہی کفر کرتے تھے۔''

مَا كَانَ اِبْرٰهِيْمُ يَهُوْدِيًّا وَّلَا نَصْرَانِيًّا وَّلٰكِنْ كَانَ حَنِيْفًا مُّسْلِمًا ۭ وَمَا كَانَ مِنَ الْمُشْرِكِيْنَ ۝ (آل عمران: ۳/ ۶۷)

''ابراہیم نہ تو یہودی تھے اور نہ عیسائی بلکہ سب سے بے تعلق ہو کر ایک اللہ کے ہو رہے تھے اور اسی کے فرماں بردار تھے اور مشرکوں میں سے نہ تھے۔''

## ۱۸۔نسبت میں تناقض:

مشرکین کی ایک یہ بھی دو رخی اور منافقت تھی کہ وہ اپنے آپ کو ابراہیم (علیہ السلام) کی طرف منسوب کرتے اور کہتے کہ ہم ابراہیمی ہیں لیکن آپ کی اتباع سے روگردانی کرتے۔

## ۱۹۔عیب جوئی:

مشرکین عرب بعض صوفیاء کے قبیح اعمال کی وجہ سے صلحائے امت پر عیب جوئی اور طعنہ زنی سے بھی باز نہیں آتے تھے، جیسے یہودیوں نے عیسیٰ (علیہ السلام) پر الزام لگایا اور عیسائیوں نے یہودیوں سمیت رحمت دو عالم ﷺ کی طرف مجنون وغیرہ ہونے کی نسبت کی۔ العیاذ باللہ!

## ۲۰۔کہانت کو کرامت سمجھنا:

مشرکین عرب جادوگر اور کاہن کی شعبدہ بازی کو صلحائے کرام کی طرف منسوب کیا کرتے تھے اور طرفہ یہ کہ بعض اوقات اس شعبدہ بازی کو انبیاء کی طرف منسوب کرنے سے بھی دریغ نہ کرتے جیسے سلیمان (علیہ السلام) کی طرف جادو کو منسوب کرنا۔

## ۲۱۔مشرکین کی عبادت:

مشرکین کی عبادت سیٹی اور تالی بجانے پر موقوف تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس قبیح حرکت کو

یوں بیان فرماتا ہے:

وَمَا كَانَ صَلَاتُهُمْ عِنْدَ الْبَيْتِ اِلَّا مُكَآءً وَّتَصْدِيَةً

(الأنفال: ۸/ ۳۵)

''اور ان لوگوں کی نماز خانہ کعبہ کے پاس سیٹیاں اور تالیاں بجانے کے سوا کچھ نہ تھی۔''

## ۲۲۔ مشرکین کا دین:

مشرکین نے کھیل کود اور تماشا اپنا دین بنا رکھا تھا، مشرکین کو دنیاوی عیش وعشرت نے دھوکے میں ڈال رکھا تھا اور مال ومتاع کی اس فراوانی سے وہ یہ سمجھ بیٹھے کہ اللہ تعالیٰ بھی ہم پر راضی ہے۔ رب کریم ان کے اس گمان باطل کو یوں بیان فرماتا ہے:

وَقَالُوْا نَحْنُ اَكْثَرُ اَمْوَالًا وَّاَوْلَادًا ۙ وَّمَا نَحْنُ بِمُعَذَّبِيْنَ ﴿۳۵﴾ (سبا: ۳۴/ ۳۵)

''اور یہ بھی کہتے ہیں کہ ہم بہت سا مال اور اولاد رکھتے ہیں اور ہم کو عذاب نہیں ہو گا۔''

## ۲۳۔ مشرکین کا تکبر:

کمزور اور مسکین لوگوں نے اسلام قبول کرنے میں پہل کی، اس لیے مشرکین نے تکبر اور خودغرضی کی وجہ سے قبول حق سے انکار کیا، چنانچہ مسکین مسلمانوں کی توقیر کو مدنظر رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ اپنے رسول ﷺ سے یوں مخاطب ہوتا ہے:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ

(الأنعام: ۶/ ۵۲)

''اور جو لوگ صبح وشام اپنے پروردگار سے دعا کرتے ہیں اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو اپنے پاس سے مت نکالو۔''

## ۲۴۔ مشرکین کا غلط استدلال:

مشرکین کے نزدیک احکام الٰہیہ کے غلط ہونے کی ایک دلیل یہ بھی تھی کہ ان کو تسلیم کرنے والے کمزور افراد تھے۔ مشرکین کا یہ غلط استدلال قرآن کریم نے خود نقل کیا ہے:

لَوْ كَانَ خَيْرًا مَّا سَبَقُوْنَآ اِلَيْهِ ؕ (الأحقاف: ۴۶/ ۱۱)

''اگر یہ دین کچھ بہتر ہوتا تو یہ لوگ اس کی طرف ہم سے پہلے نہ دوڑ پڑتے۔''

## ۲۵۔ تحریف:

کتب الٰہیہ پر غور وفکر اور انھیں صحیح سمجھنے کے بعد ان میں تحریف کرنا مشرکین کا محبوب مشغلہ تھا۔

## ۲۶۔ غلط لٹریچر کی اشاعت:

مشرکین عالم کا ایک مشغلہ یہ بھی تھا کہ وہ غلط اور بے ہودہ کتب لکھتے اور پھر نہایت ڈھٹائی سے یہ کہتے کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ ہیں۔ رب کریم ان کی اس بے ہودگی کو یوں واضح فرماتا ہے:

فَوَيْلٌ لِّلَّذِيْنَ يَكْتُبُوْنَ الْكِتٰبَ بِاَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ هٰذَا مِنْ عِنْدِ اللّٰهِ
(البقرۃ: ۲/ ۷۹)

''پس ان لوگوں پر افسوس ہے کہ جو اپنے ہاتھ سے کتاب لکھتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ اللہ کے پاس سے (آئی) ہے۔''

## ۲۷۔ مشرکین کے ہاں قبول ہونے والے عقائد:

مشرکین عرب انھی مسائل کو صحیح سمجھتے جو ان کے گروہ کے مذموم عقائد کے مطابق ہوتے تھے، جیسے ان کا یہ کہنا:

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَيْنَا وَيَكْفُرُوْنَ بِمَا وَرَآءَهٗ ق (البقرۃ: ۲/ ۹۱)

''ہم تو صرف اس کتاب پر ایمان لائیں گے جو ہم پر نازل کی گئی ہے اور جتنی اس کے علاوہ ہیں ان سب کا انکار کرتے ہیں۔''

## ۲۸۔ مشرکین کی ایک خصلت رذیلہ:

مشرکین عالم کی ایک خصلت رذیلہ یہ بھی تھی کہ وہ اپنے ہی گروہ کے اصحاب عقل و دانش کی صحیح باتوں کو بھی سمجھنے کی کوشش نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی اسی خصلت سے متنبہ فرمایا

ہے:

قُلْ فَلِمَ تَقْتُلُوْنَ اَنْۢبِيَآءَ اللّٰهِ مِنْ قَبْلُ اِنْ كُنْتُمْ مُّؤْمِنِيْنَ ﴿۹۱﴾

(البقرۃ: ۲/ ۹۱)

''اگر تم صاحب ایمان ہوتے تو اللہ کے پیغمبروں کو پہلے ہی کیوں قتل کیا کرتے۔''

## ۲۹۔ افتراق:

عجائبات قدرت میں سے ایک یہ ہے کہ جب مشرکین عرب نے رب کریم کی وصیت اتحاد و اتفاق کو ترک کر دیا اور افتراق و اختلاف کے مرتکب ہوئے تو ہر گروہ اپنے کردار پر نازاں وفرحاں تھا۔ (الروم: ۳۲)

## ۳۰۔ اپنے ہی مسلک کی مخالفت کرنا:

یہ بات بھی نشانات قدرت کا عجوبہ ہے کہ مشرکین عرب جس دین و مذہب کی طرف اپنے آپ کو منسوب کرتے تھے اسی دین سے بے پناہ بغض و عداوت رکھتے اور کفار اور ان کے دین و مذہب سے انتہائی محبت و الفت رکھتے تھے جو ان کے اور ان کے نبی ﷺ کے جانی دشمن تھے، جیسا کہ مشرکین کا معاملہ رحمت دو عالم ﷺ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے دین سے انھیں روشناس کرایا تو انھوں نے کتب جادو کو اپنایا جو سراسر فرعون کی ذریت کا ورثہ تھیں۔

## ۳۱۔ انکار حق:

مشرکین کا حق و صداقت سے انکار کرنا جب کہ وہ ایسے شخص کے پاس ہوتا جس کو وہ کمزور سمجھتے تھے۔ قرآن کریم ان کی اس خصلت کو یوں بیان کرتا ہے:

وَقَالَتِ الْيَهُوْدُ لَيْسَتِ النَّصٰرٰى عَلٰى شَيْءٍ ۠ وَّقَالَتِ النَّصٰرٰى لَيْسَتِ الْيَهُوْدُ عَلٰى شَيْءٍ (البقرۃ: ۲/ ۱۱۳)

''یہودی کہتے ہیں کہ عیسائی رستے پر نہیں اور عیسائی کہتے ہیں یہ یہودی رستے پر نہیں۔''

## ۳۲۔ مشرکین کا اپنے بنیادی عقائد کا انکار:

مشرکین کا ان اعمال سے انکار کرنا جن کو وہ اپنے دین کی بنیاد قرار دیتے تھے جیسے بیت اللہ کا حج۔ اللہ تعالیٰ ان کی اس روش کو حماقت قرار دیتے ہوئے فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّرْغَبُ عَنْ مِّلَّةِ اِبْرٰهٖمَ اِلَّا مَنْ سَفِهَ نَفْسَهٗ (البقرة: ۲/ ۱۳۰)

''اور ابراہیم کے دین سے کون روگردانی کر سکتا ہے بجز اس کے جو نہایت نادان ہو۔''

## ۳۳۔ مشرکین کی گروہ بندی میں مسابقت:

مشرکین عالم کی گروہ بندی کی مسابقت میں ہر فرقہ صرف اپنے ہی گروہ کو نجات دہندہ سمجھتا تھا، رب کریم نے ان کی تکذیب کی اور فرمایا:

هَاتُوْا بُرْهَانَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ﴿۱۱۱﴾ (البقرة: ۲/ ۱۱۱)

''اگر تم سچے ہو تو دلیل پیش کرو۔''

اور پھر صحیح اور صراط مستقیم کی نشاندہی فرمائی:

بَلٰى مَنْ اَسْلَمَ وَجْهَهٗ لِلّٰهِ وَهُوَ مُحْسِنٌ فَلَهٗٓ اَجْرُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ

(البقرة: ۲/ ۱۱۲)

''ہاں! جو شخص اللہ کے آگے گردن جھکا دے اور وہ نیکو کار بھی ہو تو اس کا صلہ اس کے پروردگار کے پاس ہے۔''

## ۳۴۔ برہنگی بھی عبادت:

مشرکین کے ہاں برہنگی کو بہترین عبادت سمجھا جاتا تھا، جیسے:

وَاِذَا فَعَلُوْا فَاحِشَةً قَالُوْا وَجَدْنَا عَلَيْهَآ اٰبَآءَنَا وَاللّٰهُ اَمَرَنَا بِهَا

(الأعراف: ۷/ ۲۸)

''اور وہ لوگ جب کوئی فحش کام کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم نے اپنے باپ دادا کو اسی طریق پر پایا ہے اور اللہ تعالیٰ نے بھی ہم کو یہی بتایا ہے۔''

## ۳۵۔ حرام کو حلال قرار دینا:

مشرکین کے ہاں حرام کو حلال قرار دینا بہترین اطاعت خیال کیا جاتا تھا، جیسے شرک کو عبادت سے تعبیر کیا کرتے تھے۔

## ۳۶۔ غیر اللہ کو داتا و مشکل کشا سمجھنا:

مشرکین عالم کے یہاں علماء اور پیروں کو اللہ تعالیٰ کے سوا رب یعنی داتا اور مشکل کشا سمجھنا بھی عبادت سمجھا جاتا تھا۔ (آل عمران: ۶۴، ۷۹، ۸۰)

## ۳۷۔ صفات الٰہیہ میں الحاد:

مشرکین صفات الٰہیہ میں الحاد کے بھی مرتکب ہوئے تھے، جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَلٰكِنْ ظَنَنْتُمْ اَنَّ اللّٰهَ لَا يَعْلَمُ كَثِيْرًا مِّمَّا تَعْمَلُوْنَ ﴿۲۲﴾

(حٰمٓ السجدة: ۴۱/ ۲۲)

''تم یہ خیال کرتے تھے کہ اللہ کو تمھارے بہت سے عملوں کی خبر ہی نہیں۔''

## ۳۸۔ اسمائے الٰہیہ میں الحاد:

مشرکین کا اسمائے الٰہیہ میں الحاد کرنا، جیسے:

وَهُمْ يَكْفُرُوْنَ بِالرَّحْمٰنِ (الرعد: ۱۳/ ۳۰)

''اور یہ لوگ رحمٰن کو نہیں مانتے۔''

۳۹۔ مشرکین عرب تعطیل کے بھی قائل تھے جیسے آل فرعون کا قول۔

۴۰۔ مشرکین نقائص کی نسبت بھی اللہ تعالیٰ کی طرف کیا کرتے تھے۔

۴۱۔ مشرکین کا اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں شرک کرنا جیسے مجوس کا قول تھا۔

۴۲۔ تقدیر کا انکار کرنا۔

۴۳۔ اللہ تعالیٰ کے خلاف حجت قائم کرنا۔

۴۴۔ تقدیر الٰہی کا سہارا لے کر شریعت کے خلاف کرنا۔

۴۵۔ زمانے کو گالی دینا، جیسے مشرکین کہا کرتے تھے:

وَمَا يُهْلِكُنَآ اِلَّا الدَّهْرُ (الجاثية: ۴۵/ ۲۴)

''اور ہمیں تو زمانہ ہی مارتا ہے۔''

۴۶۔ اللہ کے انعام کو غیر اللہ کی طرف منسوب کرنا، جیسے:

يَعْرِفُوْنَ نِعْمَتَ اللّٰهِ ثُمَّ يُنْكِرُوْنَهَا (النحل: ۱۶/ ۸۳)

''یہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں سے واقف ہیں مگر ان سے انکار کرتے ہیں۔''

۴۷۔ اللہ تعالیٰ کی آیات کا انکار کرنا۔

۴۸۔ بعض آیات کا انکار۔

۴۹۔ مشرکین کا یہ کہنا:

مَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ عَلٰى بَشَرٍ مِّنْ شَيْءٍ (الأنعام: ۶/ ۹۱)

''اللہ نے انسان پر کچھ بھی نازل نہیں کیا۔''

۵۰۔ مشرکین کا قرآن کریم کے بارے میں کہنا:

اِنْ هٰذَآ اِلَّا قَوْلُ الْبَشَرِ (المدثر: ۷۴/ ۲۵)

''یہ بشر کا کلام ہے۔''

۵۱۔ اللہ تعالیٰ کی حکمت میں عیب نکالنا۔

۵۲۔ ظاہری اور باطنی حیلوں اور بہانوں سے کام لینا، تاکہ انبیائے کرام علیہم السلام کے لائے ہوئے دین الٰہی کا خاتمہ ہو:

وَمَكَرُوْا وَمَكَرَ اللّٰهُ (آل عمران: ۳/ ۵۴)

''ان لوگوں نے خفیہ تدبیر کی اور اللہ تعالیٰ نے بھی خفیہ تدبیر فرمائی۔''

وَقَالَتْ طَّآئِفَةٌ مِّنْ اَهْلِ الْكِتٰبِ اٰمِنُوْا بِالَّذِيْٓ اُنْزِلَ عَلَى الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَجْهَ النَّهَارِ وَاكْفُرُوْٓا اٰخِرَهٗ لَعَلَّهُمْ يَرْجِعُوْنَ (آل عمران: ۳/ ۷۲)

''اور اہل کتاب ایک دوسرے سے کہتے ہیں کہ جو (کتاب) مومنوں پر نازل ہوئی ہے اس پر دن کے شروع میں تو ایمان لے آیا کرو اور اس کے آخر میں انکار کر دیا کرو، تاکہ وہ برگشتہ ہو جائیں۔''

۵۳۔ اس نیت سے حق کا اقرار کرنا کہ اس کی تردید کا ذریعہ معلوم ہو جائے۔

## ۵۴۔ مذہبی تعصب:

مذہبی تعصب سے کام لینا بھی مشرکین کا عام دستور تھا، جیسے:

وَلَا تُؤْمِنُوْٓا اِلَّا لِمَنْ تَبِعَ دِيْنَكُمْ ۭ (آل عمران: ۳/ ۷۳)

''اور اپنے دین کے پیرو کے سوا کسی اور کے قائل نہ ہونا۔''

۵۵۔ اسلام کے اتباع کو شرک قرار دینا بھی مشرکین کی عام رسم تھی، جیسے:

مَا كَانَ لِبَشَرٍ اَنْ يُّؤْتِيَهُ اللّٰهُ الْكِتٰبَ وَالْحُكْمَ وَالنُّبُوَّةَ ثُمَّ يَقُوْلَ لِلنَّاسِ كُوْنُوْا عِبَادًا لِّيْ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ (آل عمران: ۳/ ۷۹)

''کسی آدمی کو شایاں نہیں کہ اللہ تو اسے کتاب، حکم اور نبوت عطا فرمائے اور وہ لوگوں سے کہے کہ اللہ کو چھوڑ کر میرے بندے بن جاؤ۔''

۵۶۔ کتاب الہیہ میں تحریف کرنا مشرکین کی عادت ثانیہ تھی۔

۵۷۔ اہل حق کو بے دین اور رذیل وغیرہ القاب سے پکارنا۔

۵۸۔ رب کریم کی ذات پاک پر کذب وافترا باندھنا۔

۵۹۔ مشرکین جب دلائل کے سامنے مغلوب اور شکست کھا جاتے تو پھر ملوک اور سلاطین کے ہاں شکوہ وشکایت لے جاتے تھے، جیسے:

اَتَذَرُ مُوْسٰى وَقَوْمَهٗ لِيُفْسِدُوْا فِى الْاَرْضِ (الأعراف: ۷/ ۱۲۷)

''کیا آپ موسیٰ اور ان کی قوم کو یونہی رہنے دیں گے کہ وہ ملک میں فساد کرتے پھریں؟''

۶۰۔ اہل اسلام کو مفسد ہونے کا عیب لگانا بھی مشرکین کی خاصیت بدتھی، جیسے پہلے اس کتاب میں ذکر ہوا ہے۔

۶۱۔ اہل اسلام پر یہ بھی الزام لگانا کہ وہ شاہی دین میں نقص نکالتے ہیں، جیسے:

وَيَذَرَكَ وَاٰلِهَتَكَ ۭ (الأعراف: ۷/ ۱۲۷)

''اور آپ کو اور آپ کے معبودوں کو ترک کیے رہیں۔''

فرعون نے اہل وطن سے کہا:

اِنِّىْٓ اَخَافُ اَنْ يُّبَدِّلَ دِيْنَكُمْ (المؤمن: ۴۰/ ۲۶)

''مجھے ڈر ہے کہ وہ کہیں تمھارے دین کو نہ بدل دے۔''

۶۲۔ مشرکین کی اہل اسلام پر یہ تہمت بھی تھی کہ وہ شاہی معبودوں میں نقص نکالتے ہیں، جیسے

پہلے ذکر ہوا ہے۔

۶۳۔ اہل اسلام پر مشرکین کا یہ بھی بہتان تھا کہ وہ دین میں ردو بدل کر دیں گے، جیسے:

اِنِّیْۤ اَخَافُ اَنْ یُّبَدِّلَ دِیْنَكُمْ اَوْ اَنْ یُّظْهِرَ فِی الْاَرْضِ الْفَسَادَ۝۲۶

(المؤمن: ۴۰/ ۲۶)

''مجھے ڈر ہے کہ کہیں تمھارے دین کو نہ بدل دے یا ملک میں فساد نہ پیدا کر دے۔''

۶۴۔ اہل اسلام پر ایک الزام یہ بھی تھا کہ وہ بادشاہ کی عیب جوئی کرتے ہیں۔ قرآن کریم ک لفظ ''وَيَذَرَكَ'' اسی معنی کو واضح کرتا ہے۔

## ۶۵۔ ترک حق:

مشرکین کے دین میں جو باتیں حق ہوتیں ان پر عمل کرنے کا دعویٰ کرتے، جیسے:

نُؤْمِنُ بِمَآ اُنْزِلَ عَلَیْنَا (البقرة: ۲/ ۹۱)

''کہتے ہم پر جو نازل کیا گیا اس پر ہم ایمان لاتے ہیں۔''

لیکن درحقیقت وہ انھیں چھوڑ چکے ہوتے۔

## ۶۶۔ افراط:

مشرکین عبادات میں اضافہ کر لینا باعث شرف خیال کرتے تھے۔

## ۶۷۔ تفریط:

مشرکین عبادات میں کمی کرنے کے بھی مجرم تھے، جیسے میدان عرفات میں ترک وقوف۔

## ۶۸۔ ترک واجب:

پرہیز گاری کی آڑ میں واجبات کا ترک کرنا بھی مشرکین میں عام تھا۔

۶۹۔ پاکیزہ رزق کو ترک کرنا مشرکین کی بہترین عبادت تھی۔

۷۰۔ رب کریم کا عطا کردہ خوبصورت لباس استعمال نہ کرنا بھی مشرکین کی عبادت تھی۔

۷۱۔ لوگوں کو گمراہی کی طرف دعوت دینا مشرکین عرب کا خاص مشغلہ تھا۔

۷۲۔ مشرکین عرب اللہ تعالیٰ سے محبت کا دعویٰ تو ضرور کرتے تھے لیکن درحقیقت شریعت کو

ترک کر چکے تھے، اللہ کریم نے ان سے اطاعت کا یوں مطالبہ کیا:

قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ (آل عمران: ۳/ ۳۱)

''آپ فرما دیجیے کہ اللہ تعالیٰ سے محبت رکھتے ہو تو میری اتباع کرو، اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا۔''

۷۳۔ دانستہ کفر کی طرف لوگوں کو دعوت عام دینا۔

۷۴۔ مکروفریب اور خطرناک سازشیں کرنا مشرکین عرب کا دن رات کا کھیل تھا، جیسے قوم نوح کی عادت بد تھی۔

۷۵۔ مشرکین عرب کی قیادت یا تو علمائے سوء کے ہاتھوں میں تھی یا جاہل صوفیا کے قبضہ میں، قرآن مجید اس کی یوں وضاحت کرتا ہے:

وَقَدْ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْهُمْ يَسْمَعُوْنَ كَلٰمَ اللّٰهِ ثُمَّ يُحَرِّفُوْنَهٗ مِنْ بَعْدِ مَا عَقَلُوْهُ وَهُمْ يَعْلَمُوْنَ (البقرة: ۲/ ۷۵)

''ان میں سے کچھ لوگ کلام اللہ کو سنتے پھر اس کے سمجھ لینے کے بعد اس کو جان بوجھ کر بدل دیتے رہے ہیں۔''

۷۶۔ بے بنیاد اور جھوٹی آرزوؤں میں مبتلا ہونا بھی مشرکین میں عام تھا، جیسے:

وَقَالُوْا لَنْ تَمَسَّنَا النَّارُ اِلَّآ اَيَّامًا مَّعْدُوْدَةً (البقرة: ۲/ ۸۰)

''اور کہتے ہیں کہ (دوزخ کی) آگ ہمیں چند روز کے سوا چھو ہی نہیں سکے گی۔''

دخول جنت کی خوش فہمی میں یوں گرفتار تھے:

لَنْ يَّدْخُلَ الْجَنَّةَ اِلَّا مَنْ كَانَ هُوْدًا اَوْ نَصٰرٰى (البقرة: ۲/ ۱۱۱)

''یہودیوں اور عیسائیوں کے سوا کوئی بہشت میں نہیں جائے گا۔''

۷۷۔ انبیائے کرام اور صلحائے امت کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لینا مشرکین کا بدترین فعل تھا۔

۷۸۔ آثار انبیاء (علیہم السلام) کو عبادت گاہ بنانا بھی جاہلیت کا عام شیوہ تھا، جیسا کہ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ سے منقول ہے۔

۷۹۔ قبروں پر چراغاں کرنا بھی مشرکین کی بد عملی تھی۔ قبروں پر میلا لگانا اور عرس کرانا بھی اہل جاہلیت کا دستور تھا۔

۸۰۔ قبروں کے پاس جانور ذبح کرنا بھی مشرکین کی اہم عبادت تھی۔

۸۱۔ بزرگوں کے آثار سے تبرک حاصل کرنا بھی اہل جاہلیت کی خو تھی۔

۸۲۔ خاندانی شرافت پر فخر کرنا۔

۸۳۔ نسب اور رشتہ میں عیب لگانا۔

۸۴۔ ستاروں کی مختلف منزلوں سے بارش برسنے کا عقیدہ رکھنا۔

۸۵۔ نوحہ اور بین کرنا۔

۸۶۔ اپنے نسب پر فخر کرنا مشرکین کی بہت بڑی فضیلت تھی۔ چنانچہ قرآن کریم میں کئی مقامات پر اس کی تردید کی گئی ہے۔

۸۷۔ صحیح بات پر فخر کرنا بھی مشرکین اپنی بہت بڑی فضیلت خیال کرتے تھے لیکن اسلام نے فخر کو ممنوع قرار دیا۔ ❶

۸۸۔ مشرکین کا سب سے اہم اور ضروری کام اپنے فرقے کے فرد سے خوب محبت اور اس کی ہر حالت میں مدد کرنا تھا خواہ وہ ظالم ہو یا مظلوم، رب کریم نے اس کی سخت مذمت کی ہے۔

۸۹۔ مشرکین کے مذہب میں کسی شخص کو دوسرے شخص کے جرم میں پکڑنا جائز تھا۔ اس کی تردید میں فرمان باری ہے: وَلَا تَزِرُ وَازِرَةٌ وِّزْرَ اُخْرٰی ''کوئی شخص کسی دوسرے کے جرم میں سزاوار نہیں۔'' [الأنعام : ۱٦٤]

۹۰۔ کسی کے نسب میں عیب نکالنا بھی جاہلیت کا ترکہ ہے، جیسے ایک دفعہ ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ نے کسی شخص کی والدہ کے بارے میں یہ کہا تھا: (( یَا ابْنَ سَوْدَآءَ! )) ''اے کالی ماں کے بیٹے!'' یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم غصہ میں آ گئے اور فرمایا: (( اَعَیَّرْتَهُ بِاُمِّهِ اِنَّكَ امْرُؤٌ فِیْكَ جَاهِلِیَّةٌ ))

''تو نے اس کو اس کی ماں کے بارے میں عار دلائی ہے، ابھی تمھارے اندر جاہلیت کی بو موجود ہے۔'' ❷

---

❶ مسلم، كتاب الجنة و نعيمها، باب الصفات ...... الخ :۲۸۶۵

❷ بخاری، كتاب الإيمان، باب المعاصي من أمر الجاهلية.....الخ: ۳۰۔ مسلم كتاب الإيمان، باب إطعام المملوك مما يأكل ...... الخ : ۱۶۶۱

۹۱۔ بیت اللہ شریف کی تولیت پر فخر کرنا مشرکین کی عادت تھی۔ اللہ تعالیٰ اس طرح ان کی مذمت کرتا ہے:

مُسْتَكْبِرِيْنَ ۖ بِهٖ سٰمِرًا تَهْجُرُوْنَ ﴿٦٧﴾ (المؤمنون: ۲۳/ ۶۷)

''وہ تکبر کرتے، کہانیوں میں مشغول ہوتے اور بے ہودہ بکواس کرتے تھے۔''

۹۲۔ انبیائے کرام (علیہم السلام) کی اولاد ہونے پر فخر کرنا، اس زعم باطل پر رب کریم ان کو یوں متنبہ فرماتا ہے:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ ۚ لَهَا مَا كَسَبَتْ (البقرۃ: ۲/ ۱۳۴)

''یہ جماعت گزر چکی، ان کو ان کے اعمال کا بدلا ملے گا۔''

۹۳۔ صنعت وحرفت پر فخر کرنا، جیسے دو اہم تجارتی سفر کرنے والوں نے کھیتی باڑی کرنے والوں پر اپنی برتری کا اظہار کیا۔

۹۴۔ دنیا اور اس کی زیب وزینت کی عظمت مشرکین کے دلوں پر چھا گئی تھی۔ اللہ تعالیٰ ان کا قول یوں نقل فرماتا ہے:

لَوْلَا نُزِّلَ هٰذَا الْقُرْاٰنُ عَلٰى رَجُلٍ مِّنَ الْقَرْيَتَيْنِ عَظِيْمٍ ﴿٣١﴾

(الزخرف: ۴۳/ ۳۱)

''یہ قرآن دو بستیوں میں سے کسی بڑے آدمی پر کیوں نازل نہ کیا گیا؟''

۹۵۔ فقراء اور مساکین کو حقیر سمجھنا مشرکین کی عام عادت تھی۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ اپنے محبوب ﷺ سے یوں مخاطب ہوا:

وَلَا تَطْرُدِ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ رَبَّهُمْ بِالْغَدٰوةِ وَالْعَشِيِّ يُرِيْدُوْنَ وَجْهَهٗ ۭ

(الأنعام: ۶/ ۵۲)

''جو لوگ صبح وشام اپنے رب کو پکارتے اور اس کی ذات کے طالب ہیں ان کو (اپنے پاس سے) مت نکالو۔''

۹۶۔ مشرکین عالم انبیائے کرام علیہم السلام کی اطاعت وفرماں برداری کرنے والوں کو اخلاص سے تہی دامن اور دنیا دار ہونے کا طعنہ بھی دیا کرتے تھے۔ رب کریم نے فرمایا:

مَا عَلَيْكَ مِنْ حِسَابِهِمْ مِّنْ شَيْءٍ (الأنعام: ۶/ ۵۲)

''ان کے حساب کی جواب دہی تم پر کچھ نہیں۔''

۹۷۔فرشتوں کا انکار۔

۹۸۔انبیائے کرام علیہم السلام کا انکار۔

۹۹۔کتب سماویہ کا انکار۔

۱۰۰۔اللہ تعالیٰ کے احکام سے روگردانی۔

۱۰۱۔قیامت کا انکار۔

۱۰۲۔اللہ تعالیٰ کی ملاقات سے انکار۔

۱۰۳۔انبیائے کرام علیہم السلام نے قیامت کے بارے میں جو پیش گوئیاں فرمائیں ان میں سے بعض کا انکار۔اللہ تعالیٰ مشرکین کی اس خصلت سے یوں آگاہ فرماتا ہے:

أُولَٰٓئِكَ ٱلَّذِينَ كَفَرُوا۟ بِـَٔايَٰتِ رَبِّهِمْ (الکھف : ۱۸/ ۱۰۵)

''یہی وہ لوگ ہیں جنھوں نے اللہ کی آیات (اللہ تعالیٰ کے مالک یوم الدین ہونے) کی نفی کی۔''

اور لَّا بَيْعٌ فِيهِ وَلَا خُلَّةٌ وَلَا شَفَٰعَةٌ [البقرة : ۲۵۴] کی تکذیب بھی مشرکین کے عقائد باطلہ میں سے ہے۔

۱۰۴۔جبت اور طاغوت پر ایمان لانا ان کا اصول تھا۔

۱۰۵۔مشرکین کے دین کو مسلمانوں کے دین پر فضیلت دینا اہل جاہلیت کا عام دستور تھا۔

۱۰۶۔حق کو باطل کے ساتھ گڈ مڈ کرنا۔

۱۰۷۔حق کو جانتے ہوئے چھپانا۔

۱۰۸۔مشرکین کا گمراہ کن اصول یہ بھی تھا کہ وہ بغیر علم کے بہت سی بیہودگیاں اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے تھے۔

۱۰۹۔حق کو جھٹلانے کے بعد ان کے اقوال و افعال میں واضح تضاد پیدا ہو گیا تھا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کی طرف منسوب کر دیتے تھے:

بَلْ كَذَّبُوا۟ بِٱلْحَقِّ لَمَّا جَآءَهُمْ فَهُمْ فِىٓ أَمْرٍ مَّرِيجٍ ۝ (ق : ۵۰/ ۵)

''بلکہ جب ان کے پاس حق آپہنچا تو انھوں نے اس کو جھوٹ سمجھا۔سو یہ ایک الجھی ہوئی بات میں ہیں۔''

١١٠۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے نازل شدہ بعض احکام پر ایمان اور بعض سے انکار۔

١١١۔ انبیائے کرام علیہم السلام کے درمیان تفریق کرنا۔

١١٢۔ بغیر علم کے انبیائے کرام علیہم السلام کی مخالفت کرنا۔

١١٣۔ سلف امت کی اطاعت کا دعویٰ لیکن اعمال و کردار میں ان کی مخالفت کرنا۔

١١٤۔ جو لوگ انبیائے کرام علیہم السلام پر ایمان لے آتے انھیں اللہ تعالیٰ کے راستہ سے روکنا۔

١١٥۔ کفر اور کافروں سے محبت کرنا۔

١١٦۔ پرندوں کا اڑا کر فال لینا۔

١١٧۔ زمین پر خطوط وغیرہ کھینچ کر فال لینا۔

١١٨۔ فال بد لینا۔

٢١٩۔ کاہن بننا یا کاہن کے پاس جانا۔

١٢٠۔ کسی بھی طاغوت کے پاس فیصلہ لے جانا۔

١٢١۔ لونڈی اور غلام کے نکاح کو برا سمجھنا۔



فصل : ۳

# موت کا بیان اور قرآنی فیصلے

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں فرمایا: ”موت ہر ایک کو آئے گی۔“ (آل عمران : ۱۸۵) رسول اللہ ﷺ کے وقت مومن فوت ہوتے رہے اور آپ ﷺ نے خود ان کے فوت ہونے پر جو کچھ کیا ہمیں بھی وہی کچھ کرنا چاہیے، سنت سے ہٹنا بہت خطرناک معاملہ ہے۔

## موت پر سوگ قرآن کی روشنی میں :

وَلَنَبْلُوَنَّكُمْ بِشَيْءٍ مِّنَ الْخَوْفِ وَالْجُوْعِ وَنَقْصٍ مِّنَ الْاَمْوَالِ وَالْاَنْفُسِ وَالثَّمَرٰتِ ؕ وَبَشِّرِ الصّٰبِرِيْنَ ۝ الَّذِيْنَ اِذَآ اَصَابَتْهُمْ مُّصِيْبَةٌ ۙ قَالُوْٓا اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلَيْهِمْ صَلَوٰتٌ مِّنْ رَّبِّهِمْ وَرَحْمَةٌ ۟ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْمُهْتَدُوْنَ ۝ (البقرۃ : ۲/ ۱۵۵تا ۱۵۷)

”اور ہم تمھیں کچھ خوف، بھوک اور مالوں اور جانوں اور پھلوں کے نقصان سے ضرور آزمائیں گے اور صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دو۔ وہ لوگ کہ جب انھیں کوئی مصیبت پہنچتی ہے تو کہتے ہیں کہ ہم تو اللہ کے ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹ کر جانے والے ہیں۔ یہی وہ لوگ ہیں جن پر ان کے رب کی طرف سے مہربانیاں ہیں اور رحمت اور یہی ہدایت پانے والے ہیں۔“

ایک اور مقام پر قرآن مجید میں ہے:

”بے شک جو لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں وہ اپنے پیٹ آگ سے بھرتے ہیں اور عنقریب آگ میں داخل ہوں گے۔“ (النساء : ۱۰)

## سوگ صحیح احادیث کی روشنی میں :

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد مبارک ہے: (( مَنْ عَمِلَ عَمَلاً لَيْسَ عَلَيْهِ اَمْرُنَا فَهُوَ رَدٌّ ))

''جس کسی نے کوئی ایسا عمل کیا جس پر ہمارا حکم نہیں ہے، وہ مردود ہے (یعنی رد کر دیا جائے گا)۔''❶

۲۔ (( فَمَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِي فَلَيْسَ مِنِّي ))❷

''جس نے میری سنت کی پیروی سے اعراض کیا وہ مجھ سے نہیں۔''

۳۔ سیدہ ام عطیہ رضی اللہ عنہا (صحابیہ) کا ایک بیٹا مر گیا، انھوں نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوا کر اپنے بدن پر لگائی اور کہنے لگیں ہم کو خاوند کے سوا اور کسی پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا منع ہے۔''❸

۴۔ جب شام کے ملک سے سیدنا ابوسفیان رضی اللہ عنہ کے فوت ہونے کی خبر آئی تو ام المومنین ام حبیبہ رضی اللہ عنہا نے تیسرے دن زرد خوشبو منگوائی اور اپنی گالوں اور بانہوں پر ملی اور فرمانے لگیں (میں تو بیوہ ہوں) مجھے تو خوشبو کی کوئی حاجت نہ تھی، لیکن میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا، آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو عورت اللہ پر اور یوم آخرت (قیامت) پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ نہ کرنا چاہیے، البتہ خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔''❹

۵۔ سیدہ زینب بنت ابی سلمہ رضی اللہ عنہا نے کہا کہ میں ام المومنین سیدہ ام حبیبہ رضی اللہ عنہا کے پاس گئی جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ محترمہ تھیں۔ انھوں نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے تھے: ''جو عورت اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی مردے پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔'' پھر میں ام المومنین سیدہ زینب بنت جحش رضی اللہ عنہا کے پاس گئی، جب ان کے بھائی

---

❶ بخاری، (تعليقًا) كتاب البيوع، باب النجش، و من قال : لا يجوز ذلك البيع۔ مسلم، كتاب الأقضية، باب نقض الأحكام الباطلة و رد محدثات الأمور: ۱۸/ ۱۷۱۸

❷ بخاری، كتاب النكاح، باب الترغيب فى النكاح : ۵۰۶۳۔ مسلم، كتاب النكاح، باب استحباب النكاح لمن تاقت نفسه إليه ...... الخ : ۱۴۰۱

❸ بخاری، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها : ۱۲۷۹

❹ بخاری، كتاب الجنائز، باب إحداد المرأة على غير زوجها : ۱۲۸۰

مر گئے تھے تو انھوں نے خوشبو منگوائی اور لگائی، پھر فرمانے لگیں مجھے خوشبو کی کون سی ضرورت ہے، بات یہ ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ ﷺ فرماتے تھے جو عورت اللہ اور پچھلے دن پر ایمان رکھتی ہے اس کو کسی میت پر تین دن سے زیادہ سوگ کرنا درست نہیں مگر خاوند پر چار مہینے دس دن سوگ کرے۔'' ❶ اور مسلم میں سات احادیث اس مضمون کی ہیں۔

۶۔ جب سیدنا جعفر رضی اللہ عنہ کی موت کی خبر پہنچی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''آل جعفر (رضی اللہ عنہ) کے لیے کھانا تیار کرو، اس لیے کہ وہ ایک حادثہ سے دوچار ہوئے ہیں، جس نے انھیں مشغول کر رکھا ہے۔'' ❷

## سوگ فقہ حنفی کی روشنی میں:

[۱] سنت سے قبر کی زیارت اور اس کے پاس کھڑے ہو کر دعا کرنے کے سوا کچھ ثابت نہیں۔ تعزیت تین دن کے بعد مکروہ ہے۔ عجم کے شہروں میں جو فرش بچھاتے ہیں وہ بہت بری بات ہے۔ اہل مصیبت کے لیے کھانا تیار کرنے میں مضائقہ نہیں اور اہل مصیبت کو تیسرے دن ضیافت کرنا جائز نہیں۔ قبر پر کوئی عمارت بنانا مکروہ ہے۔ قبر پر مسجد بنانا مکروہ ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۲۶۳/۱ تا ۲۶۵)۔ سوگ یہ ہے کہ آدمی اپنی زندگی کے روزمرہ کے کام چھوڑ کر گھر میں بیٹھ جائے۔

[۲] تین دن تک سوگ کرنا جائز ہے، تین دن سے زیادہ حرام ہے۔ (مالا بد: ۸۰) انبیائے کرام علیہم السلام اور اولیائے عزام رحمہم اللہ کی قبروں کو سجدہ کرنا اور ان کے گرد گھومنا اور چکر لگانا (طواف کرنا) اور ان سے مرادیں مانگنا اور ان کے نام کی نذر ماننا حرام ہے، بلکہ ان چیزوں میں سے بہت سی چیزیں ایسی ہیں کہ کفر تک پہنچا دیتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب إحداد المرأة علی غیر زوجها: ۱۲۸۱، ۱۲۸۲۔ مسلم، کتاب الطلاق، باب وجوب الإحداد فی عدة الوفاة......الخ: ۱۴۸۶، ۱۴۸۷ ... إلی آخر بابه

❷ ترمذی، کتاب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام یصنع لأهل المیت: ۹۹۸۔ أبو داوٗد، کتاب الجنائز، باب صنعة الطعام لأهل المیت: ۳۱۳۲۔ ابن ماجه، أبواب الجنائز، باب ما جاء فی الطعام یبعث إلی أهل المیت: ۱۶۱۰

ان افعال کے کرنے والوں پر لعنت فرمائی ہے۔ (ما لا بد : ۸۰، ۸۲)

۳ علی رضی اللہ عنہ نے ابو التیاح رحمہ اللہ کو بھیجا کہ قبر جو مشرف یعنی بلند ہو برابر کر دے اور جو کوئی صورت ہو اس کو مٹا دیں اور فرمایا کہ اسی حکم کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے بھیجا تھا۔ اور امام ابو حنیفہ رحمہ اللہ نے کہا کہ قبر پر عمارت بنانا مکروہ ہے، تین دن سے زیادہ سوگ نہیں۔ عجم میں جو لوگ فرش بچھاتے ہیں اور راستوں میں بیٹھتے ہیں تو یہ نہایت قبیح حرکت ہے۔ امام ابو حنیفہ اور اصحاب و سب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ اپنی آواز میت کو سنائے لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مردہ سنتا ہے۔ میت والوں کا کھانا پکا کر جمع ہونے والوں کو کھلانا مکروہ تحریمی ہے...... یہ بدعت اس زمانے میں نہایت قبیح ہے۔ (ہدایہ: ۹۲۲ تا ۹۲۵)

۴ تیجہ، دسواں، چالیسواں نہایت مذموم اور بدعت ہیں۔ فاتحہ مروجہ بدعت ہے۔ (بہشتی زیور : ۶ / ۸۹، ۹۰) قبروں پر قرآن پڑھنا مکروہ اور بدعت ہے۔ (عالمگیری : ۹ / ۸۱ اور ہدایہ : ۴ / ۳۱۴) پختہ قبر نہ بنائی جائے۔ (درمختار : ۱ / ۴۶۸، ۴۶۹، کنز الایمان: ۶۹) عمارت بنانا قبر پر زینت کے لیے حرام ہے۔ (درمختار : ۱ / ۴۶۹) اولیاء اللہ کی قبروں پر بلند مکان بنانا اور چراغ جلانا بدعت اور حرام ہے۔ (درمختار، ہدایہ، مالا بد)

## خلاصۂ تحریر:

جن کاموں سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے منع فرمایا ہم نے وہ کام ضرور کیے، حالانکہ ہمارے پاس کوئی دلیل بھی نہیں۔

① جو کام اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں وہ رد کر دیا جائے گا۔

② لوگ یتیموں کا مال موت پر کھا جاتے ہیں جس کی قرآن میں سخت وعید ہے۔ مصیبت والوں کے گھر سے کھانا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے نزدیک حرام ہے۔ (ہدایہ : ۱ / ۹۲۵) اور پھر یتیموں کا مال ناجائز کھانا تو اور بھی بری بات ہے۔

③ جن کے گھر موت ہو جائے ان کے گھر سے کھانا حرام ہے۔

④ تین دن سے زیادہ سوگ حرام ہے اور عجم میں جو لوگ فرش بچھاتے ہیں یعنی دریاں وغیرہ بچھا کر زمین پر بیٹھتے ہیں یہ نہایت بری حرکت ہے۔ فاتحہ مروجہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں شریعت سے ثابت نہیں۔ سنت سے قبر کی زیارت اور صاحب قبر کے لیے دعا کے علاوہ

کچھ ثابت نہیں۔ اس کے علاوہ جو کچھ بھی قبروں پر کیا جاتا ہے مثلاً پکی قبر بنانا، عرس کرنا، قبر پر پھول چڑھانا، قبر کو غسل دینا، نذر و نیاز اور چڑھاوے چڑھانا، دیگیں تقسیم کرنا، قبر والوں سے فریاد کرنا، قبروں کو چومنا، چراغ جلانا، قبروں سے جسم رگڑنا وغیرہ یہ سب کام خلاف شرع ہیں۔

۵ پس ثابت ہوا کہ فاتحہ مروجہ، تیجہ، دسواں، چالیسواں کرنے والوں اور قبروں پر خلاف شرع کام کرنے والوں نے اس سلسلہ میں نہ قرآن کے، نہ حدیث کے اور نہ فقہ کے احکام مانے کیونکہ وہ شتر بے مہار ہو چکے ہیں اور یہ سب کام جو آج کل قبروں پر امت محمدیہ کر رہی ہے یہ سب کام مشرکین مکہ، عیسائی اور یہودی قبروں کے ساتھ کرتے تھے، جیسا کہ ثابت ہے اور اب یہ لوگ یہود و نصاریٰ اور مشرکین مکہ کی پیروی کر رہے ہیں اور مانتے بھی نہیں، جیسے وہ نہیں مانتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میری امت ضرور یہود و نصاریٰ کے نقش قدم پر چلے گی۔''

احمد رضا خانی ترجمہ مع تفسیر میں فاتحہ، سوم، ساتواں، چالیسواں، عرس اور مردوں اور قبروں کے متعلق اور دوسری بدعات کا بار بار ذکر موجود ہے لیکن حدیث اور حنفی فقہ کے مطابق تین دن سے زیادہ سوگ ثابت نہیں۔ اور حدیث اور حنفی فقہ کے مطابق قبروں کے متعلق زیارت قبور اور قبور والوں کے لیے دعا کے علاوہ اور کوئی بھی چیز قطعاً ثابت نہیں اور ان دو کاموں کے علاوہ جو بھی دوسرے کام لوگ کرتے ہیں یہ بلا جواز اور بے سند ہیں اور فاتحہ اور سوم وغیرہ کے وقت یہ لوگ یتیموں کا مال ناحق کھاتے ہیں۔ قرآن میں یتیموں کا مال ناحق کھانے کی سخت وعید ہے۔ دیکھیے احمد رضا خاں صاحب کا ترجمہ مع تفسیر سورۃ النساء (۱۰، ف۲۴) جس میں لکھا ہے کہ'' یتیموں کا مال ناحق کھانا گویا آگ کھانا ہے، کیونکہ وہ سبب ہے عذاب کا۔'' حدیث شریف میں ہے: ''روز قیامت یتیموں کا مال کھانے والے اس طرح اٹھائے جائیں گے کہ ان کی قبروں سے اور ان کے منہ سے اور ان کے کانوں سے دھواں نکلتا ہو گا تو لوگ پہچانیں گے کہ یتیم کا مال کھانے والا ہے۔''

## کیا فوت شدگان زندوں کی باتیں سنتے ہیں؟

قرآن مجید میں ہے کہ مردے نہیں سنتے:

إِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝

(النمل : ۲۷/ ۸۰)

''البتہ تو (اے نبی!) مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔''

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَىٰ وَلَا تُسْمِعُ الصُّمَّ الدُّعَاءَ إِذَا وَلَّوْا مُدْبِرِينَ ۝

(الروم : ۳۰/ ۵۲)

''بے شک تو (اے نبی!) مردوں کو نہیں سنا سکتا اور نہ بہروں کو اپنی پکار سنا سکتا ہے، جب وہ پیٹھ پھیر کر لوٹیں۔''

وَمَا يَسْتَوِي الْأَعْمَىٰ وَالْبَصِيرُ ۝ وَلَا الظُّلُمَاتُ وَلَا النُّورُ ۝ وَلَا الظِّلُّ وَلَا الْحَرُورُ ۝ وَمَا يَسْتَوِي الْأَحْيَاءُ وَلَا الْأَمْوَاتُ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُسْمِعُ مَن يَشَاءُ ۖ وَمَا أَنتَ بِمُسْمِعٍ مَّن فِي الْقُبُورِ ۝ (فاطر : ۳۵/ ۱۹ تا ۲۲)

''اور اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں ہے اور نہ اندھیرے اور روشنی اور نہ سایہ اور نہ دھوپ اور (اسی طرح) زندہ اور مردے برابر نہیں ہیں۔ بے شک اللہ سناتا ہے جسے چاہے اور آپ (ﷺ) انھیں سنانے والے نہیں جو قبروں میں ہیں۔''

یعنی جس طرح قبروں میں مردہ اشخاص کو کوئی بات نہیں سنائی جا سکتی اسی طرح جن کے دلوں کو کفر نے موت سے ہمکنار کر دیا ہے اے پیغمبر! تو انھیں حق کی بات نہیں سنا سکتا۔

## فوت شدگان کو زندہ لوگوں کے کاموں کی خبر نہیں:

جن فوت شدگان کو لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں یا عبادت کرتے ہیں وہ ان کی پکار اور عبادت سے بے خبر ہیں:

وَالَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ لَا يَخْلُقُونَ شَيْئًا وَهُمْ يُخْلَقُونَ ۝ أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ۝

(النحل : ۱۶/ ۲۰، ۲۱)

''اور جن جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کو پیدا نہیں کر سکتے بلکہ وہ خود پیدا کیے ہوئے ہیں۔ مردے ہیں زندہ نہیں، انھیں تو یہ بھی شعور نہیں کہ کب اٹھائے

جائیں گے؟''

جنھیں یہ اللہ تعالیٰ کے سوا پکارتے ہیں وہ تو خود اللہ کی مخلوق ہیں۔ پھر بھلا خالق اور مخلوق کس طرح برابر ہو سکتے ہیں۔ جب کہ تم نے انھیں پکار کر اللہ کے برابر ٹھہرا رکھا ہے۔ کیا تم ذرا بھی نہیں سوچتے؟ مردہ سے مراد وہ جمادات (پتھر) بھی ہیں جو بے جان اور بے شعور ہیں اور فوت شدہ صالحین بھی ہیں کیونکہ مرنے کے بعد اٹھایا جانا جس کا انھیں شعور نہیں وہ تو جمادات کے بجائے صالحین ہی پر صادق آسکتا ہے۔ ان کو صرف مردہ ہی نہیں کہا بلکہ مزید وضاحت فرما دی کہ وہ زندہ نہیں ہیں۔ اس سے قبر پرستوں کا بھی واضح رد ہو جاتا ہے جو کہتے ہیں کہ قبروں میں مدفون مردہ نہیں بلکہ زندہ ہیں اور ہم زندوں ہی کو پکارتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے اس ارشاد سے معلوم ہوا کہ موت وارد ہونے کے بعد دنیاوی زندگی کسی کو نصیب نہیں ہو سکتی نہ دنیا سے ان کا کوئی تعلق ہی باقی رہتا ہے۔ پھر ان سے نفع کی اور ثواب و جزا کی توقع کیسے کی جا سکتی ہے۔

اور سورۂ فاطر میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

يُولِجُ الَّيْلَ فِي النَّهَارِ وَيُولِجُ النَّهَارَ فِي الَّيْلِ ۙ وَسَخَّرَ الشَّمْسَ وَالْقَمَرَ ۖ كُلٌّ يَّجْرِيْ لِاَجَلٍ مُّسَمًّى ۭ ذٰلِكُمُ اللّٰهُ رَبُّكُمْ لَهُ الْمُلْكُ ۭ وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ۝ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَاۗءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۭ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۭ وَلَا يُنَبِّئُكَ مِثْلُ خَبِيْرٍ ۝ (فاطر: ۳۵/ ۱۳، ۱۴)

''وہ رات کو دن میں اور دن کو رات میں داخل کرتا ہے اور آفتاب و ماہتاب کو اسی نے کام میں لگا دیا ہے، ہر ایک میعاد معین پر چل رہا ہے۔ یہی ہے اللہ تم سب کا پالنے والا (داتا) اسی کی سلطنت ہے۔ جنھیں تم اس کے سوا پکار رہے ہو وہ تو کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں۔ اگر تم انھیں پکارو تو وہ تمھاری پکار سنتے ہی نہیں اور اگر (بالفرض) سن بھی لیں تو فریاد رسی نہیں کریں گے بلکہ قیامت کے دن تمھارے شرک کا صاف انکار کر جائیں گے۔ آپ کو کوئی بھی حق تعالیٰ جیسا خبردار خبریں نہ دے گا۔''

اللہ تعالیٰ مذکورہ تمام افعال کا فاعل ہے اور اس کے علاوہ جن کو پکار رہے ہو وہ اتنی حقیر چیز کے بھی مالک نہیں نہ اسے پیدا کرنے ہی پر قادر ہیں۔ قطمیر اس جھلی کو کہتے ہیں جو کھجور اور اس کی گٹھلی کے درمیان ہوتی ہے۔ یہ پتلا سا چھلکا گٹھلی پر لفافے کی طرح چڑھا ہوا ہوتا ہے۔ آگے فرمایا اگر تم انھیں مصائب میں پکارو تو وہ تمھاری پکار سنتے ہی نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ جمادات ہیں یا منوں مٹی کے نیچے مدفون اور اگر بالفرض وہ سن بھی لیں تو بے فائدہ۔ اس لیے کہ وہ تمھاری التجاؤں کے مطابق تمھارا کام نہیں کر سکتے اور وہ قیامت کے دن کہیں گے کہ ہمیں تمھارے پکارنے کی خبر نہیں تھی۔ ہم اس پکار سے بالکل بے خبر تھے۔ ان آیات سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ جن کی اللہ کے سوا عبادت کی جاتی ہے یا انھیں پکارا جاتا ہے وہ سب پتھر کی مورتیاں ہی نہیں ہوں گی بلکہ ان میں عاقل (ملائکہ، جن، شیاطین اور صالحین) بھی ہوں گے، تبھی تو یہ انکار کریں گے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ان کو حاجت روائی کے لیے پکارنا شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ تو ہر چیز کی خبر رکھنے والا ہے، لیکن جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ بے اختیار ہیں، وہ پکار نہیں سنتے اور قیامت کے دن اس پکار کا انکار کر دیں گے۔ سورۂ احقاف میں ہے:

قُلْ اَرَءَيْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اَرُوْنِيْ مَاذَا خَلَقُوْا مِنَ الْاَرْضِ اَمْ لَهُمْ شِرْكٌ فِي السَّمٰوٰتِ ۭ اِيْتُوْنِيْ بِكِتٰبٍ مِّنْ قَبْلِ هٰذَآ اَوْ اَثٰرَةٍ مِّنْ عِلْمٍ اِنْ كُنْتُمْ صٰدِقِيْنَ ۝ وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗٓ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَاۗىِٕهِمْ غٰفِلُوْنَ ۝ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَاۗءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ۝ (الأحقاف: ۴۶/ ۴ تا ۶)

’’کہہ دو! بھلا بتاؤ تو سہی جنھیں تم اللہ کے سوا پکارتے ہو مجھے دکھاؤ کہ انھوں نے زمین میں کون سی چیز پیدا کی ہے یا آسمانوں میں ان کا کوئی حصہ ہے۔ میرے پاس اس سے پہلے کی کوئی کتاب لاؤ یا کوئی علم چلا آتا ہو وہ لاؤ اگر تم سچے ہو اور اس سے بڑھ کر گمراہ کون ہے جو اللہ کے سوا اسے پکارتا ہے جو قیامت کے دن تک اس کے پکارنے کا جواب نہ دے سکے اور انھیں ان کے پکارنے کی خبر بھی نہ ہو اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کے منکر

ہو جائیں گے۔"

اللہ تعالیٰ نے تو زمین و آسمان پیدا کیے، وہ ان کا مالک ہے جن کو یہ لوگ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کسی چیز کے خالق نہیں اور اللہ تعالیٰ کی ملکیت میں ان کا کوئی حصہ نہیں تو پھر ان کو پکارنا محض باطل ہے اور غیر اللہ کو پکارنے کی ان کے پاس کوئی دلیل بھی نہیں ہے۔اس لیے غیر اللہ کو پکارنا بہت بڑی گمراہی ہے اور پھر یہ بھی کہ پتھر کی یہ مورتیاں یا فوت شدہ اشخاص جن کو یہ پکارتے ہیں وہ قیامت تک ان کا جواب دینے سے قاصر ہیں اور قاصر ہی نہیں بلکہ بے خبر بھی۔یہی مضمون قرآن کریم میں اور کئی مقامات پر بھی بیان ہوا ہے۔(جیسے یونس:۲۹۔الاحقاف:۵،۶۔مریم:۸۱،۸۲۔النحل:۸۶۔الکہف:۵۲۔العنکبوت:۲۵)

## موت کے بعد دنیا میں آنے کا رد:

أَلَمْ يَرَوْا كَمْ أَهْلَكْنَا قَبْلَهُم مِّنَ الْقُرُونِ أَنَّهُمْ إِلَيْهِمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۳۱﴾

(یٰس : ۳۶/ ۳۱)

"کیا یہ نہیں دیکھ چکے کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی قوموں کو ہلاک کر دیا، وہ ان کے پاس لوٹ کر نہیں آئیں گے۔"

وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ ﴿۹۵﴾ (الأنبياء : ۲۱/ ۹۵)

"اور جن بستیوں کو ہم فنا کر چکے ہیں، ان کے لیے ناممکن ہے کہ وہ پھر لوٹ کر آئیں۔"

یعنی جس بستی کو ہم نے ہلاک کر دیا اس کا دنیا میں پلٹ کر آنا حرام ہے۔

قرآن میں ہے کہ اندھا اور دیکھنے والا برابر نہیں، اندھیرا اور روشنی برابر نہیں، سایہ اور دھوپ برابر نہیں، زندہ اور مردہ برابر نہیں، اللہ جس کو چاہے سناتا ہے اور تو (اے پیغمبر!) قبر والوں کو نہیں سنا سکتا۔(دیکھیے فاطر:۱۹،۲۲) اور ہدایہ(۳۱۴) میں ہے کہ مردے نہیں سنتے۔

امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے اصحاب اور سب مشائخ کے نزدیک بالاتفاق کسی کو قدرت نہیں کہ وہ اپنی آواز میت کو سنا سکے، لیکن جب اللہ تعالیٰ چاہے تو مردہ سنتا ہے۔(ہدایہ:۹۲۲/۱ تا ۹۲۵)

اس سے پہلے ہم اس کتاب کی بحث توحید فی العلم اور شرک فی العلم میں سترہ مختلف

روایات کے ذریعے ثابت کر چکے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو فوت ہونے کے بعد پتا نہیں کہ ان کی امت کیا کر رہی ہے تو پھر اور بزرگوں کا تو ذکر ہی کیا؟

سماع موتی کا عقیدہ قرآن کے خلاف ہے۔ مردے کسی کی بات نہیں سن سکتے، البتہ اس سے دو صورتیں مستثنیٰ ہوں گی کہ جہاں سماعت کی صراحت نص سے ثابت ہے، حدیث میں آتا ہے کہ لوگ جب مردے کو دفنا کر واپس جاتے ہیں تو وہ ان کے جوتوں کی آہٹ سنتا ہے یا جنگ بدر کے مقتولین جن کو رسول پاک ﷺ کی آواز معجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ نے سنوا دی۔ [1]

ان دو احادیث کے علاوہ سماع موتی کی جتنی بھی احادیث ہیں وہ انتہائی ضعیف بلکہ موضوع ہیں اور قرآن وصحیح احادیث کے خلاف بھی ہیں۔



[1] بخاری، کتاب المغازی، باب قتل أبی جهل: ۳۹۷۶

فصل : ۴

# چند دیگر امور

## محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے عقیدہ :

رسول اللہ ﷺ کے متعلق سب سے اہم بات جو امتی کی آخرت کے حساب سے نہایت ہی اہم ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی بے ادبی کفر ہے اور سب سے بڑی بے ادبی یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کلمہ پڑھ کر آپ ﷺ کے فرمان اور آپ ﷺ کی سنت کی بے ادبی کی جائے۔یعنی ان پر عمل نہ کیا جائے اور آپ ﷺ کا جو مقام ہے وہ کسی امتی کو دے دیا جائے یعنی آپ کے احکامات ماننے کی بجائے کسی دوسرے امتی کے احکام مانے جائیں۔ جو کچھ یہود و نصاریٰ نے کیا وہی کچھ آج امت مسلمہ بھی کر رہی ہے یعنی انبیائے کرام علیہم السلام کا مقام امتیوں کو دے دیا اور اللہ کا مقام انبیاء کو دے دیا۔ اسی وجہ سے یہود و نصاریٰ کو کافر و مشرک کہا گیا۔ہمیں اس معاملے کو اچھی طرح سمجھ کر چلنا چاہیے کیونکہ اس معاملے میں نہایت احتیاط کرنے کی ضرورت ہے۔لوگ آپ ﷺ کے اوصاف و کمالات تو جھوم جھوم کر بیان کرتے ہیں لیکن آپ ﷺ کی اطاعت سے گریزاں ہیں :

۱۔ محمد رسول اللہ ﷺ سب انبیاء سے افضل ہیں۔(البقرۃ : ۲۵۲، ۲۵۳)

۲۔ آپ ﷺ پر آسمانی ہدایت کی پیروی اور اللہ تعالیٰ کی بندگی اور توحید لازم تھی۔ (البقرۃ : ۲۸۵)

۳۔ آپ ﷺ کی اطاعت ہم پر فرض ہے۔(آل عمران : ۳۱)

۴۔ آپ ﷺ اللہ کے بندے اور بشر ہیں۔(البقرۃ : ۲۳، ۹۰، ۱۲۸، ۱۲۹، ۱۵۱)

۵۔ آپ ﷺ بشیر و نذیر ہیں۔(المائدۃ : ۱۹)

۶۔ آپ ﷺ اپنے یا کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں ہیں۔(القصص : ۵۶، الانعام : ۵۰، ۵۲، ۵۷، ۵۸۔ الجن : ۲۱)

۷۔ آپ ﷺ غیب نہ جانتے تھے۔ (الأنعام : ۵۰۔ الاعراف : ۱۸۸)

۸۔ آپ ﷺ کا کام صرف دین کی تبلیغ ہے۔ (آل عمران : ۲۰۔ الأعراف : ۲۔ ھود : ۱۲)

۹۔ آپ ﷺ کو توحید پر عمل کرنے اور شرک سے بچنے کا حکم دیا گیا۔

(ھود : ۱۱۳۔یوسف : ۱۰۸)

۱۰۔ آپ ﷺ کو معجزات کا اختیار نہ تھا۔

(بنی اسرائیل : ۹۰تا ۹۳۔ طٰهٰ : ۱۳۳۔ المؤمن : ۷۸۔ العنکبوت : ۵۰)

۱۱۔ آپ ﷺ کو قیامت کے وقت کا علم نہ تھا۔ (الأعراف : ۱۸۷۔ طٰهٰ : ۱۵۔ النمل : ۶۵)

۱۲۔ قرآن مجید میں آپ ﷺ کی موت کا ذکر ہے۔ (الأنبیاء : ۳۴، ۳۵۔ الزمر : ۳۰۔ ۳۱)

۱۳۔ آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اللہ کو کارساز یعنی مشکل کشا سمجھو۔

(الأحزاب : ۳، ۴۸۔ النمل : ۷۹۔ الزمر : ۳۸)

۱۴۔ آپ ﷺ کو مقام محمود ملے گا۔ (بنی إسرائیل : ۷۹)

۱۵۔ آپ ﷺ کسی کے وکیل (کارساز) نہیں یعنی مشکل کشا نہیں۔ (القصص : ۵۶)

۱۶۔ آپ ﷺ کا اسوہ۔ (الأحزاب : ۲۱۔ القلم : ۴)

۱۷۔ آپ ﷺ پر درود پڑھنا۔ (الأحزاب : ۵۶)

۱۸۔ شعر کہنا آپ ﷺ کے لائق نہیں۔ (یٰس : ۶۹)

۱۹۔ آپ ﷺ کوئی نئے رسول نہیں۔ (الأحقاف : ۹)

۲۰۔ آپ ﷺ کو حکم ہوا کہ اللہ تعالیٰ کو اپنا وکیل یعنی کارساز سمجھیں اور اللہ پر توکل یعنی بھروسا کریں۔ (النمل : ۷۹۔ الزمر : ۳۸)

۲۱۔ ہدایت دینا آپ ﷺ کے اختیار میں نہیں۔ (القصص : ۵۶) یہ آیت ابو طالب کے حق میں نازل ہوئی۔ (دیکھیے ترجمہ مع تفسیر احمد رضا خان صاحب)

① جن باتوں سے انسان کے اعمال برباد ہو جاتے ہیں، مثلاً جو لوگ اللہ کے حکموں کا انکار کرتے ہیں اور پیغمبر کو ناحق قتل کرتے ہیں اور لوگوں میں سے انصاف کا حکم کرنے والوں کو قتل کرتے ہیں، ان کے عمل دنیا و آخرت میں برباد ہو گئے۔ (آل عمران : ۲۲) اور جو ایمان سے منکر ہوا تو اس کے عمل برباد ہو گئے اور وہ آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہو گا۔ (مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیے: المائدۃ : ۵، ۵۳۔ التوبہ : ۱۷، ۶۹۔

محمد : ۹، ۲۸، ۳۲)

④ دین کی باتوں میں ہنسی مزاح سخت منع ہے۔ (التوبة : ۶۵، ۶۶)

③ اللہ تعالیٰ نے جہنم کو بھرنا ہے، جہنم سے بچو۔ (ھود : ۱۱۸، ۱۱۹)

④ اللہ تعالیٰ مالک یوم الدین ہے، یعنی قیامت کے دن اللہ تعالیٰ سب فیصلے فرمائے گا اور کسی کو بولنے کی اجازت نہ ہوگی۔ (المؤمن : ۱۶۔ فاتحه : ۳)

⑤ زمین اور آسمان میں ہر چیز کا مالک اللہ تعالیٰ ہے۔ (النساء : ۱۲۶، ۱۳۱، ۱۳۲، ۱۷۰تا ۱۷۲)

⑥ صراط مستقیم صرف ایک ہے اور وہ نبیوں، صدیقوں، شہداء اور صالحین کا طریقہ ہے۔ ان پر نہ خوف ہوگا نہ غم۔ (النساء : ۶۹) اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کا بتایا ہوا صراط مستقیم صرف ایک ہے، اس کے علاوہ جتنے بھی راستے اختیار کیے جائیں گے وہ سیدھے نہیں ہیں، بلکہ جہنم کی طرف لے جائیں گے۔

⑦ موت کا منظر، جب فرشتے جان نکالتے ہیں اور فرشتوں کے فرائض۔ (الاعراف : ۳۷تا ۴۱۔ النحل : ۲۸، ۲۹، ۳۲۔ حم السجده : ۳۰ تا۳۲)

⑧ اللہ پر جھوٹ باندھنے سے سخت منع کیا گیا ہے۔ جھوٹ باندھنا یہ ہے کہ انسان وہ بات کہے جو اللہ نے نہ کہی ہے۔ (النساء : ۵۰۔ المائدة : ۱۰۳)

⑨ مومن کا کافر و مشرک سے کوئی تعلق نہیں۔ (آل عمران : ۲۸۔ النساء : ۱۳۸، ۱۳۹، ۱۴۴۔ التوبه : ۲۳، ۲۴، ۲۸، ۲۹، ۱۱۳)

⑩ مشرکین کا پرانا شیوہ ہے کہ مومنوں سے کہنا کہ تم پر ہمارے معبودوں کی مار پڑ گئی ہے۔ (ہود : ۵۴، ۵۵) جیسے آج کل کہتے ہیں کہ تم پر ہمارے گیارھویں والے کی مار پڑ گئی ہے۔

⑪ انبیائے کرام علیہم السلام نے اپنی امتوں سے فرمایا ہم تم سے اجر نہیں مانگتے، ہمارا اجر اللہ کے پاس ہے۔ (ھود : ۲۹، ۵۱۔ الأنعام : ۹۰۔ یونس : ۷۲)

⑫ مومنوں کا عیب کیا ہے؟ جرم کیا ہے؟ (آل عمران : ۱۹۵۔ البروج : ۸، ۹) یعنی توحید پر ایمان لانا ہی ہمیشہ سے مومنوں کا جرم رہا ہے۔

## نعت خوانی اور شرک:

رسول اللہ ﷺ کے وقت توحید پر مبنی شعر کہے جاتے رہے ہیں، ان کا ذکر بخاری اور مسلم

شریف میں ہے۔لیکن آج کل نعت خوانی میں شرکیہ اشعار پڑھے جاتے ہیں، جو اپنی عاقبت برباد کرنے کے مترادف ہیں۔غلط قسم کے اشعار کی قرآن میں مذمت آئی ہے:

وَالشُّعَرَآءُ يَتَّبِعُهُمُ الْغَاوُنَ ﴿۲۲۴﴾ اَلَمْ تَرَ اَنَّهُمْ فِيْ كُلِّ وَادٍ يَّهِيْمُوْنَ ﴿۲۲۵﴾ وَ اَنَّهُمْ يَقُوْلُوْنَ مَا لَا يَفْعَلُوْنَ ﴿۲۲۶﴾ (الشعراء : ۲۶/ ۲۲۴ تا ۲۲۶)

''اور شاعروں کی پیروی تو گمراہ ہی کرتے ہیں، کیا تم نے نہیں دیکھا کہ وہ ہر میدان میں بھٹکتے پھرتے ہیں اور وہ جو کہتے ہیں کرتے نہیں۔''

شاعروں کی اکثریت چونکہ ایسی ہوتی ہے کہ وہ اصول و ضابطہ کے بجائے ذاتی پسند و ناپسند کے مطابق اظہار رائے کرتے ہیں۔علاوہ ازیں اس میں غلو و مبالغہ آرائی سے کام لیتے ہیں اور شاعرانہ تخلیات میں کبھی ادھر اور کبھی ادھر بھٹکتے ہیں۔اس لیے فرمایا کہ ان کے پیچھے لگنے والے بھی گمراہ ہیں۔اسی قسم کے اشعار کے لیے حدیث میں بھی فرمایا گیا ہے کہ ''پیٹ کا لہو پیپ سے بھر جانا جو اسے خراب کردے، شعر سے بھر جانے سے بہتر ہے۔''[1]

## راگ اور گانے کے متعلق حنفی فقہ کی مشہور کتابوں کے حوالے:

① جو قرآن کو دف وغیرہ کے ساتھ پڑھے وہ کافر ہے۔(درمختار:۵۹۲)
② رقص کرنے والے اور حال جاننے والے اور حال کھیلنے والے کافر ہیں۔(درمختار: ۶۱۰)
③ گانے بجانے سے لذت اٹھانا کفر ہے۔(درمختار : ۲۲۲۔ ہدایہ: ۲۴۶)
④ صوفیاء گانا سننے والے، حال کھیلنے والے، مفسد بے دین ہیں۔(ہدایہ: ۴/ ۳۱۷)
⑤ گانا اللہ کے نزدیک شرک ہے۔(ہدایہ: ۳۴۶)

مزید حوالہ جات کے لیے دیکھیں صفحہ ۳۹۸ سے نمبر شمار (۳۶ تا ۳۹) اور باب حنفی فقہ کے وہ مسائل جو قرآن و حدیث کے مطابق ہیں، جس کا نمبر شمار ۱۲۱ تا ۱۳۲ ہے۔ص ۵۲۵

## کچھ اہل حدیث صاحبان کے بارے میں:

① اہل حدیث صاحبان غیر اللہ کے پکارنے اور شرک کی دوسری اقسام کے مرتکب ہونے والوں کے جنازے پڑھتے نظر آتے ہیں اور ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے نظر آتے ہیں، جو قرآن کے سراسر خلاف ہے۔(التوبہ : ۱۱۳)

[1] مسلم، كتاب الشعر، باب في إنشاد الأشعار و بيان أشعر الكلمة و ذم الشعر : ۲۲۵۷

② کچھ اہل حدیث صاحبان تعویذ گنڈوں کو جائز قرار دیتے ہیں۔
③ پانچ وقتی فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کرتے نظر آتے ہیں حالانکہ یہ ثابت نہیں۔
④ اذان دینے کی اجرت لینا۔
⑤ جمہوریت کی شرعی حیثیت جیسے مسائل پر تحقیق اور نظر ثانی کی ضرورت ہے۔

مذکورہ پہلے مسئلے کے متعلق عرض ہے کہ سورۃ التوبہ کی آیت (۱۱۳) میں شرک کے مرتکب ہونے والوں کے لیے دعائے مغفرت سے منع فرمایا گیا ہے اور تعویذ گنڈوں کے متعلق بدعت کے باب میں تفصیلی بحث ہو چکی ہے، وہاں ملاحظہ فرمائیں، جمہوریت سے متعلق بھی آگے الگ بحث آ رہی ہے اور اجرت پر مؤذن رکھنے سے رسول اللہ ﷺ نے منع کیا ہے۔

اور رہا مسئلہ پانچ وقتی فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کا تو یہ ثابت نہیں۔

یاد رہے کہ محترم محمد صادق صاحب سیالکوٹی کی نماز کے موضوع پر ایک کتاب ہے جس کا نام "صلوٰۃ الرسول" ہے، اس کتاب میں موضوع اور انتہائی ضعیف روایات بھی درج ہیں پھر ایک کتاب ''القول المقبول'' مؤلفہ عبدالرؤف چھپی، یہ کتاب "صلوۃ الرسول" پر تحقیق ہے اور اس کا تیسرا ایڈیشن ۸۱۰ صفحات پر مشتمل ہے پھر ان دونوں کتابوں کو سامنے رکھ کر ادارہ دارالسلام لاہور نے کتاب ''نماز نبوی ﷺ'' لکھی ہے جو ۳۰۴ صفحات پر مشتمل ہے، یہاں ہم پانچ وقتی فرض نماز کے بعد دعا کے بارے میں ''نماز نبوی ﷺ'' میں سے حوالہ جات درج کرتے ہیں:

## فرضی نماز کے بعد اجتماعی دعا:

فرض نماز کے بعد اجتماعی دعا کے ثبوت میں کوئی مقبول حدیث نہیں ہے۔ نہایت تعجب کی بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ منورہ میں دس سال رہے۔ پانچوں وقت نمازیں پڑھائیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی کثیر تعداد نے آپ کی اقتدا میں نمازیں پڑھیں مگر ان میں سے کوئی ایک بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہ کرے تو یہ اس کے بطلان کی واضح دلیل ہے۔ مولانا عبدالرحمٰن مبارکپوری کہتے ہیں اگر کوئی انفرادی طور پر نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگ لیتا ہے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ امام ابن قیم، امام ابن حجر رحمہ اللہ اور بہت سے محققین علماء نے فرض نماز کے بعد مروجہ اجتماعی دعا کا انکار کیا ہے اور اسے بدعت کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''عنقریب میری

امت میں ایسے لوگ پیدا ہوں گے جو پانی کے استعمال میں اور دعا کرنے میں حد سے تجاوز کریں گے۔''❶

اجتماعی دعا کی دلیل میں بیان کی جانے والی تمام روایات ضعیف ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے:

① سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جو بندہ ہر نماز کے بعد اپنے دونوں ہاتھ پھیلا کر دعا کرے، اللہ تعالیٰ اس کے ہاتھوں کو نامراد نہیں لوٹاتا۔ (ابن السنی: ۱۳۸) اس کی سند میں ایک تو اسحاق بن خالد ہے جو منکر احادیث روایت کرتا ہے، دوسری بات یہ کہ امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ (اس کے ایک اور راوی) عبدالعزیز بن عبدالرحمٰن کی خصیف سے بیان کردہ روایات جھوٹی اور من گھڑت ہوتی ہیں۔ تیسری بات یہ کہ خصیف کا سیدنا انس رضی اللہ عنہ سے سماع معلوم نہیں اور آخری بات یہ کہ اس روایت میں اجتماعی دعا کا کوئی ذکر نہیں ہے۔

② سیدنا یزید بن اسود عامری رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز فجر کا سلام پھیرا اور دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی۔ (فتاویٰ نذیریہ)۔ اس حدیث کی سند حسن ہے مگر مولانا عبیداللہ رحمانی مرحوم لکھتے ہیں: ''کتب احادیث کے اندر اصل حدیث میں (( وَرَفَعَ يَدَيْهِ فَدَعَا )) (دونوں ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی) کے الفاظ موجود نہیں ہیں۔'' علاوہ ازیں اس میں بھی اجتماعی دعا کا ذکر نہیں ہے۔

③ سیدنا عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن زبیر رضی اللہ عنہم دعا کرتے تھے اور (آخر میں) اپنی دونوں ہتھیلیاں اپنے منہ پر پھیرتے تھے۔❷ اس کی سند بخاری کی شرط پر ہے، تاہم اس میں بھی جماعت کے بعد اجتماعی دعا کا ذکر نہیں۔ اس سلسلہ میں پیش کی جانے والی تقریباً تمام روایات نہ صرف سخت ضعیف ہیں بلکہ ان میں اجتماعی دعا کا ذکر تک نہیں ہے اور بعض احادیث کا موقع و محل تو کچھ اور ہے مگر انھیں زبردستی زیر بحث اجتماعی دعا کے ساتھ نتھی کر دیا گیا ہے۔ تفصیل کے لیے ''صلوٰۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم'' (مؤلفہ حکیم صادق سیالکوٹی) کا وہ نسخہ ملاحظہ

❶ أبوداوٗد أبواب الوتر، باب الدعاء: ۱۴۸۰۔ امام حاکم اور امام ذہبی نے اسے صحیح کہا ہے

❷ الأدب المفرد للبخاری، باب رفع الأيدى فى الدعاء: ۶۲۴

فرمائیں جو شیخ عبدالرؤف بن عبدالحنان کی تخریج وتعلیق سے آراستہ ہے۔(ع،ر)

## کیا فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا بدعت ہے؟:

اس سلسلہ میں درج ذیل امور قابل غور ہیں:

۱ ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک مستقل عبادت ہے جو غیر مؤقت ہے یعنی کسی بھی وقت کی جا سکتی ہے۔ البتہ جن مواقع پر اس کا اہتمام کرنا سنت سے ثابت ہے ان کو ترجیح دی جائے گی۔

۲ جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اپنی سہولت کے لیے اسے کسی خاص وقت میں روزانہ کرنا چاہتے ہیں تو اصولی طور پر یہ بھی جائز ہے۔ ارشاد نبوی ہے: ''اللہ تعالیٰ کو وہ عمل زیادہ محبوب ہے جس پر ہمیشگی کی جائے، اگرچہ تھوڑا ہو۔''❶

لیکن کسی کے لیے یہ جائز نہیں ہے کہ تمام جائز اوقات کو چھوڑ کر صرف ایک وقت کو عملاً فرض کا درجہ دے کر دوسرے مسلمانوں کو اس کا پابند بنائے کیونکہ جب شریعت نے اس وقت کو مسلمانوں پر مقرر نہیں کیا تو یہ کیوں کرے۔ مثلاً اگر مختلف افراد روزانہ مختلف اوقات میں قرآن پاک کی مختلف سورتیں پڑھتے ہیں تو یہ جائز عمل ہو گا لیکن اگر کوئی مولوی صاحب یہ دعوت دینی شروع کر دے کہ تمام اہل اسلام روزانہ نماز فجر کے بعد بیس مرتبہ سورۃ القمر پڑھا کریں اس کا یہ ثواب ہے پھر اس کے حلقہ اثر میں آنے والے تمام مسلمان واقعتاً سختی کے ساتھ اس کی پابندی کریں تو ان کا یہ عمل محتاج دلیل بن جائے گا، اگر شرعی دلیل میں اس کی صراحت آ جائے تو سنت ہو گا ورنہ بدعت۔

۳ جو عبادت ہر وقت جائز ہو اگر آپ اسے کسی خاص موقع پر کرنا چاہتے ہیں تو احتیاطاً یہ معلوم کر لیں کہ کہیں اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض تو مقرر نہیں کیا۔ کیونکہ اگر اس موقع کے لیے شریعت نے کوئی فرض عائد کیا ہے تو پھر فرض ترک کر کے جائز کام میں لگے رہنا قطعاً جائز نہیں ہے۔ مثلاً نماز باجماعت کھڑی ہو اور جس نے یہی نماز جماعت کے ساتھ پہلے نہیں پڑھی اس کے لیے جائز نہیں ہے کہ وہ جماعت میں شامل ہونے کی بجائے سنتیں یا نوافل پڑھتا رہے، کوئی ورد، وظیفہ، دعا یا تلاوت کرتا رہے، کیونکہ ان جائز

❶ مسلم، صلوٰۃ المسافرین، باب فضیلة العمل الدائم......الخ :۷۸۲

نیکیوں کو مؤخر کرنے کی گنجائش موجود ہے لیکن موقع کے فرض کو بلاوجہ مؤخر کرنے کی قطعاً کوئی گنجائش نہیں ہے۔

❹ اگر اس خاص موقع کے لیے شریعت نے کوئی سنت مقرر کر رکھی ہے تو بھی جائز کام کو چھوڑ کر سنت کو ترجیح دی جائے گی، اگر چہ سنت فرض نہیں، اسے کیا جائے تو بہت زیادہ ثواب ہے اور اگر کسی وجہ سے کبھی چھوٹ جائے تو کوئی گناہ نہیں مگر ایک موقع کی سنت کو جب ہمیشہ ترک کیا جائے گا تو گناہ لازم آئے گا کیونکہ سنت چھوڑنے کے لیے نہیں بلکہ اپنانے کے لیے ہوتی ہے، اسے اپنانا ہی حب رسول ﷺ کا تقاضا ہے، جب کہ اسے چھوڑے رکھنا اس سے بے رغبتی کی دلیل ہے اور ارشاد پاک ہے: ''جس نے میری سنت سے بے رغبتی کی وہ مجھ سے نہیں۔''❶

اس کی مثال فرض نماز کے بعد لا الہ الا اللہ کا اجتماعی ورد ہے، اس میں کوئی شک نہیں کہ لا الہ الا اللہ افضل الذکر (سب سے افضل ذکر) ہے لیکن اسے کسی بھی وقت کرنا جائز ہے اور چونکہ فرض نماز کے بعد والا وقت بھی اوقات میں سے ایک وقت ہے لہٰذا اگر کوئی شخص کسی فرض نماز کے بعد اپنے طور پر لا الہ الا اللہ کہہ دیتا ہے تو بالکل جائز ہے لیکن جب ہم یہ دیکھتے ہیں کہ فرض نماز کے فوراً بعد نبی اکرم ﷺ کا معمول اور سنت کچھ اور ہے تو پھر ہر فرض نماز کے بعد ہمیشہ لا الہ الا اللہ کا ورد کرنے کا مطلب یہ ہے کہ اس موقع کی سنت کو ختم کر دیا جائے۔ لا الہ الا اللہ کا ورد مؤخر ہو سکتا ہے لیکن نماز کے بعد والے مسنون اذکار اور دعاؤں کو ہمیشہ مؤخر کرنا کسی طرح بھی جائز نہیں ہے، ویسے بھی کورس کی شکل میں بلند آواز سے لا الہ الا اللہ کے اجتماعی ورد کی پورے عہد نبوت میں کوئی مثال نہیں ملتی۔

❺ اگر کسی موقع کی سنت کے ساتھ ایک اور سنت آملے تو دونوں سنتوں کو بجا لانا درست ہو گا، مثلاً کسی فرض نماز کی جماعت ہوئی، امام صاحب اور مقتدی حضرات مسنون اذکار اور دعاؤں میں مصروف ہو گئے، اچانک کسی نے کہا بیماروں کے لیے دعا کریں یا فلاں شخص بیمار ہے اس کے لیے دعا کر دیں وغیرہ تو کسی کے مطالبے پر دعا بھی سنت ہے، لہٰذا دعا کرنا جائز ہو گا۔

❻ یاد رکھیے! ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا نہ تو فرض نماز کا حصہ ہے اور نہ بعد والے مسنون

---

❶ بخاری، النکاح، باب الترغیب فی النکاح: ۵۰۶۳

اذکار کا حصہ ہے، اس لیے اس کا دائمی اہتمام کرنا درست نہیں ہے کیونکہ:

۷ فرض نماز ایک الگ عبادت ہے اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا ایک الگ عبادت ہے اور جب کسی شرعی دلیل کے بغیر: (الف) دو الگ الگ عبادتوں کو ایک مخصوص ترتیب کے ساتھ ہمیشہ ایک ساتھ ادا کیا جائے کہ (ب) دونوں ایک دوسرے کا حصہ معلوم ہوں حتیٰ کہ ایک کے بغیر دوسری کو نامکمل سمجھا جانے لگے نیز (ج) ایک شرعی مسئلے کی طرح لوگوں کو اس کی دعوت، ترغیب اور تعلیم دی جائے (د) اور جو شخص ان عبادات کو آپ ﷺ کے طریقے کے مطابق ادا نہ کرے اسے منکر اور گستاخ کے القابات سے نوازا جائے تو آپ راہ سنت سے بھٹک جائیں گے کیونکہ جب مختلف عبادات کو اپنی مرضی سے یکجا کر کے ایک نیا طریقہ رائج کیا جائے گا تو وہ سنت نہیں رہتا، بدعت بن جاتا ہے۔

۸ بات اصول کی ہے جو کام نبی اکرم ﷺ کی زندگی میں ضروری بھی ہو اور اسے کرنے کے لیے کوئی رکاوٹ بھی موجود نہ ہو پھر بھی پورے عہد نبوت میں اسے کوئی نہ کرے مگر ہم نہ صرف خود اسے ہمیشہ کریں بلکہ دوسروں کو بھی اس کی دعوت دیں تو وہ بلا شبہ بدعت ہے۔ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا عہد نبوت میں فرض نمازوں کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کا اہتمام کرنے میں کوئی رکاوٹ تھی، یقیناً نہیں تھی پھر بھی اگر کسی فرض نماز کے بعد اس کا کبھی اہتمام نہیں کیا گیا تو اس سے معلوم ہوا کہ اس کا اہتمام نہ کرنا سنت ہے کیونکہ ناممکن ہے کہ ایک چیز دین بھی ہو اور عہد نبوت میں کر سکنے کے باوجود اسے کوئی نہ کرے، یا اسے کیا گیا ہو مگر مقبول احادیث کے وسیع ذخیرے میں وہ کسی کو کہیں نظر نہ آئے۔

۹ انسان فطرتاً سہولت پسند ہے، اسے مسنون دعائیں یاد کرنا گراں گزرتا ہے اور چونکہ اس کی مصروفیات بھی بہت زیادہ ہیں، لہٰذا وہ فرض نمازوں کے بعد یکسوئی کے ساتھ پانچ چھ منٹ نہیں نکال سکتا، لہٰذا اس سنت سے پہلو بچانے کے لیے اس کا متبادل ایجاد کر لیا گیا یعنی مولوی صاحب نے سلام پھیرتے ہی ہاتھ اٹھائے، چند مسنون و غیر مسنون الفاظ پر مشتمل چھوٹے چھوٹے جملے بولے اور منہ پر ہاتھ پھیر کر تمام نمازیوں کو فارغ کر دیا جس کے بعد وہ سب (مسنون اذکار پڑھے بغیر) اٹھ کھڑے ہوں۔

درحقیقت یہ دعا نہیں رسم ہے جو انتہائی نیک نیتی سے ہر فرض نماز کے بعد ادا کی جاتی ہے اور اس طرح غیر شعوری طور پر ایک سنت کو مٹانے کا گناہ کیا جا رہا ہے۔ افسوس کہ لوگوں کو

بدعتوں پر عمل کرنے کے لیے تو بڑا وقت مل جاتا ہے مگر سنت کو اپنانے کے لیے وقت نہیں ملتا، جو شخص بدعت کی تردید کرے اسے سرے سے دعا ہی کا منکر بنا دیا جاتا ہے جب کہ سنت کا تارک اہل السنۃ والجماعۃ !!

۱۵ فرض نمازوں کے بعد مسنون اذکار اور دعاؤں کو چھوڑ کر ان کے متبادل کے طور پر لاالٰہ الا اللہ کے اجتماعی ورد اور ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا مانگنے کو اس لیے رواج دیا گیا ہے کہ یہ ہمارے مسلک کی علامت اور پہچان بن جائیں۔ کیا کسی مسلک کے تحفظ کے لیے شرعی مسائل واحکام کے ساتھ اس طرح کھیلنا جائز ہے؟ اسلام کا حکم کیا ہے؟ فرقہ واریت کو مٹایا جائے یا اسے فروغ دیا جائے؟

خلاصہ یہ ہے کہ فرض نماز کے بعد ہاتھ اٹھا کر اجتماعی دعا کرنا فی نفسہ جائز ہے لیکن اس جائز کا ٹکراؤ ایک سنت سے ہو رہا ہے، لہٰذا اسے معمول نہیں بنانا چاہیے کیونکہ سنت رسول مقبول ﷺ ہی اس بات کا زیادہ حق رکھتی ہے کہ وہ ہر کلمہ گو مسلمان کا معمول بنایا جائے اور یہ مسلمان کا مسلک اور پہچان بنے، لہٰذا ہمیں عموماً انھی اذکار اور دعاؤں پر اکتفا کرنا چاہیے جن پر ہمارے پیارے نبی ﷺ اور ان کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہمیشہ اکتفا کرتے رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق دے۔ آمین! (ع۔ر)

یاد رہے کہ امام کے سلام پھیرنے سے جماعت ختم ہو جاتی ہے مگر نمازیوں کا اجتماع ختم نہیں ہوتا بلکہ ہر نمازی اپنی اپنی جگہ پر بیٹھ کر عموماً ایک ہی قسم کے مسنون الفاظ پڑھ رہا ہوتا ہے۔ یہی نماز با جماعت کے بعد اجتماعی دعا کا مسنون تصور ہے اور اسی پر سلف صالحین کا عمل رہا ہے لیکن یہ بات کہ امام اور مقتدی حضرات لازماً ہاتھ اٹھائیں اور مخصوص مروجہ انداز میں مختصر سی رسم دعا ادا کر کے نمازیوں کو فارغ کر دیں تو یہ کسی طرح درست نہیں ہے۔ (محمد عبدالجبار)



# شیعیت اور مرزائیت

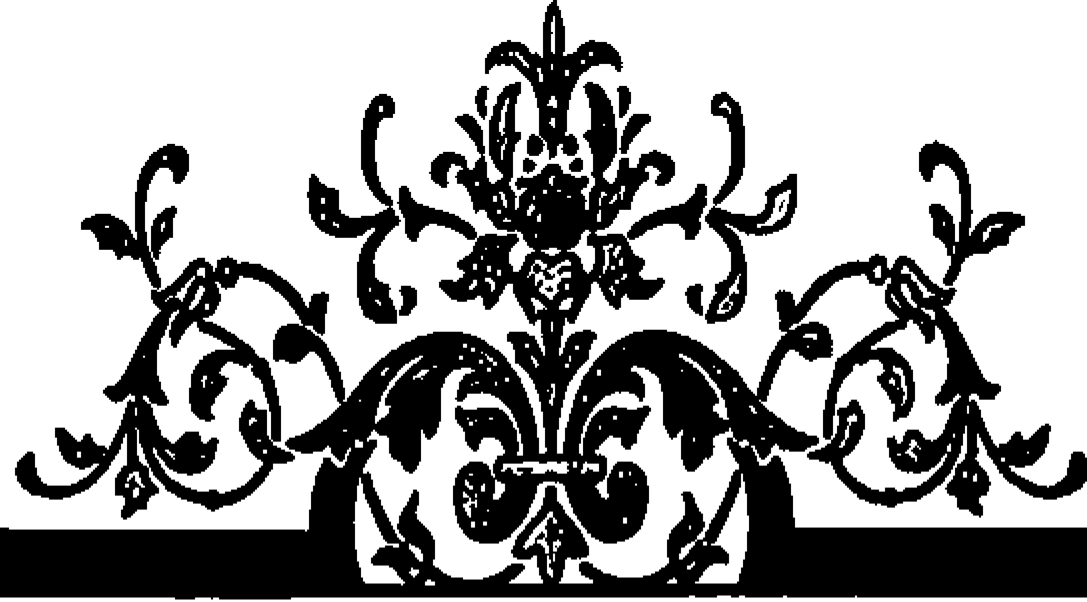




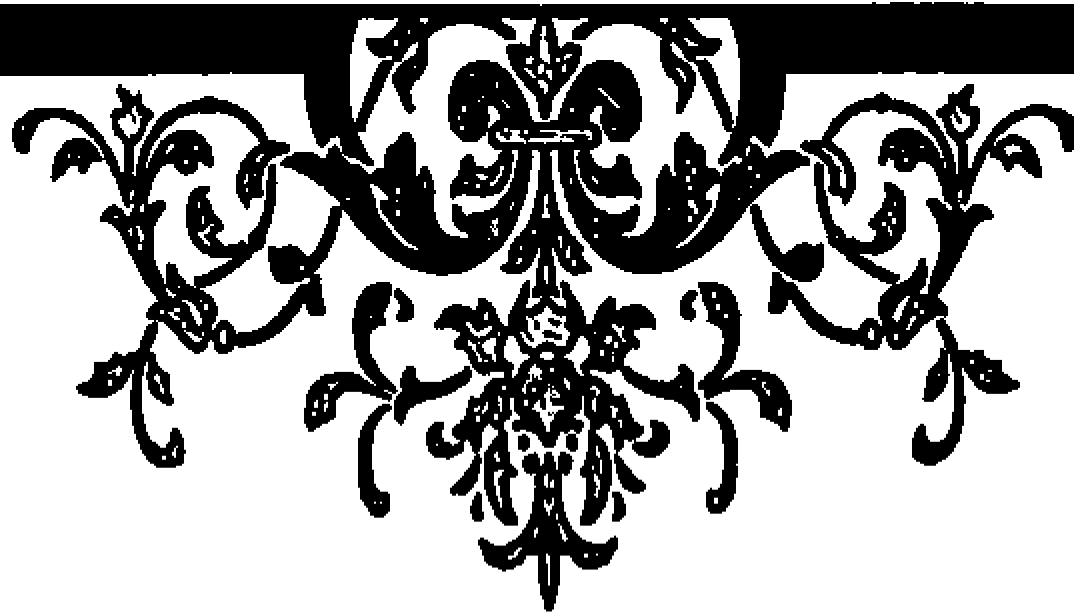

فصل اول ........... عقائد شیعہ

فصل دوم ........... مرزائیت





قرآن کریم کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کا عیدہ جوان کی پہلی بنیادی کتاب ''الکافی'' (مصنفہ کلینی) سے لے کر آج کے دور کے شیعوں کے حاضر امام خمینی کی تصانیف تک ہر مقام پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے اور نیز ان کی تفاسیر وغیرہ میں بھی علی الاعلان بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد آپ ﷺ کے ساتھیوں نے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لیے سیدنا علی t کے حقوق غصب کرنے کے لیے اپنی مرضی کے مطابق قرآن میں بے شمار تحریفیں اور تبدیلیاں کیں اور یہ قرآن وہ اصلی قرآن نہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھ، (معاذ اللہ!) وہ قرآن صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جمع کی تھا اور اس وقت امام الزماں (امام العصر امام غائب مہدی) کے پاس ہے جو ۲۶۰ ہجری سے غائب لیکن زندہ ہیں، جب وہ ظاہر ہوں گے تو اصلی قرآن نکال کر باہر لائیں گے۔



فصل : ۱

# عقائد شیعہ

نظریۂ امامت، صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) سے بغض و عداوت اور تحریف قرآن، یہ تین عقیدے ایسے ہیں جنھوں نے شیعہ صاحبان کو اہل سنت والجماعت سے بالکل کاٹ کر علیحدہ کر دیا ہے اور اب ان کی اسلام سے اور مسلمانوں سے کوئی قدر مشترک نظر نہیں آتی۔ اس کے علاوہ یہ غیر اللہ کو پکارتے ہیں جس کا ذکر توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت میں بڑی تفصیل کے ساتھ کیا جا چکا ہے اور یہ لوگ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا اور حاجت روا مانتے ہیں اور حنفی بریلوی اس معاملہ میں ان کے ہم عقیدہ ہیں، حالانکہ ابو طالب جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حقیقی چچا تھے اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے باپ تھے وہ کافر فوت ہوئے اور دوزخی ہیں، یہ قرآن میں ہے۔ (القصص: ۵۶۔ التوبہ: ۹/۱۱۳) سب جمہور مفسرین کے مطابق یہ دونوں آیات ابو طالب کے بارے میں نازل ہوئیں۔ (دیکھیے ترجمہ احمد رضا خان صاحب وتفسیر مراد آبادی) یہ مسئلہ بخاری و مسلم میں ہے اور حنفی فقہ کی کتابوں میں بھی ہے۔ مثلاً دیکھیے صفحہ ۴۳۴، ۴۳۵ سے نمبر شمار ۳۱، ۳۲۔ ثابت ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا و حاجت روا نہیں۔ کربلا کا واقعہ ہمارے سامنے ہے جس میں سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کا سارا گھرانا اور آپ رضی اللہ عنہ کے جملہ ساتھی کربلا کے میدان میں شہید ہوئے۔ یہ واقعہ بھی ثابت کرتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور سیدنا علی رضی اللہ عنہ مشکل کشا یا حاجت روا نہیں بلکہ ان لوگوں نے یہ نام اپنی طرف سے رکھ لیے ہیں حالانکہ حاجت روائی، مشکل کشائی صرف اللہ تعالیٰ کے اختیار میں ہے۔

## شیعہ عقائد کا اصلی روپ:

سب سے اہم انکشاف یہ ہے کہ شیعیت بذات خود ایک الگ مذہب ہے جو کلمہ، بنیادی عقائد، ارکان، عبادات، فقہی مسلک وغیرہ کے ہر ایک معاملہ میں جزئیات تک قرآن و سنت

کے خلاف، متوازی اور ایک الگ تعلیم دیتا ہے اور اسلام اور شیعیت آپس میں کہیں بھی نہیں ملتے۔ لہٰذا یہ نہایت عظیم اور خطرناک غلطی ہے اور ہو گی ، بلکہ صحیح بات یہ ہے کہ یہ دوسرے مسلمانوں کو دھوکا دینا ہو گا کہ یوں کہا جائے کہ شیعہ مذہب کے متبعین اسلام ہی کا ایک فرقہ ہیں۔ اسلام کی ساری تعلیم کی بنیاد رسول اللہ ﷺ کی رسالت اور ختم نبوت اور آپ ﷺ پر نازل شدہ کتاب قرآن مجید اور رسول اللہ ﷺ کی سنت اور احادیث ہیں، شیعہ ان تینوں معاملات میں قطعی علیحدہ مسلک اور عقیدہ رکھتے ہیں، تفصیل حسب ذیل ہے۔

### ❶ قرآن کے بارے تحریف کا عقیدہ:

قرآن کریم کے بارے میں شیعہ اثنا عشریہ کا عقیدہ جو ان کی پہلی بنیادی کتاب ''الکافی'' (مصنفہ کلینی) سے لے کر آج کے دور کے شیعوں کے حاضر امام خمینی کی تصانیف تک ہر مقام پر یہ لکھا ہوا ملتا ہے اور نیز ان کی تفاسیر وغیرہ میں بھی علی الاعلان بیان کیا گیا ہے، وہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی رحلت کے فوراً بعد آپ ﷺ کے ساتھیوں نے اپنے ناپاک ارادوں کی تکمیل کے لیے سیدنا علی رضی اللہ عنہ کے حقوق غصب کرنے کے لیے اپنی مرضی کے مطابق قرآن میں بے شمار تحریفیں اور تبدیلیاں کیں اور یہ قرآن وہ اصلی قرآن نہیں جو رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوا تھا، (معاذ اللہ!) وہ قرآن صرف سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے جمع کیا تھا اور اس وقت امام الزماں (امام العصر امام غائب مہدی) کے پاس ہے جو ۲۶۰ ہجری سے غائب لیکن زندہ ہیں، جب وہ ظاہر ہوں گے تو اصلی قرآن نکال کر باہر لائیں گے۔ موجودہ قرآن سے آل محمد ﷺ کے حقوق کے بارے میں، علی رضی اللہ عنہ کو خلیفۂ اول بننے (خلیفہ بلا فصل) کے بارے میں نیز علی رضی اللہ عنہ اور ان کی اولاد میں امامت کے بارے میں، ائمہ کے ناموں سمیت جو کچھ نازل ہوا تھا وہ سب کچھ نکالا گیا ہے اور بے شمار آیات تحریف اور تبدیل کر کے اس قرآن میں لکھی گئی ہیں اور داخل کی گئی ہیں۔

### ❷ حدیث اور سنت کو رد کرنا:

رسول اللہ ﷺ کی احادیث اور سنن قرآن پاک کی تفسیر اور تشریح ہیں، حدیث سے مراد رسول اللہ ﷺ کے اقوال اور ارشادات ہیں اور سنت سے مراد آپ ﷺ کے اعمال، اور جو اعمال آپ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے صادر ہوئے ان کی عملی صورت کو سنت کہا جاتا ہے۔

ان دونوں حدیث اور سنت کے ابتدائی پہنچانے والے راوی بھی قرآن کریم پہنچانے والوں کی طرح رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہی ہو سکتے تھے اور وہی ہیں۔ حدیث وسنت کی روشنی میں نہ صرف قرآن کریم کی صحیح منشا، معنی اور مفہوم متعین ہوتا ہے بلکہ مذہب اسلام کے ہزاروں ایسے جزئیاتی مسائل ہیں جن کی تفصیل پیغمبر کریم ﷺ کی حدیث وسنت ہی سے ملتی ہے۔ اس بارے میں بھی شیعوں کی راہ اسلام سے بالکل الگ اور جدا ہے۔ شیعہ تقیہ کر کے سنت وحدیث کا نام تو لیتے ہیں، لیکن درحقیقت حدیث وسنت سے ان کی اصل مراد رسول اللہ ﷺ کے ارشادات اور اعمال نہیں ہیں، جن کے پہلے راوی رسول اللہ ﷺ کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہو سکتے ہیں اور وہی ہیں۔ بلکہ شیعوں کے نزدیک چونکہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سوائے تین یا چار کے باقی سب ناقابل اعتبار، غاصب، منافق، لالچی، خودغرض، مرتد اور کافر تھے (نعوذ باللہ!) جنھوں نے قرآن ہی کو تبدیل کر دیا تو پھر احادیث پر کیا اعتبار۔ پھر شیعوں کے پاس احادیث کی اپنی مرتب کی ہوئی دوسری الگ کتابیں ہیں جن کی آخری سند رسول اللہ ﷺ کی ذات گرامی نہیں بلکہ شیعوں کے ائمہ ہیں اور سنت وحدیث سے ان کی مراد وہی روایتیں ہیں جو ائمہ کے ناموں سے منسوب ان کی کتابوں میں مرقوم ہیں۔ یہاں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اسلام میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی مشہور کتابوں سے، جن کو کتب ستہ کہا جاتا ہے، شیعوں کی روایتوں کی معتبر کتابوں کو جن کو وہ ''اصول اربع'' کہتے ہیں بتقابل میں لایا جائے تا کہ اصل حقیقت مکمل طور سے واضح ہو سکے۔

## اسلام میں احادیث کی مشہور کتابیں:

① مؤطا امام مالک، از امام مالک بن انس۔ ولادت ۹۵ ہجری، وفات ۱۷۹ ہجری۔
② صحیح بخاری، از امام ابو عبداللہ محمد بن اسمٰعیل بخاری۔ ولادت ۱۹۴ ہجری، وفات ۲۵۶ ہجری۔
③ صحیح مسلم، از امام حافظ مسلم بن حجاج القشیری۔ ولادت ۲۰۴ ہجری، وفات ۲۶۱ ہجری۔
④ جامع ترمذی، از امام ابوعیسیٰ محمد بن موسیٰ۔ ولادت ۲۰۹ ہجری، وفات ۲۷۹ ہجری۔
⑤ سنن ابی داؤد، از امام ابو داؤد سلیمان بن الاشعث۔ ولادت ۲۰۲ ہجری، وفات ۲۷۵ ہجری۔

⑥ سنن نسائی، از امام ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب۔ ولادت ۲۱۴ ہجری، وفات ۳۰۳ ہجری۔

⑦ سنن ابن ماجہ، از ابوعبداللہ محمد بن یزید۔ ولادت ۲۰۹ ہجری، وفات ۲۷۳ ہجری۔

## شیعہ مذہب میں ائمہ کی طرف منسوب روایات کی مشہور کتابیں (اصول اربع):

① الجامع الکافی، از ابوجعفر محمد بن یعقوب کلینی رازی۔ وفات ۳۲۸ ہجری۔ حال ہی میں ۱۳۹۱ ہجری میں ایران سے ۸ جلدوں میں چھپی ہے۔

② من لایحضرہ الفقیہ، از محمد بن علی ابن بابویہ قمی۔ وفات ۳۸۱ ہجری۔ حال ہی میں ۱۳۹۰ ہجری میں ایران سے بھی چھپی ہے، چار جلدوں میں ہے۔

③ استبصار، از ابوجعفر محمد بن حسن طوسی۔ وفات ۴۶۰ ہجری۔ حال ہی میں ۱۳۹۰ ہجری میں ایران سے چار جلدوں میں چھپی ہے۔

④ تہذیب الاحکام، از ابوجعفر محمد بن حسن طوسی۔ وفات ۴۶۰ ہجری۔ حال ہی میں ۱۳۹۰ ہجری میں ایران سے بھی دس جلدوں میں چھپی ہے۔

شیعوں کے بارے میں قرآن میں تحریف اور تبدیلی کے عقیدے کی بات تو عوام میں بھی مشہور ہے لیکن انھوں نے نبی اکرم ﷺ کی احادیث کو بھی رد کیا ہے۔ اس حقیقت سے تو ہمارے اکثر علمائے کرام بھی ناواقف ہیں اور میرے اوپر بھی یہ انکشاف تب ہوا جب میں نے ان کی اصل بنیادی کتابیں دیکھی ہیں، جن کا میں نے یہ مختصر تعارف کرایا ہے۔

## ◆ ختم نبوت کے انکار کی قطعی صورت:

پہلے بیان کردہ حقائق کو سامنے رکھ کر شیعیت پر غور کیا جائے تو اس میں ختم نبوت کا معاملہ اس طرح ہے:

۱۔ قرآن مجید شیعوں کے نزدیک تحریف اور تبدیل شدہ ہے۔

۲۔ رسول اللہ ﷺ کی احادیث کو وہ رد کرتے ہیں اور ان کے پاس بالکل الگ، ائمہ کے ناموں سے ہزارہا متوازی روایات ہیں جو قرآن کریم کی واضح تعلیم اور رسول اللہ ﷺ کی متواتر احادیث کی ضد اور مقابل ہیں اور شیعہ مذہب کی پوری عمارت ان روایات کی عملی شکل ہے۔

۳۔ ان کے عقیدہ کے مطابق رسول اللہ ﷺ کے تمام صحابہ، جن کی تعداد کم وبیش سوا لاکھ ہے،

ان میں سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، سیدنا حسین رضی اللہ عنہ اور دیگر چار افراد کے سوا باقی تمام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد فوراً مرتد اور کافر بن گئے۔ (نعوذ باللہ من شر ذلك) شیعوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تیئس سالہ دور نبوت والی زندگی کے تمام سرمایہ کو بیکار بنا دیا ہے، جس کے معنی یوں سمجھنے چاہییں کہ انھوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی بن کر آنے ہی کو بے فائدہ اور بے فیض کہا ہے۔ (العیاذ باللہ!) پھر جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے آخری نبی بن کر معبوث ہونے کا تصور ہی بے فائدہ بن جائے تو اس مذہب میں ختم نبوت کا حقیقی تصور بھی کہاں آئے گا، عقیدہ تو بڑی دور کی بات ہے۔

حقیقت یہ ہے کہ شیعہ مذہب میں امامت کے نام سے نبوت سے بھی افضل اور اعلیٰ منصب ایجاد کیا گیا ہے، جس کی موجودگی میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا عقیدہ اس طرح ہو جاتا ہے کہ اس کا خالی تصور بھی تلاش کرنے سے نہیں ملتا۔

## ۴ شیعوں کے ان عقائد میں سے ہر ایک کا صریحاً کفر ہونا:

ہر شخص کو معلوم ہے کہ پوری دنیا کے علمائے کرام کا یہ متفقہ فتویٰ ہے کہ قادیانی مسلمان نہیں ہیں، کیونکہ یہ اسلام کے ایک اہم بنیادی عقیدہ ختم نبوت کے منکر ہیں اور یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مرزا غلام احمد قادیانی کو نبی مانتے ہیں اور اس کے اوپر وحی آنے کے قائل ہیں تو پھر یہ ظاہر ہے کہ جہاں قرآن کی تحریف کا عقیدہ ہو، امامت کے نام پر نبوت ہو، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کو رد کیا گیا ہو، تو پھر ان لوگوں کو اسلام کا یا مسلمانوں کا ایک فرقہ کہنا یا ان لوگوں کا خود کو مسلمانوں کا ایک فرقہ کہلانا، کس طرح سے درست ہو سکتا ہے؟ یہ ایک ایسا سادہ اور آسان سوال ہے کہ کسی عام مسلمان کو بھی اس کا جواب دینے میں دیر نہیں لگے گی، بشرطیکہ اس کو مذکورہ حقائق کا صحیح علم ہو یا اس کو صحیح حقائق سے آگاہ کیا گیا ہو۔ چنانچہ شیعوں کے بارے میں بھی یہ حقیقت ثابت ہے کہ ابتدائی دور سے لے کر ہماری اسلامی دنیا کے جید علماء نے ان کے خارج از اسلام ہونے کے بارے میں فتوے دیے ہیں، یہ تین باتیں جو ''شیعہ عقائد کا اصلی روپ'' میں بیان ہو چکیں، ان کے علاوہ علمائے اہل سنت کا اس بات پر بھی متفق علیہ کفر کا فتویٰ موجود ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو کافر اور مرتد کہنے والا کافر ہے، کیونکہ قرآن مجید میں بے شمار مواقع پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی تعریف کی گئی ہے اور ان کے لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

صحیح حدیثوں میں واضح الفاظ ہیں۔ان کے ناموں سے بھی بہت بشارتیں موجود ہیں۔ پھر ان پاکیزہ ہستیوں کے لیے بد کلامی کرنے سے قرآن کی بے شمار آیات اور رسول اللہ ﷺ کی احادیث کا انکار لازم ہو جائے گا اور یہ بات صریحاً کفر ہے۔

### ۵ ہمارے علمائے کرام کی حیرت انگیز لاعلمی:

یہ سب کچھ معلوم کرنے اور شیعہ مذہب کے اصلی روپ سے واقف ہونے کے بعد فطری طور پر مجھے یہ جستجو رہی کہ اس عظیم فتنہ کے بارے میں ہمارے علماء نے کیا کیا ہے اور کیا کر رہے ہیں؟ کیا لکھا اور کیا لکھ رہے ہیں؟ لیکن میری حیرت کی کوئی انتہا نہ رہی جب میں نے دیکھا کہ سوائے ان چند انگلیوں پر گنے جانے والے علماء کے، جو شیعہ مذہب کے اصلی روپ اور حقائق سے اچھی طرح واقف ہیں اور ان کے بارے میں وہ یقیناً مواعظ اور تقاریر کے ذریعہ اپنی تمام قوتیں صرف کر رہے ہیں، باقی تمام علماء اس بارے میں قطعی لاعلم اور خاموش تماشائی بنے بیٹھے ہیں۔ بیشتر علماء کو شیعہ مذہب کی اصلی حقیقت، ان کے عقائد، علمی ماخذ، فقہ، شیعہ مذہب کی تاریخ وغیرہ کے بارے میں مشکل سے اتنی معلومات ہیں جتنی ایک عام درمیانہ درجہ کے مسلمان کو ہوتی ہیں۔ مدارس اسلامیہ میں بھی منطق اور فلسفہ کی تعلیم کا تو اعلیٰ سے اعلیٰ انتظام کیا ہوا ہے، قادیانیت کے فتنہ کا سدباب کرنے کے لیے (وہ بھی کسی حد تک) اور ختم نبوت کے عقیدہ کی تعلیم کا تو انتظام ہے لیکن شیعیت کے اتنے بڑے فتنہ کو سمجھنا، مسلم دنیا کے لیے خمینی صاحب کے تباہ کن توسیعی عزائم سے واقفیت رکھنا، خود پاکستان میں اندرونی اور بیرونی دباؤ سے شیعیت کا کس طرح جال بچھایا جا رہا ہے، اس میں ریڈیو اور ٹیلی ویژن انتظامیہ کیسا کردار ادا کر رہے ہیں (اس کے لیے ضروری نہیں ہے کہ خود کو ٹی وی دیکھنے کا پابند بنایا جائے)، اخبار و رسائل میں کیا چھپتا ہے، شیعوں کی کون کون سی کتابیں، رسائل، بلیٹن یا اشتہارات شائع یا نشر ہو کر مسلمانوں کے گھروں میں مفت، بغیر ایڈریس کے پہنچ رہے ہیں۔ دوسری طرف سنی علماء کی لائبریریوں میں شیعوں کی بنیادی ضخیم کتابیں تو دور کی بات ہے خود سنیوں کے جید علماء کی پرانی و مشہور کتابیں، مثلاً تحفہ اثنا عشریہ فارسی اور اس کا اردو ترجمہ از شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمہ اللہ، آیات بینات از نواب سید محمد مہدی علی، نصیحۃ الشیعہ از حضرت مولانا احتشام الدین مراد آبادی، تحفۃ الوہاب از حضرت مولانا عبدالوہاب گلال (سندھی میں) شیعہ حضرات سے ایک سو

سوالات (اردو اور سندھی) وغیرہ بھی موجود نہیں، جہاں ہیں تو وہاں بھی صرف کتب خانوں کی زینت بنا کر رکھی گئی ہیں۔ کسے ضرورت پڑی ہے جو ان کو کھول کر مطالعہ کرے کہ ان میں شیعیت کے بارے میں کیا لکھا ہوا ہے۔ (انا للہ وانا الیہ راجعون) نتیجہ ظاہر ہے کہ ہمارے اکثر علمائے کرام بلکہ یوں کہا جائے کہ چند علماء کے سوا، جو ہمہ وقت اس عظیم فتنہ کی بیخ کنی میں مصروف ہیں، شیعیت کے بارے میں باقی سب علماء ایک عام درمیانے درجے کے مسلمان جتنا علم رکھتے ہیں اور ان چند علماء سے کیا ہو سکے گا جب کہ ان کو باقی تمام علماء کی اخلاقی مدد بھی میسر نہیں۔ حال تو یہ ہے کہ کچھ علماء دنیوی طمع میں آ کر شیعوں کی مجالس میں جا کر اور ریڈیو، ٹیلی ویژن پر شیعوں کے پروگراموں میں شریک ہو کر شیعیت کے فروغ میں نمایاں کردار ادا کر کے اسلام کے لیے ضرر رساں بن رہے ہیں۔ یہاں میں یہ بات بھی واضح کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ جہاں تک میرے تحقیقی مطالعے کا تعلق ہے تو شروع سے لے کر آج تک اسلام کے نام پر اسلام اور مسلمانوں کے خلاف سازش کے تحت صرف دو مذاہب ایک شیعیت اور دوسرا قادیانیت وجود میں آئے ہیں جن کی ہر بات اسلام (قرآن وسنت اور ختم نبوت) کی ہر بات سے تحریری طور پر ٹکرانے والی ہے اور یہ دونوں مذاہب اسلام کے خلاف مکمل طور پر کتابی صورت میں قلم بند کیے ہوئے ہیں اور ان دونوں مذاہب میں بھی شیعیت کو اولیت حاصل ہے، جس کے مندرجہ ذیل دو سبب ہیں:

١۔ اسلام میں شیعیت کا فتنہ دوسرے تمام فتنوں سے پرانا اور پہلا ہے۔ پہلی صدی ہجری کی پیداوار ہے، اس مذہب کے ماننے والوں کی حکومتیں بھی رہی ہیں، لہٰذا اس مذہب کے ماننے والوں کو اسلام کے خلاف ہر بات ایجاد کرنے اور تصنیف کرنے میں حد سے زیادہ آسانیاں اور مراعات میسر رہی ہیں اور ہیں۔

٢۔ اسلام کے نام پر دنیا میں شیعہ مذہب پہلا مذہب ہے جس کے تصنیف کرنے والوں نے دنیا کے سامنے قرآن کو محرف کہنے اور ثابت کرنے کے لیے خود قرآن مجید میں تحریفیں کی ہیں اور ان کی اول درجے والی پہلی معتبر ترین کتاب ''الکافی کلینی'' (جس کے مصنف نے ٣٢٨ ہجری میں وفات پائی) اس میں امامت کا عقیدہ قرآن پاک کی تحریف سے ثابت کیا گیا ہے۔ (العیاذ باللہ!)

ان شیعوں نے تحریف قرآن کے خود تراشیدہ عقیدہ کو ثابت کرنے کے لیے خود قرآن کریم

میں تحریف کی اور ایسی بے شمار آیات انھوں نے خود بنا ڈالیں اور ان کے لیے دعوے کیے کہ قرآن میں جو فلاں فلاں آیت ہے وہ جب نازل ہوئی تو اس میں فلاں فلاں الفاظ سے سیدنا علی رضی اللہ عنہ اور پانچ تن پاک کے نام تھے اور امامت کا ذکر تھا لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کے بعد جن لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نیابت، امامت، خلافت اور حکومت پر غاصبانہ قبضہ کیا (نعوذ باللہ!) انھوں نے قرآن مجید میں سے ایسے الفاظ اور آیتیں خارج کروا دیں، اس لیے موجودہ قرآن میں سیدنا علی رضی اللہ عنہ کی امامت اور خلافت اور آپ کی نسل میں امامت اور خلافت کا ذکر نہیں ملتا۔ شیعہ مذہب کے مصنفین کی تحریف قرآن کا عقیدہ ایجاد کرنے کی ضرورت کا اصلی پس منظر یہی ہے۔

۳۔ شیعہ اثنا عشریہ کے مقبول ترجمہ مع حاشیہ میں تحریف وتغیر کی تقابلی صورت میں چند مثالیں ملاحظہ فرمائیں:

اس وقت میرے سامنے ''مقبول تفسیر وترجمہ مع حاشیہ'' کے دو نسخے موجود ہیں۔ ایک نسخہ تیسرا ایڈیشن ۹۴۴ صفحات پر مشتمل ہے۔ دوسرا نسخہ پانچواں ایڈیشن، مطبوعہ لاہور ہے اور اس کے ۱۳۰۶ صفحات ہیں۔ یہ ترجمہ شیعہ اثنا عشریہ کے مطابق قرآن پاک کا بامحاورہ ترجمہ ہے۔ اس کے حاشیہ میں زیادہ تر ائمہ کی روایات کی صورت میں تفصیل سے اردو میں تشریحی نوٹ لکھے گئے ہیں۔ سرورق پر کتاب کے مترجم ومفسر کا نام مولانا مولوی حکیم سید مقبول احمد شاہ صاحب دھلوی لکھا ہوا ہے۔ شیعہ مجتہد ومفسر نے اس تفسیر کے حواشی لکھنے میں جن اثنا عشریہ شیعوں کی معتبر ومستند ترین بنیادی کتابوں سے حوالہ جات لیے ہیں، وہ یہ ہیں: الکافی، الصافی، شرح نہج البلاغہ، امالی، مجمع البیان، علل الشرائع، الجوامع، تفسیر عیاشی، تفسیر قمی، کتاب التوحید، المعانی، اخبار الرضا، اکمال، الاحتجاج، تفسیر امام حسن عسکری (امام کی طرف منسوب کی ہوئی)، فصل الخطاب، روضۃ الواعظین، منہج الصادقین وغیرہ وغیرہ۔

یہ تو آپ جانتے ہیں کہ قرآن کریم کی تشریح وتفسیر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے خود فرمائی ہے اور احادیث کی کتابیں اس کی شاہد ہیں لیکن مندرجہ بالا اٹھارہ کتب میں آپ کو حدیث کی معتبر ترین ان چھ کتب صحیح بخاری، صحیح مسلم، جامع ترمذی، سنن ابی داود، سنن نسائی اور سنن ابن ماجہ میں سے کسی کتاب کا نام ملتا ہے؟ تو پھر یہ حالت اس حقیقت کو ثابت کرنے کے لیے کافی ہے

کہ شیعوں کے دین کی بنیادیں نبی ﷺ کی احادیث نہیں ہیں بلکہ وہ جعلی روایات ہیں جن کو شیعہ مذہب کے مصنفین نے خود تراش کر ائمہ کے نام منسوب کیا، جن میں خود قرآن مجید کی تحریف کا ذکر ہے اور اماموں کے لیے کتمان اور تقیہ کا اصول بنایا گیا ہے اور اماموں کو نبی اکرم ﷺ جیسا کہا گیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ میں نے اس مقبول تفسیر و ترجمہ کو شیعوں کے ہاں قرآن کی تحریف کا عقیدہ ثابت کرنے میں مندرجہ ذیل خاص وجوہ کی بنا پر اولین درجہ دیا ہے:

① یہ قرآن مجید کا مقبول ترجمہ و تفسیر برصغیر پاک وہند میں، اردو زبان میں ایک شیعہ اثنا عشریہ مجتہد اور مفسر کا ۱۳۳۱ ہجری بمطابق ۱۹۱۳ء میں تحریر کردہ ہے اور ۱۹۵۵ء تک پانچ مرتبہ طبع ہوا ہے، اس کے بعد کتنی مرتبہ چھپا اس کی کوئی خبر نہیں ہے۔ اس سے یہ بات ثابت ہے کہ یہ تفسیر شیعہ اثنا عشریہ کی برصغیر کے تمام شیعہ علماء کے نزدیک، چاہے وہ اردو دان ہوں یا سندھی، سب کے نزدیک شیعہ مذہب کی صحیح ترجمانی کرنے والی تفسیر ہے۔

② اس تفسیر کے سرورق پر تحریر شدہ عبارت اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ یہ تفسیر شیعوں کے عقیدہ کے مطابق اہل بیت کے مذہب کے مطابق لکھی گئی ہے۔

③ اس تفسیر کی ۱۲ شیعہ مجتہد العصر علماء نے کم وبیش ان الفاظ میں تصدیق کی ہے کہ اس تفسیر کا ماخذ وہ روایتیں ہیں جو حضرات اہل بیت سے منقول ہیں۔

④ اس تفسیر کے تمام حواشی شیعہ اثنا عشریہ کی مذہبی، بنیادی اور مستند ترین اٹھارہ سے زیادہ کتابوں میں سے ائمہ کی طرف منسوب کردہ روایات سے مرتب کیے گئے ہیں اور یہ تمام مواد مترجم نے خود اردو زبان میں ترجمہ کر کے تحریر کیا ہے، جس میں غیر شیعہ کی طرف سے تغیر یا غلط معنی کرنے کے شک کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا اور یہ بڑی اہم بات ہے۔

⑤ اس ایک ہی تفسیر پڑھنے سے ایک قاری کو شیعہ مذہب کی اٹھارہ معتبر ترین کتب سے وہ مواد مل جاتا ہے جو شیعہ مذہب کے مصنفین نے تحریف قرآن کے بارے میں ائمہ کی طرف منسوب کردہ روایات سے لکھ دیا ہے اور اس ایک ہی کتاب کے مطالعہ سے یوں معلوم ہوتا ہے گویا کہ شیعہ مذہب کی اٹھارہ کتابیں مطالعہ کر لیں، جن کے اوپر شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر شدہ ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تفسیر شیعوں کے جملہ عقائد اور تقریباً تمام اہم مسائل کی ائمہ کی روایات کے حوالہ سے ترجمانی کر رہی ہے اور یہ بات بھی اس کی اہمیت پر دلالت کرتی ہے۔

﴿۶﴾ اس تفسیر کے پڑھنے سے یہ حقیقت منکشف ہو جاتی ہے کہ شیعہ مذہب کے مصنفین نے رسول اللہ ﷺ کی احادیث کے پورے ذخیرہ کو رد کر کے، ان کے مقابلے میں ائمہ کے ناموں سے روایات بنا کر قرآن میں جہاں بھی ان کو ضرورت پیش آئی وہاں لفظی تحریف کر کے اور باقی پورے قرآن میں معنوی تحریف کر کے شیعہ مذہب کی عمارت تعمیر کی ہے، لہٰذا اسلام الگ چیز ہے اور شیعیت الگ چیز ہے، ان کا آپس میں دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔

اب حقیقت یہ ہے کہ یہ اٹھارہ کتابیں اور ان جیسی دیگر کتابیں، جن میں قرآن میں تحریف کے مضامین اور روایات شد و مد کے ساتھ موجود ہیں، یہ تمام پڑھ کر شیعوں کے علماء و مجتہدین بن رہے ہیں اور ان کا تحریف قرآن کا عقیدہ ہوتا ہے تو وہ پھر کیسے تحریف قرآن کے عقیدہ کا انکار کرتے ہیں۔ معلوم ہوا کہ ان کا ریڈیو یا ٹیلی ویژن پر مسلمانوں کے سامنے یا جاہل ناواقف شیعوں کے سامنے شیعیت میں قرآن کی تحریف کے عقیدے کا انکار سراسر کتمان یا تقیہ یعنی دوسروں کو دھوکا دے کر شیعیت کی طرف راغب کرنے اور شیعہ بنانے کی ایک چال ہے، جس کا ان کے اصلی مذہب سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ اب شیعوں کے ہاں قرآن مجید میں تحریف کو آیات کے مقابلہ کی صورت میں بغیر ترجمہ کے حوالہ جات سے پیش کرتا ہوں، تا کہ صرف لفظی تحریف آسانی سے دیکھی جا سکے اور سمجھنے میں زیادہ آسانی ہو۔

## اہل تشیع کی قرآن میں تحریف:

مندرجہ ذیل مقامات پر شیعوں نے قرآن کی آیات میں تحریف کی ہے۔ ان سب آیات میں پہلے قرآن شریف کی آیات دی گئی ہیں اور اس کے بعد شیعوں کے ہاں تحریف شدہ آیات ترتیب وار دی گئی ہیں:

۱۔ إِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰىٓ اٰدَمَ وَ نُوْحًا وَّ اٰلَ اِبْرٰهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرٰنَ عَلَى الْعٰلَمِيْنَ ﴿۳۳﴾

(آل عمران: ۳/ ۳۳)

* ﴿ اِنَّ اللّٰهَ اصْطَفٰى اٰدَمَ وَ نُوْحًاوَّ اٰلَ اِبْرَاهِيْمَ وَ اٰلَ عِمْرَانَ وَ اٰلَ مُحَمَّدٍ عَلَى الْعَالَمِيْنَ ﴾ (تفسیر مقبول: ۱۰۵)

۲۔ وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ (آل عمران: ۳/ ۸۱)

❁ «وَاِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ اُمَمِ النَّبِيّٖنَ» (تفسیر مقبول : ۱۱۸)

۳۔ وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اُمَّةٌ (آل عمران : ۳/ ۱۰۴)

❁ «وَلْتَكُنْ مِّنْكُمْ اَئِمَّةٌ» (تفسیر مقبول : ۱۲۴)

۴۔ كُنْتُمْ خَيْرَ اُمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ (آل عمران : ۳/ ۱۱۰)

❁ «اَنْتُم خَيْرُ اَئِمَّةٍ اُخْرِجَتْ لِلنَّاسِ» (تفسیر مقبول : ۱۲۵)

۵۔ وَّ اَنْتُمْ اَذِلَّةٌ (ال عمران : ۳/ ۱۲۳)

❁ «وَاَنْتُمْ ضُعَفَآءُ» ❶

۶۔ فَمَا اسْتَمْتَعْتُمْ بِهٖ مِنْهُنَّ فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَهُنَّ فَرِيْضَةً (النساء : ۴/ ۲۴)

❁ «فَمَا اسْتَمْتَعْتُم بِهٖ مِنْهُنَّ اِلٰى اَجَلٍ مُّسَمًّى فَاٰتُوْهُنَّ اُجُوْرَ هُنَّ فَرِيْضَةً» (تفسیر مقبول : ۱۶۱)

۷۔ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ (النساء : ۴/ ۵۹)

❁ «فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَاِلَى الرَّسُوْلِ وَاِلَى الْاَمْرِ مِنْكُمْ»

(تفسیر مقبول : ۱۷۳)

۸۔ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ (النساء : ۴/ ۶۴)

❁ «جَآءُوْكَ يَا عَلِيُّ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ» (تفسیر مقبول : ۱۷۴)

۹۔ مَا يُوْعَظُوْنَ بِهٖ لَكَانَ (النساء : ۴/ ۶۶)

❁ «مَا يُوعَظُوْنَ بِهٖ فِىْ عَلِيٍّ لَكَانَ» [تفسیر مقبول : ۱۷۵]

۱۰۔ لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ (النساء : ۴/ ۱۶۶)

❁ «لٰكِنِ اللّٰهُ يَشْهَدُ بِمَآ اَنْزَلَ اِلَيْكَ فِىْ عَلِيٍّ اَنْزَلَهٗ بِعِلْمِهٖ»

[ تفسیر مقبول : ۲۰۶ ]

۱۱۔ اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَ ظَلَمُوْا لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ (النساء : ۴/ ۱۶۸)

❁ «اِنَّ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا وَظَلَمُوْا اٰلَ مُحَمَّدٍ حَقَّهُمْ لَمْ يَكُنِ اللّٰهُ»

( تفسیر مقبول : ۲۰۶، ۲۰۷ )

---

❶ تفسیر مقبول : ۱۲۹

۱۲۔ قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ ؕ وَاِنْ تَكْفُرُوْا فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ (النساء: ۴/ ۱۷۰)

❁ « قَدْ جَآءَكُمُ الرَّسُوْلُ بِالْحَقِّ مِنْ رَّبِّكُمْ فِيْ وِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاٰمِنُوْا خَيْرًا لَّكُمْ وَاِنْ تَكْفُرُوْا بِوِلَايَةِ عَلِيٍّ فَاِنَّ لِلّٰهِ مَا فِي السَّمٰوَاتِ وَالْاَرْضِ »

(تفسیر مقبول: ۲۰۶، ۲۰۷)

۱۳۔ ذَوَا عَدْلٍ مِّنْكُمْ (المائدۃ: ۵/ ۹۵)

❁ « ذُوْعَدْلٍ مِّنْكُمْ » (تفسیر مقبول: ۲۴۴)

۱۴۔ فَاِنَّهُمْ لَا يُكَذِّبُوْنَكَ (الأنعام: ۶/ ۳۳)

❁ « فَاِنَّهُمْ لَا يُكْذِبُوْنَكَ » (تفسیر مقبول: ۲۶۰)

۱۵۔ اِنَّ الَّذِيْنَ فَرَّقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا (الأنعام: ۶/ ۱۵۹)

❁ « اِنَّ الَّذِيْنَ فَارَقُوْا دِيْنَهُمْ وَكَانُوْا شِيَعًا » (تفسیر مقبول: ۲۹۶)

گزشتہ صفحات میں شیعہ اثنا عشریہ کے مقبول ترجمہ تفسیر مع حاشیہ میں سے میں نے صرف چند تحریف شدہ آیات کے بیان پر اکتفا کیا ہے۔ آیات کے الفاظ میں تحریف کے علاوہ اس ترجمہ وتفسیر کے مکمل حواشی معنوی تحریف سے بھرے پڑے ہیں۔ پھر بھی یہاں میں مقبول حاشیہ میں سے صرف چند معنوی تحریفات کو نمونہ کے طور پر پیش کرتا ہوں، جن سے آپ کو شیعہ مذہب کے اصل خدوخال کی معلومات حاصل ہو جائیں گی اور آپ آسانی سے جان لیں گے کہ اس مذہب کے مصنّفین اور موجد کون تھے؟

۱۶۔ يَوْمًا لَّا تَجْزِيْ نَفْسٌ (البقرۃ: ۲/ ۴۸)

❁ مقبول حاشیہ میں آیت کی تشریح کا خلاصہ۔ ایک شیعہ نے اعمال صالحہ کچھ بھی نہ کیے ہوں گے تو اس کے عوض ایک لاکھ سنی مسلمانوں کو جہنم میں بھیج کر اس کو جہنم سے بچایا جائے گا۔ (تفسیر مقبول: ۱۳)

۱۷۔ وَمَنْ يَّنْقَلِبْ عَلٰى عَقِبَيْهِ (آل عمران: ۳/ ۱۴۴)

❁ مقبول حاشیہ میں امام محمد باقر سے مروی ہے کہ بعد جناب رسول اللہ ﷺ کے سوائے تین شخصوں کے اور سب مرتد ہو گئے۔ (امام جعفر صادق نے) ارشاد فرمایا کہ دو عورتوں نے

رسول اللہ ﷺ کو موت سے پہلے زہر دے دیا تھا۔ (قول مترجم) مطلب حضرت کا وہی دوعورتیں ہیں، رب ان پر اور ان کے باپوں پر لعنت کرے۔ (تفسیر مقبول: ۱۳۴)

یہاں سے یہ بات معلوم ہوئی کہ شیعہ مذہب کے تمام متقدمین و متاخرین علماء و مجتہدین اس بات پر متفق ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے وصال کے بعد تین یا چار صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے سوا باقی سب (نعوذ باللہ) مرتد اور کافر ہو گئے تھے اور یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت ازواج مطہرات میں سے خصوصاً سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا اور سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا پر تو لعن طعن اور تبرا کرتے ہیں، جیسا کہ آپ نے مولوی مقبول احمد شاہ کے خودنوشتہ الفاظ پڑھے۔

رسول اللہ ﷺ کو دوعورتوں نے زہر دیا، ان سے شیعوں کی مراد ام المومنین سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور ام المومنین سیدہ حفصہ رضی اللہ عنہا ہیں۔ (نعوذ باللہ!) رسول اللہ ﷺ کے اہل بیت ازواج مطہرات پر تہمت اور بہتان باندھنے کے بارے میں اس مذہب کے لیے کیا کہا جائے جو مذہب مکمل جھوٹ وفریب پر مبنی ہو تو اس کے کس کس جھوٹ کی نفی کی جائے، حالانکہ سیرت اور احادیث کی تمام کتابوں میں یہ واقعہ مرقوم ہے کہ خیبر کی فتح کے بعد رسول اللہ ﷺ نے چند دن خیبر میں قیام فرمایا تھا، انھی دنوں ایک یہودیہ عورت زینب بنت حارث زوجہ سلام بن شکم نے بکری کا گوشت بھون کر رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کے طور پر پیش کیا تھا، آپ ﷺ نے اس گوشت سے ایک لقمہ اٹھایا پھر فوراً ہاتھ روک لیا۔ آپ کے ساتھ سیدنا بشر بن براء بن معرور رضی اللہ عنہ کھانے میں شریک تھے، انھوں نے کچھ زیادہ کھالیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھی روک دیا لیکن چونکہ وہ زیادہ کھا چکے تھے، لہٰذا زہر نے اثر کیا اور وہ فوت ہو گئے۔ (سیرت المصطفیٰ: ۲/۲) اس زہر کا اثر رسول اللہ ﷺ کی آخری عمر تک رہا، جیسا کہ صحیح بخاری کی روایت میں آتا ہے کہ آپ ﷺ آخری وقت میں بھی فرماتے رہے کہ یہ اس زہر کا اثر ہے جو میں نے کھایا تھا۔ [1]

اور یہی اعتراف بعض شیعہ بھی کرتے ہیں جیسا کہ اس وقت شیعہ مذہب کی امامت اور ائمہ کے بارے میں ایک چارٹ میرے آگے ہے۔ یہ چارٹ شیعہ ویلفیئر آرگنائزیشن نواب شاہ کا طبع کردہ ہے اور شیعہ مجتہد علامہ علی احمد نجفی بلوچ، خطیب جامع مسجد مرتضوی نواب شاہ کا تصدیق شدہ ہے۔ اس چارٹ میں مختلف عنوانات سے ۲۶ کالم ہیں، جن میں رسول

[1] بخاری، کتاب المغازی، باب مرض النبی ﷺ ووفاته: ۴۴۲۸

اللہ ﷺ، سیدہ فاطمۃ الزہراء رضی اللہ عنہا اور بارہ ائمہ کے تفصیلی حالات ہیں۔ ان کالموں میں سے ۲۲ نمبر کالم کا عنوان ہے ''قاتل کا نام'' اس کالم میں رسول اللہ ﷺ کے قاتل کا نام ایک یہودی عورت دیا گیا ہے، جس سے بخاری شریف کی روایت کی تائید و تصدیق بھی ہوتی ہے۔ یہ بھی اللہ رب العزت کی حکمت ہے کہ کبھی کبھی اسلام اور مسلمانوں کے رہنماؤں کے حقیقی دشمنوں سے بھی حق اور سچ بات کہلوا اور لکھوا کر حق کو ثابت کرتا ہے۔ بے شک اللہ بہت بڑا ہے، بہت بڑا۔

۱۸۔ لِيَمِيزَ اللّٰهُ الْخَبِيثَ مِنَ الطَّيِّبِ (الأنفال: ۸/ ۳۷)

❁ رب تعالیٰ مومن (شیعہ) کے طینت (مٹی) میں کافر (سنی، ناصبی) کی طینت کا کچھ حصہ ملا دیتا ہے اور کافر (سنی، ناصبی) کی طینت میں مومن (شیعہ) کی طینت کا کچھ حصہ ملا دیتا ہے۔ (تفسیر مقبول: ۳۶۰)

۱۹۔ وَ اَوْحَيْنَآ اِلٰى مُوْسٰى وَ اَخِيْهِ (یونس: ۱۰/ ۸۷)

❁ سوائے علی رضی اللہ عنہ اور اولاد علی رضی اللہ عنہ کے اور کسی کے لیے حلال نہیں ہے کہ میری مسجد میں عورتوں سے مقاربت کرے اور جنبی حالت میں شب باش ہو۔ (العیاذ باللہ!) (تفسیر مقبول ص: ۴۳۴)

یہ روایت رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کی گئی ہے، اس روایت سے خود رسول اللہ ﷺ کے لیے کیا سمجھا جائے گا، ذرا غور کریں۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ روایت بھی اللہ کے گھر کو شیعوں کے امام باڑہ کے برابر کرنے کا مہم کا ایک حصہ ہے، اللہ تعالیٰ اپنے گھر کی خود حفاظت فرمائے اور اس کی عظمت اور فضیلت برقرار رکھے۔

۲۰۔ وَ قَالَ الشَّيْطٰنُ (ابراهيم: ۱۴/ ۲۲)

❁ قرآن مجید میں جہاں وَقَالَ الشَّيْطٰنُ آیا ہے وہیں ثانی (عمر) مراد ہے۔ (العیاذ باللہ!)
(تفسیر مقبول: ۵۱۲)

۲۱۔ لَقَدْ عَلِمْتَ (بنی إسرائیل: ۱۷/ ۱۰۲)

❁ جن لوگوں نے قرآن ناطق (بولتے قرآن علی رضی اللہ عنہ) چھوڑ دیا ہے ان کا قرآن صامت (بے زبان قرآن) کے الفاظ کو اس طرح زیر و زبر کرنا (تباہ کرنا) کچھ بعید نہیں۔ (تفسیر مقبول ص: ۵۸۴)

۲۲۔ وَلَمْ نَجِدْ لَهٗ عَزْمًا (طٰہٰ: ۲۰/ ۱۱۵)

❁ سارے اولوالعزم انبیاء نے سیدنا علی رضی اللہ عنہ، ان کے اوصیاء اور غائب مہدی کو ماننے کا عہد کیا سوائے آدم کے، جس نے نہ اقرار کیا اور نہ انکار کیا (تقیہ کیا اور اللہ کو بھی دھوکا دیا۔ (مصنف کی جانب سے) (معاذ اللہ!) (تفسیر مقبول: ۶۳۷)

۲۳۔ لَىِٕنْ لَّمْ یَنْتَهِ الْمُنٰفِقُوْنَ (الأحزاب: ۳۳/ ۶۰)

❁ اس آیت کی رو سے ایسے لوگوں پر لعنت واجب ہے جیسے کہ اس آیت میں مذکور ہیں۔ (تفسیر مقبول: ۸۵۰)

ان عبارات کو غور سے دیکھیں کہ کس طرح قرآن مجید میں منافقوں کی مذمت کے بارے میں نازل شدہ آیات کو پیغمبر کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم پر چسپاں کر دیا گیا ہے۔ اس میں امام غائب مہدی کا بھی خاص کارنامہ ذکر کیا گیا ہے۔

۲۴۔ وَالْعَنْهُمْ لَعْنًا كَبِیْرًا (الأحزاب: ۳۳/ ۶۸)

❁ «وَلْعَنْهُمْ لَعْنًا كَثِیْرًا» (تفسیر مقبول: ۸۵۱)

لعنت کرنے سے باز رہنے اور دوسروں کو لعنت کرنے سے روکنے والوں کو قیامت کے دن یَوْمَ تُقَلَّبُ وُجُوْهُهُمْ فِی النَّارِ یعنی ان کو منہ کے بل دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ یہاں سے آپ کو شیعہ مذہب میں (معاذ اللہ!) تبرا کرنے اور لعن طعن کرنے کا ثبوت ملا اور اس کی اہمیت کا بھی اندازہ ہوگیا یا نہیں؟ یہاں شیعوں نے قرآن کی معنوی تحریف کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نیز آپ کے اہل بیت ازواج مطہرات پر لعنت اور تبرا کرنے کا جواز بھی قرآن سے پیدا کیا ہے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں؟ کیا آپ کوئی صرف ایک مثال دکھا سکتے ہیں کہ کسی یہودی یا نصرانی نے قرآن مجید سے ایسا ظلم اور زیادتی کی ہو؟

۲۵۔ لَا یَسْتَطِیْعُوْنَ نَصْرَهُمْ ۙ وَهُمْ لَهُمْ جُنْدٌ مُّحْضَرُوْنَ ۝ (یٰس: ۳۶/ ۷۵)

❁ مشرکوں کو جو حالت بت پرستی کے سبب پیش آئے گی وہی ثلاثہ پرستوں کو اپنے ٹھاکروں کے ذریعہ سے سہنی پڑے گی۔ (تفسیر مقبول: ۸۸۸)

۲۶ فَیَوْمَىِٕذٍ لَّا یُسْـَٔلُ عَنْ ذَنْۢبِهٖۤ اِنْسٌ وَّلَا جَآنٌّ ۝ (الرحمان: ۵۵/ ۳۹)

❁ میسرہ کہتے ہیں کہ میں نے امام رضا کو یہ فرماتے سنا کہ تم میں سے دو بھی جہنم میں دکھائی نہ دیں گے، نہیں واللہ! بلکہ ایک بھی نہیں۔ (تفسیر مقبول: ۱۰۶۳)

۲۷۔ وَالسّٰبِقُوْنَ السّٰبِقُوْنَ (الواقعة : ۵۶/ ۱۰)

❁ علی اوران کے شیعہ ''سابقین'' ہیں۔

اَصْحٰبُ الْيَمِيْنِ (الواقعة : ۵۶/ ۲۷)

❁ اصحاب الیمین شیعہ ہیں۔

۲۹۔ طَلْحٍ مَّنْضُوْدٍ (الواقعة : ۵۶/ ۲۹)

❁ «طَلْعٍ مَّنْضُوْدٍ» (لفظی تحریف) (تفسیر مقبول: ۱۰۶۷)

اب یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ شیعہ اثنا عشریہ کے اس مقبول ترجمہ کے تفسیری حواشی شیعوں کے اٹھارہ (۱۸) سے بھی زیادہ معتبر ترین بنیادی کتابوں سے مرتب کیے ہوئے ہیں، جس کا مطلب یہ ہوا کہ شیعوں کے ان اٹھارہ کتابوں سے بھی زیادہ کتابوں کے مصنفین اور متصدقین تمام کے تمام قرآن مجید کی تحریف اور اس میں رد و بدل کے کفریہ عقیدے کے قائل ہیں اور اس کفریہ کارنامہ میں سو فیصد ملوث ہیں۔ اب اگر وقت کے لحاظ سے دیکھیں تو شیعہ مذہب کی سب سے زیادہ معتبر ترین کتاب اصول کافی کے مصنف ابوجعفر بن یعقوب بن اسحاق کلینی نے ۳۲۸۔ ۳۲۹ ہجری میں وفات پائی ہے۔ اس کتاب میں سب سے زیادہ قرآن کی تحریف اور تغیر کی روایات ہیں، جن کی بنا پر امامت کے عقیدہ کو تصنیفی طور پر تخلیقی جامہ پہنایا گیا ہے اور ان دونوں عقائد یعنی قرآن کی تحریف اور امامت کے عقیدہ کی تصنیفی طرح ایک ہی وقت میں تخلیق ہوئی ہے۔ (۳۲۸ھ ۱۴۱۰ھ) یہ ایک ہزار بیاسی (۱۰۸۲) برس بنتے ہیں۔ اس عرصہ میں شیعوں کے ہزاروں کی تعداد میں محدث و مجتہد بنے ہیں کہ ان میں سے بعض کی تصنیفات ہیں اور بعض کی کوئی تصنیف نہیں ہے لیکن یہ سب کے سب قرآن مجید کی تحریف کے عقیدہ پر متفق رہے ہیں کیونکہ قرآن کی تحریف کے عقیدہ سے انکار کا نتیجہ امامت کے عقیدے کے انکار کو جنم دیتا ہے اور امامت کے انکار کے معنی شیعہ مذہب کا انکار ہے۔ اب آپ خود اندازہ لگائیں کہ شیعہ مذہب میں تحریف قرآن کے عقیدہ کی کتنی اہمیت ہے۔ اب بھی اگر کوئی شیعہ مجتہد قرآن کی تحریف کا انکار کرے تو وہ کتمان اور تقیہ کی علامت ہے جس کا سچائی سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے اور یہ سراسر دجل و فریب ہے۔

ہم شیعہ صاحبان کے متعلق پہلے ہی اس کتاب میں کافی کچھ لکھ چکے ہیں لیکن کچھ مزید

باتوں کا ذکر کرنا بھی مناسب ہے:

① واقعہ کربلا کو ۱۳۶۵ قمری اور ۱۳۲۴ شمسی سال مکمل ہو گئے اور شریعت میں ۳ دن سے زیادہ سوگ نہیں تو اب تک ہر سال سوگ منانا کتنی بڑی نادانی اور ناسمجھی ہے۔

② اب محرم الحرام ۱۴۲۶ ہجری ہے، ہمارے شہر شیخوپورہ میں شیعہ صاحبان ماتم کر رہے ہیں اور اشتہار بھی ہر گلی محلے میں لگائے ہیں۔ ایک بہت بڑا اشتہار ہماری نظر سے گزرا جس کے سب سے اوپر دائیں طرف لکھا ہے: ''یا علی مدد'' اور سب سے اوپر بائیں طرف لکھا ہے ''یا رسول اللہ مدد۔'' حیرت ہوئی، افسوس ہوا کہ خالق کائنات کو تو ان لوگوں نے بالکل فارغ کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا اس اشتہار میں ذکر تک نہیں اور دوسری بات یہ ہے کہ سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو ان لوگوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر فوقیت دے دی۔ قیامت کے دن ان لوگوں کا کیا انجام ہوگا؟

اگر آپ شیعوں کے بارے میں مزید تحقیق اور آگاہی چاہتے ہیں تو مندرجہ ذیل کتب کا ضرور مطالعہ فرمائیں، سب کچھ واضح ہو جائے گا:

① شیعیت کا اصلی روپ۔ مصنف غلام محمد میمن، مکان نمبر ای۔۳۰۰، غریب آباد کالونی، نزد زبیدہ گرلز کالج حیدر آباد سندھ۔

② اصلاح شیعہ (عربی) مصنف ڈاکٹر موسیٰ الموسوی۔ اردو ترجمہ ابو مسعود آل امام۔

③ آیات بینات۔ مصنف محسن الملک نواب سید محمد مہدی علی خان۔



فصل : ۲

# مرزائیت

میرے سامنے کتاب ''ثبوت حاضر ہیں'' موجود ہے۔ یہ کتاب قادیانیوں کے متعلق بہت تحقیق کے بعد لکھی گئی ہے، اس کتاب کے صفحہ (۲) پر ہے:

**چیلنج:**

''ثبوت حاضر ہیں'' یہ کتاب اپنے اندر قادیانی مذہب کے بانی آنجہانی مرزا غلام احمد قادیانی، اس کے بیٹوں، اس کے نام نہاد خلیفوں اور دیگر قادیانیوں کی مستند تصانیف اور اخبارات و رسائل کی قابل اعتراض اور کفریہ عبارتوں کی عکسی نقول لیے ہوئے ہے۔ قادیانی جرائم کے یہ ثبوت اتنے واضح ہیں کہ دنیا کی کسی بھی عدالت میں ان کی عکسی دستاویزات کی صداقت کو چیلنج کرنا کسی بھی قادیانی کے لیے ممکن نہیں ہے۔ ہم اس کتاب میں درج تمام حوالوں اور عکسی نقول کی صداقت کی ذمہ داری کو قبول کرتے ہیں اور قادیانی جماعت کے سربراہ مرزا طاہر احمد سمیت دنیا کے تمام قادیانیوں (بشمول لاہوری گروپ) کو چیلنج کرتے ہیں کہ اگر اس کتاب میں موجود کوئی بھی عکس غیر حقیقی ہو یا ایک بھی حوالہ من گھڑت پایا جائے تو ہم اس کے لیے ہر قسم کی سزا پانے کے لیے تیار ہیں، بصورت دیگر انھیں ضد اور ہٹ دھرمی چھوڑ کر آخرت کی فکر کرتے ہوئے اسلام کی آغوش میں آ جانا چاہیے۔ ہے کسی قادیانی میں اتنی جرأت جو ہمارے اس چیلنج کو قبول کرے؟ اس کتاب کے چند مندرجات درج ذیل ہیں:

**وحی بند ہے:**

۱۔ ''قرآن کریم بعد خاتم النّبیین کے کسی رسول کا آنا جائز نہیں رکھتا خواہ وہ نیا رسول ہو یا پرانا ہو، کیونکہ رسول کو علم دین بتوسط جبرائیل ملتا ہے اور باب نزول جبرائیل بہ پیرایہ وحی رسالت مسدود ہے۔'' (ازالہ اوہام: ۷۶۱۔ روحانی خزائن: ۵۱۱/۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

۲۔ ''یہ بات مستلزم محال ہے کہ خاتم النبیین کے بعد پھر جبرائیل علیہ السلام کی وحی رسالت کے ساتھ زمین پر آمد و رفت شروع ہو جائے اور ایک نئی کتاب اللہ، گو مضمون میں قرآن شریف سے توارد رکھتی ہو، پیدا ہو جائے اور جو امر مستلزم محال ہو وہ محال ہوتا ہے۔ فتدبر۔'' (ازالہ اوہام: ۵۸۳۔ روحانی خزائن: ۳/۴۱۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ختم نبوت پر ایمان اور اصرار:

۳۔ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَآ اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُوْلَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ

(الأحزاب: ۳۳/ ۴۰)

یعنی محمد (ﷺ) تم میں سے کسی مرد کا باپ نہیں ہے مگر وہ اللہ کا رسول ﷺ اور ختم کرنے والا ہے نبیوں کا۔ یہ بھی صاف دلالت کر رہی ہے کہ بعد ہمارے نبی ﷺ کے کوئی رسول دنیا میں نہیں آئے گا۔'' (ازالہ اوہام: ۶۱۴۔ روحانی خزائن: ۳/۴۳۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## اجماعی عقیدہ کا منکر لعنتی ہے:

''میرا اعتقاد یہ ہے کہ میرا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں اور میں کوئی کتاب بجز قرآن کے نہیں رکھتا اور میرا کوئی پیغمبر بجز محمد مصطفی ﷺ کے نہیں جس پر خدا نے بے شمار رحمتیں اور برکتیں نازل کی ہیں اور اس کے دشمنوں پر لعنت بھیجی ہے۔ گواہ رہو کہ میرا تمسک قرآن شریف ہے اور رسول اللہ ﷺ کی حدیث جو چشمہ حق و معرفت ہے، میں پیروی کرتا ہوں اور تمام باتوں کو قبول کرتا ہوں جو کہ اس خیر القرون با جماع صحابہ صحیح قرار پائی ہیں، نہ ان پر کوئی اضافہ کرتا ہوں اور نہ ان میں کوئی کمی اور اسی اعتقاد پر میں زندہ رہوں گا اور اسی پر میرا خاتمہ اور انجام ہوگا اور جو شخص ذرہ بھر بھی شریعت محمدیہ میں کمی بیشی کرے یا کسی اجماعی عقیدہ کا انکار کرے' اس پر خدا اور فرشتوں اور تمام انسانوں کی لعنت ہو۔''

(انجام آتھم: ص ۱۴۳۔ ۱۴۴۔ روحانی خزائن: ۱۱/۱۴۳۔ ۱۴۴ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## نبوت جاری ہے

### ① میرے پاس آئیل آیا:

''میرے پاس جبرائیل آیا اور اس نے مجھے چن لیا اور اپنی انگلی کو گردش دی اور یہ اشارہ کیا

کہ اللہ کا وعدہ آ گیا.......... اس جگہ آئیل اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کا نام رکھا ہے، اس لیے کہ بار بار رجوع کرتا ہے۔'' (حقیقۃ الوحی: ص۱۰۳۔ روحانی خزائن: ۲۲/۱۰۶ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۲ اللہ تعالیٰ کی وحی:

''میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ یہ اللہ تعالیٰ کا کلام ہے جو میرے پر نازل ہوا۔ ۔۔۔ اور یہ دعویٰ امت محمدیہ میں سے آج تک کسی اور نے ہرگز نہیں کیا کہ اللہ تعالیٰ نے میرا یہ نام رکھا ہے اور اللہ تعالیٰ کی وحی سے صرف میں اس نام کا مستحق ہوں۔'' (حقیقۃ الوحی: ص۳۸۷، روحانی خزائن، نمبر۲۲: ص۵۰۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۳ خدا نے میرا نام نبی رکھا:

''اور میں اس اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں جس کے ہاتھ میں میری جان ہے کہ اسی نے مجھے بھیجا ہے اور اسی نے میرا نام نبی رکھا ہے اور اسی نے مجھے مسیح موعود کے نام سے پکارا ہے اور اس نے میری تصدیق کے لیے بڑے بڑے نشان ظاہر کیے ہیں جو تین لاکھ تک پہنچتے ہیں۔'' (حقیقۃ الوحی: ص۳۸۷۔ روحانی خزائن: ۲۲/۵۰۳ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۴ ختم نبوت ایک باطل عقیدہ اور اسلام شیطانی مذہب:

''یہ کس قدر لغو اور باطل عقیدہ ہے کہ ایسا خیال کیا جائے کہ بعد رسول اللہ ﷺ کے وحی الٰہی کا دروازہ ہمیشہ کے لیے بند ہو گیا ہے اور آئندہ کو قیامت تک اس کی کوئی بھی امید نہیں، صرف قصوں کی پوجا کرو۔ پس کیا ایسا مذہب کچھ مذہب ہو سکتا ہے جس میں براہ راست اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی پتا نہیں لگتا۔ جو کچھ ہیں، قصے ہیں اور کوئی اگرچہ اس کی راہ میں اپنی جان بھی فدا کرے، اس کی رضاجوئی میں فنا ہو جائے اور ہر ایک چیز پر اس کو اختیار کر لے، تب بھی وہ اس پر اپنی شناخت کا دروازہ نہیں کھولتا اور مکالمات اور مخاطبات سے اس کو مشرف نہیں کرتا۔

میں اللہ تعالیٰ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس زمانہ میں مجھ سے زیادہ بیزار ایسے مذہب سے اور کوئی نہ ہوگا۔ (دریں چہ شک۔ ناقل) میں ایسے مذہب کا نام شیطانی مذہب رکھتا ہوں نہ کہ رحمانی اور میں یقین رکھتا ہوں کہ ایسا مذہب جہنم کی طرف لے جاتا ہے اور اندھا رکھتا ہے اور اندھا ہی مارتا اور اندھا ہی قبر میں لے جاتا ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ: ۱۸۴/۵۔ روحانی خزائن: ۳۵۴/۲۱ از مرزا غلام قادیانی)

## اللہ تعالیٰ کی توہین

### ❶ اللہ کی زبان پر مرض:

''کیا کوئی عقلمند اس بات کو قبول کر سکتا ہے کہ اس زمانہ میں اللہ سنتا تو ہے مگر بولتا نہیں، پھر بعد اس کے یہ سوال ہو گا کہ کیوں نہیں بولتا، کیا زبان پر کوئی مرض لاحق ہو گئی ہے۔'' (ضمیمہ براہین احمدیہ: ۱۴۴/۵، مندرجہ روحانی خزائن: ۳۱۲/۲۱ از مرزا قادیانی)

### ❷ اللہ اور چور:

''وہ اللہ جس کے قبضہ میں ذرہ ذرہ ہے، اس سے انسان کہاں بھاگ سکتا ہے۔ وہ فرماتا ہے کہ میں چوروں کی طرح پوشیدہ آؤں گا۔'' (تجلیات الٰہیہ: ۴۔ روحانی خزائن: ۳۹۶/۲۰ از مرزا قادیانی)

### ❸ قادیان میں خدا:

''ایک بار مجھے یہ الہام ہوا تھا کہ خدا قادیان میں نازل ہو گا، اپنے وعدہ کے موافق۔''

(تذکرہ مجموعہ الہامات: ۴۵۲ طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ❹ سچا خدا:

''سچا خدا وہی خدا ہے جس نے قادیان میں اپنا رسول بھیجا۔''

(دافع البلاء: ص۱۱، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۳۱/۱۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ سچے خدا کی نشانی صرف یہ ہے کہ اس نے مرزا قادیانی کو قادیان میں رسول بنا کر بھیجا ہے اور اگر مرزا قادیانی رسول نہیں ہے تو پھر خدا کی سچائی مشکوک ہے۔

(نعوذ باللہ!)

### ❺ میں خود خدا ہوں:

" و رأیتنی فی المنام عین الله و تیقنت أننی هو"'' میں (مرزا غلام احمد قادیانی) نے خواب میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں، میں نے یقین کر لیا کہ میں وہی ہوں۔'' (آئینہ کمالات اسلام: ۵۶۴۔ مندرجہ روحانی خزائن: ۵۶۴/۵ از مرزا قادیانی) ''میں نے اپنے ایک کشف میں دیکھا کہ میں خود خدا ہوں اور یقین کیا کہ وہی ہوں۔'' (کتاب البریہ: ۸۵، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۰۳/۴ از مرزا قادیانی)

## رسول اللہ ﷺ کی توہین

### ① قادیانی محمد رسول اللہ:

''پھر اسی کتاب میں اس مکالمہ کے قریب ہی یہ وحی اللہ ہے:

مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ اَشِدَّآءُ عَلَى الْكُفَّارِ رُحَمَآءُ بَيْنَهُمْ

(الفتح: ۴۸/ ۲۹)

اس وحی الٰہی میں میرا نام محمد رکھا گیا اور رسول بھی۔''

(ایک غلطی کا ازالہ: ۴، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۰۷ از مرزا غلام احمد قادیانی)

''خدا تعالیٰ نے آج سے چھبیس برس پہلے میرا نام براہین احمدیہ میں محمد اور احمد رکھا ہے اور رسول اللہ ﷺ کا بروز مجھے قرار دیا ہے۔''

(حقیقۃ الوحی: تتمہ ص ۶۷، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۲/ ۵۰۲ از مرزا قادیانی)

### ② مرزا قادیانی خاتم النّبیین:

''میں بار ہا بتلا چکا ہوں کہ میں بموجب آیت: وَّاٰخَرِيْنَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوْا بِهِمْ ط بروزی طور پر وہی نبی خاتم الانبیاء ہوں اور خدا نے آج سے بیس برس پہلے براہین احمدیہ میں ''میرا نام محمد (ﷺ) اور احمد (ﷺ) رکھا ہے۔'' مجھے رسول اللہ (ﷺ) کا ہی وجود قرار دیا ہے، پس اس طور سے رسول اللہ (ﷺ) کے خاتم الانبیاء ہونے میں میری نبوت سے کوئی تزلزل نہیں آیا کیونکہ ظل اپنے اصل سے علیحدہ نہیں ہوتا۔''

(ایک غلطی کا ازالہ: ۱۰، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۸/ ۲۱۲ از مرزا قادیانی)

''مبارک وہ جس نے مجھے پہچانا۔ میں خدا کی سب راہوں میں سے آخری راہ ہوں اور میں اس کے سب نوروں میں سے آخری نور ہوں۔ بدقسمت ہے وہ جو مجھے چھوڑتا ہے کیونکہ میرے بغیر سب تاریکی ہے۔'' (کشتی نوح: ۵۶، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۹/ ۶۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ③ مرزا قادیانی تمام نبیوں کا مجموعہ:

''میں آدم (علیہ السلام) ہوں، میں نوح (علیہ السلام) ہوں، میں ابراہیم (علیہ السلام) ہوں، میں اسحاق (علیہ السلام) ہوں، میں یعقوب (علیہ السلام) ہوں، میں اسماعیل (علیہ السلام) ہوں، میں موسیٰ (علیہ السلام)

ہوں، میں داؤد (علیہ السلام) ہوں، میں عیسیٰ (علیہ السلام) ابن مریم ہوں، میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) ہوں۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی: ۵۲۱ مندرجہ روحانی خزائن: ۲۲/۵۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ④ قادیان میں محمد رسول اللہ:

"اور چونکہ مشابہت تامہ کی وجہ سے مسیح موعود (مرزا قادیانی) اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی دوئی باقی نہیں کہ ان دونوں کے وجود بھی ایک وجود کا ہی حکم رکھتے ہیں، جیسا کہ خود مسیح موعود نے فرمایا ہے کہ " صَارَ وُجُوْدِیْ وُجُوْدَہٗ" (دیکھو خطبہ الہامیہ: ۱۷۱) اور حدیث میں بھی آیا ہے کہ حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) میری قبر میں دفن کیا جائے گا جس سے یہی مراد ہے کہ وہ میں ہی ہوں یعنی مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے الگ کوئی چیز نہیں ہے بلکہ وہی ہے جو بروزی رنگ میں دوبارہ دنیا میں آئے گا، تاکہ اشاعت اسلام کا کام پورا کرے اور هُوَ الَّذِیْٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰی وَدِیْنِ الْحَقِّ لِیُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّیْنِ كُلِّهٖ کے فرمان کے مطابق تمام ادیان باطلہ پر اتمام حجت کر کے اسلام کو دنیا کے کونوں تک پہنچا دے تو اس صورت میں کیا اس بات میں کوئی شک رہ جاتا ہے کہ قادیان میں اللہ تعالیٰ نے پھر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو اتارا، تاکہ اپنے وعدہ کو پورا کرے جو اس نے وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ میں فرمایا تھا۔" (کلمۃ الفصل: ۱۰۵، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

## ⑤ محمد رسول اللہ کے تمام کمالات مرزا غلام احمد قادیانی میں:

"ہر ایک نبی کو اپنی استعداد اور کام کے مطابق کمالات عطا ہوتے تھے، کسی کو بہت کسی کو کم، مگر مسیح موعود (علیہ السلام) کو تو تب نبوت ملی جب اس نے نبوت محمدیہ کے مسیح موعود (علیہ السلام) کے قدم کو پیچھے نہیں ہٹایا بلکہ آگے بڑھایا اور اس قدر آگے بڑھایا کہ نبی کریم (صلی اللہ علیہ وسلم) کے پہلو بہ پہلو لا کھڑا کیا۔" (کلمۃ الفصل: ۱۱۳، از مرزا بشیر احمد ایم اے ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

## ⑥ قادیانی کلمہ:

"ہم کو نئے کلمہ کی ضرورت پیش نہیں آتی کیونکہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی الگ چیز نہیں ہے جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے: "صَارَ وُجُوْدِیْ وُجُوْدَہٗ" نیز "مَنْ فَرَّقَ بَیْنِیْ وَ بَیْنَ الْمُصْطَفٰی فَمَا عَرَفَنِیْ وَ مَا رَاٰی" اور یہ اس لیے ہے کہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا کہ وہ ایک دفعہ اور خاتم النبیین کو دنیا میں مبعوث کرے گا جیسا کہ آیت وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ

سے ظاہر ہے، پس مسیح موعود (علیہ السلام) خود محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) ہے جو اشاعت اسلام کے لیے دوبارہ دنیا میں تشریف لائے۔ اس لیے ہم کو کسی نئے کلمہ کی ضرورت نہیں۔ ہاں اگر محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی جگہ کوئی اور آتا تو ضرورت پیش آتی۔"

(کلمۃ الفصل: ۱۵۸، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا غلام احمد قادیانی)

## ⑦ افضلیت مرزا:

"اس (نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم) کے لیے چاند کے خسوف کا نشان ظاہر ہوا اور میرے لیے چاند اور سورج دونوں کا، اب کیا تو انکار کرے گا۔"

(اعجاز احمدی: ۷۱، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۹/۱۸۳ از مرزا قادیانی)

## ⑧ مرزا قادیانی پر درود:

"صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْكَ وَعَلٰى مُحَمَّدٍ"

(تذکرہ مجموعہ الہامات ص ۷۹۴، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

" يُصَلُّوْنَ عَلَيْكَ صُلَحَاءُ الْعَرَبِ وَ اَبْدَالُ الشَّامِ وَ نُصَلِّىْ عَلَيْكَ الْاَرْضُ وَ السَّمَاءُ وَ يَحْمَدُكَ اللّٰهُ مِنْ عَرْشِهِ "

"تجھ پر عرب کے صلحاء اور شام کے ابدال درود بھیجیں گے، زمین و آسمان تجھ پر درود بھیجتے ہیں اور اللہ تعالیٰ عرش سے تیری تعریف کرتا ہے۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات: ۱۶۸، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

# انبیائے کرام علیہم السلام کی توہین

## ① سیدنا نوح (علیہ السلام) پر فضیلت:

"خدا تعالیٰ میرے لیے اس کثرت سے نشان دکھلا رہا ہے کہ اگر نوح (علیہ السلام) کے زمانہ میں وہ نشان دکھلائے جاتے تو وہ لوگ غرق نہ ہوتے۔"

(تتمہ حقیقۃ الوحی: ۱۳۷۔ مندرجہ روحانی خزائن: ۲۲/۵۷۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ② سیدنا یوسف (علیہ السلام) پر فضیلت:

"پس اس امت کا یوسف یعنی یہ عاجز (مرزا قادیانی) اسرائیلی یوسف (علیہ السلام) سے بڑھ کر

ہے کیونکہ یہ عاجز قید کی دعا کر کے بھی قید سے بچایا گیا مگر یوسف بن یعقوب قید میں ڈالا گیا۔'' (براہین احمدیہ: ۹۹/۵، مندرجہ روحانی خزائن: ۹۹/۲۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ۳ سیدنا ابراہیم (علیہ السلام) پر فضیلت:

''اور یہ جو فرمایا: وَاتَّخِذُوا مِنْ مَّقَامِ اِبْرٰهِيْمَ مُصَلًّى [البقرة : ۱۲۵] یہ قرآن شریف کی آیت ہے اور اس مقام میں اس کے یہ معنی ہیں کہ یہ ابراہیم (مرزا غلام احمد قادیانی) جو بھیجا گیا تم اپنی عبادتوں اور عقیدوں کو اس کی طرز پر بجالاؤ اور ہر ایک امر میں اس کے نمونہ پر اپنے تئیں بناؤ۔'' (اربعین: ۳/ ۳۸ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## عیسیٰ (علیہ السلام) کی توہین

### ۱ سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) گالیاں دیتے تھے:

''آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو گالیاں دینے اور بدزبانی کی اکثر عادت تھی۔ ادنیٰ ادنیٰ بات میں غصہ آجاتا تھا۔ اپنے نفس کو جذبات سے روک نہیں سکتے تھے مگر میرے نزدیک آپ کی یہ حرکات جائے افسوس نہیں کیونکہ آپ تو گالیاں دیتے تھے اور یہودی ہاتھ سے کسر نکال لیا کرتے تھے، یہ بھی یاد رہے کہ آپ (عیسیٰ علیہ السلام) کو کسی قدر جھوٹ بولنے کی بھی عادت تھی۔''

(حاشیہ انجام آتھم: ۵، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۸۹/۱۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ۲ سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) نے انجیل چرا کر لکھی:

'' نہایت شرم کی بات یہ ہے کہ آپ نے پہاڑی تعلیم کو جو انجیل کا مغز کہلاتی ہے، یہودیوں کی کتاب طالمود سے چرا کر لکھا ہے اور پھر ایسا ظاہر کیا ہے کہ گویا یہ میری تعلیم ہے۔''

(حاشیہ انجام آتھم: ۶، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۹۰/۱۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ۳ سیدنا عیسیٰ (علیہ السلام) کا کوئی معجزہ نہیں:

''عیسائیوں نے بہت سے آپ کے معجزات لکھے ہیں مگر حق بات یہ ہے کہ آپ سے کوئی معجزہ نہیں ہوا اور اس دن سے کہ آپ نے معجزہ مانگنے والوں کو گندی گالیاں دیں اور ان کو حرام کار اور حرام کی اولاد ٹھہرایا، اسی روز سے شریفوں نے آپ سے کنارہ کیا۔'' (حاشیہ انجام آتھم: ۶،

مندرجہ روحانی خزائن: ۲۹۰/۱۱ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۴ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام کے معجزوں کی حقیقت:

''سو کچھ تعجب کی جگہ نہیں کہ خدا تعالیٰ نے مسیح کو عقلی طور سے ایسے طریق پر اطلاع دے دی ہو جو ایک مٹی کا کھلونا کسی کل کے دبانے یا کسی پھونک مارنے کے طور پر ایسا پرواز کرتا ہو جیسے پرندہ پرواز کرتا ہے، یا اگر پرواز نہیں تو پیروں سے چلتا ہو کیونکہ مسیح ابن مریم اپنے باپ یوسف کے ساتھ بائیس برس کی مدت تک نجاری کا کام بھی کرتے رہے ہیں اور ظاہر ہے کہ بڑھئی کا کام درحقیقت ایک ایسا کام ہے جس میں کلوں کے ایجاد کرنے اور طرح طرح کی صنعتوں کے بنانے میں عقل تیز ہو جاتی ہے اور جیسے انسان میں قویٰ موجود ہوں انھیں کے موافق اعجاز کے طور پر بھی مدد ملتی ہے۔''

(ازالہ اوہام: ۱۵۴۔۱۵۵، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۵۴/۳۔۲۵۵ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۵ سیدنا عیسیٰ علیہ السلام شراب پیتے تھے (نعوذ باللہ):

''یورپ کے لوگوں کو جس قدر شراب نے نقصان پہنچایا ہے اس کا سبب تو یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام شراب پیا کرتے تھے، شاید کسی بیماری کی وجہ سے یا پرانی عادت کی وجہ سے۔''

(کشتی نوح حاشیہ: ۷۳، مندرجہ روحانی خزائن: ۷۱/۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

مرزا غلام احمد قادیانی چونکہ خود شراب پیتا تھا اس لیے اس نے اپنے لیے جواز پیدا کرنے کے لیے عیسیٰ علیہ السلام پر الزام لگا دیا۔

## ۶ سیدہ مریم (علیہا السلام) کا نکاح:

''اور مریم کی وہ شان ہے جس نے ایک مدت تک اپنے تئیں نکاح سے روکا پھر بزرگان قوم کے نہایت اصرار سے بوجہ حمل کے نکاح کر لیا۔ گو لوگ اعتراض کرتے ہیں کہ برخلاف تعلیم توریت عین حمل میں کیونکر نکاح کیا گیا اور بتول ہونے کے عہد کو کیوں ناحق توڑا گیا اور تعداد ازواج کی کیوں بنیاد ڈالی گئی یعنی باوجود یوسف نجار کی پہلی بیوی کے ہونے کے پھر مریم کیوں راضی ہوئی کہ یوسف نجار کے نکاح میں آوے مگر میں کہتا ہوں کہ یہ سب مجبوریاں تھیں جو پیش آ گئیں، اس صورت میں وہ لوگ قابل رحم تھے نہ کہ قابل اعتراض۔''

(کشتی نوح: ۲۰، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۸/۱۹ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۷ سیدہ مریم صدیقہ علیہا السلام کا اپنے منسوب سے نکاح سے پہلے تعلق:

''پانچواں قرینہ ان کے وہ رسوم ہیں جو یہودیوں سے بہت ملتے ہیں۔ مثلاً ان کے بعض قبائل ناتا اور نکاح میں کچھ چنداں فرق نہیں سمجھتے اور عورتیں اپنے منسوب سے بلا تکلف ملتی ہیں اور باتیں کرتی ہیں۔ مریم صدیقہ (علیہا السلام) کا اپنے منسوب یوسف کے ساتھ قبل نکاح کے پھرنا اس اسرائیلی رسم پر پختہ شہادت ہے مگر خواتین سرحدی کے بعض قبائل میں یہ مماثلت عورتوں کی اپنے منسوبوں سے حد سے زیادہ ہوتی ہے، حتیٰ کہ بعض اوقات نکاح سے پہلے حمل بھی ہو جاتا ہے، جس کو برا نہیں مانتے بلکہ ہنسی ٹھٹھے میں بات کو ٹال دیتے ہیں کیونکہ یہود کی طرح یہ لوگ ناتا کو ایک قسم کا نکاح ہی جانتے ہیں جس میں پہلے مہر بھی مقرر ہو جاتا ہے۔''

(ایام الصلح: ٧٤، مندرجہ روحانی خزائن: ١٤/٣٠٠ از مرزا غلام احمد قادیانی)

# صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی توہین

## ۱ سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی توہین:

''میں وہی مہدی ہوں جس کی نسبت ابن سیرین سے سوال کیا گیا کہ کیا وہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کے درجہ پر ہے تو انھوں نے جواب دیا کہ ابوبکر (رضی اللہ عنہ) کیا، وہ تو بعض انبیاء سے بہتر ہے۔''

(مجموعہ اشتہارات: ٣/٢٧٨ از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ۲ سیدنا ابوبکر صدیق اور سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی توہین:

''ابوبکر و عمر کیا تھے وہ تو غلام احمد (قادیانی) کی جوتیوں کے تسمہ کھولنے کے بھی لائق نہ تھے۔'' (ماہنامہ المہدی بابت جنوری، فروری 1915ء۔۲۔۳۔ص ۵۷، احمدیہ انجمن اشاعت اسلام)

## ۳ مولوی (حکیم) نور الدین، ابوبکر (رضی اللہ عنہ) ہے:

''خاکسار عرض کرتا ہے کہ مجھ سے ہماری ہمشیرہ مبارکہ بیگم صاحبہ نے بیان کیا ہے کہ جب حضرت صاحب آخری سفر میں لاہور تشریف لے جانے لگے تو آپ نے ان سے کہا کہ مجھے ایک کام درپیش ہے، دعا کرو اور اگر کوئی خواب آئے تو مجھے بتانا۔ مبارکہ بیگم نے خواب دیکھا کہ وہ چوبارہ پر گئی ہیں اور وہاں حضرت مولوی نور الدین صاحب کتاب لیے بیٹھے ہیں اور کہتے ہیں کہ دیکھو اس کتاب میں میرے متعلق حضرت صاحب کے الہامات ہیں اور میں ابوبکر ہوں

اور دوسرے دن صبح مبارکہ بیگم سے حضرت صاحب نے پوچھا کہ کیا کوئی خواب دیکھا ہے۔ مبارکہ بیگم نے یہ خواب سنائی تو حضرت صاحب نے فرمایا: ''یہ خواب اپنی اماں کو نہ سنانا۔'' مبارکہ بیگم کہتی ہیں کہ ''اس وقت میں نہیں سمجھتی تھی کہ اس سے کیا مراد ہے۔''

(سیرت المہدی: ۳/۴۷، از مرزا بشیر احمد ایم اے)

## ④ زندہ علی، مردہ علی:

''پرانی خلافت کا جھگڑا چھوڑو، اب نئی خلافت لو، ایک زندہ علی تم میں موجود ہے۔ اس کو چھوڑتے ہو اور مردہ علی کی تلاش کرتے ہو۔'' (ملفوظات احمدیہ: ۱/۴۰۰، از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ⑤ سیدنا حسین رضی اللہ عنہ کی توہین:

''اور انھوں نے کہا کہ اس شخص (مرزا قادیانی) نے امام حسن اور حسین سے اپنے تئیں اچھا سمجھا، میں کہتا ہوں کہ ہاں اور میرا خدا عنقریب ظاہر کردے گا۔''

(اعجاز احمدی: ۵۲، مندرجہ روحانی خزائن : ۱۹/۶۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

## ⑥ کربلا کی سیر:

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

''میری سیر ہر وقت کربلا میں ہے سو (۱۰۰) حسین ہر وقت میری جیب میں ہیں۔''

(نزول المسیح: ۹۹، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۸/۴۷۷، از مرزا قادیانی)

## ⑦ سو حسین قربانی، مرزا قادیانی کی ایک گھڑی کے برابر:

''شہادت کا یہی مفہوم ہے جس کو مدنظر رکھ کر مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ؎

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

''میرے گریبان میں سو حسین (رضی اللہ عنہ) ہیں، لوگ اس کے معنی یہ سمجھتے ہیں۔ مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے فرمایا ہے۔'' میں سو حسین کے برابر ہوں، لیکن میں کہتا ہوں اس سے بڑھ کر اس کا یہ مفہوم ہے کہ سو حسین (رضی اللہ عنہ) کی قربانی کے برابر میری ہر گھڑی کی قربانی ہے۔ وہ

شخص جو اہل دنیا کے فکروں میں گھلا جاتا ہے، جو ایسے وقت میں کھڑا ہوتا ہے جب کہ ہر طرف تاریکی اور ظلمت پھیلی ہوئی ہے اور اسلام کا نام مٹ رہا ہے، وہ دن رات دنیا کا غم کھاتا ہو، اسلام کو قائم کرنے کے لیے کھڑا ہوتا ہے، کون کہہ سکتا ہے کہ اس کی قربانی سو حسین (رضی اللہ عنہ) کے برابر نہ تھی۔ پس یہ تو ادنیٰ سوال ہے کہ مسیح موعود (مرزا قادیانی) امام حسین (رضی اللہ عنہ) کے برابر تھے یا ادنیٰ، امام حسین (رضی اللہ عنہ) ولی تھے مگر ان کو وہ غم اور صدمہ کس طرح پہنچ سکتا تھا جو اسلام کو مٹتا دیکھ کر حضرت مسیح موعود کو ہوا۔ حسین (رضی اللہ عنہ) اس وقت ہوئے جب کہ لاکھوں اولیاء موجود تھے، اسلام اپنی شان وشوکت میں تھا، ایسی حالت میں ان کو وہ غم کہاں ہوسکتا تھا جو اس شخص کو ہوا جو ایسے ہی حالات میں مبعوث ہوا جن حالات میں خود محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی بعثت ہوئی تھی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) کی شہادت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی شہادت سے بڑی تھی۔ نہیں! اس لیے کہ جو غم اور تکلیف آپ کو اسلام کے لیے اٹھانی پڑی، وہ امام حسین (رضی اللہ عنہ) کو نہیں اٹھانی پڑی، اسی طرح مسیح موعود کی شہادت بھی بہت بڑھی ہوئی تھی۔ بعض لوگ کہتے ہیں کہ مرزا صاحب اپنے گھر پر بیٹھے رہے پھر کس طرح امام حسین سے بڑھ گئے۔ میں کہتا ہوں کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اسی طرح فوت ہوئے جس طرح امام حسین (رضی اللہ عنہ) فوت ہوئے تھے؟ نہیں! مگر کوئی ہے جو کہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قربانی حضرت امام حسین کی قربانی سے کم تھی۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی ایک ایک سیکنڈ کی قربانی امام حسین (رضی اللہ عنہ) کی ساری عمر کی قربانی سے بڑھ کر تھی۔ پس جس طرح محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی قربانی بڑی تھی اسی طرح وہ شخص جو انھی حالات میں کھڑا ہوگا جن میں محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کھڑے ہوئے اس کی قربانی بھی بہت بڑھ کر ہوگی۔ اسی لیے مسیح موعود (مرزا قادیانی) نے کہا ہے......؎

کربلائے است سیر ہر آنم
صد حسین است در گریبانم

کہ مجھ پر تو ہر لحہ سو کربلا مصیبتیں گزرتی ہیں اور میں تو ہر گھڑی کربلا کی سیر کر رہا ہوں۔''

(خطبہ مرزا بشیر الدین محمود، روزنامہ الفضل قادیان: ش۸۰/۱۳، ۲۶ جنوری ۱۹۲۶ء)

۸ گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے:

''ناحق گالیاں دینا سفلوں اور کمینوں کا کام ہے۔'' (ست بچن ص۲۱۔ مندرجہ روحانی خزائن: ۱۰/۱۳۳، از مرزا غلام احمد قادیانی)

۹ بدزبان بدتر ہے:

''بدتر ہر ایک بد سے وہ ہے جو بد زبان ہے، جس دل میں یہ نجاست، بیت الخلاء یہی ہے۔'' (قادیان کے آریہ اور ہم: ۴۲، مندرجہ روحانی خزائن: ۲۰/۴۵۸، از مرزا غلام احمد قادیانی)

## مسلمانوں کو گالیاں اور کفر کا فتویٰ

① ولد الحرام:

''اور ہماری فتح کا قائل نہیں ہوگا تو صاف سمجھا جاوے گا کہ اس کو ولد الحرام بننے کا شوق ہے اور حلال زادہ نہیں۔'' (انوار اسلام: ۳۰، مندرجہ روحانی خزائن: ۹/۳۱، از مرزا غلام احمد قادیانی)

② عیسائی، یہودی، مشرک:

''جو میرے مخالف تھے ان کا نام عیسائی اور یہودی اور مشرک رکھا گیا۔''
(نزول المسیح (حاشیہ) ص۴۔ مندرجہ روحانی خزائن: ۱۸/۳۸۲، از مرزا غلام احمد قادیانی)

③ بدکار عورتوں کی اولاد:

''میری ان کتابوں کو ہر مسلمان محبت کی نظر سے دیکھتا ہے اور اس کے معارف سے فائدہ اٹھاتا ہے اور میری دعوت کی تصدیق کرتا ہے اور اسے قبول کرتا ہے مگر رنڈیوں (بدکار عورتوں) کی اولاد نے میری تصدیق نہیں کی۔''

(آئینہ کمالات اسلام: ۵۴۷، ۵۴۸، مندرجہ روحانی خزائن: ۵/۵۴۷، ۵۴۸، از مرزا غلام احمد قادیانی)

اصل عبارت عربی میں ہے، اس کا ترجمہ ہم نے لکھا ہے، مرزا کے الفاظ یہ ہیں: ''الذریة البغایا'' عربی کا لفظ ''البغایا'' جمع کا صیغہ ہے۔ واحد اس کا ''بغیة'' ہے جس کا معنی بدکار، فاحشہ، زانیہ ہے۔ خود مرزا نے خطبہ الہامیہ (ص۴۹، مندرجہ روحانی خزائن: ۱۶) میں لفظ ''بغایا'' کا ترجمہ بازاری عورتیں کیا ہے اور ایسے ہی انجام آتھم کے ص۲۸۲ (مندرجہ روحانی خزائن: ۱۱) نور الحق: ۱/۱۲۳ (مندرجہ روحانی خزائن: ۸/۱۶۳) میں لفظ ''بغایا'' کا ترجمہ نسل بدکاران، زنا کار، زن بدکار وغیرہ

کیا ہے۔

### ④مرد خنزیر، عورتیں کتیاں:

''دشمن ہمارے بیابانوں کے خنزیر ہوگئے اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ گئی ہیں۔''

(نجم الہدیٰ: ۵۳، مندرجہ روحانی خزائن: ۵۳/۱۴، از مرزا غلام احمد قادیانی)

### ⑤مرزا کو نہ ماننے والا پکا کافر:

''ہر ایک ایسا شخص جو موسیٰ (علیہ السلام) کو تو مانتا ہے مگر عیسیٰ (علیہ السلام) کو نہیں مانتا یا عیسیٰ (علیہ السلام) کو مانتا ہے مگر محمد ﷺ کو نہیں مانتا اور یا محمد (ﷺ) کو مانتا ہے پر مسیح موعود کو نہیں مانتا وہ نہ صرف کافر بلکہ پکا کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔''

(کلمۃ الفصل: ۱۱۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا قادیانی)

### ⑥جہنمی:

''اور مجھے بشارت دی ہے کہ جس نے تجھے شناخت کرنے کے بعد تیری دشمنی اور تیری مخالفت اختیار کی وہ جہنمی ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات: ۱۶۸/۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

''خدا تعالیٰ نے میرے پر ظاہر کیا ہے کہ ہر ایک شخص جس کو میری دعوت پہنچی ہے اور اس نے مجھے قبول نہیں کیا وہ مسلمان نہیں ہے۔'' (تذکرہ مجموعہ الہامات: ۶۰۰، طبع دوم از مرزا غلام احمد قادیانی)

## مسلمانوں سے معاشرتی بائیکاٹ

### ①مسلمانوں سے تعلقات حرام: -

''ہم تو دیکھتے ہیں کہ مسیح موعود علیہ السلام نے غیر احمدیوں کے ساتھ صرف وہی سلوک جائز رکھا ہے جو نبی کریم ﷺ نے عیسائیوں کے ساتھ کیا۔ غیر احمدیوں سے ہماری نمازیں الگ کی گئیں، ان کو لڑکیاں دینا حرام قرار دیا گیا، ان کے جنازے پڑھنے سے روکا گیا، اب باقی کیا رہ گیا ہے جو ہم ان کے ساتھ مل کر کر سکتے ہیں۔ دو قسم کے تعلقات ہوتے ہیں: ایک دینی، دوسرے دنیوی۔ دینی تعلق کا سب سے بڑا ذریعہ عبادت کا اکٹھا ہونا ہے اور دنیوی تعلقات کا بھاری ذریعہ رشتہ و ناتا ہے۔ سو یہ دونوں ہمارے لیے حرام قرار دیے گئے۔ اگر کہو کہ ہم کو ان کی لڑکیاں لینے کی اجازت ہے تو میں کہتا ہوں نصاریٰ کی لڑکیاں لینے کی بھی اجازت ہے اور اگر

یہ کہو کہ غیر احمدیوں کو سلام کیوں کہا جاتا ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث سے ثابت ہے کہ بعض اوقات نبی کریم ﷺ نے یہود تک کو سلام کا جواب دیا ہے۔"

(کلمۃ الفصل: ۱۶۹، ۱۷۰، از مرزا بشیر احمد ایم اے، ابن مرزا قادیانی)

## ﴿۲﴾ مسلمانوں کے پیچھے نماز قطعی حرام:

"خدا نے مجھے اطلاع دی ہے، تمھارے پر حرام ہے اور قطعی حرام ہے کہ کسی مکفر اور مکذب کے پیچھے نماز پڑھو، بلکہ چاہیے کہ تمھارا وہی امام ہو جو تم میں سے ہو۔"

(تذکرہ مجموعہ الہامات: ۴۰۱/۲ از مرزا غلام احمد قادیانی)

اگر آپ قادیانیوں کے بارے میں مکمل تحقیق اور آگاہی چاہتے ہیں تو کتاب "ثبوت حاضر ہیں" کا مطالعہ کیجیے، یہ کتاب محمد متین خالد نے لکھی ہے۔



# متفرقات

چھٹا باب



فصل اول ........... مختلف موضوعات پر قرآنی آیات

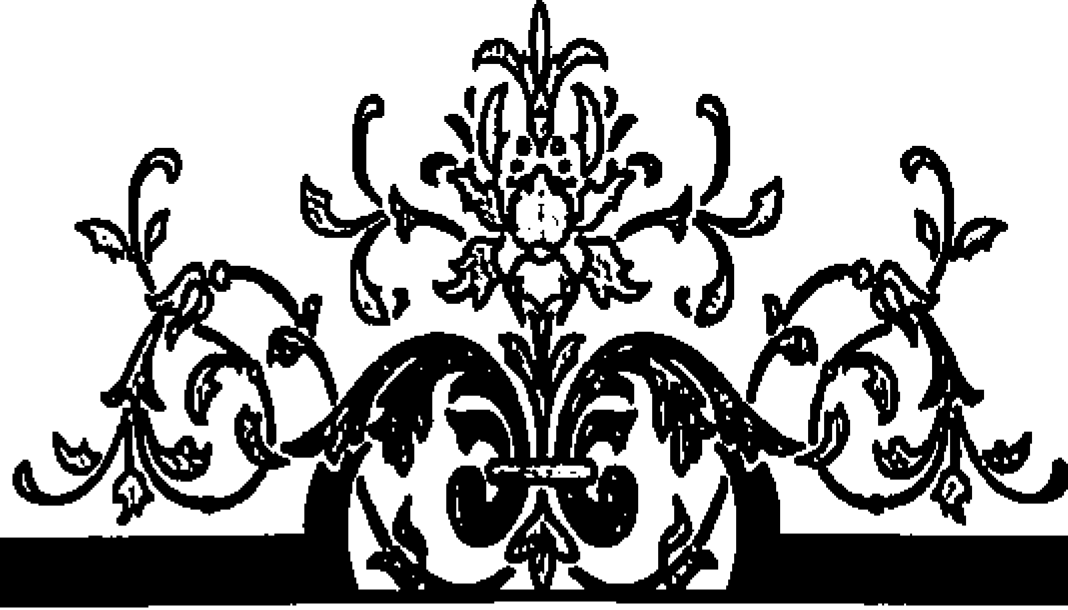
فصل دوم ........... عقائد اہل سنت (سوالات و جوابات)

فصل سوم ........... اسلام اور جمہوریت کا تضاد

فصل چہارم ........... نبی ﷺ کا خواب میں آنا

فصل پنجم ........... عذاب جہنم اور انعاماتِ جنت کا بیان

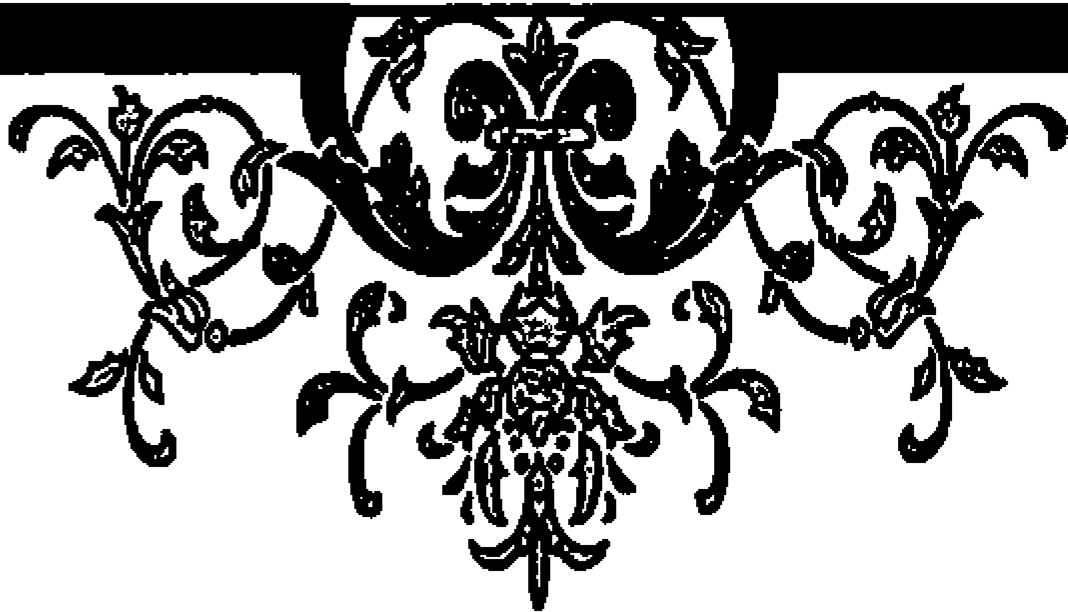




جمہوری نظام حکومت میں اصلی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ آخری اقتدار یا آخری فیصلہ عوام کے پاس ہی ہے۔ یعنی اقتدار اعلیٰ عوام کو حاصل ہے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے اقتدار اعلیٰ نہ عوام کو حاصل ہے نہ سربراہ مملکت کو اور نہ کسی خاندان یا ادارے کو بلکہ اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔ قرآن میں بیان فرمایا گیا ہے:

فَسُبۡحٰنَ الَّذِیۡ بِیَدِہٖ مَلَکُوۡتُ کُلِّ شَیۡءٍ وَّ اِلَیۡہِ تُرۡجَعُوۡنَ ﴿۸۳﴾

"پاک ہے وہ (ذات) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔"



فصل : ۱

# مختلف موضوعات پر قرآنی آیات

۱۔ اس آیت سے شرک کی جڑ کٹ گئی۔ (الاعراف: ۱۸۸)
۲۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے متعلق۔ (التوبہ : ۱۰۰۔ الفتح: ۱۸، ۲۹)
۳۔ قیامت کے دن گواہی۔ (البقرۃ: ۱۴۳۔الحج: ۷۸)
۴۔ شہید کی برزخی زندگی۔ (البقرۃ : ۱۵۴۔ آل عمران : ۱۶۹تا۱۷۱)
۵۔ جادوگری سے بچو۔ (البقرۃ : ۱۰۲۔ یونس : ۷۷)
۶۔ تقویٰ میں تعاون کرو گناہ میں تعاون نہ کرو۔ (المائدۃ : ۲)
۷۔ انعام یافتہ کون ہیں؟ (الفاتحہ : ۵، ۶۔النساء : ۶۹)
۸۔ سورۂ انعام مسائل عقائد پر مشتمل ہے۔
۹۔ سورۃ النحل کو سورۃ نعم بھی کہتے ہیں کیونکہ اس میں نعمتوں کا ذکر ہے۔
۱۰۔ ولی اللہ کا دشمن اللہ کا دشمن ہے۔ (البقرۃ : ۹۸)
۱۱۔ اللہ تعالیٰ آسانی چاہتا ہے۔ (البقرۃ : ۱۸۵)
۱۲۔ انبیاء (علیہم السلام) کفر وشرک کی تعلیم نہیں دے سکتے۔ (آل عمران : ۷۹، ۸۰)
۱۳۔ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نام قرآن میں چار جگہ آیا ہے۔ (آل عمران : ۱۴۴۔ الأحزاب : ۴۰۔ محمد: ۲۔ الفتح : ۲۹)
۱۴۔ نیکی بڑھتی ہے۔ (النساء : ۴۰۔ الأنعام : ۱۶۰)
۱۵۔ مولویوں اور درویشوں کے غلط کام۔ (المائدۃ : ۴۴، ۶۳۔ التوبہ : ۳۱، ۳۴)
۱۶۔ دنیا میں ایک گھڑی رہے۔ (النازعات : ۴۶۔ یونس : ۴۵)

۱۷۔ ابلیس جن تھا۔ (الکھف : ۵۰)
۱۸۔ مسلمان نام رکھا۔ (الحج : ۷۸)
۱۹۔ انسان کی زندگی کے مراحل۔ (الحج : ۵۔ المومنون : ۱۲ تا ۱۴)
۲۰۔ برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کرنا۔ (الفرقان : ۷۰، ۷۱)
۲۱۔ شیطان کا دھوکا۔ (فاطر : ۵)
۲۲۔ مومن۔ (یٰس : ۱۱)
۲۳۔ شیطان نے اکثریت کو گمراہ کیا۔ (یٰس : ۶۲)
۲۴۔ نیک اعمال کے بدلے دنیا کمانا۔ (الشوریٰ :۲۰۔ بنی اسرائیل : ۱۸، ۱۹)
۲۵۔ ایمان و عمل والے کم ہیں۔ (ص: ۲۴)
۲۶۔ دنیا و آخرت۔ (آل عمران : ۱۴، ۱۵۔الحدید : ۱۹ تا ۲۱)
۲۷۔ ایمان کا فائدہ۔ (آل عمران : ۱۳۸، ۱۳۹)
۲۸۔ اچھے یا برے کام کی سفارش کا بدلا۔ (النساء : ۸۵)
۲۹۔ شیطانی کام۔ (النساء : ۱۱۷ تا۱۱۹)
۳۰۔ رسول کے معنی ہیں بھیجا ہوا اور نبی کے معنی ہیں اللہ کا پیغام سنانے والا۔ (مریم : ۵۱۔
الحجر : ۴۹، ۵۱۔ التحریم : ۳)
۳۱۔ دین حنیف اور آسان ہے۔ (الحج : ۷۸)
۳۲۔ ظالم کی پہچان، مومن کی پہچان۔ (النور : ۴۷ تا ۵۶)
۳۳۔ کامیابی کا فارمولا۔ (حم سجدہ : ۳۴، ۳۵)
۳۴۔ کافر کون؟ (المجادلہ : ۴، ۵۔الحج : ۷۲)
۳۵۔ مردوں کے لیے ایصال ثواب۔ (القمر : ۳۶ تا ۴۲)
۳۶۔ اللہ کو قرض دینا۔ (الحدید : ۱۱۔ المزمل : ۲۰)
۳۷۔ آخرت میں کامیاب ہونے والوں کی پہچان۔ (الحشر : ۹)
۳۸۔ مشرک کی پہچان۔ (الصف : ۹)۔ مومن کی پہچان۔ (الصف : ۱۰ تا ۱۴) کافر کے اوصاف۔ (القلم : ۱۰ تا ۱۴) فلاح پانے والے۔ (الشمس : ۹) بدعتی کی پہچان یہ ہے کہ وہ سنت یعنی رسول اللہ ﷺ کے بتائے ہوئے طریقے کو کافی نہیں سمجھتا۔ (النساء : ۱۱۵۔

الأحزاب : ۳۶، ٦٦ تا ۷۱)

۳۹۔ دو زندگیاں، دو موتیں۔ (البقرۃ : ۲۸۔المؤمن : ۱۱)

۴۰۔ مسجدوں سے منع کرنا۔ (البقرۃ : ۱۱۴۔التوبہ : ۱۷، ۱۸)

۴۱۔ یتیم کے مال کے متعلق۔ (النساء : ۲، ۱۰، ۱۲۷۔ الانعام : ۱۵۲۔ بنی اسرائیل :۳۴)

۴۲۔ منافق کی نشانیاں۔ (النساء : ٦١)

۴۳۔ ہماری ان کے آگے، ان کی اللہ کے آگے کی تردید (جیسا کہ آج لوگ قبروں پر جا کر قبر والوں سے کہتے ہیں کہ ہماری تمھارے آگے اور تمھاری اللہ کے آگے) ایسے لوگ قرآن کی رو سے کافر ہیں۔ (یونس : ۱۸۔الزمر : ۳)

۴۴۔تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی۔ (الأنفال : ۲۴۔الأحزاب : ۳۶)

۴۵۔اللہ تعالیٰ ناظر ہے۔ (البقرۃ : ۹٦، ۲۳۷، ۲۷۱، ۲۷۳)

۴٦۔اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی نافرمانی پر ہمیشہ دوزخ میں۔ (الجن : ۲۳)

۴۷۔موت۔ (آل عمران: ۱٦۸/۳، ۱۸۵)۔سب کو موت۔ (العنکبوت : ۵۷۔الرحمن :۲٦، ۲۷)

۴۸۔ موت کے بعد دنیا میں آنے کا رد۔ (یٰس: ۳۱۔ الانبیاء : ۹۵)

۴۹۔موت مؤخر نہیں۔ (المنافقون : ۱۱)

۵۰۔آخرت میں موت نہیں۔ (ابراھیم : ۱۷۔ طٰہٰ : ۷۴)

۵۱۔ موت اور نیند برابر ہیں۔ (الزمر : ۴۲)

۵۲۔اپنا اپنا عمل ہی کام آئے گا۔ (البقرۃ : ۱۳۴، ۱۳۹)

۵۳۔قبر میں برزخی زندگی۔ (المومن : ۱۱، ۴٦)

۵۴۔دین کو چھپانا جرم ہے۔ (البقرۃ : ۱۵۹)

۵۵۔نہ خوف نہ غم (ایسے لوگ کون ہیں؟) (البقرۃ: ۳۸، ۳۹، ٦۲، ۱۱۲، ۲٦۲، ۲۷۴، ۲۷۷)

۵٦۔انکار آیات خطرناک ہے۔ (البقرۃ : ۳۹، ۸۵، ۹۹، ۱۰۱، ۱۲۱)

۵۷۔آیات میں جھگڑا خطرناک ہے۔ (الشوریٰ : ۱٦۔ ۱۷)

۵۸۔آیات کا ٹیڑھا مطلب نکالنا خطرناک ہے۔ (حم سجدہ : ۴۰۔ یونس : ۵۹، ٦۰)

۵۹۔ کتاب میں اختلاف کرنا خطرناک ہے۔ (البقرۃ : ۷۵، ۸۵، ۹۱، ۱۷٦)

٦۰۔ تقلید ناجائز ہے۔ (الزخرف ۴۳، ۴۴۔البقرۃ : ۱۲۰، ۱۳۷، ۱۴۵)

۶۱۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے علاوہ کسی کا حکم ماننا طاغوت کی پیروی ہے۔(البقرۃ : ۲۵۶۔ النحل : ۳۶)

۶۲۔ حرام چیزیں۔(النحل : ۱۱۵۔المائدۃ : ۳۔البقرۃ : ۱۷۳۔الأنعام : ۱۴۵)

۶۳۔ قیامت کے دن مشرکوں کا حال۔(البقرۃ: ۱۶۵تا۱۶۷۔الأنعام: ۲۲تا۲۴۔یونس: ۲۸تا۳۶)

۶۴۔ اللہ کے سامنے استغفار اور توبہ کرنی چاہیے، یہ بہت فائدہ مند ہے۔
(نوح : ۱۰ تا ۱۲۔ الأنفال : ۳۸ تا ۴۰)

۶۵۔ اللہ تھکتا نہیں۔(البقرۃ : ۲/۲۵۵) اللہ کھاتا نہیں۔(الأنعام : ۱۴) اللہ کو نیند نہیں، اونگھ نہیں۔ (البقرۃ : ۲۵۵) اللہ کو موت نہیں۔(الرحمن : ۲۶، ۲۷) اللہ بھولتا نہیں۔(مریم : ۶۴)

۶۶۔ آسمان اور زمین میں سب اسی سے مانگتے ہیں۔(الرحمن : ۲۹، ۳۰) وہ ہر روز ایک نئے کام میں لگا ہے۔(الرحمن : ۲۹، ۳۰)

۶۷۔ اللہ ظاہر اور باطن کو جانتا ہے۔(البقرۃ : ۳۳، ۷۷)

۶۸۔ مردے سنتے نہیں۔(النحل : ۲۰، ۲۱۔ فاطر : ۱۳، ۱۴، ۲۲۔ الزخرف : ۳، ۴۔ النمل : ۸۰۔ الروم : ۵۲۔ یٰس: ۲۶، ۲۷، ۳۱۔المؤ منون : ۱۲ تا۱۶، ۱۰۰) (ہدایہ:۱/۹۲۲ تا ۹۲۵، ہدایہ:۴/۳۱۴)

۶۹۔ دنیا میں انسان کو ظاہری اختیار ہے، موت کے بعد یہ بھی ختم ہو جاتا ہے۔
(الأعراف : ۱۲۴، ۱۲۷، ۱۲۹)

۷۰۔ غیر اللہ کی عبادت منع ہے۔(البقرۃ : ۸۳۔آل عمران : ۶۴، ۷۹، ۸۰)

۷۱۔ شیطانی کام۔(البقرۃ :۱۶۸، ۱۶۹، ۲۰۸، ۲۰۹۔المائدۃ :۹۰، ۹۱)

۷۲۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کا ذکر بلند فرمایا۔(الانشراح : ۴) جس کی تفسیر یہ ہے کہ انبیاء اور فرشتوں میں آپ ﷺ کا نام بلند کیا اور دنیا و آخرت میں آپ ﷺ کے نام کا چرچا کیا، چنانچہ کوئی مسلمان اللہ تعالیٰ کا نام نہیں لیتا مگر اس کے ساتھ آپ ﷺ کا نام ضرور لیتا ہے۔کلمہ شہادت، اذان، اقامت، خطبہ اور تشہد وغیرہ میں اللہ تعالیٰ کے نام کے بعد آپ ﷺ کا نام لیا جاتا ہے اور اللہ تعالیٰ نے جہاں بندوں کو اپنی اطاعت کا حکم فرمایا ہے وہیں آپ ﷺ کی اطاعت کا بھی حکم دیا ہے۔

۷۳۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو علم دیا جو وہ نہیں جانتا تھا۔(العلق : ۵)

۷۴۔ آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بغیر جنت میں کوئی نہیں جا سکتا، اپنے اعمال کی

وجہ سے بھی کوئی جنت میں نہیں جا سکتا۔ صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کی: ''کیا آپ (ﷺ) بھی؟'' فرمایا: ''ہاں! میں بھی۔''[1]

۷۵۔ رسول اللہ ﷺ کا نشانیاں دکھانے اور ہدایت دینے سے عجز (عاجز ہونا)۔

(الأنعام: ۵۰، ۵۷، ۵۸، ۱۰۷۔ القصص: ۵۶)

مندرجہ بالا متفرقات میں سے کچھ کی تفصیل درجہ ذیل ہے:

## ۱۔ کوئی نبی بھی نفع ونقصان کا مالک نہیں:

''اے پیغمبر! کہہ دے میں اپنی ذات کے نفع اور نقصان کا بھی مالک نہیں مگر جو اللہ چاہے اور اگر میں غیب کی بات جانتا ہوتا تو اپنے لیے بہت سی بھلائی جمع کر لیتا اور مجھے کچھ تکلیف نہ پہنچتی، میں تو کچھ نہیں مگر (ایک بندہ) ایمان داروں کو ڈرانے والا اور خوشخبری دینے والا ہوں۔'' (الأعراف: ۱۸۸)

یعنی مشیت الٰہی سے جو کچھ ہونا ہے ہو رہا ہے، مجھ میں ذاتی طور پر اتنا بھی اختیار وقدرت نہیں کہ میں اپنی جان سے کسی نقصان کو روک سکوں یا کچھ نفع حاصل کر سکوں۔ (کذا فی السلفیہ)

یعنی نہ میں غیب دان ہی ہوں، اگر ایسا ہوتا تو کتنے ہی فائدے ہیں جن کو پیشگی علم کی وجہ سے میں سمیٹ لیتا اور کتنے ہی نقصانات ہیں جن سے قبل از وقت آگاہ ہونے کی بنا پر میں بچ جاتا۔ یہاں لفظ ''لو'' سے ثابت ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ باوجود افضل المرسلین ہونے کے علم غیب نہیں رکھتے تھے، خود واقعۂ افک ہمارے سامنے ہے۔ اس میں رسول اللہ ﷺ کتنے دنوں تک مضطرب اور پریشان رہے۔ آخر قرآن میں اللہ تعالیٰ نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی براءت نازل فرمائی تو آپ ﷺ حقیقت حال سے آگاہ ہوئے۔ اس ایک واقعہ ہی سے آپ ﷺ کو مختار کل اور غیب دان کہنے والے خود ہی فیصلہ کر سکتے ہیں۔

ان آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ انبیاء اور اولیاء کو جو اللہ تعالیٰ نے سب لوگوں سے بڑا بنایا ہے، سو ان میں بڑائی یہی ہوتی ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کی راہ بتاتے ہیں اور اس بات میں کچھ ان کی بڑائی نہیں کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو عالم میں تصرف کی قدرت دے دی ہو کہ موت وحیات ان

[1] بخاري، كتاب الرقاق، باب القصد والمداومة على العمل: ۶۴۶۳۔ مسلم، كتاب صفات المنافقين، باب لن يدخل أحد الجنة بعمله، بل برحمة الله تعالى: ۲۸۱۶

کے اختیار میں ہو یا کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو غیب دانی دے دی ہو کہ جس کے احوال جب چاہیں معلوم کر لیں۔ (سلفیہ) اس آیت سے شرک کی جڑ کٹ گئی، جب رسول اللہ ﷺ کو، جو تمام عالم کے سردار ہیں، اپنی جان کے نفع و نقصان کا اختیار ہو نہ غیب کی بات معلوم ہو تو کسی اور نبی یا ولی یا بزرگ یا فقیر یا جن یا فرشتے کو کیا قدرت ہے کہ کسی کو فائدہ یا نقصان پہنچائے یا کوئی غیب کی بات بتائے۔ البتہ اللہ تعالیٰ جو غیب کی بات رسول اللہ ﷺ کو بتا دیتا وہ آپ کو معلوم ہو جاتی اور آپ لوگوں کو اس کی خبر دے دیتے۔ (از وحیدی)

## ۳۔ قیامت کے دن گواہی:

''ویسے ہی ہم نے تم کو (اے مسلمانو!) ایک معتدل امت بنایا، تا کہ تم دوسرے لوگوں پر (قیامت کے دن) گواہ بنو اور پیغمبر (یعنی محمد ﷺ) تم پر گواہ ہوں اور (اے پیغمبر!) جس قبلہ پر تو پہلے تھا (یعنی کعبہ) ہم نے اسی کو (دوبارہ) مقرر کر دیا۔ اس کی غرض یہ تھی کہ ہم کو یہ بات کھل جائے کہ کون پیغمبر کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھر جاتا ہے اور قبلہ بدلنا بھاری (یعنی شاق) ہوا مگر ان پر جن کو اللہ تعالیٰ نے راہ بتلائی اور اللہ تعالیٰ تمھاری نماز کو بے فائدہ کر دے، یہ نہیں ہو سکتا۔ اللہ تو لوگوں پر بڑی شفقت کرنے والا، مہربان ہے۔'' (البقرۃ: ۲/ ۱۴۳)

یعنی تمھیں امت وسط قرار دینے سے غرض یہ ہے کہ تم کو دنیا اور آخرت میں لوگوں پر شاہد ہونے کا درجہ حاصل ہو جائے۔ تم قیامت کے دن انبیاء کے حق میں گواہی دو کہ انھوں نے اپنی امتوں تک اللہ تعالیٰ کا پیغام پہنچا دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ یہ گواہی دیں کہ تم نے اس کے مطابق عمل کر کے دکھایا۔ جابر بن عبد اللہ رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''میں اور میری امت قیامت کے دن ایک بلند ٹیلے پر بیٹھے ہوں گے کہ جب کوئی امت اپنے نبی علیہ السلام کی تکذیب کرے گی تو ہم گواہی دیں گے کہ بے شک اس نبی نے امت کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیے تھے۔ امت کی یہ شہادت قرآن کے بیان پر مبنی ہو گی، جیسا کہ حدیث میں ہے کہ اس شہادت پر امت محمدیہ سے پوچھا جائے گا کہ تمھیں ان واقعات کا کیسے علم ہوا تو وہ کہیں گے: (( أُخْبَرَنَا نَبِيُّنَا بِذٰلِكَ أَنَّ الرُّسُلَ قَدْ بَلَّغُوْا )) کہ ہمارے پیغمبر نے خبر دی تھی کہ تمام انبیاء نے اپنی امتوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام پہنچا دیے تھے۔ [1]

[1] ابن ماجه، أبواب الزهد، باب صفة أمة محمد ﷺ: ۴۲۸۴

امت محمد (ﷺ) کی شہادت کے متعلق بھی احادیث وارد ہیں۔ ایک حدیث میں ہے اچھے اور برے لوگوں کی تمیز اور معرفت تمھاری شہادت پر ہوگی، جس کی تم نے تعریف کر دی وہ اچھا ہے اور جس کی تم نے مذمت کر دی وہ برا ہے۔[تفسير ابن كثير : ۱/۲٦۲] ایک مرتبہ دو جنازوں کے بارے میں بھی رسول اللہ ﷺ نے جنتی اور دوزخی ہونے کا حکم صحابہ کی شہادت ہی پر فرمایا تھا اور ساتھ ہی اس کی وجہ بیان فرمائی کہ (( اَنْتُمْ شُهَدَآءُ اللّٰهِ فِي الْأَرْضِ )) کہ تم زمین میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے گواہ ہو۔ [1]

## ۴۔ شہید کی برزخی زندگی :

''اور جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے جائیں ان کو مردے مت کہو، بلکہ زندہ ہیں لیکن تم کو خبر نہیں۔'' (البقرۃ : ۲/ ۱۵۴)

اوپر کی آیت میں اقامت دین کے لیے صبر وصلوٰۃ سے کام لینے کا حکم دیا گیا ہے۔ اب یہاں جہاد کی ترغیب ہے (کبیر) جب غزوۂ بدر میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم شہید ہو گئے تو بعض لوگ کہنے لگے ''فلاں مر گیا، اس سے زندگی کا عیش و آرام چھن گیا۔'' بعض روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ شہداء کے متعلق کفار نے اس قسم کی باتیں کیں، اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ (فتح البیان و کبیر) شہیدوں کو برزخی حیات حاصل ہے اور احادیث سے ثابت ہے کہ ان کی روحیں جنت میں عیش و آرام سے گزر بسر کر رہی ہیں۔ (دیکھیے آل عمران : ۱۶۹، ۱۷۰) اور قرآن و احادیث سے ثابت ہوتا ہے کہ مرنے کے بعد برزخ میں ہر شخص کو زندگی حاصل ہے۔ (دیکھیے سورۃ المؤمن : ۱۱، ۴۶۔ سورۃ ابراہیم : ۲۷) مگر مومن کی روح راحت میں ہے اور کافر کی روح کو عذاب ہو رہا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

''(اے پیغمبر!) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ان کو مردہ مت سمجھ، وہ اپنے مالک کے پاس زندہ ہیں، ان کو روزی ملتی ہے اور اللہ نے جو اپنے فضل سے ان کو دیا ہے اس پر خوش ہیں اور جو لوگ ابھی ان کے پاس نہیں پہنچے ان کے پیچھے (دنیا میں زندہ) ہیں (لیکن جہاد میں مصروف ہیں) ان کی خوشی مناتے ہیں کہ نہ ان کو ڈر ہوگا اور نہ غم۔ اللہ کی نعمت و فضل کی خوشی کر رہے ہیں اور اس کی (خوشی کر رہے ہیں) کہ اللہ مسلمانوں کا ثواب ضائع نہیں کرتا۔'' (آل عمران : ۱۶۹ تا ۱۷۱)

---

[1] بخاری، کتاب الجنائز، باب ثناء الناس علی المیت : ۱۳٦۷

احادیث میں ہے کہ شہداء کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں جنت کی سیر کرتی ہیں اور عرش کے نیچے قندیلوں کے ساتھ آویزاں رہتی ہیں۔ [1]

عالم برزخ کی یہ زندگی شہداء کو حاصل ہے۔

(نیز دیکھیے: البقرۃ:۱۵۴) ثابت ہوا کہ شہداء جنت میں زندہ ہیں، اپنی قبروں میں زندہ نہیں۔

## ۱۵۔مولویوں اور درویشوں کے غلط کام:

''بے شک ہم نے تورات اتاری، اس میں ہدایت اور روشنی ہے، اللہ کے تابع فرمان پیغمبر (جو سیدنا موسیٰ علیہ السلام کے بعد بنی اسرائیل میں آئے) یہودیوں کو اسی کے موافق حکم دیتے رہے اور پیغمبروں کے علاوہ مشائخ اور مولوی (بھی اسی پر حکم دیتے رہے) اس واسطے کہ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے وہ حافظ (امانتدار) بنائے گئے تھے اور اس کی نگہبانی کرتے تھے تو اے یہود! لوگوں سے مت ڈرو اور مجھ سے ڈرو اور میری آیتوں کے بدلے (دنیا کا) تھوڑا مول مت لو (رشوت کھا کر میرے حکم مت چھپاؤ) اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کے اترے کے موافق حکم نہ دیں وہی کافر ہیں۔'' (المائدۃ: ۴۴)

حسن بصری فرماتے ہیں کہ حکام پر اللہ تعالیٰ نے تین چیزیں لازم کی ہیں: خواہش کی پیروی نہ کریں، درست فیصلہ کرنے میں کسی کی پروا نہ کریں اور رشوت لے کر غلط فیصلہ نہ کریں۔اور سورۂ مائدہ ہی میں ہے:

''ان کے مشائخ اور مولوی جھوٹ بولنے اور حرام کا مال کھا جانے سے ان کو منع کیوں نہیں کرتے، بے شک برا (کام) کرتے رہے۔'' (المائدۃ: ۶۳)

یعنی جنھوں نے سچ بات کہنے اور منکرات سے روکنے سے اپنی زبانوں کو گنگ بنا لیا ہے ایسے مشائخ اور مولویوں کو یقیناً گناہ کرنے والوں سے بھی سخت سزا ملے گی۔ (ابن جریر)

اور ان کی بری خصلتوں کا ذکر کرتے ہوئے، سورۂ توبہ میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

''ان لوگوں نے اپنے مولویوں اور درویشوں (علماء و مشائخ) کو اور مسیح مریم کے بیٹے کو اللہ کے سوا (جو اکیلا ہے) داتا بنا لیا، حالانکہ ان کو (اللہ کے پاس سے) اور کچھ نہیں یہی حکم ملا تھا کہ ایک (اکیلے سچے) اللہ کی پرستش کریں، اس کے سوا کوئی سچا معبود نہیں (سب جھوٹے معبود ہیں) وہ ان لوگوں کے شرک سے پاک

[1] مسلم، کتاب الإمارة، باب بيان أن أرواح الشهداء ...... الخ: ۱۸۸۷

ہے۔(یہ لوگ) چاہتے ہیں کہ اللہ کے نور (قرآن یا دین یا پیغمبر کی پیغمبری) کو اپنے منہ سے (جھوٹی باتیں بنا کر) بجھا دیں اور اللہ تو ماننے والا نہیں جب تک اپنے نور کو پورا نہ کرے، گو کافر برا مانیں۔ وہی اللہ ہے جس نے اپنے پیغمبر کو ہدایت کی باتیں (معجزے اور شریعت کے احکام) اور سچا دین (اسلام) دے کر بھیجا۔ اس لیے کہ اس کو (یعنی پیغمبر کو یا دین اسلام کو) ہر دین پر غالب کرے گو مشرک برا مانیں۔ مسلمانو! (اہل کتاب کے) بہت سے مولوی اور مشائخ لوگوں کے مال ناحق کھا جاتے ہیں اور اللہ تعالیٰ کی راہ سے (لوگوں کو) روکتے ہیں۔''

(التوبہ : ۳۱ تا ۳۴)

یعنی رشوت لے کر، غلط مسئلے بتا کر، رسول اللہ ﷺ کے متعلق بشارتوں کو چھپا کر اور ان کو غلط معنی پہنا کر اور لوگوں کو دین کی حفاظت اور تبلیغ دین کا چکمہ دے کر۔ امام رازی فرماتے ہیں: ''فی زمانہ بھی بہت سے علماء اور مشائخ اسی طرح کے حیلے حوالوں سے لوگوں کے مال ہضم کر رہے ہیں۔'' (کبیر، ابن کثیر)

## ۲۴۔ نیک اعمال کے بدلے دنیا کمانا:

''جو کوئی (نیک عمل کر کے) آخرت کی کھیتی (وہاں کا ثواب) چاہے ہم اس کی کھیتی اور بڑھائیں گے اور جو کوئی دنیا کی کھیتی چاہے (یہاں کا فائدہ، مال و متاع) ہم اس کو وہی دیں گے اور آخرت میں کچھ حصہ اس کا نہ رہے گا۔'' (الشوریٰ : ۲۰)

یعنی ہم اسے دنیا میں نیک کاموں کی زیادہ توفیق دیتے ہیں اور آخرت میں دس سے سات سو گنا تک اس کا اجر بڑھائیں گے اور جو دنیا کی کھیتی چاہے اس کا آخرت میں کوئی حصہ نہیں، کیونکہ اس نے جو اعمال کیے اس سے اس کی نیت یہ تھی ہی نہیں کہ آخرت کا ثواب حاصل کیا جائے۔ ایک حدیث میں بھی ہے کہ جو شخص آخرت کا عمل کر کے دنیا چاہے گا اس کے لیے آخرت میں کچھ حصہ نہ ہوگا۔ (دیکھیے: بنی إسرائیل : ۱۸، ۱۹)

شاہ صاحب لکھتے ہیں: ''دنیا کے واسطے جو محنت کرے موافق قسمت کے ملے یہ اس کی محنت کا فائدہ آخرت میں نہیں۔''

اور سورۂ بنی اسرائیل میں ہے:

’’جو شخص دنیا کی بھلائی چاہتا ہو تو جتنا ہم چاہتے ہیں اس کو جلدی سے دنیا میں دے دیتے ہیں پھر (آخرت میں تو) ہم نے اس کے لیے دوزخ ٹھہرا رکھی ہے جس میں برے حالوں مردود ہو کر اس کو جانا ہے اور جو شخص (اچھے عمل کر کے) آخرت کی بھلائی چاہتا ہو اور اسی کے لیے جیسی کوشش کرنی چاہیے ویسی کوشش کرے اور ایماندار ہو تو ایسے لوگوں کی کوشش اللہ کی درگاہ میں قبول ہوگی۔ دنیا چاہنے والے اور آخرت چاہنے والے ہر ایک کو ہم تیرے پروردگار کی بخشش سے مدد دیتے ہیں اور تیرے رب کی بخشش کسی نے نہیں گھیری۔‘‘ (بنی اسرائیل: ۱۸ تا ۲۰)

یعنی وہ نیک اعمال محض اس لیے کرتا ہو کہ اسے دنیا کا فائدہ اور اس کی خوشحالی حاصل ہو جیسے منافق یا ریاکار۔

یعنی اس کا مقصد پورا کر دیتے ہیں مگر اتنا نہیں جتنا وہ چاہتا ہے بلکہ جتنا ہم چاہتے ہیں۔ پہلے گزر چکا ہے کہ سورۂ ہود کی آیت: نُوَفِّ اِلَيْهِمْ اَعْمَالَهُمْ [هود: ۱۵] اس آیت کے ساتھ مقید ہے۔

## ۳۵،۵۲۔ ایصال ثواب کی حقیقت:

’’موسیٰ (علیہ السلام) کی کتاب کے ورقوں میں ہے اور ابراہیم (علیہ السلام) کی کتاب کے ورقوں میں جس نے اللہ کا حق پورا ادا کیا ان کتابوں میں یہ لکھا ہے کہ کوئی بوجھ اٹھانے والا دوسرے کے گناہوں کا بوجھ نہیں اٹھائے گا اور یہ بھی لکھا ہے کہ آدمی کو اپنی ہی کوشش سے ایمان سے فائدہ ہوگا اور یہ کہ اس کی کوشش آگے چل کر اور قیامت کے دن اس کو دکھائی جائے گی۔‘‘ (النجم: ۳۶ تا ۴۰)

یعنی کسی دوسرے کا عمل فائدہ نہیں دے سکتا۔ ہو سکتا ہے کہ ابراہیم اور موسیٰ علیہما السلام کی شریعت میں یہ حکم عام ہو لیکن ہماری شریعت میں کچھ مستثنیات ہیں، مثلاً گنہگاروں کے لیے انبیاء اور فرشتوں کی شفاعت، مردوں کے لیے زندوں کی دعا اور باپ کے عمل سے اولاد کے درجوں کا بلند ہونا تو قرآن سے ثابت ہے اور میت کی طرف سے صدقہ وخیرات اور حج کرنا وغیرہ کا نافع ہونا صحیح احادیث سے ثابت ہے، اب رہی نماز اور قرآن خوانی تو اس کے متعلق چونکہ قرآن یا کسی حدیث میں صراحت نہیں ہے اس لیے یہ اس آیت کے عام حکم کے تحت رہیں گے اور

انسان کی اولاد بھی چونکہ اس کی سعی کا نتیجہ ہے، اس لیے اس کے نیک عمل کا ثواب پہنچنا اس آیت کے تحت داخل ہے۔ (قرطبی)

## ۴۴۔ تقلید چھوڑو، اتباع رسول کرو:

''مسلمانو! جب رسول (ﷺ) تم کو ایسے کام کے لیے بلائے جس میں تمھاری زندگی ہے تو اللہ اور اس کے رسول (ﷺ) کا حکم مانو (جواب دو۔ فوراً حاضر ہو جاؤ) اور یہ سمجھ لو کہ اللہ آدمی اور اس کے دل کے بیچ میں آڑ ہو جاتا ہے اور تم کو آخر اسی کی طرف جمع ہونا ہے، وہ ہر کام کا بدلا دے گا۔'' (الأنفال : ۲۴)

یعنی اللہ اور اس کے رسول کی دعوت پر لبیک کہنا تم پر لازم ہے۔ ''وہ جو تمھیں زندگی بخشتا ہے'' میں علمائے سلف سے مختلف اقوال منقول ہیں، بعض نے ایمان و اسلام اور بعض نے قرآن لیکن اکثر نے اس سے جہاد مراد لیا ہے کیونکہ جہاد دنیا و آخرت میں زندگی کا سب سے بڑا ذریعہ ہے اور پھر سیاق کلام کے مناسب بھی یہی ہے لیکن اگر اس سے مراد حق و ثواب لیا جائے تو قرآن، ایمان، جہاد اور اطاعت کے جملہ امور کو یہ لفظ شامل ہو جاتا ہے۔ مولانا علامہ وحید الزماں لکھتے ہیں: ''ان آیات سے تقلید ناجائز کی جڑ کٹ گئی۔ جب اللہ کا حکم یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا کہا مانو تو کیونکر یہ درست ہو سکتا ہے کہ رسول کے حکم کی موجودگی میں دوسرے مجتہد یا امام کی بات پر عمل کیا جائے۔ دوسرے ائمہ تو رسول اللہ ﷺ کے کفش بردار ہیں، جب رسول اللہ ﷺ کا حکم معلوم ہو جائے تو تابعداروں کی بات سننا اور رسول اللہ ﷺ کا کہنا نہ ماننا اپنے آپ کو تباہ کرنا ہے، اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس سے محفوظ رکھے۔ (مختصر از وحیدی)

اسی طرح یہ بات بھی ثابت ہوتی ہے کہ حق واضح ہو جانے کے بعد بھی اگر کوئی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کا کہا نہ مانے تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کو یہ سزا ملتی ہے کہ وہ انسان اور اس کے دل کے درمیان حائل ہو جاتا ہے اور اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر لبیک کہنے کی توفیق نہیں ملتی، جیسے فرمایا:

فَلَمَّا زَاغُوٓا أَزَاغَ ٱللَّهُ قُلُوبَهُمْ (الصف : ۶۱/ ۵)

''وہ خود ٹیڑھے ہو گئے تو اللہ نے ان کے دلوں کو ٹیڑھا کر دیا۔''

آیت کے یہ معنی سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما اور جمہور مفسرین نے بیان فرمائے ہیں۔ (ابن کثیر)

ابن قیم رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ آدمی کے دل کے قریب ہے، اس لیے کہ وہ انسان کے دل کے حالات سے خوب واقف ہے، اسے خوب معلوم ہے کہ تم اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی دعوت پر اخلاص سے لبیک کہہ رہے ہو یا کسی دوسرے جذبے سے، مطلب یہ ہے کہ دلوں میں اخلاص پیدا کرو۔ (الفواد) شاہ صاحب اس آیت کی تشریح یہ فرماتے ہیں کہ حکم بجا لانے میں دیر نہ کرو، شاید اس وقت دل ایسا نہ رہے، دل اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ امام رازی فرماتے ہیں اللہ کا حائل ہونا موت سے کنایہ ہے یعنی موت آنے سے قبل نیکی اور اطاعت بجا لاؤ۔ اس کے بعد وَاَنَّهٗۤ اِلَيْهِ تُحْشَرُوْنَ کے جملے سے بھی اس معنی کی تائید ہوتی ہے۔ (رازی)

## ۵۸۔ آیات کا ٹیڑھا مطلب نکالنے کی مذمت:

''جو لوگ ہماری آیتوں کا (جان بوجھ کر) ٹیڑھا مطلب نکالتے ہیں وہ ہم سے چھپے ہوئے نہیں (ان کا حال ہم کو معلوم ہے) بھلا جو کوئی دوزخ میں ڈالا جائے وہ بہتر ہے یا جو قیامت کے دن بے کھٹکے آئے، جو چاہو سو کرلو، وہ تمھارے کاموں کو دیکھ رہا ہے۔''

[حم السجدة : ٤٠]

لفظی ترجمہ یہ ہے: ''جو لوگ ہماری آیات میں الحاد کرتے ہیں'' الحاد کے معنی ہیں حق سے پھر کر ٹیڑھی راہ اختیار کرنا۔ اللہ تعالیٰ کی آیات میں الحاد یہ ہے کہ ان کا سیدھا سادا اور واضح مطلب لینے کی بجائے غیر متعلق بحثیں کرے اور انھیں غلط مطلب پہنانے کی کوشش کرے، جو لوگ مسلمان ہو کر باطل نظریات، مثلاً: انکار حدیث، اشتراکیت، سرمایہ داری، بدعات وغیرہ کے حامی بن جاتے ہیں وہ یہی طرز اختیار کرتے ہیں، خود بھی گمراہ ہوتے ہیں اور دوسروں کو بھی گمراہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔

اس میں سخت سرزنش بھی ہے کہ ایسے لوگ ہماری گرفت سے بچ کر کہیں نہیں جا سکتے۔

سورۂ یونس میں ہے:

''اے پیغمبر! ان لوگوں سے پوچھ، بھلا بتلاؤ تو سہی اللہ نے جو روزی تمھارے لیے اتاری پھر تم نے اس میں سے کچھ حلال ٹھہرائے کچھ حرام (اے پیغمبر!) کہہ دے کیا اللہ نے تم کو یہ حکم دیا یا تم اپنی طرف سے اللہ پر جھوٹ باندھتے ہو اور جو لوگ اللہ تعالیٰ پر جھوٹ

باندھتے ہیں انھوں نے قیامت کے دن کو کیا سمجھ رکھا ہے، بے شک اللہ تو لوگوں پر فضل کرتا ہے، بہت لوگ شکر نہیں کرتے۔" (یونس: ۵۹، ۶۰)

اس سے معلوم ہوا کہ اپنی خواہشوں سے حرام کو حلال اور حلال کو حرام قرار دینا اللہ پر جھوٹ باندھنے کے مترادف ہے۔ (ابن کثیر) قاضی شوکانی فرماتے ہیں اس آیت میں ان مقلد حضرات کے لیے سخت وعید ہے جو فتوے کی کرسی پر بیٹھ کر حلال اور حرام، جواز وعدم جواز کے فتوے صادر کرتے ہیں، حالانکہ ان کا مبلغ علم صرف اتنا ہوتا ہے کہ امت کے کسی ایک شخص نے جو بات کہہ دی ہے اسے نقل کر دیتے ہیں، گویا انھوں نے اس شخص کو ایک شارع کی حیثیت دے رکھی ہے، کتاب وسنت کے جس حکم پر اس نے عمل کیا اس پر یہ بھی عمل کریں گے اور جو چیز اسے نہ پہنچی یا پہنچی مگر وہ اسے ٹھیک طرح سمجھ نہ سکا یا سمجھا مگر اپنے اجتہاد وترجیح میں غلطی کر بیٹھا وہ ان کی نظر میں منسوخ اور مرفوع الحکم ہے، حالانکہ جس کی یہ لوگ تقلید کر رہے ہیں وہ بھی اس شریعت اور اس کے احکام کا اسی طرح پابند تھا جس طرح خود یہ لوگ۔

## سورۂ انعام کا خلاصہ:

سورۃ الأنعام اصول عقائد کے اثبات اور مشرکین واہل بدعت کے اقوال کے ابطال میں ایک اصل کی حیثیت رکھتی ہے بلکہ پورے علم اصول یعنی عقائد پر حاوی ہے۔ (شوکانی وکبیر)

اس سورت کا خلاصہ درج ذیل ہے:

(۱) دلائل توحید: ۱تا۳، ۶، ۱۲، ۱۳، ۱۴، ۲۲تا۲۴۔ ۹۵تا۹۹، ۱۴۱تا۱۴۴۔ (۲) دلیل لاؤ: ۱۴۸، ۱۴۹، ۱۵۰۔ (۳) کسی چیز (شے) کو اللہ کا شریک نہ بناؤ: ۱۵۱۔ (۴) اللہ کے برابر کوئی نہیں، غیر اللہ کو اللہ کے برابر سمجھنا کفر ہے: ۱، ۱۵۰۔ (۵) انسان مٹی سے پیدا کیا گیا: ۲۔ (۶) اللہ سب ظاہر اور باطن جانتا ہے: ۳، ۷۳، ۱۱۷، ۱۳۲، ۱۳۹۔ (۷) سب کچھ اللہ کا ہے: ۱۳۔ (۸) رسول اللہ (اور امت کو) اللہ کے حکم (آسمانی ہدایت) ماننے کا حکم دیا گیا: ۱۴، ۱۵، ۵۰، ۵۶، ۵۷، ۱۰۶، ۱۱۴تا۱۱۶، ۱۲۱، ۱۴۴، ۱۴۵، ۱۴۸، ۱۵۰، ۱۵۳ تا ۱۵۷، ۱۶۱تا۱۶۵۔ (۹) صرف اللہ تعالیٰ نفع ونقصان کا مالک ہے: ۱۷، ۱۸، ۱۴، ۳۹، ۴۶، ۵۰، ۵۷، ۵۸، ۶۰، ۶۵، ۶۲، ۸۱، ف ۱، ۸۴، ۸۶، ۸۷، ۸۸، ۱۰۷، ۱۱۱، ۱۲۵، ۱۳۳، ۱۳۴۔ فائدہ ۸۱: اس امت کے کلمہ گو پیر پرست بھی اہل توحید سے کہتے ہیں جو شخص بڑے پیر کی گیارھویں چھوڑ دے اس کا بیٹا یا بھینس مر جاتی ہے،

یا کوئی اور نقصان پہنچ جاتا ہے، تو ان کا بھی یہی جواب ہے جو ابراہیم علیہ السلام نے اس آیت میں دیا ہے۔(۱۰) معبود ایک ہے، شرک سے آپ ﷺ (اور امت) کو منع کیا گیا ہے: ۱۹، ۱۴، ۱۶۱ تا ۱۶۵۔(۱۱) مشرکین قیامت کے دن شرک سے مکر جائیں گے: ۲۲ تا ۲۴۔ (۱۲) ہدایت رسول کائنات ﷺ کے اختیار میں نہیں: ۳۳ تا ۳۵۔ (۱۳) غیراللہ کو پکارنا شرک ہے: ۴۰، ۴۱، ۶۳ تا ۶۶۔ (۱۴) معبود کون ہے؟: ۴۶، ۱۹، ۱۰۲۔ (۱۵) غیراللہ کو پکارنا ان کی عبادت ہے: ۵۶۔ (۱۶) اللہ خالق ہے: ۱، ۲، ۳، ۷۳، ۱۰۱، ۱۰۲۔ (۱۷) یَرَوْا: ۶۔ (۱۸) اللہ تعالیٰ ناظر ہے: ۱۳، ۱۱۵۔(۱۹) معجزات کا اختیار آپ ﷺ کو نہ تھا: ۳۵، ۳۷، ۱۰۹۔ (۲۰) آپ ﷺ کے پاس اللہ کے خزانے نہیں، آپ غیب نہیں جانتے: ۵۰، ۵۹۔(۲۱) آپ ﷺ کا الٰہ بھی اللہ ہے: ۱۹۔ (۲۲) آپ ﷺ کسی کے نفع و نقصان کے مالک نہیں: ۵۲، ۵۷، ۵۸، ۶۶، ۱۰۷۔ (۲۳) پیغمبر صرف بشیر و نذیر تھے: ۴۸۔ (۲۴) شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے اور وہی والی یعنی کارساز ہے: ۹۴، ۵۱، ۷۰۔ (۲۵) قرآن کے متعلق: ۵۵، ۱۹، ۱۰۴، ۱۱۵، ۱۲۶، ۱۵۴ تا ۱۵۷۔ ۱۶۱، ۶۶، ۹۲۔ (۲۶) دین میں ہنسی مذاق منع ہے: ۱۰، ۵۔ (۲۷) اللہ تعالیٰ کن فیکون کا مالک ہے: ۷۳۔ (۲۸) اللہ تعالیٰ علی کل شیءٍ قدیر ہے: ۱۷۔ (۲۹) پہلے ایمان پھر عمل: ۴۸۔ (۳۰) انکار آیات: ۲۱، ۲۶، ۲۷، ۳۹، ۴۹، ۹۳۔ (۳۱) رسولوں کی اللہ نے مدد کی: ۳۴۔ (۳۲) اعمال اپنے اپنے: ۵۲۔ (۳۳) اللہ سب جہانوں کا رب (داتا) ہے: ۴۵، ۷۱، ۱۶۲، ۱۶۴۔ (۳۴) اللہ وہاب (داتا) ہے: ۸۴۔ (۳۵) اللہ آپ ﷺ کا رب (داتا) ہے: ۱۵، ۵۷، ۱۰۶، ۱۱۲، ۱۱۴، ۱۱۷، ۱۱۹، ۱۲۶، ۱۳۲، ۱۳۳، ۱۵۸، ۱۶۵، ۱۶۴۔ (۳۶) اللہ ابراہیم کا رب (داتا) ہے: ۷۶، ۷۷، ۷۸، ۸۰۔ (۳۷) مشرکین مکہ کے کام: ۶۳ تا ۶۶، ۱، ۴، ۱۴، ۲۲ تا ۲۴، ۲۶، ۴۰، ۴۱، ۵۶، ۷۱، ۱۳۰ تا ۱۴۰، ۱۱۶، ۱۱۹، ف: ۳۷ (الف) وہ غیراللہ کو پکارتے تھے، لہٰذا مشرک قرار پائے: ۶۳ تا ۶۶ اور ۴۰، ۴۱، ۷۱، ۵۶۔ (ب) وہ غیراللہ کو اللہ کے برابر ٹھہراتے تھے، اس لیے کافر قرار پائے: ۱ (ج) وہ اللہ کی آیتوں سے منہ پھیر لیتے تھے: ۴۔ (د) وہ غیراللہ کو اپنا والی یعنی کارساز بناتے تھے، اس لیے مشرک ٹھہرے: ۱۴، ۵۱، ۷۰۔ (ر) وہ غیراللہ کو اللہ کا شریک ٹھہراتے لیکن قیامت کے دن مکر جائیں گے۔ ۲۲ تا ۲۴۔ (س) ترجمہ: ۲۶۔ (اور وہ لوگوں کو اس سے روکتے ہیں اور خود بھی الگ رہتے ہیں اور یہ لوگ کچھ نہیں مگر اپنے تئیں آپ تباہ کرتے

ہیں اور سمجھتے نہیں اور اے پیغمبر! اگر تو ان کو اس وقت دیکھے جب دوزخ پر ٹھہرائے جائیں گے تو عجب تماشا یا بڑا ہولناک سانحہ دیکھے گا، یہ کہتے ہوں گے کاش! پھر ہم دنیا میں بھیج دیے جائیں اور اب کی بار اپنے مالک کی آیتوں کو جھٹلائیں نہیں اور ایماندار ہو جائیں، یہ جو خود آرزو کریں گے وہ بھی سچے دل سے نہیں، ایمان کو اچھا سمجھ کر نہیں، بلکہ جس بات کو پہلے وہ چھپاتے تھے وہ ان کے سامنے کھل گئی۔ یعنی صرف قرآن پر طعن کرنے پر ہی اکتفا نہیں کرتے بلکہ قرآن سننے اور آنحضرت ﷺ پر ایمان لانے سے دوسرے لوگوں کو بھی منع کرتے ہیں۔ (کذا فی الکبیر) بہت سے بدعت پرست علماء اپنے ماننے والوں کو اس قرآن مجید کا ترجمہ پڑھنے سے منع کرتے ہیں کہ کہیں وہ عشق و جذب، پاگل پن کی بھول بھلیوں سے نکل کر وہابی (ایک داتا کو ماننے والے) نہ بن جائیں (لاحول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) (ص) وہ آسمانی ہدایت کی بجائے اپنے خیالات وخواہشات اور اٹکل پچو کی پیروی کرتے تھے: ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۵۰، ۱۲۱، ۱۵۳، ۵۶۔ (ع) وہ اللہ پر جھوٹ باندھتے تھے: (۶) ۲۱۔ (۳۸) دون اللہ غیر اللہ: ۵۰، ۷۰، ۷۱، ۵۱، ۴۶، ۱۴۵، ۱۶۴۔ (۳۹) توبہ: ۵۴۔ (۴۰) مشرکین مکہ رسول کائنات کی قوم تھے: ۲۲۔ (۴۱) اللہ کی ہدایت ہی اصل ہدایت ہے: ۷۱۔ (۴۲) ابراہیم علیہ السلام سب کو چھوڑ کر اللہ کے ہو گئے: ۷۹ تا ۸۲۔ ۱۶۱۔ (۴۳) ہدایت اللہ کے اختیار میں ہے: ۸۴ تا ۸۸۔ (۴۴) شرک کسی کو معاف نہیں خواہ نبی ہو: (۶) ۸۴ تا ۸۸۔ (۴۵) آپ ﷺ بشر، سب انبیاء علیہم السلام بشر: ۹۱، ۱۳۳، ۱۳۵، ۸۴ تا ۸۸، ۶۶۔ سب اولاد آدم: ۹۸، ۱۳۳۔ (۴۶) اللہ کی قدر نہ کی: ۹۱۔ (۴۷) توحید خالص: ۷۱ تا ۷۳، ۷۹ تا ۸۲، ۹۵، ۱۰۰ تا ۱۰۴، ۱۰۶، ۱۶۱ تا ۱۶۵۔ (۴۸) آپ ﷺ کی رسالت عالمگیر ہے: (۶) ۹۰۔ (۴۹) عذاب قبر: ۹۳۔ (۵۰) اللہ پر جھوٹ بولنا: ۹۳، ۲۱۔ (۵۱) مخلوق خالق کی شریک نہیں ہو سکتی: ۱۰۰۔ (۵۲) لوگوں کی اطاعت نہ کرو وہ تمھیں گمراہ کر دیں گے: ۱۱۶، ۱۲۱، ۱۵۳۔ (۵۳) اپنے خیالات، خواہشات اور اٹکل پچو پر نہ چلو: ۱۱۶، ۱۱۹، ۱۵۰۔ (۵۴) اللہ تعالیٰ کی پسند و ناپسند: ۱۵۱ تا ۱۵۳۔ (۵۵) یتیم کے مال کو استعمال کرنے میں غلط طریقہ سے بچو: ۱۵۲۔ (جیسے تیجہ، دسواں، چالیسواں اور دوسرے غیر شرعی طریقوں سے لوگ یتیموں کا مال کھاتے ہیں)۔ (۵۶) فرقہ بازوں سے رسول کائنات ﷺ کا کوئی تعلق نہیں: ۱۵۹۔ (مراد یہود و نصاریٰ ہیں جنھوں نے گمراہی میں مبتلا ہو کر اپنے دین میں فرقہ بندیاں قائم کر لیں،

یا تفریق دین کے یہ معنی ہیں کہ کتاب کے بعض حصوں پر ایمان لائے اور بعض کے ساتھ کفر کیا اور خود مسلمانوں میں سے وہ اہل بدعت حضرات بھی اس کے مصداق ہیں جو دین میں بدعات پیدا کرکے اس میں تفرقہ پیدا کر رہے ہیں۔ (کذا المروی عن عائشہ ؓ۔ ابن کثیر: ۳۱۶/۲۔ الانعام: ۱۵۹) سورۃ الانعام کا مختصر خلاصہ ختم ہوا۔



## فصل : ۲

# عقائد اہل سنت (سوالات و جوابات)

**سوال ۱:** اللہ تعالیٰ نے ہمیں دنیا میں کس لیے پیدا کیا؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے ہمیں صرف اپنی بندگی کے لیے پیدا کیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ ﴿٥٦﴾ (الذاریات : ۵۱/ ۵۶) ''اور میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اس لیے پیدا کیا کہ وہ میری عبادت کریں۔'' اور یہ بھی فرمایا:

وَقَضَىٰ رَبُّكَ أَلَّا تَعْبُدُوا إِلَّا إِيَّاهُ (بنی إسرائیل : ۱۷/ ۲۳) ''تمھارے رب نے فرمایا کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔''

**سوال ۲:** توحید کو قبول کرنے کا کیا فائدہ ہے؟

**جواب:** جو شخص سچے دل سے لا الہ الا اللہ کہتا ہے اور اپنے ایمان میں شرک کی ملاوٹ نہیں کرتا اس پر دوزخ کی آگ حرام ہے اور اس کا مقام جنت ہے:

الَّذِينَ آمَنُوا وَلَمْ يَلْبِسُوا إِيمَانَهُم بِظُلْمٍ أُولَٰئِكَ لَهُمُ الْأَمْنُ وَهُم مُّهْتَدُونَ ﴿٨٢﴾ (الأنعام : ۶/ ۸۳)

''جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان میں ظلم کی آمیزش نہیں کی تو ایسے لوگوں کے لیے امن ہے اور یہی لوگ ہدایت پانے والے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس آیت میں ظلم سے مراد شرک ہے۔ [1]

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اللہ تعالیٰ نے جہنم کی آگ ہر اس شخص پر حرام کر دی جس نے

---

[1] بخاری، کتاب الإیمان، باب ظلم دون ظلم : ۳۲۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب

صدق الإیمان و إخلاصه : ۱۴۴

اللہ تعالیٰ کی رضا مندی کے حصول کے لیے لا الٰہ الا اللہ کہا۔'' ❶

**سوال ۳**: اللہ تعالیٰ نے انبیائے کرام علیہم السلام کو دنیا میں کیوں بھیجا؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے:

وَمَآ اَرْسَلْنَا مِنْ قَبْلِكَ مِنْ رَّسُوْلٍ اِلَّا نُوْحِيْٓ اِلَيْهِ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنَا فَاعْبُدُوْنِ ﴿٢٥﴾ (الأنبياء : ۲۱/ ۲۵)

''اور ہم نے آپ سے پہلے جو رسول بھیجے ان کی طرف یہی وحی کی کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں، پس میری عبادت کرو۔''

معلوم ہوا کہ انبیائے کرام علیہم السلام کو مبعوث کرنے کا مقصد ہی یہ ہے کہ لوگوں کو توحید کی دعوت دی جائے اور لوگ اللہ کے سوا کسی اور کی عبادت نہ کریں۔

**سوال ۴**: کیا مسلم بننے کے لیے لا الٰہ الا اللہ کے معنی جاننا ضروری ہیں؟

**جواب**: مسلم بننے کے لیے شرط اول یہ ہے کہ اسے لا الٰہ الا اللہ کے معنی معلوم ہوں، اسے پتا ہو کہ کلمہ پڑھنے سے اسے کن کن باتوں کو ماننا پڑے گا اور کن کن باتوں کا انکار کرنا پڑے گا۔ اللہ تعالیٰ اپنے آخری نبی محمد ﷺ کو فرماتا ہے:

فَاعْلَمْ اَنَّهٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ (محمد : ۴۷/ ۱۹)

''پس جان لو کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی الٰہ (معبود) نہیں۔''

معلوم ہوا کہ کفر سے نکل آنے اور ایمان میں داخل ہو کر اپنے درجات بلند کرنے کے لیے علم شرط اول ہے۔ سیدنا عثمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''جو اس حال میں مر جائے کہ وہ اس بات کا علم رکھتا ہو کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں، جنت میں داخل ہو گا۔'' اس علم سے مراد دل کی تصدیق اور زبان کا اقرار ہے۔ ❷

**سوال ۵**: توحید الاسماء والصفات سے کیا مراد ہے؟

---

❶ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب قوله تعالٰی ﴿ یأهل الکتاب لا تغلوا......﴾: ۳۴۳۵۔ مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة : ۲۹

❷ مسلم، کتاب الإیمان، باب الدلیل علی أن من مات علی التوحید دخل الجنة قطعًا : ۲۶

**جواب:** توحید صفات سے مراد یہ ہے کہ الٰہ کی تشریح میں درج شدہ تمام صفات باری تعالیٰ پر ایمان لانے کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی ان سب صفات کا بھی اقرار کیا جائے جن سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے آپ کو موصوف کیا، مثلاً اللہ تعالیٰ عرش پر مستوی ہے۔ (طٰہٰ :۵) اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام سے کلام کیا۔ (النساء :۱۶۴) اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو اپنے ہاتھوں سے بنایا۔ (سورۂ ص: ۷۵)۔ یا جن صفات کا ذکر احادیث صحیحہ میں ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ آسمان دنیا پر نزول فرماتا ہے۔ ❶

یہ تمام صفات اس کمال کو پہنچی ہوئی ہیں جو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لائق ہیں، کسی مخلوق کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی صفات کو تشبیہ نہیں دی جا سکتی، کیونکہ مخلوق خالق کی صفات کی کیفیت کو جاننے سے قاصر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: لَيْسَ كَمِثْلِهٖ شَيْءٌ [الشوریٰ :۱۱] ''(کائنات کی) کوئی چیز اس کی مثل نہیں۔'' اللہ تعالیٰ کی صفات کو حقیقت پر محمول کرتے ہوئے کسی تاویل، کیفیت، تعطیل اور تمثیل کے بغیر ایمان لانا توحید الاسماء و الصفات ہے۔

## تاویل:

آیات و احادیث کے ظاہری معنوں کو دوسرے مرادی معانی کی طرف پھیرنا تاویل کہلاتا ہے، مثلاً اللہ تعالیٰ کے عرش پر مستوی ہونے کا مطلب یہ بیان کیا جائے کہ اللہ تعالیٰ عرش پر غالب ہے، ایسی تاویل کرنا جائز نہیں۔

## کیفیت:

اللہ تعالیٰ کی صفت کی کیفیت بیان کرنا جائز نہیں کیونکہ اس کیفیت کو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا۔

## تمثیل:

تمثیل سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفت کو مخلوق کی صفت کے مشابہ قرار دے دیا جائے۔ مثلاً اللہ کا آسمان دنیا پر نزول ہمارے نزول کی طرح مانا جائے، ایسا ماننا حرام ہے۔

❶ مسلم، کتاب صلاۃ المسافرین، باب الترغیب فی الدعاء والذکر فی آخر اللیل والإجابة فیه: ۷۵۸

تعطیل:

اللہ تعالیٰ کی صفات کی نفی کرنا تعطیل ہے۔ مثلاً اللہ تعالیٰ کو عرش پر مستوی ماننے کی بجائے اسے بلحاظ ذات ہر جگہ موجود سمجھا جائے، ایسا سمجھنا گمراہی ہے۔ یقیناً سلف صالحین یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، تابعین، تبع تابعین اور ائمہ کرام رحمہم اللہ کا مسلک ہی حق ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کے حقیقی معانی پر ایمان لا کر بغیر کسی تاویل، تمثیل کے ان صفات کی کیفیت کو اللہ تعالیٰ پر چھوڑ دینا چاہیے۔

**سوال ۶**: اسلامی دعوت کا طریقہ کار کیا ہے؟

**جواب**: اسلامی دعوت کا صحیح طریقہ کار یہ ہے کہ دعوت کا آغاز توحید کے پرچار سے کیا جائے، لوگوں پر توحید اور شرک کے مابین فرق واضح کیا جائے۔ جو مبلغین دعوت توحید کو مشکل محسوس کرتے ہوئے لوگوں کے عقائد کی تصحیح کی طرف دھیان نہیں دیتے پھر دعوت توحید کو ثانوی حیثیت دیتے ہوئے لوگوں کو نماز، روزہ، جہاد اور اخلاقیات کی دعوت دیتے ہیں، ان کا یہ رویہ انبیائے کرام علیہم السلام کی سنت کے منافی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایسی دعوت اصل اسلامی نتائج حاصل کرنے میں ناکام رہتی ہے۔ اسی لیے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے سیدنا معاذ ابن جبل رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجتے ہوئے فرمایا: ''اولین چیز جس کی طرف لوگوں کو دعوت دی جائے وہ کلمہ شہادت ہونی چاہیے یعنی یہ کہ لوگ اللہ تعالیٰ ہی کو الٰہ واحد مانیں۔'' ❶

**سوال ۷**: کیا شرک کا ارتکاب کرنے والے کو اس کے نیک اعمال فائدہ دیں گے؟

**جواب**: نیک اعمال (صدقہ، خیرات، نماز، روزہ، لوگوں سے حسن سلوک) عقیدہ شرک کی موجودگی میں بے کار ہو جاتے ہیں اور اللہ کے ہاں قابل قبول نہیں رہتے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قانون کی انتہائی بالادستی بیان کرتے ہوئے ابراہیم، اسحاق، یعقوب، داؤد، سلیمان اور ایوب علیہم السلام سمیت ۱۸ جلیل القدر انبیاء کا نام لے کر فرمایا:

وَلَوْ اَشْرَكُوْا لَحَبِطَ عَنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ۝ (الأنعام: ٦/ ٨٨)

''اور اگر (بفرض محال) ان لوگوں نے شرک کیا ہوتا تو ان کے بھی سب اعمال ضائع ہو جاتے۔''

**سوال ۸**: کیا شرک کرنے سے آدمی کا اسلام جاتا رہتا ہے؟

❶ بخاری، کتاب الزکاۃ، باب لا تؤخذ کرائم أموال الناس فی الصدقة: ۱۴۵۸

**جواب**: جس طرح نماز میں کلام کرنے سے نماز ٹوٹ جاتی ہے، ہوا خارج کرنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے، جان بوجھ کر کھانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے، اسی طرح شرک کرنے سے آدمی کا اسلام جاتا رہتا ہے خواہ خود کو مسلمان کہے۔ اس کے بعد آدمی کا ہر عمل خود بخود ضائع ہو جاتا ہے، اسے عقائد کی اصطلاح میں نواقض اسلام کہتے ہیں۔ اسلامی فقہ کی ہر کتاب میں باب المرتد موجود ہے یعنی وہ باتیں جو کسی کلمہ گو کو کافر کر دیتی ہیں۔ اس کے بعد اس امر کی گنجائش نہیں رہتی کہ شرک کا داعی یا طاغوت کی کرسی پر بیٹھا ہوا کوئی کلمہ گو ہو تو اسے مسلمان کہا یا سمجھا جائے۔

**سوال۹**: کیا عامۃ الناس کو کافر سمجھا جائے گا؟

**جواب**: کسی گمان اور قیاس پر کسی کو کافر نہیں کہا جائے گا کیونکہ مسلمان پر کفر کا فتویٰ خود لگانے والے پر پلٹ آئے گا۔ یہ کہنے میں تو کوئی خوف نہیں ہونا چاہیے کہ جو سیدنا علی رضی اللہ عنہ کو مشکل کشا جان کر مشکلات میں امداد کے لیے پکارتا ہے وہ مشرک ہے مگر فرد معین پر فتویٰ لگانے میں احتیاط کی ضرورت ہے کیونکہ چار وجوہات کی بنا پر فتویٰ نہیں لگتا:

ا۔ تاویل:

کوئی شخص اپنے فعل کی کوئی تاویل کرے مثلاً گیارھویں والے پیر کے نام کی نذر و نیاز کو ایصال ثواب کہے تو اس کو مشرک نہیں کہا جائے گا۔

۲۔ اکراہ:

کوئی شرکیہ عمل اپنی جان بچانے کے خوف سے کرے تو وہ بھی مشرک نہ ہوگا۔

۳۔ جہالت:

کوئی شخص جاہل ہے تو فتویٰ سے پہلے اس کی جہالت دور کی جائے گی۔ مثلاً وہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور من نور اللہ کہتا ہے مگر اس کے مفہوم ہی سے نا آشنا ہے۔

۴۔ بلا مقصد:

کسی شخص کی زبان سے بلا ارادہ شرکیہ یا کفریہ کلام نکلتا ہے، وہ دل سے بات کا قائل نہ ہو تو بھی اس پر فتویٰ نہیں لگتا۔

یہ چاروں وجوہات مانع نہ ہوں اور واضح طور پر نواقض اسلام میں سے کسی ایک بات کا مرتکب ہو تو اس کو کافر کہا جائے گا، ورنہ فقہ اسلامی میں مرتد کا باب سرے سے نہ ہوتا، کیونکہ

مرتد کلمہ گو ہوتا ہے، جس نے اسلام قبول ہی نہ کیا ہو اسے مرتد نہیں کہا جا سکتا۔

**سوال ۱۰:** کیا لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھنے والا مشرک ہو سکتا ہے؟

**جواب:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ضرور بالضرور اپنے سے پہلی امتوں کی پیروی کرو گے اور پہلی امتوں سے آپ ﷺ کی مراد یہود و نصاریٰ ہیں۔ ❶

یہود و نصاریٰ کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ طاغوت پر ایمان لاتے تھے اور طاغوت کی بندگی کرتے تھے:

اَلَمْ تَرَ اِلَى الَّذِيْنَ اُوْتُوْا نَصِيْبًا مِّنَ الْكِتٰبِ يُؤْمِنُوْنَ بِالْجِبْتِ وَالطَّاغُوْتِ (النساء : ۴/ ۵۱)

''کیا تو نے اہل کتاب کو نہیں دیکھا کہ وہ بت اور طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''قیامت اس وقت تک قائم نہ ہوگی جب تک میری امت کی ایک جماعت مشرکوں سے نہ جا ملے اور میری امت کے بہت سے لوگ بت پرستی نہ کریں۔'' (برقانی نے اپنی صحیح میں روایت کی) ❷

**سوال ۱۱:** کیا قبر پرستی کو بت پرستی کہا جا سکتا ہے؟

**جواب:** جب کسی قبر کی پوجا ہوگی تو اس کو بت پرستی کہا جائے گا، کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''اے اللہ! میری قبر کو بت نہ بنانا کہ اس کی پوجا کی جائے۔ اللہ تعالیٰ کا اس قوم پر سخت غضب نازل ہوا جنھوں نے اپنے نبیوں کی قبروں کو عبادت گاہ بنا لیا۔'' ❸

رسول اللہ ﷺ نے لعنت فرمائی (۱) ان عورتوں پر جو کثرت سے قبروں کی زیارت کرتی ہیں (۲) جو قبروں پر مسجدیں بناتے ہیں (۳) اور جو قبروں پر چراغ جلاتے ہیں۔ ❹

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ ﷺ آخر وقت میں فرماتے تھے: ''یہود و نصاریٰ پر اللہ کی لعنت ہو، انھوں نے اپنے انبیاء کی قبروں کو سجدہ گاہ بنا لیا۔'' اب اگر اس بات کا خوف نہ

---

❶ بخاری، کتاب أحادیث الأنبیاء، باب ما ذکر عن بنی إسرائیل: ۳۴۵۶۔ مسلم، کتاب العلم، باب إتباع سنن الیهود والنصاری: ۲۶۶۹

❷ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لا تقوم الساعة حتی یخرج کذابون: ۲۲۱۹

❸ مؤطا إمام مالك، کتاب قصر الصلاة فی السفر، باب جامع الصلاة: ۸۵

❹ أبو داود، کتاب الجنائز، باب فی زیارة النساء القبور: ۳۲۳۶۔ ترمذی، کتاب الصلاة، باب ما جاء فی کراهیة أن یتخذ علی القبر مسجدا: ۳۲۰، ۱۰۵۶

ہوتا کہ محمد ﷺ کی قبر کو سجدہ گاہ بنا لیا جائے گا تو آپ کو بند حجرہ میں دفن نہ کیا جاتا، بلکہ آپ کی قبر بھی کھلی ہوتی۔ ❶

**سوال ۱۲:** کیا شیطان نے یہ داؤ امت محمدیہ کے ساتھ کھیلا؟

**جواب:** شیطان نے امت محمدیہ پر بھی اس کا بھرپور وار کیا، اس نے انتہائی خطرناک انداز میں جھوٹ کو احادیث رسول بنانے کی کوشش کی۔ امام مسلم رحمہ اللہ فرماتے ہیں: ''ہم نے صالحین سے بڑھ کر جھوٹ بولنے والا کسی کو نہیں پایا، یہ جھوٹ کا ارادہ نہ بھی کریں تو بھی جھوٹ بے ساختہ ان کی زبانوں پر جاری ہو جاتا ہے۔'' ❷ (صالحین اس زمانے میں صوفی قسم کے لوگوں کو کہا جاتا تھا)۔ شیطان کا یہ وار آج بھی جاری ہے، بہت سے شرکیہ نظریات اس لیے اسلامی قرار دیے جا رہے ہیں کہ ان کی نسبت ان لوگوں کے ساتھ ہے جو پاک و ہند میں مشاہیر امت کے طور پر مشہور ہیں۔ ان مشرکانہ نظریات کو ان ہستیوں سے علیحدہ کر دیا جائے تو ان کا انکار کرنے والوں کی یہاں کمی نہیں، مگر جونہی یہ نظریات ان شخصیات کے نام پر سامنے آتے ہیں تو کئی توحید کے دعویدار بھی انتہائی بودی تاویلات کا سہارا لے کر ان باطل نظریات کی تائید کرنا شروع کر دیتے ہیں۔

**سوال ۱۳:** کیا مشرکین بے جان پتھروں کے بنے ہوئے بتوں کی عبادت کرتے تھے؟

**جواب:** بتوں کی حقیقت سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما یوں بیان کرتے ہیں کہ ود، سواع، یغوث، یعوق اور نسر قوم نوح (علیہ السلام) کے صالحین تھے۔ جب وہ فوت ہو گئے تو شیطان نے ان کی قوم کے دل میں یہ خیال ڈالا کہ جن مقامات پر یہ اولیاء اللہ بیٹھا کرتے تھے وہاں ان کے بت بنا کر کھڑے کر دو (تاکہ ان کی یاد تازہ رہے) وہ ان کو پوجتے نہ تھے۔ جب یہ یادگار بنانے والے فوت ہو گئے اور بعد والوں کو یہ شعور نہ رہا کہ ان بتوں کو صرف یادگار کے لیے بنایا گیا تھا تو انھوں نے (ان بزرگوں کے بتوں کی) عبادت شروع کر دی۔ ❸ اسی طرح

---

❶ بخاری، کتاب الجنائز، باب ما یکرہ من اتخاذ المساجد علی القبور: ۱۳۳۰۔ مسلم، کتاب المساجد، باب النھی عن بناء المسجد علی القبر...... الخ: ۵۲۹ تا ۵۳۲

❷ مقدمة صحیح مسلم، باب بیان أن الإسناد من الدین ...... الخ: ۴۰

❸ بخاری، کتاب التفسیر (سورۃ نوح) باب ﴿ ودا و لا سواعا و لا یغوث و یعوق و نسرا ﴾: ۴۹۲۰

لات ایک مرد تھا جو حاجیوں کے لیے ستو بناتا تھا۔ ❶

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ سیدہ ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے حبشہ کے معبد کا ذکر کیا، جسے ماریہ کہا جاتا تھا، اس میں تصویریں تھیں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ ایسے لوگ ہیں کہ جب ان میں کوئی نیک بندہ مر جاتا تو اس کی قبر پر سجدہ گاہ بنا دیتے تھے اور تصویریں بنا دیتے تھے، یہ لوگ اللہ کے نزدیک بدترین مخلوق ہیں۔'' ❷ اس لیے اللہ تعالیٰ مشرکین کے معبودوں کے بارے میں فرماتا ہے:

إِنَّ الَّذِينَ تَدْعُونَ مِنْ دُونِ اللَّهِ عِبَادٌ أَمْثَالُكُمْ

(الأعراف: ۷/ ۱۹۴)

''(مشرکو!) بے شک تم اللہ کے سوا جن کو پکارتے ہو وہ تم جیسے بندے ہیں۔''

اور فرمایا:

أَمْوَاتٌ غَيْرُ أَحْيَاءٍ ۖ وَمَا يَشْعُرُونَ أَيَّانَ يُبْعَثُونَ ﴿٢١﴾

(النحل: ۱۶/ ۲۱)

''وہ تو بے جان لاشیں ہیں، ان کو یہ بھی معلوم نہیں کہ کب اٹھائے جائیں گے۔''

جن اولیاء کو مشرکین پکارتے ہیں، ان کے بارے میں بتایا:

وَإِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوا لَهُمْ أَعْدَاءً وَكَانُوا بِعِبَادَتِهِمْ كَافِرِينَ ﴿٦﴾

(الأحقاف: ۴۶/ ۶)

''اور جب (قیامت کے دن یہ) لوگ جمع کیے جائیں گے، وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔''

ان تینوں آیات سے ثابت ہوا کہ مشرکین کے معبود اللہ کے بندے تھے اور وہ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے۔

**سوال ۱۴:** کیا رسول اللہ ﷺ نے نہیں فرمایا کہ اے جابر! اللہ نے تمام اشیاء سے پہلے اپنے نور سے تیرے نبی کا نور پیدا کیا پھر اس کے چار حصے کیے، ایک سے قلم، دوسرے سے لوح محفوظ، تیسرے سے عرش اور چوتھے سے کل کائنات پیدا کی؟ (ریاض السالکین)

---

❶ بخاری، کتاب التفسیر (سورة والنجم)، باب ﴿أفرأيتم اللّٰت والعزّى﴾: ۴۸۵۹

❷ بخاری، کتاب الصلاة، باب الصلاة فی البیعة: ۴۳۴

**جواب:** یہ روایت بلا سند ہے، موضوع یعنی من گھڑت ہے۔ ایسی روایت کو رسول اللہ ﷺ کا فرمان کہنے والوں کو یاد رکھنا چاہیے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

''جس نے جان بوجھ کر کوئی ایسی بات میری طرف منسوب کی، جو میں نے نہ کہی ہو، وہ اپنا مقام جہنم میں بنا لے۔'' ❶

اس کے مقابلے میں صحیح حدیث ترمذی میں ہے:

''بے شک اللہ نے سب سے پہلے قلم پیدا کیا۔'' ❷

**سوال ۱۵:** حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: (( قَلْبُ الْمُؤْمِنِ بَيْتُ الرَّبِّ )) ''مومن کا دل رب کا گھر ہے'' کیا یہ صحیح نہیں؟

**جواب:** یہ روایت بے اصل، جھوٹی اور باطل ہے۔ امام ابن تیمیہ، علامہ سخاوی اور ملا علی قاری نے اسے موضوع (من گھڑت) قرار دیا۔ جبکہ صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اولاد آدم کا دل رحمٰن کی دو انگلیوں میں ہے، وہ جس طرف چاہتا ہے پھیر دیتا ہے۔'' ❸ یعنی سب قلوب اللہ تعالیٰ کی دو انگلیوں کے درمیان ہیں اور یہ جھوٹی روایت کہتی ہے کہ ہر قلب اللہ تعالیٰ کو محیط ہے۔ (معاذ اللہ!)

**سوال ۱۶:** رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: (( مَنْ عَرَفَ نَفْسَهُ فَقَدْ عَرَفَ رَبَّهُ )) ''جس نے اپنے نفس کو پہچان لیا اس نے اپنے رب کو پہچان لیا'' کیا یہ حدیث صحیح ہے؟

**جواب:** یہ بھی من گھڑت روایت ہے، اس کی سند کا ہی پتا نہیں۔ امام نووی نے کہا: '' لَيْسَ هُوَ ثَابِتٌ '' یہ ثابت نہیں۔ امام ابن تیمیہ رحمہ اللہ نے موضوع کہا ہے۔ عبداللہ بن مبارک رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''اسناد دین میں سے ہیں، اگر اسناد نہ ہوں تو جو کوئی جو چاہے کہتا رہے۔'' ❹

**سوال ۱۷:** کیا اللہ کے سوا کوئی اور مافوق الاسباب (بغیر اسباب کے) لوگوں کی تکالیف کا علم رکھتا ہے؟

---

❶ بخاری، کتاب العلم، باب إثم من كذب على النبي ﷺ : ۱۰۶، ۱۰۷۔ مقدمة صحيح مسلم، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ: ۱تا۴

❷ ترمذی، کتاب القدر، باب (إعظام أمر الإيمان بالقدر) : ۲۱۵۵

❸ مسلم، کتاب القدر، باب تصريف الله تعالى القلوب كيف شاء : ۲۶۵۴

❹ مقدمة صحيح مسلم، باب بيان أن الإسناد من الدين...... الخ : ۳۲

**جواب**: اللہ اپنے بندوں کے حالات سے باخبر ہے۔فرمایا:

إِنَّهُ كَانَ بِعِبَادِهِ خَبِيرًا بَصِيرًا (بنی إسرئیل : ۱۷/ ۳۰)

''بے شک اللہ اپنے بندوں سے خبردار ہے اوران کو دیکھ رہا ہے۔''

کسی فوت شدہ کو لوگوں کی تکالیف کا علم نہیں ہو سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے:

وَمَنْ أَضَلُّ مِمَّنْ يَدْعُوا مِنْ دُونِ اللَّهِ مَنْ لَا يَسْتَجِيبُ لَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَائِهِمْ غَافِلُونَ (الأحقاف : ۴۶/ ۵)

''اوراس شخص سے زیادہ گمراہ کون ہوگا جو اللہ کے سوا ایسے شخص کو پکارے جو قیامت تک بھی اسے جواب نہ دے سکے اور وہ ان کی پکار ہی سے غافل ہوں۔''

خود رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا أَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَنْ فِي الْقُبُورِ (فاطر : ۳۴/ ۲۲)

''(اے نبی!) آپ ان لوگوں کو نہیں سنا سکتے جو قبروں میں مدفون ہیں۔''

یہ بھی فرمایا:

فَإِنَّكَ لَا تُسْمِعُ الْمَوْتَى (الروم : ۳۰/ ۵۲)

''پس بے شک آپ مردوں کو نہیں سنا سکتے۔''

جب رسول اللہ ﷺ مردوں کو نہیں سنا سکتے تو اور کون ہے جو مردوں کو اپنی مشکلات سے آگاہ کر سکے۔ اس لیے فرمایا:

أَمَّنْ يُجِيبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوءَ (النمل : ۲۷/ ۶۲)

''بھلا کون بے قرار کی التجا قبول کرتا ہے جب وہ اس سے دعا کرتا ہے اور کون اس کی تکالیف دور کرتا ہے۔''

**سوال ۱۸**: حدیث قدسی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: (( لَوْ لَاكَ لَمَا خَلَقْتُ الْأَفْلَاكَ ))

''(اے محمد!) اگر میں تجھے پیدا نہ کرتا تو کائنات پیدا نہ کرتا'' کیا یہ فرمان رسول نہیں؟

**جواب**: یہ روایت من گھڑت ہے۔ امام اصفہانی نے اسے موضوع قرار دیا ہے۔ ایسی بلاسند روایت کو ماننا جائز نہیں، جب کہ قرآن حکیم بھی اس نظریہ کی تردید کرتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَالْإِنْسَ إِلَّا لِيَعْبُدُونِ (الذاريات : ۵۱/ ۵۶)

’’میں نے جنوں اور انسانوں کو صرف اپنی عبادت کے لیے پیدا کیا ہے۔‘‘

معلوم ہوا کہ تخلیق کائنات کا سبب رسول اللہ ﷺ کی ذات نہیں ہے بلکہ رسول اللہ ﷺ کی پیدائش کا مقصد بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت ہی ہے۔

**سوال۱۹:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ (الفیل:۱۰۵/ ۱)

’’کیا تو نے نہیں دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے ہاتھی والوں کے ساتھ کیا سلوک کیا۔‘‘

تو معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ اس واقعہ کو دیکھ رہے تھے، حالانکہ آپ ابھی پیدا ہی نہیں ہوئے تھے۔

**جواب:** ’’الم تر‘‘ (کیا تو نے نہیں دیکھا) سے مراد مشاہدہ نہیں ہے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اَلَمْ يَرَوْا كَمْ اَهْلَكْنَا مِنْ قَبْلِهِمْ مِّنْ قَرْنٍ (الأنعام:۶/ ۶)

’’کیا انھوں نے نہیں دیکھا کہ ہم نے ان سے پہلے کتنی بستیاں ہلاک کیں۔‘‘

اب کیا مشرکین مکہ کے بارے میں بھی یہ عقیدہ رکھا جائے کہ وہ اپنی پیدائش سے پہلے ہلاک ہونے والی بستیوں کو دیکھ رہے تھے۔ یہ بھی فرمایا:

فَاَمَّا عَادٌ فَاسْتَكْبَرُوْا فِى الْاَرْضِ بِغَيْرِ الْحَقِّ وَقَالُوْا مَنْ اَشَدُّ مِنَّا قُوَّةً ؕ اَوَ لَمْ يَرَوْا اَنَّ اللّٰهَ الَّذِىْ خَلَقَهُمْ هُوَ اَشَدُّ مِنْهُمْ قُوَّةً ؕ

(حم السجدة: ۴۱/ ۱۵)

’’پس قوم عاد نے زمین میں ناحق تکبر کیا اور کہنے لگے کہ ہم سے قوت میں کون زیادہ ہے؟ کیا انھوں نے دیکھا ہے، اللہ وہ ہے جس نے انھیں پیدا کیا، وہ قوت میں ان سے زیادہ ہے۔‘‘

اب کیا قوم عاد نے اللہ تعالیٰ کو تخلیق انسانیت کرتے ہوئے آنکھ سے دیکھا تھا، الغرض ’’الم تر‘‘ سے مراد آنکھ سے مشاہدہ کرنا نہیں ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ یہ باتیں سب کے علم میں ہیں۔ (الأنبياء: ۳۰۔ العنكبوت: ۱۹۔ یٰس: ۳۱، ۷۷۔ الأحقاف: ۳۳، نوح: ۱۵۔ الكهف: ۶۳) ان آیات سے ان لوگوں کے اس باطل عقیدہ کی واضح تردید ہوتی ہے۔

**سوال۲۰:** کیا غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے؟

**جواب:** غیر اللہ کو پکارنا کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَاِذَا رَاَ الَّذِيْنَ اَشْرَكُوْا شُرَكَآءَهُمْ قَالُوْا رَبَّنَا هٰٓؤُلَآءِ شُرَكَآؤُنَا

الَّذِيْنَ كُنَّا نَدْعُوْا مِنْ دُوْنِكَ ۚ (النحل : ۱۶/ ۸۶)

''اور جب شرک کرنے والے اپنے شرکاء کو دیکھیں گے تو کہیں گے اے ہمارے رب! یہ ہمارے شرکاء ہیں جن کو ہم تیرے سوا پکارتے تھے۔''

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کو پکارنا شرک ہے۔

**سوال ۲۱**: کیا غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے؟

**جواب**: غیر اللہ کو پکارنا کفر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ۭ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۱۱۷﴾ (المؤمنون : ۲۳/ ۱۱۷)

''اور جو اللہ کے ساتھ دوسرے معبود کو پکارتا ہے، اس کے پاس اس کی کوئی دلیل نہیں، اس کا حساب اللہ کے ذمے ہے، تحقیق کافر فلاح نہیں پاتے۔''

غیر اللہ کو پکارنے والے خود مرتے وقت اپنے کافر ہونے کا اقرار کریں گے :

حَتّٰٓى اِذَا جَاۗءَتْهُمْ رُسُلُنَا يَتَوَفَّوْنَهُمْ ۙ قَالُوْٓا اَيْنَ مَا كُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَهِدُوْا عَلٰٓي اَنْفُسِهِمْ اَنَّهُمْ كَانُوْا كٰفِرِيْنَ ﴿۳۷﴾ (الأعراف : ۷/ ۳۷)

''یہاں تک کہ جب ان کے پاس ہمارے فرشتے جان لینے کو آئیں گے تو وہ کہیں گے وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پکارتے تھے؟ وہ کہیں گے آج ہم سے گم ہو گئے ہیں اور اقرار کریں گے کہ بے شک وہ کافر تھے۔''

**سوال ۲۲**: غیر اللہ کو پکارنے کا کیا نقصان ہے؟

**جواب**: غیر اللہ کو مدد کے لیے پکارنا عذاب کا باعث ہے۔ فرمایا:

فَلَا تَدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهًا اٰخَرَ فَتَكُوْنَ مِنَ الْمُعَذَّبِيْنَ ﴿۲۱۳﴾ (الشعراء : ۲۶/ ۲۱۳)

''اللہ کے ساتھ کسی اور معبود کو نہ پکارو، ورنہ تم عذاب دیے جانے والوں میں سے ہو جاؤ گے۔''

یہ بھی فرمایا:

وَبُرِّزَتِ الْجَحِيْمُ لِلْغٰوِيْنَ ﴿۹۱﴾ وَقِيْلَ لَهُمْ اَيْنَمَا كُنْتُمْ تَعْبُدُوْنَ ﴿۹۲﴾ مِنْ دُوْنِ

اللهِ ۭ هَلْ يَنْصُرُوْنَكُمْ اَوْ يَنْتَصِرُوْنَ ﴿۹۳﴾ فَكُبْكِبُوْا فِيْهَا هُمْ وَالْغَاوٗنَ ﴿۹۴﴾

(الشعراء : ۲۶/ ۹۱ تا ۹۴)

''اور جہنم گمراہوں کے سامنے کر دی جائے گی اور کہا جائے گا وہ کہاں ہیں جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے تھے؟ کیا وہ تمھاری مدد کر سکتے ہیں؟ یا اپنا ہی بچاؤ کر سکتے ہیں۔ پس وہ باطل معبود اور گمراہ دوزخ میں اوندھے منہ ڈال دیے جائیں گے۔''

یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے کہ مشرکین اگرچہ انبیاء اور اولیاء اللہ کو پکارتے ہیں مگر وہ چونکہ مشرکین کے دشمن تھے اس لیے وہ ان کے معبود نہیں، ان کا معبود شیطان ہے۔ جیسا کہ المائدۃ (۱۱۶، ۱۱۷) اور النساء (۱۱۷) میں ہے۔ یہ بھی فرمایا:

وَلَا تَدْعُ مِنْ دُوْنِ اللهِ مَا لَا يَنْفَعُكَ وَلَا يَضُرُّكَ ۚ فَاِنْ فَعَلْتَ فَاِنَّكَ اِذًا مِّنَ الظّٰلِمِيْنَ ﴿۱۰۶﴾ (یونس : ۱۰/ ۱۰۶)

''اللہ کے سوا ایسے کو نہ پکارنا جو تجھے نہ نفع دے سکتا ہے نہ تیرا نقصان کر سکتا ہے۔ اگر تو نے ایسا کیا تو اسی وقت ظالموں میں سے ہو جائے گا۔''

**سوال ۲۴**: کیا غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے؟

**جواب**: غیر اللہ کو پکارنا شیطان کی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن انسانوں سے فرمائے گا:

اَلَمْ اَعْهَدْ اِلَيْكُمْ يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ اَنْ لَّا تَعْبُدُوا الشَّيْطٰنَ ۚ اِنَّهٗ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِيْنٌ ﴿۶۰﴾ وَّاَنِ اعْبُدُوْنِيْ ۭ هٰذَا صِرَاطٌ مُّسْتَقِيْمٌ ﴿۶۱﴾ (یٰس : ۳۶/ ۶۰، ۶۱)

''اے اولاد آدم! کیا میں نے تم سے کہہ نہیں دیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، یقیناً وہ تمھارا کھلا دشمن ہے اور میری ہی عبادت کرنا، یہی سیدھی راہ ہے۔''

آج شیطان کو کوئی سجدہ اور رکوع نہیں کرتا، کوئی شیطان کو نہیں پکارتا مگر چونکہ اللہ کے سوا کسی کو بھی پکارا جائے وہ شیطان ہی کی اطاعت ہے اور اطاعت ہی عبادت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

وَاذْكُرْ فِي الْكِتٰبِ اِبْرٰهِيْمَ ۥ اِنَّهٗ كَانَ صِدِّيْقًا نَّبِيًّا ﴿۴۱﴾ اِذْ قَالَ لِاَبِيْهِ يٰٓاَبَتِ لِمَ تَعْبُدُ مَا لَا يَسْمَعُ وَلَا يُبْصِرُ وَلَا يُغْنِيْ عَنْكَ شَيْـًٔا ﴿۴۲﴾ يٰٓاَبَتِ اِنِّيْ قَدْ جَاۗءَنِيْ مِنَ الْعِلْمِ مَا لَمْ يَاْتِكَ فَاتَّبِعْنِيْٓ اَهْدِكَ صِرَاطًا سَوِيًّا ﴿۴۳﴾

يَا أَبَتِ لَا تَعْبُدِ الشَّيْطٰنَ ۖ إِنَّ الشَّيْطٰنَ كَانَ لِلرَّحْمٰنِ عَصِيًّا ﴿٤٤﴾

(مریم: ۱۹/ ۴۱ تا ۴۴)

''اور کتاب میں ابراہیم (علیہ السلام) کا ذکر کر، وہ سچے نبی تھے۔ جب انھوں نے اپنے باپ سے کہا ابا جان! آپ کیوں اس کی عبادت کرتے ہیں جو نہ سنتا ہے نہ دیکھتا ہے اور نہ کوئی فائدہ دے سکتا ہے؟ ابا جان! میرے پاس وہ علم آگیا ہے جو آپ کے پاس نہیں ہے، میرے پیچھے چلو! میں آپ کو سیدھی راہ پر لے چلوں گا۔اے ابا جان! شیطان کی عبادت نہ کر، شیطان تو رحمٰن کا نافرمان ہے۔''

ان آیات سے ثابت ہوا کہ بتوں کی پوجا بھی دراصل شیطان کی عبادت ہے۔درج ذیل آیات پر بھی غور کیجیے:

وَيَوْمَ يَحْشُرُهُمْ جَمِيعًا ثُمَّ يَقُولُ لِلْمَلَائِكَةِ أَهٰؤُلَاءِ إِيَّاكُمْ كَانُوا يَعْبُدُونَ ﴿٤٠﴾ قَالُوا سُبْحَانَكَ أَنْتَ وَلِيُّنَا مِنْ دُونِهِمْ ۖ بَلْ كَانُوا يَعْبُدُونَ الْجِنَّ ۖ أَكْثَرُهُمْ بِهِمْ مُؤْمِنُونَ ﴿٤١﴾ (سبا: ۳۴/ ۴۰، ۴۱)

''اور جس دن وہ ان سب کو اکٹھا کرے گا، پھر فرشتوں سے فرمائے گا کیا یہ لوگ تمھاری عبادت کرتے تھے؟ فرشتے کہیں گے آپ (ہر عیب سے) پاک ہیں، ان کی بجائے آپ ہی ہمارے دوست ہیں، بلکہ یہ لوگ جنات کی عبادت کرتے تھے، ان کی اکثریت انھی کو مانتی تھی۔''

مشرکین مکہ فرشتوں کو اللہ کی بیٹیاں کہتے اور ان کی عبادت کرتے تھے مگر فرشتے صاف انکار کر دیں گے اور کہیں گے کہ یہ شیطان جنات کی عبادت کرتے تھے۔ بعض تعویذات پر یا جبرئیل، یا میکائیل، یا اسرافیل، یا عزرائیل لکھا جاتا ہے، بعض چوروں کو پکڑنے کے لیے مٹی کا لوٹا لے کر اس پر یہ نام لکھتے ہیں اور پھر مشکوک لوگوں کے نام کاغذ پر لکھ کر اس میں ڈالتے ہیں اور گمان کرتے ہیں کہ چور کے نام پر لوٹا گھومے گا، یہ سب شیطان کی عبادت ہے۔اس لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِنْ يَدْعُونَ إِلَّا شَيْطٰنًا مَرِيدًا ﴿١١٧﴾ (النساء: ۴/ ۱۱۷)

''اور یہ لوگ شیطان سرکش ہی کو پکارتے ہیں۔''

**سوال ۲۴**: کیا غیر اللہ کسی کی پکار کا جواب دے سکتے ہیں؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

لَهٗ دَعْوَةُ الْحَقِّ ؕ وَ الَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ لَا يَسْتَجِيْبُوْنَ لَهُمْ بِشَيْءٍ اِلَّا كَبَاسِطِ كَفَّيْهِ اِلَى الْمَآءِ لِيَبْلُغَ فَاهُ وَمَا هُوَ بِبَالِغِهٖ ؕ وَمَا دُعَآءُ الْكٰفِرِيْنَ اِلَّا فِيْ ضَلٰلٍ ﴿۱۴﴾ (الرعد: ۱۳/ ۱۴)

''اسی کو پکارنا سود مند ہے اور جو اس کے سوا اوروں کو پکارتے ہیں وہ ان کو کوئی جواب نہیں دے سکتے۔ اس کی مثال پانی کی طرف ہاتھ پھیلانے والے کی مانند ہے (جو چاہتا ہے کہ) پانی اس کے منہ میں آجائے، حالانکہ وہ نہیں آ سکتا اور کافروں کی پکار بے کار ہے۔''

معلوم ہوا اللہ کے سوا دوسروں کو پکارنا ایسا ہی ہے کہ آدمی کنویں کے پانی کو کہے کہ وہ اس کے منہ میں آجائے۔ یہ بھی فرمایا:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ؕ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ؕ (فاطر: ۳۵/ ۱۳، ۱۴)

''اور جن کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے بھی مالک نہیں ہیں۔ اگر تم ان کو پکارو، تمھاری پکار نہ سنیں اور اگر سن لیں تو تمھاری درخواست قبول نہیں کر سکتے اور قیامت کے دن وہ تمھارے شرک کا انکار کر دیں گے۔''

معلوم ہوا کہ غیر اللہ کسی کو نفع دینے کا اختیار نہیں رکھتے۔ یہ بھی فرمایا:

وَمَنْ اَضَلُّ مِمَّنْ يَّدْعُوْا مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَنْ لَّا يَسْتَجِيْبُ لَهٗۤ اِلٰى يَوْمِ الْقِيٰمَةِ وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ ﴿۵﴾ وَاِذَا حُشِرَ النَّاسُ كَانُوْا لَهُمْ اَعْدَآءً وَّكَانُوْا بِعِبَادَتِهِمْ كٰفِرِيْنَ ﴿۶﴾ (الأحقاف: ۴۶/ ۶)

''اس شخص سے بڑھ کر گمراہ کون ہو سکتا ہے جو اللہ کے سوا ان کو پکارتا ہے جو قیامت تک اس کو جواب تک نہ دے سکے اور وہ ان کے پکارنے ہی سے غافل ہیں اور جب لوگ جمع کیے جائیں گے تو وہ ان کے دشمن ہو جائیں گے اور ان کی عبادت کا انکار کر دیں گے۔''

اس آیت سے بھی معلوم ہوا کہ غیر اللہ قیامت تک ان پکارنے والوں کو جواب نہیں دے سکتے اور یہ بھی معلوم ہوا کہ مشرکین نیک لوگوں کو پکارتے تھے، اسی لیے وہ ان کے دشمن ہوں گے۔

**سوال ۲۵**: قرآن مجید میں: يَاَيُّهَا النَّبِيُّ ، يَاَيُّهَا الرَّسُوْلُ آیا ہے، اگر ہم یا رسول اللہ (ﷺ) کہیں تو کیا حرج ہے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ جس کو چاہے خطاب کرے، وہ سنوانے پر قادر ہے۔ فرمایا:

يُسْمِعُ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَمَآ اَنْتَ بِمُسْمِعٍ مَّنْ فِي الْقُبُوْرِ ﴿۲۲﴾ (فاطر: ۳۵/ ۲۲)

''بے شک اللہ جس کو چاہتا ہے سناتا ہے اور آپ قبر والوں کو نہیں سنا سکتے۔''

جب اللہ سنانے پر قادر ہے تو اس نے ان چیزوں سے خطاب بھی کیا ہے۔ زمین و آسمان سے بھی خطاب کیا ہے:

يٰٓاَرْضُ ابْلَعِيْ مَآءَكِ وَيٰسَمَآءُ اَقْلِعِيْ (ھود: ۱۱/ ۴۴)

''اے زمین! اپنا پانی نگل لے اور اے آسمان! تھم جا۔''

سب انسانوں سے يٰٓاَيُّهَا النَّاسُ (البقرۃ: ۲۱) کہہ کر خطاب کیا۔ يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (التحریم: ۷) کہہ کر کفار سے خطاب کیا۔ يٰٓاِبْلِيْسُ (ص: ۷۵) کہہ کر شیطان سے خطاب کیا۔ چونکہ اللہ سے کوئی چیز مخفی نہیں، وہ جس کو چاہے خطاب کرے، وہ تو ہر ایک کو دیکھتا اور اس کی سنتا ہے۔ مگر ہم نہ یہ قدرت رکھتے ہیں کہ اپنی آواز انھیں پہنچا سکیں اور نہ وہ جواب دینے پر قادر ہیں، لہٰذا اس میں دلیل نہیں ہے۔

**سوال ۲۶**: تشہد میں (( اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ )) کہا جاتا ہے جو اس بات کی دلیل ہے کہ ہم ''یارسول اللہ (ﷺ)'' کہیں؟

**جواب**: سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ ہم میں زندہ تھے تو ہم (( اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ )) کہتے تھے لیکن جب آپ وفات پا گئے تو ہم (( اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ )) کہتے ہیں۔ [1]

سیدنا عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما تشہد میں (( اَلسَّلَامُ عَلَى النَّبِيِّ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَ بَرَكَاتُهُ ))

[1] بخاری، کتاب الاستئذان، باب الأخذ بالیدین: ۶۲۶۵

پڑھتے تھے۔ ❶

دراصل تشہد میں خطاب کا صیغہ اس لیے استعمال کیا جاتا ہے کہ صحابہ فرماتے ہیں ہمیں رسول اللہ ﷺ تشہد کی یہ دعا اس طرح یاد کرواتے تھے جس طرح قرآن کی کوئی سورت۔ اس لیے قرآن میں جہاں خطاب کے الفاظ آتے ہیں انھیں اسی طرح پڑھا جاتا ہے، لہٰذا یہ دعا بھی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے اسی طرح جاری رکھی۔ معلوم ہوا کہ صحابہ کا عقیدہ یہی تھا کہ آپ ﷺ وفات کے بعد نہیں سنتے۔ سلف میں جو لوگ خطاب کے قائل تھے وہ بھی ندا اور استغاثہ لغیر اللہ کو شرک شمار کرتے ہیں۔ وہ تاویل کرتے ہیں کہ ہم حکم کے مطابق الفاظ استعمال کرتے ہیں، ہم ندا لغیر اللہ کے قائل نہیں ہیں۔

**سوال ۲۷:** قبرستان میں جا کر (( اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ يَا اَهْلَ الْقُبُوْرِ )) کہا جاتا ہے، اگر مردے نہیں سنتے تو پھر ان سے خطاب کیوں کیا جاتا ہے؟

**جواب:** صرف خطاب کرنا سننے کی دلیل نہیں ہے۔ سیدنا عمر رضی اللہ عنہ حجر اسود کو خطاب کر کے کہتے ہیں:

''اے حجر اسود! تو ایک پتھر ہے، نفع و نقصان تیرے اختیار میں نہیں ہے۔ اگر میں نے نبی اکرم ﷺ کو تجھے بوسہ دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا تو تجھے کبھی بوسہ نہ دیتا۔ کیا یہ بات دلیل ہے کہ پتھر سنتے ہیں؟ معلوم ہوا کہ صرف خطاب سننے کی دلیل نہیں ہے۔

**سوال ۲۸:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: وَكَانُوْا مِنْ قَبْلُ يَسْتَفْتِحُوْنَ عَلَى الَّذِيْنَ كَفَرُوْا (البقرۃ: ۲/ ۸۹)

''اور اس سے پہلے وہ کافروں کے خلاف فتح کی درخواست کرتے تھے۔''

کیا یہ آیت نبی ﷺ کا واسطہ دینے کی دلیل نہیں ہے؟

ج: اس آیت میں اس بات کا ذکر ہے کہ یہود اللہ تعالیٰ سے دعا کرتے تھے کہ اے اللہ! اس نبی ﷺ کو ہمارے لیے بھیج جس کی جماعت میں شامل ہو کر ہم مشرکین سے لڑیں گے اور فتح حاصل کریں گے۔ اس آیت میں کوئی ایسا ذکر نہیں کہ فلاں کے واسطے سے ہماری مدد فرما۔

**سوال ۲۹:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْٓا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا ﴿۶۴﴾ (النساء: ۴/ ۶۴)

❶ مؤطا إمام مالك، كتاب الصلاة، باب التشهد فی الصلاة: ۵۴

## ثبوت حاضر ہے



سے نہیں سنا اور اسناد بھی ضعیف ہے بلکہ صحیح روایت ابن مسعودؓ سے وہی ہے جو بخاری نے بواسطہ ابومعمر کے روایت کیا اور اخراج کیا اس کا بہت ائمہ حدیث نے طرق متعددہ اور اسانید صحیحہ سے پھر جب ثابت ہو گیا یہ امر عبداللہ بن مسعود اور عبداللہ بن عباس اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے کہ وہ بعد آپ کی وفات کے السلام علی النبی کہتے تھے تو واجب ہے اتباع اس کا ہم پر ان آثار سے یہ امر صاف ہو گیا کہ صحابہ رضی اللہ عنہم کا اعتقاد یہی تھا کہ بعد وفات کے آنحضرت ﷺ ہمارے سلام کو نہیں سنتے ہیں پھر ندا کرنا نا جائز ہو گا تو جب سلام پڑھنا ندا کے ساتھ مختلف فیہ ہوا پھر مطلق ندا کا کیا حال ہو گا وہ کیونکر درست ہو گی۔ اہل سنت کا اعتقاد یہ ہے کہ آنحضرت ﷺ اپنی قبر شریف میں زندہ ہیں لیکن یہ زندگی دنیا کی سی زندگی نہیں ہے بلکہ ایک قسم کی حیات برزخی ہے جس کا ادراک ہم لوگوں کو نہیں ہو سکتا اور جو شخص یہ سمجھے کہ رسول اللہ ﷺ ہر جگہ اور ہر مقام میں پکار پکارنے والے کی سن لیتے ہیں اور اس کی حاجت روائی کرتے ہیں تو وہ مشرک ہے کیونکہ یہ صفت اللہ جل جلالہٗ کی ہے کہ ہر جگہ اور ہر مکان سے سنتا ہے اور ہر ایک کی حاجت اور مراد بر لاتا ہے سوائے اللہ جل جلالہٗ کے کسی نبی یا ولی میں یہ قدرت نہیں ہے۔

(۵۷) عَنْ مَالِكٍ أَنَّهُ سَأَلَ ابْنَ شِهَابٍ وَّنَافِعًا مَوْلَى ابْنِ عُمَرَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا عَنْ رَجُلٍ دَخَلَ مَعَ الْإِمَامِ فِي الصَّلٰوةِ وَقَدْ سَبَقَهُ الْإِمَامُ بِرَكْعَةٍ أَيَتَشَهَّدُ مَعَهُ فِي الرَّكْعَتَيْنِ وَالْأَرْبَعِ وَإِنْ كَانَ ذَالِكَ لَهُ وِتْرًا فَقَالَا نَعَمْ لِيَتَشَهَّدْ مَعَهُ قَالَ مَالِكٌ وَهُوَ الْأَمْرُ عِنْدَنَا۔

امام مالک نے ابن شہاب زہری اور نافع مولیٰ ابن عمرؓ سے پوچھا کہ ایک شخص امام کے ساتھ آ کر شریک ہوا جب ایک رکعت ہو چکی تھی اب وہ امام کے ساتھ تشہد پڑھے قعدۂ اولیٰ اور قعدۂ اخیر میں یا نہ پڑھے کیونکہ اس کی تو ایک رکعت ہوئی قعدۂ اولیٰ میں اور تین رکعتیں ہوئیں قعدۂ اخیرہ میں تو جواب دیا دونوں نے کہ ہاں تشہد پڑھے امام کے ساتھ امام مالک نے کہا کہ ہمارے نزدیک یہی حکم ہے۔

### ۱۴۔ بَابُ مَا يَفْعَلُ مَنْ رَّفَعَ رَأْسَهُ قَبْلَ الْإِمَامِ

### جو شخص سر اٹھا لے امام کے پیشتر رکوع یا سجدہ میں اس کا بیان

(۵۸) عَنْ أَبِي هُرَيْرَةَ أَنَّهُ قَالَ الَّذِي يَرْفَعُ رَأْسَهُ وَيَخْفِضُهُ قَبْلَ الْإِمَامِ فَإِنَّمَا نَاصِيَتُهُ بِيَدِ شَيْطَانٍ۔ (اخرجه البخاری و مسلم)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے امام کے پیشتر تو اس کا ماتھا شیطان کے ہاتھ میں ہے۔

ف: یعنی خدا اور رسولِ خدا ﷺ کی پابندی نہیں کرتا تو وہ گویا شیطان کے ہاتھ میں ہے خدا کا حکم یہ ہے کہ امام کے ساتھ سر اٹھاؤ اور جھکاؤ اور امام کی متابعت کرو اور وہ اس کا لحاظ نہیں رکھتا۔ اس حدیث کو دراوردی نے مرفوعاً روایت کیا ہے اور ائمہ ستہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مرفوعاً روایت کیا کہ جو شخص اپنا سر اٹھاتا ہے امام کے پیشتر وہ اللہ تعالیٰ سے نہیں ڈرتا کہ سر اس کا مثل گدھے کے سر کے ہو جائے یا اس کی صورت گدھے کی ہو جائے۔ ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ متابعت امام کی واجب ہے۔ کہا مالکؒ نے جو شخص بھول کر امام سے اوّل سر اٹھا لے رکوع میں یا سجدہ میں تو سنت یہ ہے کہ پھر رکوع یا سجدہ میں چلا جائے اور امام کے سر اٹھانے کا انتظار نہ کرے اور جس شخص نے قصداً ایسا کیا تو اس نے خطا کی کیونکہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا امام اس لیے امام ہوا ہے کہ اس کی پیروی اور تابعداری کی جائے تو نہ اختلاف کرو اس پر یعنی آگے پیچھے اس سے ارکان ادا نہ کرو اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے کہا کہ جو شخص سر اٹھاتا ہے یا جھکاتا ہے قبل امام

---

موطا امام مالک کا دوسرا مقام ملاحظہ ہو۔ جس میں بتایا گیا ہے کہ صحابہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد السلام علی النبی کہنے لگے تھے نہ کہ السلام علیك ایها النبی۔ اس لیے کہ ان کا اس بات پر مکمل اتفاق تھا کہ آپ وفات کے بعد سلام نہیں سنتے اور انھیں خطاب کرنا یا پکارنا درست نہیں۔

''جب ان لوگوں نے خود پر ظلم کیا اگر آپ کے پاس آتے اور اللہ سے مغفرت چاہتے اور رسول اللہ (ﷺ) ان کے لیے دعائے مغفرت کرتے تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا مہربان پاتے۔''

کیا اس آیت کے مطابق ہمیں قبر نبوی پر جا کر مغفرت کی دعا نہیں کرنی چاہیے؟

**جواب:** جَآءُوْكَ سے آپ ﷺ کے پاس آنا مراد ہے، یہاں قبر نبوی مراد نہیں ہے۔ اس آیت میں بھی جَآءُوْكَ کا لفظ ہے:

وَاِذَا جَآءُوْكَ حَيَّوْكَ بِمَا لَمْ يُحَيِّكَ بِهِ اللّٰهُ (المجادلة: ۵۸/ ۸)

''اور جب یہ لوگ آپ کے پاس آتے ہیں تو جس (کلمے) سے اللہ نے آپ کو دعا نہیں دی اس سے آپ کو دعا دیتے ہیں۔''

دونوں آیتوں سے مراد آپ کی زندگی کا وقت ہے۔ یہی وجہ ہے کہ کسی صحابی، تابعی یا امام سے یہ ثابت نہیں کہ کسی نے قبر پر آکر آپ کے وسیلہ سے استغفار کیا ہو۔

**سوال ۳۰:** ابو منصور نے عتبی سے روایت کیا کہ ایک اعرابی نے قبر نبوی پر سلام کیا اور کہا کہ اللہ نے فرمایا: ''جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر چکیں پھر آپ کے پاس آئیں اور اللہ سے استغفار کریں اور رسول ان کے لیے بخشش کی دعا مانگیں تو اللہ کو توبہ قبول کرنے والا، مہربان پائیں گے۔'' میں اپنے رب کے پاس آپ کی سفارش لینے آیا ہوں۔ تو رسول اللہ ﷺ عتبی کے خواب میں آئے کہ اسے مغفرت کی خوشخبری سنا دو۔ (ابن کثیر)

**جواب:** یہ قصہ من گھڑت ہے۔ عتبی کی توثیق کسی نے نہیں کی اور اس کی سند میں محمد بن حرب الہلالی ہے، نہ معلوم کون ہے، کہیں اس کا ذکر نہیں۔ جب سند کا حال معلوم نہ ہو تو اس مجہول روایت کو قبول نہیں کیا جا سکتا۔

**سوال ۳۱:** کیا ہم زندہ اور موجود لوگوں سے تعاون طلب کر سکتے ہیں؟

**جواب:** جس چیز میں اللہ تعالیٰ نے زندہ لوگوں کو قدرت دی ہے اس میں ہم ان سے معاونت طلب کر سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَتَعَاوَنُوْا عَلَى الْبِرِّ وَالتَّقْوٰى (المائدة: ۵ / ۲)

''نیکی اور پرہیزگاری کے کاموں میں ایک دوسرے کی مدد کیا کرو۔''

رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے:

''اللہ اپنے بندے کی مدد اس وقت تک کرتا رہتا ہے جب تک بندہ اپنے بھائی کی مدد کرتا ہے۔''❶

یہ اسباب سے مشروط امداد اس بات کی قطعاً دلیل نہیں بن سکتی کہ فوت شدہ انبیاء و اولیاء کو پکارا جائے۔ مافوق الاسباب امداد کے لیے پکارنا قرآن مجید کی کئی آیات کے مطابق شرک ہے۔

**سوال ۳۲**: کیا کسی قبر سے تبرک حاصل کیا جا سکتا ہے؟

**جواب**: صالحین کی قبروں پر جا کر ان کی قبر کے پتھر یا درخت سے برکت حاصل کرنا شرک ہے۔ واقد اللیثیؓ بیان کرتے ہیں کہ ہم جنگ حنین کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جا رہے تھے، ہمارا زمانۂ کفر ابھی قریب ہی گزرا تھا کہ راستے میں ایک جگہ بیری کا درخت آیا جس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔ مشرکین اس درخت کے پاس بیٹھنا باعث برکت خیال کرتے تھے اور اپنے ہتھیار بھی برکت کے لیے اس درخت پر لٹکایا کرتے تھے۔ جب ہم اس درخت کے پاس سے گزرے تو ہم نے آپ ﷺ سے عرض کی کہ ''جیسے ان مشرکوں کے لیے ذات انواط ہے آپ ﷺ ہمارے لیے بھی ایک ذات انواط مقرر فرما دیجیے۔'' آپ ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور فرمایا: ''قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! تم نے وہی بات کہی جو بنی اسرائیل نے موسیٰ (علیہ السلام) سے کہی تھی کہ اے موسیٰ (علیہ السلام)! ہمارے لیے بھی کوئی ایسا معبود بنا دے جیسے ان لوگوں کے معبود ہیں؟ موسیٰ (علیہ السلام) نے کہا تم لوگ بڑے جاہل ہو۔'' پھر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''تم بھی اگلی امتوں کے طریقوں پر چلو گے۔''❷

معلوم ہوا کہ برکت کے حصول کے لیے ایسی جگہیں مقرر کرنا جائز نہیں۔

**سوال ۳۳**: کیا کسی قبر پر، جہاں دوسرے لوگ غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کرتے ہوں، کوئی موحد خالص اللہ تعالیٰ کے لیے جانور ذبح کر سکتا ہے؟

**جواب**: وہ مقام جہاں غیر اللہ کے لیے جانور ذبح کیے جاتے ہیں وہاں خالص اللہ کے لیے

---

❶ مسلم، کتاب الذکر والدعاء، باب فضل الإجتماع علی تلاوة القرآن، و علی الذکر: ۲۶۹۹

❷ ترمذی، کتاب الفتن، باب ما جاء لترکبن سنن من کان قبلکم: ۲۱۸۰

بھی جانور ذبح کرنا جائز نہیں ہے۔ ثابت بن ضحاک رضی اللہ عنہ سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ایک شخص نے نذر مانی کہ وہ بوانہ نامی مقام پر جا کر چند اونٹ ذبح کرے گا۔ اس نذر کے ماننے والے نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا: ''کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے دریافت فرمایا: ''کیا وہاں کوئی بت تھا جس کی مشرک پوجا کرتے تھے؟'' صحابہ نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پھر پوچھا: ''کیا وہاں مشرکین کا میلا لگتا تھا؟'' صحابہ نے عرض کی: ''نہیں۔'' آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس صحابی کو نذر پوری کرنے کی اجازت دی اور فرمایا: ''اللہ تعالیٰ کی نافرمانی میں نذر پوری کرنا درست نہیں اور نہ وہ نذر پوری کرنا صحیح ہے جو انسان کی ملکیت میں نہ ہو۔'' ❶

**سوال ۳۴:** کیا قرآنی آیات یا مسنون دعاؤں سے تعویذ لکھ کر لٹکانا اچھا عمل ہے؟

**جواب:** قرآن وسنت میں وارد دعاؤں کا استعمال وہی صحیح ہے جو اللہ کے نبی محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے سکھایا۔ یوں آیات واحادیث کو لکھ کر گھونگے وسیپی کی سی شکل بنا کر کالے یا سفید دھاگوں میں باندھنا یا گرہ دار دھاگوں میں لٹکانا ہرگز ہرگز سنت سے ثابت نہیں ہے، بلکہ یہ انداز تو التمائم کے ساتھ مشابہ ہے۔ جب کہ تمائم سے مراد گھونگے وسیپیاں وغیرہ ہیں جو مشرکین بلاؤں سے بچنے کے لیے لٹکایا کرتے تھے، ان تمام کو اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے شرک کہا ہے۔ پھر تعویذ تو اچھا خاصا کاروبار بن چکا ہے اور شاید ہی کوئی تعویذ لکھنے والا لوگوں کو یہ بتاتا ہو کہ اس میں لکھا کیا ہے۔ جب کہ بعض تعویذوں میں یا جبرائیل یا اسرافیل وغیرہ (ندا لغیر اللہ) تک لکھا ہوتا ہے۔

**سوال ۳۵:** کیا ام موسیٰ، مریم اور دیگر کسی غیر نبی پر وحی نہیں آئی؟

**جواب:** اس امت سے قبل ایسا ہوا مگر اب ایسا ممکن نہیں کیونکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''نبوت میں سے کچھ باقی نہیں رہا سوائے مبشرات کے۔'' صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا: ''مبشرات کیا ہیں؟'' فرمایا: ''اچھے خواب۔'' ❷ اور فرمایا: ''مومن کا خواب نبوت کے چھیالیس حصوں میں سے ایک حصہ ہے۔'' ❸ غیر نبی کا خواب شیطان کی طرف سے بھی ہو

❶ أبو داوٗد، کتاب الأیمان والنذور، باب ما یؤمر به من وفاء النذور: ۳۳۱۳

❷ بخاری، کتاب التعبیر، باب المبشرات: ۶۹۹۰

❸ بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا الصالحة جزء من ستة وأربعین جزئا من النبوة: ۶۹۸۷

سکتا ہے، اس لیے خواب یقینی خبر کا ذریعہ نہیں۔ آپ ﷺ نے صحابہ سے فرمایا: ''جو کوئی برا خواب دیکھے تو وہ شیطان کی طرف سے ہے، اس کے شر سے اللہ کی پناہ مانگے اور کسی سے اس کا ذکر نہ کرے، پھر وہ اس کا نقصان نہ کر سکے گا۔'' ❶ آپ ﷺ نے فرمایا: ''اچھا خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے اور برا خواب شیطان کی طرف سے ہے۔'' ❷ آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا: ''تم سے قبل بنی اسرائیل میں ایسے افراد تھے (جو نبی نہیں تھے لیکن) اللہ تعالیٰ نے ان سے کلام کیا، اگر میری امت میں کوئی ایسا ہوتا تو وہ عمر (رضی اللہ عنہ) ہوتا۔'' ❸

**سوال ۳۶:** جس طرح بادشاہ سے ملنے کے لیے وزیر کی سفارش کی ضرورت ہوتی ہے، کیا اس طرح اللہ سے ملنے کے لیے اولیاء اللہ کی سفارش کی ضرورت نہیں؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ بادشاہوں جیسا نہیں ہے کیونکہ بادشاہ سلطنت کا مکمل انتظام خود کرنے سے فطرتاً عاجز ہوتا ہے۔ اسے ایسے معاونین کی ضرورت ہوتی ہے جو نہ صرف امور سلطنت میں اس کی معاونت کرتے ہیں بلکہ درحقیقت یہ لوگ بادشاہ کی حکومت میں شریک ہوتے ہیں اور اس لیے:

① کبھی بادشاہ سفارش قبول کرنے پر مجبور ہوتے ہیں۔
② کبھی بادشاہ کو سفارش کرنے والے سے کوئی غرض ہوتی ہے۔
③ کبھی اسے سفارش کرنے والے کی سرکشی کا خوف ہوتا ہے۔
④ کبھی سفارش کرنے والے کے کسی احسان کا بدلا دینا مقصود ہوتا ہے۔
⑤ اور کبھی وہ سفارش کرنے والے کی محبت میں مجبور ہو کر قانون تبدیل کر کے اس کی سفارش قبول کرتا ہے۔

جب کہ اللہ کے متعلق ایسا سوچنا کفر و شرک ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا أَنفِقُوا مِمَّا رَزَقْنَاكُم مِّن قَبْلِ أَن يَأْتِيَ يَوْمٌ

---

❶ بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من الله : ۶۹۸۵

❷ بخاری، کتاب التعبیر، باب الرؤیا من الله : ۶۹۸۴

❸ بخاری، کتاب فضائل أصحاب النبی ﷺ، باب مناقب عمر بن الخطاب أبی حفص القرشی العدوی رضی الله عنه : ۳۶۸۹

لَا بَيْعٌ فِيْهِ وَلَا خُلَّةٌ وَّلَا شَفَاعَةٌ ۭ وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ ۝

(البقرہ: ۲/ ۲۵۴)

''اے ایمان والو! جو مال ہم نے تمھیں دیا اس کو اس دن کے آنے سے پہلے پہلے خرچ کرلو جس میں نہ اعمال کا سودا ہوگا، نہ دوستی اور نہ سفارش کام آئے گی اور کافر ہی ظالم ہیں۔''

**سوال ۳۷:** کیا دعا میں کسی فوت شدہ نبی یا ولی کا واسطہ دیا جا سکتا ہے؟

**جواب:** صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کسی نے بھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کی یا کسی دوسرے فوت شدہ نبی کی ذات کے وسیلے سے کبھی دعا نہیں کی۔ آپ ﷺ کی زندگی میں اور آپ ﷺ کی وفات کے بعد دونوں صورتوں میں آپ ﷺ کا وسیلہ یکساں ہوتا تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کی وفات کے بعد آپ ﷺ کے بجائے آپ ﷺ کے چچا سیدنا عباس رضی اللہ عنہ کو دعا کے لیے نہ کہتے بلکہ رسول اللہ ﷺ کا وسیلہ دیتے۔ دعا میں محمد ﷺ، آل محمد یا کسی ولی اور پیر کا وسیلہ بعض اوقات انسان کو شرک تک پہنچا دیتا ہے، جب کہ اعتقاد رکھا جائے کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی محبوب کے واسطے کا محتاج ہے، جیسا کہ بادشاہ یا افسران بالا ہوتے ہیں۔ ایسا کہنے سے خالق کی مخلوق سے مشابہت لازم آتی ہے۔ کیونکہ کسی کو واسطہ اسی کا دیا جاتا ہے جس سے وہ ڈرتا یا جس کی محبت میں مجبور ہو جائے یعنی اس کے نام سے وہ لاچار ہو جائے اور انکار کرنا مشکل ہو۔ اللہ تعالیٰ ان سب نقائص سے پاک ہے۔

**سوال ۳۸:** جب آدم علیہ السلام جنت سے نکالے گئے تو کیا انھوں نے محمد ﷺ کے وسیلہ سے دعا نہیں کی تھی؟

**جواب:** آدم علیہ السلام کی دعا قرآن مجید میں بیان کی گئی ہے:

رَبَّنَا ظَلَمْنَآ اَنْفُسَنَا ۫ وَاِنْ لَّمْ تَغْفِرْ لَنَا وَتَرْحَمْنَا لَنَكُوْنَنَّ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (الأعراف: ۷/ ۲۳)

''اے ہمارے رب! ہم نے اپنی جانوں پر ظلم کیا اور اگر تو ہم کو نہ بخشے گا اور ہم پر رحم نہ کرے گا تو ہم ضرور تباہ ہو جائیں گے۔''

آدم علیہ السلام نے محمد ﷺ کا واسطہ نہیں دیا، یہ روایت موضوع ہے کیونکہ اس حدیث کا راوی

عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم اپنے والد سے موضوع روایات بیان کرتا ہے۔ (التوسل لعلامہ ناصر الدین البانی) حافظ ذہبی اور امام ابن تیمیہ نے اسے موضوع کہا۔ قرآن مجید میں انبیاء اور اولیاء کی بہت سی دعائیں مذکور ہیں۔ نماز کے اندر ہر مسلمان بہت سی دعائیں کرتا ہے، رسول اللہ ﷺ نے دن کے مختلف اوقات میں صحابہ رضی اللہ عنہم کو بہت سی دعائیں سکھائی ہیں، لیکن کسی دعا میں یہ موجود نہیں کہ اے اللہ! میری مصیبت کو بحق فلاں، بطفیل فلاں، بصدقہ فلاں، بوسیلہ فلاں دور فرما، اللہ تعالیٰ کی عدالت میں کسی وکیل کی ضرورت نہیں۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:
ادْعُونِيٓ أَسْتَجِبْ لَكُمْ (المؤمن : ٦٠)

''مجھ سے دعائیں کرتے رہو میں تمھاری دعائیں قبول کروں گا۔''

**سوال ۳۹**: مسلمانوں کو غلبہ کب نصیب ہوگا؟

**جواب**: مسلمانوں کو غلبہ اس وقت ملے گا جب وہ انبیاء علیہم السلام کی دعوت قبول کریں گے۔ یعنی:

① توحید باری تعالیٰ پر ایمان لائیں گے اور شرک کی تمام اقسام سے دست بردار ہو جائیں گے۔

② توحید کا پرچار کرتے ہوئے عقیدہ کو بنیاد بنا کر کثیر مسلمان ایک جماعت یعنی جسد واحد کی طرح ہو جائیں۔ گویا کہ فرقہ بندی کا جنازہ نکل جائے اور خالص توحید کی برکت سے کل دنیا کے اندر بہت سے مسلمانوں کا رخ دین حنیف کی طرف مڑ جائے۔

③ دین اسلام کے لیے لڑنے کی حسب استطاعت تیاری کریں گے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَعَدَ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَعَمِلُوا الصَّالِحَاتِ لَيَسْتَخْلِفَنَّهُمْ فِي الْأَرْضِ كَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِينَ مِن قَبْلِهِمْ وَلَيُمَكِّنَنَّ لَهُمْ دِينَهُمُ الَّذِي ارْتَضَىٰ لَهُمْ وَلَيُبَدِّلَنَّهُم مِّن بَعْدِ خَوْفِهِمْ أَمْنًا ۚ يَعْبُدُونَنِي لَا يُشْرِكُونَ بِي شَيْئًا ۚ (النور : ۲۴/ ۵۵)

''اللہ تعالیٰ نے وعدہ فرمایا ہے کہ تم میں سے جو ایمان لائیں گے اور نیک عمل کریں گے وہ ان کو زمین میں اسی طرح خلیفہ بنائے گا جس طرح ان سے پہلے گزرے ہوئے لوگوں کو بنا چکا ہے۔ ان کے لیے اس دین کو مضبوط بنیادوں پر قائم کر دے گا جسے اللہ تعالیٰ نے ان کے لیے پسند کیا ہے اور ان کی حالت خوف کو امن سے

بدل دے گا۔ پس وہ میری عبادت کریں اور میرے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرائیں۔''

**سوال ۴۰:** انبیاء علیہم السلام نے قوم کو کیا دعوت دی؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَلَقَدْ بَعَثْنَا فِيْ كُلِّ اُمَّةٍ رَّسُوْلًا اَنِ اعْبُدُوا اللّٰهَ وَاجْتَنِبُوا الطَّاغُوْتَ (النحل: ۱۶/ ۳۶)

''اور بے شک ہم نے ہر امت میں رسول بھیجے کہ اللہ کی عبادت کرو اور طاغوت سے بچو۔''

معلوم ہوا کہ ابن آدم پر جو چیز سب سے پہلے فرض کی گئی ہے وہ طاغوت سے کفر اور اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔

**سوال ۴۱:** اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کا طاغوت سے کفر کرنے سے کیا تعلق ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ پر ایمان اس وقت تک ممکن ہی نہیں جب تک طاغوت سے کفر نہ کیا جائے۔ فرمایا:

فَمَنْ يَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَيُؤْمِنْۢ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰى لَا انْفِصَامَ لَهَا (البقرة: ۲/ ۲۵۶)

''جو کوئی طاغوت کا انکار کرے اور اللہ پر ایمان لائے اس نے ایسا مضبوط سہارا تھام لیا جو کبھی ٹوٹنے والا نہیں۔''

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''جو شخص لا الہ الا اللہ کہے اور اللہ کے سوا جن جن کی پوجا کی جاتی ہے ان کا انکار کرے اس کا مال و خون مسلمانوں پر حرام ہو گیا اور اس کے دل کا معاملہ اللہ کے حوالے ہے۔''❶

غور فرمایے کہ صرف زبان سے کلمہ پڑھ لینے سے مال و جان محفوظ نہیں بلکہ مسلمانوں کی تلوار سے جان و مال اس وقت محفوظ ہو گی جب ان معبودوں کا انکار کرے جن کو اس کے زمانے کے لوگ پوجتے تھے۔ اس حدیث میں ان لوگوں پر واضح دلیل اور صریح حجت ہے جو

❶ مسلم، کتاب الإیمان، باب الأمر بقتال الناس...... الخ: ۲۳

صرف توحید کی بات کرنا چاہتے ہیں مگر آج کلمہ گو اللہ کو چھوڑ کر جن جن کی بندگی کر رہے ہیں ان کی تردید نہیں کرنا چاہتے کیونکہ اس طرح ان کی نظر میں امت میں جوڑ پیدا نہیں ہوتا۔

**سوال ۴۲**: طاغوت کسے کہتے ہیں؟

**جواب**: طاغوت ہر وہ چیز ہے جس کی اللہ کے سوا عبادت کی جائے اور وہ اپنی عبادت کیے جانے اور کروائے جانے پر راضی ہو۔ یعنی طاغوت خدائی کے جھوٹے دعویدار کو کہتے ہیں۔ انبیاء علیہم السلام اور اولیاء اللہ صرف اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف بلاتے تھے اور وہ غیر اللہ کی عبادت کرنے والوں کے سب سے بڑے دشمن تھے، اس لیے وہ طاغوت نہیں ہیں، چاہے لوگ ان کی بندگی کریں۔ اللہ تعالیٰ کے مقابلے میں ایک بندے کے تین درجے ہیں: پہلا درجہ یہ ہے کہ بندہ اصولاً اللہ تعالیٰ کی اطاعت ہی کو حق سمجھے، مگر اس کے احکام کی خلاف ورزی کرے، تو یہ فسق ہے اور وہ گناہ گار ہو گا۔ دوسرا درجہ یہ ہے کہ وہ اس کی فرماں برداری سے اصولاً منحرف ہو کر یا تو خود مختار بن جائے یا کسی اور کی بندگی کرنے لگے، یہ شرک و کفر ہے۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ اللہ کی بغاوت کر کے اس کی مخلوق پر خود اپنا حکم چلائے۔ جو شخص اس درجے پر پہنچ جائے تو وہ طاغوت ہے اور کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک طاغوت کا منکر نہ ہو۔

**سوال ۴۳**: سب سے بڑا طاغوت کون ہے؟

**جواب**: شیطان سب سے بڑا طاغوت ہے جو غیر اللہ کی عبادت کی طرف بلاتا ہے۔ فرمایا:

أَلَمْ أَعْهَدْ إِلَيْكُمْ يَٰبَنِىٓ ءَادَمَ أَن لَّا تَعْبُدُوا۟ ٱلشَّيْطَٰنَ ۖ إِنَّهُۥ لَكُمْ عَدُوٌّ مُّبِينٌ ۝ (یٰس: ۳۶/ ۶۰)

''اے اولادِ آدم! کیا میں نے تم سے عہد نہیں لیا تھا کہ شیطان کی عبادت نہ کرنا، وہ تمھارا کھلا دشمن ہے۔''

اس آیت سے یہ بھی معلوم ہوا کہ شیطان کی اطاعت ہی شیطان کی عبادت ہے۔ لہٰذا غیر اللہ کی غیر مشروط اطاعت اس کی عبادت ہے۔

**سوال ۴۴**: کیا حکمران بھی طاغوت ہیں؟

**جواب**: وہ جابر اور ظالم حکمران جو فیصلے کے لیے کتاب و سنت کا پابند نہ ہو بلکہ انسان پر انسانوں کے بنائے قوانین نافذ کرے، وہ یقیناً طاغوت ہے۔ ایسے حکمران کے بارے میں فرمایا:

مَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَآ اَنْزَلَ اللّٰهُ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ ﴿۴۴﴾

(المائدۃ: ۵/ ۴۴)

''اور جو اللہ کے نازل کیے ہوئے احکام کے مطابق فیصلہ نہ کرے، وہ کافر ہیں۔''

**سوال ۴۵**: حکمرانوں کو اختلاف کی صورت میں کس چیز کے ذریعے فیصلہ کرنا چاہیے؟

**جواب**: اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَالرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَالْيَوْمِ الْاٰخِرِ ۭ ذٰلِكَ خَيْرٌ وَّاَحْسَنُ تَاْوِيْلًا ﴿۵۹﴾

(النساء: ۴/ ۵۹)

''پھر اگر تمھارے درمیان کسی معاملہ میں اختلاف ہو جائے تو اسے اللہ اور رسول کی طرف لوٹاؤ، اگر تم اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتے ہو، یہی بہتر ہے اور انجام کے اعتبار سے اچھا ہے۔''

معلوم ہوا کہ جھگڑا کسی چیز میں ہو، جتنا بھی ہو، جیسا بھی ہو، اس میں فیصلہ کے لیے صرف اور صرف اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ ہی کی طرف رجوع کرنا ہوگا اور اس بات کو اللہ تعالیٰ اور یوم آخرت پر ایمان کی شرط قرار دیا اور اس کو دنیا و آخرت میں بھلائی کا سبب قرار دیا۔ پھر جو لوگ اس قانون کی بجائے بشری قوانین کے ذریعے اپنے معاملات کا فیصلہ کرتے ہیں وہ کیسے مومن ہیں۔ یہ بھی فرمایا:

فَلَا وَرَبِّكَ لَا يُؤْمِنُوْنَ حَتّٰى يُحَكِّمُوْكَ فِيْمَا شَجَرَ بَيْنَهُمْ ثُمَّ لَا يَجِدُوْا فِيْٓ اَنْفُسِهِمْ حَرَجًا مِّمَّا قَضَيْتَ وَيُسَلِّمُوْا تَسْلِيْمًا ﴿۶۵﴾ (النساء: ۴/ ۶۵)

''(اے محمد!) تیرے رب کی قسم! یہ کبھی مومن نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے باہمی اختلافات میں یہ تم کو فیصلہ کرنے والا نہ مان لیں۔ پھر جو کچھ تم فیصلہ کرو اس پر اپنے دلوں میں کوئی تنگی محسوس نہ کریں بلکہ سر تسلیم خم کر لیں۔''

اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھا کر اور نفی کے الفاظ کو دوبارہ استعمال کرتے ہوئے جھگڑوں میں نبی رحمت ﷺ کو حاکم و فیصل نہ بنانے والوں کو خارج از ایمان قرار دیا ہے اور آپ کے فیصلے کے سامنے غیر مشروط طور پر سر تسلیم خم کرنے کا حکم دیا۔

**سوال ۴۶**: اللہ اور رسول ﷺ کی بجائے کسی اور سے فیصلہ کروانے کا جرم کتنا بڑا ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

أَلَمْ تَرَ إِلَى الَّذِينَ يَزْعُمُونَ أَنَّهُمْ آمَنُوا بِمَا أُنزِلَ إِلَيْكَ وَمَا أُنزِلَ مِن قَبْلِكَ يُرِيدُونَ أَن يَتَحَاكَمُوا إِلَى الطَّاغُوتِ وَقَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ وَيُرِيدُ الشَّيْطَانُ أَن يُضِلَّهُمْ ضَلَالًا بَعِيدًا ﴿٦٠﴾

(النساء: ۴/ ۶۰)

''کیا تم نے ان لوگوں کو نہیں دیکھا جو دعویٰ تو یہ کرتے ہیں کہ جو کچھ آپ (ﷺ) پر اور آپ (ﷺ) سے پہلے نازل ہوا اس سب پر ایمان رکھتے ہیں مگر چاہتے یہ ہیں کہ اپنا مقدمہ طاغوت کے پاس لے جا کر فیصلہ کروائیں، حالانکہ ان کو اس سے کفر کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور شیطان ان کو دور کی گمراہی میں ڈالنا چاہتا ہے۔''

یقیناً جو حکمران ان قوانین کو ملک کے عوام پر نافذ کرتے ہیں جو انسانوں نے بنائے ہیں (چاہے وہ مارشل لا ہو یا اسمبلی کا پاس کردہ قانون یا کسی ایک شخص کا بنایا ہوا کوئی آئین) وہ طاغوت ہے اور جو شخص طاغوت سے فیصلہ کروانا چاہتا ہے يَزْعُمُونَ کہہ کر اللہ تعالیٰ نے ان کے دعویٰ ایمان کو جھٹلا دیا کہ یہ ایمان دار بنتے ہیں لیکن یہ طرز عمل اور ایمان ایک بندے کے دل میں جمع نہیں ہو سکتے۔ شیطان نے ان کو گمراہ کر دیا ہے، قَدْ أُمِرُوا أَن يَكْفُرُوا بِهِ فرما کر مسلم پر لازم کر دیا کہ وہ طاغوت سے دشمنی کرے۔ یہ طاغوت چاہے دیہاتوں میں قبیلوں کے سرداروں کی پنچائیت، ثالثی کمیٹی یا جرگہ ہو، جو کتاب و سنت کی بجائے رسم و رواج کے مطابق فیصلہ کرتے ہیں، یا وہ عدالتیں ہیں جو اسلامی ممالک میں موجود ہیں، یہ عدالتیں اسمبلی کے بنائے ہوئے آئین کے مطابق کتاب و سنت سے آزاد لوگوں میں فیصلہ کرتی ہیں جن پر پولیس اور فوج زبردستی عمل درآمد کرواتی ہے تو اس کفر سے بڑھ کر اور کفر کیا ہو سکتا ہے، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَن لَّمْ يَحْكُم بِمَا أَنزَلَ اللَّهُ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْكَافِرُونَ ﴿٤٤﴾ ............ هُمُ الْفَاسِقُونَ ﴿٤٧﴾ (المائدہ: ۵/ ۴۴ تا ۴۷)

''جو لوگ اللہ کے نازل کردہ قانون کے مطابق فیصلہ نہ کریں وہی کافر ہیں...... وہی

ظالم ہیں ...... وہی فاسق ہیں۔''

یہ محال ہے کہ اللہ ایسے لوگوں کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہوں، ہرگز نہیں یہ لوگ پکے کافر ہیں اور جب ان سے فیصلہ کروانے والے منافقین کے دعویٔ ایمانی (لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کا اقرار) کی اللہ تعالیٰ نے نفی کی ہے تو خود فیصلہ کرنے والوں کے کلمہ کا کیسے اعتبار کیا جا سکتا ہے۔ جب صحابہ نے منکرین زکوٰۃ اور خوارج کے کلمہ کا اعتبار نہ کیا اور ان کو قتل کیا تو بشری قوانین کے مطابق فیصلہ کرنے والے بھی کافر ہیں، خواہ وہ کلمہ پڑھتے ہوں۔

**سوال ۴۷:** بعض لوگ قصہ یوسف (علیہ السلام) سے یہ بات نکالتے ہیں کہ فرعون (طاغوت) کی حکومت میں ایک مسلمان کا اسمبلی ممبر بننا یا وزیر بننا جائز ہے؟

**جواب:** اس بات میں تو کسی قسم کے اختلاف کی گنجائش نہیں کہ جو حاکم بھی شریعت سے بے پروا ہو کر قانون و دستور حکمرانی مقرر کرے وہ طاغوت ہے اور اس کے بنائے ہوئے قانون کا انکار ایک ادنیٰ سے ادنیٰ مسلمان کے لیے بھی شرط ایمان ہے۔ جب حقیقت حال یہ ہے تو کیا ایک کریم ابن کریم ہستی یوسف علیہ السلام کے بارے میں ایسا سوچنا بھی جائز ہو گا کہ وہ فرعونی نظام دستور کے نفاذ میں ایک واسطہ ہوں؟ معاذ اللہ! یہ تو صریح ظلم و زیادتی ہے۔ تفصیلات کچھ بھی ہوں یقیناً وہ نبی کی حیثیت سے طاغوت کے سب سے بڑھ کر انکار کرنے والے اور اللہ کے حکم کے سب سے زیادہ فرماں بردار اور اسے قائم کرنے والے تھے، لہٰذا ان لوگوں کے لیے جو آج کی طاغوتی حکومتوں کی چاکری میں مصروف ہیں اور ان کے بنائے ہوئے دساتیر و قوانین کی حلف برداریاں کرتے پھرتے ہیں اور اکثریت کی حاکمیت و اختیار کو تسلیم کرتے ہیں ان کے لیے برگزیدہ نبی (علیہ السلام) کے قصے میں ہرگز کوئی گنجائش موجود نہیں، جو اپنے وعظ میں ڈنکے کی چوٹ فرماتے تھے: اِنِ الْحُكْمُ اِلَّا لِلّٰهِ (یوسف: ۱۲/ ۴۰) ''حاکمیت کا حق صرف اللہ کے لیے ہے۔''

**سوال ۴۸:** کیا علماء کی غیر مشروط اطاعت کی جا سکتی ہے؟

**جواب:** علماء کی غیر مشروط اطاعت حرام ہے، جیسا کہ سورۂ توبہ میں ہے:

اِتَّخَذُوْٓا اَحْبَارَهُمْ وَرُهْبَانَهُمْ اَرْبَابًا مِّنْ دُوْنِ اللّٰهِ وَالْمَسِيْحَ ابْنَ مَرْيَمَ ۚ وَمَآ اُمِرُوْٓا اِلَّا لِيَعْبُدُوْٓا اِلٰهًا وَّاحِدًا ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۭ

سُبۡحٰنَهٗ عَمَّا یُشۡرِکُوۡنَ ۝ (التوبۃ : ۹/ ۳۱)

''انھوں نے اپنے علماء اور درویشوں کو اللہ کے سوا اپنا رب بنا لیا ہے اور اسی طرح مسیح ابن مریم کو بھی حالانکہ ان کو معبود واحد کے سوا کسی کی بندگی کرنے کا حکم نہیں دیا گیا۔وہ معبود واحد جس کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں، وہ پاک ہے۔ ان مشرکانہ باتوں سے جو یہ لوگ کرتے ہیں۔''

معلوم ہوا کہ علماء کی غیر مشروط اطاعت ان کی عبادت ہے۔خصوصاً جب کہ ان کی وجہ سے شرک کو توحید سمجھ کر قبول کیا جا رہا ہو۔اسی لیے امام احمد ابن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ''مجھے ان لوگوں پر تعجب ہوتا ہے جنھوں نے حدیث رسول ﷺ سنی پھر اس کی سند کی صحت معلوم کی پھر اسے چھوڑ کر سفیان رحمہ اللہ یا کسی دوسرے کے قول کو ترجیح دیتے ہیں۔'' اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

فَلۡيَحۡذَرِ الَّذِيۡنَ يُخَالِفُوۡنَ عَنۡ اَمۡرِهٖۤ اَنۡ تُصِيۡبَهُمۡ فِتۡنَةٌ اَوۡ يُصِيۡبَهُمۡ عَذَابٌ اَلِيۡمٌ ۝ (النور : ۲۴/ ۶۳)

''رسول اللہ ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی کرنے والوں کو ڈرنا چاہیے کہ وہ کسی فتنے میں گرفتار نہ ہو جائیں یا ان پر دردناک عذاب نہ آ جائے۔''

امام احمد رحمہ اللہ نے فرمایا: تمھیں معلوم ہے کہ فتنہ کیا ہے، فتنہ شرک ہے۔'' (کتاب التوحید)

کسی کو حلال و حرام کرنے کا حق دینا اس کو الٰہ بنانا ہے۔اس لیے باطنی فرقے مشرک ہیں جو اپنے اماموں کو حلال و حرام کرنے کا مطلق حق دیتے ہیں۔اسی طرح ان لوگوں کا شرک بھی لازم آتا ہے جو کتاب اللہ اور سنت رسول کی بجائے اپنے پیروں، درویشوں اور علماء سے زندگی کے مختلف احکام لیتے ہیں اور طریقت کے مختلف سلسلوں (نقشبندی، سہروردی، قادری اور چشتی وغیرہ) سے منسلک ہیں۔اسی طرح قومی اسمبلی کو یہ حق دینے والے بھی مشرک ہیں کہ وہ سیاسی، معاشی، دیوانی اور بین الاقوامی قانون بنانے میں کتاب وسنت کے پابند نہیں اور ان کی اکثریت جو قانون بنا دے اس کی اطاعت لازم قرار دینے والے اس کی عبادت کرتے ہیں کیونکہ اللہ کے قانون پر چلنا اللہ کی عبادت ہے اور غیر اللہ کے قانون پر چلنا غیر اللہ کی عبادت ہے۔

**سوال ۴۹:** طاغوت سے کفر کرنے کا کیا مطلب ہے؟

**جواب:** طاغوت سے کفر کی صورت یہ ہے کہ طاغوت کے باطل ہونے کا اعتقاد رکھا جائے۔ اس سے بغض و عداوت رکھتے ہوئے اس سے علیحدہ رہا جائے اور ان طواغیت کی اطاعت کرنے والوں کو طاغوت کا اولیاء جانا جائے۔ قول و عمل کے ساتھ طاغوت اور اولیائے طاغوت سے دشمنی کا اعلان کیا جائے۔ فرمایا:

قَدْ كَانَتْ لَكُمْ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ فِيْٓ اِبْرٰهِيْمَ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ ۚ اِذْ قَالُوْا لِقَوْمِهِمْ اِنَّا بُرَءٰٓؤُا مِنْكُمْ وَمِمَّا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۡ كَفَرْنَا بِكُمْ وَبَدَا بَيْنَنَا وَبَيْنَكُمُ الْعَدَاوَةُ وَالْبَغْضَآءُ اَبَدًا حَتّٰى تُؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ وَحْدَهٗٓ (الممتحنة : ۶۰/ ۴)

''تمھارے لیے ابراہیم (علیہ السلام) اور ان کے ساتھیوں میں بہترین نمونہ ہے جب انھوں نے اپنی قوم سے کہا کہ ہم تم سے اور جن جن کو تم اللہ کے سوا پوجتے ہو بے زار ہیں، ہم تمھارا انکار کرتے ہیں اور جب تک تم اللہ اکیلے پر ایمان نہیں لاتے ہم میں اور تم میں ہمیشہ عداوت اور دشمنی رہے گی۔''

اسلامی شریعت میں مشرکوں سے مخالفت بھی فرض ہے مگر طاغوت سے کفر و براءت اسلام کا فرض اولین ہے۔ ہو نہیں سکتا کہ کسی موحد کی طاغوت کے ساتھ دوستی ہو، کیونکہ تحریک اسلامی کی ٹکر طاغوت سے ہونا ناگزیر ہے۔ اللہ تعالیٰ نے موسیٰ علیہ السلام کو مصر کی طرف بھیجا تو انھیں فرعون کے پاس جانے کا حکم دیا کیونکہ وہ طاغوت تھا اور اس کو اللہ کی کبریائی کا درس دینا تھا۔ فرمایا:

اِذْهَبْ اِلٰى فِرْعَوْنَ اِنَّهٗ طَغٰى ۞ فَقُلْ هَلْ لَّكَ اِلٰٓى اَنْ تَزَكّٰى ۞

(النازعات : ۷۹/ ۱۷، ۱۸)

''فرعون کے پاس جاؤ، وہ سرکش ہو گیا ہے اور اس سے کہو کہ کیا تو پاکیزگی اختیار کرنے پر تیار ہے؟''

**سوال ۵۰:** اللہ کے نزدیک دین کیا ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَامُ ۣ (آل عمران : ۳/ ۱۹)

''بے شک اللہ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔''

**سوال ۵۱:** کیا اسلام کے علاوہ کسی اور دین پر عمل جائز ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ کا حکم ہے:

اِتَّبِعُوْا مَآ اُنْزِلَ اِلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَلَا تَتَّبِعُوْا مِنْ دُوْنِهٖٓ اَوْلِيَآءَ

(الأعراف : ۷/ ۳)

''لوگو! تمھارے رب کی طرف سے جو نازل ہوا اس کی پیروی کرو اور اس کے علاوہ اولیاء کی پیروی نہ کرو۔''

اور یہ بھی فرمایا:

وَمَنْ يَّبْتَغِ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْنًا فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۚ وَهُوَ فِي الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخٰسِرِيْنَ ۝ (آل عمران : ۳/ ۸۵)

''اور جو شخص اسلام کے علاوہ کسی اور دین کا طلب گار ہوگا تو وہ اس سے ہرگز قبول نہیں کیا جائے گا اور ایسا شخص آخرت میں نقصان اٹھانے والوں میں سے ہوگا۔''

**سوال ۵۲:** اللہ کے نازل کردہ دین میں محمد رسول اللہ ﷺ کا کیا مقام ہے؟

**جواب:** اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کو رسالت کے ساتھ مخصوص فرما کر آپ پر اپنی کتاب نازل فرمائی اور اس کی مکمل تشریح کا حکم دیا:

وَ اَنْزَلْنَآ اِلَيْكَ الذِّكْرَ لِتُبَيِّنَ لِلنَّاسِ مَا نُزِّلَ اِلَيْهِمْ (النحل : ۱۶/ ۴۴)

''اور ہم نے آپ پر کتاب نازل کی ہے، تاکہ جو (ارشادات) نازل ہوئے ہیں وہ لوگوں سے بیان کردو۔''

آیت کریمہ کے اس حکم میں دو باتیں شامل ہیں:

① الفاظ اور ان کی ترتیب کا بیان یعنی قرآن مجید کا مکمل متن امت تک اس طرح پہنچا دینا جس طرح اللہ تعالیٰ نے نازل فرمایا۔

② الفاظ، جملہ یا مکمل آیت کا مفہوم و معانی بیان کرنا تاکہ امت مسلمہ قرآن حکیم پر عمل کر سکے۔

**سوال ۵۳:** قرآن مجید کی جو شرح رسول اللہ ﷺ نے فرمائی اس کی کیا حیثیت ہے؟

**جواب:** دینی امور میں رسول اللہ ﷺ کے فرامین اللہ کے حکم کے مطابق ہوتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝ (النجم : ۵۳/ ۳، ۴)

''اور وہ (رسول ﷺ) اپنی خواہش سے کچھ نہیں بولتے ہیں، جو بولتے ہیں وہ وحی ہوتی ہے۔''

اس لیے فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ ۚ (النساء: ۴/ ۸۰)

''جس نے رسول (ﷺ) کی اطاعت کی پس تحقیق اس نے اللہ کی اطاعت کی۔''

یہی وجہ ہے کہ دینی امور میں فیصلہ کن حیثیت اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کو حاصل ہے، فرمایا:

فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِيْ شَيْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَى اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْيَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ (النساء: ۴/ ۵۹)

''پس اگر کسی بات میں تم میں اختلاف واقع ہو تو اگر تم اللہ اور روز آخرت پر ایمان رکھتے ہو تو اللہ اور اس کے رسول کی طرف رجوع کرو۔''

معلوم ہوا اسلام اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی پیروی کا نام ہے۔

**سوال ۵۴:** کیا انبیاء علیہم السلام کو کتب کے علاوہ بھی وحی آتی ہے؟

**جواب:** یقیناً انبیاء علیہم السلام کو کتب سماوی کے علاوہ بھی وحی آتی ہے اور اس وحی پر عمل بھی اتنا ہی ضروری ہے جتنا اللہ کے کلام پر۔ کتاب کے علاوہ وحی کی اقسام میں سے ایک قسم انبیاء کے خواب ہیں، ابراہیم علیہ السلام کا خواب ملاحظہ فرمائیں:

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى ؕ قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ ۫ سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ ﴿۱۰۲﴾ فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَ تَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ ﴿۱۰۳﴾ وَ نَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ ﴿۱۰۴﴾ قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا ۚ اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ ﴿۱۰۵﴾

(الصافات: ۳۷/ ۱۰۲ تا ۱۰۵)

''اور ابراہیم (علیہ السلام) نے کہا اے بیٹے! میں خواب میں دیکھتا ہوں کہ تم کو ذبح کر رہا ہوں، تم بتاؤ تمھارا کیا خیال ہے؟ اس نے کہا ابا جان! جو آپ کو حکم ہوا وہ کر گزریے، اللہ نے چاہا تو آپ مجھے صابر پائیں گے۔ جب دونوں نے حکم مان لیا

اور باپ نے بیٹے کو ماتھے کے بل لٹا دیا تو ہم نے ان کو پکارا کہ اے ابراہیم! تم نے اپنا خواب سچا کر دکھایا۔ ہم نیکو کاروں کو ایسا ہی بدلا دیا کرتے ہیں۔''

اس آیت میں خواب میں بیٹے کو ذبح کیے جانے والے عمل کو اللہ کا حکم کہا گیا ہے۔

**سوال ۵۵**: کیا رسول ﷺ پر بھی خواب میں وحی ہوئی؟

**جواب**: رسول اللہ ﷺ نے بھی ایک دفعہ خواب میں دیکھا کہ آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہو کر طواف کر رہے ہیں، چونکہ یہ خواب بھی وحی کی قسم میں سے تھا، لہٰذا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ ﷺ کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ روانہ ہوئے لیکن کفار مکہ نے حدیبیہ کے مقام پر آپ ﷺ کو روک دیا اور وہاں صلح حدیبیہ ہوئی، جس کی رو سے یہ طے پایا کہ آپ اس سال کی بجائے اگلے سال بیت اللہ کا طواف کریں گے۔ آپ ﷺ کے خواب کے بارے میں صحابہ رضی اللہ عنہم میں خلجان پیدا ہوا تو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ ''کیا آپ ﷺ نے ہمیں خبر نہیں دی تھی کہ ہم مکہ میں داخل ہوں گے؟'' آپ ﷺ نے فرمایا: ''ہاں! میں نے تمھیں بتایا تھا مگر میں نے یہ نہیں کہا تھا کہ ایسا اسی سفر میں ہو گا۔'' واپسی پر اللہ تعالیٰ نے آیات نازل فرمائیں:

لَقَدْ صَدَقَ اللّٰهُ رَسُوْلَهُ الرُّءْيَا بِالْحَقِّ ۚ لَتَدْخُلُنَّ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ اٰمِنِيْنَ ۙ (الفتح: ۴۸/ ۲۷)

''بلا شبہ اللہ نے اپنے رسول ﷺ کو سچا خواب دکھایا، تم ضرور مسجد حرام میں امن و امان سے داخل ہو گے، اگر اللہ تعالیٰ نے چاہا۔''

معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ کو بھی خواب میں وحی ہوئی۔

**سوال ۵۶**: کیا قرآن حکیم کے علاوہ وحی کے ذریعے احکامات نازل ہوئے؟

**جواب**: بلاشبہ قرآن مجید کے علاوہ بھی احکامات نازل ہوئے۔ مثلاً مسلمانوں کا پہلا قبلہ بیت المقدس تھا جس کی طرف ۱۴ سال تک منہ کر کے مسلمان نماز ادا کرتے رہے۔ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم قرآن حکیم میں نہیں ہے لیکن اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَا جَعَلْنَا الْقِبْلَةَ الَّتِيْ كُنْتَ عَلَيْهَآ اِلَّا لِنَعْلَمَ مَنْ يَّتَّبِعُ الرَّسُوْلَ مِمَّنْ يَّنْقَلِبُ عَلٰى عَقِبَيْهِ ۭ (البقرۃ: ۲/ ۱۴۳)

''اور ہم نے وہ قبلہ جس پر آپ اب تک تھے اس لیے مقرر کیا تھا کہ دیکھیں کون

رسول کی پیروی کرتا ہے اور کون الٹے پاؤں پھرتا ہے۔“

معلوم ہوا کہ بیت المقدس کو قبلہ مقرر کرنے کا حکم اللہ نے بذریعہ وحی خفی دیا۔ قرآن حکیم کے علاوہ دوسری وحی کو وحی خفی (سنت) بھی کہتے ہیں۔

**سوال ۵۷:** کیا سنت کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھا جا سکتا ہے؟

**جواب:** سنت کے بغیر قرآن حکیم سمجھنا ممکن نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ایمان لانے کے بعد سب سے زیادہ تاکید اقامت صلوٰۃ کی فرمائی مگر سنت کے بغیر اس حکم پر عمل بھی ممکن نہیں۔ چند آیات ملاحظہ فرمائیں:

حٰفِظُوْا عَلَى الصَّلَوٰتِ وَالصَّلٰوةِ الْوُسْطٰى ۚ (البقرۃ : ۲/ ۲۳۸)

”نمازوں کی حفاظت کرو، بالخصوص وسطی نماز کی۔“

وسطی نماز سے کیا مراد ہے، جب تک نمازوں کی کل تعداد معلوم نہ ہو، وسطی نماز کیسے معلوم ہو سکتی ہے۔ نمازوں کی تعداد کا ذکر قرآن حکیم میں نہیں۔ معلوم ہوا کہ وحی خفی کے ذریعے مسلمانوں کو اطلاع دی ہوئی تھی۔ اسی طرح فرمایا:

”جب تم سفر کو جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کم کر کے پڑھو۔“

اس آیت میں یہ نہیں بتایا گیا کہ نماز کو سفر میں کتنا کم کیا جائے۔ پھر نماز کے کم کرنے کا تصور اسی صورت میں ممکن ہے جب یہ معلوم ہو سکے کہ پوری نماز کتنی ہے۔ یہ بھی فرمایا:

فَاِنْ خِفْتُمْ فَرِجَالًا اَوْ رُكْبَانًا ۚ فَاِذَآ اَمِنْتُمْ فَاذْكُرُوا اللّٰهَ كَمَا عَلَّمَكُمْ مَّا لَمْ تَكُوْنُوْا تَعْلَمُوْنَ ۝ (البقرۃ : ۲/ ۲۳۹)

”اگر تم خوف میں ہو تو نماز پیدل یا سواری پر پڑھ لو لیکن جب امن ہو جائے تو اسی طریقہ سے اللہ کا ذکر کرو، جس طرح اس نے تمھیں سکھایا اور جس کو تم پہلے نہیں جانتے تھے۔“

اس آیت میں واضح ہے کہ نماز پڑھنے کا کوئی خاص طریقہ مقرر ہے جو بحالت جنگ معاف ہے اس طریقہ تعلیم کو اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف منسوب کیا۔ نماز کا طریقہ اور اس کے اوقات وغیرہ قرآن مجید میں کہیں مذکور نہیں پھر اللہ نے کیسے سکھایا، معلوم ہوا کہ قرآن مجید کے علاوہ وحی آئی ہے۔ یہ آیت بھی قابل غور ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْٓا اِذَا نُوْدِيَ لِلصَّلٰوةِ مِنْ يَّوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَ ذَرُوا الْبَيْعَ (الجمعة : ۶۲/ ۹)

''اے ایمان والو! جب تمھیں جمعہ کے دن نماز کے لیے بلایا جائے تو اللہ کے ذکر کی طرف جلدی کرو اور خرید وفروخت چھوڑ دو۔''

معلوم ہوا کہ جمعہ کی نماز کا اہتمام باقی دنوں کے علاوہ خاص درجہ رکھتا ہے۔ اس نماز کا وقت کون سا ہے؟ بلانے کا طریقہ کیا ہے؟ اس کی رکعات کتنی ہیں؟ قرآن مجید اس سلسلہ میں خاموش ہے اور کوئی شخص آیات قرآنی کے ذریعے نماز کی تفصیل نہیں جان سکتا، جب تک وہ حدیث کی طرف رجوع نہ کرے۔

**سوال ۵۸:** کیا صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کا مفہوم حدیث کے بغیر سمجھنے میں غلطی کھا سکتے ہیں؟

**جواب:** یقیناً صحابہ کرام رضی اللہ عنہم بھی قرآن مجید کا مفہوم سمجھنے کے لیے حدیث رسول کے محتاج ہیں۔

قرآن مجید کی یہ آیت نازل ہوئی:

اَلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَلَمْ يَلْبِسُوْٓا اِيْمَانَهُمْ بِظُلْمٍ اُولٰٓئِكَ لَهُمُ الْاَمْنُ وَ هُمْ مُّهْتَدُوْنَ (الأنعام : ۶/ ۸۲)

''اور جو لوگ ایمان لائے اور انھوں نے اپنے ایمان کے اندر ظلم کی ملاوٹ نہیں کی وہی امن پانے والے ہیں اور وہی ہدایت یافتہ ہیں۔''

مذکورہ بالا آیت کریمہ سے بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے چھوٹے بڑے تمام گناہوں کو ظلم سمجھا، اس لیے یہ آیت ان لوگوں پر گراں گزری۔ لہٰذا عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم میں کون ہے کہ جس نے ایمان کے ساتھ کوئی گناہ نہ کیا ہو؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ''اس ظلم سے مراد عام گناہ نہیں بلکہ یہاں ظلم سے مراد شرک ہے۔ کیا تم نے قرآن حکیم میں لقمان (علیہ السلام) کا یہ قول نہیں پڑھا: اِنَّ الشِّرْكَ لَظُلْمٌ عَظِيْمٌ ''شرک ظلم عظیم ہے۔''[1]

**سوال ۵۹:** کیا سنت قرآن مجید کی آیت میں موجود شرط کو ختم کر سکتی ہے؟

---

[1] بخاری، کتاب استتابة المرتدين والمعاندين و قتالهم، باب ما جاء فی المتأولين: ۶۹۳۷۔ مسلم، کتاب الإيمان، باب صدق الإيمان و إخلاصه: ۱۲۴

**جواب:** جی ہاں اور اس کی مثال سفر میں نماز قصر ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَإِذَا ضَرَبْتُمْ فِي الْأَرْضِ فَلَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَقْصُرُوا مِنَ الصَّلٰوةِ ۖ إِنْ خِفْتُمْ أَنْ يَفْتِنَكُمُ الَّذِينَ كَفَرُوا ۚ (النساء: ۴/ ۱۰۱)

''اور جب تم سفر پر جاؤ تو تم پر کچھ گناہ نہیں کہ نماز کو کچھ کم کر کے پڑھو بشرطیکہ تم کو خوف ہو کہ کافر تم کو ایذا دیں گے۔''

آیت بالا میں نماز قصر ایسے سفر کے ساتھ مشروط ہے جس میں خوف بھی ہو، اس لیے بعض صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ اب تو امن کا زمانہ ہے اور ہم پھر بھی قصر کرتے ہیں تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''اس بات میں کوئی حرج نہیں کہ ہم حالت امن کے سفر میں قصر کریں، یہ تمھارے لیے اللہ تعالیٰ کی رعایت ہے، پس اس رعایت کو قبول کرو۔''❶

**سوال ۶۰:** کیا حدیث قرآن مجید کی کسی آیت کے عام حکم کو مقید کر سکتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں اور اس کی مثال قرآن حکیم کی یہ آیت ہے:

وَالسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوا أَيْدِيَهُمَا (المائدة: ۶/ ۳۸)

''اور چوری کرنے والے مرد اور چوری کرنے والی عورت کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔''

اس آیت میں چوری کا مطلقاً ذکر ہے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''چور کا ہاتھ چوتھائی دینار، یا اس سے زیادہ کی چوری پر کاٹا جائے۔''❷

**سوال ۶۱:** کیا سنت قرآن حکیم کے حکم سے کسی چیز کو مستثنیٰ کر سکتی ہے؟

**جواب:** جی ہاں اور اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے:

حُرِّمَتْ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةُ وَالدَّمُ وَلَحْمُ الْخِنْزِيرِ وَمَا أُهِلَّ لِغَيْرِ اللهِ بِهٖ

(المائدة: ۵/ ۳)

''تم پر مرا ہوا جانور، خون، سور کا گوشت اور جس چیز پر اللہ کے علاوہ کسی اور کا نام

---

❶ مسلم، کتاب الصلاۃ المسافرین و قصرھا، باب صلاۃ المسافرین و قصرھا: ۶۸۶

❷ بخاری، کتاب الحدود، باب قول اللہ تعالی: ﴿والسارق والسارقة فاقطعوا أيديهما﴾: ۶۷۸۹۔ مسلم، کتاب الحدود، باب حد السرقة و نصابها: ۱۶۸۴

پکارا جائے حرام ہے۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ہمارے واسطے دو مردار، ٹڈی اور مچھلی اور دو خون کلیجی اور تلی حلال ہیں۔''❶

معلوم ہوا کہ حدیث نے مچھلی اور ٹڈی کو مردار، اور کلیجی اور تلی کو خون سے مستثنیٰ قرار دیا۔

ایک اور مثال پر غور فرمائیں، اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

قُلْ مَنْ حَرَّمَ زِيْنَةَ اللّٰهِ الَّتِيْٓ اَخْرَجَ لِعِبَادِهٖ وَ الطَّيِّبٰتِ مِنَ الرِّزْقِ ؕ قُلْ هِيَ لِلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا خَالِصَةً يَّوْمَ الْقِيٰمَةِ ؕ

(الأعراف: ۷/ ۳۲)

''پوچھو کہ جو زینت (و آرائش) اور کھانے (پینے) کی پاکیزہ چیزیں اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کے لیے پیدا کیں ان کو کس نے حرام کیا ہے؟ کہہ دو کہ یہ چیزیں دنیا کی زندگی میں ایمان والوں کے لیے بھی ہیں اور قیامت کے دن خاص انھی کے لیے ہوں گی۔''

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''ریشم اور سونا میری امت کے مردوں کے لیے حرام اور عورتوں کے لیے حلال ہیں۔''❷ اگر حدیث سے رہنمائی نہ لی جائے تو اس آیت سے ریشم اور سونے جیسی حرام چیزوں کو حلال سمجھ لیا جاتا۔

**سوال ۶۲:** کیا کوئی سنت صحیحہ قرآن مجید کے خلاف ہوسکتی ہے؟

**جواب:** محدثین کا اصول ہے کہ جو روایت قرآن حکیم اور سنت مطہرہ کے الٹ ہو وہ قول رسول ﷺ نہیں ہوسکتی۔ امام بخاری، امام مسلم اور دیگر ائمہ حدیث نے اصول حدیث کی رو سے جن احادیث مبارکہ کو صحیح کہا ہے یقیناً وہ قرآن و سنت کے مطابق ہیں۔ صحیح بخاری و صحیح مسلم میں صرف صحیح احادیث درج کی گئی ہیں، اس لیے ان میں کوئی ایسی روایت نہیں جو کتاب و سنت کے خلاف ہو۔ جن لوگوں کو (۱) عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کا دوبارہ دنیا میں آنا، (۲) رسول اللہ ﷺ پر ذاتی حیثیت سے جادو کے چند اثرات ہو جانا۔ (۳) دجال سے متعلق (۴)، عذاب قبر سے متعلق، احادیث اور ان جیسی باتیں قرآن حکیم کے

❶ السنن الکبریٰ للبیهقي، کتاب الضحایا، باب ما جاء في الکبد والطحال: ۱۰/ ۱۲، ح: ۱۹۶۹۷ ❷ مسند أحمد: ۴/ ۳۹۴

خلاف نظر آتی ہیں تو یہ دراصل ان کی کم علمی اور جہالت ہے۔ یہ وہ روایات ہیں جنھیں تحقیق کے بعد محدثین نے صحیح کہا، یہ قرآن کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خودساختہ مفہوم کے الٹ ہیں۔ درج ذیل آیت پر غور کیجیے:

قُلْ لَّآ اَجِدُ فِیْ مَآ اُوْحِیَ اِلَیَّ مُحَرَّمًا عَلٰی طَاعِمٍ یَّطْعَمُهٗۤ اِلَّآ اَنْ یَّكُوْنَ مَیْتَةً اَوْ دَمًا مَّسْفُوْحًا اَوْ لَحْمَ خِنْزِیْرٍ فَاِنَّهٗ رِجْسٌ اَوْ فِسْقًا اُهِلَّ لِغَیْرِ اللّٰهِ بِهٖ ۚ فَمَنِ اضْطُرَّ غَیْرَ بَاغٍ وَّلَا عَادٍ فَاِنَّ رَبَّكَ غَفُوْرٌ رَّحِیْمٌ ﴿۱۴۵﴾

(الأنعام: ۶/ ۱۴۵)

’’کہو جو احکام مجھ پر نازل ہوئے میں ان میں کسی چیز کو کھانے والے پر حرام نہیں پاتا سوائے مردار، بہتا خون، سور کا گوشت، جو ناپاک ہے یا گناہ کی چیز جس پر اللہ کے سوا کسی اور کا نام لیا گیا ہو اور اگر کوئی مجبور ہو جائے لیکن نہ تو نافرمانی کرے نہ حد سے باہر نکلے تو تمھارا رب بخشنے والا مہربان ہے۔‘‘

سوچیے کیا کتے اور دیگر درندوں کو اور دیگر نوچنے والے پرندوں کو حرام قرار دینے والی احادیث مبارکہ اس آیت کے خلاف ہیں، اگرچہ ظاہر ایسا ہی محسوس ہوتا ہے مگر حقیقتاً سنت اور قرآن میں کوئی تضاد نہیں۔

دونوں کا جمع کرنا لازم ہے۔ یاد رکھیے! جو دین صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ذریعے امت کو تواتر کے ساتھ ملا، وہی صراط مستقیم ہے، جو لوگ اپنی خواہشات کے ساتھ قرآن حکیم کی تفسیر بیان کرتے ہیں ان کے ہاں سنت کا مفہوم یہ ہے کہ جو چیز ان کی خواہش نفس کے موافق ہو اس کی پیروی کی جائے اور جو ان کی خواہشات کے خلاف ہو اسے ترک کیا جائے۔ ایک صحیح حدیث میں ایسے ہی لوگوں کا ذکر ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ یقیناً ایک وقت آئے گا کہ تکیہ سے ٹیک لگائے ہوئے ایک آدمی بیٹھا ہوگا اور میرے احکامات میں سے کوئی حکم اس کے پاس آئے گا یا میرے منع کردہ امور میں سے کسی چیز کا اس کے سامنے ذکر ہوگا تو وہ کہے گا ہم اسے نہیں جانتے۔ ہم جو اللہ کی کتاب میں حرام پاتے ہیں اسے حرام سمجھتے ہیں۔ خبردار! مجھے قرآن حکیم دیا گیا ہے اور اس کی مثل ایک اور چیز بھی۔ [1]

---

[1] مسند أحمد: ۴/ ۱۳۱۔ سنن أبي داوٗد، کتاب السنة، باب في لزوم السنة: ۴۶۰۴۔ ترمذي، کتاب العلم، باب ما نهی عن أن یقال عند حدیث رسول الله ﷺ: ۲۶۶۴

معلوم ہوا کہ شریعت اسلامیہ سے مراد قرآن و سنت ہے، جس نے ان میں سے صرف ایک کو اختیار کیا اور دوسری کو ترک کیا اس نے کسی ایک کو بھی اختیار نہیں کیا، کیونکہ دونوں ایک دوسرے سے تمسک کا حکم دیتی ہیں، فرمایا:

مَنْ يُّطِعِ الرَّسُوْلَ فَقَدْ اَطَاعَ اللّٰهَ (النساء : ۴/ ۸۰)

''جس نے رسول کی اطاعت کی یقیناً اس نے اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔''

**سوال ۶۳**: صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے منہج کی کیا حیثیت ہے؟

**جواب**: رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو اسلام کی تعلیم دی یعنی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم آپ کے براہ راست تربیت یافتہ تھے۔ لہٰذا صحابہ معیاری مسلمان تھے۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے رسول اللہ ﷺ کے اقوال و افعال تابعین نے اخذ کیے، محدثین نے ان کو جمع کیا۔ یہ تمام ادوار اسلام کے عروج کے ادوار ہیں، رسول اللہ ﷺ نے انھیں بہترین زمانے قرار دیا۔ سلف صالحین اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریق اور منہج سے وہی شخص انکار کرتا ہے جو قرآن مجید کی من مانی تفسیر کرنا چاہتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

وَمَنْ يُّشَاقِقِ الرَّسُوْلَ مِنْۢ بَعْدِ مَا تَبَيَّنَ لَهُ الْهُدٰى وَيَتَّبِعْ غَيْرَ سَبِيْلِ الْمُؤْمِنِيْنَ نُوَلِّهٖ مَا تَوَلّٰى وَنُصْلِهٖ جَهَنَّمَ ۭ وَسَاۗءَتْ مَصِيْرًا ﴿۱۱۵﴾

(النساء : ۴/ ۱۱۵)

''اور جو شخص سیدھا راستہ معلوم ہونے کے بعد رسول (ﷺ) کی مخالفت کرے اور مومنوں کے رستے کے سوا اور رستے پر چلے تو جدھر وہ چلتا ہے ہم اسے ادھر ہی چلنے دیں گے اور (قیامت کے دن) جہنم میں داخل کریں گے اور وہ بری جگہ ہے۔''

مومنین کے راستے سے مراد اسلام کی وہ تعبیر و تفسیر ہے جس پر قرون اولیٰ کے مسلمان جمع تھے۔ وہ منہج جس میں مردوں سے استغاثہ، قبر پر چلہ کشی اور فیض حاصل کرنے کی اور امر رسول ﷺ کے سامنے کسی کی رائے کی کوئی حیثیت یا شریعت کے مقابلے میں دنیا کے کسی اور قانون کے مطابق فیصلہ کرنے کی کوئی گنجائش نہ تھی۔

**سوال ۶۴**: کیا صحابہ رضی اللہ عنہم سنت رسول ﷺ کو بھی وحی یعنی اللہ کی بات سمجھتے تھے؟

**جواب**: جی ہاں صحابہ رضی اللہ عنہم سنت رسول ﷺ کو اللہ کی بات سمجھتے تھے۔ اس کی بہت سی مثالیں ہیں،

صرف ایک ملاحظہ فرمائیں:

ایک عورت سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے پاس آئی اور کہنے لگی کہ "کیا آپ کہتے ہیں کہ اللہ نے گودنے والی اور گدوانے والی پر لعنت فرمائی ہے۔" آپ نے فرمایا: "ہاں!" وہ عورت کہنے لگی کہ "میں نے شروع سے آخر تک قرآن حکیم کی تلاوت کی ہے مگر اس بات کو کہیں نہیں پایا۔" پس آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: اگر تو نے قرآن پڑھا ہوتا تو اس میں ضرور پاتی، کیا تو نے یہ آیت نہیں پڑھی:

وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۚ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۚ (الحشر: ۵۹/ ۷)

"اور جو کچھ میرا رسول (ﷺ) تمھیں دے اسے لے لو اور جس چیز سے منع کرے اس سے رک جاؤ۔"

وہ کہنے لگی: "ہاں!" تب سیدنا عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا: "میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ لعنت کرتے ہوئے سنا ہے۔"[1]

یہ بھی واضح ہوا کہ مسلمانوں پر لازم ہے کہ قرآن وسنت میں تفریق نہ کریں، ان دونوں پر عمل فرض ہے اور شریعت اسلامیہ کی بنیاد ان دونوں پر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "میں تم میں دو باتیں چھوڑے جا رہا ہوں، کتاب اللہ اور میری سنت، جب تک تم انھیں مضبوطی سے تھامے رکھو گے گمراہ نہ ہو گے۔"[2]

**سوال ۶۵:** رسول اللہ ﷺ نے سنت کی حفاظت کے سلسلے میں کیا اقدام کیے؟

**جواب:** رسول اللہ (ﷺ) نے سنت کی حفاظت کے سلسلے میں خصوصی توجہ دی۔ جب بھی کوئی مسئلہ بیان فرماتے تو اس کو تین مرتبہ دہراتے، یہاں تک کہ وہ مسئلہ سمجھ میں آ جاتا۔[3]

ایک دفعہ قبیلہ عبدالقیس کا وفد آپ ﷺ کے پاس آیا اور آپ ﷺ نے انھیں امور دین

---

[1] بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿و ما أتاكم الرسول فخذوه﴾: ۴۸۸۶۔ مسلم، کتاب اللباس والزینة، باب تحریم فعل ...... الخ: ۲۱۲۵

[2] موطأ إمام مالك، کتاب القدر، باب النهی عن القول بالقدر: ۳۔ مستدرك حاكم کتاب العلم: ۱/ ۹۳

[3] بخاری، کتاب العلم، باب من أعاد الحدیث ثلاثا لیفهم عنه: ۹۵

کی تعلیم دینے کے بعد فرمایا: ''اس کو یاد کرو اور اپنے پیچھے آنے والوں کو اس کی خبر دو۔''❶ یقیناً پیچھے آنے والوں سے مراد آنے والی نسلیں بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو تشہد یوں سکھاتے جیسے قرآن کی سورت۔❷

نو ہجری میں مدینہ میں بہت سے وفود آئے۔ سیدنا مالک بن حویرث نے بھی نو ہجری میں مدینہ میں قیام کرکے آپ ﷺ کی عملی زندگی کا مشاہدہ کیا اور ضروری تعلیم حاصل کی۔ آپ ﷺ نے ان سے فرمایا: ''نماز ایسے پڑھنا جیسے مجھے پڑھتے دیکھتے ہو۔''❸ حجۃ الوداع میں منیٰ کے مقام پر آپ ﷺ نے خطبہ دیا، سامعین کی تعداد سوا لاکھ کے لگ بھگ تھی۔ خطبہ کے اختتام پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''حاضر کو چاہیے کہ غائب کو میری باتیں پہنچا دے، اس لیے کہ شاید تم کسی ایسے شخص کو بیان کرسکو جو تم سے زیادہ اس کو محفوظ کرسکے۔''❹ یہ پیشین گوئی حرف بحرف پوری ہوئی۔ محدثین نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بیان کردہ احادیث کو بالکل محفوظ کرلیا۔

**سوال ۶۶:** کیا رسول اللہ ﷺ نے احادیث کی کتابت بھی کروائی؟

**جواب:** رسول اللہ ﷺ نے مختلف مواقع پر احادیث لکھوائیں، چند حوالے ملاحظہ فرمائیں:

۱۔ عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کتاب الصدقہ تحریر کروائی۔ امام محمد بن مسلم فرماتے ہیں کہ آپ کی یہ کتاب سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے خاندان کے پاس تھی اور مجھے سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتے سالم نے یہ کتاب پڑھائی اور میں نے پوری طرح اس کو محفوظ کرلیا۔ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز رحمہ اللہ نے اس کتاب کو سیدنا عمر رضی اللہ عنہ کے پوتوں سالم اور عبداللہ سے لے کر لکھوایا۔❺

۲۔ ابو راشد الحبرانی فرماتے ہیں کہ سیدنا عبداللہ بن عمرو بن عاص رضی اللہ عنہما نے میرے سامنے ایک کتاب رکھی اور فرمایا: ''یہ وہ کتاب ہے جو رسول اللہ ﷺ نے لکھوا کر مجھے دی تھی۔''❻

---

❶ بخاری، کتاب الإیمان، باب أداء الخمس من الإیمان: ۵۳

❷ مسلم، کتاب الصلاۃ، باب التشهد فی الصلاۃ: ۴۰۳

❸ بخاری، کتاب الأذان، باب الأذان للمسافرین إذا کانوا جماعة ......الخ: ۶۳۱

❹ بخاری، کتاب العلم، باب قول النبی ﷺ (( رب مبلغ أوعی (من) سامع )): ۶۷

❺ أبو داؤد، کتاب الزکاۃ، باب فی الزکاۃ السائمة: ۱۵۷۰

❻ ترمذی، کتاب الدعوات، باب دعاء علمه ﷺ أبابکر: ۳۵۲۹

۳۔ موسیٰ بن طلحہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس وہ کتاب ہے جو معاذ کے لیے رسول اللہ ﷺ نے لکھوائی تھی۔ ❶

۴۔ جب رسول اللہ ﷺ نے سیدنا عمرو بن حزم رضی اللہ عنہ کو یمن کا عامل بنا کر بھیجا تو اہل یمن کے لیے ایک کتاب لکھوا کر دی جس میں فرائض، سنت اور دیت کے مسائل تحریر تھے۔ امام زہری فرماتے ہیں کہ میں نے اس کتاب کو پڑھا، یہ کتاب ابو بکر بن حزم کے پاس تھی۔ سعید بن مسیب رحمہ اللہ نے بھی اس کتاب کو پڑھا۔ ❷

**سوال ۶۷**: کیا صحابہ نے بھی احادیث لکھیں؟

**جواب**: جی ہاں! خود رسول اللہ ﷺ نے صحابہ رضی اللہ عنہم کو احادیث لکھوائیں۔ آپ نے سیدنا عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہما سے فرمایا: ''احادیث لکھا کرو، قسم اس ذات کی جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! اس منہ سے حق کے سوا کوئی بات نہیں نکلتی۔'' ❸

سیدنا انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ابو بکر رضی اللہ عنہ نے جب ان کو یمن کا حاکم بنا کر بھیجا تو زکوٰۃ کے فرائض لکھ کر دیے۔ ❹

حماد بن سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ کتاب سیدنا انس رضی اللہ عنہ کے پوتے ثمامہ سے حاصل کی۔ ❺

خلیفہ ثانی سیدنا عمر رضی اللہ عنہ نے بھی زکوٰۃ کے متعلق ایک کتاب تحریر فرمائی تھی۔ امام مالک فرماتے ہیں کہ میں نے سیدنا عمر رضی اللہ عنہما کی کتاب پڑھی۔ ❻

سیدنا علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: ''ہمارے پاس کوئی چیز نہیں سوائے کتاب اللہ کے اور اس صحیفہ

❶ الدارقطنی : ۲/ ۹۶، ح : ۱۸۹۱۔ مسند أحمد : ۵/ ۲۲۸، ح : ۲۱۹۸۹۔ مستدرك حاكم : ۱/ ۴۰۱۔ البیهقی : ۴/ ۱۲۸، ۱۲۹

❷ نسائی، کتاب القسامة، باب عقل الأصابع : ۴۸۵۰ (و باب) ذکر حدیث عمرو بن حزم فی العقول و اختلاف الناقلین له : ۴۸۵۷

❸ أبو داوٗد، کتاب العلم، باب کتابة العلم: ۳۶۴۶

❹ بخاری، کتاب الزکوٰة، باب زکوٰة الغنم : ۱۴۵۴

❺ نسائی، کتاب الزکاة، باب زکاة الإبل : ۲۴۴۹

❻ موطأ إمام مالك، کتاب الزکاة، باب صدقة الماشیة : ۲۳

کے جس میں رسول اللہ ﷺ کی احادیث ہیں۔'' [1]

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے کوئی شخص مجھ سے زیادہ نبی اکرم ﷺ کی احادیث بیان نہیں کرتا سوائے عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما کے، اس لیے کہ وہ لکھا کرتے تھے اور میں لکھتا نہیں تھا۔ [2]

سیدنا عبد اللہ بن عمرو رضی اللہ عنہما سے یہ کتاب ان کی اولاد میں منتقل ہوتی رہی اور ان کے پڑپوتے عمرو بن شعیب رحمہ اللہ سے محدثین نے حاصل کر کے ہمیشہ کے لیے محفوظ کر لی۔ ایسے کئی واقعات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مروی ہیں جن سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ احادیث لکھا کرتے تھے۔

**سوال ۶۸**: کیا ۲۵۰ سال تک احادیث تحریر میں نہیں آئیں؟

**جواب**: یہ صرف منکرین حدیث کا پروپیگنڈا ہے۔ خلفائے راشدین اور صحابہ نے احادیث کی حفاظت کا خاص اہتمام کیا پھر تابعین کے دور میں کئی کتب لکھی گئیں۔ موطأ امام مالک اب بھی موجود ہے جو صرف سو سال بعد لکھی گئی ہے۔ ان کی سیدنا عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کی روایت میں صرف امام نافع راوی ہیں۔ سیدنا انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں امام زہری راوی ہیں۔ غرض موطأ میں سینکڑوں سندیں ایسی ہیں جن میں صحابہ رضی اللہ عنہم اور امام مالک کے درمیان ایک یا دو راوی ہیں اور وہ زبردست امام ہیں۔ امام بخاری سے پہلے کی کتب صحیفہ صادقہ، مسند احمد، مسند حمیدی، موطأ امام مالک، مصنف ابن ابی شیبہ، مصنف عبد الرزاق، مسند شافعی آج بھی موجود ہیں۔ دیگر ائمہ نے بھی درس و تدریس کا ایسا اہتمام کیا ہوا تھا کہ کوئی کذاب حدیث گھڑ کر احادیث صحیحہ میں شامل نہ کر سکا۔

**سوال ۶۹**: اگر احادیث کی اتنی حفاظت ہوئی ہے تو پھر امام بخاری نے چھ لاکھ احادیث میں سے صرف ۷۲۷۵ احادیث کا انتخاب کیوں کیا اور باقی کو ردی کی ٹوکری میں کیوں پھینکا؟

**جواب**: پہلے تو چھ لاکھ احادیث کی حقیقت سمجھیں۔ محدثین کی اصطلاح میں ہر سند کو حدیث شمار کیا جاتا ہے۔ مثلاً رسول اللہ ﷺ نے ایک بات فرمائی جو پانچ صحابہ نے سنی۔ ہر صحابی

---

[1] بخاری، کتاب فضائل المدینۃ، باب حرم المدینۃ: ۱۸۷۰۔ مسلم، کتاب الحج، باب فضل المدینۃ......الخ: ۱۳۷۰

[2] بخاری، کتاب العلم، باب کتابۃ العلم: ۱۱۳

نے اپنے پانچ پانچ شاگردوں کو وہ بات سنائی۔ اس طرح تابعین تک اس کی پچیس اسناد بن گئیں۔ اب اگر ہر تابعی اپنے دس دس شاگردوں کو روایت بیان کرے تو اس طرح اس حدیث کی دو سو پچاس اسناد بن گئیں۔ محدثین کی اصطلاح میں یہ دو سو پچاس احادیث کہلاتی ہیں۔ اس لیے امام بخاری فرماتے ہیں: ''مجھے ایک لاکھ صحیح احادیث یاد ہیں۔'' (مقدمہ ابن الصلاح، النوع الاول، معرفۃ الصحیح ص: ۱۰) اس کا مطلب ہے ایک لاکھ صحیح اسناد یاد ہیں۔ ان ایک لاکھ میں سے ۷۲۷۵ اسناد صحیح بخاری میں درج کرلیں، یہ بھی درست ہے کہ بعض راویوں نے دین اسلام میں گمراہ کن عقائد داخل کرنے کے لیے حدیث کا سہارا لیا۔ اسی لیے ضعیف اور من گھڑت روایات کی کثرت ہے، مگر محدثین نے ایسے اصول مقرر کیے کہ کوئی من گھڑت روایت حدیث صحیح کا درجہ نہ پاسکی۔ امام بخاری اور امام مسلم نے صرف صحیح احادیث جمع کرکے دین پر چلنے والوں کے لیے مزید آسانی کردی۔

**سوال ۷۰:** کیا صحیح بخاری قرآن حکیم کی طرح لاریب کتاب ہے؟

**جواب:** یقیناً بخاری اور دیگر کتب احادیث میں موجود احادیث صحیحہ کا وہ حصہ جو شرعی احکام پر مشتمل ہے، منزل من اللہ ہے، جس پر قرون اولیٰ کے مسلمان جمع ہیں اور جسے امت سے تلقی بالقبول حاصل ہے۔ مگر صحیح بخاری میں امام بخاری رحمہ اللہ نے ابواب قائم کیے۔ ابواب میں مختلف ائمہ کے اقوال درج کیے پھر اسناد احادیث کا آدھا حصہ ہیں، جو منزل من اللہ نہیں۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے اقوال اور واقعات بھی کتب احادیث میں موجود ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے تاریخی واقعات، ہجرت اور غزوات کے بعض واقعات بھی منزل من اللہ نہیں، ہاں احادیث کا ایک حصہ ایسا ضرور ہے جو منزل من اللہ ہے اور قرآن مجید کی تشریح کے لیے وہ اتنا ضروری ہے کہ اس کے بغیر قرآن حکیم کو سمجھا ہی نہیں جاسکتا، جو لوگ اس وحی کا انکار کرتے ہیں وہ دراصل قرآن حکیم کی من مانی اور گمراہ کن تفسیر کرنا چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توحید و سنت کی سمجھ عطا فرمائے اور شرک و بدعت سے بچنے کی توفیق دے۔

**سوال ۷۱:** کیا خضر علیہ السلام ابھی تک زندہ ہیں؟

**جواب:** خضر علیہ السلام اللہ کے بندے تھے اور کئی ایک محدثین نے بادلائل ثابت کیا ہے کہ وہ اللہ کے نبی تھے۔ امام قرطبی نے کہا وہ جمہور کے نزدیک نبی تھے۔ اس بات کی شہادت قرآنی آیات دیتی ہیں اس لیے بھی کہ نبی اپنے سے کم مقام والے سے علم نہیں سیکھتا اور باطن

کے حکم پر انبیاء ہی کو اطلاع دی جاتی ہے اور ان کے آب بقا پینے والی کہانی بلا دلیل ہے۔
اللہ تعالیٰ نے کسی کے لیے بھی ہمیشگی نہیں رکھی۔قرآن اس پر گواہ ہے:

وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ۖ أَفَإِنْ مِّتَّ فَهُمُ الْخَالِدُونَ ﴿٣٤﴾ كُلُّ نَفْسٍ ذَائِقَةُ الْمَوْتِ ۗ (الأنبياء: ۲۱/ ۳۴، ۳۵)

''اور ہم نے تجھ سے پہلے کسی آدمی کو ہمیشہ کے لیے زندہ نہیں رہنے دیا پھر کیا اگر تو مر گیا تو وہ ہمیشہ رہ جائیں گے۔ ہر جان دار موت کا مزہ چکھنے والا ہے۔''

ہر ایک نے موت کا جام پینا ہے اور خضر علیہ السلام کی موت پر امام بخاری، ابراہیم الحربی، ابوجعفر ابن المناوی، ابو یعلی بن الفراء، ابو طاہر العبادی اور ابو بکر ابن العربی وغیرہ محدثین نے قطعی حکم صادر کیا ہے اور ان کی دلیل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری ایام میں فرمایا:

''ایک صدی بعد سطح زمین پر جو لوگ آج موجود ہیں ان میں سے کوئی بھی باقی نہیں رہے گا۔''❶

اور سورۂ آل عمران کی آیت (۸۱) میں ہے: ''اور اللہ تعالیٰ نے پیغمبروں سے عہد لیا کہ جب میں تم کو کتاب اور دانائی عطا کروں پھر تمھارے پاس کوئی پیغمبر آئے جو تمھاری کتاب کی تصدیق کرے تو تمھیں ضرور اس پر ایمان لانا ہوگا اور ضرور اس کی مدد کرنی ہوگی۔'' لیکن کسی بھی صحیح خبر میں موجود نہیں کہ سیدنا خضر علیہ السلام نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس تشریف لائے ہوں اور نہ یہ ثابت ہے کہ انھوں نے آپ کے ساتھ مل کر قتال کیا ہو۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے بدر والے دن فرمایا تھا: ''اے اللہ! اگر یہ گروہ ہلاک کر دیا گیا تو تیری زمین میں عبادت نہیں کی جائے گی۔''❷

اگر سیدنا خضر علیہ السلام موجود ہوتے تو یہ نفی صحیح نہ ہوتی۔ مزید تفصیل صحیح البخاری مع فتح الباری (۴۳۴/۶) وغیرہ میں ملاحظہ ہو۔ لہٰذا سیدنا خضر علیہ السلام فوت ہو چکے ہیں۔ یہی بات دلائل کی رو سے قوی اور مضبوط ہے۔ اس سلسلے میں کئی شعروں اور حکایتوں میں سیدنا خضر علیہ السلام کی تا قیامت زندگی اور عمر خضر کی جو باتیں کی جاتی ہیں وہ سراسر غیر شرعی اور قرآن و حدیث کے خلاف ہیں، جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے۔

---

❶ مسلم، كتاب فضائل الصحابة، باب بيان معنى قوله ﷺ: ((على رأس مائة))......الخ: ۲۵۳۸

❷ مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر: ۱۷۶۳

## فصل : ۳

# اسلام اور جمہوریت کا تضاد

جمہوریت سے مراد ایسا نظام حکومت ہے جس میں عوام کے چنے ہوئے نمائندوں کی اکثریت رکھنے والی سیاسی جماعت حکومت چلاتی ہے اور عوام کے سامنے جواب دہ ہوتی ہے۔ قدیم یونانی مؤرخ ہیروڈوٹس نے جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ''یہ ایک ایسا طرز حکومت ہے کہ جس میں حاکمانہ اختیارات قانونی طور پر کسی ایک گروہ یا عوام کے کئی گروہوں کے پاس نہیں بلکہ مجموعی طور پر معاشرے کے جملہ ارکان کو حاصل ہوتے ہیں۔'' سابق امریکی صدر ابراہیم لنکن نے جمہوریت کی تعریف ان الفاظ میں کی ہے: ''عوام کی حکومت، عوام کے ذریعے اور عوام کے لیے۔''

جمہوریت کے بارے میں ابراہیم لنکن کی تعریف جامع اور درست تصور کی جاتی ہے۔ اس تعریف میں عوام کو مرکزی حیثیت حاصل ہے یعنی عوام کی حکومت سے مراد ہے کہ اقتدار اعلیٰ عوام ہی کو حاصل ہے اور عوام کے ذریعے حکومت سے مراد یہ ہے کہ عوام صرف اقتدار اعلیٰ کے نظریاتی طور پر ہی مالک نہیں ہیں بلکہ وہ عملاً بھی اپنے آپ پر حکومت کرتے ہیں یعنی وہ حکومت کی باگ ڈور اپنے ایسے نمائندوں کے حوالے کرتے ہیں جن سے وہ جواب طلبی کر سکتے ہوں اور بوقت ضرورت انھیں مسند اقتدار سے ہٹا بھی سکتے ہوں اور عوام کے لیے حکومت سے مراد یہ ہے کہ حکومت عوام کے لیے ہے، اس کا مقصد بلا استثنا عوامی مفاد کی حفاظت ہے۔

جہاں تک جمہوریت کی اصل کا تعلق ہے، قطع نظر جدید جمہوریت کے بنیادی فرق سے، اس کا تصور قدیم یونان کی شہری ریاستوں میں بھی پایا جاتا تھا لیکن باقاعدہ طور پر دنیا میں جمہوریت کی ترقی کی راہ عالمی جنگوں کے بعد ہموار ہوئی۔ خاص کر دوسری جنگ عظیم کے پیدا کردہ حالات جمہوریت کے فروغ کا سبب بنے، جب جاپان، جرمنی اور اٹلی وغیرہ کی جارحیت کو

شکست ہوئی اور برطانیہ، فرانس اور ہالینڈ کی شہنشاہیت اور سامراجیت پر بھی ضرب پڑی۔ چنانچہ ان ممالک کی محکوم اقوام بھی آزادی حاصل کر کے جمہوریت کی راہ پر گامزن ہونے لگیں۔اکثر اسلامی ممالک نے بھی آزادی کے بعد جمہوری طریق کار اپنا لیا۔ اسی طرح پاکستان میں بھی بحیثیت ایک سیاسی نظام کے جمہوری اصولوں کو اپنایا جاتا رہا ہے بلکہ پاکستان کے تمام دساتیر کی ہمیشہ پہلی دفعہ ہی یہ رہی ہے کہ ''مملکت پاکستان ایک وفاقی جمہوریہ ہوگی، جس کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان ہوگا۔''

ہمارے ملک کے اکثر سیاسی و مذہبی زعماء بھی جمہوری اقدار کے فروغ پر زور دیتے رہے ہیں۔بعض دانشور تو جمہوریت کو اسلام کے شورائی نظام کے عین مطابق قرار دیتے ہیں، حالانکہ جمہوریت کے بنیادی اصولوں اور اسلامی تعلیمات میں کھلا تضاد موجود ہے۔ ذیل میں اسلامی تعلیمات اور جمہوریت کے اصولوں میں پائے جانے والے تضاد کے چند نمایاں پہلوؤں کو بیان کیا جا رہا ہے۔

## عوام کی حاکمیت:

جمہوری نظام حکومت میں اصولی طور پر یہ تسلیم کیا جاتا ہے کہ آخری اقتدار یا آخری فیصلہ عوام کے پاس ہی ہے۔یعنی اقتدار اعلیٰ عوام کو حاصل ہے لیکن اسلامی نقطۂ نظر سے اقتدار اعلیٰ نہ عوام کو حاصل ہے نہ سربراہ مملکت کو اور نہ کسی خاندان یا ادارے کو بلکہ اقتدار اعلیٰ اللہ تعالیٰ کو حاصل ہے۔قرآن میں بیان فرمایا گیا ہے:

فَسُبْحٰنَ الَّذِیْ بِیَدِهٖ مَلَكُوْتُ كُلِّ شَیْءٍ وَّاِلَیْهِ تُرْجَعُوْنَ ۝

(یٰس : ۳۶/ ۸۳)

''پاک ہے وہ (ذات) جس کے ہاتھ میں ہر چیز کا پورا اختیار ہے اور اسی کی طرف تم کو لوٹ کر جانا ہے۔''

وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ ۚ وَلَا یَـُٔوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ

(البقرۃ : ۲/ ۲۵۵)

''اس کی کرسی آسمانوں اور زمین پر پھیلی ہوئی ہے اور ان کی نگرانی اس کے لیے تھکان کا باعث نہیں۔''

الَّذِیْ لَہٗ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ لَمْ یَتَّخِذْ وَلَدًا وَّلَمْ یَکُنْ لَّہٗ شَرِیْکٌ فِی الْمُلْکِ (الفرقان: ۲۵/ ۲)

''وہی جس کے لیے آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور جس نے کسی کو بیٹا نہیں بنایا اور جس کے ساتھ بادشاہی میں کوئی شریک نہیں۔''

لَا یُسْئَلُ عَمَّا یَفْعَلُ وَ ھُمْ یُسْئَلُوْنَ ﴿۲۳﴾ (الأنبیاء: ۲۱/ ۲۳)

''وہ جو کچھ کرتا ہے اس کے بارے میں (کسی کے آگے) جواب دہ نہیں، جب کہ سب لوگ (اس کے سامنے) جواب دہ ہیں۔''

وَ اللّٰہُ یَحْکُمُ لَا مُعَقِّبَ لِحُکْمِہٖ ط (الرعد: ۱۳/ ۴۱)

''اللہ (جسے چاہتا ہے) حکم کرتا ہے، کوئی اس کے فیصلے کو رد کرنے والا نہیں۔''

وَمَا کَانَ اللّٰہُ لِیُعْجِزَہٗ مِنْ شَیْءٍ فِی السَّمٰوٰتِ وَلَا فِی الْاَرْضِ ط اِنَّہٗ کَانَ عَلِیْمًا قَدِیْرًا ﴿۴۴﴾ (فاطر: ۳۵/ ۴۴)

''اور اللہ ایسا نہیں کہ آسمانوں اور زمین میں کوئی چیز اس کو عاجز کر سکے، وہ علم اور قدرت رکھنے والا ہے۔''

وَ اِلَی اللّٰہِ عَاقِبَۃُ الْاُمُوْرِ ﴿۲۲﴾ (لقمان: ۳۱/ ۲۲)

''اور (تمام) معاملات کا انجام اللہ کی طرف ہے۔''

رَّبِّ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ وَمَا بَیْنَھُمَا الرَّحْمٰنِ لَا یَمْلِکُوْنَ مِنْہُ خِطَابًا ﴿۳۷﴾ (النبا: ۷۸/ ۳۷)

''وہ جو آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان دونوں کے درمیان ہے، سب کا مالک ہے، بڑا مہربان، کسی کو اس کے سامنے بولنے کا یارا نہ ہوگا۔''

وَّ لَا یُشْرِکُ فِیْ حُکْمِہٖٓ اَحَدًا ﴿۲۶﴾ (الکہف: ۱۸/ ۲۶)

''اور وہ اپنے حکم (فیصلے) میں کسی کو شریک نہیں کرتا۔''

وَ لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ وَ مَا بَیْنَھُمَا ز وَ اِلَیْہِ الْمَصِیْرُ ﴿۱۸﴾

(المائدة ۵/ ۱۸)

''اور آسمانوں اور زمین اور جو کچھ ان کے درمیان ہے سب پر اللہ ہی کی حکومت ہے اور سب کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔''

ان آیات سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اقتدار کسی محدود یا مجازی مفہوم میں نہیں بلکہ اپنے پورے مفہوم اور اس کے مکمل تصور کے لحاظ سے حقیقی اقتدار اعلیٰ ہے۔ در حقیقت اقتدار اعلیٰ جس چیز کا نام ہے وہ اگر کہیں پایا جاتا ہے تو صرف اللہ تعالیٰ کی بادشاہی میں پایا جاتا ہے۔ اس کے سوا اور جہاں بھی اس کے ہونے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، خواہ وہ کسی بادشاہ یا ڈکٹیٹر کی ذات ہو یا کوئی طبقہ یا گروہ یا خاندان ہو، یا کوئی قوم ہو، اسے فی الواقع اقتدار اعلیٰ حاصل نہیں ہے کیونکہ اقتدار اعلیٰ سرے سے اس حکومت کو کہتے ہی نہیں جو کسی کا عطیہ ہو، جو کبھی ملے اور کبھی سلب ہو جائے، جسے کسی دوسری طاقت سے خطرہ لاحق ہو سکتا ہو، جس کا قیام و بقا عارضی یا وقتی ہو اور جس کے دائرۂ اقتدار کو بہت سی دوسری متصادم قوتیں محدود کرتی ہوں۔ یہاں اس امر کا اظہار بھی ضروری ہے کہ اسلام کا نظریہ اقتدار اعلیٰ ایک دینی عقیدہ ہے اس کو سائنسی، منطقی یا عقلیاتی اصولوں اور دلیلوں سے نہیں پرکھا جا سکتا۔ نیز اقتدار اعلیٰ کی یہ موجودہ بحث ایک جدید بحث ہے جو باقاعدہ طور پر انقلاب فرانس کے بعد منظر عام پر آئی۔

## اکثریت کا فیصلہ:

جمہوریت کا سب سے نمایاں اصول یہ ہے کہ اس میں ہر معاملے میں فیصلے کثرت آراء یعنی اکثریت کی بنیاد پر ہوتے ہیں، خواہ وہ غلط ہی کیوں نہ ہوں۔ گویا کہ جمہوریت میں حق و باطل میں تمیز کا پیمانہ بھی اکثریت کا فیصلہ ہے، مگر اس کے برعکس اسلامی تعلیمات میں حق و باطل میں تمیز کے لیے اکثریت کے فیصلے کو گمراہ قرار دیا گیا ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَإِنْ تُطِعْ أَكْثَرَ مَنْ فِي الْأَرْضِ يُضِلُّوكَ عَنْ سَبِيلِ اللَّهِ ۚ إِنْ يَتَّبِعُونَ إِلَّا الظَّنَّ وَإِنْ هُمْ إِلَّا يَخْرُصُونَ ﴿۱۱۶﴾ (الأنعام: ۶/ ۱۱۶)

''اور اے نبی (ﷺ)! اگر تم زمین پر بسنے والے لوگوں کی اکثریت کا کہا مانو گے تو وہ تمھیں اللہ کے راستے سے پھیر دیں گے۔ یہ محض گمان کی پیروی کرتے اور اٹکل کے تیر چلاتے ہیں۔''

اسی لیے اسلامی تعلیمات میں عام اجتہادی فیصلے بھی کثرت آراء کی بنیاد پر نہیں ہوتے بلکہ قوت دلیل کی بنیاد پر ہوتے ہیں۔ عہد رسالت اور عہد خلافت راشدہ میں ایسی مثالیں ملتی ہیں جس میں قوت دلیل کی بنیاد پر محض ایک شخص کی رائے پر اجماع کر لیا گیا۔ اس کی چند

مثالیں حسب ذیل ہیں:

ا۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر میں ایک خاص جگہ خیمہ زن ہونے کا فیصلہ کیا۔ اس پر ایک صحابی سیدنا خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: ''یا رسول اللہ (ﷺ)! کیا اس جگہ خیمہ زن ہونے کا فیصلہ وحی الٰہی پر مبنی ہے یا آپ (ﷺ) کا ذاتی فیصلہ ہے۔'' رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ میرا ذاتی فیصلہ ہے۔'' تو اس پر سیدنا خباب بن منذر رضی اللہ عنہ نے مشورہ دیا کہ یہ جگہ غیر موزوں ہے، یہاں سے لشکر کو لے کر فلاں جگہ خیمہ زن ہوں تا کہ مسلمان آسانی سے پانی حاصل کر سکیں۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ مشورہ پسند آیا اور آپ ﷺ نے اس مشورہ کو قبول فرمایا۔ ❶

ب۔ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ بدر کے بعد اسیران جنگ کے بارے میں صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے رائے دی کہ فدیہ لے کر چھوڑ دیا جائے۔ آپ ﷺ نے اس رائے کو پسند کیا اور فدیہ لے کر سب کو رہا کر دیا۔ ❷

ج۔ غزوۂ احزاب کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ لیا۔ سیدنا سلمان فارسی رضی اللہ عنہ جو ایران کے رہنے والے تھے، نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا اور آپ ﷺ نے یہ مشورہ قبول فرمایا۔

د۔ خلیفہ ثانی سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے شراب کی سزا مقرر کرنے کی بابت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا۔ سیدنا علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ میری رائے میں شرابی کی سزا اسی کوڑے ہونی چاہیے۔ کیونکہ جب آدمی شراب پیتا ہے تو مست ہو جاتا ہے اور جب مست ہو جاتا ہے تو بے ہودہ بکتا اور بہتان لگاتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اس مشورہ کو قبول فرمایا اور شراب پینے کی سزا اسی (۸۰) کوڑے مقرر کر دی۔ ❸

ان دلائل سے یہ مقصد نہیں ہے کہ اسلام میں اکثریت کی رائے کو ہر جگہ نظر انداز کیا گیا

❶ مستدرك حاكم: ۳/ ۴۲۶، ۴۲۷، والنسخة الجديدة ۳/ ۴۸۲، ح: ۵۸۰۱ و سنده ضعيف

❷ مسلم، كتاب الجهاد والسير، باب الإمداد بالملائكة في غزوة بدر...... الخ: ۱۷۶۳

❸ الموطأ للإمام مالك، كتاب الأشربة، باب الحد في الخمر: ۲ إسناده منقطع

ہے، بلکہ رسول اللہ ﷺ نے بعض دفعہ اکثریت کے فیصلے کو بھی قبول کیا ہے۔ مثلاً غزوۂ احد کے موقع پر رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب رضی اللہ عنہم سے مشورہ کیا کہ شہر میں رہ کر مقابلہ کیا جائے یا باہر نکل کر۔ اکثر نے باہر نکلنے کی رائے دی، خاص کر ان لوگوں نے جو غزوۂ بدر میں حصہ نہ لے سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی رائے کو منظور فرمایا، حالانکہ آپ ﷺ شہر میں رہ کر مقابلہ کرنا چاہتے تھے۔ چنانچہ کثرت آراء کو شریعت اسلامیہ نے نہ تو ہر جگہ حجت اور دلیل تسلیم کیا ہے اور نہ ہر موقع پر اسے اس درجہ سے محروم رکھا ہے، بعض مواقع پر اسے حجت مانا ہے اور بعض میں اسے حجت و دلیل تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ مجلس شوریٰ کا اصل کام یہ ہے کہ وہ امیر کو مشورہ دے لیکن تجاویز کو قانون کی منزل تک پہنچانا امیر کا کام ہے۔ یہی بات سورۂ آل عمران کی حسب ذیل آیت سے بھی ثابت ہے:

وَشَاوِرْهُمْ فِي الْأَمْرِ ۖ فَإِذَا عَزَمْتَ فَتَوَكَّلْ عَلَى اللَّهِ ۚ إِنَّ اللَّهَ يُحِبُّ الْمُتَوَكِّلِينَ ﴿١٥٩﴾ (آل عمران : ۳/ ۱۵۹)

''اور (اے پیغمبر!) دین کے کام میں ان سے مشورہ لیا کرو۔ پھر جب تم (کسی کام کا) پکا ارادہ کر لو تو اللہ پر بھروسا رکھو، بے شک اللہ بھروسا رکھنے والوں کو دوست رکھتا ہے۔''

اس آیت سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ مشورہ کے بعد کسی ایک جانب کو ترجیح دینا اور اس کا عزم کرنا یہ فقط امیر مجلس کی رائے پر موقوف ہے۔ امیر اپنی دیانت اور فہم سے جس رائے کو زیادہ صائب سمجھے گا اس کو نافذ کر دے گا۔ چنانچہ اسلامی شورائی نظام میں امیر وقت کو فیصلے کا حتمی اختیار حاصل ہونے کی وجہ سے مجلس شوریٰ کے اندر گروپ بندی کا کوئی امکان باقی نہیں رہتا۔ صرف ایک ہی ناقابل تقسیم جماعت ہوتی ہے جو منفرد انداز میں بیک وقت حزب اختلاف بھی ہوتی ہے اور حزب اقتدار بھی اور اس کا واحد مقصد اللہ کی زمین پر اللہ کی حکومت قائم کرنا ہوتا ہے۔ اس نسبت سے شوریٰ اللہ تعالیٰ کے قانون کی پابند ہے۔ مجلس شوریٰ میں کوئی ایسی تجویز پیش نہیں ہو سکتی جو کسی اسلامی قانون کے خلاف ہو۔ مجلس شوریٰ اس امر پر تو مشورہ کر سکتی ہے کہ نص کا صحیح مفہوم کیا ہے اور اس پر عمل درآمد کس طریقہ سے کیا جائے لیکن کسی ایسے معاملے پر کوئی مشورہ نہیں کر سکتی جس کا فیصلہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کر دیا ہو۔

اس کا ثبوت خلیفۂ اول سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے اس طرز عمل سے بھی دیا جا سکتا ہے جو آپ نے منکرین زکوٰۃ و نماز کے معاملہ میں اختیار کیا تھا۔ آپ مشورہ کی طرف متوجہ نہیں ہوئے، کیونکہ آپ رضی اللہ عنہ کے پاس رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ان لوگوں کے بارے میں حکم موجود تھا۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان یہ ہے کہ جو اپنے دین کو بدلے اسے قتل کر دو۔ چنانچہ سیدنا ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے منکرین زکوٰۃ و نماز کے خلاف جہاد کیا۔

## عورت کی سربراہی اور اس کی شہادت:

جمہوریت میں عورت ملک کی سربراہ بن سکتی ہے، یا اسی طرح کے کسی بڑے منصب پر فائز ہو سکتی ہے اور ہر مقدمہ میں اس کی شہادت مرد کے برابر تصور کی جاتی ہے لیکن اسلامی تعلیمات کی روشنی میں یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ کوئی عورت سربراہ مملکت نہیں بن سکتی اور نہ ایسے کسی بڑے منصب پر فائز ہو سکتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ (النساء: ۴/ ۳۴)

''مرد عورتوں پر قوام (یعنی حاکم) ہیں۔''

صحیح بخاری میں سیدنا ابو بکرہ نفیع بن الحارث رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خبر سنی کہ اہل فارس (ایران والوں) نے کسریٰ کی بیٹی کو اپنا حکمران بنا لیا ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

''وہ قوم ہرگز فلاح نہیں پا سکتی جس نے اپنے امور عورت کے سپرد کر دیے ہوں۔''❶

مذکورہ بالا نصوص شرعیہ اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ مملکت میں ذمہ داری کے مناصب، خواہ صدارت ہو یا وزارت یا مجلس شوریٰ کی رکنیت وغیرہ، عورتوں کے سپرد نہیں کیے جا سکتے۔ (اسلامی ریاست از سید ابوالاعلیٰ مودودی) اور اسی طرح اسلام کے قانون شہادت میں مقدمات کی نوعیت کے اعتبار سے گواہوں کی تعداد میں بھی فرق رکھا گیا ہے، مثلاً ثبوت زنا کے لیے چار مرد گواہ ہوں گے۔ (النور: ۱۳، النساء: ۱۵) قصاص، قتل اور فوجداری مقدمات میں ''دو مرد گواہ ہوں گے۔'' کیونکہ عموماً ایسے مقدمات میں عورت کی شہادت تسلیم نہیں کی جاتی، البتہ عام مقدمات

❶ بخاری، کتاب المغازی، باب کتابة النبی صلی اللہ علیہ وسلم إلی کسری و قیصر: ۴۴۲۵

میں ایک مرد اور دو عورتوں کی شہادت لی جا سکتی ہے، کیونکہ قرآن و سنت میں عورت کی گواہی مرد کی گواہی کا نصف قرار دی گئی ہے۔ ❶

لیکن ایسے معاملات جن کی اطلاع مردوں کے لیے ممکن نہیں، وہاں عورتوں کی شہادت قبول کی جاتی ہے، مثلاً رضاعت (دودھ پلانا، دودھ شریک) کے سلسلہ میں صرف ایک عورت کی گواہی کافی ہو سکتی ہے۔ ❷

اس طرح کے معاملات میں عورت سے مشورہ بھی لیا جا سکتا ہے، خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ عورتوں سے بھی مشورہ لے لیا کرتے تھے۔ (تفسیر مظہری، حاشیہ آل عمران)

## علماء اور جہلاء کی یکسانیت:

جمہوریت میں ہر بالغ مرد و عورت کے ووٹ کو یکساں قرار دیا جاتا ہے اور اسی طرح مجالس قانون ساز میں بھی عموماً ہر ممبر کی رائے کی اہمیت یکساں تصور کی جاتی ہے، خواہ وہ مومن ہو یا مشرک و کافر، عالم ہو یا جاہل، لیکن نصوص شرعیہ میں مومن اور مشرک، عالم اور جاہل، متقی اور فاجر و فاسق کو برابر و یکساں قرار نہیں دیا گیا ہے۔ قرآن کی گواہی ملاحظہ ہو:

أَفَمَنْ كَانَ مُؤْمِنًا كَمَنْ كَانَ فَاسِقًا ۚ لَا يَسْتَوُونَ ﴿١٨﴾ (السجدة: ۳۲/ ۱۸)

''بھلا وہ شخص جو مومن ہو کیا اس شخص کی طرح ہو سکتا ہے جو فاسق ہو؟ دونوں برابر نہیں ہو سکتے۔''

قُلْ هَلْ يَسْتَوِي الَّذِينَ يَعْلَمُونَ وَالَّذِينَ لَا يَعْلَمُونَ ۗ (الزمر: ۳۹/ ۹)

''(اے پیغمبر!) ان سے پوچھو! کیا جو لوگ علم رکھتے ہیں اور جو علم نہیں رکھتے دونوں برابر ہو سکتے ہیں۔''

قُلْ لَا يَسْتَوِي الْخَبِيثُ وَالطَّيِّبُ وَلَوْ أَعْجَبَكَ كَثْرَةُ الْخَبِيثِ ۚ

(المائدة: ۵/ ۱۰۰)

''(اے نبی!) کہہ دو کہ ناپاک اور پاک چیزیں برابر نہیں ہو سکتیں، اگرچہ ناپاک چیزوں کی کثرت تمھیں اچھی ہی لگے۔''

---

❶ بخاری، کتاب الشهادات، باب شهادة النساء: ۲۶۵۸

❷ بخاری، کتاب النکاح، باب شهادة المرضعة: ۵۱۰۴

اَمْ حَسِبَ الَّذِیْنَ اجْتَرَحُوا السَّیِّاٰتِ اَنْ نَّجْعَلَهُمْ كَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ ۙ سَوَآءً مَّحْیَاهُمْ وَ مَمَاتُهُمْ ؕ سَآءَ مَا یَحْكُمُوْنَ ﴿۲۱﴾ (الجاثیة : ۴۵/ ۲۱)

''جولوگ برے کام کرتے ہیں کیا وہ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم ان کو ان لوگوں جیسا کر دیں گے جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے (اور) ان کی زندگی اور موت یکساں ہو گی؟ یہ برا فیصلہ کرتے ہیں۔''

وَمَا یَسْتَوِی الْاَعْمٰی وَالْبَصِیْرُ ۙ۬ وَالَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَلَا الْمُسِیْٓءُ ؕ قَلِیْلًا مَّا تَتَذَكَّرُوْنَ ﴿۵۸﴾ (المؤمن : ۴۰/ ۵۸)

''اور اندھا اور آنکھ والا برابر نہیں اور نہ ایمان لانے والے نیکو کار اور بدکار برابر ہیں۔ (حقیقت یہ ہے کہ) بہت کم لوگ غور کرتے ہیں۔''

اَمْ نَجْعَلُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ كَالْمُفْسِدِیْنَ فِی الْاَرْضِ ۫ اَمْ نَجْعَلُ الْمُتَّقِیْنَ كَالْفُجَّارِ ﴿۲۸﴾ (ص : ۳۸/ ۲۸)

''کیا ہم ان لوگوں کو جو ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے، ان لوگوں کی طرح کر دیں گے جو زمین میں فساد کرتے ہیں؟ کیا ہم پرہیز گاروں کو بدکاروں جیسا کر دیں گے؟''

رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھی یہی ہے: ''اللہ کے نزدیک بزرگ و برتر وہ شخص ہے جو اللہ سے ڈرتا ہے یعنی متقی و پرہیزگار ہے۔''❶

آپ ﷺ نے مزید فرمایا: ''جو لوگ تم میں سے دورِ جاہلیت میں بہتر ہیں وہ تم میں سے دورِ اسلام میں بھی بہتر ہیں بشرطیکہ وہ دین کو سمجھ لیں۔''❷

اسی لیے قرونِ اولیٰ میں مجلس شوریٰ کا رکن عموماً انھی لوگوں کو بنایا جاتا تھا جو عالم اور متقی جانے جاتے تھے۔ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے جنگ قادسیہ کے موقع پر ایک خطبہ میں فرمایا

❶ بخاری، کتاب التفسیر، باب ﴿ لقد كان فی یوسف و إخوته آیات للسائلین ﴾ : ۴۶۸۹۔ مسلم، کتاب الفضائل، باب من فضائل یوسف علیه السلام : ۲۳۷۸

❷ (بخاری (أیضًا)۔ مسلم (أیضًا)

تھا کہ ''مسلمانوں پر واجب ہے کہ ان کے کام ذی رائے اصحاب کے مشورہ سے انجام پذیر ہوں۔ عام لوگ اس شخص کے تابع ہوں جس کو انھوں نے والیٔ حکومت قرار دیا ہے اور والیٔ حکومت ذی رائے اصحاب کے تابع ہے۔لہٰذا سب کو ان کی پیروی کرنی ہوگی۔'' (تاریخ طبرانی: ۴۸۱/۳) سیدنا علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ نے بھی ایک موقع پر فرمایا تھا: ''عابد (پرہیزگار، متقی) لوگوں کو جمع کر کے ان سے مشورہ لینا چاہیے۔'' (روح المعانی فی تفسیر القرآن۔سورۃ الشوریٰ تحت الآیہ: ۳۸۔ جامع بیان العلم وفضلہ: ۸۵۳/۲، ح: ۱۶۱۲)

## کثیر جماعتی نظام:

عموماً ایک جمہوری ریاست میں متعدد سیاسی جماعتیں ہوتی ہیں۔ ہر جماعت اپنا الگ نظریہ رکھتی ہے اور عوام کے سامنے اپنا الگ منشور پیش کرتی ہے، لیکن اسلام میں مسلمانوں کے درمیان صرف ایک ہی جماعت کا وجود ثابت ہوتا ہے، کیونکہ قرآن میں تمام انسانیت کو دو گروہوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ایک مسلم اور دوسرے کافر اور تمام مسلمانوں کا تعلق ایک ہی امت (جماعت) سے ظاہر کیا گیا ہے۔فرمایا:

هُوَ الَّذِيْ خَلَقَكُمْ فَمِنْكُمْ كَافِرٌ وَّمِنْكُمْ مُّؤْمِنٌ ۭ وَاللّٰهُ بِمَا تَعْمَلُوْنَ بَصِيْرٌ ۝ (التغابن: ۶۴/ ۲)

''وہی ہے جس نے تم کو پیدا کیا، پھر کوئی تم میں کافر ہے اور کوئی مومن اور اللہ دیکھ رہا ہے جو تم کرتے ہو۔''

اِنَّ هٰذِهٖٓ اُمَّتُكُمْ اُمَّةً وَّاحِدَةً ڮ وَّاَنَا رَبُّكُمْ فَاعْبُدُوْنِ ۝ وَتَقَطَّعُوْٓا اَمْرَهُمْ بَيْنَهُمْ ۭ كُلٌّ اِلَيْنَا رٰجِعُوْنَ ۝ (الأنبیاء: ۲۱/ ۹۲، ۹۳)

''یہ تمھاری امت ایک ہی امت ہے اور میں تمھارا رب ہوں، پس تم میری ہی عبادت کیا کرو اور یہ لوگ (خود ہی) اپنے معاملے میں باہم متفرق ہو گئے (مگر) سب ہماری ہی طرف رجوع کرنے والے ہیں۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ حَقَّ تُقٰتِهٖ وَلَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُّسْلِمُوْنَ ۝ وَاعْتَصِمُوْا بِحَبْلِ اللّٰهِ جَمِيْعًا وَّلَا تَفَرَّقُوْا

(آل عمران: ۳/ ۱۰۲، ۱۰۳)

''اے لوگو جو ایمان لائے ہو! اللہ سے ڈرو جیسا کہ اس سے ڈرنے کا حق ہے اور تم کو موت نہ آئے مگر اس حال میں کہ تم مسلم ہو اور تم سب مل کر اللہ کی رسی کو مضبوطی سے پکڑے رہنا اور متفرق نہ ہونا۔''

احادیث رسول ﷺ میں بھی اسلامی جماعت کے مقابلہ میں کسی دوسری جماعت کے بنانے کو سخت ناپسندیدہ فعل اور بغاوت کہا گیا ہے:

۱۔ ''جو شخص امیر کی اطاعت سے نکلا اور اسلامی جماعت سے جدا ہوا اور اسی حال میں مر گیا تو اس کی موت جاہلیت کی موت ہو گی۔'' ❶

۲۔ ''عنقریب طرح طرح کے شر اور فسادات رونما ہوں گے، پس جو شخص اس امت کے اتحاد و ارتباط میں تفریق پیدا کرے اور مجتمع امت کے اجتماع کو توڑ دے اس کی گردن تلوار سے اڑا دو، خواہ وہ کوئی ہو۔'' ❷

۳۔ ''جو شخص تمھارے پاس آئے اور امام وقت کے خلاف خروج کا دعویٰ کرے اور حالت یہ ہو کہ تم سب ایک امیر اور ایک خلیفہ کی اطاعت پر متحد ہو اور وہ تمھارے اتحاد کو توڑنے کا ارادہ رکھتا ہو یا تمھاری جماعت کو متفرق کر دینا چاہتا ہو تو تم اس کو قتل کر دو۔'' ❸

۴۔ ایک دوسری حدیث میں سیدنا حذیفہ بن یمان رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ جب انھوں نے رسول اللہ ﷺ سے استفسار کیا کہ اگر میں ایسا زمانہ پاؤں جب مسلمان حالت شر (یعنی تفرقہ، فتنہ و فساد) میں مبتلا ہوں تو میں کیا کروں؟ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''تم مسلمانوں کی جماعت اور ان کے امام کے ساتھ رہنا۔'' میں عرض گزار ہوا کہ اگر ان کی کوئی معیت اور کوئی امام نہ ہو؟ فرمایا کہ تم فرقوں سے علیحدگی اختیار کر لینا، خواہ تمھیں کسی درخت کی جڑ ہی چبانی پڑے، یہاں تک کہ تمھیں موت آجائے لیکن رہنا اسی حالت میں۔'' ❹

---

❶ مسلم، كتاب الإمارة، باب وجوب ملازمة جماعة المسلمين عند ظهور الفتن في كل حال ...... الخ: ۱۸۴۸

❷ مسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هو مجتمع: ۱۸۵۲

❸ مسلم، كتاب الإمارة، باب حكم من فرق أمر المسلمين و هو مجتمع: ۶۰/ ۱۸۵۲

❹ بخاری، كتاب الفتن، باب كيف الأمر إذا لم تكن جماعة: ۷۰۸۴

اسلام میں سیاسی جماعتوں کے وجود کے حق میں جو دلائل پیش کیے جاتے ہیں، ان میں خصوصی طور پر سیدنا علی بن ابو طالب رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت میں اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہ کے عہد حکومت کے بعد مسلمانوں میں تفرقہ، خانہ جنگی اور نفاق سے متعلق جو واقعات پیش آئے ان کو بنیاد بنایا جاتا ہے، حالانکہ تاریخ اسلام کے یہ مذکورہ ادوار مثالی دور نہیں کہلائے جاتے بلکہ محدثین کتب احادیث میں ان ادوار کا ذکر ''کتاب الفتن'' میں لائے ہیں۔ (کتاب الفتن، بخاری و مسلم وغیرہما) اس اعتبار سے سیاسی جماعتوں کے وجود کے حق میں یہ دلیل وزن نہیں رکھتی، چنانچہ اس دلیل کو اسلام میں سیاسی جماعتوں کے وجود کے سلسلہ میں بنیاد نہیں بنایا جا سکتا۔ ان مذکورہ بالا نصوص شرعیہ کی روشنی میں یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ مسلم امت پوری کی پوری ایک ہی جماعت ہے اور اس کا منشور صرف اور صرف شریعت کا نفاذ ہے۔

## حکومت و منصب کی خواہش:

جمہوریت میں سیاسی لیڈر اور سیاسی جماعتیں حکومت حاصل کرنے کی خواہش رکھتی ہیں، اسی لیے وہ انتخابات میں حصہ لیتے ہیں اور اپنے جلسوں میں عوام سے ووٹ کا سوال کرتے ہیں، تاکہ انتخابات جیت کر حکومت یا حکومت کا کوئی عہدہ حاصل کر سکیں، لیکن اسلامی تعلیمات میں حکومت و اقتدار کی خواہش کرنے سے منع کیا گیا ہے اور اسی طرح ایسے افراد کو بھی کوئی منصب دینا جائز نہیں ہے جو کسی منصب کی حرص رکھتے ہوں۔ اس بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین یہ ہیں: ''عبدالرحمٰن بن سمرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں مجھ سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ امارت و حکومت کی خواہش نہ کر، اس لیے کہ اگر تجھ کو مانگنے سے حکومت ملی تو تو حکومت کے حوالے کیا جائے گا اور اگر بے مانگے ملے تو اللہ کی طرف سے تجھ کو مدد دی جائے گی۔''❶

''ہم اس کو حاکم نہیں بناتے جو اس کی درخواست کرے یا اس کا حریص ہو۔''❷

## کلیدی مناصب پر غیر مسلموں کا تقرر:

ایک جمہوری حکومت میں اقلیتوں کو مجالس قانون ساز کا ممبر بنایا جا سکتا ہے۔ اسی طرح انھیں وزیر، قاضی، سالار جیسے کلیدی اور اہم مناصب پر بھی فائز کیا جا سکتا ہے، لیکن ایک اسلامی

❶ بخاری، کتاب الأحکام، باب من لم یسأل الإمارة ...... الخ: ۷۱۴۶

❷ بخاری، کتاب الأحکام، باب ما یکرہ من الحرص علی الإمارة: ۷۱۴۹

حکومت میں کوئی غیر مسلم ایسے کلیدی مناصب کا اہل نہیں ہو سکتا، جہاں وہ حکومت کی پالیسی میں حصہ دار ہو، کیونکہ ایک اسلامی ریاست نظریاتی نوعیت کی ہوتی ہے۔ اس لیے اس کے چلانے والے بھی ایسے آدمی ہونے چاہییں جو اس کے نظریات سے متفق ہوں۔

(اسلامی ریاست از سید ابوالاعلیٰ مودودی: ۴۸۶)

اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو تعلیم فرماتا ہے:

لَا يَتَّخِذِ الْمُؤْمِنُوْنَ الْكٰفِرِيْنَ اَوْلِيَآءَ مِنْ دُوْنِ الْمُؤْمِنِيْنَ ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَلَيْسَ مِنَ اللّٰهِ فِيْ شَيْءٍ (آل عمران: ۳/ ۲۸)

''مومنوں کو چاہیے کہ مومنوں کے مقابلے میں کافروں کو دوست نہ بنائیں اور جو ایسا کرے گا اس کا اللہ سے کوئی تعلق نہیں۔''

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَتَّخِذُوْا بِطَانَةً مِّنْ دُوْنِكُمْ لَا يَاْلُوْنَكُمْ خَبَالًا ۭ وَدُّوْا مَا عَنِتُّمْ ۚ قَدْ بَدَتِ الْبَغْضَآءُ مِنْ اَفْوَاهِهِمْ ښ وَمَا تُخْفِيْ صُدُوْرُھُمْ اَكْبَرُ ۭ قَدْ بَيَّنَّا لَكُمُ الْاٰيٰتِ اِنْ كُنْتُمْ تَعْقِلُوْنَ ﴿۱۱۸﴾ (آل عمران: ۳/ ۱۱۸)

''اے اہل ایمان! تم کسی غیر (مذہب کے آدمی) کو اپنا راز دار نہ بناؤ، یہ لوگ تمھاری خرابی (اور فتنہ انگیزی کرنے) میں کسی طرح کی کوتاہی نہیں کرتے اور چاہتے ہیں کہ (جس طرح ہو) تمھیں تکلیف پہنچے۔ ان کی زبانوں سے تو بغض ظاہر ہو ہی چکا ہے اور جو ان کے سینوں میں مخفی ہے وہ کہیں زیادہ ہے۔ ہم نے اپنی آیات کھول کر تمھارے سامنے بیان کر دی ہیں، اگر تم عقل رکھتے ہو۔''

اِنْ تَمْسَسْكُمْ حَسَنَةٌ تَسُؤْھُمْ ۡ وَاِنْ تُصِبْكُمْ سَيِّئَةٌ يَّفْرَحُوْا بِھَا ۭ

(آل عمران: ۳/ ۱۲۰)

''اگر تمھیں آسودگی حاصل ہو تو ان کو بری لگتی ہے اور اگر تمھیں رنج پہنچے تو یہ خوش ہوتے ہیں۔''

اِنَّ اللّٰهَ يَاْمُرُكُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓى اَھْلِهَا ۙ (النساء: ۴/ ۵۸)

''(مسلمانو!) اللہ تم کو حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کر دیا کرو۔''

یعنی ذمہ داری کے مناصب ایسے لوگوں کے سپرد کرو جو ان مناصب کے اہل ہوں، جن میں بار امانت اٹھانے کی پوری پوری صلاحیت ہو۔ کلیدی اور اہم مناصب کے علاوہ دیگر عہدوں پر غیر مسلموں کو فائز کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح وہ مسائل جن کا تعلق ذمیوں سے ہو، اس میں غیر مسلموں سے مشورہ بھی لیا جا سکتا ہے۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ ہمیشہ ان معاملات میں جن کا تعلق ذمیوں سے ہوتا تھا، ان سے مشورے بھی لیتے تھے۔ (الفاروق: ۲۸۳) امام ابو حنیفہ کے نزدیک غیر مسلم اپنے ہم مذہبوں کا قاضی بھی ہو سکتا ہے لیکن اگر کوئی غیر مسلم مسلم قاضی سے اپنا فیصلہ کروانا چاہتا ہو تو وہ ایسا کر سکتا ہے۔ (الأحکام السلطانیہ از الماوردی)

اسلامی ریاست میں حکومت پر یہ ذمہ داری بھی عائد ہوتی ہے کہ وہ اپنے علاقہ میں غیر مسلموں کے جان و مال، حقوق اور ان سے کیے گئے عہد کا پورا پورا خیال رکھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: ''جو شخص کسی معاہد کو قتل کرے گا (یعنی اس کافر کو جس سے جنگ نہ کرنے کا عہد کیا گیا ہو) ''وہ جنت کی خوشبو بھی نہ پائے گا۔'' ❶

خلیفہ ثانی عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے اپنی وفات کے وقت خلیفہ بننے والے شخص کے لیے ایک مفصل وصیت فرمائی تھی، اس کا آخری فقرہ یہ تھا: ''ذمیوں سے جو عہد کیے گئے ہوں انھیں پورا کیا جائے اور ان کی حمایت میں لڑا جائے اور ان کو ان کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہ دی جائے۔'' ❷ قرون اولیٰ میں عموماً اہل اسلام بلاد مفتوحہ میں غیر مسلموں سے جو معاہدے کرتے تھے اس کی دفعات کا خلاصہ یہ تھا: ''عرب حکام اطاعت گزاری اور جزیہ کے بدلے میں رعایا کے جان و مال کی حفاظت کریں گے اور انھیں مذہبی آزادی دیں گے۔'' (Tae Preacaing of Islam by T.W Arnold)

اسلام قبول کرنے پر بھی کوئی ذمی مجبور نہیں کیا جاتا تھا۔ سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کے غلام وثیق رومی کا بیان ہے کہ وہ اس کو ہمیشہ اسلام کی ترغیب دلاتے تھے لیکن اس نے انکار کیا تو آپ رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ''دین کے معاملہ میں کوئی زور زبردستی نہیں۔'' (کنز الأعمال فی سنن الأقوال والأفعال: ج۵) جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات کا وقت قریب آیا تو آپ نے اس کو آزاد کر دیا اور فرمایا کہ

❶ بخاری، کتاب الدیات، باب إثم من قتل ذمیا بغیر جرم: ۶۹۱۴

❷ بخاری، کتاب الجهاد والسیر، باب یقاتل عن أهل الذمة ولا یسترقون: ۳۰۵۲

جہاں تیرا جی چاہے چلا جا۔ مشہور مؤرخ اور نقاد آرنلڈ لکھتا ہے: ''اگر ذمیوں پر چند پابندیاں عائد تھیں تو ان کا مقصد فقط یہ تھا کہ مقابل مذاہب کے پیروؤں کی باہمی کشمکش کا انسداد ہو سکے یا اس مذہبی جنون اور تعصب کو روکا جائے جو مسلمانوں کے لیے ناپسندیدہ تھا۔''

(Tae Preacaing of Islam:56)

## سیکولرازم:

جمہوریت کا ایک نمایاں اصول سیکولرازم (Secularism) ہے یعنی مذہب اور سیاست کی علیحدگی، اس اصول کے تحت ملک کا کوئی سرکاری مذہب نہیں ہوتا۔ البتہ شہریوں کو اپنی انفرادی زندگی میں مذہبی آزادی حاصل ہوتی ہے۔ مگر اجتماعی، تمدنی اور سیاسی معاملات میں مذہب کو داخل نہیں کیا جاتا۔ آج دنیا کی تقریباً تمام جمہوریتوں نے سیکولرازم کو اپنے دستور اساسی میں شامل کر لیا ہے۔ (اسلامی ریاست از گوہر الرحمٰن: ۸۱)

جمہوریت کے اس تصور کے برعکس اسلامی تعلیمات میں دین و سیاست کو جدا قرار نہیں دیا گیا، بلکہ حکومت کے قیام کا مقصد ہی شریعت کا نفاذ ہوتا ہے۔ گویا کہ ''اسلامی حکومت مسلمانوں کی اس جماعت کا نام ہے جو شرعی استحقاق کی بنا پر اسلامی احکام کو زور و قوت کے ساتھ نافذ کر سکے۔'' (اسلام کا سیاسی نظام از محمد اسحاق صدیقی: ۸۹) قرآن مین اقتدار کے فرائض کو مختصراً اس طرح بیان کیا گیا ہے:

اَلَّذِیْنَ اِنْ مَّكَّنّٰهُمْ فِی الْاَرْضِ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اٰتَوُا الزَّكٰوةَ وَ اَمَرُوْا بِالْمَعْرُوْفِ وَ نَهَوْا عَنِ الْمُنْكَرِ

(الحج: ۲۲/ ۴۱)

''یہ وہ لوگ ہیں کہ اگر ہم ان کو زمین میں تمکن، عطا کریں تو وہ نماز قائم کریں اور زکوٰۃ دیں گے، نیکی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں گے۔''

اکثر مسلم فقہاء نے اپنی تصانیف میں خلیفہ کے فرائض میں سے دینی امور سے متعلق فرائض کو نمایاں اہمیت دی ہے۔ (الاحکام السلطانیہ از الماوری) اسلام کی سربلندی و اشاعت کی ذمہ داری صرف ارباب اقتدار ہی پر نہیں ڈالی گئی، بلکہ تمام مسلمانوں پر بھی یہ فرض ہے کہ وہ اسلام کی سربلندی کے لیے اپنے ذاتی مفادات کو قربان کر دیں۔ اس سلسلے میں قرآن کی

دلیل ملاحظہ ہو:

قُلْ اِنْ كَانَ اٰبَآؤُكُمْ وَ اَبْنَآؤُكُمْ وَ اِخْوَانُكُمْ وَ اَزْوَاجُكُمْ وَ عَشِيْرَتُكُمْ وَ اَمْوَالُ ِۨ اقْتَرَفْتُمُوْهَا وَ تِجَارَةٌ تَخْشَوْنَ كَسَادَهَا وَ مَسٰكِنُ تَرْضَوْنَهَآ اَحَبَّ اِلَيْكُمْ مِّنَ اللّٰهِ وَ رَسُوْلِهٖ وَ جِهَادٍ فِيْ سَبِيْلِهٖ فَتَرَبَّصُوْا حَتّٰى يَاْتِيَ اللّٰهُ بِاَمْرِهٖ ؕ وَ اللّٰهُ لَا يَهْدِي الْقَوْمَ الْفٰسِقِيْنَ ﴿۲۴﴾

(التوبۃ: ۹/ ۲۴)

"(اے نبی!) کہہ دو کہ اگر تمھارے باپ اور تمھارے بیٹے، تمھارے بھائی، تمھاری بیویاں اور تمھارے عزیز و اقارب اور تمھارے وہ مال جو تم کماتے ہو اور تمھارے تجارتی کاروبار جن کے مندے کا تم کو خوف ہے اور تمھارے مکانات جو تم کو پسند ہیں، اللہ اور اس کے رسول اور اس کی راہ میں جہاد کرنے سے تمھیں زیادہ عزیز ہیں تو انتظار کرو، یہاں تک کہ اللہ اپنا فیصلہ لے آئے اور اللہ فاسق لوگوں کو رہنمائی نہیں دیا کرتا۔"

مذکورہ بالا دلائل سے یہ بات بالکل واضح ہو جاتی ہے کہ جمہوریت خالصتاً ایک غیر اسلامی نظریہ ہے۔ اسلامی تعلیمات اور اس کے اصولوں میں کھلا تضاد اور بعد ہے، لہٰذا مسلمانوں کے لیے یہ بات زیبا نہیں کہ وہ اسلامی تعلیمات و اقدار کے مقابلے میں کسی غیر اسلامی و طاغوتی نظام کو اپنائیں یا اس کے قیام و استحکام میں کسی طرح کا کوئی تعاون کریں۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے:

ثُمَّ جَعَلْنٰكَ عَلٰى شَرِيْعَةٍ مِّنَ الْاَمْرِ فَاتَّبِعْهَا وَ لَا تَتَّبِعْ اَهْوَآءَ الَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ ﴿۱۸﴾ اِنَّهُمْ لَنْ يُّغْنُوْا عَنْكَ مِنَ اللّٰهِ شَيْـًٔا ؕ وَ اِنَّ الظّٰلِمِيْنَ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ ۚ وَ اللّٰهُ وَلِيُّ الْمُتَّقِيْنَ ﴿۱۹﴾ هٰذَا بَصَآئِرُ لِلنَّاسِ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّقَوْمٍ يُّوْقِنُوْنَ ﴿۲۰﴾

(الجاثیۃ: ۴۵/ ۱۸ تا ۲۰)

"(اے نبی!) پھر ہم نے تم کو دین کے کھلے رستے (شریعت) پر (قائم) کر دیا لہٰذا تم اسی پر چلو اور نادانوں کی خواہشات کی پیروی نہ کرو۔ یہ اللہ کے مقابلے میں

تمھارے کسی کام نہیں آئیں گے اور حقیقت یہ ہے کہ ظالم لوگ ایک دوسرے کے دوست ہوتے ہیں، جب کہ اللہ پرہیز گاروں کا دوست ہے۔ یہ (قرآن) لوگوں کے لیے دانائی کی باتیں ہیں اور ہدایت و رحمت ہے ان لوگوں کے لیے جو یقین رکھتے ہیں۔''



فصل : ۴

# نبی ﷺ کا خواب میں آنا

نبی ﷺ کی وفات کے بعد آپ کے اس دنیا سے منقطع ہو جانے والے رابطے کو جوڑنے کے لیے ہمارے علمائے کرام نے ایک انوکھا طریقہ اختیار کیا یعنی قرآن و حدیث کی غلط تاویلات کے ذریعہ خواب کو نبی ﷺ کی دنیا میں آمد اور ان ''عشاق'' سے ملاقات کا مستقل ذریعہ بنادیا۔ چنانچہ آپ خوابوں میں آتے ہیں، بشارتیں دیتے ہیں، ہدایات سے نوازتے ہیں، پیشگوئیاں فرماتے ہیں اور اب تو صرف نبی ﷺ ہی نہیں بلکہ اولیاء اللہ بھی خوابوں میں تشریف لاتے ہیں۔ (تبلیغی جماعت) کبھی امام بخاری خوابوں میں آکر بخاری پڑھاجاتے ہیں، کبھی سیدنا علی رضی اللہ عنہ عرش پر بیٹھ کر نکاح پڑھانے لگ جاتے ہیں۔ (علامہ یوسف بنوری) کوئی صاحب دل خواب میں اپنے بختی اونٹ کا سودا کر لیتے ہیں۔ (فضائل صدقات، حصہ دوئم) کبھی خود نبی کریم ﷺ آکر خواب میں چالیس حدیثیں پڑھا دیتے ہیں۔ (شاہ ولی اللہ رحمہ اللہ) یہاں تک کہ کبھی خاص مواقع پر تو رب العالمین بھی خود ہی خواب میں آکر اپنے ولیوں کو ضروری ہدایات سے نواز دیتا ہے۔

خوابوں کا یہ سلسلہ خیرالقرون کے بعد اس وقت شروع ہوا جب آپ ﷺ کے ''سچے عاشقوں'' نے دین اسلام پر غلبہ حاصل کرلیا اور تبھی سے دنیا میں آپ ﷺ کی آمد و رفت شروع ہوگئی جو اب تک جاری ہے اور اب تو ماشاء اللہ آپ ﷺ کی زیارت کے لیے وظیفہ بھی موجود ہے۔

## زیارت نبوی ﷺ کا نسخہ:

شاہ عبدالحق محدث دہلوی کہتے ہیں کہ جمعرات اور جمعہ کی درمیانی شب میں دو رکعت نفل پڑھے، ہر رکعت میں گیارہ مرتبہ آیت الکرسی، گیارہ مرتبہ سورۂ اخلاص پڑھے، سلام پھیرنے کے

بعد سو مرتبہ درود شریف پڑھے، تین جمعہ نہیں گزریں گے کہ (ان شاء اللہ) رسول اللہ ﷺ کی زیارت نصیب ہوجائے گی۔درود یہ ہے: « اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ النَّبِيِّ الْأُمِّيِّ وَآلِهِ وَأَصْحَابِهِ وَسَلِّمْ »

افسوس کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم و محدثین کے پاس یہ نسخہ موجود نہ تھا، ورنہ ان کو اپنے دور حیات میں رونما ہونے والے فتنوں کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ مثلاً خلیفہ ثالث کی نامزدگی کے مسئلہ پر عبد الرحمٰن بن عوف کئی دن پریشان رہے، نبی ﷺ نے خواب میں آکر ان کی رہنمائی نہ فرمائی۔ اسی طرح جنگ جمل اور جنگ صفین جیسے افسوس ناک واقعات پیش آئے جس میں محض غلط فہمیوں کی وجہ سے ہزاروں صحابہ شہید ہوگئے مگر اس وقت بھی نبی ﷺ نے آکر اپنے عزیز ساتھیوں کی رہنمائی نہ فرمائی۔ محدثین کرام نے احادیث کو جمع کرکے ان کی جانچ پڑتال اور راویوں کو پرکھنے میں پوری زندگیاں لگا دیں لیکن نسخۂ زیارت استعمال کرکے نبی ﷺ سے ملاقات نہ کی، تاکہ مشقت سے بچ جاتے اور بے شمار پیچیدہ مسائل چٹکی بجاتے حل ہوجاتے۔ معلوم ایسا ہوتا ہے کہ وہ لوگ سچے محبان رسول نہ تھے ورنہ نبی ﷺ ان سے یہ بے اعتنائی نہ برتتے، یا ان ''عاشقین صادقین'' کا درجہ نبی کے نزدیک صحابہ، تابعین اور محدثین سے زیادہ ہے۔ (نعوذ باللہ!)

## یہ ''محبان رسول'':

ان ''محبان رسول'' کو جن کے پاس آپ کی باقاعدہ آمدورفت ہے، چاہیے کہ آپ ﷺ سے ان مسائل کے بارے میں رہنمائی حاصل کریں جن کی وجہ سے یہ امت فرقوں میں بٹی ہوئی ہے اور یہ فرقے باہم دست و گریباں ہیں۔ مثلاً نبی ﷺ کا حاضر ہونا، آپ پر درود پیش ہونا، آمین بالجہر، فاتحہ خلف الامام اور رفع الیدین وغیرہ اور اپنے اپنے فرقوں کے برحق ہونے کی بھی نبی ﷺ سے تصدیق کرالیں، آیا کہ بریلوی مسلک درست ہے یا دیوبندی، غیر مقلدین، یا پھر سب غلط ہیں؟ ویسے یہ اور بات ہے کہ شاہ ولی اللہ صاحب نے تو چار مصلوں ۔کہ درست ہونے کے بارے میں نبی ﷺ سے سرٹیفکیٹ حاصل کرلیا ہے۔اس خواب کے عقیدہ کا اگر قرآن کی روشنی میں جائزہ لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ اس عقیدہ کی عمارت بغیر بنیاد کے قائم ہے، یہ عقیدہ تو آیات قرآنی کا صریح کفر کرتا ہے کیونکہ اس کی بنیاد دو باتوں پر ہے، اول یہ کہ مرنے کے بعد بھی نبی یا ولی دنیا میں

آ سکتے ہیں۔ دوم یہ کہ نبی یا ولی عالم الغیب بھی ہوتے ہیں کہ ان کو اگر یاد کیا جائے تو انھیں خبر ہو جاتی ہے اور وہ حاجت روائی کے لیے فوراً چلے آتے ہیں، حالانکہ قرآن کے مطابق وہ تو ان باتوں سے بالکل بے خبر ہوتے ہیں، جیسا کہ سورۂ احقاف میں فرمایا:

وَهُمْ عَنْ دُعَآئِهِمْ غٰفِلُوْنَ (الأحقاف: ۵)

''وہ ان کی پکاروں سے بے خبر ہیں۔''

دوسری جگہ فرمایا:

وَالَّذِيْنَ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِهٖ مَا يَمْلِكُوْنَ مِنْ قِطْمِيْرٍ ﴿۱۳﴾ اِنْ تَدْعُوْهُمْ لَا يَسْمَعُوْا دُعَآءَكُمْ ۚ وَلَوْ سَمِعُوْا مَا اسْتَجَابُوْا لَكُمْ ۗ وَيَوْمَ الْقِيٰمَةِ يَكْفُرُوْنَ بِشِرْكِكُمْ ۗ (فاطر: ۳۵/ ۱۳، ۱۴)

''اور جن لوگوں کو تم اس کے سوا پکارتے ہو وہ کھجور کی گٹھلی کے چھلکے کے برابر بھی کسی چیز کے مالک نہیں، اگر تم ان کو پکارو تو وہ تمھاری پکار نہ سنیں اور اگر سن بھی لیں تو جواب نہ دے سکیں اور وہ قیامت کے روز تمھارے شرک سے انکار کر دیں گے۔''

اس کے علاوہ خواب کے معاملہ میں جو سوال تشنۂ تاویل ہے وہ یہ ہے کہ جب نبی یا ولی کسی کے خواب میں داخل ہونے کے لیے قبر سے باہر جاتے ہیں تو اپنی قبر سے کس طرح اور کہاں سے نکلتے ہیں؟ یہ قبر سے باہر جانے کا فعل عام مادی قوانین کے تحت ہے یا خارق الفطرت معجزہ؟ اگر مادی ہے تو مادی قوانین کے دائرہ میں اس کی توجیہ و توضیح درکار ہے اور اگر یہ فعل معجزانہ ہے تو اس کا ثبوت قرآن و صحیح حدیث سے پیش کیا جائے۔ اس کے علاوہ نبی ﷺ کے قبر کے باہر ہونے کے دوران اگر کوئی شخص قبر نبوی پر درود و سلام پیش کرے تو کیا وہ ضائع ہو جائیں گے، کیونکہ درود و سلام (ان کے عقیدہ کے مطابق) صرف نبی ﷺ ہی پر پیش ہوتے ہیں، اس لیے یہ بھی معلوم ہونا چاہیے کہ نبی ﷺ کس وقت قبر میں موجود ہیں اور کس وقت قبر سے باہر ہیں۔ اس کے علاوہ نبی یا ولی قبر سے نکل کر چند لمحات میں ہزاروں میل کی مسافت کیسے طے کر لیتے ہیں؟ کیا وہ کسی کو قبر سے نکلتے ہوئے یا دوران سفر نظر آتے ہیں؟ کیا یہ سب کچھ تصرف فی الامور نہیں جو صرف اللہ ہی کا اختیار ہے؟



فصل : ۵

# عذاب جہنم اور انعاماتِ جنت کا بیان

## عذاب جہنم کی کیفیت:

دوزخ کی آگ دنیا کی آگ سے ستر حصے زیادہ تیز ہے، جسے اللہ تعالیٰ نے تین ہزار سال تک دہکایا ہے۔ اگر دوزخ کی آگ کی ایک چنگاری دنیا میں آجائے تو ساتوں زمینوں کو اور جو ان کے درمیان ہے سب کو جلا کر بھسم کر ڈالے۔ دوزخ کی سختی وشدت کی کیفیت قرآن مجید میں یوں بیان کی گئی ہے:

يَاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِيْكُمْ نَارًا وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ عَلَيْهَا مَلٰٓئِكَةٌ غِلَاظٌ شِدَادٌ لَّا يَعْصُوْنَ اللّٰهَ مَآ اَمَرَهُمْ وَيَفْعَلُوْنَ مَا يُؤْمَرُوْنَ ۝ (التحریم: ۶۶/ ۶)

”اے ایمان والو! اپنے آپ کو اور اپنے گھر والوں کو دوزخ کی آگ سے بچاؤ، جس کا ایندھن آدمی اور پتھر ہیں۔ اس کے موکل ہیں فرشتے نہایت بے رحم اور سنگ دل کہ سزا دیتے کسی کا لحاظ نہیں کرتے، جیسا حکم الٰہی پاتے ہیں ویسی تعمیل کرتے ہیں۔“

ہزار طرح پر روؤ، گڑگڑاؤ، معافی چاہو، مگر وہ جلانے اور تکلیف پہنچانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھتے۔ رحم تو ان کے پاس نام تک کو نہیں، یہ فرشتے دوزخیوں کو آتشی زنجیروں میں جکڑیں گے، دوزخ میں آتشی زنجیریں ہوں گی، ستر ستر گز لمبی۔ فرشتے دوزخیوں کے منہ کی راہ سے یہ زنجیریں ڈالیں گے اور پاخانہ کی راہ سے نکال کر خوب جکڑ بند کر دیں گے۔ دوزخ میں آگ کے گرز ہوں گے، جن سے فرشتے دوزخیوں کو مارتے، ہانکتے ہوئے دوزخ میں لا ڈالیں گے۔ دوزخ میں ایسے غضب کے زہریلے سانپ و بچھو ہوں گے کہ ایک دفعہ کاٹنے سے ہزار

برس تک دوزخی روئے گا، چلائے گا، تڑپے گا لیکن زہر نہ اترے گا، موت مانگے گا وہ بھی نہ آئے گی۔ دوزخ میں خراسانی اونٹ کے برابر سانپ اور گدھے کے پالان برابر بچھو ہوں گے، جو ہمیشہ دوزخیوں کو کاٹتے رہیں گے، کبھی فرصت نہ دیں گے۔ قیامت کے دن فرشتے دوزخ کو ستر ہزار زنجیروں میں جکڑ کر میدان محشر میں کھینچتے ہوئے لائیں گے، ایک ایک زنجیر کو ستر ستر ہزار فرشتے پکڑ کر گھسیٹیں گے، دوزخ دوزخیوں کا نام لے کر پکارے گی، دوزخی ڈر کے مارے بھاگیں گے کہ آگ کی ایک بڑی لمبی گردن دوزخ سے نکلے گی اور نافرمانوں کو دوسو برس کی مسافت سے اس طرح گھسیٹ کر دوزخ میں ڈال دے گی جیسے مرغ دانہ کو چگ لیتا ہے۔

دوزخیوں کا جسم اس قدر بڑھ جائے گا کہ ایک کندھے سے دوسرے تک تیز رو سوار تین روز میں پہنچ سکے۔ ان کی ڈاڑھ احد پہاڑ کے برابر اور ران بیضاء پہاڑ کے برابر ہو جائے گی۔ دوزخیوں کے جوتے بھی آتشی ہوں گے۔ دوزخ کی ایک چنگاری بڑے محل کے برابر ہو گی۔ دوزخ کی گہرائی اتنی عمیق ہے کہ اگر ایک بھاری پتھر چھوڑا جائے تو ستر برس کی مدت میں تہ میں پہنچے۔ دوزخ میں ایک آگ کے پہاڑ کا نام صعود ہے جس کی بلندی سیکڑوں برس کا سفر ہے۔ اس پر دوزخیوں کو چڑھائیں گے اور چوٹی پر سے دوزخ میں دھکیل دیں گے۔ اسی طرح ہمیشہ عذاب ہوتا رہے گا۔ دوزخ میں زقوم کے سوا اور کچھ کھانا نہ ملے گا۔ زہریلے کانٹوں کا ایک درخت ہے جسے زقوم کہتے ہیں، یہ درخت آگ میں پیدا ہو گا۔ اسی طرح دوزخیوں کو پینے کے لیے کچھ نہ ملے گا مگر کبھی گرم کھولتا ہوا پانی اور کبھی گرم کھولتی ہوئی سڑی پیپ، جسے منہ کے قریب کرتے ہی تمام منہ کا گوشت گل کر گر پڑے گا۔ دوزخی پیاس کی شدت سے وہی پی جائیں گے۔ یہ پیٹ میں پہنچتے ہی آنتوں کو پاخانہ کی راہ سے نکال دے گا۔ ہزاروں برس پیاس پیاس کہہ کر تھک جائیں گے، ہرگز فریاد رسی نہ کی جائے گی، جب دوزخی دوزخ کے دروازہ پر پہنچیں گے تو دوزخ کا داروغہ پوچھے گا کیا تمھارے پاس اللہ کے پیغمبر کتاب اللہ کے سنانے اور دوزخ سے ڈرانے اور قیامت کے مصائب یاد دلانے کو نہیں آئے تھے؟ دوزخی جواب دیں گے کہ آئے تو تھے اور انھوں نے ہمیں اللہ کے غضب اور قیامت کی ہولناکی سے ڈرایا بھی تھا لیکن ہم نے اسے نہ سنا نہ ان کا کہا مانا بلکہ جھٹلایا اور جھگڑا کیا، اگر ہم ان کے وعظ سنتے، سمجھتے اور مانتے تو آج دوزخ میں مبتلائے عذاب کیوں ہوتے۔ الغرض دوزخیوں کو جان

گرز مصیبتیں برداشت کرنی پڑیں گی کہ ویسی مصیبتیں کسی نے آنکھوں سے دیکھی نہ کانوں سے سنی۔ سچ فرمایا اللہ تعالیٰ نے:

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَىٰ ﴿۱۳﴾ (الأعلی: ۸۷/ ۱۳)

کہ دوزخی نہ تو دوزخ میں مر ہی جائے گا کہ جھگڑا ختم ہو نہ چین ہی سے زندہ رہے گا بلکہ اس کی جان غضب میں رہے گی۔

## جنت کی خوبی اور اہل جنت کے عیش:

بے شک اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو جنت میں داخل کرے گا جو ایمان لائے اور جو سچے مسلمان بنے اور جنھوں نے عمل کیے اچھے اور چلے پیغمبر کے طریقہ پر، وہ جنت ایسی ہے جس کے نیچے سے نہریں بہتی ہیں۔ یہ احوال اس بہشت کا ہے کہ جس کا وعدہ ملا ہے اللہ پاک کی طرف سے ڈرنے والے موحد مسلمانوں کو۔ اس بہشت میں کئی قسم کی نہریں ہیں، کوئی دودھ کی ہے جس کا مزہ نہیں بدلتا، کوئی صاف پانی کی ہے جس کی بو نہیں پلٹتی، کوئی شراب کی جو پینے والوں کو لذت دیتی ہے۔ کوئی شہد کی ہے جس پر جھاگ نہیں ہوتی۔ نہایت صاف اور شیریں خوش ذائقہ بہت پاکیزہ اور ان کے لیے وہاں میوے ہیں ہر قسم کے لذت دار اور اللہ کی طرف سے ان لوگوں کو وہاں معافی ہے۔

اور فرمایا:

''تمھارے واسطے وہاں جو تم چاہو گے موجود ہے اور مہمانی ہے ہماری سرکار سے۔''

[حٰمٓ السجدة : ۳۱]

بہشتیں آٹھ ہیں: جنت عدن، جنت الفردوس، جنت الخلد، جنت النعیم، جنت الماوی، جنت القرار، دارالسلام، دار المقام۔ یہ ان کے نام ہیں۔ نہایت خوبیون کے ساتھ بنائی گئیہیں۔ بہشت کی دیواریں ایک اینٹ سونے اور ایک اینٹ چاندی سے بنائی گئی ہیں اور ان میں مشک کا گارا لگایا گیا ہے۔ جنت میں کنکریاں موتی، یاقوت کی ہیں۔ خاک وہاں کی زعفران اور خوشبودار ہے۔ جو لوگ جنت میں داخل ہوں گے وہ چین و آرام پائیں گے اور ہمیشہ زندہ رہیں گے، نہ ان کی جوانی فنا ہوگی اور نہ ان کے کپڑے میلے ہوں گے۔ ہر جنتی کو جنت میں سو سو درجے اتنے بڑے ملیں گے کہ جیسے آسمان و زمین اور ہر مسلمان کے واسطے دو باغ ہوں گے

سونے کے جن کا کل سامان بھی سونے کا ہوگا اور باغ ہوں گے چاندی کے جن کا کل سامان بھی چاندی کا ہوگا۔ ان کے سوا اور ایک ایک موتی کے محل ملیں گے جن کا عرض وطول ساٹھ ساٹھ میل کا ہوگا، ہر ایک محل میں پردہ والی بیبیاں رہیں گی جن کو نہ کوئی دیکھے گا اور نہ ان سے سوا ان کے خاوندوں کے اور کوئی مباشرت کرے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے کہ جنت نور کی مانند چمکدار ہوتی ہے اور اس کو کوئی خطرہ نہیں ہے۔ جنت میں خوشگوار ہوائیں چلتی ہیں۔ جنت کے محل بڑے مضبوط ہیں، ہر محل میں نہریں جاری ہیں، میوے پکے ہوئے تیار ہیں۔ عورتیں کنواریاں جن پر کسی آدمی یا جن نے ہاتھ نہیں ڈالا، چہرے ان کے یاقوت و مونگے سے زیادہ روشن، بناؤ سنگار کیے ہوئے ہر محل میں موجود ہیں کیونکہ بہشت ہمیشہ رہنے کی جگہ ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے: ''جنت میں ایک کوڑے کے برابر جگہ دنیا و مافیھا سے بہتر ہے۔'' (بخاری: ۲۷۹۶) اور فرمایا: ''جنت والے اونچے محلوں کو اس طرح دیکھتے ہیں جیسے تم روشن ستاروں کو آسمان کے کناروں میں دیکھتے ہو مشرق و مغرب کی طرف۔'' صحابہ نے عرض کی: ''یارسول اللہ (ﷺ)! ایسے عمدہ محل تو خاص پیغمبروں کے واسطے ہوں گے۔'' فرمایا: ''نہیں، قسم ہے اللہ کی! ان کو میری امت کے مسلمان پائیں گے۔'' (بخاری: ۳۲۵۶) اور فرمایا: ''اللہ سے جنت الفردوس مانگو۔'' (بخاری: ۲۷۹۰) اور دیکھیں گے بہشتی لوگ جنت کے جھروکوں میں سے بیٹھے ہوئے ایک دوسرے کو اور نہ دیکھ سکیں گے ایک دوسرے کی بیوی کو اور ان کی بیویاں ایک دوسرے کو نہ دیکھ سکیں گی۔ جنت میں سایہ دار اس قسم کے تخت ہیں جن پر آبخورے لبریز بھرے ہوئے رکھے ہیں۔ شہد، شراب، شربت، دودھ ذائقہ دار اور خوشبودار ہے اور ان پر تکیے برابر کے لگے ہوئے ہیں۔ قالین اور اونچی مسندیں ہیں ان پر بچھائی ہوئی ہیں۔

اور فرمایا: ''نیک لوگ نعمتوں کے اندر تختوں پر بیٹھے ہوئے ہر طرف کے تماشے دیکھتے ہوں گے۔ ان کے چہروں سے جنت کی نعمتوں کی سرسبزی پائی جائے گی۔ پئیں گے وہ شراب خالص جس پر مشک کی مہریں لگی ہوں گی، چاہیے کہ رغبت کرنے والے اس کی رغبت کریں۔ ملاوٹ اس میں ایک چشمہ سے ہوگی جس میں سے خاص مقرب بندے پئیں گے۔'' [المطففین: ۲۲تا ۲۸]

فرمایا: ''جنتی بندے بہشت میں تختوں پر تکیہ لگائے بیٹھے ہوئے اپنی بیویوں کو ساتھ لیے

بہشت کی نعمتیں کھاتے پیتے سیر و تماشے میں مشغول رہیں گے۔" [یٰس : ٥٥،٥٦] ہر جنتی کو جنت میں بڑا ملک عطا کیا جائے گا خواہ وہ کیسا ہی کم رتبہ والا ہے، دنیا سے دس حصہ زیادہ، جن میں سے ایک درخت کے نیچے ہو کر تیز گھوڑے کا سوار سو برس تک چلے تو بھی اس کے سایہ کو طے نہ کر سکے۔

جنت کی فراخی اور بڑائی سوائے اللہ تعالیٰ کے اور کوئی نہیں جانتا۔ جنت کے دروازے اس قدر کشادہ ہیں کہ ایک چوکھٹ سے دوسری چوکھٹ تک چالیس برسوں کا فاصلہ ہے۔ باوجود ایسی کشادگی کے محمد ﷺ کی امت والوں کا کھوے سے کھوا چھلتا ہو گا، جنت میں داخلے کے وقت، جب جنتیوں کا سیر کو جی چاہے گا اپنے اپنے تختوں پر سوار ہو کر اپنی اپنی عورتوں کو ساتھ لے کر سیر کرنے کو نکلا کریں گے، جہاں تک ان کا جی چاہے گا وہ تخت بہشتی ان کو اشارہ کے ساتھ سیر کروائے گا۔

ہر مرد کو جنت میں سو سو عورتوں سے صحبت کرنے کی طاقت ملے گی اور اس سے اس کو ہرگز تکان نہ معلوم ہو گی بلکہ قوت اور بڑھتی رہے گی۔ جنت کی عورتوں کی آنکھیں بڑی بڑی، دل کو بھانے والی، رسیلی اور خوش نما ہوں گی۔ ان کی اوڑھنی کا ایک پلو دنیا و مافیھا سے زیادہ قیمتی ہے۔

اگر جنت کی ایک عورت دنیا میں جھانکے تو مشرق سے لے کر مغرب تک سب روشن ہو جائے اور چاند و سورج ماند ہو جائیں اور کل اہل دنیا بے ہوش ہو جائیں۔

رَبَّنَآ اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّ فِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّ قِنَا عَذَابَ النَّارِ ﴿٢٠١﴾

(البقرۃ : ۲/ ۲۰۱)

"اے اللہ! ہمیں دنیا میں بھی بھلائی دے اور آخرت میں بھی بھلائی دے اور ہمیں آگ کے عذاب سے بچالے۔"

« اَللّٰهُمَّ إِنَّكَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّي »

"اے اللہ! تو درگزر کرنے والا ہے اور درگزر کرنے کو پسند کرتا ہے، پس مجھ سے درگزر کر۔"

## حدیث نور اور مصنف عبدالرزاق: ایک نئی دریافت کا جائزہ

الحمدللّٰہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی رسولہ الأمین، أمابعد:

مصنف عبدالرزاق کے نام سے حدیث کی ایک مشہور کتاب مطبوع اور متداول ہے۔

سنہ۱۴۲۵ھ بمطابق ۲۰۰۵م ایک چھوٹی سی کتاب "الجزء المفقود من الجزء الأول من المصنف" کے نام سے محمد بعدالحکیم شرف القادری (بریلوی) کی تقدیم اور عیسیٰ بن عبداللہ بن محمد بن مانع الحمیری (؟) کی تحقیق کے ساتھ (بریلویوں کے) مؤسسۃ الشرق، لاہور پاکستان سے شائع ہوئی ہے۔اس نسخہ میں چالیس (۴۰) احادیث وآثار لکھے ہوئے ہیں۔ بریلوی حضرات اس میں درج حدیثِ نور کی وجہ سے خوشیاں منارہے ہیں حالانکہ قلمی اور مطبوع کتابوں سے استدلال کی کئی شرطیں ہیں جن میں سے بعض کا ذکر راقم الحروف نے توضیح الاحکام میں کیا ہے۔[دیکھیے ''الحدیث'' حضرو:۵ص۱۶تا۲۲]

اب اس مضمون میں اس" الجزء المفقود" کا جائزہ پیش خدمت ہے:

بریلویوں کا شائع کردہ یہ " الجزء المفقود" سارے کا سارا موضوع اور من گھڑت ہے۔اس کے موضوع اور من گھڑت ہونے کا دلائل درج ذیل ہیں:

۱۔ اس نسخہ کا ناسخ (لکھنے والا) اسحاق بن عبدالرحمٰن السلیمانی ہے جس کے خط (تاریخ نسخ ۹۳۳ھ) سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ شخص دسویں صدی ہجری میں موجود تھا۔(دیکھیے الجزءالمفقود ص۱۰) اس شخص کے حالات اور ثقہ وصدوق ہونا نامعلوم ہے لہٰذا یہ شخص مجہول ہے۔

۲۔ دسویں صدی ہجری والے اسحاق بن عبدالرحمٰن السلیمانی نے اپنے آپ سے لے کر امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (صاحب المصنف) تک کوئی سند بیان نہیں کی اور نہ یہ بتایا ہے کہ اس نے یہ نسخہ کہاں سے نقل کیا ہے لہٰذا یہ سارے کا سارا نسخہ بے سند ہے۔

۳۔ اس بات کا کوئی ثبوت نہیں ہے کہ یہ نسخہ کہاں کہاں اور کس کس کے پاس رہا ہے۔حدیث کی کتابوں کے معتبر نسخوں پر علمائے کرام کے سماعات درج ہوتے ہیں۔یعنی فلاں عالم نے یہ نسخہ فلاں تاریخ کو فلاں عالم سے سنا تھا۔مثلاً دیکھیے مخطوطۃ مسند الحمیدی (الظاہریہ) پہلا صفحہ اور میری کتاب '' نور العینین''ص ۲۵۰ (طبع سوم ۲۰۰۴ء)

جبکہ اس کے برعکس ''الجزء المفقود'' کے مقدمہ میں لکھا ہوا ہے:

" و ليس على النسخة التي بين يدينا أية سماعات"

ہمارے ہاتھوں میں (یہ) جو نسخہ موجود ہے اس پر کوئی سماعات نہیں ہیں۔ (دیکھیے ص ۱۴)

۴۔ دارالکتب العلمیۃ بیروت لبنان سے مصنف عبدالرزاق کا جو نسخہ شائع ہوا ہے اسے پانچ نسخوں سے شائع کیا گیا ہے:

اول: مراد ملا کا نسخہ (ترکی) یہ (تقریباً) مکمل نسخہ ہے اور ۷۴۷ھ کا لکھا ہوا ہے۔ (المصنف جلد ۱ص ۱۱)

دوم: فیض اللہ افندی کا نسخہ (ترکی) یہ نامکمل نسخہ ہے اور ۶۰۶ھ کا لکھا ہوا ہے۔ (جلد ۱ص ۱۱)

سوم: شیخ محمد نصیف کا نسخہ (جدہ) یہ نامکمل نسخہ ہے اور نویں صدی ہجری کا لکھا ہوا ہے۔ (ایضاً ج ۱ص ۱۲)

چہارم: المکتبۃ السعیدیۃ العامہ کا نسخہ (ٹونک) یہ ناقص نسخہ ہے اور ۱۳۷۳ھ کا لکھا ہوا ہے۔

پنجم: حبیب الرحمٰن اعظمی کی تحقیق والا مطبوعہ نسخہ، اسے مراد ملا والے نسخہ سے شائع کیا گیا ہے۔

معلوم ہوا کہ نسخہ بریلویہ پر سماعات کا نہ ہونا، کاتبِ نسخہ کا مجہول ہونا اور نسخہ کا بے سند ہونا اس نسخہ کے مشکوک اور بے اصل ہونے کے لیے کافی ہے۔

۵۔ اس نسخہ (نسخۂ بریلویہ) کے مقدمہ نگار نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ یہ نسخہ مطبوعہ نسخہ سے زیادہ مضبوط نسخہ ہے۔ (دیکھیے ص ۱۱)

حالانکہ یہ نسخہ فاش غلطیوں والا ہے۔

مثال: بریلویوں کے " الجزء المفقود" میں لکھا ہوا ہے:

" عبدالرزاق عن ابن جريج قال: أخبرني البراء قال ......" الخ [ص ۵۵ح ۲]

اس روایت میں امام ابن جریج سے منقول ہے کہ انھوں نے فرمایا: مجھے براء (بن عازب رضی اللہ عنہ) نے خبر دی۔ الخ

" الجزء المفقود" کا محقق (عیسیٰ الحمیری) لکھتا ہے:

" ابن جريج حافظ ثقة و كان يدلس ، فقد صرح هنا بالإخبار"

ابن جریج حافظ ثقہ ہیں، آپ تدلیس کرتے تھے، پس آپ نے یہاں سماع کی تصریح کر دی ہے۔ [حاشیہ: ۱]

عرض ہے کہ ابن جریج رحمہ اللہ ۸۰ھ میں پیدا ہوئے۔ ❶

---

❶ طبقات ابن سعد ج ۵ص ۴۹۲

جبکہ سیدنا البراء رضی اللہ عنہ ۷۲ھ میں فوت ہوئے۔ ❷

سیدنا البراء بن عازب رضی اللہ عنہ کی وفات کے آٹھ سال بعد پیدا ہونے والے امام ابن جریج یہ کس طرح کہہ سکتے ہیں: " أخبرنی البراء" مجھے براء نے خبر دی۔(!)

لطیفہ: الجزء المفقود کے محقق نے اپنے الفاظ بھول کر دوسرے مقام پر لکھا ہے:

" الحديث بإسناده انقطاع ، لأن ابن جريج لم يدرك البراء"

اس حدیث کی سند میں انقطاع ہے کیونکہ ابن جریج نے براء کو نہیں پایا۔ ❸

جب ابن جریج نے سیدنا براء رضی اللہ عنہ کو نہیں پایا تو وہ تصریح سماع کس طرح کر سکتے ہیں؟

۶۔ الجزء المفقود میں لکھا ہوا ہے:

" عبدالرزاق قال : أخبرنی الزهری عن سفيان بن شبرمة......"

[ص ۸۸ ح ۲۸]

اس روایت میں امام عبدالرزاق، زہری سے سماع کی تصریح کر رہے ہیں حالانکہ امام زہری ۱۲۵ھ یا اس سے ایک دو سال پہلے فوت ہوئے۔ [دیکھئے تقریب التہذیب: ۶۲۹۶]

اور امام عبدالرزاق ۱۲۶ھ میں پیدا ہوئے۔ [تقریب التہذیب: ۴۰۶۴]

امام زہری کی وفات کے ایک سال بعد پیدا ہونے والے امام عبدالرزاق کس طرح "أخبرنی الزهری" کہہ سکتے ہیں؟

لطیفہ: اس کتاب کے ایک دوسرے مقام پر "محقق" صاحب لکھتے ہیں:

"هٰذا الإسناد فيه انقطاع بين عبدالرزاق والزهری"

اور اس سند میں عبدالرزاق اور زہری کے درمیان انقطاع ہے۔ [ص ۹۴ ح ۴۰ کا حاشیہ: ۳]

۷۔ سابقہ نمبر میں جو روایت لکھی ہوئی ہے۔ اس کے راوی "سفیان بن شبرمۃ" کے حالات معلوم نہیں ہیں۔ صحیح یہ ہے کہ یہ "سفیان عن ابن شبرمۃ" ہے۔ جیسا کہ مصنف ابن ابی شیبہ (۱۵/۱ ح ۱۳۲) میں لکھا ہوا ہے۔ یعنی سفیان الثوری عن عبداللہ بن شبرمۃ میں جناب محمد عبدالحکیم شرف القادر (بریلوی) اور تمام آل بریلی سے پوچھتا ہوں کہ "سفیان بن شبرمۃ" کون ہے؟ اگر یہ کاتب یا کمپوزر کی غلطی ہے تو پھر غلطیوں والے اس بے سند نسخہ پر آپ کیوں خوشیاں منا رہے ہیں؟

---

❷ تقریب التہذیب : ۲۴۸ ❸ ص ۵۹ ح ۱۰ کا حاشیہ: ۳

۸۔ امام زہری المدنی کی تاریخ ولادت میں اختلاف ہے۔ بعض کہتے ہیں ۵۰ یا ۵۱ امام یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر (پیدائش: ۱۵۴ھ وفات: ۲۳۱ھ) تلمیذِ امام لیث بن سعد فرماتے ہیں کہ زہری ۵۶ھ میں پیدا ہوئے۔ (تاریخ دمشق ۵۸/ ۲۲۸ وسندہ صحیح، الزہری لابن عساکر ص ۳۶ ح ۱۰)

سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ ۶۰ھ کے قریب فوت ہوئے۔ ❶

آپ کی قبر مقطم (مصر) میں ہے۔ ❷

یعنی آپ مصر میں فوت ہوئے۔

الجزء المفقود میں لکھا ہوا ہے:

"عن ابن جریج عن الزهری انه سمع عقبة بن عامر" [ص ۸۴ ح ۴۴]

حالانکہ (مدینہ طیبہ میں پیدا ہونے والے) امام زہری کی عقبہ رضی اللہ عنہ سے ملاقات ثابت نہیں ہے۔

حافظ نور الدین الہیثمی لکھتے ہیں:

"والزهری لم یسمع من عقبة بن عامر"

''اور زہری نے عقبہ بن عامر سے (کچھ) نہیں سنا۔'' ❸

معلوم ہوا ''الجزء المفقود'' کے مجہول ناسخ نے اس بے سند نسخے میں ایک سند وضع کر کے امام زہری پر جھوٹ بول رکھا ہے کہ انھوں نے سیدنا عقبہ بن عامر رضی اللہ عنہ سے سنا ہے!

۹۔ الجزء المفقود میں لکھا ہوا ہے:

"عبدالرزاق عن معمر عن الزهری عن أبی سعید الخدری عن أبیه عن جده عن أبی سعید" الخ (ص ۸۰، ۸۱ ح ۲۰)

اس روایت میں بقول اسحاق بن عبدالرحمٰن السلیمانی: امام زہری سیدنا ابوسعید الخدری (سعد بن مالک بن سنان الانصاری) رضی اللہ عنہ عن ابیہ (مالک بن سنان) عن جدہ (سنان بن عبید) عن ابی سعید سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ سعید سے روایت کر رہے ہیں حالانکہ سیدنا ابوسعید الخدری رضی اللہ عنہ کے دادا سنان بن عبید کا صحابہ میں کوئی ذکر موجود نہیں ہے اور نہ سنان بن عبید کے استاد ابوسعید کا کہیں تذکرہ ملتا ہے۔ الجزء المفقود کے ''محقق'' نے ابوسعید الخدری عن ابیہ عن جدہ عن ابی سعید نے ابوسعید الخدری کو تو بیع (ربیع) بن عبدالرحمٰن بن ابی سعید بنا دیا ہے حالانکہ ربیع کی کنیت ابوسعید، معلوم نہیں

❶ تقریب التہذیب: ۴۶۴۱ ❷ سیر اعلام النبلاء ج ۲ ص ۴۶۸

❸ مجمع الزوائد ج ۱ ص ۳۳۱، آخر باب فضل الاذان

ہے اور نہ اس کے شاگردوں میں امام زہری کا کوئی ذکر ملتا ہے۔[دیکھیے تہذیب الکمال ج۶ ص۱۲۴]

۱۰۔ احادیث کی کتابوں میں عام طور پر یہ ہوتا ہے کہ ان کی روایات (سندیں اور متون) دوسری کتابوں میں بھی ملتی ہیں۔ مثلاً مصنف عبدالرزاق کی پہلی متصل مرفوع حدیث:

"عبدالرزاق عن مالك بن عمرو بن يحيى عن أبيه عن عبدالله بن زيد" کی سند سے مروی ہے۔ یہی روایت امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ نے "حدثنا عبدالرزاق قال: أخبرنا مالك عن عمرو بن يحيى عن أبيه عن عبدالله بن زيد" کی سند سے اسی متن کے ساتھ بیان کر رہی ہے۔ [1]

عبدالرزاق کی سند سے یہ روایت صحیح ابن خزیمہ میں بھی موجود ہے۔[۸۰/۱ ح۱۵۵]

امام مالک" عن عمرو بن يحيىٰ عن أبيه عن عبدالله بن زيد" کی سند سے یہی روایت موطا امام مالک (۱۸/۱ ح۳۱) وصحیح بخاری (۱۸۵) وصحیح مسلم (۲۳۵) میں موجود ہے۔ جب کہ بریلویوں کی پیش کردہ روایات الجزء المفقود کا وجود حدیث کی دوسری باسند کتابوں میں نہیں ملتا۔ معلوم ہوا کہ دال میں ضرور کچھ کالا کالا ہے۔

ان دس دلائل سے معلوم ہوا کہ " الجزء المفقود" کے نام سے مطبوع کتاب بے اصل، بے سند اور موضوع ہے۔ لہٰذا اس سے استدلال کرنا حلال نہیں ہے۔

## امام عبدالرزاق بن ہمام الصنعانی رحمہ اللہ:

اس میں کوئی شک نہیں کہ امام عبدالرزاق رحمہ اللہ (متوفی ۲۱۱ھ) ثقہ حافظ امام تھے۔ جمہور محدثین نے ان کی توثیق کی ہے لیکن ثقہ ہونے کے ساتھ وہ مدلس بھی تھے۔ ان کی تدلیس کے لیے دیکھیے كتاب الضعفاء للعقيلي (ج۳ ص۱۱۰، ۱۱۱ و سنده صحيح) و طبقات المدلسين للحافظ ابن حجر رحمہ اللہ

① مدلس راوی کے بارے میں یہ عام اصول ہے کہ غیر صحیحین میں اس کی ''عن'' والی روایت ضعیف و مردود ہوتی ہے، لہٰذا اگر یہ من گھڑت اور موضوع ''الجزء المفقود'' (بفرض محال) ثابت بھی ہوتا تو اس میں نور والی روایات باطل اور مردود ہیں۔

② امام عبدالرزاق آخری عمر میں نابینا ہونے کے بعد اختلاط کا شکار ہو گئے تھے۔ (دیکھیے الکواکب النیرات ص۵۳ ت۳۴)

امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ ہم ۲۰۰ھ سے پہلے عبدالرزاق کے پاس آئے تھے،

[1] مسند احمد ج۴ ص۳۹ ح۱۶۴۳۸ او سنده صحيح

اس وقت ان کی نظر صحیح تھی۔ جس نے ان کی نظر ختم ہونے کے بعد ان سے سنا ہے تو اس شخص کا سماع ضعیف ہے۔ ❶

امام احمد نے مزید فرمایا کہ " لا یعبأ بحدیث من سمع منه و قد ذهب بصره، کان یلقن أحادیث باطلة" جس نے اس کے نابینا ہونے کے بعد اس سے احادیث سنی ہیں ان کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔ وہ باطل حدیثوں کی تلقین قبول کر لیتے (اور انھیں بیان کر دیتے) تھے۔
[سوالات ابن ہانی: ۲۲۸۵ وسندہ صحیح]

اس مطبوعہ بے سند نسخے میں عبدالرزاق کا شاگرد ہی معلوم نہیں ہے لہٰذا اس پر کس طرح اعتماد کیا جا سکتا ہے؟ و ما علینا إلا البلاغ [۱۳ محرم ۱۴۲۷ھ]

[ماہنامہ الحدیث حضرو: ۲۳ ربیع الاول ۱۴۲۷ھ، اپریل ۲۰۰۶ء]



اللہ کا عاجز بندہ عبدالحمید (خطیب جامع مسجد ورکاں پرانا شیخوپورہ) عرض کرتا ہے کہ اسلام دین فطرت ہے، اس کے پیش کردہ عقائد و اعمال میں کسی طرح کا غموض اور پیچیدگی نہیں۔ ہر چیز کو واضح کر کے بیان کر دیا گیا ہے۔ جس طرح دل کو انسانی جسم میں مرکزی مقام حاصل ہے اسی طرح عقیدہ کو دین اسلام میں مرکزی حیثیت حاصل ہے اور یہی مومن کا اصل سرمایہ ہے۔ دنیا و آخرت کی کامیابی کا انحصار اسلامی عقیدہ اور اس کے بعد عمل صالح پر ہے۔ اگر عقیدہ ٹھیک نہ ہو تو انسان کا کوئی بھی عمل قابل قبول نہیں ہوتا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وُجُوْهٌ يَّوْمَىِٕذٍ خَاشِعَةٌ ۝۲ عَامِلَةٌ نَّاصِبَةٌ ۝۳ تَصْلٰى نَارًا حَامِيَةً ۝۴

(الغاشیة : ۸۸/ ۲تا۴)

''اس دن بہت سے چہرے ذلیل ہوں گے اور محنت کرنے والے تھکے ہوں گے۔ وہ دہکتی ہوئی آگ میں داخل کر دیے جائیں گے۔''

کیونکہ ان کا عقیدہ ٹھیک نہیں ہوگا یعنی ان کے اعمال میں شرک ہوگا، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَالَّذِيْنَ كَفَرُوْٓا اَعْمَالُهُمْ كَسَرَابٍۭ بِقِيْعَةٍ يَّحْسَبُهُ الظَّمْاٰنُ مَاۗءً ۭ حَتّٰٓي اِذَا جَاۗءَهٗ لَمْ يَجِدْهُ شَيْـــًٔا (النور : ۲۴/ ۳۹)

❶ تاریخ ابی زرعہ الدمشقی : ۱۱۶۰ و سندہ صحیح

''بے شک جن لوگوں نے انکار کیا ان کے اعمال کی مثال اس سراب (چمکتی ہوئی ریت) کی سی ہے جو چٹیل میدان میں ہوتی ہے۔ پیاسا انسان اسے پانی سمجھتا ہے، لیکن جب اس کے پاس پہنچتا ہے تو کچھ نہیں پاتا۔''

چنانچہ اسی عقیدہ پر دین کی عمارت قائم ہے اور کتاب وسنت میں اس کو واضح طور پر بتلا دیا گیا ہے۔ صحابہ وتابعین نے انھی دونوں سرچشموں کی روشنی میں اپنے عقیدہ وعمل کی اصلاح کی تھی اور یہی بات فطرت کے مطابق بھی ہے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات وصفات اور غیبی امور کے بارے میں اللہ اور اس کے رسول ﷺ سے زیادہ کون بتا سکتا ہے؟ اور انسانی ذہن کی رسائی وہاں تک کیسے ہو سکتی ہے؟

لیکن جب عجمی اثرات نے سیدھے سادے مسلمانوں میں ذہنی پراگندیوں کی مینا کاری شروع کی اور اس ذہنی پراگندگی نے اپنے برگ وبار سے قلوب کو متاثر کیا تو اس سے جہاں اور بہت سی خرابیوں نے جنم لیا وہیں سب سے بڑی خرابی یہ پیدا ہوئی کہ لوگوں نے کتاب وسنت سے بے راہ روی اختیار کی اور عقیدہ جیسے میدان میں بے لگام عقلی گھوڑا دوڑانا شروع کیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک مومن کا سب سے قیمتی سرمایہ توحید جاتا رہا اور ظلم عظیم (شرک) نے مختلف طریقوں سے اس کی جگہ لینا شروع کی، اللہ کی ذات وصفات میں من مانی تاویلیں کی گئیں اور ایک اللہ کی عبادت کی جگہ مختلف پرستشوں نے لے لی اور اس طرح مسلمانوں میں شرک عام ہوتا گیا اور اس وقت مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد شرک میں ملوث ہے اور شیطان کے کارندے مختلف شکلوں میں مسلمانوں کے عقیدہ وایمان پر ڈاکا ڈالنے میں لگے ہوئے ہیں، لیکن اس سب کے باوجود اللہ کے بندوں نے ہر دور میں توحید کی شمع جلائے رکھی، باطل عقائد کو دنیا سے ختم کرنے کے لیے تن من دھن کی بازی لگائی مگر علمائے سوء اور اولیائے شیطان نے ہر موقع پر شمع توحید کو بجھانے کی کوشش کی لیکن اللہ کا کلمہ بلند ہو کر رہا:

يُرِيدُونَ لِيُطْفِئُوا نُورَ اللَّهِ بِأَفْوَاهِهِمْ وَاللَّهُ مُتِمُّ نُورِهِ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُونَ ۝ (الصف : ۶۱/ ۸)

''لوگ اللہ کے نور کو اپنی پھونکوں سے بجھانا چاہتے ہیں اور اللہ اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا، اگرچہ کافر لوگ ناپسند کریں۔''

امت کی اصلاح کے لیے مختلف تحریکیں کام کر رہی ہیں لیکن اس کے مثبت اور مستحکم نتائج سامنے نہیں آرہے، اس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اسلامی عقائد جس توجہ کے مستحق ہیں ان پر اتنی توجہ نہیں دی جارہی، جب کہ یہ بات تسلیم شدہ ہے:

((لَا یَصْلُحُ آخِرُ هٰذِهِ الْأُمَّةِ اِلَّا بِمَا صَلُحَ اَوَّلُهَا))

''اس امت کے آخری لوگ اسی طریقے سے درست ہو سکتے ہیں جس سے پہلے لوگ درست ہوئے ہیں۔''

لہٰذا اصلاح امت کے لیے ضروری ہے کہ ہم زندگی کے ہر میدان میں کتاب وسنت کو لازم پکڑیں، عقائد وعبادات اور اخلاق ومعاملات کو کتاب وسنت کی روشنی میں حل کرنے کی کوشش کریں اور مختلف پگڈنڈیوں کو چھوڑ کر کتاب وسنت کی شاہراہ اختیار کریں۔ اصلاح امت کا وہی طریقہ اپنائیں جو رسول اللہ ﷺ نے اختیار کیا تھا۔ چنانچہ ہماری اصلاح عقائد سے ہونی چاہیے جب تک عقیدہ درست نہیں ہوگا کوئی کوشش کارگر نہیں ہو سکتی۔ نبی ﷺ کی ۱۳ سالہ مکی زندگی اصلاح عقیدہ میں صرف ہوئی۔ آپ ﷺ یہی دعوت دیتے رہے:

(( یٰاَیُّهَا النَّاسُ قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ )) [1] ''اے لوگو! لا الہ الا اللہ کا اقرار کرلو۔''

اور قرآن کی مکی سورتوں سے یہ بات واضح ہے کہ ان میں بنیادی طور سے عقائد ہی پر زور دیا گیا ہے، دوسرے مسائل سے بہت کم تعرض کیا گیا ہے۔

لیکن آج ہمارے کچھ بھائی اوراد ووظائف اور فضائل ہی کو اصل دین سمجھ بیٹھے ہیں اور اپنی پوری قوت اسی پر صرف کر دیتے ہیں، اس کی خاطر من گھڑت روایات کو رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب کرنے میں ذرا خوف نہیں کھاتے اور شرک وبدعت کو رواج دینے میں لگے ہوئے ہیں۔ اور ہمارے کچھ بھائی عقائد وعبادات اور اعمال کی ہر بات کو فروعی مسئلہ قرار دے کر رد کر دیتے ہیں اور امت کو سیاسی حیثیت سے مستحکم کرنے کو دین کا اولین تقاضا سمجھتے ہیں اور ارکان اسلام کو وسائل و ذرائع قرار دے کر اس کی اہمیت کو نوجوانوں کے اندر سے ختم کیا جا رہا ہے۔ احادیث صحیحہ میں تشکیک اور صحابہ پر ریمارکس ایک عام بات ہو چکی ہے۔ ان حالات میں وقت کا تقاضا ہے کہ عوام کو صحیح راستے کی رہنمائی کی جائے اور انھیں کتاب وسنت کے قریب لایا جائے اور صحیح ومدلل عقیدہ کتاب وسنت کی روشنی میں ان کے سامنے پیش کیا جائے، تاکہ ایک طرف کتاب وسنت کی عظمت ان کے دلوں میں بیٹھے اور دوسری طرف عقیدہ جو مختلف آلائشوں سے آلودہ ہے، اس کی صفائی ہو سکے اور وہ اپنی اصلی شکل میں نکھر کر سامنے آجائے۔

انجینئر ارشاد اللہ مان

شیخوپورہ ۳ نومبر ۲۰۰۵ء

---

[1] مسند أحمد : ۳/ ۴۹۲، ۴/ ۳۴۱۔ صحیح ابن حبان : ح : ۶۵۶۲۔ السنن الکبریٰ للبیھقی: ۱/ ۷۶، ح : ۳۵۸۔ المستدرك الحاکم : ۱/ ۶۱

# مصنف کی دیگر کتب

عنقریب منظر عام پر آ رہی ہیں

① توحید اور شرک کنز الایمان کے آئینے میں
② توحید فی الحکم اور شرک فی الحکم...... کنز الایمان کے آئینے میں
③ توحید فی العبادت اور شرک فی العبادت...... کنز الایمان کے آئینے میں
④ توحید فی الذات اور شرک فی الذات...... کنز الایمان کے آئینے میں
⑤ توحید فی التصرف اور شرک فی التصرف...... کنز الایمان کے آئینے میں
⑥ اہل سنت والجماعت کون؟...... کنز الایمان کے آئینے میں
⑦ فقہ حنفی کے وہ مسائل جو قرآن کے خلاف ہیں
⑧ فقہ حنفی کے وہ مسائل جو صحیح احادیث کے خلاف ہیں
⑨ کنز الایمان کے کارنامے
⑩ دیوبندی اور بریلوی ایک ہی کشتی کے دو سوار
⑪ رفع الیدین پر مکمل تحقیق
⑫ عید میلاد النبی کا رد قرآن وحدیث اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں
⑬ میت پر سوگ...... قرآن وحدیث اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں
⑭ اللہ کہاں ہے؟...... قرآن وحدیث اور فقہ حنفیہ کی روشنی میں



## اپنا دامن توحید کے چمکتے موتیوں سے بھر لیں

ہر مسلمان خواہ وہ کسی بھی فرقہ ،مسلک ،گروہ ،سلسلہ یا جماعت سے تعلق رکھتا ہو......اس کتاب کو دل صاف کر کے حق کی تلاش کی جستجو اور باطل سے چھٹکارے کی تمنا رکھتے ہوئے، غیر جانبدار ہو کر پڑھے......ان شاء اللہ وہ گمراہی اور شرک و بدعت کے گھٹا ٹوپ اندھیروں میں حق کی شمع کو اپنے سامنے روشن دیکھے گا......اپنے دامن کو اللہ کریم کی خالص محبت اور رسول مکرم ﷺ کی کامل اطاعت کے جگمگاتے موتیوں سے بھرا ہوا پائے گا......حق کی تلاش کے جذبے سے یہ کتاب خود بھی پڑھیں اور دوسرے متلاشیان صراط مستقیم کو تحفتاً دیں ......یقیناً یہ تحفہ آپ کے لیے اور آپ کے دوست احباب کے لیے مالک کائنات کی رضا و خوشنودی کے حصول کا ذریعہ اور دلربا جنتوں میں داخلے کا باعث بن سکتا ہے۔ان شاء اللہ




دار التوحید
کراچی ○ پاکستان